

تاریخ ابنِ خلدون

حصہ پنجم

امیرانِ اندلس اور خلفائے مصر



ترجمہ
علامہ حکیم احمد حسین عثمانی

نفیس اکیڈمی - کراچی

تاریخ ابن خلدون

حصّہ پنجم

امیرانِ اندلس اور خلفائے مصر

امیر عبدالرحمٰن الداخل سے لے کر آخری دورِ زوال تک گلستان اندلس کی کہانی! ایک بے مثال تمدن کی ابتدا و انتہا، اور شرقی خلافت کے اندر فرقوں کی پیداوار، ترکوں کی یلغار اور فاطمیوں کے عروج و زوال کی عبرت ناک داستان

تصنیف رئیس المورخین علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون (۷۳۲ - ۸۰۸)

ترجمہ
علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

ترتیب و تبویب
شبیر حسین قریشی ایم اے

نفیس اکیڈمی

بلاسس اسٹریٹ کراچی
کراچی ۱ پاکستان

قیمت:- بائیس ۲۲ روپیہ

کتاب العبر و دیوان المبتدا و الخبر من احوال العرب والعجم والبربر و من عاصرھم من ملوک التتر یعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ کا اُردو ترجمہ

بہ اہتمام —— خالد اقبال گاہندری

اشاعت اوّل —— نفیس اکیڈمی کراچی —— نومبر ۱۹۶۶ء

ٹیلیفون —— ۲۳۲۹۵۶

مطبوعہ

انٹرنیشنل پریس، کراچی

☆

۳

مصر و اندلس کے مسلمان فرمانروا

از:- محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ ابن خلدون کا پانچواں حصہ امیرانِ اندلس اور مصر کے مملوک سلاطین پر مشتمل ہے اور یہ دونوں دور گوناگوں وجوہ کی بنا پر عالمی تاریخ میں بڑی فوجی، سیاسی اور ثقافتی اہمیت رکھتے ہیں:۔

ظہورِ اسلام سے پہلے "روئے زمین کے تمام راستے رومۃ الکبریٰ ہی کو جاتے تھے!" افریقہ سے سونا، ہیرے اور ہاتھی دانت، مصر سے روئی اور گیہوں، ہندوستان سے جواہر، خشک میوہ، خوشبودار گرم مسالے، چین سے ریشمی کپڑے اور فغفوری برتن، ختن سے مشک عنبر، سمرقند سے سمور، ایران سے پھل پھول اور دمشق سے جڑاؤ خنجر اور تلواریں خراج کے طور پر قافلہ در قافلہ روم بھیجے جاتے تھے اور خراج کے انباروں سے لدے پھندے یہ بے بس قیدی قافلے الامان الحفیظ یہ سارا ساز و سامان مشرقی فرمانرواؤں، شہزادوں، امیروں اور وزیروں کے سروں پر لادا جاتا تھا۔ ان کے پاؤں میں بھاری بیڑیاں پڑی ہوتیں اور کلغی دار خود پوش، نیزہ بردار رومی شہسوار اپنے چابکوں کی چمک سے ان کی قطار کبھی دھیمی نہ پڑنے دیتے۔

لیکن افریقہ کے نامور گورنر اور یورپ کے نامور فاتح موسیٰ بن نصیر کے جواں سال جواں بخت لفٹیننٹ طارق بن زیاد نے صرف سات ہزار مجاہدوں کے ساتھ بحیرۂ روم پار کر کے اندلس کی تسخیر کے بعد اس صدیوں پرانی تاریخ کا رخ ہی بدل ڈالا۔ اب یورپی تاجداروں، سپہ سالاروں، سرداروں، جاگیرداروں اور سفید فام کنیزوں کے قافلے دمشق کی طرف مڑ گئے۔ اور کائنات کے پُراسرار شہسواروں کے قدم ابھی پوری طرح اندلس میں جمنے بھی نہ پائے تھے کہ جہانبانوں کی ایک ٹولی نے قیصرِ روم کی آخری پناہ گاہ جزیرۂ صقلیہ سسلی کی طرف لگام اٹھائی اور ان کے راہواروں کی ٹاپیں خلیج مسینا کے پار، کنواری ماں کے شہر روم اور پاپائے اعظم کے "آسمانی پایۂ تخت" ویٹیکن میں صاف سنائی دینے لگیں۔ اور ان کی دوسری لہر اندلس کو فرانس سے کاٹنے والے کوہستانِ پیری نیز کو پھلانگتی، ناربون کو پامال کرتی، بورڈیو سے لپکتی، فرانس اور جرمنی کی سرحد پر دریائے طورس کے کنارے سے جا ٹکرائی۔ یہاں ایک وحشی جرمن سردار، چارلس مارٹل۔ ہتھوڑا۔ نے پورے یورپ کو ایک جھنڈے تلے جمع کر کے عرب شہسواروں کا راستہ روکا۔ اگر مسلمان اس میدان میں کامیاب ہو جاتے تو بقول گبن "آج آکسفرڈ اور کیمبرج میں انجیل کی بجائے قرآن اور سینٹ پال کے کلیسا میں گھنٹیوں کی جگہ اللہ اکبر کی صدا گونج رہی ہوتی:" توحید کے متوالے رودبار انگلستان کے پار جزائر برطانیہ کو اپنی سلطنت میں شامل کرتے یا وسطی اور مشرقی یورپ سے قسطنطنیہ اور انطاکیہ کے راستے دوبارہ شام میں داخل ہوتے۔ مگر داخلی حالات کے غیر متوقع پلٹے نے انہیں کسی طرف قدم اٹھانے کا موقع نہ دیا کیونکہ بنو عباس نے اچانک شب رنگ پرچم کھولے اور اموی سلطنت کو ان میں لپیٹ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا! مقتدر بنی عباس کے مضبوط، لمبے بازوؤں سے اموی خاندان کے نامور فرمانروا ہشام کے اٹھارہ سالہ پوتے عبدالرحمن کا بچ نکلنا اور پانچ برس کی پریشان گردی کے بعد الداخل کے لقب سے اندلس میں آ قدم جمانا بھی اپنی جگہ عظیم الشان کارنامہ ہے، لیکن اس بے یار و مددگار نوجوان نے براعظم یورپ میں جس مثالی اسلامی سلطنت کی داغ بیل ڈالی، تاریخ اس پر قیامت تک ناز کرتی رہے گی۔ اسی عبدالرحمن کو منصور السفاح جیسے دشمن نے بھی "شاہین قریش" کے خطاب سے

لرزا اور اطمینان کا سانس لے کر کہا: "شکر ہے، میرے اور اس ہولناک دشمن کے درمیان بحیرۂ روم حائل ہے!"

عبدالرحمٰن کے جانشینوں نے قرطبہ اور غرناطہ میں دار العلوم قائم کئے اور انھی یونیورسٹیوں سے فارغ التحصیل عیسائی شہزادوں اور بطریقوں نے یورپ کی ہزار ہا سالہ جہالت یک سر ختم کر کے "نشاۃ ثانیہ" کی شاہراہ ہموار کی۔ اندلس نے ابن ہشام جیسے عالم و فاضل فرماں روا، ابن ابی عامر جیسے شمشیر زن سیاست داں، ابن زیدون اور ابن بدرون جیسے آفاق گیر شاعر، ملکہ رمیکیہ اور ولادہ جیسی روشن خیال شہزادیاں، ابن طفیل، ابن رشد، ابن الخطیب جیسے حکیم و طبیب در محی الدین ابن العربی جیسے عظیم مفکر اور صوفی پیدا کئے۔ انہی لوگوں کی خوشہ چینی سے دانتے، گوئٹے، ہیگل، کانٹ، نطشے اور برگساں جیسے حکیموں نے مغربی افکار میں انقلاب عظیم برپا کیا۔ اور بالآخر وہ ٹل لمحہ سر پر آ گیا جب فرڈی نینڈ اور ازابیلا نے شادی رچاتے ہی اندلس کو "مسلمان کافروں" سے پاک کرنے کی قسم کھائی اور اندلس کے لٹے پٹے مہاجر قافلے ابھی افریقہ کے ساحل پر اترنے بھی نہ پائے تھے کہ پاپائے روم نے "ڈینیوب سے ٹیوڈ تک براعظم یورپ کے طول و عرض میں نعرہ بلند کیا۔ "صلیب بردارو! یروشلم کو مسلمانوں سے بزور شمشیر چھین لو!" جرمن کے نوجوان شہنشاہ بوہیمنڈ، فرانس کے فلپ اور انگلستان کے شیر دل رچرڈ کی قیادت میں چھ لاکھ آہن پوش لشکر کا سیلاب خلیج طبریہ سے بیت المقدس کی دیواروں تک پھنکارتا ہوا بڑھا لیکن ایک مرد مجاہد سلطان صلاح الدین ایوبی کی صرف ایک ہی کاری ضرب نے اس طوفان کا رخ موڑ کر رکھ دیا۔ اور مغرب کو لپ پا کرنے والے اس نامراد طوفان کے بادل چھٹنے بھی نہ پائے تھے کہ مشرق سے خان اعظم چنگیز خاں کے پیچھے وحشی تاتاریوں کا ایک ہولناک ٹڈی دل نمودار ہوا اور سمرقند سے شیراز اور کوہ قاف کے دامن سے ہندوکش کی چوٹیوں تک جس جس راستے سے گزرا، زندگی کے ہر عنوان کو مٹاتا چلا گیا توحید پرستوں کو مٹانے کے لئے صلیب برداروں نے بے دین تاتاریوں سے رشتہ جوڑا، جارجیا کے ایک راہب کی بٹی سیتور قوقطی کو خان اعظم کے بیٹے اوغدائی خاقان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ہلاکو اسی عورت کا بیٹا تھا جب اس نے دادا کے پرچم اور باپ کی تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھا اس وقت کا ملا قرم سے قصر الذہب۔ بغداد میں خلیفہ کا خاص محل تک نوجوان فاتح کے راستے میں کوئی رکاوٹ موجود نہ تھی!

تاتاری بھانجے اور عیسائی ماموں کے درمیان طے پایا کہ مشرق سے تاتاری شہسوار آگے بڑھیں اور مغرب سے یورپ کا متحدہ جنگی بیڑا، اور دونوں لشکر ارض مقدس کے میدانوں میں ایک دوسرے سے آملیں۔ ہلاکو تو اپنے منصوبے کے عین مطابق بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجانے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن مصر کے مملوک سلطان رکن الدین بیبرس نے متحدہ مسیحی بیڑے کو فلسطین کے ساحل پر اترنے کی مہلت نہ دی اور صلاح الدین ایوبی کے بیت المقدس کو صلیب کے سائے سے پاک کرتا، شام کے میدانوں میں خیمہ زن تاتاری لشکر تک بے روک ٹوک آپہنچا۔ بیبرس کی جانبازی اور سرفروشی نے خان اعظم کے پوتے کو اس قدر بدحواس کر دیا کہ وہ لشکر کے تیار ہونے کا بھی انتظار نہ کر سکا اور انھیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہی کوہستان التائی کی برف پوش چوٹیوں کو بھاگ نکلا۔

اسی قسم کے لاکھوں دلچسپ واقعات اور ابن خلدون جیسے محقق مورخ کا انداز بیان سونے پر سہاگہ۔ ترجمہ رواں بے ساختہ اور بامحاورہ ہے۔ مطالعہ فرمائیے۔

فہرست امیران اندلس اور خلفائے مصر

باب ۵۰

باب ۵۱

باب ۵۲

باب ۵۳

باب ا

امیران اندلس اور خلفائے مصر

دولتِ علویہ

علوی تحریک کا پس منظر

دولت علویہ میں سے پہلے ہم ادارسہ کی حکومت کے حالات لکھیں گے جو المغرب الاقصیٰ میں تھی۔ ہم اوپر شیعان اہل بیت علی کرم اللہ بن ابی طالب، ان کے دونوں صاجزادوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالات بیان کر آئے ہیں اور ان واقعات کو تحریر کر چکے ہیں جو ان کے شیعوں پر کوفہ میں گزرے۔ حسن بن علی کی تسلیم امارت کے اسباب، کوفہ میں زیاد کے نظام حکومت کی درہمی کے اسباب اور اس کے بانیوں کے مارے جانے کے تذکرے بھی (از انجملہ حجر بن عدی اور جو اس کے ساتھی تھے) ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ پھر انہی شیعانِ اہل بیت نے معاویہ کی دفات کے بعد حسین بن علی کو کوفہ میں بلایا چنانچہ وہ تشریف لائے اور ان کی شہادت کا جو واقعہ مقام کربلا میں پیش آیا وہ مشہور ہے۔ اس واقعہ کے بعد شیعوں کو ان کی امداد نہ کرنے اور خاموشی اختیار کرنے سے ندامت ہوئی۔ یزید کی وفات اور مروان کی بیعت کے بعد شیعوں نے ندامت دور کرنے کی غرض سے خروج کیا عبید اللہ بن زیاد بھی کوفہ کی فوجوں کو آراستہ کر کے اس ہنگامہ کے فرو کرنے کے لئے نکلا۔ شیعوں نے سلیمان بن صرد کو اپنا امیر بنا لیا تھا۔ اطراف شام میں عبید اللہ بن زیاد کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ ایک سخت اور خوں ریز جنگ کے بعد سب کے سب پامال کر دیئے گئے۔ اس کے بعد مختار بن ابو عبید نے کوفہ میں محمد بن حنفیہ کے اتباع میں خون حسین کے مطالبہ کا اظہار کر کے بغاوت کر دی۔ اس بنا پر کل شیعوں نے اس کا ساتھ دیا اور اپنے کو شرطۃ اللہ (یعنی اللہ کی پولیس) سے موسوم کیا۔ عبید اللہ بن زیاد نے مختار پر دھاوا کیا مختار نے اسے شکست دے دی اور اثناء دار و گیر میں اسے مار ڈالا۔

ان واقعات سے مختار کا دماغ پھر گیا۔ محمد بن حنفیہ کو اس کی خبر لگی۔ بیزاری کا خط لکھ

بھیجا۔ مختار ان کی ہوا خواہی چھوڑ کر عبداللہ بن زبیر کے ساتھ ہو گیا تب شیعوں نے زید بن علی بن حسین کو ہشام بن عبدالملک کے عہد حکومت میں خلافت کی بیعت کرنے کے لئے کوفہ بلا بھیجا۔ یوسف بن عمر والی کوفہ نے انھیں قتل کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔ یحییٰ بن زید نے جرجان (مضافات خراسان) میں حکومت کے خلاف بغاوت کی۔ ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ قتل اور صلیب پر چڑھائے جانے کا پیش آیا جو ان کے والد زید کے ساتھ پیش آیا تھا۔ غرض اہل بیت کی خونریزی کا سلسلہ چاروں طرف پھیلا ہوا تھا جس کو آپ دولت امویہ اور عباسیہ کے عہد حکومت کے ضمن میں پڑھ آئے ہیں۔

رافضی فرقہ

پھر شیعوں میں امام اور امام کی تعین کے سلسلے باہم اختلاف پیدا ہوا جس سے ان کے باہمی مذہب میں بھی سخت اختلاف پیدا ہو۔ بعض امامیہ اس امر کے قائل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے باعث علی کرم اللہ ابن ابی طالب امام ہیں اور اسی بنا پر ان کو وصی کا لقب دیتے ہیں اور شیخین (یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ) سے بیزاری اور تبرا کرتے ہیں کیونکہ انھوں نے ان کے خیال کے مطابق علی کو اپنا حق حاصل کرنے سے روکا تھا۔ انہی امامیہ نے زید شہید سے جب کہ ان کو کوفہ میں طلب کیا تھا اس مسئلے میں جھگڑا کیا تھا چونکہ جناب موصوف نے شیخین سے بیزاری ظاہر نہیں کی اور نہ ان سے تبرا کیا اس وجہ سے امامیہ نے ان کی رفاقت ترک کر دی۔ اسی باعث وہ رافضی کے نام سے موسوم ہوئے۔

زیدیہ فرقہ

انھیں میں سے ایک فرقہ زیدیہ کہلاتا ہے جو بنی فاطمہ کی امامت کا قائل ہے۔ یہ فرقہ علیؓ اور ان کے بیٹوں کو کل صحابہ پر بہ چند شرائط فضیلت دیتا ہے۔ شیخین کی امامت اس کے نزدیک صحیح ہے باوجودیکہ علی کرم کو سب سے افضل جانتا ہے۔ زید شہید اور ان کے متبعین کا یہی مذہب ہے۔ یہ فرقہ افراط و تفریط سے بہت دور اور جادۂ اعتدال سے اور شیعوں کی بہ نسبت زیادہ قریب ہے۔

کیسانیہ فرقہ

انھیں میں سے ایک فرقہ کیسانیہ ہے۔ منسوب بہ کیسان۔ اس فرقہ کا یہ اعتقاد ہے کہ حسن و حسین کے بعد محمد بن حنفیہ اور ان کے لڑکے امام برحق ہوئے اسی فرقہ سے ایک دوسری شاخ شیعان بنی عباس کی نکلتی ہے۔ جو اس امر کے قائل ہیں کہ ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ کی وصیت کے مطابق امامت محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کی طرف منتقل ہو گئی۔ غرض مذہب شیعہ میں باہم بہت سے اختلافات پیدا ہوئے اور طرح طرح کے مذاہب

نکلے اور اختلاف اعتقادات و مذاہب کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ ناموں سے موسوم ہوتے۔ کیسانیہ جو بنی حنفیہ کے گروہ سے تھے وہ اکثر عراق اور خراسان میں رہے۔ جس وقت بنی امیہ کی حکومت میں خلل اور ضعف پیدا ہوا اس وقت اہل بیت نے مدینہ میں جمع ہو کر محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علیؓ کی خلافت کی پوشیدہ طور سے بیعت کی اور سب نے انھیں اپنا خلیفہ اور سردار تسلیم کیا۔ اس جلسہ میں ابوجعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب یعنی المنصور بھی شریک تھا اور اہل بیت کے ساتھ اس نے بھی محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ کی بیعت کی تھی۔ اس کے بعد ان لوگوں نے اس وجہ سے کہ منصور میں دانائی اور تدبر کا مادہ زیادہ تھا اسے اپنا پیشوا بنا لیا۔ اسی وجہ سے امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ نے جس وقت ابوجعفر عبداللہ نے حجاز سے بغاوت کی تھی، مخالفت کی تھی۔ محمد بن عبداللہ کی امامت کو ابوجعفر عبداللہ کی امامت سے زیادہ صحیح اور قابل استناد بتلایا تھا کیونکہ اس کے پیشتر محمد بن عبداللہ کی بیعت منعقد ہو گئی تھی اگرچہ شیعہ کے نزدیک زید بن علی کی وصیت کے مطابق حکومت پھر اس کی طرف منتقل ہو گئی تھی۔ مگر امام مالک و امام ابوحنیفہ انھیں کی فضیلت کے قائل رہے اور انھی کے استحقاق کو قابل ترجیح سمجھتے رہے۔ گو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی وجہ سے ابوجعفر منصور کے عہد حکومت میں ان کو طرح طرح کے مصائب اٹھانے پڑے۔ امام مالک کو طلاق مکرہ و مجبور کے فتویٰ پر پٹوایا گیا اور امام ابوحنیفہ کو عہدۂ قضا نہ قبول کرنے پر جیل میں ڈال دیا گیا۔

ابوجعفر منصور اور محمد بن عبداللہ

جس وقت دولت و حکومت نے بنی امیہ سے منہ پھیر لیا، بنی عباسیہ کا دور حکومت آگیا اور تخت خلافت پر ابوجعفر منصور جلوہ افروز ہوا اس وقت لوگوں نے اس سے بنی حسن بن علیؓ بن ابی طالب کی بابت یہ منسوب کیا۔ کہ محمد بن عبداللہ علم مخالفت بلند کرنے والا ہے اس کے دعاۃ (ایلچی) خراسان میں پھیل گئے ہیں۔ اسی بنا پر منصور نے بنی حسن اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر لیا۔ چنانچہ حسن، ابراہیم، جعفر، قائم، موسیٰ بن عبداللہ، سلیمان و عبداللہ پسران داؤد اور محمد و اسمٰعیل و اسحاق پسران ابراہیم بن حسن کو مع چند ایک معززین اہل بیت کے گرفتار کر کے کوفہ کے باہر قصر ابن ہبیرہ میں قید کر دیا۔ اسی قید کی حالت میں رفتہ رفتہ یہ سب کے سب وفات پا گئے۔ ان لوگوں کی گرفتاری کے بعد محمد بن عبداللہ کی جستجو ہونے لگی۔ محمد بن عبداللہ نے یہ خبر پا کر ۱۴۵ھ میں مدینہ سے بغاوت کی اور اپنے بھائی ابراہیم کو بصرہ بھیجا۔ چنانچہ ابراہیم نے بصرہ، اہواز اور فارس پر قبضہ کر لیا۔ حسن بن معاویہ کو مکہ روانہ کیا۔ حسن نے

مکہ پر قبضہ کر لیا اور ایک عامل کو یمن روانہ کیا۔ غرض اپنی خلافت کی علانیہ دعوت دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا اور اپنے کو "مہدی" کے لقب سے ملقب کیا لوگ اس کو "النفس الزکیہ" کے خطاب سے مخاطب کرتے تھے۔ اس نے رباح بن عثمان مری عامل مدینہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

ابو جعفر منصور اور مہدی کی خط و کتابت

ابو جعفر منصور کو اس کی خبر ہوئی، اور اسے مہدی کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ محسوس ہوا۔ روک تھام کی غرض سے ایک خط لکھ بھیجا جو کتب تواریخ میں مرقوم اور مؤرخین کے نزدیک مشہور ہے منصور نے اس خط میں بسم اللہ کے بعد تحریر کیا تھا۔

من عبد اللہ امیر المومنین الی محمد بن عبد اللہ اما بعد فانما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادًا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم۔ الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم فاعلموا ان اللہ غفور رحیم وان لک ذمۃ اللہ وعھدہ ومیثاقہ ان تبت من قبل ان نقدر علیک ان نؤمنک علی نفسک وولدک واخوتک ومن تابعک وجمیع شیعتک وان اعطیک الف الف درھم وانزلک من البلاد حیث شئت واقضی لک ما شئت من الحاجات وان اطلق

از طرف امیر المومنین عبد اللہ بخدمت محمد بن عبد اللہ۔ اما بعد بے شک ان لوگوں کی یہی سزا ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے لڑتے ہیں اور دنیا میں فساد برپا کرتے رہتے ہیں کہ وہ مار ڈالے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں الٹی جانب سے کاٹے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں یہ تو ان کی دنیا کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ مگر جن لوگوں نے تمہارے ہاتھ آجانے سے قبل توبہ کر لی ہو۔ پس جان لو کہ اللہ غفور الرحیم ہے۔ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کا عہد و میثاق اور واسطہ ہے کہ اگر تم نے اس سے قبل کہ ہم تم پر قابو پائیں توبہ کر لی تو ہم تمہیں اور تمہارے لڑکوں، تمہارے بھائیوں، تمہارے تابعداروں اور تمہارے تمام گروہ والوں کو امان دیتے ہیں اور تم کو ایک لاکھ درہم دیتے ہیں اور جہاں تمہیں پسند ہو وہاں تمہیں سکونت کی اجازت

من يحسن من اهل بيتك وشيعتك وانصارك ثم لا اتبع احدا منكم بمكروه وان شئت ان تتوثق لنفسك فوجه الى من يأخذ لك من الميثاق والعهد والامان ما احببت والسلام من عبد الله.

ہو گی اور تمہاری جس قسم کی ضرورتیں ہوں گی سب پوری کریں گے تمہارے خاندان اور تمہارے مددگاروں کو قید کی مصیبت سے رہا کردیں گے اور اس کے بعد پھر کسی قسم کی برائی نہ کریں گے اور اگر تم اس کا اپنا ذاتی اطمینان کرنا چاہتے ہو تو ہمارے پاس ایسے شخص کو بھیج دو جو تمہارے لئے عہد واقرار اور امان جیسا بھی تم چاہو ہم سے لے لے والسلام

محمد بن عبداللہ محمد بن عبداللہ نے جواباً تحریر کیا جس میں بسم اللہ کے بعد یہ عبارت تحریر کی تھی:-

من عبد الله محمد المهدی امیر المومنین ابن عبد الله محمد اما بعد طسم تلك آيات الكتاب المبين نتلو عليك من نبأ موسى وفرعون بالحق لقوم يومنون ان فرعون علا فی الارض وجعل اهلها شيعا يستضعف طائفة منهم يذبح ابناءهم ويستحيى نساءهم انه كان من المفسدين ونريد ان نمن على الذين استضعفوا فی الارض ونجعلهم الوارثين ونمكن لهم فی الارض ونرى فرعون وهامان وجنودهما منهم ما كانوا يحذرون وانا اعرض عليك من الامان مثل الذى اعطيتنى فقد تعلم ان الحق حقنا وانما ادعيتم هذا

اللہ کے بندے محمد مہدی امیر المومنین ابن عبداللہ محمد کی طرف سے: اما بعد طسم یہ روشن کتاب کی آیات ہیں۔ ہم تجھ کو موسیٰ اور فرعون کا کچھ احوال سچائی کے ساتھ سناتے ہیں کہ ایمان والوں کے لئے یقین کا باعث ہو بے شک فرعون دنیا میں بہت بڑھ چڑھ رہا تھا اور وہاں کے لوگوں کو کئی جماعتوں میں تقسیم کر رکھا تھا ان میں سے ایک گروہ کو کمزور بنا دیا تھا ان کے لڑکوں کو مار ڈالتا تھا اور عورتوں کو زندہ رکھتا تھا بے شک وہ (فرعون) مفسدین سے تھا۔ اور ہم چاہتے تھے کہ ملک میں جو کمزور تھے ان پر احسان کریں اور انھی کو سردار بنائیں اور انھیں قائم مقام کریں اور ہم ملک میں ان کی حکومت قائم کردیں اور ہم فرعون وہامان اور اس کے لشکر کو وہ چیز دکھائیں جس کا وہ اندیشہ کرتے تھے اور میں تمہارے سامنے ویسی ہی امان پیش کرتا ہوں جیسی کہ تم نے ہم کو دی بے شک تم

الامر بنا ونهضتم فيهم بسعينا و
حزتموه بفضلنا وان عليا عليه
السلام كان الوصي والامام فكيف
ورثتموه دوننا ونحن احياء وقد
علمتم انه ليس احد من بني
هاشم يشد بمثل فضلنا و
لا يفخر بمثل قديمنا وحديثنا
ونسبنا ونسيبنا وانا بنو بنته
فاطمه في الاسلام من بينكم
فانا اوسط بني هاشم نسبا
وخيرهم امًّا وابًا لم تلدني
العجم ولم تعرف في امهات
الاولاد وان الله عز وجل
لم يزل يختار لنا فولد في
من النبيين افضلهم محمد صلی الله عليه
وسلم ومن اصحابه اقدمهم اسلامًا
واوسعهم علمًا واكثرهم جهادًا علي
بن ابي طالب ومن نسائه افضلهن
خديجة بنت خويلد اول من امن
بالله وصلى الى القبلة ومن بناته
افضلهن وسيدة نساء اهل
الجنة ومن المتولدين في الاسلام
سيد اشباب اهل الجنة - ثم قد
علمت ان هاشما ولد عليا مرتين
من قبل جدي الحسن والحسين ثم ازال

یہ جانتے ہو کہ یہ حق ہمارا حق ہے اور ہمارے
ہی وسیلہ سے تم نے اس کا دعوی کیا اور ہماری
ہی کوشش سے تم اٹھے اور ہماری بدولت
تم کامیاب ہوئے اور بے شک علی علیہ السلام
وصی اور امام تھے پس ہمارے ہوتے ہوئے تم
ان کے کیسے وارث ہوئے۔ یقینی طور پر تم جانتے ہو کہ
کوئی شخص بنی ہاشم میں سے ہمارے فضل کا دعویٰ
نہیں کر سکتا اور نہ ہمارے قدیم وجدید اور
نسب اور نسیب کی طرح فخر کر سکتا ہے ہم اسلام
میں نبی صلعم کی بیٹی فاطمہ کی اولاد میں سے ہیں پس ہم
بہ لحاظ نسب اوسط بنی ہاشم ہیں اور بہ اعتبار باپ
اور ماں کے اچھے ہیں نہ تو میرے نسب میں عجم کا
میل ہے اور نہ لونڈیوں کا اور بے شک اللہ عزوجل
ہمیں ممتاز بناتا چلا آیا ہے۔ پس میں اس سے
پیدا ہوا ہوں جو نبیوں میں سب سے افضل تھے
یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب
میں بہ لحاظ اسلام قدیم اور بہ اعتبار علم وسیع
اور کثیر الجہاد تھے یعنی علی کرم بن ابی طالب اور عورتوں
میں جو افضل ترین تھیں۔ یعنی خدیجہ بنت خویلد
جو سب سے پہلے ایمان لائیں اور قبلہ کی طرف
نماز پڑھی اور آپ کی لڑکیوں میں جو سب سے
افضل اور جنتی عورتوں کے سردار تھیں میں ان سے
پیدا ہوا ہوں اور فرزندان اسلام میں سے جو سردار
جوانان جنت ہیں۔ میں ان سے پیدا ہوا ہوں۔
بے شک تم جانتے ہو کہ بہ لحاظ میرے اجداد حسن و

الله یختارلی حتی اختارلی فی معنی النار فولدنی ارفع الناس درجۃ فی الجنۃ واھون اھل النار عذابا یوم القیامۃ فانا ابن خیر الاخیار وابن خیر الاشرار وابن خیر اھل الجنۃ وابن خیر اھل النار ولک عھد اللہ ان دخلت فی بیعتی ان اومنک علی نفسک و ولدک وکل ما اصبتہ الا حدا من حدود اللہ او حقا لمسلم او معاھد فقد علمت ما یلزمک فی ذلک فانا اوفی بالعھد منک واحری بقبول الامان فاما امانک الذی عرضت علی فھو ای الامان ھی امان ابن ھبیرۃ ام امان عمک عبد اللہ بن علی ام امان ابی مسلم۔

والسلام

حسین کے علی کا ہاشم سے دوہرا تعلق ہے پس اللہ تعالیٰ مجھے برابر ممتاز کراتا آیا ہے۔ حتی کہ میں دوزخیوں[1] میں بھی ممتاز رہا پس میں اس کا بیٹا ہوں جس کا جنت میں بڑا درجہ ہوگا اور اس کا بیٹا ہوں جس پر قیامت میں اور دوزخیوں[1] کی بہ نسبت کم عذاب ہوگا۔ چنانچہ میں خیر الاشرار اور بہترین اہل جنت اور بہترین اہل نار کا بیٹا ہوں اور اللہ درمیان میں ہے اگر تم میری بیعت قبول کرلو۔ تو میں تم کو اور تمہارے لڑکوں کو امان دیتا ہوں اور جو کچھ کرچکے ہو اس سے درگزر کرتا ہوں مگر حدود اللہ میں سے کسی حد سے یا کسی مسلمان کے حق یا معاہدہ کا ذمہ دار نہ ہوں گا تم خود جانتے ہو کہ اس سے تم پر کیا لازم آتا ہے میں تم سے زیادہ اقرار کا پورا کرنے والا ہوں اور میری ماں تمہاری ماں سے زیادہ قبول کرنے کے لائق ہے۔ اور تم جو مجھے امان دیتے ہو تو یہ کونسی امان ہے۔ آیا یہ امان ابن ہبیرہ والی امان ہے یا تمہارے چچا عبداللہ بن علی والی امان ہے یا ابو مسلم والی امان ہے۔ والسلام

منصور نے جواب میں یہ عبارت تحریر کی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من عبد اللہ امیر المومنین الی محمد بن عبد اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امیر المومنین عبداللہ کی جانب سے محمد بن عبداللہ کے نام۔ مجھے تمہارا خط ملا

---

[1] یہ ابوطالب کی جانب اشارہ ہے۔ حضور نے فرمایا ابوطالب کو میرے باعث دوزخ میں داخل نہ کیا جائے گا۔ صرف آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے۔

فقد اتانی کتابك وبلغنی کلامك
فاذا جل فخرك بالنساء لتضل
به الجفاۃ والغوغاء ولم یجعل
اللہ النساء کالعمومۃ ولا الا باء
کالعصبۃ والاولیاء وقد جعل
اللہ العم ابا و بدا بہ علی الولد
فقال جل ثناءہ عن نبیہ علیہ السلام
واتبعت اباءی ابراھیم واسماعیل
واسحاق ویعقوب ولقد علمت
ان اللہ تبارك وتعالی بعث محمداً
صلی اللہ علیہ وسلم وعمومتہ
اربعۃ فاجابہ اثنان احدھما ابی
وکفر بہ اثنان احدھما ابوك واما ما
ذکرت من النساء وقرابا تھن فلو
اعطی علی قرب الانساب وحق الاحساب
لکان الخیر کلہ لامنہ بنت وھب
ولکن اللہ یختار لدینہ من یشاء
من خلقہ واما ما ذکرت من فاطمۃ
ام ابی طالب فان اللہ لم یھد
احداً من ولدھا الی الاسلام ولو
فعل لکان عبد اللہ بن عبد المطلب
اولاھم بکل خیر فی الاخرۃ
والاولی واسعدھم بدخول
الجنۃ غدا ولکن اللہ ابی
ذلك فقال انك لا تھدی

اور تمہارا پیام پہنچا۔ تمہارا سب سے بڑا فخر عورتوں پر ہے جس سے عوام اور بازاری دھوکہ میں پڑتے ہیں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو چچاؤں اور باپوں اور عصبہ اور ولیوں کی طرح نہیں بنایا اور بلاشک اللہ نے چچا کو باپ کا قائم مقام بنایا ہے اور لڑکے کو اسی سے شروع کیا ہے اللہ جل شانہٗ اپنے نبی علیہ السلام کی زبان سے ارشاد فرماتا ہے اور اتباع کی میں نے اپنے آباء ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب کی۔ تمھیں خوب معلوم ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اس وقت ان کے چار چچا زندہ تھے دو نے اسلام قبول کیا ان میں سے ایک میرا باپ تھا اور دو نے انکار کیا۔ ان میں سے ایک تمہارا باپ تھا اور تم نے جو عورتوں اور ان کی قرابتوں کا ذکر کیا ہے تو اس کا حال یہ ہے کہ اگر نسب وحسب کے قرب وحق کا خیال کیا جاتا تو تمام خوبیاں آمنہ بنت وہب کو حاصل ہوتیں۔ لیکن اللہ اپنے دین کے لئے اپنی مخلوقات سے جسے چاہتا ہے پسند کر لیتا ہے اور تم نے جو فاطمہ مادر ابی طالب کا ذکر کیا ہے تو اس کا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لڑکوں میں سے کسی کو بھی اسلام نصیب نہیں کیا۔ اور اگر کسی کو اسلام کی ہدایت کرتا تو عبد اللہ بن عبد المطلب آخرت ودنیا کی کل بھلائیوں کے لئے زیادہ موزوں اور بروز قیامت جنت میں داخل ہونے کے بے حد مستحق تھے لیکن

من احببت ولكن الله يهدى من
يشاء۔ واما ما ذكرت من فاطمة
بنت اسد ام على بن ابى طالب
وفاطمة ام الحسين وان هاشما
ولد عليا مرتين وان عبد المطلب
ولد الحسن مرتين فخر الاولين رسول
الله صلى الله عليه وسلم لم يلده هاشم
الامرة واحدة واما ما ذكرت من
انك ابن رسول الله صلى الله عليه
وسلم فان الله عز وجل قد ابى ذلك
فقال ما كان محمد ابا احد من
رجالكم ولكن رسول الله وخاتم
النبين ولكنكم قرابة ابنته وانها
لقرابة غير انها امراة لا تحوز
الميراث ولا تجوز ان تؤم فكيف
تورث الامامة من قبلها ولقد
طلب بها ابوك من كل وجه
واخرجها تخاصم ومرضها سرا و
دفنها ليلا وابى الناس الا
تقديم الشيخين ولقد حضر
ابوك وفاة رسول الله صلى
الله عليه وسلم فامر بالصلوة
غيره ثم اخذ الناس
رجلا رجلا فلم ياخذوا

اللہ تعالیٰ نے اسے منظور نہ کیا۔ پس ارشاد کیا بے شک
تو جسے دوست رکھتا ہے اسے ہدایت نہیں کر سکتا
لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اور تم
نے جو فاطمہ بنت اسد مادر علی بن ابی طالب اور فاطمہ
مادر حسین کا ذکر کیا ہے کہ علی مادری اور پدری
دونوں جانب سے ہاشمی ہیں اور حسن کا عبدالمطلب
سے مادری اور پدری تعلق ہے اس کا جواب یہ ہے
کہ فخر الاولین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاشم
سے ایک ہی واسطہ قرابت ہے اور عبدالمطلب
سے بھی قرابت کا ایک ہی واسطہ ہے۔ اور تم نے
جو یہ تحریر کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا بیٹا ہوں اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
اس سے انکار کیا ہے ارشاد فرمایا ہے محمد تم میں سے
کسی کے باپ نہ تھے اور لیکن وہ رسول اللہ اور
خاتم النبیین تھے۔ ہاں تم آپ کی لڑکی کے ذریعہ سے
آپ کے قرابت دار ہو اور یہ قرابت قریبہ ہے مگر چونکہ
عورت کے ذریعہ سے ہے اس لئے نہ تو وہ میراث
کی مستحق ہے اور نہ امامت کر سکتی ہے۔
پس تم اس کے ذریعہ سے کس طرح امامت
کے وارث ہو سکتے ہو تمہارے باپ (علی) نے
ہر طرح سے اس کی کوشش کی اس کے لئے
لڑے جھگڑے اور درپردہ اس مرض کو پالے
رکھا مگر لوگوں نے شیخین (ابوبکر و عمر) ہی کو
امام بنایا۔ تمہارے باپ بوقت وفات

اباك فيهم ثم كان في
اصحاب الشورى فكل دفعة
عنها بايع عبد الرحمن عثمان
وقبلها عثمان وحارب
اباك طلحة والزبير ودعا
سعد الى بيعة فاغلق
بابه دونه ثم بايع معاوية
بعده وافضى امر جدك
الى ابيك الحسن فسلمه الى
معاوية بخرف ودراهم و
اسلم في يديه شيعته و
خرج الى المدينة فدفع
الامر الى غير اهله واخذ
مالا من غير حله فان
كان لكم فيها شئ فقد
بعتموه فاما قولك ان الله
اختار لك في الكفر فجعل
اباك اهون اهل النار عذابا
فليس في الشر خيار ولا من عذاب
الله هين ولا ينبغي لمسلم يومن
بالله واليوم الاخر ان يفتخر
بالنار وسترد فتعلم و
سيعلم الذين ظلموا اى
منقلب ينقلبون واما قولك
لم تلدك العجم ولم تعرف فيك

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے
مگر آنحضرت صلعم نے دوسرے شخص کو نماز
پڑھانے کا حکم دیا اس کے بعد بھی لوگ
یکے بعد دیگرے دوسرے شخص کو منتخب
کرتے گئے۔ لیکن تمہارے باپ کو منتخب
نہیں کیا پھر تمہارے باپ اصحاب شوریٰ
میں بھی شامل ہوئے ہر مرتبہ انتخاب سے
نکالے گئے۔ عبدالرحمن نے عثمان کی خلافت کی
بیعت کی اور عثمان نے اسے قبول کر لیا۔
تمہارے باپ طلحہ و زبیر سے لڑے اور سعد کو
اپنی بیعت کرنے کو بلایا۔ سعد نے دروازہ بند
کر لیا۔ اس کے بعد معاویہ کی بیعت کر لی
رفتہ رفتہ تمہارے دادا کی یہ کوشش تمہارے
باپ حسن تک پہنچی' انہوں نے کنگنوں اور درہم کے
بدلے حکومت معاویہ کو دیدی اپنے ہواخواہوں کو
معاویہ کے حوالہ کر کے آپ مدینہ چلے آئے حکومت ایک
نااہل کو دے ڈالی اور غیر حلال مال لے لیا پس اگر تمہارا
کوئی حق اس میں تھا بھی تو اسے تم نے فروخت کر ڈالا۔
تمہارا یہ کہنا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے کفر میں بھی ممتاز بنایا
ہے اور ہمارے باپ کو بہ نسبت اور اہل نار کے کمتر عذاب
میں رکھا ہے تو اصل یہ ہے کہ برائی میں بھلائی نہیں ہوتی
اور اللہ کا عذاب عذاب ہے کی حیثیت سے کسی صورت
میں کم نہیں (بلکہ وہ ہر صورت میں عذاب ہے) کسی مسلمان
کو جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو اپنے دوزخی
ہونے پر فخر نہ کرنا چاہیے اور تم عنقریب اسی پر سے گذرو گے تو

امهات الاولاد انك اوسط
بنی هاشم نسبا وخیرهم
اما وابا فقد ابنك فخرت
علی بنی هاشم طرا وقدمت
نفسك علی من هو خیر منك
اولا وآخرا واصلا و
فضلا فخرت علی ابراهیم
رسول الله صلی الله علیه وسلم
فانظر ویحك این تکون
من الله غدا وما ولد قبلکم
مولود بعد وفاة رسول الله
صلی الله علیه وسلم افضل
من علی بن الحسین وهو لام
ولد ولقد کان خیرا من
جدك حسن بن حسن احزانیه محمد
خیر من ابیك وجدته ام ولد
ثم ابنه جعفر وهو خیر ولقد
علمت ان جدك علیا حکم الحکمین
واعطاهما عهده ومیثاقه علی
الرضا بما حکما به فاجمعا علی خلعه
ثم خرج عمك الحسین بن علی علی
ابن مرجانة فکان الناس الذین
معه علیه حتی قتلوه ثم اتوا بکم علی
الاقتاب کالسبی المجلوب الی
الشام ثم خرج منکم غیر واحد

اسی میں جان لو گے اور جنھوں نے ظلم کیا ہے وہ بھی عنقریب جان جائیں گے کہ کس کروٹ لٹے پلٹے جائیں گے! اور تمھارا یہ کہنا کہ تم میں نہ تو کسی عجمی کا میل ہے اور نہ تم کنیز کے زادہ ہو اور یہ کہ تم بنی ہاشم میں باعتبار نسب اور مادر و پدر کے لحاظ سے سب سے بہتر ہو میں دیکھتا ہوں کہ تم نے کل بنی ہاشم سے اپنے کو بڑھا دیا اور تم نے اپنے آپ کو اس سے بھی بڑھا دیا جو تم سے اولاً، آخراً، اصلاً اور فضلاً بہتر ہے تم نے ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اپنے کو افضل بنا دیا۔ ذرا سوچو تو سہی افسوس ہے تم پر کل تمھاری کیا حالت ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تم میں کوئی شخص علی بن حسین سے افضل و بہتر پیدا نہیں ہوا اور وہ کنیزک کے بیٹے تھے اور بے شک وہ تمھارے دادا حسن بن حسن سے بہتر تھے ان کے بیٹے محمد تمھارے باپ سے افضل ہیں اور ان کی دادی کنیزک تھیں۔ اس کے بعد ان کے لڑکے جعفر ہوئے اور وہ بھی افضل ہیں تم کو معلوم ہوگا کہ تمھارے دادا علی نے دو حکم مقرر کئے تھے اور اپنی رضامندی سے یہ اقرار کیا تھا کہ جو کچھ وہ فیصلہ کریں گے ہم اسے تسلیم کریں گے پس ان دونوں حکموں نے ان کی معزولی پر اتفاق کر لیا اس کے بعد تمھارے چچا حسین بن علی نے ابن مرجانہ کے خلاف بغاوت کی۔ اتفاق یہ کہ جو لوگ ان کے ہمراہ تھے وہی مخالف بن گئے یہاں تک کہ انھیں قتل کر ڈالا اور تم لوگوں کو تجارتی لونڈی غلاموں کی طرح اونٹوں پر سوار کر کے شام لے گئے

فقتلتكم بنو امية وحرقوكم بالنار وصلبوكم على جذوع النخل حتى خرجنا عليهم فادركنا بثاركم اذ لم تدركوه ورفعنا اقداركم واورثناكم ارضهم وديارهم بعد ان كانوا يلعنون اباك في ادبار كل صلوة مكتوبة كما يلعن الكفرة فسفهنا هم وكفرناهم وبينا فضله واشدنا بذكره فاتخذت ذلك علينا حجة وظننت انا بما ذكرنا من فضل علي قد مناه على حمزة والعباس وجعفر كل اولئك مضوا سالمين مسلما منهم وابتلى ابوك بالدماء ولقد علمت ان ماثرنا في الجاهلية سقاية الحجيج الاعظم وولاية زمزم وكانت للعباس من دون اخوته فنازعنا فيها ابوك الى عمر فقضى لنا عمر بها وتوفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس من عمومته احد حيا الا العباس وكان وارثه دون بني عبد المطلب وطلب الخلافة غير واحد من بني هاشم فلم ينلها الا ولده فاجتمع للعباس انه ابو رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم الانبيا وبنوه القادة الخلفاء فقد ذهب بفضل القديم والحديث ولولا ان العباس اخرج الى بدر كرها لمات

اس کے بعد تم میں سے اکثر لوگوں نے بغاوت کی اور بنو امیہ نے ان کو مار ڈالا یا آگ میں جلایا اور سولی دے دی یہاں تک کہ ہم لوگوں نے ان سے بغاوت کی۔ پس ہم نے ان کو دبا لیا جب کہ تم ان کو نہ دبا سکے اور ہم نے تمھاری قدر بڑھائی اور ہم نے تم کو ان کے ملک اور زمین کا وارث بنایا اس سے پیشتر وہ لوگ تمھارے باپ پر ہر فرض نماز کے بعد لعنت کیا کرتے تھے جیسا کہ کفار پر لعنت کی جاتی ہے۔ پس ہم نے ان کو ذلیل اور رسوا کیا اور ان کی (یعنی علی) فضیلت بیان کی اور ان کے ذکر کو بڑھایا پس تم نے اسی کو ہمارے مقابلہ میں دلیل بنا لیا۔ اور تم نے یہ سمجھ لیا کہ ہم علیؓ کی فضیلت کی وجہ سے حمزہؓ اور عباسؓ اور جعفرؓ پر علیؓ کو مقدم کرتے ہیں یہ سب کے سب اچھے گئے اور ہر ابتلا سے محفوظ بھی رہے اور تمھارا باپ خونریزی میں مبتلا کیا گیا۔ تم کو معلوم ہے کہ جاہلیت میں ہماری عزت حاجیوں کو زمزم پلانا تھی اور زمزم کا متولی ہونا تھا اور یہ عباسؓ کے قبضہ میں تھا نہ کہ ان کے اور بھائیوں کے۔ اس معاملہ میں تمھارے باپ نے عمرؓ کے روبرو ہم سے جھگڑا کیا عمرؓ نے اس کا فیصلہ ہمارے حق میں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ان کے چچاؤں میں سے عباسؓ کے سوا کوئی زندہ نہ تھا پس یہی وارث ہوئے نہ اور بنی عبدالمطلب۔ بنی ہاشم میں سے اور لوگوں نے بھی خلافت کی خواہش کی مگر کسی کو اولاد عباسؓ کے علاوہ نصیب نہ ہوئی اس لحاظ سے

عماك طالب وعقيل جوعاً اويلبسان
جفان عتبة وشيبة ماذهب عنهما
العار والشنا ولقد جاء
الاسلام والعباس يموت
به طالب اصابتهم ثم فدى
عقيلا يوم بدر فعززناكم
فى الكفر وفديناكم من
الاسر وورثنا دونكم خاتم
الانبياء وادركنا بثاركم
اذ عجزتم عنه ووضعناكم
بحيث لم تضعوا انفسكم.

والسلام

عباس میں یہ امور جمع ہو گئے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کا شرف حاصل ہوا اور ان کے لڑکے خلیفہ ہوئے غرض جدید اور قدیم فضیلت عباس کو حاصل ہو گئی۔ اور اگر بدر میں عباس مجبوراً نہ شریک ہوتے تو تمہارے چچا طالب و عقیل بھوکوں مرجاتے یا عتبہ و شیبہ کے لگنوں کو چاٹا کرتے اصل یہ ہے کہ عباس نے ان کی عزت و آبرو رکھی۔ اسلام آیا تو یہی عباس طالب کے خبر گیراں ہے۔ جنگ بدر میں عقیل کا فدیہ دیا ہم نے کفر میں بھی تمہاری عزت بڑھائی فدیہ دے کر قید سے چھڑایا اور تمہارے سوا ہم خاتم الانبیاء کے وارث ہوئے تمہارا بدلہ ہم نے لیا جب کہ تم اس سے عاجز ہو گئے تھے اور ہم نے تم کو اس جگہ پر رکھا جہاں تم اپنے کو نہ رکھ سکتے تھے والسلام۔

محمد بن عبداللہ پر لشکر کشی

یہ تحریر روانہ کرنے کے بعد ابو جعفر منصور نے محمد بن عبداللہ سے جنگ کرنے کو اپنے عم زاد بھائی عیسیٰ بن موسیٰ بن علی کو روانہ کیا چنانچہ عیسیٰ نے ایک عظیم لشکر کے ساتھ محمد بن عبداللہ پر چڑھائی کی۔ مدینہ منورہ میں دونوں حریفوں میں صف آرائی ہوئی۔ پندرہ ماہ رمضان المبارک ۱۴۵ھ کو ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ میدان جنگ عیسیٰ کے ہاتھ رہا محمد بن عبداللہ مہدی کو شکست ہوئی اس کا بیٹا علی نامی سندھ کی طرف بھاگ گیا اور وہیں تا بقاء حیات مقیم رہا۔ دوسرا بیٹا عبداللہ اشتر روپوش ہو گیا اور اسی حالت روپوشی میں مر گیا۔ ان لوگوں کی حالت کو ہم نے کامل طور سے ابو جعفر منصور کے حالات کے ضمن میں لکھ دیا ہے۔

ابراہیم بن عبداللہ

اس کامیابی کے بعد عیسیٰ خلیفہ منصور کے پاس واپس آیا۔ منصور نے ایک دوسرا لشکر مرتب کر کے محمد مہدی کے بھائی ابراہیم سے لڑنے کو عیسیٰ روانہ کیا۔ اسی ۱۴۵ھ کے آخری ماہ ذی قعدہ میں ابراہیم اور عیسیٰ میں معرکہ آرائی ہوئی۔ اس معرکہ میں بھی ابراہیم کو شکست ہوئی اور اس دار و گیر میں مارا گیا جیسا کہ ہم خلیفہ منصور کے حالات میں تحریر کر آئے ہیں اُن لوگوں میں جو ابراہیم کے ساتھ اس لڑائی میں کام آئے عیسیٰ بن زید بن

علی بھی تھا۔

ابن قتیبہ کا خیال ہے کہ عیسیٰ بن زید بن علی نے ابومسلم کے قتل کے بعد منصور کی مخالفت کا علم بلند کیا تھا اور ایک لاکھ بیس ہزار فوج سے منصور کے مقابلہ پر آیا تھا۔ دونوں حریفوں میں مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ منصور کو بھی اضطراب پیدا ہو گیا اور اس نے میدان جنگ سے بھاگ جانے کا قصد کیا۔ لیکن اچانک جنگ کا پانسہ کچھ ایسا پلٹا کہ عیسیٰ کو شکست ہوئی اور وہ ابراہیم بن عبداللہ کے پاس بصرہ بھاگ گیا اور وہیں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ عیسیٰ بن موسیٰ بن علی نے ان پر چڑھائی کی اور ان دونوں کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

حسین بن علی کی بغاوت

اس کے بعد ۱۶۹ھ زمانہ خلافت مہدی میں بنی حسن سے حسین بن علی بن حسن بن حسن بن علیؓ ابن ابی طالب نے مدینہ منورہ میں حکومت کے خلاف سر اٹھایا آل محمد کی حمایت میں لوگوں نے ان کی بیعت کی۔ سامان سفر درست کر کے مکہ کا راستہ لیا۔ خلیفہ ہادی کو اس کی خبر لگی محمد بن سلیمان بن علی کو جو اتفاق وقت سے بقصد حج بصرہ سے دارالخلافت آیا ہوا تھا۔ یوم ترویہ کو حسین بن علی کے ساتھ جنگ پر مامور کیا۔ مکہ سے تین میل کی مسافت پر مقام فجہ میں مقابلہ ہوا میدان محمد بن سلیمان کے ہاتھ رہا حسین بن علی مع اپنے اعزہ کے مارے گئے باقی ماندہ بہ ہزار خرابی اپنی اپنی جان بچا کر بھاگے جن میں ان کا چچا ادریس بن عبداللہ بھی تھا۔ ادریس نے میدان جنگ سے بھاگ کر مصر میں جا کر دم لیا۔

ادریس بن عبداللہ

مصر کے محکمہ خبر رسانی پر ان دنوں واضح خادم صالح بن منصور معروف بہ مسکین مامور تھا چونکہ اس کا شیعیت کی جانب میلان تھا اس لئے وہ ادریس کے آنے کی خبر پا کر اس کے پاس گیا جہاں کہ وہ روپوش تھا اور اسے ڈاک کے گھوڑوں کے ذریعہ سے مغرب کی طرف روانہ کر دیا اس کے ہمراہ اس کا خادم راشد بھی تھا ۱۷۲ھ میں بولیلی میں جا کر مقیم ہوا۔ بولیلی میں ان دنوں اسحاق بن محمد بن عبدالحمید امیر اوربہ موجود تھا جو قبیلہ برابر کا ایک نامور شخص تھا اس نے ادریس کی بڑی خاطر داری کی اور عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ بربر کو جمع کر کے اس کی خلافت کی ترغیب دی بالآخر اسحاق خلافت عباسیہ سے منحرف ہو کر ادریس کا مطیع ہو گیا۔ بربریوں نے بھی اپنے سردار کے مائل ہو جانے سے ادریس کی بیعت کر لی اور اس کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔ اس زمانہ میں مغرب میں مجوسی بھی رہتے تھے بربریوں نے ان سے معرکہ آرائی کی متعدد لڑائیاں ہوئیں حتیٰ کہ وہ لوگ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور ادریس المغرب الاقصیٰ

پر کامیابی کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ اس کے بعد ۱۷۳ھ میں تلمسان پر بھی قبضہ کرلیا اور رفتہ رفتہ ملوک زناتہ نے اس کے عَلم حکومت کے آگے گردن اطاعت جُھکا دی اور اس کی حکومت و دولت کو کامل طور سے استقلال واستحکام حاصل ہوگیا ابراہیم بن اغلب والی قیروان نے خلیفہ رشید کو اس کی اطلاع دی۔

ادریس بن عبداللہ اور شماخ

خلیفہ رشید نے خلیفہ مہدی کے خادموں میں سے سلیمان بن حریر معروف بہ شماخ نامی ایک خادم کو اپنا خط دے کر ابراہیم کے پاس قیروان روانہ کیا ابن اغلب نے پروانہ راہداری دے کر المغرب الاقصیٰ جانے کی اجازت دیدی چنانچہ شماخ نے المغرب الاقصیٰ میں جاکر ادریس کے پاس قیام کیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں علم خلافت عباسیہ سے بیزار ہوکر طالبیوں کی حکومت کے سایہ میں قیام کرنے کے لئے آیا ہوں۔ امام ادریس نے شماخ کو اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کرلیا۔ شماخ اپنی عمدہ کارگزاریوں سے ادریس کی آنکھوں میں ایسا عزیز ہوگیا کہ وہ سب کچھ اسی کی آنکھوں سے دیکھنے لگا۔ چند روز بعد ادریس کو دانتوں کے درد کی شکایت پیدا ہوئی۔ شماخ نے دوا میں زہر ملا کر دانتوں پر ملنے کو دیا۔ جوں ہی ادریس نے اس دوا کو دانتوں پر ملا اسی وقت اس کا دم گھٹ گیا اور اس طرح سے جیسا کہ مؤرخین کا خیال ہے ادریس کی موت واقع ہوئی۔ ۱۷۵ھ کا یہ واقعہ ہے۔ مرنے کے بعد ادریس بولیلی ہی میں دفن کیا گیا۔ اور شماخ دوا دے کر ڈر کے مارے بھاگ نکلا۔ راشد نے پیچھا کیا۔ وادی ملویہ میں شماخ سے جا بھڑا دونوں میں دو دو ہاتھ چلے۔ راشد نے شماخ کا ایک ہاتھ بیکار کردیا مگر شماخ نے جوں توں وادی کو طے کرکے اپنی جان بچائی۔

ابن ادریس

بربریوں نے ادریس کی موت کے بعد اس کے بیٹے ادریس کی بیعت کی اور اس کی اطاعت وفرماں برداری میں سرگرمی سے کام لینے لگے۔ رفتہ رفتہ افریقہ اور اندلس کے اکثر عرب المغرب الاقصیٰ میں ادریس بن ادریس کے پاس چلے آئے جس سے ادریس کی قوت بڑھ گئی اور بنو اغلب امراء افریقہ اس کی مدافعت نہ کرسکے نتیجہ یہ ہوا کہ ادریس اور اس کی آیندہ نسلوں کے قدم استحکام کے ساتھ المغرب الاقصیٰ کی حکومت پر جم گئے اور ایک دولت وحکومت قائم کرلی یہاں تک کہ ابو العالیہ اور اس کی قوم مکناسہ امراء خلفاء عبیدئین کے ہاتھوں ۳۱۳ھ میں اس حکومت ودولت کا خاتمہ ہوا جیسا کہ ہم اس کو بربر کے حالات میں بیان کریں گے اور وہاں پر ان کے ہر ایک بادشاہ کی علیحدہ علیحدہ بادشاہی اور حکومت ختم ہونے کے احوال تحریر کریں گے کیونکہ یہ

حالات بربر کے متعلقات سے ہیں جو ان کی حکومت و دولت کے بانی مبانی تھے۔

یحیٰی بن عبداللہ کا خروج

ان واقعات کے بعد یحیٰی برادر محمد بن عبداللہ بن حسن نے دیلم کے ساتھ ۱۷۶ھ عہد خلافت ہارون میں بغاوت کی۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کا جاہ و جلال حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ خلیفہ ہارون نے فضل بن یحیٰی برمکی کو اس مہم کو سر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ فضل نے طالقان پہنچ کر یحیٰی سے خط و کتابت شروع کی اور بلاد دیلم سے اس کو بلانے کی عاملانہ تدبیریں کرنے لگا۔ آخر الامر فضل نے یحیٰی کو سمجھا بجھا لیا اور اپنی حکمت عملی سے اسے دارالخلافت بغداد میں لے آیا۔ خلیفہ ہارون نے جو کچھ فضل نے یحیٰی سے اقرار و عہد کیا تھا سب پورا کیا۔ سال بھر کی تنخواہ یک مشت دیدی۔ اس کے بعد آل زبیر کے لگانے بجھانے سے یحیٰی کو قید کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چند روز بعد رہا کر دیا تھا۔ اور تالیف قلب کے خیال سے مال و زر بھی عطا کیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ رہائی کے ایک ماہ بعد خلیفہ ہارون نے زہر دلوا دیا تھا جس سے یحیٰی کی موت وقوع میں آئی۔ اور بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ جعفر بن یحیٰی نے بلا اجازت خلیفہ ہارون کے یحیٰی کو جیل سے رہا کر دیا تھا۔ اسی وجہ سے برامکہ کی بربادی اور تباہی ہوئی غرض بنی حسن کی ان حالات کی تبدیلی سے حالت دگرگوں ہو گئی اور زیدیہ کا دور دورہ ایک مدت کے لئے خاموشی اور گم نامی کے گوشہ میں جا چھپا۔ حتیٰ کہ کچھ دن بعد ان میں سے یمن اور دیلم میں چند لوگ ظاہر ہوئے۔

طباطبا کا خروج

ابو جعفر منصور کے وقت سے دولت عباسیہ کو استحکام ہو گیا تھا۔ خوارج اور شیعوں کے ایلچیوں کی عاملانہ تدبیریں ختم ہو گئی تھیں۔ یہاں تک کہ خلیفہ ہارون الرشید کا انتقال ہو گیا اور اس کے لڑکوں میں اختلاف کا دروازہ کھل گیا! امین الرشید طاہر بن حسین کے ہاتھوں مارا گیا۔ محاصرہ بغداد میں لڑائی قتل اور غارت گری جو واقع ہونے والی تھی واقع ہوئی۔ اور مامون الرشید فتنہ و فساد فرو کرنے اور اہل خراسان کی تسکین کی غرض سے خراسان ہی میں مقیم رہا۔ انتظاماً عراق کی حکومت پر حسن بن سہل کو مامور کیا اس تقرری کا عمل میں آنا تھا کہ عراق میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ مامون الرشید کے اراکین دولت میں اس وجہ سے کہ فضل بن سہل خلیفہ مذکور کے ناک کا بال بنا ہوا تھا گروہ بندی شروع ہو گئی۔ اس وقت شیعوں کو موقع مل گیا۔ وہ گہری نظر سے اس کے انجام کو دیکھنے لگے۔ علویہ کو حکومت و دولت حاصل کرنے کا لالچ دامن گیر ہوا۔ عراق میں ابراہیم بن محمد بن حسن مثنیٰ کی نسل سے کچھ لوگ موجود تھے۔

(ابراہیم وہ شخص ہے جو عہد خلافت منصور میں بصرہ میں مارا گیا تھا) اُن لوگوں میں سے جو ابراہیم کی نسل سے عراق میں موجود تھے۔ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم نامی ایک شخص تھا جس کو اس کے باپ نے لکنت کی وجہ سے "طباطبا" کا لقب دیا تھا۔ اس کے گروہ والے اکثر زیدیہ تھے جو اس کی امامت کے قایل اور اس امر کے مقر تھے کہ اس کو بذریعہ وراثت اپنے آباء و اجداد ابراہیم امام سے امامت حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر اس کے حالات میں بیان کر آئے ہیں۔

طباطبا کا انتقال چنانچہ ۱۹۹ھ میں طباطبا نے بغاوت کی اور اپنی امامت و خلافت کا دعویدار ہوا۔ ابوالسرایا سری بن منصور (جو بنی شیبان کا معزز سردار تھا) نے طباطبا کے بیان کی تائید کی اور اس کی امامت و خلافت کی بیعت کر کے حمایت کی غرض سے لشکر مرتب کرنے لگا تھوڑے دنوں میں ایک عظیم لشکر فراہم کر کے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ قرب و جوار کے عربوں نے بھی اطاعت قبول کر لی جس سے اس کی جمعیت بہت بڑھ گئی۔ حسن بن سہل نے زہیر بن مسیب کو طباطبا سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ طباطبا نے پہلے ہی جنگ میں زہیر کو شکست دے کر اس کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد اگلے دن صبح کو طباطبا دفعۃً مر گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابوالسرایا نے اس کو زہر دلادیا تھا وجہ یہ تھی کہ طباطبا نے اس کو مال غنیمت سے روکا تھا۔

ابوالسرایا اور ہرثمہ کی لڑائی بہر کیف ابوالسرایا نے اسی دن محمد بن جعفر بن محمد بن زید بن علی (زین العابدین) بن حسین علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر لی چونکہ محمد میں کام کرنے کی قابلیت نہ تھی ابوالسرایا ہر کام میں پیش پیش اور سفید و سیاہ کا مالک ہو گیا خلیفہ مامون کی فوجوں نے اس پر دھاوا کیا۔ ابوالسرایا نے انہیں شکست فاش دی اور بصرہ، واسط اور مدائن پر قبضہ حاصل کر لیا۔ حسن بن سہل نے جھلا کے ہرثمہ بن اعین کو ایک بڑے لشکر..... کا افسر بنا کے اس مہم پر روانہ کیا۔ ہرثمہ کو ان دنوں حسن سے کسی وجہ سے کشیدگی تھی مگر حسن نے اسے راضی کر لیا۔ چنانچہ ہرثمہ نے ابوالسرایا اور اس کے ہمراہیوں پر فوج کشی کی اور نہایت مردانگی سے ابوالسرایا کو مدائن کی لڑائی میں شکست فاش دی اور ان میں سے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا۔

زید النار ابوالسرایا نے مدائن میں شاہی فوج سے شکست کھا کر حسین الطس بن حسن بن علی زین العابدین کو مکہ روانہ کیا، محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ بن حسن کو مدینہ بھیجا اور زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو بصرہ پر مامور کیا۔ زید بن موسیٰ کو زید النار کے لقب سے بھی اُس زمانہ میں لوگ یاد کرتے تھے اس مناسبت سے کہ انھوں نے بصرہ میں بہت سے آدمیوں کو جلا دیا تھا۔ ان لوگوں نے

مکہ، مدینہ اور بصرہ پر قبضہ حاصل کر لیا ان دنوں مکہ میں مسرور خادم اکبر اور سلیمان بن داؤد بن عیسیٰ موجود تھے یہ دونوں حسین کے آنے کی خبر پا کر مکہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بقیہ حجاج موقفہ میں ٹھہرے رہے اگلے دن حسین نے مکہ میں داخل ہو کر حجاج کو جی کھول کر لوٹا۔ زمانہ جاہلیت سے خانہ کعبہ میں جو خزانہ تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلفاء نے بھی بدستور قائم رکھا تھا نکال لیا اس خزانہ میں جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے دو سو قنطار سونا تھا حسین نے اسے اپنے ہمراہیوں پر تقسیم کر دیا۔

ابو السرایا کی گرفتاری

اس کے بعد ہرثمہ نے ابو السرایا سے لڑائی چھیڑ دی۔ اس معرکہ میں ابو السرایا کو شکست ہوئی بھاگ کر کوفہ پہنچا ہرثمہ نے تعاقب کیا۔ ابو السرایا نے کوفہ چھوڑ کر قادسیہ کا راستہ لیا۔ ہرثمہ نے کوفہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا ابو السرایا نے قادسیہ میں بھی امن کی صورت نہ دیکھ کر واسط کا رخ کیا عامل واسط نے تلوار اور نیزوں سے اس کا استقبال کیا۔ ابو السرایا شکست کھا کر جلولار چلا گیا۔ والی جلولار اسے گرفتار کر کے پابہ زنجیر حسن بن سہل کے پاس نہروان لایا حسن بن سہل نے قتل کا حکم دے دیا۔ یہ واقعہ ۲۰۰ھ کا ہے۔

محمد بن جعفر الصادق

رفتہ رفتہ اس واقعہ کی خبر علویہ تک مکہ پہنچی۔ سب نے جمع ہو کر محمد بن جعفر الصادق کے ہاتھ پر بیعت کی اور امیر المومنین کے لقب سے مخاطب کرنے لگے۔ مگر ان کے دونوں لڑکے علی و حسین ان پر ایسا غالب و متولی ہو گئے کہ ان کی موجودگی میں انھیں کسی قسم کا اختیار حاصل نہ ہو سکا۔ ابراہیم بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق مع اپنے اہل بیت کے یمن چلے گئے اور وہاں پر اپنی امارت و خلافت کی بنیاد ڈالی، نہایت قلیل مدت میں اکثر بلاد یمن پر قابض و متصرف ہو گئے۔ چونکہ اس نے کثرت سے لوگوں کو قتل کیا تھا اس وجہ سے "یہ جزار" کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔ اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ والی یمن کسی طرح سے اپنی جان بچا کر خلیفہ مامون کی خدمت میں بھاگ گیا خلیفہ نے سامان جنگ اور فوج کثیر عطا فرما کر اسے علویوں کے سر کرنے کو پھر رخصت کیا چنانچہ اسحاق نے مکہ پہنچ کر علویوں کو نیچا دکھایا۔ محمد بن جعفر الصادق شکست کھا کر ساحل عرب کی طرف بھاگے اسحاق نے تعاقب کیا اور محمد بن جعفر الصادق کی تلاش و جستجو پر لوگوں کو ادھر ادھر پھیلا دیا۔ محمد بن جعفر الصادق نے گھبرا کر امان طلب کی اسحاق نے امان دی مکہ میں آئے خلیفہ مامون کی خلافت کی بیعت کی اور منبر پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس واقعہ سے پیشتر شاہی فوجیں یمن میں پہنچ گئی تھیں اور

یمن کو علویوں سے خالی کرالیا تھا اور دولت عباسیہ کا سیاہ جھنڈا کامیابی کے ساتھ ہوا میں لہرا رہا تھا۔ اس کے بعد حسین الطس نے بہ دعوے داری خلافت، مکہ میں پھر بغاوت کی خلیفہ مامون نے اسے اور اس کے دونوں بیٹوں علی و محمد کو قتل کر کے علویوں سے اپنے ممالک مقبوضہ کو پاک وصاف کر لیا۔

علی رضا کی ولیعہدی

کچھ دن بعد شیعوں کی کثرت اور تمام ممالک اسلامیہ میں ان کے ایلچیوں کے پھیل جانے کی وجہ سے اور اس سبب سے کہ مامون کے خیالات اور عقاید علی بن ابی طالب اور سبطین (حسن وحسین) علیہم السلام کی بابت قریب قریب انھی لوگوں جیسے تھے۔ ۲۰۱ھ میں علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو اپنا ولی عہد بنایا اور ایک اطلاعی فرمان بایں مضمون کہ میرے بعد تاج وتخت خلافت کے مالک علی رضا ہوں گے، روانہ کیا۔ درباری لباس سیاہ کپڑوں کی جگہ سبز کپڑوں کو قرار دیا۔ عباسیوں کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ عراق میں مامون کے چچا ابراہیم بن مہدی کی خلافت کی بیعت ۲۰۲ھ میں لے گئی۔ بغداد میں اس جدید خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا جس سے فتنہ وفساد کے دروازے کھل گئے۔ مامون الرشید اس ہنگامہ کے فرو کرنے کے لئے خراسان سے عراق کی جانب روانہ ہوا اتفاق یہ کہ اثنا راہ میں دفعتہً علی رضا بن موسیٰ کاظم ولی عہد کا ۲۰۳ھ میں انتقال ہو گیا مقام طوس میں مدفون ہوئے مامون الرشید قطع مسافت کر کے ۲۰۴ھ میں دارالخلافت بغداد پہنچا۔ اپنے چچا ابراہیم کو گرفتار کر لیا۔ مگر پھر اس کی عفو تقصیر کر دی اور چونکہ ولیعہد کا انتقال ہو چکا تھا اس وجہ سے فتنہ وفساد بھی فرو ہو گیا۔

زیدیوں کی بغاوت

اس کے بعد ۲۰۹ھ میں عبدالرحمٰن بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے یمن میں علم مخالفت بلند کیا اہلِ یمن نے آل محمد کی حمایت کی اس کے ہاتھ پہ بیعت کر لی۔ خلیفہ مامون نے اپنے غلام دینار نامی کو ایک فوج عظیم کی افسری کے ساتھ اس مہم کو سر کرنے کے لئے بھیجا۔ عبدالرحمٰن نے دینار کے پہنچتے ہی امن کی درخواست کی اور علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی۔ پھر زیدیوں نے سرزمین حجاز، عراق، جبال اور دیلم میں بکثرت بغاوتیں کیں۔ ان میں سے ایک گروہ کثیر مصر بھاگ گیا اور ایک بہت بڑی جماعت کو حامیانِ علم خلافت نے گرفتار کر لیا۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ چاروں طرف ان کے ایلچی بھی پھیل گئے۔ ان زیدیوں میں سے سب سے پہلے جس نے واقعہ متذکرہ بالا کے بعد بغاوت

کی وہ محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن زین العابدین تھا۔ ۲۱۹ھ میں خلیفہ معتصم کے خوف سے خراسان بھاگ گیا۔ پھر خراسان سے طالقان چلا گیا اور اپنی خلافت وحکومت کا دعوے دار ہوا۔ زیدیہ کے تمام گروہوں نے اس کی متابعت کی۔ تھوڑے ہی دنوں میں بہت بڑی جماعت ہو گئی۔ عبداللہ بن طاہر والیٔ خراسان نے علم خلافت کی طرف سے محمد بن قاسم پر فوج کشی کی متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر عبداللہ بن طاہر کامیاب ہوا اور محمد بن قاسم کو گرفتار کر کے دربار خلافت میں بھیج دیا۔ خلیفہ معتصم نے جیل میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ بہ حالتِ قید محمد بن قاسم نے قید حیات سے رہائی پائی۔ بعض کا بیان ہے کہ زہر دیا گیا۔

حسین بن محمد کا انجام محمد بن قاسم کے بعد کوفہ میں حسین بن محمد بن حمزہ بن عبداللہ بن حسین اعرج بن علی بن زین العابدین ۲۵۱ھ میں دعوے دار خلافت وحکومت ہوئے۔ بنی اسد کا قبیلہ ان کا مطیع ہو گیا۔ اس کے علاوہ ان کے اور ہوا خواہ اور گروہ والے ہر جگہ سے ان کے پاس چلے آئے۔ امراء دولت عباسیہ سے ابن شیکال نے اس طوفان کے روکنے پر کمر ہمت باندھی۔ حسین اور ابن شیکال میں معرکہ آرائی ہوئی۔ میدان ابن شیکال کے ہاتھ رہا۔ حسین بھاگ کر صاحب زنج کے پاس پہنچا اور اسی کے پاس قیام کیا۔ کوفیوں نے واپسی کے خطوط لکھے مگر وہ واپس آیا۔ تھوڑے دنوں بعد صاحب زنج نے خلافت عباسیہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا اور اس نے بھی نیچا دیکھا۔ شکست کھا کر بھاگا اور اثناء دار و گیر میں مارا گیا۔

صاحب زنج صاحب زنج نے حسین کے چند دنوں بعد بصرہ میں بغاوت کی اور تمام عبیدیان بصرہ نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ علم خلافت کے لئے یہ ایک خطرناک واقعہ پیش آ گیا۔ صاحب زنج اپنی زبان میں کہا کرتا تھا کہ میں عیسیٰ بن زید شہید کی اولاد سے ہوں میرا نام علی بن محمد بن زید بن عیسیٰ ہے۔ پھر اپنے کو یحییٰ بن زید شہید کی طرف نسباً منسوب کیا اور حق یہ ہے کہ اہل بیت کا یہ ایک ایلچی تھا۔ جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے موفق برادر خلیفہ معتمد نے اس کی سرکوبی کی مہم اپنے ہاتھ میں لی۔ دونوں حریف خوب خوب لڑے، متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار صاحب زنج مارا گیا اور اس دعوت کا نشان صفحۂ ہستی سے محو کر دیا گیا جیسا کہ ہم موفق کے حالات کے ضمن میں لکھ آئے ہیں اور دوبارہ عنقریب ان کے حالات میں لکھنے والے ہیں۔

امارت زیدیہ پھر دیلم میں حسن بن زید بن حسن سبط کی اولاد سے حسن بن زید بن محمد بن اسمٰعیل

بن حسن معروف بہ علوی ۲۵۵ھ میں خلافت وحکومت کا مدعی ہوا طبرستان، جرجان اور اس کے تمام صوبوں پر قابض و متصرف ہوگیا۔ یہاں پر اس کی اور اس کے گروہ زیدیہ کی ایک مدت تک حکومت قایم رہی ہے جو آخری تیسری صدی ہجری میں ختم ہوئی اور اس کے جانشین حسن سبط کی اولاد ہوئی۔ اس کے بعد عمر بن علی زین العابدین کی نسل سے ناصر اطروش یعنی حسن بن علی بن حسین بن علی بن عمر برادر عم زاد والی طالقان اس ریاست وحکومت کا وارث ہوا دیلم اسی اطروش کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے اور انھی کی امداد و اعانت سے اطروش نے طبرستان وغیرہ پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ یہاں پر اس کی اور اس کی آئندہ نسلوں کی دولت وحکومت کا سلسلہ جاری و قائم ہوا بلاد اسلامیہ پر دیلم کے قابض ہونے اور خلفاء عباسیہ پر مستولی ہونے کے یہی باعث ہوئے جیسا کہ ہم ان کی حکومت کے حالات میں بیان کریں گے۔

پھر یمن میں زیدیہ سے یحییٰ بن حسین بن قاسم رسی بن ابراہیم طباطبا برادر محمد دوست ابوالسرایا نے ۲۸۸ھ میں خروج کیا اور کامیابی کے ساتھ صعدہ پر قابض ہوگیا۔ اس کے بعد اس کی آئندہ نسلوں نے اپنی حکومت کا سلسلہ اس وقت تک جاری و قائم رکھا ہے اور اسی کو زیدیہ کے مرکز حکومت ہونے کا شرف حاصل ہے جیسا کہ آپ ان کے حالات میں پڑھیں گے۔

انھی واقعات کے اثناء میں محمد وعلی پسران حسن بن جعفر بن موسیٰ کاظم مدینہ منورہ میں خلافت وحکومت کے دعوے دار ہوئے۔ مدینہ منورہ اور اس کے گرد و نواح کو لوٹ لیا، غارت گری لوٹ مار شروع کردی۔ مسجد نبوی صلعم میں تقریباً ایک ماہ تک نماز بھی نہیں پڑھی گئی۔ یہ واقعہ ۲۷۱ھ کا ہے۔

عبیداللہ المہدی

پھر مغرب میں رافضیوں کے ایلچیوں میں سے ابو عبداللہ شیعی ۲۸۶ھ میں عبیداللہ مہدی بن محمد بن جعفر بن محمد بن اسمٰعیل امام بن جعفر صادق کی طرف سے کتامہ قبائل بربر میں ظاہر ہوا چنانچہ قیروان میں اغالبہ قابض ہوگیا اور ۲۹۶ھ میں عبیداللہ مہدی کی خلافت کی بیعت المغرب الاقصیٰ میں لے گئی۔ اسی وقت سے المغرب الاقصیٰ میں اس کی دولت وحکومت کی بناء استحکام کے ساتھ قائم ہوتی ہے۔ جس کی وارث اس کی آئندہ نسلیں ہوتی ہیں۔ اس کے بعد ۳۵۸ھ میں انھی لوگوں میں سے المعز لدین اللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابوالقاسم بن عبیداللہ المہدی نے مصر و قاہرہ پر قبضہ حاصل کیا۔ چند دن بعد شام پر بھی متصرف ہوگیا۔ ایک مدت تک اس کی اور اس کی اولاد کی حکومت و دولت کا سکہ کامیابی کے ساتھ چلتا

استعمال کیا دم گھٹ کر اسی وقت جاں بحق ہو گیا، جیسا کہ مورخین کا خیال ہے، یہ واقعہ ۱۷۵ھ کا ہے مقام بو لیلی میں دفن کیا گیا۔ شماخ، امام ادریس کو دوا دے کر لوند و گیارہ ہو گیا تھا۔ حسب زعم مورخین وادی ملویہ میں راشد خادم ادریس نے پہنچ کر شماخ کو گرفتار کیا۔ دونوں میں دو دو ہاتھ چلے۔ راشد نے شماخ کا ایک ہاتھ بیکار کر دیا مگر شماخ وادی کو طے کر کے نکل گیا۔

ادریس اصغر بن ادریس کی بیعت

ادریس کے مرنے پر بربریوں نے جمع ہو کر اس کے بیٹے ادریس اصغر کی حکومت کی بناء ڈالی جو اس کی لونڈی کنیزہ کے بطن سے تھا پہلے حالت حمل میں اس کی بیعت کی گئی۔ پھر حالت رضاعت (شیر خوارگی) میں پھر دودھ چھوڑنے کے بعد یہاں تک کہ جوانی پر پہنچا اس وقت پھر بربریوں نے جامع ولیلی میں جب کہ یہ گیارہ سال کا تھا ۱۸۸ھ میں اس کی حکومت و خلافت کی بیعت کی۔ اس سے قبل ابن اغلب نے بربریوں کو نقد و جنس دے کر ملا لیا تھا اور اس کے اشارہ سے ۱۸۶ھ میں راشد خادم امام ادریس کو ان لوگوں نے مار ڈالا تھا۔ راشد کے بعد ابو خالد بن یزید بن الیاس عبدی ادریس اصغر کی خبر داری کرنے لگا یہاں تک کہ ۱۸۸ھ میں اس کی خلافت و امارت کی بیعت لی گئی۔ پس تمام بربریوں نے اس کی حکومت و امارت بطیب خاطر قبول کی، شاہی قوانین سیاست و تمدن کی غرض سے مرتب کئے اور رفتہ رفتہ تمام بلاد مغرب کو فتح کر لیا۔ اس نے اپنا قلمدان وزارت مصعب بن عیسٰی ازدی موسوم بہ ملجوم کے حوالہ کیا۔ اس کی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے اکثر قبائل عرب اور اندلس نے اس کے ملیم حکومت کی اطاعت قبول کر لی چنانچہ پانچ سو سے کچھ زاید آدمی اس کے پاس آ آ کر جمع ہو گئے پس اس نے انہی لوگوں کو اپنا معتمد علیہ بنایا۔ حکومت و سلطنت کے اہم اور ذمہ داری کے کام سپرد کئے اور انہی لوگوں کی وجہ سے اس کی حکومت و دولت کو استحکام و استقلال حاصل ہوا۔ کچھ روز بعد ۱۹۲ھ میں امیر ادریہ اسحاق بن محمد اس الزام میں کہ اس نے ابراہیم بن اغلب والی افریقیہ سے ساز باز کر لیا ہے مار ڈالا گیا۔

دارالحکومت کی تبدیلی

چونکہ ابو لیلی ایک چھوٹا مقام تھا اور ارکین دولت و اعوان حکومت آئے دن بڑھتے ہی جاتے تھے اس وجہ سے ایک دوسرا مقام دارالحکومت بنانے کے لئے تجویز کیا گیا۔ فاس میں بنی لوغش اور بنی خیرو زناغہ رہتے تھے۔ بنی بوغش میں کچھ لوگ مجوسی تھے اور کچھ یہودی اور نصاریٰ۔ فاس ہی کے ایک موضع شیبویہ میں مجوسیوں کا آتش کدہ تھا یہ لوگ ادریس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے تھے مگر ان لوگوں میں پہلے ہی سے باہمی نزاع بڑی ہوئی

تھی۔ ادریس نے ان لوگوں کی اصلاح کی غرض سے اپنے سکریٹری ابوالحسن عبدالملک بن مالک غزاجی کو روانہ کیا۔ اس کے بعد خود بھی فاس چلا آیا اور کزوادہ کی بنا ڈال کر تعمیر کا حکم دیا۔ ۱۹۲ھ میں اندلس کی سرحد بندی کرائی۔ اس کے بعد ۱۹۳ھ میں قزوین کی سرحدی دیواریں اور منارے بنوائے اور قزوین ہی میں مکانات بنوا کر لولیلی سے اُٹھ آیا۔ جامع شرفا بنوائی۔ قزوین کے حدود باب سلسلہ سے نہر جوزار وجرف تک تھے، اتنے ہی زمانہ میں اس کی خلافت وحکومت کی بنا مستحکم ہو جاتی ہے حکومت وسلطنت کی ترغیب دینے والے ایلچیوں کا کام بھی باقاعدہ چل نکلتا ہے اور شاہی تزک واحتشام وغیرہ بھی مناسب رویہ سے مہیا ہو جاتا ہے۔

مصامدہ اور تلمسان کی فتوحات

اس اثناء میں ۱۹۷ھ کا دور آجاتا ہے۔ بہ قصد جہاد مصامدہ فوجیں آراستہ کر کے نکل کھڑا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے اکثر شہروں کو فتح کر لیتا ہے اور اہل مصامدہ اس کی حکومت کے سایہ میں آکر پناہ گزیں ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد تلمسان پر چڑھائی کرتا ہے۔ مسجد کو دوبارہ بنواتا ہے اور منبر کو بھی درست کراتا ہے۔ یہاں اس کا تین برس تک مسلسل قیام رہتا ہے۔ بربریوں اور زناتہ کا انتظام درست ہو جاتا ہے۔ خوارج کے ایلچی منہ کی کھا کر نکل جاتے ہیں اور الشموس الاقصیٰ سے شلف تک خلافت عباسیہ کی حکومت منقطع ہو جاتی ہے۔ لیکن چند ہی دنوں بعد ابراہیم بن اغلب نے اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے ادریس کے اولیاء دولت واراکین سلطنت کو ملا لیا۔

المغرب الاقصیٰ سے عباسی اثرات کا خاتمہ

چنانچہ بہلول بن عبدالواحد مظفری نے مع اپنی قوم کے ادریس کی اطاعت سے منحرف ہو کر خلیفہ ہارون الرشید کے علم حکومت کے آگے سر اطاعت خم کر دیا اور ایک وفد تیار کر کے اس کے پاس قیروان میں آیا ادریس کو ان واقعات نے بربریوں کی طرف سے مشتبہ کر دیا۔ مصلحتاً ابراہیم بن اغلب سے مصالحت کر لی۔ فتنہ وفساد ختم ہو گیا۔ اس مصالحت کا نتیجہ آئندہ یہ ہوا کہ ہوا خواہان ابراہیم بن اغلب، ادریسیوں کی مدافعت نہ کر سکے اور ان ادریسیوں نے آہستہ آہستہ حکومت عباسیہ کو المغرب الاقصیٰ سے معدوم کر دیا۔ خلفاء عباس سے اور تو کچھ نہ بن پڑا ادریس پر طرح طرح کے طعن وتشنیع کرنے لگے اور ادریس اول کے نسب میں جرح وقدح شروع کر دی جو مکڑی کے جالے سے بھی کمزور ہے۔

محمد بن ادریس

اس کے بعد ادریس نے ۲۱۳ھ میں وفات پائی۔ اس کے بعد اس کی جگہ

باب ۲

دولتِ ادریسیہ

ادریس بن عبداللہ

جس وقت حسین بن علی بن حسن مثلث بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط نے مکہ معظمہ میں ماہ ذی قعدہ ۱۶۹ھ عہد خلافت خلیفہ مہدی میں دعوائے خلافت کیا اور اس کے اعزہ واقارب جس میں اس کے دونوں چچا ادریس اور یحییٰ تھے اس کے ہم خیال ہو گئے اور محمد بن سلیمان بن علی نے مقام فجہ میں جو مکہ سے تین میل کی مسافت پر ہے معرکہ آرائی کی۔ اس معرکہ میں حسین بن علی اپنے اہل بیت کے ایک گروہ کے ساتھ کام آ گئے۔ بقیۃ السیف شکست کھا کر بھاگے۔ کچھ لوگ اس میں سے گرفتار کر لئے گئے۔ یحییٰ ابن ادریس اور سلیمان کسی نہ کسی طرح سے اپنی جان بچا کر بھاگ گئے۔ چند روز بعد یحییٰ نے دیلم کو جمع کر کے بغاوت کی۔ جیسا کہ اس سے پیشتر ان واقعات اور حالات کو اور نیز یہ کہ خلیفہ راشد نے کس طرح اس سے مصالحت کی اور کیوں قید کیا۔ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

ادریس کی مصر کو روانگی

باقی رہا ادریس۔ وہ بھاگ کر مصر پہنچا۔ ان دنوں محکمہ ڈاک پر واضح معروف بہ مسکین صالح بن منصور کا خادم مامور تھا چونکہ یہ مذہباً شیعہ تھا ادریس کی آمد کی خبر پا کر ادریس کے پاس گیا جہاں وہ چھپا ہوا تھا۔ حکومت و دولت کے پنجہ سے ادریس کی گلو خلاصی کی' سوائے اس کے کہ بذریعہ ڈاک ادریس کو مغرب روانہ کر دیا جائے اسے اور کوئی واضح صورت نظر نہ آئی۔ جھٹ پٹ سامان سفر درست کر کے ادریس کو چلتا کیا۔ چنانچہ مسافت طے کرنے کے بعد مع اپنے خادم راشد کے المغرب الاقصیٰ پہنچا۔

ادریس اور اسحاق بن محمد

۱۷۲ھ میں مقام بولیہ میں جا کر مقیم ہوا ان دنوں اسحاق بن محمد بن عبدالحمید امیر اور یہ یہاں پر موجود تھا۔ اس نے ادریس کو امان دی اور بربر کو اس کی خلافت و حکومت قائم کرنے کی ترغیب دی اور خلافت و حکومت کے

اسرار اور رازوں کو کھولنے لگا۔ تھوڑے دنوں میں رواغہ لواتہ، سدراتہ، غیاثہ، نفرہ، مکناسہ، غمارہ اور مغرب کے تقریباً کل بربریوں نے جمع ہو کر ادریس کی خلافت و حکومت کی بیعت کی اور اس کی تشریف آوری کو رحمت الٰہی کا ایک کرشمہ سمجھا جس روز لوگوں نے ادریس کی حکومت کی بیعت کی اُسی روز ادریس نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں بعد حمد باری و صلوٰۃ رسول صلعم یہ بیان کیا تھا "اے لوگو تم اپنی گردنیں اٹھا کر ہمارے سوا غیروں کو نہ دیکھو کیونکہ جو ہدایت اور راہ راست کی اتباع ہمارے پاس پاؤ گے اس کو تم دوسروں کے پاس ہرگز نہ پاؤ گے" اس قدر کہہ کر منبر سے اتر آیا۔ چند روز بعد اس کے بھائیوں میں سلیمان بھی اس کے پاس آرہا اور سرزمین زناتہ (متعلقات تلمسان) اور اس کے اطراف میں مقیم ہوا جیسا کہ ہم آئندہ اس کے حالات بیان کریں گے۔

ادریس کی فتوحات

الغرض جب وقت ادریس کی حکومت کو استحکام و استقلال حاصل ہو گیا اس وقت اس نے فوجیں مرتب کر کے مغرب میں اُن بربریوں پر فوج کشی کی جو ہنوز دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے اور وہ مذہباً مجوسی، یہودی اور نصرانی تھے مثلاً قندلاوہ، بہلوانہ اور مدیونہ، ماناو وغیرہ۔ چنانچہ ادریس نے تامسنا، شالہ اور تادلہ وغیرہ شہروں کو جن کے اکثر باشندے یہودی اور نصرانی تھے بزور تیغ فتح کیا ان لوگوں نے طوعاً اور کرہاً اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اس نے ان کے قلعوں اور مضبوط مضبوط فصیلوں کو توڑ پھوڑ ڈالا اس کے بعد ۱۷۳ھ میں تلمسان پر چڑھائی کی۔ تلمسان میں ان دنوں بنی یعرب اور مغراوہ کا دور دورہ تھا۔ محمد بن جزر بن حزلان امیر تلمسان نے ادریس سے ملاقات کی اطاعت و فرماں برداری کی گردن جھکا دی ادریس نے اس کو اور نیز کل زناتہ کو امان دی تلمسان کی مسجد بنوائی، منبر بنوانے کا حکم دیا اور اپنے نام کو منبر پر کندہ کرایا جو اس وقت تک موجود ہے۔ اس کے بعد شہر ولیلی واپس آیا۔

ادریس کا خاتمہ

خلیفہ رشید کو اس کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا خلیفہ مہدی کے غلاموں میں سے ایک غلام سلیمان بن جریر نامی مشہور بہ شماخ کو ایک خط لکھ کے ابن اغلب کے پاس روانہ کیا ابن اغلب نے اس کو پروانہ راہداری دے کر ادریس کے پاس مغرب بھیج دیا۔ شماخ نے ادریس کے پاس پہنچ کر یہ ظاہر کیا کہ میں خلافت عباسیہ سے بیزار ہو کر آپ کی حکومت و سایہ عاطفت میں رہنے کو اس قدر طویل مسافت طے کر کے آیا ہوں امام ادریس نے اس کو اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا۔ ایک روز اتفاق سے ادریس کے دانتوں میں درد پیدا ہوا شماخ نے ایک منجن جس میں زہر ملا ہوا تھا پیش کیا جوں ہی ادریس نے

رہا۔ یہاں تک کہ زمانہ حکومت عاضد الدین اللہ میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں ۵۶۵ھ میں ان کی دولت و سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

رافضیوں کے ایلچی

۲۵۸ھ میں دُعاۃ رافضہ (رافضیوں کے ایلچیوں) سے فرج بن یحییٰ نامی نامی ایک شخص سواد کوفہ میں ظاہر ہوا۔ اس نے ایک کتاب بھی اس امر کے اظہار میں رافضیوں کے سامنے پیش کی تھی کہ یہ کتاب احمد بن محمد بن حنفیہ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کتاب میں کلمات کفر و تحلیل و تحریم درج تھے۔ اس کا یہ دعویٰ تھا کہ احمد بن محمد ہی مہدی موعود اور امام زماں ہیں اس نے سواد کوفہ کو تاخت و تاراج کر کے بلاد شام کی جانب رخ کیا۔ اور اسے بھی جی کھول کر لوٹا۔ اسی میں سے ایک گروہ نے بحرین اور اس کے گرد و نواح میں جا کر اپنی حکومت و سلطنت کا سکہ جمایا۔ اس گروہ کا سردار ابو سعید جناحی تھا۔ یہاں پر اس کی حکومت و دولت کا سلسلہ جاری ہوا۔ جس کے وارث اس کے لڑکے ہوئے یہاں تک کہ صفحہ ہستی سے ان کی حکومت کا نام بھی محو کر دیا گیا۔ جیسا کہ ان کی حکومت کے حالات آئندہ بیان کیے جائیں گے۔ اہل بحرین خلفاء عبیدیین کے علم حکومت کے مطیع اور تابعدار تھے جن کی حکومت و سلطنت المغرب الاقصیٰ میں تھی۔

اسمٰعیلی ایلچی

پھر عراق میں اسمٰعیلیہ کے ایلچیوں اور رافضیوں کا ایک دوسرا گروہ ظاہر ہوا جس نے گرد و نواح کے اکثر شہروں پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس کے اکثر قلعے ان کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔ انھی میں سے قلعہ الموت ہے۔ کبھی یہ قرامطہ کی جانب منسوب کیے جاتے ہیں اور گاہے عبیدیوں کی طرف۔ اسی گروہ سے حسن بن صباح قلعہ الموت میں تھا یہاں تک کہ ان کی حکومت و دولت کا سلسلہ آخری دور حکومت سلاطین سلجوقیہ میں منقطع ہو گیا۔

یمامہ اور مکہ میں زیدیہ امارت

یمامہ، مکہ اور مدینہ میں بھی زیدیہ اور رافضیہ کی حکومتیں رہی ہیں۔ یمامہ میں بنی اخضر یعنی محمد بن یوسف بن ابراہیم بن موسیٰ جون بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ کی حکومت کے زمانہ میں اس کے بھائی اسمٰعیل بن یوسف نے سرزمین حجاز میں بغاوت کی تھی اور مکہ پر قابض و متصرف ہو گیا تھا۔ بعدہٗ بہ قضائے الٰہی مر گیا تب اس کے بھائی محمد نے یمامہ پر فوج کشی کی اور اس پر قابض ہو گیا اس کے بعد اس کی آئندہ نسلیں تخت حکومت پر متمکن ہوتی رہیں یہاں تک کہ ان پر قرامطہ

غالب وقابض ہوئے۔ مکہ میں بنی سلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ نے حکمرانی کی۔عہد خلافت مامون میں محمد بن سلیمان موسوم بہ ماہض نے بغاوت کی اور مکہ میں کامیابی کے ساتھ اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑدیا۔ یہاں پر اس کی اور اس کی اولاد کی حکومت کا سلسلہ ایک مدت تک قایم رہا۔ یہاں تک کہ بنو ہاشم نے ان کو زیروزبر کردیا۔ اس کا سردار محمد بن جعفر بن ابی ہاشم محمد بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن عبداللہ ابوالکرام بن موسیٰ تھا اس نے ۴۵۴ھ میں ابراہیم سے قبضہ لے لیا اسی اثناء میں بنی حسن نے مدینہ منورہ پر بھی قبضہ کرلیا غرض مکہ معظمہ میں خلفاء عباسیہ اور عبیدیوں میں چوٹیں چل رہی تھیں کبھی عباسیہ کا اور گاہے عبیدیوں کا خطبہ پڑھا جاتا تھا مگر زمام حکومت وسلطنت بنی حسن ہی کی اولاد کے قبضۂ اقتدار میں تھی حتیٰ کہ آخری چھٹی صدی ہجری میں ان کی دولت وحکومت ختم ہوگئی اور اس کے امراء میں سے بنوابی نمی مکہ پر قابض ہوئے جو اس وقت تک حکمراں ہیں۔ سب سے پہلے ان میں سے جس نے مکہ معظمہ پر حکومت کا اقتدار حاصل کیا وہ ابوعزیز قتادہ بن ادریس بن عبدالکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد بن سلیمان بن عبداللہ بن موسیٰ جون تھا یہی دولت بنوہاشم کا وارث وجانشین ہوا اس کے بعد اس کے لڑکے وراثتاً مالک ومتصرف ہوئے جیسا کہ آیندہ آپ ان کے حالات کے تذکرے میں پڑھیں گے۔ یہ سب فرقۂ زیدیہ سے تھے۔

مدینہ پر رافضیوں کا اقتدار مدینہ منورہ میں رافضیوں کی حکومت کا دور دورہ تھا ہنار کی اولاد کے قبضۂ اقتدار میں اس سرزمین مبارک کی زمام حکومت تھی۔ مسیحی کہتا ہے کہ اس کا نام حسن بن ظاہر بن مسلم تھا۔ تیمی مورخ دولت بنی سبکتگین نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مسلم کا اصلی نام محمد بن طاہر تھا اور حسن بن علی زین العابدین کی نسل سے تھا کافور کا یہ دوست اور اس کی حکومت کا منتظم تھا۔ اسی کے ذریعہ سے طاہر بن مسلم نے مدینہ منورہ پر ۳۶۰ھ میں قبضہ حاصل کیا اور اس کے بعد اس کی آئندہ نسلیں اس سرزمین کی حکومت کی اس وقت تک وارث ہوتی آئی ہیں۔ جیسا کہ ہم ان کے اخبار میں ان حالات کو بیان کریں گے۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا۔

ولی عہد ہونے کے لحاظ سے اس کا بیٹا محمد تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ لیکن اس کی دادی کنزہ اور ادریس کی یہ رائے ہوئی کہ محمد کے اور دوسرے بھائی بھی حکومت و سلطنت میں شریک کئے جائیں چنانچہ اس رائے کے مطابق محمد کے باپ کے ممالک مقبوضہ اس طور پر تقسیم کر دیئے گئے قاسم کو طنجہ[ف]... بصرہ، سبتہ تیطاوین ..... قلعہ حجرالنسر اور اس کے مضافات ...... اور قبائل دیئے گئے عمر کو ...... تیکیسان، ترغہ اور روہ قبائل جو مابین ان کے صنہاجہ اور غمارہ تھے ملے ...... داؤد بلاد ہوارہ، تسول ..... تازی اور قبائل مکناسہ اور غیاسہ پر قابض ہوا۔ عبداللہ باغمات، نفیس، جبال مصامدہ، بلاد لمطہ اور السوس الاقصیٰ پر حکمرانی کے لئے مخصوص کیا گیا باصیلا، عرایش اور بلاد ورغہ وغیرہ یحییٰ کے قبضہ و تصرف میں دیئے گئے۔ عیسیٰ کو ستالہ، سلا، ازمور اور تامستا وغیرہ ملے۔ حمزہ بولیلی اور اس کے صوبہ پر قابض ہوا ادریس کے اور بقیہ لڑکے کم سنی کے باعث انہی لوگوں اور نیز اپنی دادی کنزہ کی کفالت و نگرانی میں رہے۔ باقی رہا تلمسان اس پر سلیمان بن عبداللہ قابض ہو گیا۔ اس طرح حصہ بخرہ کرنے کے چند دن بعد عیسیٰ نے ازمور سے اپنے بھائی محمد پر حکومت و سلطنت حاصل کرنے کی غرض سے فوج کشی کی۔

عمر بن ادریس کی فتوحات

محمد نے پہلے اپنے بھائی قاسم کو اس مہم پر جانے کا حکم دیا قاسم نے انکار کیا تب عمر کو روانہ کیا۔ عمر کو اس مہم میں کامیابی حاصل ہوئی عیسیٰ کو شکست دے کر اس کے کل مقبوضہ ممالک کو بہ اجازت اپنے بھائی محمد اپنے محروسہ ممالک میں شامل کر لیا۔ چونکہ محمد کو قاسم سے اس وجہ سے کہ اس نے عیسیٰ کے مقابلے میں جنگ پر جانے سے انکار کیا تھا دلی ناراضگی پیدا ہو چکی تھی لہٰذا عیسیٰ پر فتحیاب ہونے کے بعد ہی محمد نے عمر کو قاسم پر حملہ کرنے کی ہدایت کی عمر نے نہایت تیزی سے سامان جنگ درست کر کے قاسم پر فوج کشی کر دی دونوں بھائیوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ قاسم نے شکست کھائی میدانِ جنگ عمر کے ہاتھ رہا اور اس کے بھی کل صوبہ جات عمر کے صوبہ میں شامل و ملحق کر دیئے گئے۔ پس تمام دریائی زمین سکسان اور بلاد غمارہ سے سبتہ و طنجہ ساحل بحر روم تک اور اصیلا سلا ازمور اور بلاد تامسنا یعنی ساحل بحر کبیر تک عمر کے قبضۂ اقتدار میں آ گئے قاسم نے شکست کھانے کے بعد ترک دنیا کر کے زہد اختیار کر لیا ساحل اصیلا پر ایک مکان بنوا کر عبادت الٰہی میں مصروف ہو گیا حتیٰ کہ اسی حالت میں اس مقام پر

[ف] اس مقام پر اور نیز اس کے بعد جس قدر جگہ چھوٹی ہے اصل مسودہ کتاب میں بھی یوں ہی جگہ چھوٹی ہے۔ مترجم

اس کی موت واقع ہوئی۔ عمر کا دائرہ حکومت عیسیٰ اور قاسم کے مقبوضات کے ملحق ہو جانے سے بہت زیادہ وسیع ہو گیا مگر اپنے بھائی محمد کی اطاعت سے ذرا بھی منحرف نہ ہوا۔ بالآخر اپنے بھائی محمد ہی کے زمانہ امارت میں شہر صنہاجہ مقام فج الفرض ۲۲۰ھ میں راہی ملک عدم ہو گیا اور فاس میں مدفون ہوا۔ یہی عمر۔ اُن محمودیوں کا مورث اور جد اعلیٰ ہے جو اندلس میں بنو امیہ کے مقابل بنے تھے جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

علی بن عمر

امیر محمد نے عمر کی وفات کے بعد اُس کے بیٹے بن عمر کو سند حکومت عطا کی اور عمر کے انتقال کے ساتویں مہینے ۲۲۱ھ میں خود بھی اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گیا۔ اس نے بہ حالت مرض الموت اپنے بیٹے علی کو جس کی عمر اس وقت نو سال کی تھی اپنا جانشین اور ولی عہد بنا لیا تھا چنانچہ اسی بنا پر امیر محمد کے انتقال کے بعد علی بن محمد تخت حکومت پر رونق افروز ہوا۔ اراکین دولت اور امراء ملک و ملت، عرب، ادریہ اور تمام بربر نے نہایت خوشی و مسرت سے اس نو عمر لڑکے کی حکومت وسلطنت کی بیعت کی اور کمال مستعدی سے کاروبار سلطنت کو انجام دینے لگے۔ اس کا عہد حکومت رعایا کے لئے بے حد مفید تھا اس نے اپنی حکومت کے تیرھویں سال ۲۳۴ھ میں وفات پائی۔ بوقت وفات اپنے بھائی یحیٰی بن محمد کو اپنا جانشین بنایا۔

یحییٰ بن محمد

اس نے علی بن محمد کی وفات کے بعد زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس کا دورِ حکومت نہایت مبارک ہوا۔ عظیم الشان دولتوں میں اس کا شمار ہوا۔ اس کے زمانہ کی ترقیاں اس وقت تک خوبی اور نیکی کے ساتھ یاد کی جاتی ہیں فاس کی آبادی میں بے حد ترقی ہوئی۔ متعدد حمامات اور تجارت کے لئے منڈیاں بنائی گئیں دور و دراز ممالک سے تجارت پیشہ اور ذی علم اصحاب فاس میں آ آ کر جمع ہوئے اتفاق وقت سے اہل قیروان کی ایک عورت موسوم بہ ام البنین بنت محمد فہری یہاں آ گئی تھی ابن ابی زرع کہتا ہے کہ اس کا نام فاطمہ تھا اور یہ ہوارہ کی رہنے والی تھی اس کو کسی ذریعہ سے وراثۃً بہت سا مال مل گیا تھا اس نے یہ نیت کر لی تھی کہ میں اس مال کو کسی کار خیر میں صرف کروں گی چنانچہ اس عورت نے سرحد قرویین خورنہ مقام بیضاء میں ایک جامع مسجد کی ۲۴۵ھ میں بنا ڈالی۔ اس مقام کو امام ادریس نے اسی عورت کو جاگیر میں دیا تھا۔ جامع مسجد کے تیار ہونے کے بعد جامع ادریس کی تنگی کی وجہ سے جمعہ موقوف ہو کر اس جامع مسجد میں خطبہ اور جمعہ ہونے لگا۔ اس کے بعد احمد بن سعید بن

ابو بکر بعزنی نے ۳۴۵ھ میں جامع مسجد کے پورے ایک صدی بعد اپنی خانقاہ بنوائی جیسا کہ اس تحریر سے جو اس کے رکن شرقی پر منقوش ہے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے بعد منصور بن ابی عامر نے اس کی تعمیر میں اور زیادتی کی۔ پہاڑ پر سے بذریعہ نہر پانی لایا۔ حوض درست کرایا۔ باب خفاۃ میں دروازے لگوائے پھر ملوک لمتونہ موحدین اور بنی مرین نے اس کی عمارت میں بہت زیادہ اضافہ کیا اور اس کی مضبوطی اور تعمیر میں برابر اپنی ہمتوں کو صرف کرتے رہے۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بہت بڑی عمارت بن گئی۔ جیسا کہ کتب تواریخ مغرب میں مذکور ہے۔ یحییٰ بن محمد نے سنہ[1] میں وفات پائی۔

یحییٰ بن یحییٰ

اس کے بجائے اس کا بیٹا یحییٰ بن یحییٰ کرسی امارت پر متمکن ہوا۔ اس نے نہایت کج خلقی سے کام لیا بدچلنی، بداطواری اور غارت گری اس کے خمیر میں تھی۔ اس کے ایک برے فعل کی وجہ سے عوام الناس نے بغاوت کر دی۔ اس بغاوت کا بانی مبانی عبدالرحمٰن بن ابی سہل خرامی تھا باغیوں نے یحییٰ بن یحییٰ کو سرحد قرویین سے سرحد اندلس کی طرف نکال باہر کیا۔ وہ شب تک روپوش رہا آخر کار شرم و غیرت سے مر گیا۔ اس کے مرتے ہی محمد بن ادریس کے خاندان سے حکومت و سلطنت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ شدہ شدہ یحییٰ کی موت کی خبر علی بن عمر تک پہنچی۔ ملک گیری کے شوق نے پُر ارمان دل میں چٹکیاں لینی شروع کر دیں، مگر ہنوز اُس نے کوئی قصد نہیں کیا تھا کہ یحییٰ کے اراکین دولت عرب، بربر اور نیز اس کے خادموں نے علی کو طلبی کے خطوط بھیجے۔

علی بن عمر

چنانچہ علی اپنے جاہ و حشم کے ساتھ فاس میں آیا۔ خواص اور عوام نے بطیب خاطر بیعت کی اور اس نے تمام صوبجات مغرب پر کسی کی مزاحمت اور مخالفت کے بغیر قبضہ حاصل کر لیا۔ حتیٰ کہ عبدالرزاق خارجی نے جبال مدیونہ سے اس کے خلاف بغاوت کی۔ عبدالرزاق عقائد صفریہ کا پابند و معتقد تھا۔ علی شکست کھا کر اردبہ بھاگ گیا۔ عبدالرزاق نے فاس اور سرحد اندلس پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ باقی رہا سرحد قرویین۔ وہاں والوں نے یحییٰ بن قاسم بن ادریس معروف بہ "مرام" کو اپنا امیر بنا لیا۔ یحییٰ نے ان لوگوں کو مرتب و مسلح کر کے عبدالرزاق خارجی پر دھاوا کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے عبدالرزاق کو سرحد اندلس

---

[1] اصل کتاب میں خالی جگہ ہے۔ مترجم۔

سے نکال کر ثعلبہ بن محارب بن عبداللہ ربضی قرطبی کو جو مہلب بن ابی صفرہ کی اولاد سے تھا متعین کیا۔ اس کے بعد عبداللہ معروف بہ عبود کو جو اس کا بیٹا تھا۔ بعدہٗ محارب بن ثعلبہ کو یکے بعد دیگرے حسب ترتیب سند امارت عطا کرتا گیا۔ حتیٰ کہ ربیع بن سلیمان نے ۲۹۲ھ میں اس کو شکست دی۔

یحییٰ بن ادریس تب اس کی جگہ یحییٰ بن ادریس بن عمر (یہ علی بن عمر کا برادر زادہ تھا) حکمرانی کرنے لگا اور تمام ممالک مقبوضہ ادراسہ پر قابض ہو گیا۔ تمام صوبجات مغرب کے منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ ملوک بنی ادریس کا ایک نامور حکمراں تھا۔ باعتبار سیاست کے بھی کامیابی کے ساتھ حکمرانی کی۔ فقیہہ اور محدث تھا ادریسیوں میں کوئی بادشاہ اس کی بادشاہی اور دولت کی برابری نہیں کر سکتا۔ اسی اثنا میں شیعہ بھی افریقہ کی حکومت وسلطنت میں شریک وسہیم ہو گئے۔ اسکندریہ کو دبالیا۔ مہدیہ کی حد بندی کی جیسا کہ اخبار دولت کتامہ میں بیان کیا جائے گا۔ اس کے بعد شیعی حکمران ملک مغرب کے تاخت وتاراج کرنے کو بڑھے۔ چنانچہ مصالۃ بن حبوس سردار مکناسہ ووالیٔ تاہرت کو ملوک مغرب سے جنگ پر ۳۰۵ھ میں ایک عظیم الشان فوج کا سردار بنا کر روانہ کیا مکناسہ اور کتامہ کی فوجیں دریا کی طرح بڑھیں۔

یحییٰ بن ادریس بادشاہ مغرب اپنا مغربی لشکر مرتب کر کے مدافعت کی غرض سے مقابلہ پر آیا۔ اور یہ بربر کی فوجیں اور اس کے تمام خدام اس کی رکاب میں تھے۔ دونوں حریفوں کا ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ یحییٰ کو شکست ہوئی۔ شکست کھا کر فاس واپس آیا۔ مصالحت کے نامہ وپیام شروع ہوئے۔ آخر الامر یہ طے پایا کہ یحییٰ کچھ زر نقد سالانہ بطور خراج ادا کیا کرے اور نیز عبداللہ شیعی کی اطاعت قبول کر لے۔ فریقین نے ان شرائط مصالحت کو منظور وقبول کیا باہم مصالحت ہو گئی۔ اس کے بعد ہی عبیداللہ شیعی نے اپنے آپ کو معزول کر لیا زمام حکومت عبیداللہ مہدی کے قبضہ اقتدار میں گئی۔ عبیداللہ اور یحییٰ میں بدستور سابق مصالحت قائم رہی اس نے اس کو اس کے مقبوضات پر بحال رکھا اور اپنے برادر عم زاد موسیٰ بن ابو العافیہ امیر مکناسہ دستور وتازیر کو کل صوبجات بربر کی سند حکومت عطا کی جیسا کہ ہم اخبار مکناسہ وحکومت موسیٰ میں اسے بیان کریں گے۔

موسیٰ بن ابو العافیہ موسیٰ بن ابو العافیہ اور یحییٰ بن ادریس میں باہم عداوت اور دشمنی چلی

آ رہی تھی جس کی وجہ سے ایک دوسرے سے نفرت کرتے تھے۔ جس وقت مصالہ جنگ ثانی ۳۰۹ھ میں مغرب کو واپس آیا موسیٰ بن ابو العافیہ نے اشارہ کر دیا مصالہ نے طلحہ بن یحییٰ بن ادریس والیٔ فاس کو گرفتار کر کے اس کے مال، اسباب، اور خزانہ کو بھی ضبط کر لیا اور اس کے بجائے ریحان کتامی کو فاس کی حکومت پر مامور کیا۔ کچھ دن بعد طلحہ کو قید سے رہا کر کے اصیلا کی طرف جلا وطن کر دیا۔ اس کے بعد یحییٰ نے بقصد افریقہ فوجیں آراستہ کر کے بغاوت کی۔ موسیٰ بن ابو العافیہ نے اس کو اثنار راہ سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا پھر دو برس کے بعد رہا کر دیا۔ بیچارہ یحییٰ قید سے رہائی پا کر ۳۲۳ھ میں مہدیہ چلا گیا اور سنہ ......[1] میں بوقت محاصرہ ابو یزید مر گیا۔ یحییٰ کے مرنے پر موسیٰ بن ابو العافیہ کی حکومت کو استحکام و استقلال کامل طور سے حاصل ہو گیا۔

حسن بن محمد کا خروج

اس واقعہ سے قبل ۳۱۳ھ میں حسن بن محمد بن قاسم بن ادریس ملقب بہ حجام نے فاس میں ریحان کتامی کے خلاف عَلَم مخالفت بلند کیا تھا اور لڑ بھڑ کر ریحان کو فاس سے نکال باہر کر دیا تھا۔ دو برس تک فاس پر قابض رہا۔ اس کے بعد موسیٰ بن ابو العافیہ نے حسن پر فوج کشی کی۔ دونوں حریفوں میں متعدد اور سخت لڑائیاں ہوئیں۔ انھی لڑائیوں میں منہال بن موسیٰ مارا گیا اور آخر کار ایک ہزار سے زاید جانوں کے تلف ہونے پر لڑائی کا سلسلہ ختم ہوا حسن شکست کھا کر فاس کی طرف بھاگا حامد بن حمدان اور بی نے اس سے بد عہدی کی لیکن حامد کو حسن پر کسی قسم کی دسترس حاصل نہیں ہوئی۔ موسیٰ کے پاس فاس پر قبضہ کرنے کا پیام بھیجا۔ چنانچہ موسیٰ نے فاس پر پہنچ کر قبضہ حاصل کر لیا اور قبضہ و تصرف حاصل کرنے کے بعد حامد پر حسن کے حاضر کرنے کا دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ حامد حیلہ و حوالہ کرنے لگا رفتہ رفتہ موسیٰ کو حسن کا سراغ مل گیا۔ گرفتار کرا کے شہر پناہ کی دیوار پر سے لڑھکا دیا جس کی وجہ سے وہ اسی شب کو مر گیا۔

امارتِ ادراسہ کا زوال

حامد بن حمدان بخوف جان مہدیہ بھاگ گیا۔ عبداللہ بن ثعلبہ بن محارب اور اس کے دونوں لڑکے محمد اور یوسف، موسیٰ کے ہاتھ پڑ گئے۔ موسیٰ نے ان لوگوں کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا۔ اسی واقعہ سے ادراسہ کی حکومت ملک

---

[1] نوٹ: اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

مغرب سے جاتی رہتی ہے اور موسیٰ بن ابو العافیہ تمام بلاد مغرب پر قابض ہو جاتا ہے۔ محمد بن قاسم بن ادریس کے لڑکے اور اُس کے بھائی حسن بلاد ساحلیہ کی طرف جلاوطن ہو کر بھاگ جاتے ہیں بصرہ میں پہنچ کر اپنے بزرگ خاندان ابراہیم بن محمد بن قاسم (حسن کے بھائی) کے پاس جمع ہوتے ہیں اور سب کے سب متفق ہو کر اس کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں۔ ابراہیم نے ان لوگوں کے لیے حجر النسر نامی مشہور و معروف قلعہ ۳۱۷ھ میں بنوایا اور ان لوگوں کو اس میں ٹھہرایا۔ بنو عمر بن ادریس ان دنوں غمارہ میں تیجاس سے سبتہ اور طنجہ تک پھیلے ہوئے تھے اور ابراہیم حجر النسر میں تھا ۳۱۹ھ میں علی بن ادریس نے ابو العیش بن ادریس بن عمر سے سبتہ چھین لیا اور فوج کے ایک دستہ کو محافظت کی غرض سے اس میں ٹھہرایا۔ اس اثناء میں ابراہیم بن محمد بنی محمد کا سردار راہی ملک عدم ہو گیا۔ اس کے بجائے اس کا بھائی قاسم ملقب بہ کانون حسن حجام کا بھائی حکمرانی کرنے لگا۔ یہ قاسم، محمد بن قاسم کا لڑکا تھا اس نے موسیٰ بن ابو العافیہ اور اس کے مذہب سے ہٹ کر شیعہ کے عَلمِ حکومت کی اطاعت قبول کر لی، اسی کے زمانہ سے حکومت و سلطنت کا سلسلہ اس کے خاندان میں جاری ہوتا ہے اور غمارہ اس کی دولت کے اراکین اور اس کی سلطنت کے بازو بنے رہتے ہیں جیسا کہ غمارہ کے حالات میں ہم اسے بیان کریں گے۔

خلفاء مروانیہ اور ادارسہ

ان واقعات کے بعد خلفاء مروانیہ حکمرانان قرطبہ کے ایلچی بلاد مغرب میں پھیل جاتے ہیں اور زناتہ کو بزور تیغ دبا لیتے ہیں۔ اس کے بعد بنی ایوب اور ان کے بعد مغراوہ، فاس پر متولی اور قابض ہوتے ہیں ادارسہ مع غمارہ کے ریف میں جا کے ٹھہر جاتے ہیں شہر بصرہ، حجر النسر، سبتہ اور اصیلا میں ان کی حکومت و سلطنت، بنی محمد اور بنی عمر کے ذریعہ سے قایم ہوتی ہے۔ چند روز کے بعد مروانیوں کو ان پر قابو مل جاتا ہے اور یہ ان کو اندلس تک پامال کرتے جاتے ہیں اور بالآخر ان لوگوں کو اسکندریہ کی طرف جلاء وطن کر دیتے ہیں عزیز عبیدی بن کانون اپنے بادشاہ کی جستجو میں اپنے ایلچی ملک مغرب روانہ کرتا ہے۔ منصور بن ابی عامر ان پر غالب ہو کر انہیں قتل کر ڈالتا ہے۔ اسی کے زمانہ میں ان کی حکومت و سلطنت اور نیز ملک مغرب کے سلطان ادریسیہ کی حکومت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ ان ادریسیوں کی نسل سے تھا جنہوں نے غمارہ میں آ کر پناہ لی تھی اور ملوک۔ امویہ اندلس کے مدمقابل تھے جس وقت ان ادریسیوں کی حکومت و سلطنت جاتی رہی تو وہ لوگ بہ حالِ پریشاں بلاد غمارہ میں آ کر پناہ گزیں ہوئے اور وہاں پہنچ کر ان لوگوں نے ایک جدید حکومت کی بناء ڈالی جو ایک مدت تک

بنی محمادہ بنی عمر اولاد ادریس بن ادریس میں قائم رہی۔ یہی وجہ تھی کہ بربریوں کا ان سے میل جول تھا اور وہ ان کی اطاعت و فرماں برداری کی طرف مائل و راغب تھے بنو حمود بھی[لہ] ......
عمارہ ہی سے تھے جنگ مستعین میں بربریوں کے ساتھ ملک مغرب میں چلے آئے تھے اور بحکمت عملی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی تھی اور ملک اندلس کے حکمراں ہو گئے تھے جیسا کہ آپ ان کے حالات میں ان واقعات کو پڑھیں گے۔

سلیمان اور محمد بن سلیمان سلیمان، ادریس اکبر کا بھائی عباسیوں کے زمانہ میں ملک مغرب بھاگ گیا تھا ادریس کے مرنے کے بعد اطراف تاہرت میں مقیم ہوا اور وہیں حکومت و سلطنت کا دعوے دار بنا اور بربریوں نے اس کی حکومت منظور کی ادھر اغالبہ کے اراکین دولت پنجے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑ گئے۔ اسی تگ و دو میں اس کے نسب کی تصحیح ہو گئی مرتا کھپتا تلمسان پہنچا اور اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے اس پر قابض ہو گیا زناتہ اور تمام قبائل بربر نے اس کو خاندان حکومت کا ایک ممبر تصور کر کے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن سلیمان حکمراں ہوا۔ تھوڑے دنوں بعد اس کے لڑکوں میں نفاق پیدا ہوا خود سر حکومت کرنے کی غرض سے المغرب الاوسط میں پھیل گئے آپس میں حکومت و سلطنت کے حصے بخرے کر لئے۔ تلمسان پر محمد بن احمد بن قاسم بن محمد بن احمد قابض ہوا۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ قاسم وہی ہے جس کے نسب کا بنو عبد الواد دعوئی کرتے ہیں کیونکہ یہ قاسم بن ادریس سے اس دعوے سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔

ادریس بن ابراہیم ارشکول کی زمام حکومت عیسیٰ بن محمد بن سلیمان کے قبضہ میں رہی یہ شخص شیعیت کی طرف مائل تھا جرادہ کی حکمرانی ادریس بن محمد بن سلیمان کے قبضہ میں گئی۔ اس کے بعد ابو العیش عیسٰی اس کا بیٹا حکمراں ہوا۔ اسی زمانہ سے اس صوبہ کی امارت کی کرسی پر اُس کی آئندہ نسلیں قائم ہوتی چلی آئیں۔ چنانچہ اس کے بعد اس کا بیٹا ابراہیم بن عیسٰی پھر اس کا بیٹا یحییٰ ابن ابراہیم، بعدہ اس کا بھائی ادریس بن ابراہیم تخت حکومت پر یکے بعد دیگرے جلوہ افروز ہوئے۔ ادریس بن ابراہیم والیٔ ارشکول اور خلیفہ عبد الرحمٰن ناصر سے دوستانہ مراسم تھے۔ علیٰ ہذا یحییٰ کو بھی اسی قسم کا اس سے تعلق تھا۔ میسور

نوٹ[لہ] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ مترجم۔

سپہ سالار دولت شیعہ کو اس کی طرف سے شبہ پیدا ہوا موقع پا کر ۳۲۳ھ میں گرفتار کر لیا۔

پھر جب موسیٰ بن ابو العافیہ نے ارا کین دولت شیعہ کی ہم صفیری چھوڑ کر دعوت خلافت علویہ کی بنا ڈالی اور حسن بن ابو العیش عیسیٰ پر جراوہ میں محاصرہ کیا اور بزور جنگ جراوہ کو حسن سے چھین لیا تو حسن بھاگ کر ادریس بن ابراہیم والیٔ ارشکول کے پاس چلا گیا۔ بوری بن موسیٰ بن ابو العافیہ نے تعاقب کیا اور ارشکول پر پہنچ کر دونوں پر محاصرہ کیا۔ آخر کار بوری نے بزور تیغ ان دونوں کو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر خلیفہ ناصر کے پاس بھیج دیا خلیفہ ناصر نے ان دونوں کو قرطبہ میں ٹھیرایا۔

یحییٰ بن محمد

تنش کا صوبہ ابراہیم بن محمد بن سلیمان کے قبضہ میں تھا اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بعدہ اس کا بیٹا یحییٰ بن محمد پھر اس کا بیٹا علی بن یحییٰ جانشین ہوا۔ اسی کے زمانے میں زیری بن مناد ۴۴۲ھ میں تنش پر قابض ہو گیا تھا اور یحییٰ اپنی جان بچا کر جبر بن محمد بن خزر کے پاس بھاگ گیا۔ اس کے دونوں بیٹے حمزہ اور یحییٰ ناصر کے پاس چلے گئے ناصر نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔ چند روز بعد یحییٰ اپنی کمزور حالت درست کر کے تنش پر قبضہ کرنے کو پھر آیا مگر کامیاب نہ ہوا۔

احمد بن عیسیٰ

اسی ابراہیم والی تنش کی اولاد سے احمد بن عیسیٰ بن ابراہیم والیٔ سوق ابازار، ابراہیم اور سلیمان بن محمد بن ابراہیم تدوسا را المغرب الاوسط تھے۔ اور بنی محمد بن سلیمان کی نسل سے یہ اور بطوش بن حناتش بن حسن بن محمد بن سلیمان تھا۔ ابن حزم کہتا ہے کہ یہ لوگ ملک مغرب میں کثرت سے تھے اور بلاد مغرب کی زمام حکومت انہی کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ ان کی ریاستیں اور حکومتیں زائل اور ختم ہو گئیں اور ان میں کا اب کوئی رئیس اطراف بجایہ میں باقی نہیں رہا۔ بنی حمزہ میں سے جوہر قیروان چلا آیا تھا ان میں سے کچھ لوگ پہاڑوں اور اس کے قرب وجوار کے دیہاتوں میں باقی رہ گئے جن سے اس مقام کے بربری واقف اور آگاہ ہیں۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

باب ۳

امارت زیدیہ

صاحب زنج ابتدا ہی سے اس حکومت وسلطنت میں ایک پریشانی اور اضطراب پیدا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اس کے بانی کی حکومت مستقل اور مستحکم نہیں ہوئی۔

عہد خلافت معتصم میں علویہ زیدیہ کے ایلچیوں نے جس کی حکومت وسلطنت کی ترغیب دینا شروع کی تھی اور جن کے ہواخواہ کثرت سے تمام ممالک میں پیدا ہو گئے تھے وہ علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید شہید تھے۔ جس وقت ان کی شہرت ہوئی اور علم خلافت کو ان کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرے کا احساس ہوا تو خلافت عباسیہ کا تاج دار اس کی روک تھام کی طرف متوجہ ہوا علی بن محمد بھاگ گئے اور ان کے چچا کا بیٹا علی بن محمد بن حسن بن علی بن عیسیٰ اسی ہنگامہ میں قتل کر ڈالا گیا علی بن محمد اس ہنگامہ کے بعد روپوش ہو گئے۔ صاحب زنج نے ۲۵۵ھ میں یہ دعوٰی کر دیا کہ میں ہی علی بن محمد ہوں۔ چند دن بعد انھوں نے ظاہر ہو کر جب بصرہ پر قبضہ حاصل کیا تو صاحب زنج کی قلعی کھل گئی فوراً اس دعوے سے دست کش ہو کر یحیٰی بن زید شہید جون کی جانب اپنے کو نسباً منسوب کرنے لگا۔ مسعودی اسے طاہر بن حسین بن علی کی طرف نسباً منسوب کرتا ہے اور بعض علی بن محمد بن جعفر بن حسین بن طاہر کی طرف۔ بہر کیف اس نسب کے صحیح ماننے میں یہ دقت پیش آتی ہے کہ حسین بن فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم کا سلسلۂ نسل صرف زین العابدین ہی سے چلا ہے۔ ابن حزم کہتا ہے کہ اس طاہر سے اگر طاہر بن یحیٰی محدث بن حسن بن عبید اللہ بن حسن اصغر بن زین العابدین مراد لئے جائیں تو سلسلۂ نسب طویل ہو جاتا ہے اور حسینؓ بن فاطمہؓ تک بارہ پشتیں ہو جاتی ہیں اور یہ امر دور از قیاس وعقل معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں صاحب زنج ظاہر ہوا ہے۔ اس وقت تک اس کی بارہ پشتیں ہو چکی ہوں۔

علماء محققین طبری اور ابن حزم وغیرہ اس امر کے مقر ہیں کہ یہ شخص قبیلہ عبدالقیس سے تھا موضع ورزقین مضافات رے میں رہتا تھا علی بن عبدالرحیم اس کا نام تھا چونکہ مزاج میں گھومنے کا شوق تھا دل میں سرداری اور گروہ بندی کا خیال پیدا ہوا۔ اتفاق سے انہی دنوں زیدیہ فاطمیہ بکثرت دعوے دار حکومت وخلافت ہو رہے تھے جھٹ پٹ اس نے ایک نسب نامہ درست کر کے علوی ہونے کا دعویٰ کر دیا حالانکہ اُس خاندان سے اس کو ذرا بھی تعلق نہ تھا۔ ہمارے اس بیان کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ یہ خارجی المذہب پابند عقائد ازارقہ تھا۔ دونوں گروہوں یعنی اصحاب جمل اور صفین پر لعنت کرتا تھا پھر کیونکر یہ شخص علوی صحیح النسب ہو سکتا ہے۔ اور اسی وجہ سے کہ اس نے اپنے کو غلط طور سے نسباً علوی بیان کیا اور اپنے دعوے کو سچائی کے ساتھ ثابت نہ کر سکا اس کا سارا کارخانہ درہم و برہم ہو گیا اور مار ڈالا گیا اور اس کی حکومت کا کوئی سلسلہ قائم نہ ہو سکا اگرچہ اس نے بے حد زیادتیاں کیں، اطراف بصرہ میں غارت گری کی، بلاد اسلامیہ کو ویران اور پامال کیا، عساکر اسلامی کو شکست بھی دی، امراء و اکابرین اسلام کو شہید بھی کیا اور اپنے لئے قلعہ بھی بنوایا جس میں وہ خود مارا گیا جب کہ اس کا پیالہ حیات لبریز ہو گیا۔ جیسا کہ اللہ کا قانون بندوں میں جاری ہے۔

صاحب زنج اور اہل بحرین کی جنگ

یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا اب پھر ہم صاحب زنج کا حال تحریر کرتے ہیں کہ اس نے پہلے اُن لوگوں سے میل جول پیدا کیا جو دربار خلافت کے حاجب اور خلیفہ منتصر کے محل سرا کے خدام تھے۔ جب اس کے متبعین کی ایک خاصی جماعت تیار ہو گئی تو یہ اُن لوگوں کے ساتھ ۲۴۹ھ میں بحرین کی طرف گیا اور یہ دعویٰ کیا کہ میں علوی ہوں اور حسین بن عبیداللہ بن عباس بن علی کی نسل سے ہوں۔ لوگوں کو اپنی اطاعت کی ترغیب دی اہل ہجر کا ایک بڑا گروہ اس کا مطیع و فرماں بردار ہو گیا۔ اس کے بعد یہ احساء گیا اور بنی تمیم کے قبیلہ میں فروکش ہوا یحییٰ بن محمد ازارق اور سلیمان بن جامع اس کے ہمراہ تھا۔ اہل بحرین سے اور اس سے لڑائی ہوئی اہل بحرین نے اسے شکست دی۔ عرب کا گروہ جو اس کے رکاب میں تھا تتر بتر ہو گیا اور یہ پریشان حالت میں بھاگ کر بصرہ پہنچا۔

صاحب زنج کی بصرہ میں آمد

ان دنوں بصرہ میں بلالیہ اور سعدیہ کے درمیان جھگڑا اور فساد ہو رہا تھا اس کے آنے کی خبر محمد بن رجاء والی بصرہ کو ہوئی اس نے اس کی گرفتاری اور جستجو پر پولیس کو تعینات کر دیا یہ تو ہاتھ نہ آیا مگر اس کا لڑکا اس کی بیوی اور اس کے بعض ہمراہی گرفتار کر لئے گئے۔ یہ چند دن کے بعد دربار خلافت بغداد میں داخل ہوا اور اپنے کو عیسٰی

بن زید شہید کی اولاد سے ظاہر کرنے لگا جیسا کہ ہم ابھی اوپر بیان کر آئے ہیں۔ چند روز بعد یہ خبر پاکر کہ بلالیہ اور سعدیہ نے محمد بن رجاء والی بصرہ کو بصرہ سے نکال دیا ہے اور اس کے اہل و عیال کو قید کی مصیبت سے رہائی مل گئی ہے۔ دارالخلافت بغداد سے بصرہ کی جانب ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں مراجعت کی۔ یحییٰ بن محمد، سلیمان بن جامع اور اہل بغداد کے بہت سے سربرآوردہ افراد جنھیں اُس نے حکمت عملی سے اپنے ساتھ ملا لیا تھا مثلاً جعفر بن محمد صمدحانی، علی بن ابان اور عبدان بن سمینا وغیرہ اس کے ہمراہ تھے۔ بصرہ کے قریب پہنچ کر پڑاؤ کیا اور زنگی غلاموں میں اپنے خیالات کو پھیلانے اور انھیں اپنی اطاعت کی ترغیب دینے لگا۔ زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ اُن زنگی غلاموں کو ان کے آقاؤں کی طرف سے برگشتہ اور بددل کر کے آزادی اور حریت کی طرف مائل کر دیا اور جب یہ خیالات ان کے دماغ میں بیٹھ گئے تو انھیں حکومت اور سلطنت کی طمع دلائی اور ایک جھنڈا بنایا جس پر آیۂ کریمہ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم تا آخر آیۃ لکھی تھی۔ ان زنگی غلاموں کے آقا اُن کی جستجو اور تلاش میں آئے۔ صاحب زنج نے اشارہ کر دیا وہ سیاہ بخت غلام اپنے آقاؤں کو لپٹ گئے۔ باہم خوب ہاتھا پائی ہوئی۔ بصرہ اور ابلہ کی فوجیں سرکوبی کو آئیں مگر ناکام واپس گئیں۔

صاحب زنج کا ابلہ پر قبضہ

اس واقعہ کے بعد صاحب زنج قادسیہ چلا گیا اسی عرصہ میں دربار خلافت بغداد سے ایک تازہ دم فوج اہل بصرہ کی کمک پر آ گئی۔ صاحب زنج سے یہ بھی شکست کھا گئی۔ تب ایک دوسری فوج جعلان ترکی کی ماتحتی میں سپہ سالار بصرہ کی حمایت پر آئی۔ باہم لڑائیاں ہوئیں آخر کار یہ بھی شکست کھا گئی اور صاحب زنج نے ابلہ وغیرہ پر قبضہ حاصل کر کے اہواز کا قصد کیا۔ اہواز میں ان دنوں ابراہیم بن مدبر خوارج پر حکومت کر رہا تھا۔ اُس نے اسے بھی بزور تیغ فتح کر کے ابراہیم کو قید کر لیا۔ یہ واقعہ ۲۵۶ھ کا ہے۔ چند دن بعد ابراہیم زنگیوں کی قید سے نکل بھاگا۔

علی بن ابان زنگی

۲۵۷ھ میں دارالخلافت بغداد سے سعید بن صالح جو ان دنوں عامل بصرہ تھا زنگیوں کی لڑائی پر بھیجا گیا۔ چنانچہ واسط سے فوج آرائی کر کے زنگیوں کی طرف بڑھا۔ علی بن ابان سپہ سالار زنگیاں مقابلہ پر آیا ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد سعید شکست کھا کر بحرین کی طرف بھاگا اور بصرہ میں پہنچ کر قلعہ بندی کر لی علی بن ابان نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ حتیٰ کہ سعید نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے علی بن ابان نے شہر میں داخل ہو کر شہر لوٹ لیا۔ جامع مسجد کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔ صاحب زنج کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ اسے بصرہ سے واپس

بلا کر اس کے بجائے بصرہ پر یحییٰ بن محمد بحرانی کو متعین کیا۔ خلیفہ معتمد نے محمد بن مولد کو بصرہ کی طرف زنگیوں کے طوفان بے تمیزی کے روک تھام کے لئے روانہ فرمایا چنانچہ محمد کو اس مہم میں کامیابی حاصل ہوئی اور بصرہ سے زنگیوں کو اس نے نکال باہر کیا۔ اس کے تھوڑے دن بعد زنگیوں نے محمد پر بہ حالت غفلت شب خون مارا۔ محمد کو اس معرکہ میں شکست ہوئی۔ زنگیوں نے محمد کو شکست دے کر اہواز کی جانب قدم بڑھائے۔ منصور خیاط والئی اہواز مقابلہ پر آیا۔ لیکن اپنی ناعاقبت اندیشی سے مغلوب ہو کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔

علی بن ابان اور مفلح کی جنگ ان واقعات سے قبل خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی ابو احمد موفق کو مکہ معظمہ سے طلب کر کے کوفہ، حرمین، طریق، مکہ اور یمن کی سند حکومت عطا فرمائی تھی بعدہ بغداد، سواد، واسط، کور دجلہ، بصرہ اور اہواز کا نظم و نسق بھی اسی کے قبضہ اقتدار میں دیدیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ بصرہ، کور دجلہ، یمامہ اور بحرین پر سعید بن صالح کے بجائے یارجوج کو بامور کرنا۔ جب سعید بن صالح کو زنگیوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو یارجوج نے اپنی طرف سے سعید بن صالح کے بجائے منصور بن جعفر کو متعین کیا چنانچہ زنگیوں نے اسے شکست دے کر مار ڈالا جیسا کہ ہم تحریر کر آئے ہیں۔ تب خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی موفق کو ۲۵۸ھ میں زنگیوں کے مقابلہ پر روانہ فرمایا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر مفلح تھا۔ زنگیوں نے یہ خبر پا کر بصرہ سے نکل کر مفلح کا مقابلہ کیا۔ علی بن ابان زنگیوں کے اس لشکر کا سردار تھا۔ مفلح کو اس معرکہ میں شکست ہوئی اور وہ جنگ کے دوران مارا گیا۔ اس کے رکاب کی فوج ادھر ادھر منتشر ہو گئی۔ موفق بہ مجبوری سامرا لوٹ آیا۔

موسیٰ بن بغا منصور خیاط کے شکست کھانے کے بعد اہواز کی حکومت اصطیخور کو مرحمت ہوئی۔ یحییٰ بن محمد بحرانی سپہ سالار زنگیاں جنگی کشتیوں کا بیڑہ لے کر اہواز پر قبضہ کرنے کو آیا ہوا تھا مگر یہ خبر پا کر کہ موفق ایک عظیم فوج کے ساتھ آیا ہوا ہے بلا جدال و قتال واپس لوٹ گیا اصطیخور نے تعاقب کیا اور اسے گرفتار کر کے سامرا لایا اور وہیں مار ڈالا۔ صاحب زنج نے یحییٰ کے بجائے، علی بن ابان اور سلیمان شعرانی کو روانہ کیا۔ ان لوگوں نے ۲۵۹ھ میں اہواز کو اصطیخور کے قبضہ سے نکال لیا۔ اصطیخور شکست کے بعد ایک کشتی پر سوار ہو کر بھاگا۔ لیکن چونکہ اس کا وقت آ گیا تھا اتفاق سے کشتی ڈوب گئی اور وہ بھی مر گیا۔ خلیفہ معتمد نے ان لوگوں کی سرکوبی پر موسیٰ بن بغا کو صوبجات مذکورہ بالا کی سند حکومت عطا فرما کے روانہ کیا اس نے اپنی طرف سے بطور نائب اہواز پر عبدالرحمٰن بن مفلح کو، بصرہ پر اسحاق بن کنداجیق کو، بادا وروپر ابراہیم بن سلیمان کو بھیجا اور چاروں طرف سے سیاہ بخت زنگیوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ڈیڑھ برس تک مسلسل لڑائی جاری رہی مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔

اس کے بعد موسیٰ بن بغا نے استعفا دے دیا۔

موفق اور یعقوب صفار کی جنگ

تب خلیفہ معتمد نے اس کے بجائے ان صوبجات پر مسرور بلخی کو مامور کیا اور زنگیوں کے سر کرنے کو اپنے بھائی ابواحمد موفق کو روانہ فرمایا اس روانگی سے پہلے خلیفہ معتمد نے موفق کی ولیعہدی کا اعلان کر دیا تھا کہ میرے بعد تاج و تخت اور خلافت کا مالک یہی ہوگا اور "الناصر لدین اللہ الموفق" کا مبارک لقب دیا تھا اور تمام مشرقی صوبجات کی اصفہان تک اور نیز حجاز کی سند حکومت عطا کی تھی۔ چنانچہ موفق اس مہم کے سر کرنے کے لئے ۲۶۲ھ میں روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ یعقوب صفار کا معاملہ پیش آ گیا یہ ایک بڑی فوج لئے ہوئے بغداد پر چڑھا آ رہا تھا۔ اس وجہ سے موفق، یعقوب کی لڑائی میں مصروف ہو گیا۔ اس معرکہ میں یعقوب صفار کو شکست ہوئی۔ جس قدر ملک اہواز اس کے قبضہ میں تھا نکل گیا۔

مسرور بلخی

مسرور بلخی بھی اس معرکہ میں شریک ہونے کے لئے بغداد چلا آیا تھا۔ صاحب زنج کو موقع مل گیا اس کے زمانہ غیر حاضری کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھ کر لوٹ مار شروع کر دی قادسیہ تک تاخت و تاراج کرتا چلا گیا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر دار الخلافت بغداد پہنچی دربار خلافت سے شاہی فوجیں اغرتمش اور خشتش کی سرکردگی میں صاحب زنج کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کی گئیں زنگیوں نے پہلے ہی معرکہ میں شاہی فوجوں کو شکست دے دی۔ اس جنگ میں زنگیوں کا سپہ سالار سلیمان بن جامع تھا خشتش شاہی فوج کا سپہ سالار مارا گیا۔ علی بن ابان سپہ سالار زنگیاں ایک فوج لے کر اہواز گیا ہوا تھا ان دنوں اس صوبہ کی حکومت محمد بن ہزار مرد کردی کے قبضہ اقتدار میں تھی مسرور بلخی نے علی بن ابان کے قصد سے مطلع ہو کر اہواز کے بچانے کی غرض سے احمد بن لیونہ کو روانہ کیا دونوں حریفوں میں سخت اور خونریز لڑائیاں ہوئیں ابتداً علی بن ابان نے اہواز پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا جب محمد بن ہزار مرد نے کردوں کو جمع کر کے دوبارہ حملہ کیا تو علی بن ابان کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے تستر میں پہنچ کر قیام کیا اور محمد بن ہزار مرد، سوس کی طرف لوٹ آیا۔

صاحب زنج اور علی بن ابان کی جنگ

صاحب زنج کا یہ خیال تھا کہ علی بن ابان میرے نام کا خطبہ پڑھے گا مگر یہ خیال خام نکلا یعقوب صفار سے سازش کر کے اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ اس وجہ سے علی بن ابان اور صاحب زنج کے درمیان مخالفت پیدا ہو گئی نوبت بہ جنگ رسید کا مضمون ہوا۔ میدان صاحب زنج کے ہاتھ رہا علی بن ابان کو شکست ہوئی تستر چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اس وقت ملک فارس فتنہ و فساد سے بھرا ہوا تھا جس طرف آنکھ اٹھتی تھی جنگ اور خونریزی

کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ان واقعات کے بعد یعقوب صفار اہواز پر قابض ہو گیا اور زنگیوں سے تعلقات پیدا کر لئے سلیمان بن جامع زنگیوں کا نامور سپہ سالار فوجیں مرتب کر کے ملک گیری کو بڑھا۔ موفق نے شہر واسط پر احمد بن مولد کو مامور کیا۔ زنگیوں کی طرف سے خلیل بن ابان واسط پر حملہ آور ہوا احمد بن مولد سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا خلیل نے اس کو شکست دے کر واسط میں قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۶۶ھ کا ہے۔ فتح مند گروہ نے کامیابی کے بعد اطراف سواد میں نعمانیہ اور جرجرایا تک اپنے خیمے نصب کئے اور ان مقامات کے رہنے والوں کا عام طور سے خون مباح کر دیا۔

اہواز کا محاصرہ

علی بن ابان ان دنوں پھر اہواز کی طرف گیا ہوا تھا اور اہل اہواز پر محاصرہ کر رکھا تھا۔ موفق نے مسرور بلخی کو مامور کر کے اہواز کی جانب روانہ کیا مسرور نے اپنی جانب سے تکمید بخاری کو تشتر روانہ کیا علی بن ابان اور اس کے ہمراہی زنگیوں نے تکمید کی فوج کو پسپا کر دیا مگر اس واقعہ کے بعد تکمید اور علی بن ابان میں مصالحت ہو گئی۔ مسرور بلخی کو اس سے شبہ پیدا ہوا۔ بہ الزام سازش تکمید کو گرفتار کر لیا اور اس کے بجائے اغرتمش کو مامور کیا۔ اغرتمش نے پہلے حملہ میں تو زنگیوں کو شکست دے دی مگر دوسرے معرکہ میں خود شکست کھا کر بھاگا۔ علی بن ابان نے محمد بن ہزار مرد کردی پر فوج کشی کر دی اور رام ہرمز کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ محمد بن ہزار مرد نے دب کر دو لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت کر لی اور یہ بھی اقرار کر لیا کہ میرے تمام صوبہ میں علی بن ابان کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا۔ علی بن ابان اس مہم سے فراغت حاصل کر کے اہواز کے دوسرے قلعوں کے سر کرنے کو بڑھا۔ مسرور بلخی کو اس کی خبر لگی اس نے بھی فوجیں مرتب کر کے علی بن ابان کے لشکر پر دھاوا کر دیا دونوں میں خوب گھماگھمی کی لڑائی ہوئی آخر کار علی بن ابان شکست کھا کر بھاگا اور اس کی ساری لشکر گاہ لوٹ لی گئی۔

معرکۂ واسط

اس واقعہ سے قبل موفق نے اپنے بیٹے ابو العباس کو ۲۶۶ھ میں دس ہزار فوج کی جمعیت سے جس وقت کہ زنگیوں نے شہر واسط کو تاخت و تاراج کیا تھا براہ دریا واسط کی طرف روانہ کیا تھا۔ جنگی کشتیوں کا ایک بہت بڑا بیڑا اس کے ہمراہ تھا ابو حمزہ نصیر امیر البحر ان جنگی کشتیوں کا انچارج تھا۔ نصیر نے موفق کو تحریر کیا کہ سلیمان بن جامع زنگیوں کی طرف سے ایک بڑی فوج کے ساتھ مقابلہ پر آیا ہوا ہے برّی اور بحری لڑائی کا سامان ہے اور اس کے مقدمۃ الجیش پر جنانی ہے۔ سلیمان بن موسیٰ شعرانی بھی اپنے لشکر کے ساتھ آ گیا ہے اور نشیبی واسط میں خیمہ زن ہوا ہے ابو العباس نے اپنی فوجوں کو مرتب کر کے زنگیوں پر حملہ کیا۔ سیاہ بخت زنگی کا لشکر مقابلہ نہ کر سکا پیچھے ہٹا ابو العباس

کی فوج نے بڑھ کر ان کے مورچوں پر قبضہ کر لیا اور زنگی فوجیں واسط میں ٹھہری ہوئی شاہی لشکر کا مقابلہ کرتی رہیں۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں اور ہر لڑائی میں زنگیوں ہی کو شکست ہوئی۔ صاحب زنج نے اپنی متواتر شکستوں سے متاثر اور خائف ہو کر علی بن ابان اور سلیمان بن جامع کو متفق ہو کر ابوالعباس بن موفق سے جنگ کرنے کا حکم دیا جاسوسوں نے موفق تک یہ خبر پہنچا دی۔

موفق کی واسط کو روانگی

چنانچہ موفق ماہ ربیع الاول ۲۶۷ھ میں بغداد سے واسط کی طرف روانہ ہوا اور منیعہ میں پہنچ کر زنگیوں پر حملہ کر دیا۔ زنگی فوجیں اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئیں ابوالعباس بن موفق کے لشکر نے تعاقب کیا۔ نیعہ کا میدان کشت وخون سے لالہ زار بن گیا تھا مقتولوں اور قیدیوں کی کوئی صحیح تعداد بیان نہیں کی جا سکتی جس طرف آنکھ اُٹھتی تھی مقتول ہی مقتول نظر آتے تھے فتح مند گروہ کا جو سپاہی دکھائی دیتا تھا وہ دو چار قیدیوں کو ضرور گرفتار کیے لاتا تھا۔ نیعہ کا شہر پناہ منہدم و مسمار کر دیا گیا۔ خندق جو شہر پناہ کے ارد گرد تھی پاٹ دی گئی سلیمان بن موسیٰ شعرانی اور سلیمان بن جامع کسی نہ کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوتے ابوالعباس نے منصورہ وطہشا کی طرف قدم بڑھائے اور پہنچتے ہی اس پر قبضہ کر لیا مال اسباب اور خزانہ وغیرہ جو کچھ تھا سب لوٹ لیا شہر پناہ کو منہدم کرا کر خندق پٹوا دی سلیمان ابن جامع بھاگ کر واسط پہنچا۔ ابوالعباس نے بھی منصورہ کو سر کرنے کے بعد واسط کی طرف مراجعت کی۔ اس کے بعد موفق نے اپنی فوج کو دو حصوں پر تقسیم کیا ایک حصہ پر اپنے بیٹے ہارون کو واسط میں چھوڑا اور دوسرے حصہ کو مرتب اور مسلح کر کے زنگیوں کی سرکوبی کے لئے اہواز کی طرف بڑھا۔ اتنے میں یہ خبر سننے میں آئی کہ زنگیوں نے طہشا اور منصورہ کی جانب مراجعت کی ہے۔ اسی وقت اپنی رکاب کی فوج سے چند دستہ فوج کو چند آزمودہ کار سرداران کی ماتحتی میں ان زنگیوں کے سر کرنے کو روانہ کیا جو طہشا اور منصورہ کی طرف لوٹ آئے تھے اور خود جس قصد و ارادہ سے نکلا تھا اسی ارادہ کی تکمیل کو مد نظر رکھ کر کوچ کر دیا۔ رفتہ رفتہ سوس پہنچا۔ اس وقت تک علی بن ابان اہواز ہی میں مقیم تھا۔ موفق کے آنے کی خبر پا کر چند دستہ فوج اہواز کی حفاظت پر چھوڑ کر اپنے سردار صاحب زنج کے پاس چلا گیا۔ زنگیوں میں سے جو لوگ اہواز میں باقی رہ گئے تھے، انھوں نے موفق سے امن کی درخواست کی موفق نے ان کی درخواستیں منظور کر لیں ان کو امن دے کے تستر کی طرف چلا گیا۔ محمد بن عبداللہ کردی بھی شاہی امن حاصل کر کے اہواز چلا آیا۔

مختارہ پر قبضہ

موفق نے اپنے ایک بیٹے ہارون کو فرات بصرہ کی نہر مبارک پر مع فوج کے ملنے کو لکھ بھیجا اور دوسرے بیٹے ابوالعباس کو نہر ابی خصیب پر خبیث سے جنگ

کرنے کو روانہ کیا خبیث کے سرداران لشکر کے ایک گروہ نے امان کی درخواست کی ابوالعباس نے منظور کرلی اور امان دے کے ان کے عذرات قبول کرلئے اس کے بعد لشکر مرتب کرکے شہر مختارہ پر چڑھائی کی براہ دریا بھی فوجیں بھیجیں پچاس ہزار شاہی فوج تھی اور زنگیوں کی فوج کی تعداد تین لاکھ تھی۔ ابوالعباس نے جا بجا دھس اور دمدمے بندھوائے موقع موقع سے منجنیقیں نصب کرائیں۔ مورچے قائم کئے اور رہنے کے لئے شہر موفقہ کا بنیادی پتھر رکھا قرب وجوار کے شہروں سے رسد وغلہ کی طلبی کا فرمان بھیجا اور مختارہ کی رسد وغلہ کی آمد ورفت بند کردی۔ یہ تو خشکی کا انتظام تھا دریائی محاصرہ کی غرض سے جنگی کشتیوں کے متعدد بیڑے ہر وقت دریا میں پھر رہے تھے۔ ماہ شعبان ۲۶۷ھ سے ماہ صفر ۲۷۰ھ تک نہایت شدت کے ساتھ مختارہ کا محاصرہ کئے رہا اس کے بعد مجموعی قوت سے حملہ کرکے بزور تیغ مختارہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کرلیا۔

صاحب زنج کا خاتمہ

خبیث مع اپنے بیٹے انکلائے اور سلیمان بن جامع کے ایک قلعہ کی طرف بھاگا جو اسی غرض سے پہلے سے تجویز کیا گیا تھا۔ شاہی لشکر کے ایک دستہ نے تعاقب کیا خبیث ابھی قلعہ تک نہ پہنچنے پایا کہ شاہی لشکر نے جاکر اسے گھیر لیا۔ دونوں حریفوں میں دو دو ہاتھ ہوئے خبیث شکست کھا کے بھاگا۔ اس کے اکثر ہمراہی مارے گئے۔ سلیمان بن جامع گرفتار کرلیا گیا۔ اس کے بعد صاحب زنج بھی اسی دار وگیر میں مارا گیا اور اس کا سر اُتار کر موفق کے پاس لایا گیا۔ انکلائے مع پانچ ہزار زنگیوں کے بھاگ کر دیناری پہنچا۔ شاہی لشکر نے تعاقب کیا اور اُن سب کو گرفتار کرلیا۔ اس کے سپہ سالاروں میں سے درمونہ نامی ایک سپہ سالار شاہی لشکر کا رسد وغلہ بند کرنے کو بطیحہ چلا گیا تھا۔ جب اسے اپنے سردار کے مارے جانے کی خبر پہنچی تو اس نے بھی موفق سے امان کی درخواست کی موفق نے اسے بھی امان دے دی۔ اس خداداد کامیابی کے بعد موفق چند دن تک اپنے شہر میں مقیم رہا اس کے بعد بصرہ' ابلہ' اور کور دجلہ پر ایک شخص کو مقرر کرکے دار الخلافت بغداد کی جانب مراجعت کی۔ چنانچہ ماہ جمادی الاول ۲۷۰ھ میں بغداد پہنچ گیا۔ صاحب زنج کا صرف ایک لڑکا محمد نامی ملقب بہ "انکلائے" تھا۔ زنگی زبان میں اس کے معنی "شاہزادہ" کے ہیں۔ یحیٰی' سلیمان' اور فضل گرفتار ہو کر مطبق میں قید کردیئے گئے یہاں تک کہ مرگئے۔ وَاللّٰہُ وَارِثُ الْاَرْضِ وَمَنْ عَلَیْھَا۔

باب ۴

امارت علویہ دیلم و جبل

حسن بن زید

ابو جعفر منصور نے علویہ میں سے بنی حسن سبط کو اور بنی حسن سبط میں سے حسن بن زید بن حسن کو منتخب کر کے مدینہ منورہ کی گورنری مرحمت فرمائی تھی یہ وہی شخص ہے جس نے امام مالک رحمۃ اللہ کی آزمائش کی تھی جیسا کہ مشہور ہے اور اسی نے خلیفہ منصور کو بنی حسن کی جانب سے بدظن و مشتبہ کیا تھا۔ محمد مہدی اور اس کے بیٹے عبداللہ کی سازش اور مخالفت کی اطلاع منصور تک اسی نے کی تھی یہاں تک کہ منصور نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے عراق بھیج دیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں ان کے اقارب رے میں تھے اسی خاندان سے حسن بن زید بن محمد بن اسمٰعیل بن حسن والیٔ مدینہ منورہ تھا۔

محمد بن اوس

جس وقت محمد بن اوس (جو سلیمان بن عبداللہ بن طاہر نائب محمد بن طاہر کی طرف سے عامل طبرستان تھا) اور محمد و جعفر پسران رستم والیان اطراف طبرستان میں اختلاف پیدا ہوا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اس وقت طبرستان کے قرب و جوار کے رہنے والوں نے اسے دیلم سے امداد کی درخواست کرنے کی ترغیب دی یہ لوگ اس وقت تک مجوسی المذہب تھے اور ان کا بادشاہ اہشوذار بن حسان تھا۔ ان لوگوں نے پسران رستم کی درخواست منظور کر لی اور محمد بن اوس سے جنگ کرنے کو اٹھ کھڑے ہوئے اس عداوت کے باعث کہ محمد بن اوس نے دیلم کے شہروں کو خوب خوب پامال اور تاخت و تاراج کیا تھا۔ پسران رستم نے محمد بن ابراہیم کو طبرستان پر حکومت کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ محمد بن ابراہیم نے خود تو منظور نہ کیا لیکن حسن بن زید کا پتہ بتا دیا کہ وہ رے میں ہیں اور اس امر کے مستحق ہیں ان لوگوں نے محمد بن ابراہیم کے خط کے ذریعہ سے حسن بن زید کو طلبی کا خط لکھا اور بلانے کی غرض سے اپنے خاص اور معتمد علیہ آدمی روانہ کئے چنانچہ حسن بن زید رے سے دیلم میں تشریف لائے صرف دیلم اور پسران رستم نہیں بلکہ طبرستان کے تمام اطراف و

جوانب کے امیروں نے متفق ہو کر حسن بن زید کی حکومت کی بیعت کی۔ ان کے علاوہ اہل جبال طبرستان نے بھی اس کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔

حسن بن زید کا آمد پر قبضہ

حسن بن زید نے ان سب کو فوجی صورت میں مرتب کر کے آمد پر فوج کشی کر دی محمد بن اوس بھی اپنی فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور آمد کے باہر لڑائی چھڑ گئی حسن بن زید نے چند دستہ فوج اپنی فوج سے علیحدہ کر کے آمد پر دوسری جانب سے حملہ کر دیا اس وقت آمد میں سوائے معدودے چند سپاہیوں کے جو انتظام اور حفاظت کی غرض سے شہر میں رہ گئے تھے اور کوئی سردار موجود نہ تھا حسن بن زید نے بہ کمال آسانی آمد پر قبضہ کر کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

ساریہ پر قبضہ

محمد بن اوس گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور بہ ہزار دقت و خرابی بسیار اپنی جان بچا کر سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کے پاس ساریہ پہنچا۔ حسن نے تعاقب کیا سلیمان اپنا لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ حسن نے اپنے ایک سپہ سالار کو فوج کے چند دستوں کے ساتھ دوسری طرف سے ساریہ پر حملہ کرنے کو روانہ کیا جس کی خبر اس کی حمایت کرنے والے سلیمان بن عبداللہ کو نہ تھی اس سپہ سالار نے پہنچتے ہی ساریہ پر قبضہ کر لیا۔ سلیمان اس غیر متوقع شکست سے گھبرا کر جرجان کی طرف بھاگا حسن نے اس کے لشکرگاہ اور ان تمام چیزوں پر جو وہاں تھیں اور اس کے حرم اور اولاد پر بھی قبضہ کر لیا۔ حرم اور اولاد کو کشتیوں پر سوار کر کے سلیمان کے پاس بھیج دیا۔ اور مال و اسباب وغیرہ اپنے قبضے میں کر لیا۔ بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ سلیمان نے بوجہ اس تشیع کے جو بنی طاہر میں تھی قصداً یہ شکست اٹھائی تھی۔

طبرستان پر قبضہ

اس کے بعد حسن بن زید نے طبرستان کا رخ کیا اور اس پر قابض ہو گیا سلیمان دم دبا کر طبرستان سے بھاگ گیا پھر کیا تھا حسن کے حوصلے اور بڑھ گئے تمام صوبہ طبرستان میں اپنے ایلچیوں کو پھیلا دیا اور اپنے آپ کو "داعی علوی" کے لقب سے مشہور کیا۔ رے کی طرف اپنے برادر عم زاد قاسم بن علی بن اسمٰعیل کو روانہ کیا ان دنوں رے میں قاسم بن علی بن زین العابدین سپری تھا۔ چنانچہ قاسم نے رے پر قبضہ کر کے اپنی طرف سے بطور اپنے نائب کے محمد بن جعفر بن احمد بن عیسیٰ بن حسین صغیر بن زین العابدین کو مامور کیا۔

قزوین پر قبضہ

قزوین کی جانب حسین معروف بہ کوکبی بن احمد بن علی بن محمد بن اسمٰعیل بن محمد بن جعفر کو بھیجا۔ والئ قزوین نے اسے شکست دی تب حسن بن زید نے اپنے نامور سپہ سالار

دواجن کو محمد بن میکال والی قزوین کی سرکوبی کو روانہ کیا چنانچہ دواجن نے محمد کو شکست دے کر قتل کر ڈالا اور قزوین پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۲۵۱ھ کا ہے۔

حسن بن زید کی پسپائی

ان واقعات کے بعد سلیمان بن عبداللہ بن طاہر نے فوجیں آراستہ و مرتب کر کے جرجان سے طبرستان پر فوج کشی کی۔ حسن بن زید یہ خبر پا کر طبرستان چھوڑ کر دیلم چلے گئے۔ سلیمان نے طبرستان میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ساریہ کی طرف بڑھا۔ قاران بن شہرزاد کے لڑکے اور اہل آمد نے حاضر ہو کر علم خلافت کی اطاعت قبول کی۔ سلیمان نے ان کی تقصیر معاف کر دی۔ اس کے بعد محمد بن طاہر نے بقصد جنگ حسن بن زید پر فوج کشی کی۔ محمد اور حسن میں سخت و خونریز لڑائیاں ہوئیں آخر کار حسن کو شکست ہوئی تین سو چالیس نامی گرامی سردار مارے گئے۔ پھر ۲۵۳ھ میں موسیٰ بن بغا ان لوگوں سے جنگ کرنے کو فوجیں مرتب کر کے دار الخلافت بغداد سے چلا مقام قزوین میں حسین کو کبی سے مڈبھیڑ ہوئی حسین شکست کھا کر دیلم بھاگ گیا اور موسیٰ بن بغا نے قزوین پر قبضہ کر لیا۔

بنی طاہر کا زوال

اس کے بعد حسین کو کبی نے ۲۵۶ھ میں بلاد دیلم سے مراجعت کی اور بلا کسی مزاحمت اور جنگ کے رے پر قبضہ کر لیا اور قاسم بن علی اس کے بعد ہی ۲۵۷ھ میں کرخ پر قابض ہو گیا جسن بن زید نے جرجان پر چڑھائی کی۔ محمد بن طاہر والیٔ خراسان نے جرجان کے بچانے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ لیکن حسن بن زید نے انھیں پسپا کر کے جرجان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ سے بنی طاہر کی حکومت خراسان سے جاتی رہی اور طوائف الملوکی کا زمانہ شروع ہو گیا آج اِسے خراسان پر حکومت کا اعزاز حاصل ہے۔ تو کل اُسے غرض یہی واعی خراسان کی حکمرانی اُلٹ پلٹ کرتا رہا۔۔۔۔ یہاں تک کہ یعقوب صفار نے خراسان کو اس کے قبضہ و تصرف سے نکال لیا۔ اس کے بعد حسین نے ۲۵۹ھ میں توس کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔

یعقوب صفار کا طبرستان پر قبضہ

عبداللہ سنجری اور یعقوب بن لیث صفار میں دربارہ ریاست بحستان ایک مدت سے چھیڑ چھاڑ چل رہی تھی۔ پس جس وقت یعقوب کو بحستان کی حکومت مل گئی۔ عبداللہ سنجری نے نیشاپور جا کر محمد بن طاہر سے پناہ طلب کی۔ محمد بن طاہر نے پناہ دی۔ چند روز بعد جب یعقوب صفار نے نیشاپور پر فوج کشی کی تو عبداللہ سنجری حسن بن زید کے پاس بھاگ گیا اور ساریہ میں جا کر قیام پذیر ہوا۔ یعقوب صفار نے حسن بن زید سے عبداللہ کو طلب کیا۔ حسن بن زید نے واپس کرنے سے انکار کیا۔ اس بنا پر یعقوب نے ۲۶۰ھ میں حسن پر فوج کشی کی اور حسن کو لڑ کر شکست دے دی۔ حسن شکست کھا کر دیلم کے ملک میں چلا گیا اور عبداللہ سنجری نے رے میں جا کر دم لیا۔

یعقوب نے کامیابی کے ساتھ ساریہ اور آمد پر قبضہ حاصل کر لیا اور سال بھر کی مال گزاری بھی وصول کر لی۔ اس کے بعد حسن کے تعاقب میں روانہ ہوا اتفاق وقت سے راستہ بھول کر طبرستان کے پہاڑوں میں جا پھنسا۔ مینہ اور راستہ کے کیچڑ سے بہ ہزار دقت وخرابی بسیار اپنی جان بچا کر واپس آیا دربار خلافت میں حسن کے حالات اور جو کچھ اس کے ساتھ اس نے کیا تھا۔ تمام حالات اطلاعاً لکھ بھیجے اور عبداللہ سنجری کے تعاقب کے لئے رے کی جانب کوچ کیا۔ والی رے نے یہ خبر پا کر عبداللہ کو گرفتار کر کے یعقوب کے پاس بھیج دیا۔ یعقوب نے اسے قتل کر ڈالا۔

حسن بن زید اور سجستانی

اس واقعہ کے بعد ۲۶۱ھ میں حسن بن زید نے اپنی جمعیت درست کر کے طبرستان کی جانب پھر مراجعت کی اور اسے یعقوب صفار کے عمال سے چھین لیا۔ اس کے بعد سجستانی نے یعقوب بن لیث صفار سے خراسان میں بغاوت کی اور خراسان کو اس کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ ابوطلحہ بن شرکب نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر سجستانی پر چڑھائی کر دی۔ سجستانی بھی خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آ گیا۔ ۲۶۵ھ میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اور آخر کار سجستانی نے جرجان کو ابوطلحہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ یعقوب صفار کے انتقال کے بعد اس کے بھائی عمرو بن لیث سے جنگ کرنے کے لئے نکلا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔ ۲۶۶ھ میں حسن بن زید اور سجستانی کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ حسن نے سجستانی پر فوج کشی کی اس معرکہ میں سجستانی کو شکست ہوئی۔

حسن کی وفات

حسن نے جرجان پر قبضہ کر لیا سجستانی بھاگ کر آمد پہنچا۔ حسن نے بڑھ کر ساریہ پر قبضہ کر لیا اور حسن بن محمد بن جعفر بن عبداللہ عیسیٰ بن حسین اصغر بن زین العابدین کو مامور کر کے مراجعت کی۔ اس کے بعد حسن بن محمد حسن بن زید کے مرنے کی خبر مشہور کر کے خود حکومت وسلطنت کا دعویٰ دار بن گیا۔ ایک جماعت نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس کے تھوڑے ہی دن بعد حسن بن زید ساریہ آ گیا اور حسن بن محمد کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

محمد بن زید

ماہ رجب ۲۷۰ھ میں حسن بن زید والی طبرستان نے وفات پائی۔ اس کی جگہ اس کا بھائی محمد بن زید جانشین ہوا۔

پہلے یہ لوگ ابن طاہر کی وجہ سے خراسان میں رہتے تھے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اس کے بعد یعقوب صفار نے خراسان پر قبضہ کر لیا۔ چند روز بعد احمد سجستانی نے اس سے بغاوت کی اور لڑ کر خراسان کو یعقوب کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس واقعہ کے بعد یعقوب ۲۶۵ھ میں مر گیا اس

کے بجائے اس کا بھائی عمرو کرسی حکومت پر متمکن ہوا اور فوجیں مرتب کر کے خراسان پر چڑھائی کر دی بجستانی ان دنوں خراسان میں تھا۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوتی رہیں اور حسن داعی طبرستان ان دونوں کا مقابلہ کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے بھی وفات پائی۔ اس کی جگہ اس کا بھائی محمد بن زید تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔

رے پر فوج کشی ان واقعات کے دوران موفق نے قزوین پر قبضہ کر لیا اور انتظاماً اپنے خادموں میں سے اذکوتگین کو متعین کیا اذکوتگین نے ۲۷۲ھ میں رے پر فوج کشی کی محمد بن زید، دیلم اور اہل طبرستان و خراسان کی ایک بہت بڑی فوج مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ کثرتِ فوج کے باوجود شکست کھا کر بھاگا چھ ہزار فوج کھیت رہی دو ہزار گرفتار کر لی گئی۔ لشکر گاہ لوٹ لی گئی اور رے پر علم خلافت کا قبضہ ہو گیا۔ اذکوتگین نے اپنے عمال کو صوبہ رے کے شہروں پر مقرر و متعین کیا۔

عمرو بن لیث پھر بجستانی کا جام حیات لبریز ہوا۔ داعی اجل کو لبیک کہہ کر ملک عدم کی طرف کوچ کیا۔ اس کی جگہ خراسان میں رافع بن لیث نامی ایک شخص سپہ سالاران طاہریہ سے متمکن ہوا۔ محمد بن زید اور رافع سے اَن بَن ہو گئی۔ کچھ دن تک باہم لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار ۲۸۱ھ میں باہم مصالحت ہو گئی، ۲۸۲ھ میں رافع نے اس شرط سے محمد بن زید کے نام کا خطبہ خراسان میں پڑھوایا کہ محمد بن زید عمرو بن لیث کے مقابلے میں رافع کا معین و مددگار ہو چنانچہ محمد بن زید نے عمرو بن لیث کو رافع بن لیث سے لڑنے کی دھمکی کا خط تحریر کیا اس وقت تو کسی مصلحت سے عمرو بن لیث خاموش ہو رہا۔ لیکن اس کے کچھ عرصہ بعد عمرو بن لیث نے رافع کو دبا لیا مگر پھر بھی محمد بن زید کی بے عزتی روا نہ رکھی اسے اس قدر موقع دے دیا کہ یہ اس کے لئے طبرستان چھوڑ کر دیلم چلا گیا۔

عمرو بن لیث کی شکست عمرو بن لیث نے خراسان پر قابض ہونے اور رافع کو قتل کرنے کے بعد خلیفہ معتضد کی خدمت میں ماوراء النہر کی سند حکومت عطا ہونے کی درخواست بھیجی دربار خلافت سے اس درخواست کی منظوری ہو گئی۔ رفتہ رفتہ یہ خبر اسمٰعیل بن احمد سامانی تک پہنچی جو اس اطراف کے ممالک کا حکمران تھا۔ فوراً فوجیں آراستہ کر کے دریائے جیحون کو عبور کیا اور عمرو بن لیث سے جا بھڑا عمرو بن لیث کو اس معرکہ میں شکست ہوئی لوٹ کر بخارا گیا اور وہاں سے نیشاپور کو روانہ ہوا نیشاپور میں پہنچ کر فوجیں درست کیں سامانِ جنگ فراہم کیا اور بقصد جنگ اسمٰعیل

سامانی نیشاپور سے بلخ کی طرف روانہ ہوا نہر بلخ پر پہنچ کر کشتیوں کی عدم موجودگی سے کنارے پر رُک رہا۔ اسمٰعیل سامانی کو اس کی خبر لگی۔ جھٹ پٹ نہر بلخ کو عبور کر کے چاروں طرف سے رات کے وقت ناکہ بندی کر لی۔ صبح ہوئی تو عمرو بن لیث نے اپنے کو اسمٰعیل سامانی کے محاصرے میں پایا۔ عمرو بن لیث نے محاصرہ توڑ کر نکل جانے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہا۔ بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی آخر الامر اسمٰعیل سامانی نے ایک طرف سے راستہ دے دیا عمرو بن لیث اسے غنیمت تصور کر کے اس طرف بڑھا۔ اسمٰعیل کے آدمیوں نے پہنچ کر گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر اسمٰعیل کے پاس لائے۔ اسمٰعیل نے ۲۸۸ھ میں خلیفہ معتضد کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ خلافت مآب نے جیل میں ڈال دیا اور اسمٰعیل کو ان شہروں کی بھی سند حکومت عطا فرمائی جو عمرو بن لیث کے قبضہ و تصرف میں تھے۔

محمد بن زید کی وفات

جس وقت عمرو بن لیث کی گرفتاری اور اسمٰعیل سامانی کی کامیابی کی خبر محمد بن زید تک پہنچی تو اس خیال سے کہ مبادا اسمٰعیل مجھ پر حملہ آور نہ ہو فوجیں آراستہ کر کے طبرستان سے بقصد جنگ اسمٰعیل نکل کھڑا ہوا۔ سفر و قیام کرتا ہوا جرجان پہنچا اسمٰعیل نے ناصحانہ طور پر اس لاحاصل خونریزی سے باز آنے کا خط لکھا۔ لیکن جب محمد نے انکاری جواب دیا تو اسمٰعیل نے محمد بن ہارون کو ایک عظیم الشان فوج کی افسری کے ساتھ محمد بن زید کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ (محمد بن ہارون پہلے رافع بن ہرثمہ کے سپہ سالاروں سے تھا رافع کے قتل ہونے کے بعد عمرو بن لیث کی خدمت میں آ گیا تھا اور عمرو بن لیث کی گرفتاری کے بعد اسمٰعیل سامانی کا مطیع اور ملازم ہو گیا) محمد بن زید اور محمد بن ہارون میں جرجان کے میدان میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ پہلی لڑائی میں تو محمد بن ہارون کو شکست ہوئی لیکن شکست کھانے کے بعد محمد نے اپنے پُرزور حملہ سے محمد بن زید کو پسپا کر دیا اس کا سارا لشکر بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا اس کے لشکر کا ایک گروہ کثیر کام آ گیا۔ اس کا بیٹا زید گرفتار کر لیا گیا اور یہ خود بھی زخمی ہوا جس کے صدمہ سے تھوڑے ہی دن بعد مر گیا۔ محمد بن ہارون اس کے لشکرگاہ کو لوٹ کر طبرستان کی جانب بڑھا اور اس پر قابض ہو گیا۔ نامہ بشارت فتح یزید کی معرفت اسمٰعیل کی خدمت میں روانہ کیا۔ اسمٰعیل نے خوش ہو کر بخارا میں قیام کرنے کا حکم دیا اور اس کی تنخواہ بڑھا دی منصب اور جاگیر عطا کی۔

دیلم پر فوج کشی

پھر ۲۸۹ھ میں اسمٰعیل سامانی نے دیلم پر فوج کشی کی اس وقت اس کی زمام حکومت ابن حسان کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ اسمٰعیل کو اس مہم میں بھی کامیابی نصیب ہوتی اور اسی وقت سے خراسان کے علاوہ طبرستان اور جرجان پر بھی سامانی جھنڈا کامیابی

کے ساتھ ہوا میں اُڑنے لگا۔ یہاں تک کہ اس ملک میں اطروش ظاہر ہوا جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد زید بن محمد بن زید نے طبرستان پر حکمرانی کی تھی اور اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا حسن بن زید کرسی حکومت پر جلوہ افروز ہوا تھا۔

اطروش

اطروش عمرو بن زین العابدین کی اولاد سے تھا جو زمانہ خلیفہ معتصم میں طالقان کا داعی تھا۔ اس کا تذکرہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اطروش کا نام حسن تھا، علی بن حسین بن علی بن عمر بن زین العابدین کا بیٹا تھا، محمد بن زید کی شہادت کے بعد دیلم چلا گیا۔ تیرہ برس تک وہیں ٹھہرا رہا اور اسلام کی دعوت و تعلیم دیتا رہا اور صرف انھیں لوگوں سے عشر لینے پر اکتفا و قناعت کرتا رہا۔ اگرچہ دیلم کا بادشاہ (ابن حسان) اس کی مدافعت اور روک تھام کرتا جاتا تھا مگر پھر بھی دیلم کا ایک بڑا گروہ اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اطروش نے دیلم کے بلاد میں مسجدیں بنوائیں اور انھیں مذہب شیعہ زیدیہ کی تعلیم دی۔ اسی باعث یہ لوگ اس مذہب کے پابند ہوئے۔ اس کے بعد اطروش نے ان لوگوں کو طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی چونکہ احمد بن اسمٰعیل بن سامان کی طرف سے محمد بن نوح طبرستان پر حکمرانی کر رہا تھا اور دیلم پر اس کے بے شمار احسانات تھے اس وجہ سے اہل دیلم نے اطروش سے طبرستان پر حملہ آور ہونے کی بابت غدر کیا۔

اطروش کا طبرستان پر قبضہ

چند دن بعد احمد سامانی نے محمد بن نوح کو حکومت طبرستان سے معزول کر کے ایک دوسرے شخص کو مامور کیا اس نے اہل طبرستان کے ساتھ بہت بُرے برتاؤ کیے۔ ظلم و ستم کا کوئی دقیقہ بھی اُٹھا نہ رکھا۔ احمد سامانی نے اسے معزول کر کے محمد بن نوح کو پھر حکومت طبرستان پر واپس بھیج دیا۔ پھر محمد بن نوح کے انتقال کے بعد ابو العباس محمد بن ابراہیم صعلوک کو متعین کیا۔ اس نے بھی اہل دیلم اور رؤسا طبرستان کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کیے جس سے ان لوگوں کو ناراضگی پیدا ہوئی۔ حسن اطروش کو طبرستان پر قبضہ کر لینے کو بلا بھیجا حسن کی منہ مانگی مراد بر آئی۔ لشکر آراستہ کر کے طبرستان پر چڑھ آیا۔ ابو العباس یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا۔ سالوس سے ایک منزل کے فاصلہ پر دریا کے کنارے صف آرائی کی نوبت آئی ابو العباس کو شکست ہوئی چار ہزار لشکر اس معرکہ میں کام آیا بقیۃ السیف پر اطروش نے سالوس میں محاصرہ کیا۔ حتیٰ کہ محصورین نے امان کی درخواست کی اطروش نے ان لوگوں کو امان دیدی اور آمد میں پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ اس کے بعد حسن بن قاسم بن علی بن عبد الرحمٰن بن قاسم بن محمد بطحانی بن قاسم بن حسن بن زید والی مدینہ (اطروش کا داماد) آپہنچا اور تمام پناہ گزینوں کو قتل کر ڈالا اطروش اس وقت موجود تھا۔ اطروش نے اس مہم سے

فارغ ہو کر طبرستان کے پورے صوبہ پر قبضہ کر لیا اور حسن بن قاسم اپنے کو "ناصر" کے لقب سے ملقب کرنے لگا۔ یہ واقعہ ۳۰۱ھ کا ہے۔

اطروش کا قتل

ابوالعباس شکست کھا کر رے چلا گیا اور پھر رے سے بغداد کی طرف کوچ کیا اس کے بعد ۳۰۲ھ میں ناصر نے آمد سے نکل کر سالوس میں پڑاؤ کیا ابوالعباس کو اس کی خبر لگی فوجیں مرتب کر کے پھر مقابلہ پر آ گیا دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی حسن داعی یعنی حسن بن زید نے اسے شکست دی اس کے بعد سعید بن نصر بن احمد نے خراسانی لشکروں کے ساتھ اطروش پر ۳۰۴ھ میں حملہ کیا اور شکست دے کر اسے قتل کر ڈالا۔ اطروش کے مارے جانے کے بعد اس کا داماد اور اس کے بیٹے حکمرانی کرنے لگے۔ ان لوگوں میں باہم متعدد لڑائیاں ہوئیں جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

اطروش کے تین بیٹے تھے ابوالقاسم، حسن، اور حسین، اس کے لشکر کے تمام سپہ سالار اور سردار دیلمی تھے۔ انھی میں سے لیلی بن نعمان (اس کو اطروش کے داماد حسن نے اطروش کے بعد جرجان پر مامور کیا تھا)، اور ماکان بن کالی تھا (یہ استر آباد میں حکمرانی کرتا تھا) اس کے دیلمی سرداروں کے دوسرے گروہ سے اسفار بن شیرویہ (یہ ماکان کے ہمراہیوں سے تھا) سبکری اور مرداویج تھا (یہ دونوں اسفار کے ہمراہیوں سے تھے) اور رسولو یہ مرداویج کا ہمراہی اور مصاحب تھا۔ ان سب کے حالات آئندہ تحریر کیے جائیں گے۔

حسن بن قاسم

حسن بن قاسم، اطروش کا داماد، ہر کام میں اطروش کا پیرو اور مقلد تھا اسی وجہ سے یہ "داعی صغیر" کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ اس نے ۳۰۸ھ میں سپہ سالاران دیلم میں سے لیلیٰ بن نعمان کو جرجان پر مامور کیا۔ اسے اس کی قوم میں بہت بڑا اعزاز اور افتخار حاصل تھا اطروش اور اولاد اطروش اسے "المؤید لدین اللہ المنتصر لآل رسول اللہ" کے لقب سے یاد کرتے تھے ان دنوں خراسان کی زمام حکومت نصر بن احمد سامانی کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ اس کی سرحد طبرستان کی طرف سے دامغان تک تھی بنی سامان کا ایک غلام قراتکین نامی اس سرحد پر مامور تھا اس کا لیلی بن نعمان سے جھگڑا پیدا ہو گیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار لیلی نے اسے شکست دی اس واقعہ سے اس کی عظمت و شوکت اور بڑھ گئی قراتکین کا غلام فارس بھی اس کے پاس چلا گیا اس نے فارس کی بڑی آؤ بھگت کی اور اس سے اپنی بہن کا عقد کر کے رشتہ مصاہرت قائم کر لیا اس کے بعد ابوالقاسم بن حفص ہمشیرزادہ احمد بن سہل سپہ سالار ملوک سامانیہ نے جب کہ اس کے ماموں (احمد) کا کارخانہ

درہم برہم ہوا امان کی درخواست کی لیلی نے امان دے کر اپنے پاس بلالیا۔ کچھ عرصہ بعد حسن بن قاسم داعی صغیر نے نیشاپور پر فوج کشی کرنے کی تیاری کی چنانچہ ابوالقاسم بھی اس کے ہمراہ اس مہم پر گیا۔ قراتکین والئ نیشاپور کی اس سے لڑائی ہوئی۔ قراتکین شکست کھا کر بھاگا حسن بن قاسم نے ۳۰۸ھ میں کامیابی کے ساتھ نیشاپور پر قبضہ حاصل کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ سکہ جاری کیا۔

لیلی بن نعمان کا انجام

اسی سنہ میں سعید بن نصر نے بخارا سے اپنی فوجیں اپنے نامور سپہ سالار حمویہ بن علی کی سرکردگی میں لیلی بن نعمان کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیں۔ محمد بن عبیداللہ بلعمی ابوجعفر صعلوک، خوارزم شاہ، سیمجور دواتی اور بقراخان وغیرہ نامی گرامی سپہ سالار اس مہم پر حمویہ کے ساتھ گئے تھے۔ مقام طوس میں لیلی کی فوج سے مقابلہ ہوا دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی میدان حمویہ کے ہاتھ رہا لیلی شکست کھا کر آمد پہنچا۔ اور اس بے سروسامانی و پریشانی سے آمد میں داخل ہوا کہ قلعہ بندی بھی نہ کر سکا۔ بقراخان نے پہنچ کر گرفتار کر لیا۔ دیلمی فوج نے مجبوراً امان کی درخواست پیش کی، امان دیدی گئی۔ مگر بعد میں حمویہ نے ان لوگوں کے قتل کا اشارہ کر دیا تب ان لوگوں نے اس کے سپہ سالاروں کے دامن عاطفت میں جا کر پناہ لی۔ اس کے بعد لیلی پیش کیا گیا حمویہ نے اس کا سر اُتار کر ماہ ربیع الاول ۳۰۹ھ میں دارالخلافت بغداد کو بشارت نامہ فتح کے ساتھ روانہ کر دیا۔ باقی رہا فارس، قراتکین کا غلام، وہ بدستور جرجان میں رہا۔

حسن بن اطروش

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ ۳۰۴ھ میں حسن اطروش کے قتل کے بعد طبرستان میں اس کا داماد حسن بن قاسم موسوم بہ "داعی صغیر" ملقب بہ ناصر تختِ حکومت پر متمکن ہوا تھا۔

بعض کہتے ہیں کہ حسن بن قاسم، حسن بن اطروش کا بھائی تھا جیسا کہ ابن حزم وغیرہ نے لکھا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے بلکہ حسن بن قاسم، اطروش کا داماد اور حسین بن زید والئ مدینہ کے خاندان سے تھا اس کا نبیرہ محمد بطحانی بن قاسم بن حسن، حسن بن قاسم کا مورث و جداعلیٰ تھا۔

حسن بن اطروش اپنے باپ اطروش کے قتل کے وقت استرآباد میں تھا اس واقعہ کے بعد ماکان بن کالی نے حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کی طرف سے ملک کا نظم ونسق کرنے لگا۔ جب لیلی بن نعمان والئ جرجان نے قراتکین کو شکست دی اور قراتکین کا غلام فارس نامی لیلی کے پاس چلا آیا اور ابوالقاسم بن حفص بھی پناہ حاصل کر کے لیلی کی خدمت میں آگیا۔

اس وقت سعید بن نصر سامانی والی خراسان نے اپنے نامور سپہ سالار سیجور دوانی کو چار ہزار سواروں کی جماعت کے ساتھ جرجان کے محاصرہ پر روانہ کیا۔ چنانچہ سیجور کئی مہینے جرجان کا محاصرہ کئے رہا۔ جرجان میں محصورین کے ساتھ حسن اور سرخاب بن دہشودان برادر عم زاد ماکان بن کالی امیر لشکر بھی تھا۔ جس وقت محاصرین نے محصورین پر شدت شروع کی اس وقت حسن و سرخاب آٹھ ہزار دیلمی فوج لے کر محاصرہ توڑ کر نکل آئے۔ سیجور کو اولاً شکست ہوئی محصورین نے جوش کامیابی میں تعاقب کیا ادھر کمین گاہ سے سیجور کے لشکریوں نے نکل کر دیلمی فوج پر حملہ کر دیا اُدھر سیجور نے بھی پلٹ کر حملہ کیا۔ دیلمی فوج پھر محاصرے میں آ گئی۔ تقریباً چار ہزار دیلمی فوج کام آئی۔ حسن براہ دریا بھاگ کر استر آباد پہنچا۔ اس کے بعد سرخاب بھی بحالِ پریشاں استر آباد میں آیا دونوں ایک دوسرے کو لپٹ کر اپنی اپنی قسمتوں کو پھوٹ پھوٹ کر روئے اور سیجور فتحمند گروہ کو لئے ہوئے جرجان میں ٹھہرا رہا۔ کچھ زمانہ بعد سرخاب مر گیا۔ حسن نے ماکان بن کالی کو استر آباد میں اپنا نائب مقرر کر کے ساریہ کا راستہ لیا۔

ماکان بن کالی

حسن کے چلے آنے کے بعد دیلمیوں نے جمع ہو کر ماکان بن کالی کو اپنا امیر بنایا سعید بن نصر سامانی کو اس کی خبر لگ گئی ایک عظیم الشان فوج ان لوگوں کے محاصرے اور سرکوبی کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ یہ فوج ایک مدت تک ماکان بن کالی کا محاصرہ کئے رہی آخر کار ماکان بن کالی استر آباد کو اس کے محاصرین کے حوالہ کر کے ساریہ کی طرف چلا گیا۔ محاصر فوج نے استر آباد میں داخل ہو کر قبضہ حاصل کر لیا۔ اور بقراخان کو استر آباد کی حکومت پر مامور کر کے جرجان اور پھر جرجان سے نیشاپور کی طرف معاودت کی۔ اس کے بعد ۳۱۰ھ میں ماکان بن کالی نے استر آباد کو بقراخان کے قبضہ سے نکال لیا بعدہ جرجان پر بھی قابض ہو گیا اور ایک مدت تک اسی شان و شوکت سے ٹھہرا رہا۔

ابو الحسن کا قتل

اس کے بعد اسفار بن شیرویہ جرجان پر قابض ہو کر استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا جس کا سبب یہ پیدا ہوا تھا کہ اسفار بن شیرویہ ماکان بن کالی کے مصاحبوں اور جان نثار سپہ سالاروں میں سے تھا مگر کسی وجہ سے ماکان بن کالی کو اسفار سے ناراضگی اور کشیدگی پیدا ہوئی اور اسے اپنے لشکر سے نکال دیا۔ اسفار بن شیرویہ ملوک سامانیہ میں سے ابو بکر بن محمد بن الیسع کے پاس نیشاپور چلا گیا اور اس کی خدمت میں رہنے لگا۔ کچھ روز بعد ابو بکر نے اسفار کو ایک فوج کی افسری کے ساتھ جرجان فتح کرنے کے لئے روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ ماکان طبرستان چلا گیا تھا اور جرجان میں اپنے بھائی ابو الحسن علی کو مامور کر گیا تھا ایک روز رات کے وقت ابو الحسن نے ابو علی حسین بن اطروش کے مار ڈالنے کا قصد کیا۔ اتفاق یہ کہ ابو علی کو اس کا احساس ہو گیا ابو الحسن کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور مکان سے نکل کر ایک گوشۂ عافیت میں روپوش ہو گیا۔ اگلے دن سپہ سالاران لشکر اور اراکین دولت کو طلب کر کے اس واقعہ سے مطلع کیا ان لوگوں نے ابو علی حسین کو اس حادثہ جانکاہ سے محفوظ رہنے کی مبارکباد دی اور بطیب خاطر اس کی حکومت و سلطنت کی بیعت کی۔ علی بن خورشید کو فوج کی سرداری عنایت ہوئی۔ اس کے بعد ان لوگوں نے متفق ہو کر اسفار بن شیرویہ کو اپنی امداد و اعانت کی غرض سے بلا بھیجا۔ چنانچہ اسفار ابو بکر بن محمد سے اجازت

حاصل کر کے ان لوگوں کے پاس آیا۔ شدہ شدہ اس کی خبر ماکان بن کالی تک پہنچ گئی - فوجیں مرتب کر کے چڑھائی کر دی دونوں فریقوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار ماکان کو شکست ہوئی اور اسفار و علی بن خورشید وغیرہ نے طبرستان پر قبضہ کر کے ابو علی حسین کو لا کر وہیں ٹھہرایا۔ کچھ دن تک ابو علی حسین طبرستان میں مقیم رہا۔

ماکان اور اسفار کی جنگ

اس واقعہ کے بعد ہی علی بن خورشید نے وفات پائی - ماکان بن کالی کو مناسب موقع ہاتھ آ گیا۔ لشکر آراستہ کر کے دوبارہ اسفار پہ فوج کشی کر دی اور مقام طبرستان میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ اسفار نے شکست کھا کر ابو بکر بن محمد کے پاس جرجان میں جا کر دم لیا اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ۳۱۵ھ میں اس نے انتقال کیا۔ اور نصر بن احمد بن سامان نے اسفار کو جرجان کی عنان حکومت عنایت کی اس نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر مرداویج بن دینار دیازیار جیلی کو سردار لشکر مقرر کر کے طبرستان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا مرداویج نے نہایت مستعدی اور مردانگی سے اس مہم کو انجام دیا اور ایک مدت قلیل میں طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا اسی زمانہ میں حسن بن قاسم داعی اور اس کا سپہ سالار لشکر ماکان بن کالی دیلمی رے، قزوین، زنجان، ابہر اور قم وغیرہ پر قابض ہو چکا تھا حسن اور ماکان یہ خبر پا کر مرداویج کے قبضہ سے طبرستان چھڑانے کو دوڑ پڑے اسفار بھی فوجیں آراستہ کر کے میدان جنگ میں آ گیا۔ ماکان اور حسن بن قاسم داعی شکست کھا کر بھاگے چونکہ اس کی سختی مزاج اور ذرا سی بھول چوک پر مواخذہ کرنے کی وجہ سے ہمراہیوں میں بددلی پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے ہمراہیوں نے اسی بھگدڑ میں اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور مخمند گروہ نے پہنچ کر مار ڈالا۔ اس کے بعد شکست خوردہ لشکر نے ایک مقام پر جمع ہو کر رتوسار جبل سے ہزرسیدان کو امیر لشکر اور حسن داعی کی گرفتاری اور اس کی جگہ ابوالحسن بن اطروش کی تقرری کا مشورہ کیا ہزرسیدان مرداویج اور وشمگیر کا ماموں تھا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر داعی تک پہنچ گئی۔ داعی اپنے سپہ سالاروں کے ساتھ ابوالحسن سے ملا اور اسے ان لوگوں کے ساتھ جو شریک جلسہ شوریٰ تھے اپنے محل سرا میں جو جرجان میں تھا دعوت کے بہانہ سے لے گیا۔ جوں ہی یہ لوگ داخل ہوئے ایک سرے سے سب کو قتل کر کے ڈھیر کر دیا۔ اس باعث دیلمیوں کو اس سے نفرت و کشیدگی پیدا ہو گئی اور موقع پا کر دھوکے سے اسے قتل کر ڈالا۔

ہارون بن بہرام کی گرفتاری

اسفار نے بلا مزاحمت و مخالفت طبرستان، رے، جرجان، قزوین، زنجان، ابہر، قم اور کرج پر قبضہ حاصل کر لیا اور ملوک بنی سامان والیٔ خراسان کی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا خود توسار یہ میں خیمہ زن رہا اور ہارون بن بہرام کو سند امارت عطا کر کے آمد روانہ کیا ہارون کا میلان طبعی ابو جعفر کی طرف تھا جو ناصر بن اطروش کی اولاد سے تھا اس نے آمد میں پہنچ کر ابو جعفر کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ ابو جعفر نے خوش ہو کر اپنے سرداروں میں سے ایک سردار کی لڑکی سے اس کا عقد کر دیا اور جلسہ عقد میں خود بھی اور علویوں کے ساتھ شریک ہوا۔ اسفار کو ان واقعات کی اطلاع مل گئی۔ عین عقد کے روز دفعۃً آمد پر حملہ کر دیا اور ابو جعفر کو اور سرداران علویہ کے ساتھ گرفتار کر کے بخاریٰ لایا اور وہیں پر ان سب کو قید کر دیا یہاں تک کہ ایک مدت کے بعد ان لوگوں نے قید کی مصیبت سے رہائی پائی۔

حسن بن قاسم اور ماکان

بعض مورخین متاخرین تحریر کرتے ہیں کہ حسن بن قاسم داعی داطروش کے داماد

کی بیعت اطروش کی موت کے بعد کی گئی اور " الناصر" کا لقب دیا گیا اس نے اپنی حکومت کے بیعت لینے کے بعد جرجان پر قبضہ حاصل کر لیا اس سے پیشتر دیلم نے جعفر بن اطروش کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کے مطیع ہو گئے تھے اس لئے داعی مذکور نے طبرستان پر چڑھائی کی اور جعفر کے قبضہ سے اسے نکال لیا۔ جعفر بھاگ کر دباوند پہنچا علی بن احمد بن نصر نے گرفتار کر کے علی وہشودان بن حسان والی دیلم کے پاس بھیج دیا یہ اس کے ایک صوبہ کا والی تھا چنانچہ علی نے جعفر کو قید میں ڈال دیا۔ پس جب علی بن احمد مارا گیا تو علی بن وہشوودان نے جعفر کو رہا کر دیا۔ جعفر نے دیلم میں پہنچ کر فوجیں مرتب کیں اور انھیں مسلح اور آراستہ کر کے پھر طبرستان کی طرف قبضہ کے ارادے سے واپس لوٹا۔ حسن یہ خبر پا کر بھاگ گیا اور جعفر نے طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ بعد میں جعفر نے وفات پائی تب ابوالحسن کی حکومت کی بیعت لی گئی جو اس کے بھائی حسن کا بیٹا تھا۔ جب ماکان بن کالی کو ان حالات کا علم ہوا تو اس نے حسن داعی کی بیعت کر لی۔ اس نے حسن بن احمد (یہ جعفر کے بھائی کا بیٹا تھا) کو گرفتار کر کے جرجان میں قتل کرنے کی غرض سے نظر بند کر دیا جہاں پر اس کا بھائی ابوعلی قید تھا حسن نے ایک روز ابوعلی کو قتل کر کے جرجان کے سپہ سالاروں سے اپنی امارت کی بیعت لے لی۔ اس بنا پر ماکان سے اور اس سے لڑائیاں ہوئیں آخر کار حسن بھاگ کر آمد پہنچا اور وہیں داعی اجل کو لبیک کہہ کر ملک عدم کا راستہ لیا۔

ابوجعفر بن محمد

اس کے بعد اس کے بھائی ابوجعفر بن محمد بن احمد کی بیعت حکومت منعقد ہوئی ماکان نے رے سے اس پر فوج کشی کی ابوجعفر نے آمد کو خیر باد کہہ کر ساریہ کی طرف کوچ کیا۔ اس وقت ساریہ میں اسفار بن شیرویہ موجود تھا ابوجعفر اور اسفار میں معرکہ آرائیاں ہوئیں۔ میدان ابوجعفر کے ہاتھ رہا میدان جنگ سے اسفار بھاگ نکلا جرجان میں جا کر ابوبکر بن محمد بن الیاس کے پاس پناہ لی۔ اس کے بعد ماکان نے ابوالقاسم داعی کے ہاتھ پر حکومت وامارت کی بیعت کی۔ حسن داعی نے یہ خبر پا کر مرداویج سے اپنے ماموں سیداب بن ہندار کا بدلہ لینے کے لئے رے پر فوج کشی کی (یہ شخص ۳۲۱ھ میں جرجان کا داعی تھا)، اور ماکان نے دیلم کی طرف مراجعت کی اور طبرستان پر قبضہ کر لیا۔ یہیں ابوعلی ناصر بن اسمٰعیل بن جعفر اطروش کی حکومت کی اس نے بیعت کی ابھی زیادہ زمانہ گذرنے نہ پایا تھا کہ ابوعلی نے وفات پائی ابوجعفر بن محمد بن ابوالحسن احمد بن اطروش اس واقعہ کے بعد ہی دیلم کی طرف چلا گیا یہاں تک کہ مرداویج نے رے پر قبضہ کر لیا۔ اس نے ابوجعفر کو دیلم سے خط وکتابت کر کے بلا لیا اور بڑی آؤ بھگت سے ٹھہرایا۔ جب اس نے طبرستان پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور ماکان کو طبرستان سے نکال باہر کیا تو اس نے اسی ابوجعفر کی امارت کی بیعت کی اور " صاحب القلنسوہ " کے لقب سے ملقب کیا۔

الثائر

پھر جب یہ مر گیا تو اس کے بھائی کے ہاتھ پر امارت وحکومت کی بیعت کی " اور الثائر " کا لقب دیا یہ ایک مدت تک دیلمیوں میں مقیم رہا ۳۳۶ھ میں اس نے جرجان پر چڑھائی کی اس وقت جرجان کی عنان حکومت رکن الدولہ بن بویہ کے قبضہ اقتدار میں تھی اس نے اس طوفان کی روک تھام کے لئے ابن عمید کو مامور کیا۔ چنانچہ ابن عمید اور الثائر سے معرکہ آرائیاں ہوئیں ایک سخت اور عام

خونریزی کے بعد ابن عمید کو فتح یابی نصیب ہوئی۔ الثائر شکست کھا کر پہاڑوں میں جا چھپا اور وہیں پر دیلمیوں کے ساتھ ٹھہرا رہا۔ اور ملوک عجم اس کے نام کا خطبہ پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ ۳۵۵ھ میں اپنی حکومت کے تیس برس بعد اس نے وفات پائی تب اس نے بھائی حسن بن جعفر کی امارت کی بیعت لی گئی اور "الناصر" کا لقب دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد لیکو بن وشنکس بادشاہ جبل نے اسے گرفتار کر کے خلفاء بغداد کے سپہ سالاروں کے حوالہ کر دیا۔ الناصر کی گرفتاری سے فاطمین کی حکومت وامارت ان ممالک وجبال سے ختم ہو گئی۔

باب ۵

امارت اسمٰعیلیہ

ہم ان میں سے سب سے پہلے اُن عبیدیوں کے حالات تحریر کریں گے جنھوں نے قیروان اور قاہرہ میں حکمرانی کی اور ان کی اُس دولت وحکومت کے تذکرے تحریر کریں گے جو مشرق ومغرب میں تھیں۔

عبیدیوں کی اصل ان عبیدیوں کی اصل شیعہ امامیہ سے ہے۔ ہم اوپر ان کے مذہب کی داستان شیخین اور تمام صحابہ سے برات کرنے کی وجہ، اس سبب سے کہ ان لوگوں نے ان کے خیال کے مطابق باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امامت کی وصیت علی کے حق میں کر گئے تھے، علی کو چھوڑ کر شیخین کی امامت کی بیعت کر لی تھی بالتفصیل بیان کر آئے ہیں۔ اسی وجہ سے شیعہ امامیہ اور شیعوں سے علیحدہ سمجھے جاتے ہیں ورنہ شیعوں کے تمام فرقے تفضیل علی کے قائل ہیں۔ اس اعتقاد سے زیدیہ کے لئے امامت ابوبکر سے کوئی نقص واقع نہیں ہوتی کیونکہ زیدیہ کے نزدیک افضل شخص کی موجودگی میں مفضول کی امامت جائز ہے۔ اور نہ کیسانیہ کے اعتقادات میں اس اعتقاد سے کچھ فرق پڑتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اس وصیت کے قائل نہیں اس لئے کوئی نقص ابوبکر کی امامت سے واقع نہیں ہوتی۔

رافضی فرقہ اہل نقل وارباب سیر اس وصیت سے انکار کرتے ہیں درحقیقت یہ امامیہ کی موضوعات اور ان کی مفتریات میں سے ہے۔ اور کبھی امامیہ رافضی کے نام سے بھی موسوم کئے جاتے ہیں۔ وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جس وقت زید شہید نے کوفہ میں حکومت کے خلاف بغاوت کی اور شیعوں نے ان کے پاس آمد ورفت شروع کی اسی زمانہ میں ایک روز شیعوں نے شیخین کی بابت جناب موصوف سے بحث ومباحثہ شروع کیا اور یہ کہنے لگے کہ شیخین نے علی پر بڑا ظلم کیا کہ خلافت سے انھیں محروم کر کے آپ خلیفہ وامیر بن بیٹھے جناب موصوف نے اس خیال پر ان لوگوں سے ناراضگی اور بیزاری ظاہر کی۔ شیعہ بولے۔ اچھا تو آپ پر بھی پھر

کسی نے کوئی ظلم نہیں کیا اور خلافت و امارت میں آپ کا کوئی حق نہیں ہے" شیعہ یہ کہکر چلے آئے اور ان کی رفاقت ترک کردی۔ اس وجہ سے یہ رافضی کے نام سے موسوم ہوئے (رفض کے معنی چھوڑنے کے ہیں) اور جو لوگ زید شہید کے تبع اور رفاقت میں رہے وہ لوگ زیدیہ کہلائے۔

اسمٰعیلیہ فرقہ

امامیہ کے نزدیک علی کے بعد حسن امام ہوئے ان کے بعد حسین پھر ان کے بیٹے علی زین العابدین بعدہ ان کے بیٹے محمد الباقر بعدہ جعفر الصادق یکے بعد دیگرے وصیت کے مطابق عہدۂ امامت سے ممتاز ہوتے گئے یہ چھ ائمہ ہیں جن کی امامت میں رافضیوں میں سے کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ پھر جعفر صادق کے بعد دو گروہ ہوگئے ایک گروہ اثنا عشریہ کہلایا اور دوسرا فرقہ اسمٰعیلیہ۔ اثنا عشریہ اس وقت تک امامیہ کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں اور ان کا مذہب یہ ہے کہ جعفر صادق سے امامت منتقل ہوکر ان کے بیٹے موسیٰ کاظم کی طرف آئی۔ ان کے باپ (جعفر صادق) کے انتقال کے بعد ایلچیوں نے بغاوت کی۔ ہارون الرشید کو اس کی خبر لگی چنانچہ انھیں مدینہ منورہ سے گرفتار کراکر عیسیٰ بن جعفر کے پاس قید کردیا اور کچھ عرصہ بعد بغداد بھیج دیا اور ابن شاہک کی نگرانی میں محبوس رکھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یحییٰ بن خالد نے موسیٰ کاظم کو انگور میں زہر دیدیا تھا جس سے ان کی موت وقوع میں آئی یہ واقعہ سنہ ۱۸۳ھ کا ہے۔

امام علی رضا

شیعوں نے موسیٰ کاظم کے بعد ان کے بیٹے علی رضا کو امام برحق تسلیم کیا۔ علی رضا بنی ہاشم میں ایک ممتاز اور باوقار شخص تھے ان کا زمانہ زیادہ تر خلیفہ مامون کی صحبت میں گذرا سنہ ۲۰۱ھ میں جب کہ طالبیوں کے دُعاۃ ایلچی ظاہر ہوئے اور چاروں طرف سے ان لوگوں نے بغاوتیں شروع کیں اس وقت خلیفہ مامون نے علی رضا کو ان پولیٹیکل پیچیدگیوں کے باعث اپنا ولی عہد بنایا ان دنوں خلیفہ مامون خراسان ہی میں تھا اپنے بھائی امین کے قتل کے بعد عراق نہیں گیا تھا۔ عباسیہ کو یہ امر ناگوار گذرا۔ خلیفہ مامون کے چچا ابراہیم بن مہدی کے ہاتھ پر حکومت و خلافت کی بغداد میں بیعت کی اور خلیفہ مامون کے مخالف ہوگئے خلیفہ مامون کو اس کی اطلاع ہوئی خراسان سے عراق کی جانب کوچ کیا۔ علی رضا بھی اس کے ہمراہ تھے اثناء راہ میں اتفاق وقت سے سنہ ۲۰۳ھ میں علی رضا انتقال کر گئے۔ طوس میں مدفون ہوئے کہا جاتا ہے کہ خلیفہ مامون نے انھیں زہر دلوادیا تھا۔ روایت کی جاتی ہے کہ خلیفہ مامون ایک روز بحالت علالت علی رضا کی عیادت کے لئے گیا تھا علی رضا سے خطاب کرکے بولا۔ .... "آپ مجھے کچھ وصیت کیجیے"۔ انھوں نے جواب دیا۔ "دیکھو تم کوئی چیز مجھے ایسی نہ دینا کہ جس پر تمھیں آئندہ ندامت ہو"۔ میرے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ خلیفہ مامون خونریزی ناحق علی الخصوص اہل بیت کی خونریزی سے بالکل مبرا اور پاک صاف ہے۔

امام محمد تقی

الغرض شیعوں نے علی رضا کی وفات کے بعد یہ گمان کیا کہ ان کے بعد ان کے بیٹے محمد تقی امامت پر مامور ہوئے خلیفہ مامون کے دربار میں ان کی بھی بڑی آؤ بھگت تھی سنہ ۲۰۵ھ میں اپنی لڑکی کا ان سے عقد کردیا تھا سنہ ۲۲۰ھ میں انھوں نے وفات پائی اور مقابر قریش میں دفن کئے گئے۔ اثنا عشریہ شیعہ نے یہ خیال کیا کہ ان کے بعد ان کے بیٹے علی ملقب بہ "ہادی" امام ہوئے جو جواد کے نام سے بھی پکارے جاتے

ہیں ۲۵۴ھ میں انھوں نے بھی انتقال کیا اور قم میں مدفون ہوئے ابن سعد کا یہ خیال ہے کہ خلیفہ معتمد نے انھیں زہر دلوا دیا تھا ان کے بعد شیعہ اثنا عشریہ نے یہ اعتقاد جمایا کہ ان کے بیٹے حسن ملقب بہ عسکری امامت کے عہدہ سے ممتاز ہوئے۔ کیونکہ یہ سرمن رائے میں پیدا ہوئے تھے اور اس وقت یہ عسکر کے نام سے موسوم ہوتا تھا۔ حکام وقت کو ان سے خطرہ پیدا ہوا گرفتار کر کے وہیں قید کر دیا یہاں تک کہ ۲۶۰ھ میں مر گئے اور مشہد میں اپنے باپ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

اثنا عشریہ: حسن عسکری بوقت وفات اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ گئے تھے جس سے حسن عسکری کی وفات کے بعد محمد پیدا ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اپنی ماں کے ساتھ سرداب میں اپنے باپ کے مکان میں داخل ہوئے تھے اور پھر غائب ہو گئے۔ شیعوں نے یہ گمان کیا کہ اپنے باپ کے بعد یہی امام ہوئے یہ لوگ انھیں "مہدی" اور "حجت" کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے اس وقت تک ان کے آنے کا انتظار کرتے ہیں اسی انتظار کی وجہ سے یہ کسی دوسرے کی امامت کے قائل نہیں ہوئے علی کی اولاد میں بہ سلسلہ خط مستقیم یہ بارھویں ہیں اور اسی مناسبت سے ان کے گروہ[1] والے اثنا عشریہ کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ اس مذہب والے مدینہ منورہ، کرخ، ہشام، حلہ، اور عراق میں ہیں۔ اس وقت تک جیسا کہ ہم کو معلوم ہوا ہے نماز مغرب پڑھ کر ایک گھوڑا جملہ ساز و سامان کے ساتھ غار سرمن رائے پر لے جاتے ہیں اور درمیانی آواز سے جو نہ زیادہ بلند ہوتی ہے اور نہ زیادہ پست پکارتے ہیں: ایھا الامام اخرج الینا فان الناس منتظرون والخلق حائرون والظلم عام والحق مفقود فاخرج الینا فتقرب الرحمۃ من اللہ فی اثارک ان فقروں کو بار بار کہتے ہیں یہاں تک کہ ستارے کنارہ آسمان پر نکل آتے ہیں اس وقت یہ لوگ اپنے اپنے مکانوں پر واپس آتے ہیں اور آئندہ شب کو پھر جاتے ہیں اور اسی طریقہ اور روایہ کو پورا کر کے چلے آتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ فعل جہل و نادانی پر مبنی ہے کیونکہ یہ لوگ ایسے شخص کا انتظار کرتے ہیں جس کی موت کا بوجہ طول زمانہ یقین ہو چکا ہے لیکن تعصب نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے اور اسی نے ان کو اس امر پر ابھارا ہے۔ کبھی یہ لوگ اس امر کی تائید میں خضر کا قصہ پیش کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بھی قصہ باطل اور بے بنیاد ہے۔ صحیح یہ ہے کہ خضر کا انتقال ہو چکا ہے اور وہ زندہ نہیں ہیں۔

اسمٰعیلی فرقہ کے عقائد: فرقہ اسمٰعیلیہ کا یہ خیال ہے کہ جعفر صادق کے بعد آپ کے بیٹے اسمٰعیل کو امامت ملی۔ اسمٰعیل کا انتقال جعفر صادق سے پہلے ہو چکا تھا۔ ابو جعفر منصور خلیفہ نے انھیں طلب کیا تھا عامل مدینہ منورہ نے لکھا کہ یہ وفات پا چکے ہیں۔ اسمٰعیلیہ اسمٰعیل کو منصوص بالامامت اس وجہ سے سمجھتے ہیں کہ امامت کا عہدہ انھیں کی اولاد میں باقی رہے اگرچہ ان کا انتقال ان کے باپ جعفر صادق کے انتقال سے قبل ہو چکا تھا جیسا کہ موسیٰ نے ہارون (صلوات اللہ علیہما) کو منصوص بالامامت فرمایا تھا اور

نوٹ:۔ [1] ہندوستان میں بھی یہی فرقہ بکثرت پایا جاتا ہے۔ مترجم

یہ اُن سے پیشتر انتقال کر گئے تھے اسمٰعیلیہ کے نزدیک ان کے علاوہ کسی اور کے لئے امارت کا حکم ممکن نہیں ہے کیونکہ کسی کام کا از سر نو آغاز کرنا اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ محمد بن اسمٰعیل کے بارے میں اسمٰعیلیہ یہ کہتے ہیں کہ یہ ائمہ ظاہرین کے ساتویں عدد کو پورا کرتے ہیں اور ائمہ مستورین میں سب سے پہلے ہیں۔ اسمٰعیلیہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ ائمہ کبھی روپوش ہو جاتے ہیں اور ان کے دُعاۃ (ایلچی) ظاہراً تبلیغ احکام کیا کرتے ہیں۔ ائمہ مستورین تین ہیں۔ دنیا کسی وقت بھی امام سے خالی نہیں رہتی۔ امام وقت خواہ ظاہر بذاتہ ہو یا مستور و روپوش۔ اگر روپوش و مستور ہو گا تو اس کی نشانیاں ظاہر ہوں گی اور اس کے دُعاۃ بظاہر تبلیغ احکام کرتے ہوں گے۔ فرقہ اسمٰعیلیہ کا یہ خیال بھی ہے کہ ہفتے کے دنوں اور آسمانوں اور ستاروں کے عدد کے لحاظ سے ائمہ بھی سات ہی ہوں گے اور نقیبوں کی تعداد بارہ ہو گی۔

اسمٰعیلیہ کے نزدیک اول ائمہ مستورین محمد بن اسمٰعیل معروف بہ محمد المکتوم ہیں ان کے بعد ان کے بیٹے جعفر المصدق بعدہ ان کے بیٹے محمد الحبیب پھر ان کے بیٹے عبید اللہ المہدی صاحب حکومت افریقیہ و مغرب ہیں جن کی حکومت و سلطنت کا بانی اور قایم کرنے والا ابو عبد اللہ شیعی ہے جو کتامہ میں ظاہر ہوا تھا اسی فرقہ اسمٰعیلیہ سے قرامطہ بھی ہیں جن کی حکومت و سلطنت بحرین میں تھی جس کا سردار ابو سعید جنابی تھا اس کے بعد ابو القاسم حسین بن فرخ بن حوشب کوفی ہوا جو محمد الحبیب اور اس کے بیٹے عبد اللہ موسوم بہ منصور کی طرف سے یمن کا داعی تھا یہ شخص پہلے فرقہ اثنا عشریہ سے تھا جس وقت ان کے ہاتھوں سے حکومت نکل گئی تب یہ اسمٰعیلیہ کے عقاید کا پابند ہو گیا۔

امام محمد الحبیب

محمد الحبیب نے ابو عبد اللہ کو اپنا ایلچی بنا کر یمن روانہ کیا تھا جب اسے یہ معلوم ہوا کہ محمد بن یعفر بادشاہ صنعاء نے حکومت سے توبہ کر کے زہد و گوشہ نشینی اختیار کر لی تو یہ یمن میں داخل ہوا۔ اس وقت یمن میں ایک بہت بڑا گروہ بنی موسیٰ نامی قبیلہ عدن لاعہ کا تھا۔ علی بن فضل یمن کا رہنے والا اور شیعوں کا رئیس و سردار تھا۔ طاہر بن حوشب اس کی حکومت کا ناظم تھا امام محمد نے اسے ایک خط لکھا جس میں اپنے بیٹے عبد اللہ کو اپنا ولیعہد بنانا تحریر کیا تھا اور اسے جنگ کرنے کی اجازت دی تھی۔ چنانچہ وہ امام محمد کی امامت کی دعوت دینے لگا اور تمام سرزمین یمن میں اس اعتقاد کو پھیلا دیا۔ فوجیں مرتب کیں۔ مدائن اور صنعاء کو فتح کیا۔ بنی یعفر کو وہاں سے مار کر نکال دیا اور اپنے ایلچیوں کو یمن، یمامہ، بحرین، سندھ، ہند، مصر اور مغرب کی طرف روانہ کیا۔ بظاہر آل محمد کی حمایت کی دعوت دیتا تھا اور در پردہ کہا کرتا تھا کہ محمد الحبیب امام زماں روپوش ہیں یہاں تک کہ رفتہ رفتہ تمام ملک یمن پر غالب ہو گیا۔ عبید اللہ المہدی کے ایلچیوں میں سے ابو عبد اللہ شیعی صاحب کتامہ تھا اور اسی کی صحبت سے رخصت ہو کر افریقیہ گیا تھا۔ کتامہ پہنچ کر وہاں فرقہ باطنیہ کا ایک بڑا گروہ موجود پایا۔ یہ مذہب کتامہ میں اس وقت سے تھا جب سے کہ جعفر صادق نے اپنے ایلچیوں کو سرزمین مغرب کی طرف روانہ کیا تھا چنانچہ ان لوگوں نے افریقیہ میں پہنچ کر قیام کیا اور اس دعوت و مذہب کو خاطر خواہ پھیلایا بربروں کا ایک گروہ جو زیادہ تر کتامہ سے تھے اس دعوت و مذہب میں شریک و داخل ہو گیا پس جب ابو عبد اللہ شیعی، عبید اللہ المہدی کا

ایلچی سرزمین افریقیہ میں داخل ہوا اور اہل کتامہ کو اس مذہب کا پابند پایا۔ تو وہ ان کی تعلیم میں مصروف ہوا اور اس مذہب کو زندہ کرنے اور پھیلانے لگا یہاں تک کہ اس کا مقصود حاصل ہو گیا اور عبید اللہ المہدی کی امامت و امارت کی بیعت لی گئی جیسا کہ ابھی ان کے حالات بیان کئے جائیں گے۔

باب ۶

خلافت فاطمیہ

ابو محمد عبد اللہ المہدی ۲۹۷ھ تا ۳۲۲ھ

دولت عبیدیہ خاندان حکومت عبیدیوں کا پہلا حکمران عبید اللہ المہدی بن محمد الحبیب بن جعفر مصدق بن محمد المکتوم بن جعفر صادق تھا اہل قیروان وغیرہ میں سے جن لوگوں نے اس نسب سے انکار کیا ہے کوئی اعتبار نہیں ہے اور نہ وہ محضر قابل وثوق ہے جو دارالخلافت بغداد میں عہد خلافت خلیفہ قادر میں اس نسب کے قدح وطعن کی بابت تیار کیا گیا تھا اور اس پر نامی گرامی علماء کے دستخط ثبت کئے گئے تھے۔ اس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں خلیفہ معتضد کا فرمان جو ابن اغلب کے پاس قیروان اور ابن مدرار کے پاس بجلماسہ اس کی گرفتاری کی بابت روانہ کیا گیا تھا جب کہ یہ مغرب کی طرف چلا گیا تھا اس نسب کی صحت کی شہادت دیتا ہے اور شریف رضی کے اشعار اس پر مہر کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے محضر پر بطور شہادت اپنے دستخط کر دیئے تھے وہ سنی ہوئی شہادت ہے اور سنی ہوئی شہادتوں کی وقعت جیسی ہوتی ہے وہ آپ سے مخفی نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ عرصہ ایک صدی سے شیعان بنی عباس، جو ان عبیدیوں کے حریف مقابل تھے بغداد میں ان عبیدیوں کے نسب کی بابت بوجہ مخالفت و رقابت اعتراضات کر رہے تھے۔ پس عوام الناس نے حکومت و سلطنت کا مذہب اختیار کر لیا اور اسی بنا پر بحکم ؎

اگر شہ روز را گوید شب است ایں
بباید گفت اینک ماہ و پروین

بطور شہادت کے محضر نسب پر دستخط بھی ہو گئے باوجودیکہ یہ شہادت نفی کی تھی مگر پھر بھی نظر ثانی ان عبیدیوں کے ظہور کے وقت لوگوں نے حتیٰ کہ اہل مکہ و مدینہ نے بھی ان کی اطاعت قبول کی اور یہ امر ان کے صحت نسب کی قوی ترین دلیل ہے اور جن لوگوں نے انھیں نسباً یہودی یا نصرانی بتایا ہے اور میمون قداح وغیرہ کی جانب انھیں منسوب کیا ہے ان کے لئے اس افترا پردازی اور جھوٹ کا گناہ کافی ہے۔

رستم بن حسن کا یمن پر قبضہ

ان عبیدیوں کے ہوا خواہ اور گروہ والے مشرق، یمن، اور افریقیہ میں تھے شروع شروع ان کا ظہور افریقیہ میں حلوانی اور ابو سفیان کے جانے سے ہوا جو ان کے ہوا خواہ اور چھپے کے تھے اور جنہیں جعفر صادق نے افریقیہ روانہ کیا تھا اور یہ ارشاد کیا تھا کہ مغرب میں زمین شور ہے تم لوگ جا کر اس کو قابل زراعت بناؤ یہاں تک کہ کاشت کار اصلی بیج لے کر آئے۔ چنانچہ حلوانی اور ابو سفیان سرزمین مغرب میں گئے ایک نے شہر مرغہ میں قیام کیا دوسرے نے سوق حمار میں۔ یہ دونوں شہر کتامہ کے مضافات سے تھے۔ انہی دونوں کے توسط سے ان بلاد میں اس مذہب کا شیوع ہوا۔ اس وقت تک محمد الجیب مقام سلمیہ زمین حمص میں قیام پذیر تھا اس کے گروہ والے جس وقت حسین بن علی کی قبر کی زیارت کو آیا کرتے تھے تو اس کی بھی زیارت ضرور کیا کرتے تھے ایک مرتبہ یمن سے محمد بن فضل قبیلہ عدن لاعہ سے محمد الجیب کی زیارت کو آیا واپسی کے وقت محمد الجیب نے اپنے ہمراہیوں میں سے رستم بن حسن بن حوشب کو یمن میں دعوت خلافت عبیدیہ کے قایم کرنے اور پھیلانے کی غرض سے محمد بن فضل کے ساتھ کر دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ عنقریب مہدی موعود ظاہر ہونے والا ہے جس قدر جلد ممکن ہو اس دعوت کو لوگوں میں پھیلاؤ۔ رستم نے اس ہدایت کے مطابق یمن میں پہنچ کر آل محمد کے مہدی کی ان اوصاف کے ساتھ جو ان کے یہاں مشہور اور معروف میں دعوت دینے لگا۔ رفتہ رفتہ اکثر بلاد یمن پر قابض ہو گیا اور اپنے کو المنصور کے لقب سے ملقب وموسوم کیا کوہ لاعہ میں ایک قلعہ بنوایا، بنی یعفر سے صنعاء کو چھین لیا۔ یمن، یمامہ، بحرین، سندھ، ہند، مصر اور مغرب کی طرف اپنے ایلچیوں کو روانہ کیا۔

ابو عبداللہ حسن بن محمد

ابو عبداللہ حسن بن محمد بن زکریا معروف بہ "محتسب" (یہ بصرہ میں محتسب تھا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ محتسب نہیں تھا بلکہ اس کا بھائی ابو العباس مخطوم محتسب تھا اور یہ ابو عبداللہ "معلم" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اس مناسبت سے کہ یہ لوگوں کو مذہب امامیہ کی تعلیم دیا کرتا تھا) محمد الجیب کی خدمت میں سلمیہ میں حاضر ہوا محمد الجیب نے ابو عبداللہ کو لایق اور اہلبیت کا آدمی دیکھ کر رستم کے پاس تعلیم کی غرض سے یمن بھیج دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد سرزمین مغرب میں جا کر شہر کتامہ میں اس مذہب کو پھیلاؤ۔ چنانچہ ابو عبداللہ نے رستم کی صحبت میں شب و روز رہ کے علم و کمال حاصل کیا۔ اس کے بعد حاجیان یمن کے ساتھ مکہ معظمہ آیا اور موسم حج میں کتامہ کے رئیسوں اور سرداروں، موسیٰ بن حریث سردار بنی سکان، (جو اہل کتامہ کی ایک شاخ ہے) ابو القاسم ورنجومی، (جو ان کے اخلاف سے تھا) مسعود بن عیسیٰ بن بلال مساکنی اور موسیٰ بن مکاد وغیرہ سے ملاقات کی۔ یہ لوگ اس کی مذہبی باتیں سننے لگے اور اس کی عبادت و ریاضت کو دیکھ کر کچھ ایسا گرویدہ خاطر ہوئے کہ اس کی صحبت کو فلاح دارین و نجات کا وسیلہ تصور کر کے روانگی کے وقت بہ منت و خوشامد اپنے ہمراہ ملک مغرب لے جانے کی درخواست کی ابو عبداللہ ایک چلتا پرزہ آدمی تھا اس نے پہلے ان لوگوں سے ان کی قوم کی حالت دریافت کی ان کے گروہ بندیوں کے حالات پوچھے، شہروں کی کیفیت استفسار کی اور یہ دریافت کیا کہ وہاں کا حکمراں کون ہے اس کی کیا کیفیت ہے ان لوگوں نے کل حالات بتلائے اس کے

بعد ان لوگوں سے اپنے مذہب کے پھیلانے اور دولت عبیدیہ کی دعوت دینے کا اقرار لیا۔ ان لوگوں نے بخوشی خاطر ان سب شرائط کو قبول کر کے بادشاہ مغرب سے بھی اس کی اجازت دلا دینے کا وعدہ کیا۔

ابو عبداللہ شیعی کی انکجان کو روانگی ابو عبداللہ نے یہ خیال کر کے کہ اب میرا کام ان لوگوں میں انہی لوگوں کے ذریعہ سے انجام کو پہنچ جائے گا۔ سامان سفر درست کر کے ان لوگوں کے ساتھ ملک مغرب کی طرف کوچ کر دیا۔ ان لوگوں نے قیروان کا راستہ چھوڑ کر جنگل و بیابان کی راہ اختیار کی رفتہ رفتہ شہر سوماتہ پہنچے اس وقت شہر سوماتہ میں محمد بن حمدون بن سماک اندلسی، بجایہ اندلس کی جانب سے ٹھہرا ہوا تھا۔ ابو عبداللہ شیعی نے اسی کے پاس قیام کیا چونکہ محمد بن حمدون نے اس سے پیشتر حلوانی سے اس مذہب کی تعلیم حاصل کر لی تھی اس وجہ سے یہ سمجھ کر کہ ہونہ ہو یہی صاحب امر ہے ابو عبداللہ کی بڑی آؤ بھگت کی۔ دو چار روز قیام کرنے کے بعد ابو عبداللہ نے مع اپنے ہمراہیوں کے کوچ کیا۔ محمد بن حمدون بھی ہم رکاب ہوا رفتہ رفتہ پندرہ ربیع الاولی ۲۸۸ھ کو شہر کتامہ پہنچا اور موسیٰ بن حریث کے مکان پر شہر انکجان میں جو بنی سکتان کی ایک پہاڑی پر واقع تھا قیام پذیر ہوا۔ اس کے بعد ابو عبداللہ کے قیام کے لئے ایک مکان مقام فج الاخیار میں مخصوص اور معین کر دیا گیا۔

ابو عبداللہ شیعی اور اہل کتامہ اس نے ان لوگوں کو یہ تعلیم دینی شروع کی کہ میرے پاس امام زماں مہدی کی یہاں پر قیام کرنے کی نص موجود ہے اور عنقریب وہ بھی ہجرت کر کے اسی مقام پر چلے آئیں گے اور ان کے انصار و معاون اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں میں سے ہوں گے اور وہ لوگ اس شہر کے رہنے والے ہوں گے جن کا نام کتمان سے مشتق ہو گا تھوڑے دن میں اہل کتامہ کا ایک بڑا گروہ اس کے پاس جمع ہو گیا۔ بعض بعض علماء بھی اس کے دام فریب میں آ گئے۔ اب آہستہ آہستہ اس کا مذہب بڑھ چلا اور امامت اہل بیت کے علانیہ تذکرے ہونے لگے ایک دوسرے کو کھلم کھلا حمایت آل محمد کی تلقین اور ہدایت کرنے لگا۔ اس وقت کتامہ میں ایسے آدمی کم باقی رہ گئے تھے جو اس مذہب اور اس خیال سے علیحدہ رہے ہوں وہ لوگ اسے ابو عبداللہ شیعی مشرقی کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ ان واقعات کی اطلاع امیر افریقیہ ابراہیم بن احمد بن اغلب کو ہوئی۔ دھمکی اور تہدید کا خط تحریر کیا ابو عبداللہ نے ابراہیم کے ایلچی کو نہایت سخت جواب دے کر لوٹا دیا۔ مگر رؤسائے کتامہ کو ابراہیم کی مخالفت سے خطرہ پیدا ہوا موسیٰ بن عیاش والی مسیلہ، علی بن حفص بن عسلوجہ والی شریف اور ابن تمیم صاحب یلزمہ وغیرہ عمال بلاد کتامہ ابو عبداللہ کے معاملہ میں پس و پیش کرنے لگے۔ اتنے میں یحییٰ مساکنی (جو امیر کے لقب سے پکارا جاتا تھا) مہدی بن ابی کمارہ رئیس لہیعہ، فرج بن جیران رئیس اجانہ اور ثمل بن بجلی رئیس بطانہ آ پہنچا ان لوگوں نے صلاح مشورہ کر کے بیان بن صقلان رئیس بنی سکتان سے اس بابت خط و کتابت کی کہ ابو عبداللہ شیعی کو ہم لوگ اپنے شہر سے نکال دیں یا کہ ابراہیم والی افریقیہ کے حوالہ کر دیں اس وقت تک ابو عبداللہ شیعی مقام انکجان ہی میں مقیم تھا۔ بیان بن صقلان نے اس امر کو اہل علم کے شوریٰ پر چھوڑ دیا۔

ابو عبداللہ شیعی کی تازرت کو روانگی چنانچہ وہ لوگ علماء کے خدمت میں حاضر ہوئے بحث و مباحثہ

ہوا لیکن کوئی امر طے نہ ہوا۔ ابوعبداللہ اور اس کے ہمراہیوں کو اس کی اطلاع ہوگئی حسن بن ہارون غسانی کے پاس اپنے آدمی بھیجے اور انکجان سے ہجرت کر کے اس کے پاس چلے جانے کی درخواست کی حسن نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ ابوعبداللہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ انکجان سے نکل کر شہر تازروت چلا گیا جو حسن کے شہروں میں سے ایک شہر تھا۔ تھوڑے دنوں میں غسان کو دلاسا دے کر اپنا معین و مددگار بنا لیا۔ غسان اور کتامہ کے اُن خاندان والوں نے ابوعبداللہ کی امداد و اعانت پر کمر ہمت باندھ لی جنھوں نے اس سے بیشتر اس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اس سے ابوعبداللہ کی شان و شوکت بڑھ گئی اور ایک اطمینانی حالت سے زندگی بسر کرنے لگا۔ اس کے بعد حسن بن ہارون اور اس کے بھائی محمد میں باہم حکومت و ریاست کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ محمد اور مہدی بن ابی کمارہ کے باہم تعلقات تھے مہدی نے باعث فساد ابوعبداللہ کو قرار دے کر محمد کو ابوعبداللہ سے مواخذہ کرنے کا اشارہ کیا اس سے غسان اور لہیعہ میں جھگڑا پڑ گیا ابوعبداللہ اس وقت تک ظاہر نہیں ہوا تھا لہیعہ کو آمادہ فساد دیکھ کر حسن کو لہیعہ کے سر کرنے کی تحریک کی مہدی بن ابی کمارہ سردار لہیعہ کا بھائی ابو مدینی نامی ابوعبداللہ کے معتقدین سے تھا اس نے موقع پا کر مہدی کو مار ڈالا اور اس کی جگہ لہیعہ پر حکومت کرنے لگا۔ مہدی کے مارے جانے پر اہل لہیعہ بھی ابوعبداللہ کے مطیع و فرماں بردار ہو گئے۔

ابوعبداللہ شیعی کی فتوحات

ان واقعات کے بعد کتامہ نے جمع ہو کر ابوعبداللہ سے جنگ کرنے کا مشورہ کیا اور مستعد و مسلح ہو کر تازروت پر چڑھ آئے۔ ابوعبداللہ نے سہیل بن فوکاش کو شمل بن بجل رئیس بطانہ کے پاس امداد طلب کرنے کو بھیجا شمل اور ابوعبداللہ میں رشتہ مصاہرت (سسرالی) قائم ہو گیا تھا شمل نے کتامہ کو ابوعبداللہ کی جنگ سے روکا مگر وہ نہ رکے۔ چنانچہ ابوعبداللہ اور کتامہ میں متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار ابوعبداللہ کو فتح نصیب ہوئی کتامہ شکست کھا کر بھاگے عروبہ بن یوسف ملوشی اس معرکہ میں سخت مصائب میں مبتلا ہو گیا تھا اس لڑائی سے سب کے ہوش و حواس درست ہو گئے غسان، یلزمہ، لہیعہ اور تمام اجانہ نے ابوعبداللہ کی اطاعت قبول کر لی ان دنوں ان سب کی عنان حکومت ماکنون بن ضبارہ اور ابوزاکی تمام بن معارک کے قبضہ اقتدار میں تھی اجانہ سے فرج بن حیران اور بطانہ سے شمل بن بجل وغیرہ جمیلہ چلے گئے۔ جو باقی رہ گئے وہ ابوعبداللہ کے مطیع و فرماں بردار ہو گئے۔ اس کے بعد فتح بن یحیی اپنی قوم کو جمع کر کے ابوعبداللہ سے لڑنے کے لئے نکلا۔ ابوعبداللہ بھی یہ خبر پا کر آمادہ بہ جنگ ہو گیا۔ دونوں حریفوں میں لڑائی چھڑ گئی۔ اس معرکہ میں بھی ابوعبداللہ کو فتح یابی حاصل ہوئی فتح بن یحیی شکست کھا کر بھاگا۔ اس کی فوج کا کثیر حصہ کام آگیا۔ باقی ماندہ جان بچا کر سطیف پہنچے اور جب وہاں بھی ان کو امان کی صورت نظر نہ آئی تو انھوں نے ابوعبداللہ سے امان کی درخواست کی ابوعبداللہ نے منظور کر لی اور وہ لوگ اس کے سایہ عاطفت میں آ کر امن وچین سے بسر کرنے لگے۔

فتح بن یحیی شکست کے بعد عجیسہ چلا گیا تھا اور اپنی گئی گزری حالت کی درستگی میں مصروف تھا۔ چند دن بعد جب اس کی حالت درست ہوگئی تو اس نے ابوعبداللہ سے جنگ کرنے کی غرض سے دوبارہ فوج کشی کی اور ہارون بن یونس کو سردار لشکر مقرر کر کے روانہ کیا۔ ابوعبداللہ بھی اپنی فوج آراستہ کر کے میدان

جنگ میں آگیا ہارون پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگا اور ایک قلعہ میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گیا ابو عبداللہ شیعی نے تعاقب کیا اور اس قلعہ پر پہنچ کر اس کا محاصرہ ہو گیا، آخر الامر محصورین نے اطاعت کے لئے گردنیں جھکا دیں اور ابو عبداللہ نے اس قلعہ کو فتح کیا۔ اس کامیابی سے ابو عبداللہ کا رعب و داب بڑھ گیا۔ عجیسہ، زواوہ اور تمام قبایل کتامہ مطیع و فرماں بردار ہو گئے ابو عبداللہ لوٹ کر تازروت آیا اور اپنے ایلچیوں کو تمام ملک مغرب میں پھیلا دیا لوگوں نے طوعاً و کرہاً اس کی اطاعت قبول کی اور اس کے علم حکومت کے مطیع ہوئے فتح بن یحییٰ بھاگ کر ابراہیم بن احمد امیر تونس کے پاس پہنچا اور اسے ابو عبداللہ سے جنگ کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ بعدہٗ ابو عبداللہ نے اہل مسیلہ کی سازش سے مسیلہ کو فتح کیا اور اس کے امیر موسیٰ بن عیاش کو قتل کر کے ماکنون بن ضبارہ جانی کو مسیلہ کی کرسی امارت پر بٹھایا ابراہیم بن موسیٰ بن عیاش نے ابوالعباس ابراہیم بن اغلب کے پاس تونس میں جا کر دم لیا۔

ابو عبداللہ شیعی اور ابو خوال کی جنگ

۲۸۹ھ میں ابراہیم نے فتح بن یحییٰ اور ابراہیم بن موسیٰ کی ترغیب و تحریک سے اپنے بیٹے ابو خوال کو ایک عظیم فوج کا سردار بنا کر ابو عبداللہ کو ختم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس نے کتامہ کو جی کھول کر پامال کیا اور اس کے بعد تازروت کی طرف بڑھا۔ ابو عبداللہ شیعی نے اپنی فوجوں کو آراستہ کر کے شہر ملوسہ میں ابو خوال سے مقابلہ کیا۔ اتفاق یہ کہ پہلے ہی حملہ میں ابو خوال نے ابو عبداللہ کو شکست دے دی ابو عبداللہ میدان جنگ سے بھاگ کر انکجان پہنچا اور اپنے ہوش و حواس درست کر کے قلعہ بندی کر لی اور ابو خوال کامیابی حاصل کر کے قصر تازروت میں داخل ہوا اور اس کو مسمار و منہدم کرا کر ابو عبداللہ کے تعاقب میں روانہ ہوا اس دارو گیر اور تعاقب میں بلاد کتامہ نہایت بری طور سے پامال کئے گئے۔ ابو خوال کی حکومت میں بھی ایک گونہ ضعف و اضمحلال پیدا ہو چلا تھا۔ ابراہیم بن موسیٰ بن عیاش ابو خوال کے لشکر سے مسیلہ کی جانب ابو عبداللہ کے حالات دریافت کرنے کو گیا ہوا تھا۔ ایک موقع پر ابو عبداللہ کے ہمراہیوں سے اور اس سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ ابو عبداللہ کے ہمراہی، ابراہیم کو شکست دے کر لشکر گاہ تک تعاقب کرتے چلے آئے۔ اس سے بھی ابو خوال کے رعب و داب پر بہت برا اثر پڑا۔ مجبوراً بلاد کتامہ سے نکل کھڑا ہوا اور ابو عبداللہ نے انکجان میں اقامت اختیار کی اور وہیں پر ایک شہر موسوم بہ "دار الہجرت" آباد کیا۔ لوگوں کو اپنے مذہب کی دعوت دینے لگا۔ رفتہ رفتہ لوگ اس کے مذہب میں داخل ہو گئے اور اس کی جماعت پھر بڑھ گئی اسی اثناء میں حسن بن ہارون کا انتقال ہو گیا۔

ابراہیم والیٔ افریقیہ اور ابو خوال کا قتل

ابو العباس نے دوبارہ فوجیں مرتب کیں اور اپنے بیٹے ابو خوال کو امیر لشکر بنا کر ابو عبداللہ شیعی اور اہل کتامہ سے جنگ کرنے کیلئے روانہ کیا چنانچہ ابو خوال لڑائی کا نیزہ لئے ہوئے بلاد کتامہ میں داخل ہوا مگر الٹے پاؤں شکست کھا کر واپس ہوا اور بلاد کتامہ کی سرحد پر قیام کر کے ان کی مدافعت کرتا اور پیش قدمی سے روکتا رہا اتنے میں ابراہیم بن احمد بن اغلب والیٔ افریقیہ کو اس کے بیٹے زیادۃ اللہ نے قتل کر ڈالا اور خود تخت حکومت پر متمکن ہو کر حکمرانی کرنے لگا۔ اس وقت ابو خوال سرحد کتامہ پر پڑاؤ کئے ہوئے

پڑا ہوا تھا۔ طلبی کا خط بھیجا اور جب وہ اس کی طلبی پر آ گیا تو اسے قتل کر ڈالا اور خود تونس سے نکل کر رقادہ چلا آیا۔ اور لہو لعب اور عیاشی میں مصروف ہو گیا۔ ابو عبداللہ کو موقع مل گیا۔ اب کوئی مزاحمت کرنے والا باقی نہ رہ گیا تھا۔ اپنے لشکر کو تمام بلاد افریقیہ میں پھیلا دیا تھوڑے ہی دنوں میں اس کی حکومت کا سکہ بیٹھ گیا اور یہ اپنے معتقدوں کو سمجھانے لگا کہ مہدی کا عنقریب ظہور ہونے والا ہے۔ پس آئندہ جیسا کہ اس نے کہا تھا وہی وقوع میں آیا۔

عبیداللہ مہدی

محمد الجبیب بن جعفر بن محمد بن اسمٰعیل نے اپنے انتقال کے وقت اپنے بیٹے عبیداللہ کو اپنا ولیعہد بنایا تھا اور یہ ارشاد کیا تھا کہ تم ہی مہدی موعود ہو اور میرے بعد تم یہاں سے دور دراز ملک کی جانب ہجرت کرو گے اور بڑے بڑے مصائب کا تمھیں سامنا کرنا پڑے گا چنانچہ وفات کے بعد اس واقعہ کی خبر ان کے تمام ایلچیاں اور معتقدان افریقیہ و یمن میں مشہور ہو گئی۔ ابو عبداللہ نے چند لوگوں کو بطور وفد (ڈیپوٹیشن) اس خداداد کامیابی کی خبر کرنے کو بلاد کتامہ سے روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا تھا کہ ہم لوگ ہمہ تن آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ شدہ شدہ یہ خبریں دارالخلافت بغداد تک پہنچیں۔ اس وقت تخت خلافت پر خلیفہ مکتفی جلوہ افروز تھا۔ عبیداللہ مہدی کی گرفتاری اور اس کی بڑھتی ہوئی قوت کی روک تھام کا حکم صادر فرمایا۔ عبیداللہ یہ خبر پاکر ملک شام سے عراق کی طرف چلا گیا پھر عراق سے مصر میں جاکر دم لیا اس کے ہمراہ اس کا بیٹا ابوالقاسم اور ایک نوعمر غلام تھا۔ ان کے علاوہ چند مصاحب اور خاص خاص اس کے آزاد غلام بھی تھے۔ مصر پہنچ کر عبیداللہ مہدی نے یمن کا قصد کیا مگر یہ سن کر علی بن فضل نے ابن حوشب کے بعد اپنے طریقہ بدسے اہل یمن کو برانگیختہ کر دیا ہے ابو عبداللہ شیعی کے پاس مغرب چلے جانے کا ارادہ کیا اور سامان سفر درست کر کے مصر سے اسکندریہ کی جانب کوچ کیا اسکندریہ پہنچ کر کچھ سامان و اسباب تجارت خرید ا اور سوداگروں کے لباس میں بلاد مغرب کی طرف روانہ ہوا اس اثناء میں خلیفہ مکتفی کا فرمان گرفتاری عبیداللہ مہدی والیٔ مصر کے نام صادر ہوا جس میں اس کا حلیہ اور نام لکھا ہوا تھا۔ ان دنوں مصر کی گورنری پر عیسیٰ نوشری مامور تھا چنانچہ عیسیٰ نے عبیداللہ مہدی کی جستجو میں لوگوں کو روانہ کیا اور ایک گونہ اس کو عبیداللہ مہدی کی جستجو میں کامیابی بھی ہوئی لیکن اسے اس امر کا یقین نہ ہو سکا کہ یہی شخص عبیداللہ مہدی ہے۔ اس وجہ سے مطلع ہو جانے اور گرفتار کر لینے کے باوجود رہا کر دیا۔

عبیداللہ مہدی کی طرابلس میں آمد

عبیداللہ مہدی رہائی پاکر نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگا اثنائے راہ میں اس کی کتابیں چوری گئیں جس میں اس کے آباؤ اجداد کے منقولات تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے بیٹے ابوالقاسم نے ان کتابوں کو برقہ سے برآمد کیا تھا جب کہ اس نے مصر پر فوج کشی کی تھی الغرض جس وقت عبیداللہ مہدی طرابلس پہنچا اور اس کے ہمراہی تجار اس سے علیحدہ ہوئے اس وقت عبیداللہ مہدی نے ابوالعباس برادر ابو عبداللہ شیعی کو ابو عبداللہ شیعی کے پاس انھی تاجروں کے ہمراہ کتامہ روانہ کیا۔ ابوالعباس طرابلس سے روانہ ہو کر قیروان پہنچا اس کے پہنچنے سے پیشتر زیادۃ اللہ کو عبیداللہ مہدی اور اس کے ہمراہیوں کی خبر پہنچ گئی تھی اور یہ ان کی جستجو اور سراغ میں تھا چنانچہ ابوالعباس

کو قیروان میں پہنچتے ہی گرفتار کرلیا اور اس سے عبید اللہ مہدی کے حالات دریافت کئے۔ ابوالعباس نے لاعلمی ظاہر کی زیادۃ اللہ نے جھلا کر جیل میں ڈال دیا اور والی طرابلس کو لکھ بھیجا کہ عبید اللہ مہدی کو جس کا حلیہ اس طرح کا ہے فوراً گرفتار کرلو۔ اتفاق سے عبید اللہ مہدی کو اس کی خبر لگ گئی۔ طرابلس سے قسطنطنیہ چلا گیا پھر وہاں سے بہ خیال ابوالعباس برادر ابوعبد اللہ شیعی جو قیروان میں قید تھا نکل کر سلجماسہ جاکر قیام کیا ان دنوں سلجماسہ کی زمام حکومت الیسع بن مدرار کے قبضہ اقتدار میں تھی الیسع نے عبید اللہ مہدی کی بے حد توقیر اور عزت کی اس کے بعد ہی زیادۃ اللہ کا خط (کہا جاتا ہے کہ یہ خلیفہ مکتفی کا فرمان تھا) الیسع کے پاس آپہنچا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ یہی شخص مہدی ہے اور حکومت و خلافت کا دعوے دار ہے اور کتامہ کا داعی ہے الیسع نے عبید اللہ مہدی کو فوراً گرفتار کرلیا۔

ابو عبد اللہ شیعی کا سطیف پر قبضہ

ان واقعات کے بعد ابوعبد اللہ شیعی نے ابوخوال کے مارے جانے پر جو اس سے لڑ بھڑ رہا تھا تمام کتامہ کو جمع کیا اور انھیں آلات حرب سے مسلح و آراستہ کر کے سطیف پر فوج کشی کی سطیف میں ان دنوں علی بن جعفر بن عسکوجہ حکمرانی کر رہا تھا اور اس کا بھائی ابوحبیب بھی وہیں موجود تھا۔ ابوعبد اللہ ایک مدت تک سطیف کا محاصرہ کئے رہا آخر کار بزور تیغ اس پر قبضہ حاصل کرلیا۔ داؤد بن جاثہ سردار لہیعہ بھی اس وقت سطیف ہی میں ٹھہرا ہوا تھا یہ اس زمانہ میں یہاں چلا آیا تھا جس وقت بعض سرداران کتامہ یہاں چلے آئے تھے اہل سطیف کے ساتھ اس نے بھی ابوعبد اللہ شیعی سے امان کی درخواست کی تھی اور ابوعبد اللہ شیعی نے امان دیدی تھی۔ ابوعبد اللہ نے شہر سطیف میں فتحیابی کے ساتھ داخل ہو کر شہر کو منہدم کرادیا قلعہ کو مسمار کرا کر زمین کے برابر کردیا۔

ابوعبد اللہ شیعی اور ابن خشنش کی جنگ

زیادۃ اللہ کو اس کی خبر لگی فوجیں مرتب کر کے اپنے ایک عزیز و قریب ابراہیم بن خشنش نامی کی سرکردگی میں کتامہ کو سر کرنے کے لئے روانہ کیں۔ اس فوج کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ کوچ اور قیام کرتی ہوئی قسطنطنیہ پہنچی۔ اور وہیں مقیم ہوگئی اس وقت فریق مخالف اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں پر پناہ گزیں تھے ابراہیم نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیا پہاڑ کی چڑھائی تھی کامیابی نہ ہو سکی فوج پسپا ہو کر لوٹی۔ شہر بلزمہ کے میدان میں دونوں فریق گتھ گئے۔ ابراہیم کی فوج کو شکست ہوئی، شکست کھا کے باغایہ پہنچی اور وہاں سے قیروان چلی آئی۔ ابوعبد اللہ شیعی نے کتامہ کے چند معتبر و معتمد علیہ آدمیوں کو فتح کا نامہ بشارت دے کر مہدی کے پاس روانہ کیا۔ یہ لوگ مسافت طے کر کے خفیہ طور سے مہدی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعات لڑائی اور فتحیابی کے بالتفصیل عرض کئے۔

ابوعبد اللہ شیعی کی فتوحات

اس کامیابی کے بعد ابوعبد اللہ شیعی نے شہر طنبہ پر فوج کشی کی، ایک مدت تک محاصرہ کئے رہا آخر کار فتح بن یحیی مساکنی کے مارے جانے پر شہر طنبہ امان کے ساتھ فتح ہوگیا۔ اس کے بعد ابوعبد اللہ نے شہر بلزمہ کی طرف قدم بڑھایا جہاں پر کہ ابراہیم کی فوج سے اور اس سے مقابلہ ہوا تھا۔ چنانچہ ابوعبد اللہ نے بزور تیغ اسے بھی فتح کرلیا۔ زیادۃ اللہ نے اس طوفان کی روک تھام اور فرو کرنے کی غرض سے ہارون طبنی والی باغایہ کو ایک فوج کی افسری کے

ساتھ روانہ کیا ہارون زیادۃ اللہ سے رخصت ہو کر شہر ازمول پہنچا اہل ازمول۔ابو عبداللہ کی حکومت کے مطیع تھے مقابلہ پر آئے۔ہارون نے انھیں شکست دے کر ازمول کے شہر پناہ کو منہدم اور شہر کو لوٹ کر تاخت و تاراج کر دیا عروبہ بن یوسف (یہ ابو عبداللہ کے ہوا خواہوں سے تھا) نے یہ خبر پا کر ہارون پر حملہ کر دیا ہارون کو عروبہ کے حملہ کی کچھ خبر نہ تھی۔شکست کھا کر بھاگا اور اثنا۔دار و گیر میں مارا گیا۔اس کے بعد ابو عبداللہ شیعی نے شہر تیجبت کو یوسف غسانی کے ذریعہ سے فتح کیا شہر تیجبت کا لشکر بھاگ کر قیروان پہنچا۔ابو عبداللہ کی حکمت عملی اور عاملانہ تدبیروں سے عوام الناس میں اس کی انصاف پسندی ایفاء وعدہ اور امان دہی کی خبروں ہی مشہور ہوئی۔قرب و جوار کے رہنے والوں نے حاضر ہو ہو کر امان حاصل کر لی۔بازاریوں اور اوباشوں نے زیادۃ اللہ کو پریشان کرنا شروع کر دیا۔

قرطاجنہ کی فتح

زیادۃ اللہ نے ان بغاوتوں اور شورشوں کے ختم کرنے پر فوجوں کو متعین کیا اور جس قدر روپیہ خزانہ میں تھا رعایا کی اصلاح اور ترتیب لشکر میں صرف کر کے ۲۹۵ھ میں بذاتہ ابو عبداللہ کے مقابلے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔اربس میں پہنچ کر پڑاؤ کیا مگر کچھ سوچ سمجھ کر مقابلہ کرنے میں متامل ہوا ہمراہیوں نے قیروان واپس چلنے کی رائے دی۔چنانچہ بلا کسی مقابلہ اور لڑائی کے منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا قیروان واپس آیا۔قیروان پہنچ کر جب ذرا اس کے ہوش درست ہوئے تو اس نے ابراہیم بن ابی اغلب نامی ایک شخص کو جو اس کے عزیزوں سے تھا لشکر کا سردار بنا کر اربس کی جانب روانہ کیا اور وہیں پر قیام کرنے کا حکم دیا۔اس واقعہ کے ابو عبداللہ شیعی نے باغایہ پر حملہ کیا والی باغایہ یہ خبر پا کر بھاگ گیا۔اہل باغایہ نے اطاعت قبول کر لی قلعہ مصالحت کے ساتھ فتح ہو گیا۔ابو عبداللہ شیعی نے اسی اثنا میں ایک فوج شہر قرطاجنہ کے فتح کرنے کے لئے روانہ کی۔پس یہ بھی بزور تیغ فتح ہوا والی قرطاجنہ مارا گیا۔بازار لوٹ لیے گئے ان مقامات کے فتح ہو جانے سے ابو عبداللہ کی قوت بہت بڑھ گئی فوجیں بھی باقاعدہ ہو گئیں، حوصلے بھی بڑھ گئے۔فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے کے خیال سے اپنی فوج کو تمام بلاد افریقیہ میں پھیلا دیا۔نفزہ کے قبائل کو ایک قیامت کا سامنا تھا خونریزی اور غارت گری کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔تنگ اور مجبور ہو کر اہل نیقاش نے امان کی درخواست کی ابو عبداللہ شیعی نے ان کو امان دے کر ان پر صواب بن ابوالقاسم سکتانی کو مامور کیا۔

ابو عبداللہ شیعی اور ابراہیم کی جنگ

اتنے میں ابراہیم بن ابی اغلب (زیادۃ اللہ کا سپہ سالار) آپہنچا ایک دوسرے سے گتھ گئے مگر دو ہی ایک لڑائی لڑ کر دونوں فریق جدا ہو گئے۔ابراہیم کے علیحدہ ہونے پر ابو عبداللہ نے اپنی فوج کو متعدد حصوں پر تقسیم کر کے باغایہ، سکنانہ اور تبہ کی طرف روانہ کیا۔چنانچہ امان کے ساتھ یہ مقامات فتح ہو گئے۔بعد ازاں قمودہ کے قصرین پر فوج کو حملہ کرنے کا اشارہ کیا۔اہل قصرین نے امان حاصل کر کے شہر کو اپنے حملہ آور حریف کے حوالہ کر دیا۔ابو عبداللہ شیعی ان مقامات کو فتح کر کے رقادہ کی جانب بڑھا۔ابراہیم بن ابی اغلب کو زیادۃ اللہ کی فوج سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا ابو عبداللہ سے اس کو نیچا دیکھنا پڑے۔اس خیال کا آنا تھا کہ اپنی فوج کو

تیاری کا حکم دیا اور نہایت عجلت سے ابو عبداللہ شیعی کے بڑھتے ہوئے سیلاب سے مقابلہ کرنے کو میدان جنگ میں آ گیا۔ ابو عبداللہ اور ابراہیم سے متعدد اور سخت لڑائیاں ہوئیں مگر آخری فیصلہ کسی لڑائی میں بھی نہیں ہوا۔ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے ابو عبداللہ شیعی نے انکجان کی جانب مراجعت کی اور ابراہیم اربس کی طرف لوٹا۔

قسطنطنیہ کی فتح

پھر دوبارہ ابو عبداللہ شیعی نے اپنی فوجوں کو آراستہ کر کے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی ایک مدت تک محاصرے اور متعدد لڑائیوں کے بعد امان کے ساتھ فتح ہوا۔ بعدہ قفصہ کو بھی اسی طور سے فتح کر کے باغایہ واپس آیا۔ اور باغایہ میں اپنی فوج کے ایک بڑے حصے کو ابو مکدوٰ جیلی کی ماتحتی میں چھوڑ کر انکجان کی جانب روانہ ہو گیا۔ ابراہیم بن ابی اغلب کو اس کی خبر لگی۔ فوراً باغایہ کا قصد کر دیا۔ ابو عبداللہ شیعی نے اس سے مطلع ہو کر ابو مدینی بن فرخ لہیصی کو عروبہ بن یوسف ملوشی اور جار بن ابی قنہ کے ساتھ بارہ ہزار فوج کی جمعیت سے باغایہ کی حمایت کو روانہ کیا۔ چنانچہ ابراہیم بن ابی اغلب سے اور ابو عبداللہ شیعی کی فوج سے لڑائی چھڑ گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابراہیم بن ابی اغلب بے نیل مرام باغایہ سے واپس ہوا اور ابو عبداللہ شیعی کا لشکر فج العرعر تک تعاقب کر کے واپس آیا۔

قیروان اور رقادہ پر قبضہ

۲۹۶ھ میں ابو عبداللہ شیعی نے دو لاکھ فوج کے ساتھ ابراہیم بن ابی اغلب پر اربس میں حملہ کیا۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ آخر کار ابراہیم شکست کھا کر قیروان کی جانب بھاگا۔ اس کی لشکرگاہ لوٹ لی گئی۔ ابو عبداللہ شیعی اربس میں قتل و غارت کرتا ہوا داخل ہوا اور جی کھول کر اسے پامال کیا۔ دو چار روز قیام کر کے اربس سے کوچ کیا۔ قمودہ پہنچا۔ اس کی خبر زیادۃ اللہ تک پہنچی۔ اس وقت یہ رقادہ میں تھا۔ گھبرا کر مشرق کی طرف بھاگا عوام الناس اور بازاریوں نے اس کے محل سراؤں کو لوٹ لیا اور اہل رقادہ پریشان ہو کر قیروان اور سوسہ کی طرف چلے گئے۔ اس کے بعد ابراہیم بن ابی اغلب قیروان میں داخل ہوا دارالامارت میں جا کر ٹھہرا لوگوں کو جمع کر کے سمجھایا بجھایا اور ان لوگوں سے مالی امداد دینے کی بیعت لینے کا قصد ظاہر کیا۔ خواص تو خاموش رہے مگر عوام الناس شور و غل مچانے لگے ابراہیم بن ابی اغلب اہل قیروان کا یہ رنگ دیکھ کر قیروان سے نکل کر اپنے آقائے نعمت کے پاس چلا گیا اور عبداللہ شیعی کو ان لوگوں کے بھاگنے کی خبر سبیبہ میں پہنچی اس وقت رقادہ کی طرف کوچ کر دیا عروبہ بن یوسف اور حسن بن ابی خنزیر وغیرہ بھی یہیں چلے آئے اہل رقادہ اور قیروان نے کمال گرم جوشی سے اپنے جدید حکمران کا استقبال کیا۔ دعوتیں کیں خوشیاں منائیں شہر میں چراغاں کیا۔ ابو عبداللہ شیعی نے بھی ان لوگوں کو جان و مال کی امان دی۔ عزت افزائی کی یہ واقعہ ماہ رجب ۲۹۶ھ کا ہے۔ غرض فرحاں و شاداں قصر امارت میں جا کر مقیم ہوا اپنے بھائی ابو العباس کو قید کی مصیبت سے رہائی دی اور امن و امان کی منادی کرا دی۔ امراء، رؤساء اور عوام الناس جو بخوف جنگ ادھر ادھر بھاگ گئے تھے واپس ہو ہو کر اپنے اپنے مکانات میں آئے اور شاہی عمال، جان کے خوف سے ادھر ادھر بھاگ نکلے۔ ابو عبداللہ شیعی نے شہر کے مکانات کو کتامہ پر تقسیم کر دیا چنانچہ کتامہ نے اطمینان کے ساتھ ان مکانات میں قیام

اختیار کیا۔

ابو عبداللہ شیعی کی سلجماسہ کو روانگی خاتمہ جنگ اور شہر پر قبضہ کرنے کے بعد زیادۃ اللہ کا مال و اسباب اور سامان جنگ جمع کئے گئے۔ ابو عبداللہ شیعی نے اُن پر ایک سرسری نظر ڈالی اور اُن کی اور اُن کی لونڈیوں کی محافظت کا حکم دیا۔ اتنے میں جمعہ کا دن آ گیا خطیبوں نے دریافت کیا "کس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے" ابو عبداللہ شیعی نے کسی کا بھی نام نہیں لیا۔ لیکن جو سکہ مسکوک کرایا تھا اس کے ایک طرف "حجۃ اللہ" اور دوسری جانب "تفرق اعداء اللہ" منقوش تھا۔ ہتھیاروں پر "عدۃ فی سبیل اللہ" اور گھوڑوں پہ "الملک اللہ" نقش تھا۔ رقادہ میں چندے قیام کر کے عبید اللہ مہدی کی تلاش میں سلجماسہ کی جانب کوچ کیا۔ روانگی کے وقت بلاد افریقیہ پر بطور نائب کے اپنے بھائی ابو العباس کو مامور کر گیا۔ ابو زاکی تمام بن معارک الجالی کو بھی ابو العباس کے پاس انتظاماً چھوڑ دیا گیا تھا۔ اہل مغرب کو اس سے بے حد مسرت ہوئی۔ زناتہ یہ سُن کر کہ ابو عبداللہ شیعی سلجماسہ جا رہا ہے راستہ سے ہٹ گئے اور اس کے گذر جانے کے بعد اطاعت و فرماں برداری کا پیام بھیجا جسے ابو عبداللہ شیعی نے منظور کر لیا۔ سلجماسہ کے قریب پہنچ کر الیسع بن مدرار والی سلجماسہ کے پاس ایک قاصد بھیجا اور خوشامد اور منت آمیز خط لکھا۔ الیسع نے خط چاک کر کے قاصد کو قتل کر ڈالا اور فوجیں مرتب کر کے بقصد جنگ نکل کھڑا ہوا جس وقت دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں، اتفاق یہ کہ الیسع کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ بہ مجبوری الیسع اور اس کے ہمراہی بھی بے سرو سامانی کے ساتھ بھاگے۔

عبید اللہ مہدی کی روانگی اگلے دن اہل شہر ابو عبداللہ شیعی سے ملنے آئے اور بکمال تعظیم و توقیر سے شہر میں لے گئے۔ ابو عبداللہ شیعی شہر میں داخل ہوتے ہی سیدھا جیل کی جانب گیا۔ جہاں کہ عبید اللہ مہدی اپنے بیٹے کے ساتھ قید تھا۔ ان دونوں کو قید سے نکالا اور عبید اللہ مہدی کی حکومت و امارت کی بیعت کی۔ رؤسا قبایل جلو میں تھے اور اُن سب کے آگے آگے ابو عبداللہ شیعی تھا۔ فرط مسرت سے روتا جاتا تھا اور کہہ رہا تھا "ھذا امولاکم۔ ھذا امولاکم"۔ یہاں تک کہ اپنے خیمے میں پہنچا۔ عبید اللہ مہدی کو اپنے خاص خیمہ میں ٹھہرایا اور سپاہیوں کو الیسع کی گرفتاری پر مامور کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد الیسع پابہ زنجیر حاضر لایا گیا۔ ابو عبداللہ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور وہ اسی وقت قتل کر دیا گیا۔

عبید اللہ مہدی کی بیعت ابو عبداللہ اور عبید اللہ مہدی چالیس روز تک سلجماسہ میں مقیم رہے اس کے بعد افریقیہ کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ انکجان پہنچے ابو عبداللہ شیعی نے جس قدر مال و اسباب اور زر نقد جمع کر رکھا تھا عبید اللہ مہدی کے حوالہ کر دیا۔ چند روز قیام کر کے رقادہ روانہ ہوئے ماہ ربیع الثانی ۲۹۶ھ میں رقادہ پہنچے۔ اہل قیروان نے حاضر ہو کر اطاعت و فرماں برداری کا اظہار کیا یہیں پر عبید اللہ مہدی کی خلافت و امارت کی بیعت عامہ لی گئی۔ اور اس کی حکومت و سلطنت کی استحکام و استقلال کے ساتھ بنا پڑی۔ عبید اللہ مہدی نے اپنے دعاۃ کو تمام بلاد افریقیہ میں پھیلا دیا۔ جن لوگوں نے اس کی دعوت بخوف جان قبول کی تھی ان کی تعداد قلیل تھی۔ لونڈیوں اور مال و اسباب کو اہل کتامہ پر تقسیم کیا، جاگیریں

دیں، دفاتر اور محکمہ جات مال و دیوانی کے قائم کیے، خراج وصول کرنے کے قواعد بنائے ملک کو صوبوں پر تقسیم کر کے ان پر عمال مقرر کیے۔ ماکنون بن ضبارہ الحالی کو طرابلس کی طرف روانہ کیا صقلیہ کی طرف حسن بن احمد بن ابی خنزیر کو بھیجا۔ اسحاق بن منہال کو عہدہ قضا عنایت کیا اور اس کے بھائی کو ہیت کا والی بنایا سنہ ۲۹۸ھ میں حسن بن احمد نے دریا کو ساحل شمالی کی جانب سے عبور کیا اور قلوریہ مقبوضات فرانس میں قیام کر کے اہل فرانس کو تنگ کرنے لگا۔ آخر سنہ مذکور میں کامیابی کے ساتھ صقلیہ کی طرف مراجعت کی اس کامیابی سے دماغ میں غرور پیدا ہو گیا تھا۔ اہل صقلیہ کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرنے لگا۔ اہل صقلیہ نے دفعۃً حملہ کر کے گرفتار کر لیا اور عبیداللہ مہدی کی خدمت میں معذرت کی عرض داشت بھیجی۔ عبیداللہ المہدی نے ان لوگوں کے عذرات قبول کر لیے۔ اور صقلیہ میں اس کی جگہ علی بن عمر بلوی کو متعین کیا۔ چنانچہ علی، آخر سنہ ۲۹۹ھ میں صقلیہ پہنچا۔

عبیداللہ مہدی اور ابو عبداللہ میں کشیدگی

جس وقت افریقہ میں عبیداللہ مہدی کی حکومت کو ایک گونہ استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا اور اس کے رعب و داب کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ ابو عبداللہ شیعی اور اس کے بھائی ابوالعباس کو جو ہر کام میں پیش پیش اور امور سلطنت و سیاست پر قابض ہو رہے تھے چیرہ دستی اور بے جا خود سری سے روکنا شروع کیا۔ یہ امر ان دونوں بھائیوں کو ناگوار گزرا۔ ابوالعباس جوش میں آ کر جو کچھ اس کے دل میں تھا کہنے لگا ابو عبداللہ شیعی نے منع کیا مگر ابوالعباس نے کوئی بات نہ سنی اور آہستہ آہستہ اسے بھی اپنی رائے کی جانب مائل کرنے لگا۔ زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ ابو عبداللہ شیعی بھی اپنے بھائی ابوالعباس کی رائے سے متفق ہو گیا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر عبیداللہ مہدی تک پہنچ گئی۔ عبیداللہ مہدی کو یقین نہ ہوا لیکن کسی قدر اس خبر سے ہوشیار اور چوکنا ہو گیا۔ اور در پردہ ابو عبداللہ شیعی کے حرکات اور سکنات پر نظر ڈالنے لگا۔ اس کے بعد ابو عبداللہ شیعی کو لوگوں سے میل جول زیادہ رکھنے اور عوام الناس کے پاس اٹھنے بیٹھنے سے یہ کہہ کر منع کیا کہ اس سے حکومت و سلطنت کا رعب و داب جاتا رہے گا۔ نرمی اور ملاطفت سے کئی بار سمجھایا۔

ابو عبداللہ شیعی کی ریشہ دوانیاں

ابو عبداللہ شیعی نے کوئی بات نہ سنی بلکہ دونوں بھائیوں کی نیتیں بدل گئیں۔ کتا مہ کو عبیداللہ مہدی کے خلاف ابھارنا شروع کیا اور یہ سمجھانے لگا کہ یہ وہ امام معصوم نہیں ہے جس کی امارت اور حکومت کی ہم نے تمہیں دعوت دی تھی۔ ہم اس کے ظاہری برتاؤ سے دھوکہ کھا گئے یہ بڑا لالچی اور دنیا دار ہے۔ دیکھو تمہارا اس قدر مال و اسباب جسے انکجان میں ہم نے امام معصوم کے لئے تم سے لیا تھا اس نے دبا لیا۔ تم لوگ اگر مستعد ہو جاؤ تو ہم اسے ابھی نکال باہر کرتے ہیں۔ اہل کتامہ تو اس کے ہاتھ میں کاٹھ کی پتلی تھے فوراً ابھر آگئے۔ چنانچہ اس نے انہی میں سے ایک شخص کو جو شیخ المشائخ کے لقب سے معروف تھا۔ عبیداللہ مہدی کے پاس روانہ کیا۔ شیخ المشائخ نے عبیداللہ مہدی کے پاس جا کر سوال کیا "چونکہ ہم لوگوں کو آپ کی بابت شک و شبہ پیدا ہو گیا ہے کہ آپ امام معصوم نہیں ہیں۔ اس لئے آپ ہم کو اپنی امامت کی کوئی نشانی دکھلایئے" عبیداللہ مہدی تاڑ گیا کہ ہو نہ ہو یہ ابو عبداللہ

کا گل کھلایا ہوا ہے۔ جواب کچھ نہ دیا۔ ایک غلام کو اشارہ کیا اس نے لپک کر شیخ المشائخ کا سر اتار لیا۔ اس واقعہ سے اہل کتامہ کا شبہ اور قوی ہو گیا۔ سب کے سب عبید اللہ مہدی کے قتل پر تُل گئے اور اس سازش میں ابوزاکی تمام بن معارک وغیرہ سرداران قبائل کتامہ کو بھی شریک کر لیا۔ عبید اللہ مہدی کو اس کی خبر لگ گئی۔ بہ نظر تالیف قلوب، نرمی و عاطفت سے پیش آنے لگا۔ انھی سپہ سالاران کتامہ میں سے جو اس سازش میں شریک تھے بعض کو سند حکومت عطا کر کے دوسرے شہر کو روانہ کر دیا چنانچہ ابوزاکی تمام بن معارک کو طرابلس بھیجا اور ماکنون، عامل طرابلس کو در پردہ لکھ بھیجا کہ ابوزاکی تمام بن معارک کا پہنچتے ہی قصہ تمام کر دینا۔ پس جب ابوزاکی طرابلس پہنچا ماکنوں والیٔ طرابلس نے اسے مار ڈالا۔

ابو عبداللہ شیعی کا قتل

اس کے بعد عبید اللہ مہدی کو ابن العزیم پر سازش کا شبہ پیدا ہوا یہ شخص زیادۃ اللہ کے مصاحبوں سے تھا عبید اللہ مہدی نے اسے بھی قتل کروا دیا اور اُس کا مال و اسباب کو ضبط کر لیا۔ اس میں زیادۃ اللہ کے مال کا بھی کثیر حصہ شامل تھا۔ ان تدبیروں پر بھی اُن دونوں بھائیوں کا جوش ٹھنڈا نہ ہوا اور برابر ریشہ دوانیاں کرتے رہے۔ تب عبید اللہ مہدی نے عروبہ بن یوسف اور اُس کے بھائی حباسہ کو خلوت خاص میں طلب کر کے ابو عبداللہ شیعی اور اس کے بھائی کے مار ڈالنے کا حکم دیا۔ عروبہ اور حباسہ اس حکم کے تعمیل کرنے کی غرض سے قصر امارت کے ایک گوشہ میں جا کر چھپ رہے۔ جس وقت ابو عبداللہ شیعی برآمد ہوا عروبہ نے حملہ کیا، ابو عبداللہ شیعی بولا "عروبہ! تم یہ کام کس کے حکم سے کرتے ہو" جواب دیا "جس کی اطاعت کا تم نے ہمیں حکم دیا تھا۔ اُسی نے تمھارے قتل کا حکم دیا ہے"۔ ابو عبداللہ شیعی کی زبان سے کوئی کلمہ نہ نکلنے پایا تھا کہ عروبہ اور حباسہ شیر کی طرح جھپٹے اور ابو عبداللہ کو اُس کے بھائی کے ساتھ مار کر ڈھیر کر دیا یہ واقعہ ۵ ار جمادی الثانی ۲۹۸ھ کا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبید اللہ مہدی نے ابو عبداللہ شیعی کے نماز جنازہ پڑھائی تھی اور اس کے حق میں دعاء مغفرت کی تھی۔

عبید اللہ مہدی کی حکمت عملی

آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عبید اللہ مہدی کو ابو عبداللہ شیعی کے قتل پر جس چیز نے اُبھارا اور آمادہ کیا تھا وہ ابو العباس برادر ابو عبداللہ شیعی کی سازش اور ناعاقبت اندیشی تھی۔ عبید اللہ مہدی نے بہ مجبوری ان دونوں بھائیوں کو قتل تو کروا ڈالا لیکن ان دونوں کے مارے جانے سے ایک عام شورش پھیل گئی۔ ان کے دوست واحباب بدلہ لینے کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ عبید اللہ مہدی ہنگامہ فرو کرنے کو سوار ہوا۔ شورش فرو ہو گئی۔ اس کے بعد دوسرا ہنگامہ مابین اہل کتامہ اور اہل قیروان کے پیدا ہوا۔ قتل و غارت گری کے دروازے کھُل گئے۔ عبید اللہ مہدی نے اپنی سختی اور حکمت عملی سے اسے بھی رفع دفع کیا اور مصلحتاً اپنے دُعاۃ کو منع کر دیا کہ آئندہ عوام الناس کو مذہب شیعہ کی دعوت اور تلقین نہ کریں زیادۃ اللہ کے بعد ایک گروہ بنی اغلب کا جو مختلف اغراض کے حاصل کرنے کو دوسرے مقامات پر چلا گیا تھا یا زمانہ جنگ میں اِدھر اُدھر بھاگ گیا تھا پھر تا وہ میں واپس آیا۔ عبید اللہ مہدی نے ان سب کو قتل کروا دیا۔

ابو القاسم کی ولی عہدی

ابو عبداللہ شیعی کے مارے جانے کے بعد عبید اللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابو القاسم

نزار کی ولیعہدی کا باضابطہ اعلان کیا برقہ اور اس کے متعلقات کی سند حکومت حباسہ بن یوسف کو مرحمت کی مغرب پر اس کے بھائی عروبہ بن یوسف کو مامور کیا اور باغایہ میں قیام کرنے کی ہدایت کی۔ عروبہ نے باغایہ میں پہنچ کر تاہرت پر فوج کشی کی اور بہ زور تیغ لڑ کر اسے فتح کر لیا۔ دواس بن صولات لہیص کو اس کی حکومت عنایت کی۔

شیعان کتامہ کی شورش

ان واقعات کے بعد شیعان کتامہ میں ابو عبداللہ شیعی کے مارے جانے کا جوش پھر دوبارہ پیدا ہوا ایک نوعمر لڑکے کو امیر بنا کر "مہدی" کا لقب دیا۔ دعویٰ یہ کیا کہ یہ نبی ہے اور ابو عبداللہ شیعی کا انتقال نہیں ہوا۔ عبیداللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابو القاسم کو شیعان کتامہ کو ہوش میں لانے پر مامور کیا۔ شیعان کتامہ اور ابو القاسم میں لڑائی ہوئی ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد اہل کتامہ کو شکست ہوئی وہ لڑکا جس کو شیعان کتامہ نے منسوب کیا تھا مارڈالا گیا۔ اور کتامہ بری طرح پامال کیے گئے۔

اہل طرابلس کی بغاوت

پھر ۳۰۰ھ میں اہل طرابلس نے بغاوت کی اور اپنے گورنر ماکنون کو مار کر نکال دیا۔ عبیداللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابو القاسم کو یہ ہنگا فرو کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ ابو القاسم نے ایک مدت دراز کے محاصرے اور جنگ کے بعد ایک سخت اور عام خوں ریزی سے بزور تیغ فتح کر لیا۔ تین لاکھ دینار سرخ تاوان جنگ وصول کیے۔

مصر پر فوج کشی

ان بغاوتوں اور آئے دن کی سرکشیوں کے فرو ہونے پر ابو القاسم نے فوجیں مرتب کیں جنگی کشتیوں کے بیڑے درست کئے۔ اور اپنے بزرگ باپ عبیداللہ مہدی سے اجازت حاصل کر کے ۳۰۱ھ میں اسکندریہ اور مصر کی جانب بڑھا۔ دو سو کشتیوں کا بیڑا براہ دریا روانہ کیا جس کا سردار حباسہ بن یوسف تھا۔ حباسہ نے پہنچتے ہی برقہ اس کے بعد اسکندریہ اور فیوم پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ دارالخلافت بغداد میں اس کی خبر لگی خلیفہ مقتدر نے سبکتگین اور مونس خادم کو ایک بڑی فوج کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا۔ دونوں حریفوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار سبکتگین اور مونس نے اپنے دشمن کو ملک مصر سے نکال باہر کیا مغربی فوجیں اپنے ملک کو واپس آئیں۔

حباسہ اور عروبہ کا قتل

۳۰۲ھ میں حباسہ نے دوبارہ اسکندریہ پر فوج کشی کی۔ دارالخلافت بغداد سے مونس خادم کو اس کی روک تھام کا حکم صادر ہوا۔ حباسہ اور مونس میں بہ دفعات لڑائیاں ہوئیں۔ آخری نتیجہ یہ ہوا کہ مونس کو فتح نصیب ہوئی۔ تقریباً سات ہزار فوج حباسہ کی ان لڑائیوں میں کام آگئی۔ سخت پریشانی اور اضطراب کے ساتھ ملک مغرب واپس آیا۔ عبیداللہ مہدی نے کوئی جھوٹا سچا الزام لگا کر مار ڈالا۔ عروبہ کو بھائی کے مارے جانے سے جوش انتقام پیدا ہوا۔ فوراً ملک مغرب میں علم مخالفت و بغاوت بلند کر دیا۔ کتامہ اور بربر کا ایک جم غفیر اس کے پاس جمع ہو گیا۔ عبیداللہ مہدی نے اپنے خادم غالب کو اس طوفان کے فرو کرنے پر مامور کیا۔ غالب نے عروبہ کو شکست

دی، اسے اور اس کے چچیرے بھائیوں کو ایک گروہ کثیر کے ساتھ جو بے شمار و لاتعداد تھے قتل کر ڈالا۔

اہل صقلیہ کی بغاوت عرویہ کے مارے جانے کے بعد صقلیہ میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ گورنر صقلیہ علی بن عمرو نکال دیا گیا۔ باغیوں نے متفق الرائے ہو کر احمد بن قہرب نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنایا اور عبید اللہ مہدی سے منحرف ہو کر خلیفہ مقتدر عباسی کی خدمت میں بغرض اظہار اطاعت عرض داشت بھیجی، یہ واقعہ ۳۰۴ھ کا ہے۔ عبید اللہ مہدی نے یہ خبر پا کر جنگی کشتیوں کا ایک بیڑا حسن بن ابی خنزیر کی ماتحتی میں صقلیہ کی بغاوت فرو کرنے کے لئے روانہ کیا۔ احمد بن قہرب کے بیڑے سے مڈبھیڑ ہو گئی فتح یابی کا سہرا احمد بن قہرب کے سر رہا۔ حسن بن ابی خنزیر کو شکست ہوئی، مارا گیا۔ اس کے بعد اہل صقلیہ کو عبید اللہ مہدی کی شدت اور ظلم سے خطرہ پیدا ہوا۔ عبید اللہ مہدی کی خدمت میں معذرت کا خط روانہ کیا اور سب نے متفق ہو کر احمد بن قہرب کو معزول کر کے پابزنجیر عبید اللہ مہدی کے پاس بھیج دیا، عبید اللہ نے اپنے دل کو ٹھنڈا کرنے کی غرض سے حسن بن ابی خنزیر کی قبر پر احمد کو ذبح کیا اور صقلیہ پر علی بن موسیٰ بن احمد کو سند امارت عطا کر کے کتامہ کی ایک فوج کے ساتھ صقلیہ روانہ کیا۔

شہر مہدیہ کی تعمیر چونکہ عبید اللہ مہدی کو اپنی دولت و حکومت پر خوارج کے مسلط ہو جانے کا خطرہ پیش نظر رہتا تھا اس وجہ سے اسے ساحل دریا پر ایک شہر تعمیر کرنے کا خیال پیدا ہوا جو اس کے اور اس کے خاندان والوں کے لئے بوقت ضرورت پناہ کا ذریعہ ہوتا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبید اللہ مہدی نے اس شہر کی بناء کے وقت یہ کہا تھا کہ میں اس شہر کو اس غرض کے لئے تعمیر کرتا ہوں کہ آئندہ کسی وقت بنی فاطمہ کے لئے ایک گونہ اطمینان اور امن کا ذریعہ ہوگا۔ حاضرین کو شہر کے پیش افتادہ میدان میں یہ بھی دکھا دیا تھا کہ فلاں مقام تک صاحب الحمار، یعنی ابو یزید خارجی آئے گا۔ شہر آباد کرنے کا مقام تجویز کرنے کو سوار ہو کر نکلا۔ تجویز کرتے کرتے تونس اور قرطاجنہ پہنچا اور سرزمین برکصورہ کے قریب ایک جزیرہ کو شہر آباد کرنے کے لئے منتخب اور پسند کیا چنانچہ سنگ بنیاد نصب کر کے شہر مہدیہ کی تعمیر اور آبادی آخر ۳۰۳ھ سے شروع کر دی دار السلطنت، محل سرا، اور شہر پناہ بنوائی۔ شہر پناہ کے دروازے لوہے کے بے حد مضبوط اور وزنی بنوائے کواڑ کے ہر ایک پٹ کا وزن سو سو قنطار تھا۔ جب شہر پناہ اور فصیل تیار ہو گئی تو ایک روز فصیل پر چڑھ کر مغرب کی طرف تیر مارا۔ جہاں وہ تیر جا کر گرا اس مقام کو دکھا کر بولا" دیکھو اس مقام تک صاحب الحمار (ابو یزید خارجی) آئے گا"۔ (عبید اللہ مہدی نے بطور پیشین گوئی کے یہ کہا تھا) مہدی نے یہ شہر آباد کرنے کے بعد کشتیوں کے بنانے کا ایک کارخانہ قائم کیا۔ نو سو کشتیاں تیار کرائیں، ۳۰۶ھ میں اس شہر کی تعمیر اور آبادی تکمیل کو پہنچی۔ عبید اللہ مہدی ہنس کر بولا" آج مجھ کو فواطم (بنی فاطمہ) کی طرف سے اطمینان ہوا کہ وہ کچھ دنوں کے لئے غیر کے حملوں سے محفوظ اور مامون رہیں گے۔

ابو القاسم کی پسپائی اس کے بعد اپنے بیٹے ابو القاسم کو ایک بڑی فوج کے ساتھ دوبارہ ۳۰۷ھ میں

مصر کی جانب روانہ کیا۔ اس نے اسکندریہ ، جیزہ ، اشمونین اور اکثر بلاد صعید پر بزور تیغ کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ اہل مکہ کو لکھا کہ میرے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لو۔ اہل مکہ نے قبول نہ کیا۔ دربار خلافت میں ان واقعات کی اطلاع ہوئی خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو سردار لشکر بنا کر ابوالقاسم کی بڑھتی ہوئی قوت کی روک تھام کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ مونس اور ابوالقاسم میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ جن میں کامیابی کا سہرہ مونس کے سر رہا ابوالقاسم اور اس کے لشکر کو بڑے بڑے مصائب کمی رسد و غلہ، وبا اور طرح طرح کی تکلیفات کا سامنا کرنا پڑا۔ مجبور ہو کر افریقہ کی جانب مراجعت کی۔

افریقی بحری بیڑے کی تباہی

ابوالقاسم کی مراجعت سے پہلے اسی کشتیوں کا بیڑا، مہدیہ سے اس کی کمک و امداد کو اسکندریہ کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔ جس کا کمان افسر سلیمان خادم اور یعقوب کتامی تھا اور یہ بیڑا جنگی کشتیوں کا پہنچ بھی گیا تھا مگر ابوالقاسم کو اطلاع نہ ہوئی ابوالقاسم تو افریقہ کی جانب روانہ ہوا اور اس بیڑے کا رشید میں شاہی بیڑے سے مقابلہ ہو گیا جس میں پچیس ۲۵ جنگی کشتیاں تھیں اور طرسوس سے یہ خبر پا کر آیا ہوا تھا نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد شاہی بیڑے کو فتح نصیب ہوئی۔ افریقہ کے بیڑے میں آگ لگا دی گئی فوجیں گرفتار کر لی گئیں۔ سلیمان اور یعقوب بھی پکڑ لئے گئے۔ یعقوب تو بحالت قید مصر ہی میں مر گیا باقی رہا سلیمان وہ قید خانہ سے افریقہ بھاگ گیا۔

دولت ادریسیہ کا خاتمہ

۳۰۵ھ میں عبیداللہ مہدی نے مصالہ بن حبوس کو لشکر مکناسہ کا سردار مقرر کر کے بلاد مغرب کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اس وقت تک ملک فاس میں ادریسیوں کی حکومت تھی۔ یحییٰ بن ادریس بن عمرو تخت حکومت پر متمکن تھا۔ مصالہ سے اور اس سے معرکہ آرائیاں ہوئیں آخر کار مصالہ نے یحییٰ کی خود مختاری چھین کر اسے عبیداللہ مہدی کی اطاعت پر راضی کر لیا۔ اور اپنی قوم میں سے موسیٰ بن ابی العافیہ مکناسی نامی ایک شخص کو صوبجات مغرب کا نگران مقرر کر کے واپس آیا پھر ۳۰۹ھ میں بلاد مغرب پر فوج کشی کی اور باقی ماندہ شہروں کو فتح کر لیا۔ موسیٰ بن ابی العافیہ نے یحییٰ بن ادریس والی فاس کی شکایت جڑ دی۔ مصالہ نے اسے گرفتار کر کے فاس کو موسیٰ کی گورنری میں شامل کر دیا اور بلاد مغرب سے ادریسیہ کی حکومت کا نام و نشان مٹا دیا خاندان حکومت ادریسیہ کے ممبروں کو فاس کے صوبہ میں کسی مقام پر امن کی صورت نظر نہ آئی مجبور ہو کر بے چاروں نے بلاد ریف اور غمارہ کا راستہ لیا اور وہاں پہنچ کر ان لوگوں نے اپنی حکومت کی از سر نو بنیاد قائم کی۔ جیسا کہ ہم غمارہ کے حالات میں بیان کریں گے۔ انھی میں سے بنو حمود علوی تھے جو حکومت امویہ کے ختم کے وقت قرطبہ پر قابض و متصرف ہو گئے تھے۔ جیسا کہ اس مقام پر مذکور ہوگا۔ مصالہ نے اس مہم سے فارغ ہو کر سجلماسہ پر چڑھائی کی اور اس کے امیر کو جو مدرار مکناسی کی ذریات سے تھا اور دولت شیعہ کی اطاعت سے منحرف تھا قتل کر ڈالا اور اپنے چچا زاد بھائی کو وہاں کی حکومت عطا کی جیسا کہ آپ ان کے حالات میں پڑھیں گے۔

زناتہ اور مصالہ کی چھیڑ چھاڑ

ان واقعات سے اہل مغرب میں ایک خاص قسم کا جوش پیدا تھا۔ زناتہ اس طوفان کی روک تھام کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ آتش جنگ تمام ملک

مغرب میں مشتعل ہو گئی۔ زناتہ اور مصالہ میں بکثرت لڑائیاں ہوئیں۔ مصالہ انھیں لڑائیوں میں محمد بن خزر کے ہاتھ سے مارا گیا۔ مصالہ کا مارا جانا تھا کہ ملک مغرب میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ عبیداللہ مہدی نے اس ہنگامہ کے فرو کرنے پر ۳۱۵ھ میں لشکر کتامہ اور سرداران شیعہ کے ساتھ اپنے بیٹے ابوالقاسم کو مامور کیا۔ محمد بن خزر، ابوالقاسم کا مقابلہ نہ کر سکا، اپنے ہمراہیوں اور لشکر کے ساتھ افریقہ کے ریگستان کی جانب چلا گیا۔ چنانچہ ابوالقاسم نے مزاتہ، مطماطہ، ہوارہ، بلاد اباضیہ، صفریہ اور اطراف تاہرت دارالحکومت المغرب الاوسط کو فتح کر لیا کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اس کے بعد اپنے بزور حملوں سے ریف کو بھی فتح کر لیا۔ شہر لکور کو بھی جو المغرب الاوسط کے ساحل کا ایک نامی شہر تھا فتح کر لیا۔ والی جراوہ یعنی حسن بن ابی العیش پر محاصرہ کیا۔ حسن بن ابی العیش ادریس کے خاندان حکومت کا ایک ممبر تھا۔ زمانہ محاصرہ میں حسن اور ابوالقاسم سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ حسن کو ہر طرح کے مصائب سے مقابلہ کرنا پڑا مگر ابوالقاسم سے نیچا دیکھنا نہ پڑا۔

بنو کملان کی جلاوطنی

بالآخر ابوالقاسم اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر واپس ہوا۔ شہر مسیلہ ہو کر گزرا یہاں پر بنو کملان حکمرانی کر رہے تھے جو ہوارہ کے خاندان سے تھے چونکہ ان لوگوں کی طرف سے یہ خطرہ پیش نظر ہو رہا تھا کہ کسی نہ کسی وقت یہ فتنہ و فساد برپا کر دیں گے اس وجہ سے ان لوگوں کو قیروان کی طرف جلاوطن کر دیا۔ مشیت الٰہی میں یہ تھا کہ یہ لوگ آئندہ صاحب الحمار (ابویزید خارجی) کے خروج کے وقت اس کے معین اور مددگار ہوں گے اور ایسا ہی وقوع میں بھی آیا۔ بنو کملان کو جلاوطن کرنے کے بعد مسیلہ کو دوبارہ تعمیر اور آباد کرایا اور محمدیہ کے نام سے موسوم کیا۔ علی بن حمدون اندلسی نے اس کی تعمیر اور آبادی میں اپنی حکومت کے صنائع اور بدائع لگا دیئے تھے۔ جس کی وجہ سے ابوالقاسم نے اس کو محمدیہ اور زاب کی حکومت عطا کی۔ زاب میں اس نے ایک قلعہ بنوایا اور سامان جنگ اور غلہ وغیرہ سے اسے خاطر خواہ پُر کیا جس نے بوقت محاصرہ صاحب الحمار منصور کا ہاتھ بٹایا۔ جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔

موسیٰ بن ابی العافیہ کی بغاوت

پھر موسیٰ بن ابی العافیہ والیٔ فاس و مغرب کے دماغ میں بغاوت کی ہوا سمائی، حکومت شیعہ سے منحرف ہو کر دولت امویہ کا مطیع ہو گیا جو دریا کے پرلی طرف تھی اور ان کی حکومت کو تمام بلاد مغرب میں پھیلا دیا۔ احمد بن بصلین مکناسی سپہ سالار عبیداللہ مہدی ایک کثیر فوج لے کر موسیٰ بن ابی العافیہ کو ہوش میں لانے کے لئے آیا۔ دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار احمد نے موسیٰ کو بزور تیغ مجبور کر کے ملک مغرب سے نکال دیا اور جی کھول کر ملک مغرب کو پامال کر کے مظفر و منصور عبیداللہ مہدی کے پاس واپس آیا۔

باب ۷

ابوالقاسم محمد القائم بامر اللہ ۳۲۲ھ تا ۳۳۴ھ

ابوطاہر اسمٰعیل المنصور باللہ ۳۳۴ھ تا ۳۴۱ھ

ماہ ربیع ۳۲۲ھ میں عبیداللہ مہدی اپنی حکومت و خلافت کے چوبیس برس پورے کر کے انتقال کر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالقاسم محمد تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ تخت نشینی کے بعد یہی نزار کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اور "ابوالقاسم بامر اللہ" کے لقب سے ملقب ہوا۔ اسے اپنے باپ کے مرنے کا بے حد ملال اور صدمہ ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اپنی تمام عمر میں صرف دو بار جلوس شاہی سے نکلا تھا۔ اس کے عہد حکومت میں ہنگامے اور بغاوتیں بکثرت ہوئیں۔ اطراف طرابلس میں ابن طالوت قرشی نے سر اٹھایا۔ ابن مہدی ہونے کا دعوے دار ہوا۔ طرابلس کا محاصرہ کر لیا۔ کچھ دن بعد بربر پر اس کی قلعی کھل گئی اور اس کا کذب ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ بربر نے جمع ہو کر اسے مار ڈالا۔ اس کے بعد قائم بامر اللہ نے ملک مغرب کے سر کرنے پر کمر ہمت باندھی۔ فاس پر احمد بن بکر بن ابی سہل جذابی کو مامور کیا اور ادارسہ ملوک ریف و غمارہ نے بھی فوج کشی کی۔ میسور نے قیروان سے قدم نکالے اور ملک مغرب میں داخل ہو کر فاس پر محاصرہ کیا۔ احمد بن بکر والئ فاس نے دب کر مصالحت کر لی۔ اس کے بعد میسور نے موسیٰ بن ابی العافیہ پر حملہ کیا موسیٰ اور میسور میں متعدد لڑائیاں ہوئیں انہی لڑائیوں میں ثوری بن موسیٰ گرفتار کر لیا گیا۔ میسور نے اسے ملک مغرب سے جلا وطن کر دیا ان لڑائیوں میں موسیٰ کو شکست ہوئی میسور نے کامیابی کے ساتھ موسیٰ کے مفتوحہ صوبجات میں ان ملوک ادارسہ کی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا جو ریف میں حکومت کر رہے تھے ان کامیابیوں کے بعد میسور نے ۳۲۳ھ میں قیروان کی جانب معاودت کی اور قیروان پہنچ کر قاسم بن محمد کو جو محمد بن ادریس کی اولاد سے تھا اور نیز ادارسہ ملوک ریف کا بزرگ خاندان تھا ایک عظیم فوج کا سردار بنا کر موسیٰ بن ابی العافیہ کو ختم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ قاسم نے سوائے فاس کے تمام بلاد مغرب کو فتح کر لیا اور دعوت حکومت شیعہ اس کے تمام بلاد میں پھر قائم ہو گئی۔

فرانس پر فوج کشی

ابوالقاسم قایم بامر اللہ ان تمام واقعات کو ایسی خاموشی اور سکوت کے ساتھ دیکھ رہا تھا

کہ گویا وہ دیکھتا اور سنتا ہی نہ تھا۔ تمام بلاد مغرب میں ایک عظیم تبدیلی پیدا ہوگئی مگر اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اس لئے ان واقعات کے ختم ہونے پر ایک بہت بڑا بیڑا جنگی جہازات کا ساحل مقبوضہ فرانس پر جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اس بیڑے کا افسر اعلیٰ ابن اسحاق نامی ایک نامور امیر البحر تھا۔ ابن اسحاق نے ساحل مقبوضہ فرانس پر پہنچتے ہی اپنی فوج کو بلا مزاحمت و جنگ، خشکی پر اُتار دیا اور کمال سختی سے خونریزی اور عام جنگ کرتا ہوا بلاد فرانس میں گھس پڑا۔ قتل و قید کرتا ہوا شہر جنوہ پر جا اُترا اور بزور تیغ اسے بھی فتح کر لیا۔ اس کے بعد سردانیہ پر چڑھائی کی، یہ جزیرہ بھی فرانس ہی کے مقبوضات سے تھا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور امداد نے یہاں پر بھی ابن اسحاق کا ساتھ دیا اور فرانس کو پامال اور ذلیل کیا۔ ابن اسحاق اس مہم سے فارغ ہو کر قرقیسیا کی طرف بڑھا۔ یہ سواحل شام کا ایک مشہور ساحل ہے۔ شامیوں کی جس قدر کشتیاں اس ساحل پر موجود تھیں سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور اپنے خادم زیران کی ماتحتی میں ایک فوج مصر کی جانب روانہ کی۔ زیران نے نہایت مستعدی سے اسکندریہ کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد مصر سے اخشید کا لشکر آ پہنچا۔ اس لئے ان ممالک سے ان لوگوں کے قدموں کو ڈگمگا دیا اور وہ لوگ بمجبوری مغرب کی جانب واپس ہوئے۔

ابویزید خارجی

ابویزید، مخلد کیراد کا بیٹا تھا۔ کیراد شہر توزر کے شہروں میں سے قسطیلہ کا رہنے والا تھا۔ تجارت کے ذریعہ سے سوڈان اکثر آیا جایا کرتا تھا۔ سوڈان ہی میں اس کا بیٹا ابویزید پیدا ہوا توزر میں نشوونما پائی۔ قرآن مجید پڑھا۔ چونکہ نکاریہ خوارج یعنی صفریہ سے اور اس سے میل جول اور مراسم دوستانہ تھے اس وجہ سے یہ ان کی مذہب کی جانب مائل ہو گیا اور انہی لوگوں سے اس مذہب کے اصول سیکھے اور تعلیم پائی۔ اس کے بعد تاہرت چلا گیا اور وہاں پر پہنچ کر لڑکوں کو پڑھانے لگا۔ اور جب ابو عبداللہ شیعی مہدی کی جستجو میں سجلماسہ روانہ ہوا اس وقت یہ تاہرت سے تقیوس چلا آیا اور حسب دستور سابق معلمی کرنے لگا۔ اس کے دل و دماغ میں یہ سودا سمایا ہوا تھا کہ جس طرح ہو میرے مذہب والوں کی ترقی ہو، اس کا یہ اعتقاد بھی تھا کہ غیر مذہب والوں کا مال اور خون مباح ہے۔ سلطان وقت کے خلاف جو مذہب غیر رکھتا ہو بغاوت کرنا جائز ہے۔ تھوڑے دن کے بعد اس نے لوگوں کو وعظ و پند کرنا شروع کیا۔

ابویزید کا خروج

۳۱۶ھ میں علانیہ منہیات شرعیہ سے روکنے اور لوگوں کی اصلاح پر کمر باندھ لی رفتہ رفتہ اس کے مقلدوں کی جماعت بڑھ گئی۔ پس جس وقت عبیداللہ مہدی نے وفات پائی۔ اسے موقع مل گیا اطراف کوہ اوراس میں حکومت کے خلاف بغاوت کر دی۔ گدھے پر سوار ہو کر نکلا۔ "شیخ المومنین" کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا اور خلیفہ ناصر اموی والیٔ اندلس کی حکومت کی بنا ڈالی۔ بربریوں کے ایک گروہ نے اس کی اتباع کر لی۔ گورنر باغایہ نے یہ خبر پا کر اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں مرتب کیں۔ ابویزید نے بھی بربریوں کو جمع کر کے فوجی لباس پہنایا۔ دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار گورنر باغایہ شکست کھا کر بھاگا۔ ابویزید نے باغایہ پر حملہ کر دیا۔ اور چاروں

طرف سے محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی مگر ناکام واپس ہوا۔ قبائل زناتہ میں سے بنی واسی کو باغایہ کے محاصرہ اور فتح کرنے پر ابھار دیا۔ بنی واسی نے ۳۳۳ھ میں باغایہ پر چڑھائی کی اور ابو یزید نے تبسہ اور مجانہ پر حملہ کیا۔ اہل تبسہ اور مجانہ نے مصالحت کے ساتھ شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ اسی اثنا میں اہل مرجانہ میں سے ایک شخص نے ابو یزید کو ایک ابلق گدھا بطور تحفہ کے دیا ابو یزید نے اس پر سواری شروع کر دی چنانچہ اسی مناسبت سے اس کا یہ لقب ہوا۔

تسخیر اربس وشبیبہ

کتامہ کا لشکر اس وقت اربس میں تھا ابو یزید کی فتح یابی کی خبر پا کر اربس چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ابو یزید نے اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کے لشکر نے اربس کے بازاروں میں آگ لگا دی۔ لوٹ لیا جن لوگوں نے جامع مسجد میں بخوف قتل جا کر پناہ لی تھی وہ بھی نہ بچے ان لوگوں کو بھی ابو یزید نے اور اس کے لشکریوں نے تیز تلواروں کے گھاٹ اتار دیا۔ ابو یزید نے اس عام خونریزی سے فراغت حاصل کر کے ایک لشکر شبیبہ کی جانب روانہ کیا والئ شبیبہ مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی والئ شبیبہ مارا گیا۔ والئ شبیبہ کے مارے جانے سے شبیبہ فتح ہو گیا۔ شدہ شدہ یہ خبر قایم بامر اللہ تک پہنچی بے ساختہ بول اٹھا۔ ”اب اگر ابو یزید کی روک تھام نہ کی جائے گی تو وہ ضرور مہدیہ کی جامع تک پہنچ جائے گا“ اور نہایت تیزی سے فوجیں آراستہ کر کے اپنے خادم بشریٰ کو امیر بنا کر باجہ کی جانب روانہ کیا۔

معرکہ باجہ

ابو یزید یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا۔ باجہ کے باہر ایک میدان میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا بہت بڑی اور سخت خونریزی کے بعد بشریٰ شکست کھا کر تونس کی طرف بھاگا اور ابو یزید نے باجہ میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا بازاروں میں آگ لگا دی، لڑکوں کو قتل کیا، عورتیں گرفتار کر کے لونڈیاں بنائیں۔ گردو نواح کے بربری اس خوش خبری کو سن کر ابو یزید کے پاس آ آ کر جمع ہوئے۔ اور اہل باجہ کے مکانات، باغات اور آلات حرب پر قابض و متصرف ہو گئے۔ بشریٰ نے تونس میں پہنچ کر اپنی فوج کو پھر مرتب و آراستہ کیا اور چندے آرام کر کے باجہ پر دوبارہ چڑھائی کی ابو یزید نے اس سے مطلع ہو کر اپنے فوج کے ایک حصہ کو بشریٰ کے مقابلے پر روانہ کیا۔ اس معرکہ میں ابو یزید کی فوج میدان جنگ میں شکست کھا گئی اور فتح کا سہرا بشریٰ کے سر رہا۔

اہل تونس کی بغاوت

اس واقعہ کے بعد اہل تونس میں باغیانہ جوش پیدا ہوا اور سب نے مل کر بشریٰ پر حملہ کر دیا۔ غریب بشریٰ اپنی جان بچا کر بھاگ گیا اور ان لوگوں نے ابو یزید سے امن حاصل کی اس کی حکومت کے مطیع ہو گئے۔ ابو یزید نے ان لوگوں پر ایک شخص کو مقرر کر کے قیروان کی جانب کوچ کیا۔ قایم بامر اللہ کو اس کی خبر لگی اپنے خادم قدیم بشریٰ کو ابو یزید کی روک تھام اور مقابلہ پر روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ ایک دستہ فوج کو ابو یزید کے حالات دریافت کرنے پر متعین کر دینا۔ بشریٰ نے اس ہدایت کی تعمیل میں اپنی فوج کا ایک دستہ مامور کیا۔ ابو یزید نے بھی یہ خبر پا کر فوجیں مرتب کیں اور سامان جنگ فراہم کر کے بشریٰ کی فوج سے جا بھڑا۔ اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں ابو یزید کے لشکر کو شکست ہوئی چار ہزار فوج کام آئی اور جو لوگ قید کر لئے گئے تھے وہ مہدیہ میں بہ حفاظت تمام لائے گئے۔ اور اسی وقت قتل کر دیئے گئے۔

ابو یزید کا رقادہ اور قیروان پر قبضہ

ابو یزید اس شکست سے متاثر ہو کر کتامیوں کی طرف بڑھا اور

ان کے ہراول (مقدمۃ الجیش) کو شکست دے کر قیروان تک ان کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ رقادہ پر پہنچ کر پڑاؤ کیا اس وقت اس کے ہمراہ دو ہزار جنگ آور تھے۔ ان دنوں رقادہ کا گورنر خلیل بن اسحاق تھا اور وہ بہ انتظار آمد میسور مقابلہ پر آنا پسند نہ کرتا تھا مگر ابویزید اپنے حریف کو کب اس قدر مہلت دے سکتا تھا ادھر اس نے پہنچتے ہی لڑائی چھیڑ دی اُدھر لوگوں نے خلیل کو کہہ سُن کر مقابلہ پر تیار کر دیا خلیل اور ابویزید میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خلیل شکست کھا کر قیروان کی جانب بھاگا اور ابویزید نے رقادہ میں داخل ہو کر اسے تاخت و تاراج کر دیا۔ اس کے بعد ایوب زویلی کو ایک فوج کی افسری کے ساتھ قیروان روانہ کیا چنانچہ ایوب نے صفر ۳۳۳ھ میں قیروان پر قبضہ حاصل کر لیا اس کے لشکریوں نے شہر قیروان کو خاطر خواہ لوٹا خلیل نے امان کی درخواست کی ایوب نے امان دے دی مگر جس وقت ابویزید کے روبرو پیش کیا گیا ابویزید نے اس کے قتل کا اشارہ کر دیا جس کی تعمیل اسی وقت کر دی گئی۔ بعدہ رؤسار قیروان نے امان کی درخواستیں پیش کیں ابویزید نے ان لوگوں کو بھی امان دی اور غارت گری کی ممانعت کر دی۔

میسور کا قتل ان واقعات کے ختم ہونے پر میسور نے ابویزید پر چڑھائی کی اس مہم میں میسور کے ہمراہ ابوکملان بھی تھا۔ ابویزید نے ابوکملان سے سازش کرنے اور میسور کو دھوکہ دینے کی غرض سے خط و کتابت شروع کی۔ کسی ذریعہ سے اس کی خبر قائم بامر اللہ تک پہنچ گئی اس نے میسور کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور ابوکملان کے دام فریب سے بچنے کی تاکید کی۔ میسور نے ابوکملان کے ساتھ تشدد اختیار کیا، ابوکملان موقع پا کر ابویزید کے پاس چلا گیا جس سے میسور کا بازو کمزور پڑ گیا اور اس معرکہ میں اس کو شکست ہوئی، اثناء گیر ودار میں بنو کملان نے میسور کو قتل کر ڈالا اور اس کا سر اُتار کر ابویزید کے پاس لائے ابویزید نے اس کے سر کو نیزہ پر رکھ کر قیروان میں گشت کرایا۔ اور فتحیابی کے قاصد اپنے تمام مقبوضہ شہروں میں بھیجے میسور کا لشکر بحال پریشان بھاگ کر قائم بامر اللہ کے پاس مہدیہ پہنچا۔ قائم بامر اللہ نے بہ نظر انجام بینی قلعہ بندی اور خندق کھدوانے کا حکم دیا۔ اور ابویزید اس کامیابی کے بعد دوبارہ دس روز تک میسور ہی کے کیمپ میں ٹھہرا ہوا اطراف و جوانب قیروان میں شب خون مارنے کی غرض سے فوجیں بھیجتا رہا۔ جو وقتاً فوقتاً مال غنیمت لے کر واپس آتی تھیں۔ سوسہ بھی انکی فوجوں کے ہاتھ فتح ہوا غرض بلاد افریقہ کو اکیلے ایک ابویزید نے اُلٹ پلٹ کر رکھ دیا جس سے ایک عظیم تغیر پیدا ہو گیا اور ہزار ہا خاندان نیست و نابود ہو گئے بڑی بڑی بستیوں میں اُلو بولنے لگا۔ ایک عالم جلاوطن ہو کر نکل کھڑا ہوا جس کا کثیر حصہ بھوک اور پیاس کی شدت سے افریقہ کے ریگستان کی نذر ہو گیا باقی ماندہ بھوکے، پیاسے اور برہنہ مہدیہ پہنچے۔ قائم بامر اللہ کا دل ان لوگوں کو دیکھ کر بھر آیا رؤسار کتامہ، قبائل بربر اور زیری بن مناد بادشاہ صنہاجہ کو مہدیہ کی امداد و اعانت کی غرض سے بلا بھیجا۔

مہدیہ پر فوج کشی چنانچہ یہ لوگ مہدیہ کو ابویزید کے پنجہ غضب سے بچانے کو روانہ ہوئے اتفاق سے اس کی اطلاع ابویزید کو ہو گئی۔ فوراً فوجیں مرتب کر کے روانہ ہوا اور مہدیہ سے سات کوس کے فاصلہ پر پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ اور اطراف و جوانب مہدیہ میں چھوٹی چھوٹی فوجیں شب خون مارنے کی

غرض سے پھیلا دی ہیں۔ جاسوسوں نے کتامہ تک یہ خبر پہنچا دی کہ ابو یزید کا لشکر شب خون مارنے کی غرض سے اِدھر اُدھر پھیل گیا ہے۔ چنانچہ کتامہ نے آخر ماہ جمادی الاول ۳۳۳ھ میں ابو یزید پر حملہ کر دیا۔ ابو یزید نے اپنے بیٹے فضل کو کتامہ کے مقابلہ پر متعین کیا جو قیروان سے ایک تازہ دم فوج لے کر اپنے باپ کی کمک کو آیا ہوا تھا۔ فضل کی روانگی کے بعد خود بھی سوار ہو کر میدان جنگ کی طرف چلا۔ کتامہ کی فوج بلا جدال و قتال بھاگ کھڑی ہوئی، ابو یزید مہدیہ کے دروازے تک تعاقب کرتا چلا گیا اور جب وہ ہاتھ نہ آئی تو واپس آیا۔ چند دن کے بعد مہدیہ پر پھر حملہ کیا اور خندق تک حملہ کرتا ہوا پہنچ گیا۔ خندق کے اوپر عبیدیوں کا گروہ مقابلہ کی غرض سے موجود تھا تھوڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر عبیدیوں کو شکست ہوئی اور ابو یزید خندق کو عبور کر کے شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ گیا شہر سے صرف ایک پتھر کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا۔ دوسری جانب بربری جان توڑ کر لڑ رہے تھے اور کتامہ کی فوجیں حملہ پر حملہ کر رہی تھیں آخر کار بربریوں کو شکست ہوئی۔

باب مہدیہ پر حملہ

ابو یزید کو اس کی اطلاع ہوئی بے حد ملول ہوا مگر پھر اس نے ہوش و حواس درست کر کے باب مہدیہ پر حملہ کیا زیری بن مناد اور کتامہ کی فوجوں نے پس پشت سے حملہ کیا۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی ابو یزید بڑی جدوجہد سے جان بچا کر اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ دیکھا کہ عبیدی جیسا کہ اس سے پیشتر لڑتے تھے اب بھی لڑ رہے ہیں۔ لیکن ابو یزید کے آجانے سے اس کے ہمراہیوں کی قوت بڑھ گئی۔ مجموعی قوت سے سب کے سب عبیدیوں پر ٹوٹ پڑے۔ عبیدیوں کے پاؤں اکھڑ گئے شکست کھا کر بھاگے۔ ابو یزید بھی مصلحتاً کسی قدر پیچھے ہٹ آیا اور اپنے لشکر گاہ کے اِردگرد خندق کھدوائی۔ بربر انفوسہ، زاب اور ملک مغرب کے لوگ آ آ کر اس کے پاس جمع ہوئے۔ آخر ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور میں مہدیہ پر پھر حملہ کیا۔ اور نہایت سختی سے محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی ایک شبانہ روز مسلسل لڑائی جاری رہی۔ مگر اسے کسی قسم کی کامیابی حاصل نہ ہوئی نیل و مرام واپس آیا۔ گورنر قیروان سے امدادی فوج طلب کر کے سہ بارہ آخر ماہ رجب سنہ مذکور میں مہدیہ پر چڑھائی کی اور پھر شکست کھا کر واپس ہوا اس معرکہ میں اس کے ہمراہیوں کا کثیر حصہ کام آ گیا۔

مہدیہ کا محاصرہ

اس کے بعد چوتھی بار آخر ماہ شوال سنہ مذکور میں پھر ابو یزید حملہ آور ہوا اور ناکامی کے ساتھ اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ اس مرتبہ کی واپسی کے بعد محاصرہ میں شدت سے کام لینے لگا۔ اہل مہدیہ کو بے حد مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ غلہ ختم ہو گیا۔ بھوک کی شدت سے لوگوں نے مُردوں اور جانوروں کو کھانا شروع کر دیا۔ عوام الناس پریشان ہو ہو کر اِدھر اُدھر نکل گئے۔ صرف فوج باقی رہ گئی۔ قائم بامر اللہ نے غلہ کے کھتوں کو کھول کر لشکریوں پر تقسیم کر دیا۔ اس غلہ کو عبید اللہ مہدی نے وقت ضرورت کے لئے جمع کر رکھا تھا۔ ان واقعات کے بعد کتامہ نے جمع ہو کر قسطنطنیہ میں لشکر آرائی کی ابو یزید نے یہ خبر پا کر ایک فوج ان کے منتشر کرنے کو بھیج دی چنانچہ کتامہ شکست کھا کر منتشر ہو گئے۔

ابو یزید کی مراجعت

ابو یزید نے بربریوں کو ہر مقامات سے طلب کر کے ایک جگہ پر جمع کر کے سوسہ کے محاصرہ کا حکم دیا اور چاروں طرف سے اسے گھیر کر باہر کی آمد و رفت مسدود کر دی ابھی کوئی آخری فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ بربریوں نے اس وجہ سے کہ ابو یزید علانیہ محرمات شرعیہ کو جائز اور منہیات اور منکرات کا ارتکاب کرتا تھا بغاوت کر دی اور اس سے علیحدہ ہو کر اپنے اپنے شہروں کا راستہ لیا۔

مجبوراً ابو یزید بھی ۳۳۴ھ میں قیروان کی جانب لوٹا۔ اہل مہدیہ کو موقع مل گیا۔ جی کھول کر اس کے لشکرگاہ کو لوٹا اور ہر طرف سے بربریوں پر غارت گری اور قتل عام کی بارش ہونے لگی۔ سرزمین افریقہ میں کوئی ایسا مقام نہ تھا جہاں پر کہ بربریوں پر ہاتھ صاف نہ کیا گیا ہو۔

اہل قیروان کی بغاوت

اہل قیروان میں بھی اس سے ایک جوش پیدا ہوگیا۔ انھوں نے بھی ان کی مخالفت پر کمریں باندھ لیں اور ابو یزید کی اطاعت سے منحرف ہو کر قائم بامر اللہ کے علم حکومت کے نیچے آگئے۔ اتنے میں مسیلہ سے علی بن حمدون ایک فوج لے کر آپہنچا۔ ایوب بن ابو یزید نے اس پر شب خون مارا علی بن حمدون اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ تونس میں جا کر دم لیا۔ اس کے بعد قائم بامر اللہ کی فوجیں آگئیں کئی مرتبہ ایوب سے مڈبھیڑ ہوئی آخر کار ایوب ربیع الاول ۳۳۴ھ میں شکست اٹھا کر قیروان کی جانب چلا آیا اور اپنی حالت درست کر کے ایک فوج علی بن حمدون سے جنگ کرنے کو بلطیہ روانہ کی۔ مدتوں دونوں حریفوں میں لڑائی ہوتی رہی یہاں تک کہ ایوب کی فوج نے اہل بلطیہ کی سازش سے شہر پر قبضہ کر لیا اور علی بن حمدون بھاگ کر کتامہ کے ملک میں چلا گیا۔ کتامہ، نفزہ اور مزاتہ نے جمع ہو کر اس شکست پر نوحہ خوانی کی اور پھر اپنی حالت درست کر کے قسطنطنیہ میں لشکر آرائی کرنے لگے۔

قائم بامر اللہ کی وفات

علی بن حمدون نے اسی فوج کے ایک حصہ کو ایک کار آزمودہ سردار کی افسری میں ہوارہ روانہ کیا۔ اہل ہوارہ مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں ابو یزید نے بھی ان کی امداد کی مگر ناکامی کے سوا کامیابی حاصل نہ ہوئی علی بن حمدون نے شہر تیجسبت اور باغایہ میں اپنی فتح یابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ ابو یزید کو اس سے سخت صدمہ ہوا ماہ جمادی الثانی سنہ مذکور میں فوجیں آراستہ کر کے سوسہ پر چڑھائی کی۔ قائم بامر اللہ کا لشکر اس وقت سوسہ میں مقیم تھا۔ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ اسی اثناء میں قائم بامر اللہ بحالت محاصرہ ابو یزید اپنے بسم خاکی کے قلعہ کا محاصرہ اٹھا کر راہی ملک عدم ہوا۔

ابو طاہر اسمٰعیل المنصور باللہ کی تخت نشینی

قائم بامر اللہ ابو القاسم محمد بن عبید اللہ مہدی والی افریقہ اپنے بیٹے اسمٰعیل کو اپنا ولی عہد بنا کر انتقال کر گیا۔ اس کے انتقال کے بعد اسمٰعیل تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا اور اپنے کو المنصور کے لقب سے ملقب کیا۔ چونکہ انھی دنوں ابو یزید سوسہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اس وجہ سے بہ نظر مصلحت و دور اندیشی اپنے باپ کے واقعہ موت کو چھپایا اور نہ اپنے کو خلیفہ کے لقب سے ملقب کیا اور نہ سکہ اور خطبہ کو تبدیل کیا حتیٰ کہ ابو یزید کی مہم سے اسے فراغت حاصل ہوئی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

ابو یزید کی پسپائی

آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں کہ جس وقت قائم بامر اللہ نے وفات پائی تھی ان دنوں ابو یزید سوسہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور اہل سوسہ سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی پس جب اسمٰعیل منصور نے زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی پہلا کام جو اس نے کیا وہ یہ تھا کہ جہازوں کے چند بیڑے مہدیہ سے سوسہ روانہ کئے، جن پر سامان جنگ، فوجیں اور غلہ بھرا ہوا تھا اس بیڑے کا سردار رشیق

کاتب اور یعقوب بن اسحاق تھا اس بیڑے کی روانگی کے بعد خود بھی تھوڑی سی فوج لے کر روانہ ہوا مگر اثناء راہ سے مشیروں اور اراکین دولت کے مشورہ سے واپس آیا۔ اتنے میں اس کے جہازوں کا بیڑا سوسہ کے ساحل پر جا لگا۔ ابو یزید نے یہ خبر پا کر جہازوں کے بیڑے سے مزاحمت کی۔ فوجیں خشکی پر اتر پڑیں اور سوسہ کے لشکر کے ساتھ ہو کر ابو یزید سے لڑنے لگیں۔ ابو یزید شکست کھا کر بھاگا اُس کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی اور جلا کر خاک سیاہ کر دی گئی۔ ابو یزید اس معرکہ سے جان بچا کر بہ حال پریشاں قیروان پہنچا۔ اہل قیروان نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا اور اس پر طرہ یہ ہوا کہ ابو یزید کے گورنر کو بھی مار کر نکال دیا پس یہ بھی قیروان سے نکل کر ابو یزید کے پاس چلا آیا، دونوں ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے اور اپنی ناکامی پر افسوس کرتے ہوئے سبیبہ کو روانہ ہو گئے۔ یہ واقعہ اواخر ماہ شوال ۳۳۴ھ کا ہے۔

منصور اور ابو یزید کی جھڑپیں

اس کے بعد منصور قیروان کی طرف آیا اور اہل قیروان کو امان دی اور اپنے دامانِ عاطفت سے ان کے آنسو پونچھے۔ ابو یزید کے لڑکے اور عورتیں اس وقت قیروان ہی میں تھیں منصور نے اپنی بے نظیر فیاضی و مردانگی سے ان کی حفاظت و نگرانی کی اور ان کے گذران کے لئے وظائف مقرر کئے۔ اور ایک دستہ فوج کو ابو یزید کے حالات دریافت کرنے کی غرض سے مامور کیا۔ اتفاق سے ابو یزید نے بھی منصور کے انکشاف حالات کے لئے ایک مختصر سی فوج متعین کی تھی۔ دونوں فوجوں کی ایک مقام پر مڈبھیڑ ہو گئی اور باہم دُو دُو ہاتھ چل گئے۔ اس واقعہ میں منصور کی فوج کو شکست ہو گئی۔ اس سے ابو یزید کے حوصلے بڑھ گئے اور اس کی جمعیت دو چند سہ چند ہو گئی۔ اپنے ہمراہیوں کو مرتب و مسلح کر کے جنگ کرنے کو پھر قیروان کی طرف بڑھا۔ منصور نے بھی یہ خبر پا کر تیاری شروع کر دی۔ اپنے لشکر گاہ کے اردگرد خندقیں کھدوائیں۔ دمدمے باندھے۔ مورچے قائم کئے پہلی لڑائی میں منصور کو فتح حاصل ہوئی مگر دوسرے دن اس کی فوج شکست کھا کر بھاگی۔ مگر اس کے باوجود منصور کمال مردانگی سے میدان جنگ میں ٹھیرا ہوا لڑتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی رکاب کی فوج جو ابھی میدان جنگ سے بھاگ گئی تھی مہدیہ اور سوسہ کے دوسرے راستوں سے مڑ کر پھر میدان کارزار میں آ گئی اور جی توڑ کر لڑنے لگی ابو یزید اس امر کا احساس کر کے اواخر ذیقعدہ ۳۳۴ھ میں لڑائی کو ناتمام چھوڑ کر چلا گیا۔ لیکن تھوڑے ہی دن پھر واپس آ کر لڑنے لگا۔ اسی طریقہ سے ایک مدت تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ کبھی منصور غالب آ جاتا تھا اور گاہے ابو یزید کو فتح حاصل ہو جاتی تھی۔ سلسلہ جنگ قائم رہنے کی وجہ سے امن و امان کا نام معدوم ہو گیا تھا۔ مہدیہ اور سوسہ کے راستے بند تھے۔

ابو یزید کی پسپائی

اسی اثناء میں ابو یزید نے منصور کے پاس اپنے اہل و عیال کی طلبی کی غرض سے قاصد روانہ کیا۔ منصور نے ابو یزید سے مصالحت اور واپس چلے جانے کی قسم لے کر اس کے اہل و عیال کو اس کے پاس بھیج دیا مگر ابو یزید نے اس کے خلاف کیا جس وقت اس کے اہل و عیال اس کے پاس آ گئے اپنے قول و اقرار اور عہد و پیمان کو بھلا دیا اور بہ نسبت سابق زیادہ سختی سے لڑنے لگا ۵ محرم ۳۳۵ھ تک سلسلہ جنگ قائم رہا۔ ۶ محرم کو منصور کو شکست ہوئی تب منصور نے ۱۵ محرم ۳۳۵ھ میں

اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے ایک پرجوش تقریر کی اور ان کو دوبارہ مرتب کر کے بہ قصد جنگ میدان جنگ کی طرف آیا۔ بربری فوج اس کے میمنہ میں تھی کتامہ میسرہ میں تھے منصور بذاتہ مع اپنے ہمراہیوں کے قلب فوج میں تھا ابویزید نے پہلا حملہ اس کے میمنہ پر کیا اور اسے شکست دے کر قلب کی طرف بڑھا جہاں پر کہ منصور اپنے ارکین دولت کے ساتھ موجود تھا۔ بہت بڑی اور سخت خونریز لڑائی ہوئی منصور نے اپنی فوج کو ایک جگہ پر جمع کر کے مجموعی قوت سے ابویزید پر حملہ کیا جس سے ابویزید کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا ہوا۔ مال واسباب اور آلات حرب تک نہ لے جا سکا۔ اس کے ساتھیوں کی ایک بڑی جماعت اس معرکہ میں کام آئی۔ مقتولوں کے سر جو قیروان کے لڑکوں کے ہاتھ میں اس وقت نظر آتے تھے ان کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔

ابویزید کا تعاقب

ابویزید شکست کھا کر باغایہ کی طرف گیا اہل باغایہ نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا جھلا کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر منصور تک پہنچی ماہ ربیع الاول ۳۳۵ھ میں مہدیہ میں مرام صقلی کو مقرر کر کے ابویزید کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ ابویزید نے اس سے مطلع ہو کر دوسرے قلعہ کا قصد کیا منصور نے پھر تعاقب کے قصد سے کوچ کیا۔ غرض ان دونوں حریفوں میں اسی طور سے لڑائی جاری تھی کہ جہاں ابویزید نے کسی قلعہ کا قصد کیا منصور نے فوج کو تعاقب کا حکم دے دیا۔ یہاں تک کہ منصور ابویزید کا تعاقب کرتا ہوا طبنہ میں وارد ہوا یہاں پر ابویزید کے ارکین دولت میں سے محمد بن خزر امیر معراوہ کا قاصد منصور کی خدمت میں پیام مصالحت اور امان لے کر حاضر ہوا منصور نے اسے امان دی اور ابویزید کی گرفتاری کا حکم دیا۔ اس وقت ابویزید بنو برزال کے پاس پہنچ گیا تھا۔ یہ لوگ فرقہ نکاریہ سے تھے مگر یہ خبر پا کر کہ منصور میرے تعاقب میں ہے بنو برزال سے رخصت ہو کر ریگستان کا راستہ لیا تھوڑی دور چل کر اطراف غمرت کی جانب معاودت کی اتفاق یہ کہ منصور سے دوچار ہو گیا۔ دونوں حریفوں میں پھر چھڑ گئی۔ ابویزید شکست کھا کر کوہ سالات کی طرف بھاگا اور منصور اس کے تعاقب میں تھا تنگ اور دشوار گزار پہاڑیوں میں ابویزید چھپا پھرتا تھا اور منصور اپنے حریف کو انھی گھاٹیوں میں ڈھونڈھ رہا تھا۔ اس تگ ودو اور گیرودار میں دونوں حریفوں کو بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ بھوک اور پیاس کی تکلیفیں اٹھائیں راستوں کی دشواری اور تنگی کی بھی دقتیں پیش آئیں۔

ابویزید کی شکست وفرار

ابویزید یہ خیال کر کے کہ سوائے اس درہ کے جو بلاد سوادان تک چلا گیا ہے کوئی مقام پناہ کا نظر نہیں آتا فوراً اس درہ میں داخل ہو گیا منصور راستہ کی ناواقفیت کی وجہ سے رک رہا اور بہ مجبوری غمرت کی جانب مراجعت کی جو بلاد صنہاجہ کا ایک صوبہ تھا۔ یہاں پر زیری بن مناد امیر صنہاجہ بطور وفد (ڈیپوٹیشن) حاضر ہوا۔ منصور نے اس کی عزت افزائی کی اور اس کی حیثیت کے مطابق اسے صلہ عنایت کیا اس کے بعد محمد بن خزر کا خط آیا جس میں ابویزید کے جائے قیام کا مفصل حال لکھا ہوا تھا۔ مگر منصور اس وجہ سے کہ ایک اتفاقیہ علالت میں مبتلا ہو گیا تھا اس خط پر اپنی توجہ مبذول نہ کر سکا اور ابویزید اپنی فوجی اور مالی حالت درست کر کے مسیلہ کی جانب بہ قصد جنگ و محاصرہ

واپس آیا اور اس کا محاصرہ بھی کر لیا۔ پس جس وقت منصور کو صحت حاصل ہو گئی تو یکم رجب ۳۳۵ھ کو بہ قصد ابویزید کوچ کیا۔ ابویزید نے یہ خبر پا کر مسیلہ چھوڑ دیا اور بہ ارادہ بلاد سودان اسی درہ کی طرف روانہ ہوا جسے اس نے اپنا ٹھکانا بنایا تھا۔ اس کے ہمراہیوں میں سے بنو کملان نے اس ارادے کی مخالفت کی، مجبوراً ان کی رائے کے مطابق جبال کتامہ اور عجیسہ کی جانب لوٹ کھڑا ہوا اور وہیں قلعہ بند ہو گیا۔ اتنے میں منصور آ پہنچا اور سامنے کے میدان میں اپنے مورچے قائم کئے۔ ۱۰ر شعبان ۳۳۵ھ کو ابویزید نے لڑائی چھیڑ دی۔ فریقین جی توڑ کر لڑ رہے تھے۔ آخر کار ابویزید کو شکست ہوئی۔ اس کا سارا لشکر بے ترتیبی کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا، حریف مقابل کے کسی سوار نے اتنا رواروگیر میں لپک کر ابویزید کو ایک نیزہ مارا جوں ہی منہ کے بل گرا۔ ہمراہیوں میں سے کسی نے دوڑ کر سنبھال لیا۔ جس سے جان بچ گئی وہ میدان سے بھاگ گیا۔ اس معرکہ میں دس ہزار فوج کام آگئی۔

کتامہ کا محاصرہ خاتمہ جنگ کے بعد یکم رمضان سنہ مذکور کو منصور نے ابویزید کے تعاقب کے قصد سے کوچ کیا شکست خوردہ گروہ تنگی راہ کی وجہ سے نہ بھاگ سکتا تھا اور نہ فتحمند فوج ان پر حملہ کر سکتی تھی دونوں فریق کی جان کشمکش میں پڑی ہوئی تھی۔ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو رہا تھا مگر بایں ہمہ کچھ نہ کچھ چھیڑ چھاڑ ہوتی جاتی تھی۔ بالآخر ابویزید اس روزانہ جنگ سے گھبرا گیا اور اپنے مال واسباب کو چھوڑ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گیا اور اوپر سے سنگ باری کرنے لگا منصور نے بہت بڑی جد وجہد سے اپنی فوج کو بھی انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھا دیا۔ دست بدست لڑائی ہونے لگی بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ تمام دن اور نصف شب تک ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ جب رات کی تاریکی نے دونوں حریفوں کو جنگ کرنے سے روک دیا تو ابویزید صبح ہونے سے پیشتر میدان جنگ چھوڑ کر قلعہ کتامہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ اہل ہوارہ جو اس کے ہمراہ تھے ان لوگوں نے تنگ آ کر منصور سے امان کی درخواست کی۔ منصور نے ان کی درخواست کو منظوری کی عزت دی۔ اس کے بعد اپنی فوج کو مرتب کر کے کتامہ پر روانہ کیا اور پہنچتے ہی اس کو گھیر کر رسد وغلہ کی آمد بند کر دی زمانہ محاصرے میں ہر روز لڑائی ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ منصور نے بہ زور تیغ اسے فتح کر لیا اور مکانات میں آگ لگا دی۔ ابویزید کے ہمراہیوں پر فتحمند گروہ چاروں طرف اپنے ہاتھ صاف کر رہا تھا۔ خوں ریزی اور غارت گری کی کوئی حد نہ تھی۔ جس طرف آنکھ اُٹھتی تھی مقتولوں ہی کی لاشیں خاک وخون میں تڑپتی نظر آتی تھیں۔

ابویزید کا انجام ابویزید کے اہل وعیال نے محل کے دروازے بند کر لئے تھے رات ہو گئی تھی۔ کچھ سجھائی نہ پڑتا تھا۔ منصور کے حکم سے محل کے صحن میں آگ روشن کر دی گئی روشنی کی وجہ سے کسی کو بھاگنے کا موقع نہ ملا۔ یہاں تک کہ سفیدۂ صبح نمایاں ہوا ابویزید کے لڑکوں نے جمع ہو کر ایک ایسا سخت حملہ منصور کے لشکر پر کیا کہ جس سے اُس کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ منصور نے اپنے سپہ سالاروں کو للکار کر مجموعی قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا اور خود بھی شمشیر بکف حملہ آور ہوا فوج کے دلاس سے بڑھ گئے۔ شیر کی طرح بکریوں کے گلہ میں گھس پڑے۔ منصور کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا ابویزید اس ہنگامہ

میں نکل نہ جائے فوراً حکم صادر کیا کہ ابویزید کو دیکھو کہاں ہے ڈھونڈ لاؤ ابویزید زخمی ہوگیا تھا تین شخص اس کے ہمراہیوں میں سے اسے اُٹھائے لئے جاتے تھے۔ مگر داروگیر کے خوف سے سنبھال نہ سکے۔ ابویزید گر پڑا۔ ان لوگوں نے اٹھانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ فتح مند گروہ منصور کے پاس اُٹھا لایا۔ منصور نے اپنے دشمن کو ایسی ذلیل حالت میں دیکھ کر سجدہ شکر ادا کیا اور لشکریوں کو قتل و غارت سے روک دیا۔ آخری محرم ۳۳۶ھ تک اسی مقام پر ٹھیرا رہا۔ ابویزید کا صدمۂ زخم سے انتقال ہوگیا۔ منصور نے حکم دیا کہ اس کی کھال کھینچ کر بھوسہ بھر دو اور ایک قفس میں اسے دو بندروں کے ساتھ بند کر دو کہ وہ اُس سے کھیلتے رہیں۔ چنانچہ اس کی اسی وقت تعمیل کر دی گئی۔

فضل بن ابویزید

اس مہم سے فارغ ہو کر منصور نے قیروان اور مہدیہ کی جانب مراجعت کی۔ ابویزید کا بیٹا فضل نامی سعید بن خزر کے پاس چلا گیا اور اسے منصور کی مخالفت پر آمادہ کر کے طنبہ و بسکرہ پر چڑھائی کر دی۔ منصور یہ خبر پاکر قیروان سے رخ موڑ کر فضل و سعید کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا سعید نے ایک خفیف جنگ کے بعد بھاگ کر بلاد کتامہ کا راستہ لیا۔ منصور نے ایک فوج کو اپنے خادموں شفیع اور قیصر کی افسری میں اس کے تعاقب پر مامور کیا۔ زیری بن مناد بھی صنہاجہ کی فوج کے ساتھ اس مہم میں شریک تھا فضل و سعید کے چھکے چھوٹ گئے۔ کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑے ہوئے ان کی ساری جمعیت تتر بتر ہو گئی۔ منصور مظفر و منصور قیروان کی طرف لوٹ گیا اور باطمینان تمام شہر میں داخل ہوا۔

حمید بن بصلین کی بغاوت

ان واقعات کے بعد حمید بن بصلین والی مغرب، دولت شیعہ عبیدیہ سے انحراف و روگردانی کر کے خلافت امویہ کا مطیع ہوگیا اور فوجیں آراستہ کر کے تاہرت پر حملہ کر دیا۔ منصور نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ماہ صفر ۳۳۶ھ میں حمید کی سرکوبی کی غرض سے کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ بازار حمزہ میں پہنچا اور فوج کے فراہم کرنے کے خیال سے پڑاؤ کر دیا۔ زیری بن مناد نے نہایت عجلت اور تیزی سے صنہاجہ کی فوج کو چاروں طرف سے جمع کر کے منصور کے حضور میں پیش کیا۔ منصور ان سب کو متعدد حصوں پر تقسیم کر کے تاہرت کی طرف بڑھا۔ حمید کو اس کی خبر لگ گئی۔ محاصرہ اٹھا کر چلا گیا۔ منصور نے یعلیٰ بن محمد یفرنی کو تاہرت کی سندِ حکومت عطا کی اور زیری بن مناد کو اس کی قوم کی اور نیز اس کے تمام بلاد کی حکومت مرحمت کر کے بہ غرض جنگ لواتہ کوچ کیا۔ لواتہ یہ خبر پاکر ریگستان افریقہ میں چلے گئے اور منصور وادی یناس میں ٹھہرا رہا۔ وادی یناس میں تین پہاڑیاں تھیں اور ہر پہاڑی پر ایک ایک محل تراشے ہوئے پتھر کا بنا ہوا تھا ان میں سے ایک محل کے دروازے پر پتھر پر کچھ لکھا ہوا نظر آیا۔ منصور نے مترجم کو اس کے پڑھنے کا حکم دیا۔ مترجم نے گزارش کی کہ اس میں لکھا ہے "میں ہوں سلیمان سروغوس، اس شہر کے باشندوں نے بادشاہ وقت سے بغاوت کی تھی۔ بادشاہ نے مجھے ان کی سرکوبی پر متعین فرمایا چنانچہ اللہ تعالیٰ کی امداد سے میں نے باغیوں کو زیر کیا اور اس فتح یابی کی یادگار میں میں نے یہ عمارات بنوائیں، ابن الرقیق نے اس حکایت کو اپنی تاریخ میں تحریر کیا ہے۔

فضل بن ابویزید کا خاتمہ

اس مہم سے فارغ ہو کر منصور نے زیری بن مناد کو خلعت سے سرفراز فرما کر

قیروان کی جانب کوچ کیا۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۳۳۶ھ میں داخل منصوریہ ہوا یہاں پر پہنچ کر یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ فضل بن ابو یزید کوہ اوراس کی طرف آیا ہے اور بربریوں کو حکومت کے خلاف ابھار رہا ہے۔ منصور اپنی فوج کو تیار کر کے فضل کی سرکوبی کو نکل کھڑا ہوا فضل کو اس کی خبر لگ گئی کوہ اوراس سے نکل کر ریگستان میں چلا گیا۔ منصور نے بھی بمجبوری قیروان کی طرف مراجعت کی اور پھر قیروان سے مہدیہ چلا آیا۔ فضل کو موقع مل گیا۔ ریگستان سے مڑ کر باغایہ چلا آیا اور اس پر محاصرہ کیا۔ اثناء محاصرہ میں باطیط نامی ایک شخص نے اس کے ہمراہیوں میں سے اسے دھوکہ دے کر مار ڈالا اور سر اتار کر منصور کے پاس بھیج دیا۔ ۳۳۹ھ میں منصور نے خلیل بن اسحاق کو معزول کر کے حسین بن علی بن ابو الحسین کو صوبہ صقلیہ کی گورنری مرحمت فرمائی۔ چنانچہ حسین نے استقلال کے ساتھ اپنی حکومت وسلطنت کی صقلیہ میں بنا ڈالی۔ اس کی اور اس کی آئندہ نسلوں کی ایک زمانہ تک صقلیہ میں حکومت قائم رہی جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔

فرانس پر فوج کشی

اس کے بعد منصور تک یہ خبر پہنچی کہ بادشاہ فرانس بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کرنے والا ہے۔ یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ اسی وقت اپنے جہازوں کے بیڑے کو تیاری کا حکم دیا اور فوج وسامان جنگ سے اس کو پُر کر کے اپنے خادم فرج صقلی کی ماتحتی میں بلاد مقبوضہ فرانس کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا۔ حسین بن علی گورنر صقلیہ کو لکھ بھیجا کہ فوجیں آراستہ کر کے جہازوں کے شاہی بیڑے کے ساتھ تم بھی فرانس کے شہروں پر جہاد کی غرض سے حملہ آور ہو۔ فرج اور حسین نے دریا کو ساحل مقبوضہ فرانس کی طرف عبور کر کے قلوریہ پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا رجار بادشاہ فرانس یہ سُن کر ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ پر آیا۔ لڑائیاں ہوئیں عساکر اسلامیہ نے رجار کو شکست فاش دیدی اور ان کو ایسی فتح نصیب ہوئی کہ جس کی نظیر ومثل ڈھونڈھنے سے بھی نہیں مل سکتی۔ یہ واقعہ ۳۴۰ھ کا ہے۔ مگر اس فتح نصیب اسلامی لشکر کی مہدیہ کی طرف واپسی مالِ غنیمت کے ساتھ ۳۴۲ھ میں ہوئی۔

سعید بن خزر کا قتل

سعید بن خزر فضل بن ابو یزید کی سازش سے برابر حکومت کی مخالفت کرتا رہا اور دولت منصوریہ کے ارکین اسے ڈھونڈھتے ہی رہے۔ یہاں تک کہ کسی لڑائی میں اپنے بیٹے کے ساتھ گرفتار ہو گیا اور پابہ زنجیر منصور کے پاس بھیج دیا گیا۔ منصور نے ۳۴۱ھ میں بازار منصوریہ میں تشہیر کی غرض سے ان دونوں کو گشت کرا کے قتل کروا دیا۔

منصور کی وفات

آخری ماہ رمضان المبارک ۳۴۱ھ میں منصور نے اپنی حکومت کے سات سال پورے کر کے انتقال کیا۔ چونکہ بارش اور برف میں اسے سفر کرنا پڑا تھا اور اس وجہ سے دوران خون طبعی حالت پر نہ ہوتا تھا۔ اس خیال سے کہ دوران خون طبعی حالت پر ہونے لگے حمام کرنے کو گیا اس سے حرارت بڑھ گئی ایک ماہ تک تپ میں مبتلا رہا آخر کار اسی علالت میں جاں بحق ہو گیا۔ اس کا مشیر طبی اسحاق بن سلیمان اسرائیلی تھا اس نے منصور کو حمام کرنے سے منع کیا تھا۔ مگر منصور نے کوئی بات نہ سنی۔ آخر یہی اس کی موت کا سبب بنا۔

باب ۸

ابو تمیم معد المعز لدین اللہ ۳۴۱ھ تا ۳۶۵ھ

تخت نشینی منصور کے مرنے پر اس کا بیٹا معد تخت حکومت پر متمکن ہوا "المعز لدین اللہ" کا لقب اختیار کیا اور استقلال اور استحکام کے ساتھ حکومت وسلطنت کی بنا ڈالی ۳۴۲ھ میں کوہ اوراس پر فوج کشی کی اور پُر زور حملوں سے اہل کوہ اوراس کو تنگ کرنے لگا چنانچہ بنو کملان اور اہل ہوارہ سے ملیلہ نے امان کی درخواست کی اور بعد حصول امان معز لدین اللہ کے حکومت کے سایے میں آکر پناہ گزیں ہو گئے۔ معز بھی ان لوگوں کے ساتھ بعزت واحترام پیش آیا جائزے اور انعامات دیئے۔ اس کے بعد محمد بن خزر نے اپنے بھائی سعید کے مارے جانے کے بعد امان کی درخواست پیش کی۔ معز نے اسے بھی امان دیدی اور قیروان کی جانب مراجعت کی۔

معز کی حکمت عملی معز نے روانگی کے وقت اپنے خادم خاص قیصر کو اپنی فوج کی سرداری پر چھوڑا اور باغایہ کی سند حکومت عطا کی۔ اس نے فوجوں کو آراستہ ومرتب کر کے قرب و جوار کے شہروں پر حملہ کر دیا اور جن بربریوں نے اس وقت تک حکومت معز کی اطاعت قبول نہ کی تھی ان میں سے کسی کو بزور تیغ اور کسی کو بہ حکمت وتالیف قلوب مطیع بنا کر قیروان کی طرف واپس ہوا۔ معز نے قیصر اور ان بربریوں کو جنھوں نے حکومت کے آگے سر تسلیم خم کر دیئے تھے، انعامات دیئے۔ جاگیریں دیں۔ صلے مرحمت کئے۔ اسی زمانے میں محمد بن خزر والی مغراوہ وفد (ڈیپوٹیشن) لے کر حاضر ہوا۔ معز نے نہایت عزت واحترام سے ملاقات کی اور اپنے خاص محل سرا میں ٹھہرایا۔ اس وقت سے محمد بن خزر قیروان ہی میں مقیم رہا یہاں تک کہ ۳۴۸ھ میں وفات پائی۔ ۳۴۳ھ میں معز نے زیری بن مناد امیر صنہاجہ کو بلا بھیجا۔ تھوڑے دن بعد، زیری بن مناد، مقام استیر سے حاضر ہوا معز نے اسے بھی انعامات اور صلے مرحمت فرما کر اس کے صوبہ کی طرف واپس کر دیا۔

بحری جنگیں ۳۴۴ھ میں حسین بن علی گورنر صقلیہ کو لکھ بھیجا کہ تم اپنے جنگی جہازوں کا بیڑا تیار کر کے ساحل مریہ بلاد اندلس پر حملہ کر دو چنانچہ حسین نے اس کی تعمیل کی اور بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا۔ اسی بنا پر ناصر والی اندلس نے اپنے جنگی جہازوں کے بیڑے کو اپنے خادم غالب کی ماتحتی میں سواحل افریقہ کی جانب روانہ کیا۔ معز کی فوج نے اندلسی فوج کو خشکی پر اترنے نہ دیا اور نہایت ناکامی کے ساتھ والی اندلس کے جہازوں کے بیڑے کو واپس کر دیا۔ اس کے بعد ۳۴۴ھ

میں پھر اندلسی فوجیں سواحل افریقہ پر چڑھ آئیں نشتر جنگی جہازوں کا بیڑا تھا اس مرتبہ اندلسی فوج نے خزر کے دارالحکومت کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ بلاد ساحلیہ افریقہ کو غارت گری اور قتل سے بے حد پامال کیا سوسہ اورطبریہ بھی انھی کے ہاتھوں تاخت وتاراج ہوا معز نے اس امر کا احساس کر کے نہایت مستعدی سے اندلسی فوج کے بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کی، جس سے اندلسی فوجیں منہ کی کھا کر لوٹ گئیں اور معز کی حکومت وسلطنت کا تمام بلاد افریقہ اور مغرب میں سکہ چلنے لگا اور اس کا دائرہ حکومت کافی طور سے وسیع ہو گیا۔

صوبہ ایفکان اور تاہرت کی گورنری پر یعلی بن محمد یفرنی مامور تھا، صوبہ اشیر کی حکومت پر زیری بن مناد صنہاجی، مسیلہ کے صوبہ پر جعفر بن علی اندلسی، باغایہ کے صوبہ پر قیصر صقلی، فاس کی حکومت پر احمد بن بکر بن ابی سہل خدامی اور سلجماسہ کی گورنری پر محمد بن واسول مکناسی۔

ایفکان کا تاراج

۳۴۷ھ میں معز تک یہ خبر پہنچی کہ یعلی بن محمد یفرنی نے سلاطین امویہ سے جو دریا کے پر لی جانب حکومت کر رہے ہیں سازش کر لی ہے اور اہل المغرب الاقصیٰ کی حکومت کی اطاعت وفرماں برداری چھوڑ دی ہے۔ معز نے فوجوں کو مرتب کر کے جوہر صقلی کاتب (سکریٹری) کی ماتحتی میں المغرب الاقصیٰ کی جانب روانہ کیا ان دنوں یہ معز کی وزارت بھی کر رہا تھا۔ اس مہم پر اس کے ساتھ جعفر بن علی گورنر مسیلہ اور زیری بن مناد گورنر اشیر وغیرہ بھی بھیجے گئے تھے۔ یعلی بن محمد والی المغرب الاوسط بھی مقابلے کی غرض سے اپنا لشکر آراستہ کر کے نکلا۔ اتفاق یہ کہ جس وقت یعلی نے ایفکان سے کوچ کیا۔ اہل صبلہ میں بددلی پیدا ہو گئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بنی یعرب نے یہ ریشہ دوانی کی تھی۔ بہر کیف یعلی گرفتار کر لیا گیا اس اثناء میں جوہر بھی پہنچ گیا۔ کتامہ نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں ایفکان بات کی بات میں تاخت وتاراج کر دیا گیا۔

شاکر للہ محمد بن فتح

اسی ہنگامہ میں یعلی کا بیٹا یدو بھی قید کر لیا گیا جوہر اور اہل کتامہ قتل وغارت گری کرتے ہوئے فاس پہنچے اور وہاں سے لوٹ مار کرتے ہوئے سلجماسہ تک بڑھ گئے اور اسے بھی بزور تیغ لے لیا شاکر للہ محمد بن فتح کو بھی گرفتار کر لیا جو بنی واسول سے تھا اور "امیر المومنین" کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ شاکر اللہ کی گرفتاری کے بعد اس کے چچازاد بھائیوں میں سے ابن المعتز کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا۔ سرزمین مغرب میں خونریزی اور غارت گری کے سوا اور کوئی امر محسوس نہ ہوتا تھا۔ دریا تک قتل عام کا ہنگامہ بپا تھا جس پر نمونہ حشر کا گمان ہوتا تھا۔ جوہر نے دریا پر پہنچ کر پھر فاس کی جانب مراجعت کی اور یہ خیال کر کے کہ یہ بھی دولت شیعہ کا مخالف ہے محاصرہ کر دیا۔

احمد بن بکر اور محمد بن واسول کی گرفتاری

ان دنوں احمد بن بکر بن ابی سہل جذامی کے قبضہ اقتدار میں فاس کی زمام حکومت تھی احمد نے اپنی فوجوں کو مرتب کر کے جوہر کا مقابلہ کیا اور مدتوں لڑتا رہا۔ جوہر نے اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر محاصرہ اٹھا لیا اور سلجماسہ کی طرف کوچ کر دیا۔ محمد بن واسول مکناسی اس صوبہ پر حکمرانی کر رہا تھا اس نے بھی اپنے کو "امیر المومنین شاکر للہ" کے لقب سے ملقب کر کے اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا تھا جوہر کی آمد کی خبر سن کر محمد بھاگ گیا زیادہ عرصہ نہ گذرنے پایا تھا کہ گرفتار ہو کر جوہر کی خدمت میں پیش کیا گیا جوہر نے اسے نظر بند رکھنے کا حکم دے کے

سلجماسہ سے کوچ کر دیا اور اثناء راہ میں شہروں کو فتح کرتا ہوا فاس کی جانب پھر لوٹ کر آیا اور ایک مدت تک اس کا محاصرہ کئے رہا آخر کار زیری بن مناد کی کوششوں سے فاس بزور تیغ فتح ہو گیا احمد بن بکر گرفتار کر لیا گیا۔ یہ واقعہ ۳۴۹ھ کا ہے۔ احمد کی گرفتاری کے بعد عمال بنی امیہ کو سرزمین مغرب سے نکال باہر کر کے اپنی جانب سے اپنے عمال مقرر کئے صوبہ تاہرت کو زیری بن مناد کے صوبہ سے ملحق کر دیا اور مظفر و منصور فاطمین کے ساتھ قیروان کی طرف مراجعت کی چند دنوں بعد احمد بن بکر اور محمد بن واسول کو ایک آہنی پنجرے میں قید کئے ہوئے منصوریہ میں داخل ہوا اہل منصوریہ نے بہت بڑی خوشی منائی شہر کو چراغاں کیا۔ اس کے بعد ۳۴۹ھ میں معز کے دونوں خادموں قیصر اور مظفر کو جو اپنی عاملانہ تدابیر سے معز کے ناک کے بال ہو رہے تھے اور ہر کام کے سیاہ و سفید کرنے کے مختار تھے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

افریقیوں کی اقریطش سے جلاوطنی

جزیرہ اقریطش (کریٹ) میں حکم بن ہشام والی اندلس کی طرف سے ایک امیر رہتا تھا جزیرہ اقریطش کے رہنے والے، افریقہ کے باشندے تھے۔ افریقہ میں رافضیوں کا دور دورہ تھا۔ یہ لوگ ان کے ہاتھوں تنگ آ کر افریقہ سے اسکندریہ بھاگ چکے تھے اور وہیں اقامت ڈال دی تھی۔ ان دنوں عبداللہ بن طاہر مصر کا گورنر تھا۔ اسے خبر لگی فوجوں کو مرتب کر کے اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اُن نو واردوں نے امان طلب کی عبداللہ بن طاہر نے اس شرط سے انہیں امان دی کہ وہ لوگ اسکندریہ چھوڑ کر دریا عبور کر کے جزیرہ اقریطش چلے جائیں چنانچہ اُن غریب مسافروں نے اسکندریہ کو خیر باد کہہ کر جزیرہ اقریطش میں جا کر قیام کیا اور اسی زمانہ سے اسے آباد کر کے وہیں رہنے لگے انھی میں سے ابو حفص بلوطی نامی ایک شخص ان پر امارت کرنے لگا اور اس طریقہ سے اس کی آئندہ نسلیں اس جزیرہ کی حکمران ہوئیں۔ یہاں تک کہ اسی ۳۵۰ھ میں عیسائیوں نے سات سو جنگی کشتیوں کا بیڑا تیار کر کے چڑھائی کی۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ ہزارہا مسلمان شہید ہوئے۔ اور بے شمار قید کر لئے گئے۔ اسی زمانے سے اس وقت تک یہ جزیرہ عیسائیوں ہی کے قبضہ میں رہا واللہ غالب علیٰ امرہٖ۔

قلعہ طرمین کی فتح

۳۵۱ھ میں والی صقلیہ نے قلعہ طرمین پر جو صقلیہ کے قلعوں میں سے ایک مشہور قلعہ تھا فوج کشی کی اور ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا آخر کار نویں مہینے اہل قلعہ طرمین نے والی صقلیہ کے حکم سے قلعہ کے دروازے کھول دیئے۔ عساکر اسلامیہ نے داخل ہو کر قلعہ پر قبضہ کر لیا اور کمال اطمینان سے رہنے لگے۔ اس خداداد کامیابی کے بعد والی صقلیہ نے قلعہ طرمین کا نام بدل دیا۔ بجائے طرمین کے معزیہ رکھا۔ معزیہ اس مناسبت سے نام رکھا گیا تھا کہ المعز لدین اللہ شاہ افریقہ کا لقب تھا۔

قلعہ رمطہ کا محاصرہ

اس کے بعد والی صقلیہ یعنی احمد بن حسن بن علی بن ابی الحسن نے صقلیہ کے دوسرے قلعہ موسوم بہ رمطہ کی طرف قدم بڑھایا، والی قلعہ نے بادشاہ قسطنطنیہ سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ بادشاہ قسطنطنیہ نے بحری اور بری فوجیں والی قلعہ رمطہ کی کمک پر روانہ کیں۔ والی صقلیہ نے بھی یہ خبر پا کر معز سے امدادی فوجیں طلب کیں معز نے ایک عظیم لشکر اپنے

بیٹے حسن کی افسری میں روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ یہ امدادی فوج شہر مینی پہنچی اور والی صقلیہ کے لشکر کے ساتھ مل کر قلعہ رمطہ کی جانب روانہ ہوئی۔ اس وقت اس کے محاصرہ پر حسن بن عمار نامی ایک نامور سردار تھا پس تمام عساکر اسلامیہ نے نعرہ "اللہ اکبر" کہہ کر قلعہ پر مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ رومی فوجیں بھی سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئیں۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی رومیوں کا سردار بطریقوں کے ایک گروہ کے ساتھ مارا گیا اور رومی لشکر نہایت ابتری کے ساتھ شکست اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ عساکر اسلامیہ نے تعاقب کیا مگر خندق کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکے۔ مسلمانوں نے جی کھول کر ان کو پامال کیا اور ان کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔

جنگ مجاز

رومی لشکر کے پامال ہونے کے بعد عساکر اسلامیہ نے اہل رمطہ کے محاصرہ میں شدت اور سختی سے کام لینا شروع کیا۔ زیادہ زمانہ گذرنے نہ پایا تھا کہ غلہ وغیرہ کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ مسلمانوں کو اس کی خبر لگ گئی بزور تیغ قتل و غارت کرتے ہوئے گھس پڑے۔ کچھ لوگ کشتیوں پر سوار ہو کر براہ دریا بھاگے امیر احمد بن حسن نے اپنے بیڑے کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا جو نہایت تیزی سے شکست خوردہ حریف کی کشتیوں تک پہنچ گیا چند مسلمان جو پیراکی کے فن میں طاق تھے۔ دریا میں کود پڑے اور غوطہ لگا کر حریف مقابل کی کشتیوں میں سوراخ کر دیا۔ کشتیاں نکمی ہو گئیں۔ اہل کشتی گرفتار کر لیے گئے۔ اس خداداد کامیابی کے بعد احمد نے عساکر اسلامیہ کو بلاد روم میں پھیلا دیا جنھوں نے بلاد روم کی پامالی اور غارت گری میں کوئی دقیقہ بھی فروگذاشت نہ کیا۔ یہاں تک کہ والیٔ روم نے جزیہ دینا منظور کر لیا۔ باہم مصالحت ہو گئی۔ یہ واقعہ ۳۵۴ھ کا ہے۔ اس لڑائی کا نام جنگ مجاز ہے۔

مصر پر فوج کشی

اس واقعہ کے چند دنوں بعد معزلدین اللہ والی افریقہ کو یہ خبر لگی کہ کافور اخشیدی کے انتقال سے مصر کی سیاسی حالت میں اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی ہے آئے دن فتنہ و فساد اور باہمی نزاعات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ خلیفہ بغداد اس وجہ سے کہ بختیار بن معز الدولہ اور عضد الدولہ برادر عم زاد بختیار میں جھگڑا ہو رہا ہے۔ مصر کی اصلاح کی جانب متوجہ نہیں ہو سکا۔ معز نے یہ سن کر مصر پر فوج کشی کا قصد کیا چنانچہ ۳۵۵ھ میں کتامیوں کو جمع کرنے کی غرض سے جوہر کاتب کو ملک مغرب روانہ کیا اور صوبہ برقہ میں جابجا سرراہ کنوؤں کے کھودنے کا حکم صادر فرمایا۔ فراہمی فوج کے بعد جوہر کو ایک عظیم فوج کے ساتھ مصر کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور رخصت کرنے کی غرض سے خود بھی جوہر کے لشکر تک آیا۔ چند دن تک ٹھہرا ہوا جوہر اور اس کے ہمراہیوں کو مناسب ہدایات دیتا رہا۔ جوہر نے ان ہدایتوں کو اپنی نوٹ بک میں لکھ لیا اور رخصت ہو کر مصر روانہ ہوا۔ کسی ذریعہ سے اس کی روانگی کی خبر اس فوج تک پہنچی جو اس وقت مصر کی محافظت پر تھی سنتے ہی جدال و قتال کے بغیر متفرق و منتشر ہو گئی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

فتح مصر

جوہر کوچ و قیام کرتا ہوا بلا روک ٹوک پندرھویں شعبان ۳۵۸ھ کو مصر میں داخل ہوا جامع مسجد قدیم میں معزلدین اللہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس وقت سے حکومت علویہ کا پھریرا مصر میں اڑنے لگا۔ اس کے ماہ بعد جمادی الاولیٰ ۳۵۹ھ میں جوہر نے جامع ابن طولون میں

جاکر نماز ادا کی اور اذان میں فقرہ "حی علی خیر العمل" کے اضافہ کرنے کا حکم دیا۔ پس یہ پہلی اذان تھی جو مصر میں اس اضافہ کے ساتھ دی گئی۔ مصر کی فتح یابی اور اس کے نظم ونسق سے فراغت حاصل کرنے کے بعد جوہر نے معز کی خدمت میں تحائف اور نذرانے روانہ کئے اور نیز اراکین دولت اخشیدیہ کو بھی بھیجا۔ معز نے ان لوگوں کو مہدیہ کے جیل میں ڈال دیا۔ قضاۃ اور علماء مصر کو جو بطور وفد حاضر ہوئے تھے، انعامات اور صلے دے کر مصر کی جانب واپس کیا۔ اسی زمانہ سے جوہر نے قاہرہ کی تعمیر کی نبیاد ڈالی اور معز کو مصر چلے آنے کی ترغیب دینے لگا۔

حسن بن عبداللہ کی گرفتاری

مصر کے فتح ہونے اور بنو طغج کی گرفتاری پر حسن بن عبداللہ بن طغج اپنے چند سپہ سالاروں کے ساتھ مکہ معظمہ کی طرف جان بچا کر بھاگا۔ جوہر کو اس کی اطلاع ہوگئی جعفر بن فلاح کتامی کو ایک فوج کے ساتھ حسن کے تعاقب کا حکم دیا۔ حسن اور جعفر سے لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار جعفر نے حسن کو اس کے سپہ سالاروں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے گرفتار کر لیا اور پابزنجیر جوہر کے پاس بھیج دیا جوہر نے ان لوگوں کو اسی حالت سے معز لدین اللہ کی خدمت میں افریقہ روانہ کر دیا۔

رملہ وطبریہ پر قبضہ

جعفر نے اس مہم سے فارغ ہو کر رملہ کا قصد کیا اور قتل وغارت کرتا ہوا بزور شمشیر رملہ میں گھس پڑا۔ جو مقابلے پر آئے۔ انھیں تو تیغ کیا باقی باندگان شہر کو امان دی اور ان پر خراج قائم کر کے طبریہ کا رخ کیا۔ ان دنوں طبریہ میں ابن ملہم نامی ایک شخص حکمرانی کر رہا تھا چونکہ ابن ملہم پہلے ہی سے علم حکومت معز کا مطیع ہو گیا تھا اس وجہ سے جعفر نے اس سے کوئی تعارض نہ کیا۔ دمشق کا راستہ اختیار کیا اور لڑ کر تلواروں اور نیزوں کے زور سے اس پر اپنے رعب وداب کا سکہ جمایا۔

فتح دمشق

ماہ محرم ۳۵۹ھ کے پہلے جمعہ میں معز لدین اللہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ دمشق میں شریف ابوالقاسم بن یعلی ہاشمی ایک باا‌ثر شخص رہتا تھا۔ کثرت سے لوگ اس کے مطیع تھے اس نے بازاریوں اور گنواروں کو جمع کر کے دوسرے جمعہ میں دولت علویہ کی مخالفت کا علم بلند کیا سیاہ کپڑے پہنے۔ سیاہ جھنڈا بنایا اور جامع مسجد میں پھر خلیفہ مطیع عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ جعفر سے اور اس سے مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ بالآخر شریف ابوالقاسم کو شکست پر شکست ہونے لگی۔ مغربی فوجوں نے اہل دمشق کو پامال کرنا شروع کیا۔ بیچارہ شریف ابوالقاسم میدان جنگ سے رات کے وقت شہر میں بھاگ گیا صبح ہوئی تو اہل شہر نے جعفری کو جعفر کے پاس صلح کی گفتگو کرنے کو بھیجا۔

جعفر نے تسلی وتشفی دی اہل شہر کے ساتھ حسن سلوک کا وعدہ کیا اور یہ کہہ کر شریف جعفری کو واپس کیا کہ اہل دمشق سے یہ کہہ دو کہ مجھے دم بھر کو شہر میں داخل ہونے دیں میں شہر دمشق کا ایک چکر لگا کر اپنے لشکر گاہ میں واپس چلا آؤں گا۔ کسی سے کچھ تعرض نہ کروں گا۔ اہل شہر اس دھوکہ میں آگئے۔ جعفر اپنی فوج کے ساتھ شہر میں داخل ہوا مغربی فوجیں قتل وغارت گری کرنے لگیں۔ اہل شہر کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی سب نے متفق ہو کر جعفر کی فوج پر پھر حملہ کر دیا اور اس سے بے شمار آدمیوں کو مار ڈالا خندقیں پھر

کھٹ نے لگیں۔ قلعہ بندی کی تیاری ہونے لگی۔ شریف ابو القاسم نے جعفر سے پھر نامہ و پیام مصالحت شروع کیا۔ خدا خدا کرکے ۱۵ ذی الحجہ ۳۵۹ھ کو فریقین میں مصالحت ہوگئی۔ جعفر کا افسر پولیس شہر میں انتظام کے لئے آیا ہنگامہ فرو ہوگیا۔ بلوائیوں کے ایک گروہ کو گرفتار کرکے بعض کو قتل کیا اور بعض کو جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد محرم ۳۶۰ھ میں جعفر نے شریف ابو القاسم کو بھی گرفتار کرکے مصر روانہ کردیا اور دمشق کی کرسی حکومت پر متمکن ہوکر استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

ابو جعفر کی اطاعت

ان واقعات سے قبل ۳۵۸ھ میں ابو جعفر زناتی نامی ایک شخص نے افریقہ میں معز کے علم حکومت کے خلاف سر اٹھایا تھا۔ بربریوں اور نکاریہ کا جم غفیر اس کے پاس جمع ہوگیا تھا۔ معز بذاتہ اس مہم کے سر کرنے کو روانہ ہوا رفتہ رفتہ باغایہ پہنچا۔ یہاں پر یہ خبر سننے میں آئی کہ بلوائیوں کی جماعت منتشر ہوکر ریگستان کی طرف چلی گئی۔ چنانچہ معز نے بلکین بن زیری کو ابو جعفر کے تعاقب اور گرفتاری کا حکم صادر کرکے مہدیہ کی جانب مراجعت کی بلکین ایک مدت تک ابو جعفر کی تلاش میں سرگرداں بیابان اور ریگستان کی خاک چھانتا رہا مگر کچھ بھی سراغ نہ چلا۔ اس کے بعد خود ابو جعفر نے ۳۵۶ھ میں معز کے دربار میں حاضر ہوکر امان کی درخواست کی معز نے اس کو امان دی۔ اور گذارہ کے لئے تنخواہ بھی مقرر کردی اس واقعہ کے بعد ہی جوہر کا عریضہ پہنچا۔ جس میں مصر و شام میں حکومت علویہ عبیدیہ کے قائم کرنے کا حال لکھا تھا اور نیز معز کو مصر میں بلایا تھا۔ معز اس خط کو پڑھ کر مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہوگیا۔ اراکین دولت کو اس سے مطلع کرکے دربار عام کیا۔ شعراء نے قصائد مدحیہ پڑھے۔

دمشق پر قرامطیوں کی یلغار

اس کے بعد قرامطہ نے دمشق پر فوج کشی کی اس مہم میں قرامطہ کے ساتھ ان کا بادشاہ اعصم بھی تھا جعفر بن فلاح نے سینہ سپر ہوکر مقابلہ کیا اور کمال مردانگی سے انھیں مار بھگایا۔ پھر ۳۶۱ھ[1] میں قرامطہ کی فوجیں دمشق کی جانب بڑھیں۔ جعفر بھی اپنی فوجیں آراستہ کرکے میدان جنگ میں آگیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان قرامطہ کے ہاتھ رہا۔ جعفر کو شکست ہوئی۔ اثناء دار و گیر میں قرامطہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اعصم نے کامیابی کے ساتھ دمشق پر قبضہ کرکے مصر کا قصد کیا۔ جوہر کو اس کی خبر لگ گئی۔ معز کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ پس معز نے مصر کی حمایت پر اپنی کمر ہمت باندھ لی اور روانگی مصر کا پختہ ارادہ کرلیا۔

محمد بن حسن کا خاتمہ

جس وقت یہ خبریں معز تک پہنچیں معز نے روانگی مصر کا پختہ ارادہ کرلیا تھا مگر روانگی سے پہلے ملک مغرب کا انتظام کرنا اور وہاں کے مادہ فساد کو قطع کرنا بھی ضروری تھا محمد بن حسن بن خزر مغراوی اس کا مخالف المغرب الاوسط میں موجود تھا۔ زناتہ اور بربریوں کا بہت بڑا گروہ اس کا مطیع اور اس کے ایک اشارہ پر گردن کٹوانے پر تیار تھا اور خود بھی یہ بہت بڑا دلیر جبار اور گردن کش تھا۔ معز کو اس سے خطرہ پیدا ہوا اور یہ خیال کرکے کہ مبادا میرے زمانہ غیر موجودگی میں محمد افریقہ پر قابض

---

[1] قرامطہ نے ماہ ذیقعدہ ۳۶۰ھ میں فوج کشی کی تھی۔ تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۲۴۲۔

ہو جائے بلکین بن زیری بن مناد کو محمد پر فوج کشی کرنے اور اس کے ملک میں جا کر اس سے جنگ کرنے کا حکم صادر کیا۔ ان دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی آخر کار محمد بن حسن کو شکست ہوئی، اس کا لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ محمد بن حسن نے اس امر کا احساس کر کے خودکشی کر لی۔ زناتہ کے سترہ سردار اس معرکہ میں مارے گئے اور بہت سے گرفتار کر لئے گئے یہ واقعہ ۳۶۰ھ کا ہے۔

معز کی قاہرہ میں آمد

بلکین نے اس خداداد کامیابی کی اطلاع معز کو دی۔ معز نے اظہار مسرت کی غرض سے دربار عام کیا۔ اطراف و جوانب سے مبارکباد کے خطوط آئے۔ اس کے بعد معز نے بلکین کو میدان جنگ سے طلب کر کے افریقہ اور ملک مغرب کی حکومت پر مقرر کیا قیروان میں قیام کرنے کا حکم دیا۔ ابوالفتوح کے خطاب سے مخاطب کیا۔ طرابلس کی حکومت عبداللہ بن یخلف کتامی کو دی اور ان دونوں میں سے کسی کو دوسرے پر حکمرانی کا اختیار نہ تھا۔ تحصیل وصول مال گزاری پر زیادۃ اللہ بن عزیم کو اور محکمہ خراج (بورڈ آف ریونیو) پر عبدالجبار خراسانی اور حسین بن خلف مرصدی کو مامور کیا۔ ملک کے انتظام سے فارغ ہو کر منصوریہ کے باہر آخری شوال ۳۶۱ھ میں لشکر آرائی کا حکم دیا اور خود منصوریہ سے کوچ کر کے قیروان کے قریب سردانیہ میں پڑاؤ کیا۔ یہاں تک کہ اس کے انتظام سے بھی فراغت حاصل کر لی۔

اس اثناء میں اس کی سپاہ، خدم حشم اور اہل و عیال بھی آ گئے۔ قصر حکومت میں جس قدر مال و اسباب اور سامان آرائش تھا سب اٹھا لائے۔ سردانیہ میں آنے کے چوتھے مہینے بہ قصد مصر کوچ کیا۔ بلکین بھی مشایعت کی غرض سے ہمراہ تھا تھوڑی دور چل کر معز نے بلکین کو واپس کیا اور خود کوچ و قیام کرتا ہوا اپنی سپاہ کے ساتھ طرابلس پہنچا۔ اہل طرابلس سے کچھ لوگ کوہ نفوسہ بھاگ گئے اور قلعہ بند ہو گئے۔ معز نے وہ ایک روز قیام کر کے برقہ کی جانب کوچ کیا۔ یہاں پر اس کا شاعر محمد بن ہانی اندلسی آخری رجب ۳۶۲ھ کو کنارہ دریا پر مقتول پایا گیا۔ قاتل کا کچھ پتہ نہ چلا۔ پھر معز نے برقہ سے اسکندریہ کی طرف کوچ کیا۔ چنانچہ آخری شعبان سنہ مذکور میں اسکندریہ پہنچا۔ امراء و رؤساء شہر نے حاضر ہو کر باریابی کی عزت حاصل کی۔ معز ان لوگوں سے بہ کمال احترام و توقیر ملا۔ انعامات دیئے۔ صلے دیئے پھر اسکندریہ سے کوچ کر کے ۵ رمضان سنہ مذکور کو قاہرہ میں داخل ہوا اور اس شہر کو اس کے اور اس کے بعد کے خلفاء کے رہنے کی عزت دی گئی۔ یہاں تک کہ ان کا دور حکومت ختم ہو گیا۔

قرامطیوں کی فتوحات

بنی طغج حکمرانان دمشق ایک مدت سے قرامطہ کو بطور خراج[۱] تین لاکھ دینار سالانہ ادا کیا کرتے تھے۔ جس وقت جعفر بن فلاح نے دمشق پر قبضہ کیا اور المعز لدین اللہ علوی کی حکومت کا جھنڈا ان ممالک میں اڑایا تو یہ خراج جو بنی طغج، قرامطہ کو ادا کیا کرتے تھے بند کر دیا گیا۔ قرامطہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ فوجیں آراستہ کر کے دمشق پر چڑھ آئے۔ ان کا بادشاہ اعصم خود اس مہم میں ان کا افسر اعلیٰ تھا۔ جعفر بن فلاح نے شہر دمشق سے نکل کر قرامطہ کا مقابلہ کیا۔ قرامطہ نے جعفر کو

---

[۱] دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۴۴۔

شکست دے کر شہر پر قبضہ کر لیا اور اثناء دار و گیر میں اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد قرامطہ نے رملہ کا رخ کیا اہل رملہ شہر چھوڑ کر بھاگ گئے یافا میں جا کر قلعہ بندی کر لی اور قرامطہ نے رملہ پر پہنچ کر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ یہاں تک کہ ایک قطرہ خون بھی نہ گرا۔ ان دو پیہم فتح یابیوں سے قرامطہ کے حوصلے بڑھ گئے یافا میں لشکر آرائی کر کے مصر کی طرف بڑھے اور عین شمس پر جسے اب مطریہ کہتے ہیں پہنچ کر پڑاؤ کیا عرب اور بنی طغج کے خادموں کا ایک گروہ قرامطہ کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ قرامطہ نے اپنی سپاہ اور ان سب کو مرتب کر کے مغربیوں کو قاہرہ میں محاصرہ کیا۔

مدتوں دونوں حریفوں میں لڑائی ہوتی رہی انجام کار قرامطہ کو فتح نصیب ہوئی۔ اس کے بعد مغربی فوجیں اپنے حریف سے لڑنے، مرنے اور مارے جانے پر قسم کھا کر پھر نکل پڑیں اور اپنے نابرداشتنی حملوں سے قرامطہ کو شکست دی۔ قرامطہ مصر چھوڑ کر رملہ چلے آئے اور یافا کو نہایت سختی سے گھیر لیا۔ جعفر کو اس کی خبر لگی یافا کے محصورین کے چھڑانے کے لئے مصر سے ایک تازہ دم فوج براہ دریا، یافا، روانہ کی، جاسوسوں نے قرامطہ کو اس کی خبر کر دی قرامطہ نے جعفر کی کل کشتیوں کو جس پر اہل یافا کی امدادی فوج جا رہی تھی گرفتار کر لیا۔ معز کو قیروان میں اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ روانگی مصر کا قصد تو کر ہی چکا تھا۔ جھٹ پٹ سامان سفر درست کر کے مصر کی جانب کوچ کر دیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا مصر پہنچ گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

معز و قرامطہ کی جنگ

مصر میں پہنچ کر معز تک یہ خبر پہنچی کہ قرامطہ بقصد مصر تیاری کر رہے ہیں ایک خط لکھ کر اعصم سردار قرامطہ کے پاس روانہ کیا جس میں اولاً اپنے خاندان کی فضیلت تحریر کی تھی۔ اس کے بعد یہ تحریر کیا کہ ابتداءً تم لوگ ہمارے اور ہمارے آباء و اجداد کے ہوا خواہ تھے اور انھی کی دولت و حکومت کے ایلچی بنے ہوئے پھرتے تھے۔ غرض اسی قسم کے مضامین لکھ بھیجے سمجھانے بجھانے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا آخر میں دھمکی بھی دی تھی۔ اعصم نے اس خط کو پڑھ کر نہایت سختی کا جواب دیا۔ وصل کتابک الذی قل تحصیلہ وکثر تفصیلہ ونحن سائرون الیک والسلام (ترجمہ تمھارا خط پہنچا جس کا مطلب کم اور فضولیات زیادہ تھے اور ہم تم پر فوج کشی کرنے والے ہیں والسلام) جواب روانہ کرنے کے بعد فوج کو آراستگی کا حکم دیا اور سامان سفر و جنگ درست کر کے احسا سے مصر کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ ملک مصر میں پہنچ کر عین شمس میں پڑاؤ کیا۔ گرد و نواح کے رہنے والے اور عرب آ آ کر اعصم کے پاس اکٹھے ہوئے۔ حسان بن جراح طائی امیر عرب بھی طے کا بہت بڑا گروہ لئے ہوئے آ پہنچا۔

قرامطیوں کی پسپائی

اعصم اور حسان نے مشورہ کر کے اپنی اپنی سپاہ کے متعدد دستوں کو شب خون مارنے اور قتل و غارت گری کرنے کے لئے مضافات میں پھیلا دیا ہنگامہ نمونہ قیامت برپا ہو گیا معز کو قرامطہ کی کثرت فوج سے خوف پیدا ہوا۔ حسان سے خط و کتابت شروع کی اور اسے ایک لاکھ دینار دے کر ملا لیا۔ باہم یہ رائے قرار پائی کہ بوقت جنگ قرامطہ کی سپاہ کو میدان جنگ میں تنہا چھوڑ کر ہم اپنی فوج کے ساتھ بھاگ جائیں گے۔ چنانچہ اس قرارداد کے مطابق معز نے شہر سے نکل کر قرامطہ پر حملہ کیا۔ حسان دو چار ہاتھ لڑ کر پیچھے ہٹا معز نے اپنی فوج کو بڑھنے کا

حکم دیا حسان عربوں کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ قرامطہ تھوڑی دیر تک میدان جنگ میں اڑے رہے لیکن آخر کار شکست کھا کر بھاگے تقریباً ڈیڑھ ہزار فوج گرفتار کر لی گئی۔ باقی ماندگان کے تعاقب پر معز نے ابو محمود سپہ سالار کو دس ہزار سواروں کی جمعیت سے متعین کیا۔ قرامطہ نے بھاگ کر اذرعات میں دم لیا اور جب وہاں بھی فتح مند گروہ کے دارو گیر کی خوفناک شکل دکھائی دی تو وہ اذرعات سے نکل کر احسار کی جانب چل کھڑے ہوئے۔

دمشق پر ابن موہوب کا قبضہ

خاتمہ جنگ کے بعد معز نے قیدیان قرامطہ کے قتل کا حکم صادر فرمایا اور ظالم بن موہوب عقیلی سپہ سالار کو والی دمشق مقرر کر کے دمشق روانہ کیا۔ دمشق میں ان دنوں قرامطہ کی جانب سے ابو اللحا، اور اس کا بیٹا حکمرانی کر رہا تھا۔ ظالم نے پہنچتے ہی ان کو گرفتار کر لیا مال و اسباب جو کچھ تھا اسے ضبط کر لیا۔ اس اثناء میں ابو محمود قرامطہ کے تعاقب سے واپس ہو کر دمشق میں آیا۔ ظالم کو اس کے آنے سے بے حد مسرت ہوئی ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے۔ ظالم نے کہا بہتر یہ ہے کہ آپ دمشق کے باہر قیام پذیر ہوں تاکہ قرامطہ کے حملہ سے ہم لوگ محفوظ رہیں" ابو محمود نے اس رائے کو پسند کیا دمشق کے باہر خیمے نصب کرا دیئے ظالم نے ابو اللحار اور اس کے بیٹے کو ابو محمود کے حوالہ کر دیا ابو محمود نے اسے مصر روانہ کر دیا اور ابو اللحار مصر کی جیل میں ڈال دیا گیا۔

ظالم بن موہوب

اس کے بعد ابو محمود کے ہمراہیوں نے اہل دمشق پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا اس سے لوگوں میں ایک جوش پیدا ہو گیا۔ چند لوگوں نے متفق ہو کر افسر پولیس کو قتل کر ڈالا اور اس کے اسٹاف کے افسروں کو بھی مار ڈالا شہر کے باہر اہل شہر اور لشکریوں میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ ظالم سرداروں کے ساتھ سوار ہو کر ہنگامہ فرو کرنے کو نکلا۔ سمجھا بجھا کر اہل شہر کو شہر کی طرف واپس کیا اور مغربی فوجوں کو ان کے لشکر گاہ کی جانب لوٹایا۔ تھوڑے دنوں کے لئے امن ہو گیا۔ اس کے بعد ۱۵ ار شوال ۳۶۳ھ کو مابین اہل دمشق اور لشکریان محمود میں پھر جھگڑا ہو گیا۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار اہل شہر کو شکست ہوئی۔ لشکریان محمود شہر تک اہل شہر کا تعاقب کرتے چلے آئے۔ ظالم بن موہوب اسی روز بد کا خطرہ پیش نظر رکھ کر اہل شہر کے ساتھ مدارات کر رہا تھا۔ بخوف جان دار الامارت چھوڑ کر نکل بھاگا۔ مغربی فوج نے دروازہ فرادیس سے گھس کر شہر میں آگ لگا دی ایک بڑی مخلوق جل کر مر گئی اس فساد کی آگ ربیع الثانی ۳۶۴ھ تک مشتعل رہی۔ اس کے بعد اس امر پر باہم مصالحت ہو گئی کہ ظالم بن موہوب شہر سے نکال دیا جاوے اس کے بجائے جیش بن صمصامہ ہمشیرزادہ محمود مقرر کیا جائے۔

ابو محمود کی رملہ کو واپسی

چنانچہ اس تبدیلی کے بعد فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ زیادہ مدت نہ گذرنے پائی تھی کہ مغربی فوجوں نے پھر لوٹ مار شروع کر دی اور عوام الناس نے بلوہ کر دیا یورش کر کے اس قصر کی طرف بڑھے جس میں ابو محمود تھا' ابو محمود یہ خبر پا کر اپنے لشکر میں بھاگ گیا اور فوج کو مرتب کر کے شہر پر حملہ کر دیا۔ اہل شہر بھی مقابلے پر ڈٹ گئے۔ ابو محمود نے شہر کا محاصرہ کر کے باہر کی آمد و رفت بند کر دی۔ غلہ، پانی اور ضروریات کا آنا جانا بند ہو گیا۔ اہل شہر تنگی سے بسر کرنے لگے بازار

بند ہو گئے۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر معز تک پہنچی معز نے ابو محمود پر اس فعل سے ناراضگی ظاہر کی اور ریان خادم کو طرابلس میں لکھ بھیجا کہ دیکھتے ہی اس خط کے دمشق چلے جاؤ اور صحیح صحیح واقعات وہاں کے لکھ بھیجو اور ابو محمود سپہ سالار کو دمشق سے واپس کر دو۔ چنانچہ ریان نے دمشق میں پہنچ کر ابو محمود کو رملہ کی طرف لوٹا دیا۔ اور دمشق کے اصلی واقعات لکھ کر معز کی خدمت میں روانہ کئے اور خود افتگین جدید والی دمشق کے آنے تک دمشق میں ٹھہرا رہا۔

افتگین کا دمشق پر قبضہ

افتگین، عزالدولہ بن بویہ کا خادم تھا جس وقت ترکوں نے بختیار بن عزالدولہ پر بسر گروہی سبکتگین یورش کی اور سبکتگین اتنے میں مر گیا تو ترکوں نے اسے اپنا امیر و سردار بنا کر بختیار پر واسط میں محاصرہ کر لیا۔ عضد الدولہ یہ خبر پا کر بختیار کی امداد اور ترکوں سے نجات دینے کو پہنچا۔ ترکوں نے محاصرہ اٹھا لیا۔ واسط چھوڑ کر چلتے پھرتے نظر آئے۔ افتگین مع ایک دستہ فوج کے حمص چلا آیا تھا اور اس کے قریب پہنچ کر پڑاؤ کر دیا تھا۔ ظالم نے اس کی گرفتاری کی تدبیریں کیں مگر کامیاب نہ ہوا اور افتگین حمص سے نکل کر دمشق چلا آیا۔ دمشق پر ان دنوں زیاد (معز کا خادم) قابض تھا۔ روسائے شہر، پولیس اور عوام الناس بزور و جبر اس کے مطیع و فرماں بردار ہو رہے تھے کہ کوئی شخص دم نہ مار سکتا تھا۔ ایک روز روسائے شہر چھپ کر افتگین کے پاس آئے اور اس سے شہر پر قابض ہونے اور امارت قبول کرنے کی درخواست کی۔ معزیوں کی شکایت بھی جڑی کہ وہ لوگ ہم کو بہ جبر و اکراہ روافض کے عقائد کی تعلیم دیتے ہیں۔ اُن کے عمال ہم پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتے ہیں۔ افتگین کا دل یہ سُن کر بھر آیا۔ خود بھی قسم کھائی اور ان لوگوں سے بھی متحد الکلمہ اور متفق رہنے کی قسم لی۔ اس کے بعد شہر پر قبضہ کر لیا۔ زیاد دمشق چھوڑ کر چلا گیا۔ خلیفہ معز علوی کا خطبہ و سکہ موقوف ہو گیا۔ منبروں پر خلافتِ عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا فتنہ پردازوں اور مفسدوں کی بیخ کنی کر دی گئی۔ عربوں کے قبضہ سے وہ بلاد نکال لئے گئے جن پر وہ قابض ہو گئے تھے۔ الغرض افتگین اس طور سے استقلال کے ساتھ دمشق پر حکومت کرنے لگا۔ معز نے یہ خبر پا کر افتگین کو اطاعت قبول کرنے اور اپنی جانب سے سند امارت دینے کو لکھا۔ افتگین نے اس کی تحریر پر اعتماد نہ کیا اور اس کی سفارت کو لوٹا دیا۔ اس بنا پر معز نے افتگین پر فوج کشی کی اتفاق یہ کہ مقام بلبیس میں پہنچ کر مر گیا۔ جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

باب ۹

ابو منصور نزار العزیز باللہ ۳۶۵ھ تا ۳۸۶ھ

معز کی وفات

۵ار ربیع الآخر ۳۶۵ھ کو معز لدین اللہ[1] علوی نے اپنی خلافت وحکومت کا تیئیسواں (۲۳) سال پورا کر کے مصر میں وفات پائی۔ اس کی ولیعہدی اور وصیت کے مطابق اس کا بیٹا نزار تخت خلافت پر متمکن ہوا اور "العزیز باللہ" کا مبارک خطاب اختیار کیا۔

عزیز نے زمام حکومت اپنے قبضۂ اقتدار میں لے کر بہ نظر مصلحت ملکی و سیاسی اپنے باپ کے واقعۂ انتقال کو عید الاضحیٰ سنہ مذکور تک مخفی رکھا۔ بروز عید الاضحیٰ عید گاہ گیا، عام مسلمانوں کے ساتھ نماز ادا کی، خطبہ دیا، اپنے حق میں دعا کی اور اپنے باپ کے مرنے کا حال ذکر کر کے مراسم عزاداری ادا کیے۔

حجاز پر فوج کشی

اس کے بعد یعقوب بن کلس کو جیسا کہ اس کے باپ کے زمانے میں تھا عہدۂ وزارت پر اور بلکین بن زیری کو افریقہ کی گورنری پر بحال رکھا۔ افریقہ کی گورنری کے علاوہ عبداللہ بن یخلف کتامی کے ماتحت صوبوں یعنی طرابلس، سرت اور جرابیہ کو بھی موخر الذکر کی گورنری میں شامل کر دیا۔ اہالیِ مکہ و مدینہ نے گذشتہ موسم حج میں معز کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھتے تھے، مگر عزیز کی تخت نشینی پر عزیز کے نام کا خطبہ نہ پڑھا۔ اس بنا پر عزیز نے سرزمین حجاز پر فوج کشی کی، چنانچہ اس کی سپاہ نے مکہ و مدینہ پر پہنچ کر محاصرہ کیا، رسد و غلہ کی آمد بند ہو گئی۔ اہل حرمین نے مجبوراً اطاعت قبول کی۔ مکہ معظمہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ان دنوں مکہ معظمہ کی گورنری پر عیسیٰ بن جعفر تھا اور مدینہ منورہ کی حکومت پر طاہر بن مسلم۔ اتفاق سے اسی سال اس نے وفات پائی۔ تب اس کی جگہ اس کا بھائی مقرر کیا گیا۔

افتگین کی بغاوت

جس وقت معز کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ تخت حکومت پر عزیز متمکن ہوا افتگین نے فوجیں فراہم کر کے علم مخالفت بلند کر دیا اور اس کے ان بلاد پر حملہ کر دیا جو ساحلِ شام پر واقع تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے صیدا کا محاصرہ کیا۔ ابن الشیخ اور ظالم بن

---

[1] معز لدین اللہ ابو تمیم معد بن منصور باللہ اسمٰعیل بن قائم بامر اللہ ابو القاسم محمد بن مہدی ابو محمد عبید اللہ علوی حسینی مقام مہدیہ افریقہ میں گیارہ رمضان ۳۱۹ھ کو پیدا ہوا، پینتالیس (۴۵) سال چھ ماہ کی عمر پائی۔ دولت علویہ کا یہ پہلا خلیفہ تھا جس نے مصر پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۲۶۳ مطبوعہ مصر۔

موہوب عقیلی سرداران مغاربہ کے ساتھ اس وقت صیدا میں موجود تھے، فوجیں مرتب کر کے افتگین سے مقابلے کے لئے نکل پڑے۔ بے حد سخت اور خوں ریز جنگ کا آغاز ہوا، افتگین لڑتے لڑتے پیچھے ہٹا، مغربی فوجیں کامیابی اور کثرت کے جوش میں آگے بڑھتی چلی آئیں۔ یہاں تک کہ اپنے مورچہ سے بہت دور نکل آئیں، اس وقت افتگین اپنی فوج کو جمع کر کے مغربی فوجوں پر ٹوٹ پڑا، پھر کیا تھا مغربی فوجیں شکست کھا کر بھاگیں۔ چار ہزار فوج کام آئی۔ اس سے افتگین کے حوصلے بڑھ گئے۔ عکہ کا قصد کیا اور اس پر محاصرہ کر کے طبریہ کی جانب بڑھا، یہاں کے باشندوں کے ساتھ بھی وہی معاملات کئے جو اہل صیدا کے ساتھ کئے تھے۔ بعدہٗ دمشق کی طرف لوٹ کھڑا ہوا۔ عزیز نے اس کی بابت اپنے وزیر یعقوب بن کلس سے مشورہ کیا یعقوب نے یہ رائے دی کہ اس کے مقابلے پر جوہر کاتب کو بھیجا جائے۔ عزیز نے اس رائے کے مطابق فوجیں آراستہ کر کے جوہر کو افتگین کی روک تھام کرنے کے لئے روانہ کیا۔

محاصرہ دمشق اس اثناء میں افتگین دمشق پہنچ گیا تھا۔ اسے اس کی خبر لگی تو اس نے اہل دمشق کو جمع کر کے کہا "تم لوگ خوب جانتے ہو کہ میں نے تمھاری رضامندی سے تم پر حکومت کی ہے اور تمھاری خواہش سے اتنے بڑے ذمہ داری کے کام کو اپنے ہاتھ میں لیا، اب چونکہ عزیز والیٔ مصر و افریقہ کا مقابلہ ہے میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم لوگ کسی مصیبت میں مبتلا ہو اس وجہ سے میں تم لوگوں سے علیحدہ ہوا چاہتا ہوں" اہل دمشق یہ سن کر متفق ہو کر بولے "ہم لوگ آپ سے جدا نہ ہوں گے اور جان و مال کو آپ پر قربان کر دیں گے"۔ افتگین نے اس عہد و اقرار پر ان لوگوں سے قسم لی اور جوہر کا مقابلہ کرنے پر تل گیا۔ ماہ ذیقعدہ ۳۶۵ھ کو جوہر اپنی سپاہ کے ساتھ پہنچ گیا اور بہ نہایت عزم و احتیاط سے اس کا محاصرہ کیا، دو ماہ کامل محاصرہ کئے رہا، لڑائیاں ہوتی رہیں، فریقین کے ہزارہا آدمی مارے گئے۔ بالآخر افتگین نے طول محاصرہ سے گھبرا کر اعصم بادشاہ قرامطہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور اس سے مدد طلب کی۔ چنانچہ بادشاہ قرامطہ اپنا لشکر مرتب کر کے احسار سے دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ شام اور عرب کا جم غفیر اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا جس کی تعداد پچاس ہزار کے قریب تھی۔

جوہر کاتب اور افتگین جوہر نے یہ خبر پا کر دمشق کا محاصرہ اٹھا لیا اور اس خوف سے کہ مبادا دو دشمنوں کے درمیان نہ آ جاؤں چلتا پھرتا نظر آیا، مگر افتگین اور بادشاہ قرامطہ نے نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے جوہر کو رملہ جا کر گھیر لیا۔ اور ان کا پانی[1] بند کر دیا۔ جوہر رملہ چھوڑ کر عسقلان چلا گیا۔ افتگین اور بادشاہ قرامطہ نے عسقلان پر دھاوا کر دیا اور اس کا بھی محاصرہ کیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند ہو گئی، نہایت سختی سے بسر ہونے لگی۔ جوہر نے افتگین سے مصالحت اور سازش کی بابت خط و کتابت شروع کی اور بادشاہ قرامطہ اسے اس سے روک رہا تھا۔ آخر کار جوہر نے ملاقات کرنے کی درخواست کی افتگین نے منظور کر لی،

---

[1] شہر رملہ سے تین کوس کے فاصلہ پر نہر طواحین تھی اسی سے شہر میں پانی جاتا تھا افتگین اور بادشاہ قرامطہ نے اسی نہر پر اپنے مورچے قائم کئے تھے اور شہر میں پانی کا جانا بند کر دیا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۶۱۔

دونوں ایک مقام متعینہ پر ملے۔ جوہر کہنے لگا "یہ قتل و خونریزی تمہاری وجہ سے ہوئی ہے، میں تمہیں برابر مصالحت کا پیام دیتا رہا" افتگین نے جواب دیا "میں اس معاملہ میں معذور رہوں یہ سارا ساختہ پرداختہ بادشاہ قرامطہ کا ہے" اسی قسم کی دونوں میں تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی آخر میں یہ طے پایا کہ افتگین محاصرہ اٹھالے اور جوہر اپنے آقائے نامدار عزیز سے اس حسن سلوک کا معاوضہ دلوائے اس امر کے طے ہونے پر جوہر نے ایفاء وعدہ کی قسم کھائی۔ افتگین اپنے لشکرگاہ میں واپس آیا اور بادشاہ قرامطہ سے کل حالات بتلائے۔ بادشاہ قرامطہ نے افتگین کو اس پر نصیحت کی، جوہر کی چالاکیاں اور مکاری بیان کرتے ہوئے کہا کہ محاصرہ اٹھالینے کے بعد جوہر اپنے آقائے نامدار عزیز کے پاس جائے گا اور اس تیاری سے ہم لوگوں پر حملہ آور ہوگا کہ جس کا جواب دینا ہمارے امکان سے باہر ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ تم اپنے قول و اقرار سے ہٹ جاؤ۔ افتگین نے بادشاہ قرامطہ کی اس نصیحت پر توجہ نہ کی اور جوہر کو اس کے ہمراہیوں کے ساتھ مصر جانے کی اجازت دے دی۔

جوہر کی مصر کو روانگی

چنانچہ جوہر محاصرے سے نجات پاکر مصر کی جانب روانہ ہوا۔ عزیز کے دربار میں پہنچ کر تمام واقعات عرض کئے۔ اور سمجھا بجھا کر ان لوگوں پر فوج کشی کرنے پر ابھار دیا۔ عزیز نے جوہر کے کہنے کے مطابق فوجیں آراستہ کرکے چڑھائی کر دی۔ مقدمۃ الجیش پر جوہر تھا، افتگین اور بادشاہ قرامطہ یہ خبر پاکر رملہ چلے آئے تھے اور فراہمی لشکر کی فکریں کرنے لگے۔ اس عرصہ میں عزیز نے محرم ۳۶۷ھ میں پہنچ کر رملہ کے باہر مورچے قائم کئے اور افتگین سے کہلا بھیجا کہ "تم میری اطاعت قبول کرلو میں تمہیں اپنے لشکر کا سردار مقرر کردوں گا، جاگیریں دوں گا، جس ملک کو پسند کروگے اس کی حکومت عطا کروں گا۔ اور ان امور کے طے کرنے کے لئے مجھ سے آکر مل جاؤ" افتگین صف لشکر سے نکل کر پیادہ پا دونوں لشکروں کے درمیان میں آکر کھڑا ہوا اور عزیز کے قاصد سے کہا "تم جاکر امیرالمومنین سے بہ ادب تمام میرا یہ پیام کہدو کہ اگر چند ساعت بیشتر یہ پیام مجھے مل جاتا تو مجھے اس کی تعمیل میں عذر نہ تھا مگر اب یہ ناممکن ہے"۔

افتگین کی پسپائی

قاصد افتگین سے رخصت ہوکر عزیز کے لشکر کی جانب روانہ ہوا اور افتگین نے عزیز کے میسرہ پر حملہ کردیا۔ اس حملہ میں عزیز کو شکست ہوئی ایک بڑا گروہ کام آیا۔ عزیز نے اس امر کا احساس کرکے اپنے میمنہ کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور خود بھی حملہ آور ہوا۔ افتگین اور شاہ قرامطہ کو شکست ہوئی مغربی فوجوں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں شکست خوردہ لشکر کی تقریباً بیس ہزار فوج کام آئی۔

افتگین کی اسیری و رہائی

کامیابی کے بعد عزیز اپنے خیمہ میں واپس آیا، فتح مند گروہ نے قیدیان جنگ کو پیش کرنا شروع کیا۔ جو شخص قیدی پیش کرتا تھا اسے خلعت دیا جاتا تھا۔ عزیز نے منادی کرادی کہ جو شخص افتگین کو گرفتار کرکے لائے گا اسے ایک لاکھ دینار دیئے جائیں گے۔ اتفاق سے مفرج بن دغفل طائی سے اور افتگین سے ملاقات ہوگئی، افتگین نے پیاس

کی شکایت کی مفرج نے اسے پانی پلایا اور اپنے جائے قیام پر ٹھہرا کر عزیز کے پاس گیا اور اسے افتگین کا پتہ بتلا کر ایک لاکھ دینار وصول کر لئے۔ افتگین عزیز کے روبرو پیش کیا گیا۔ چونکہ عزیز کو اس کے مارے جانے کا یقین کامل ہو چکا تھا۔ اس وجہ سے بے حد مسرت ہوئی اور رکمال توقیر سے افتگین کے لئے خیمہ نصب کرایا۔ جو کچھ مال و اسباب اس کا لوٹ لیا گیا تھا وہ سب کا سب واپس کرا دیا اور مع اس کے مراجعت کر کے مصر آیا اپنی خاص مصاحبت کا اعزاز عنایت کیا' اور سکریٹری کے عہدے سے ممتاز فرمایا۔

اعصم قرمطی

اس کے بعد ایک شخص کو اعصم قرمطی بادشاہ قرامطہ کو بھی واپس لانے کی غرض سے مامور کیا چنانچہ اس شخص نے اعصم قرمطی سے طبریہ میں جا کر ملاقات کی اور اس سے عزیز کے پاس مصر چلنے کے لئے کہا' اعصم نے مصر جانے سے انکار کیا اس شخص نے عزیز کو اس واقعہ سے مطلع کیا' عزیز نے بیس ہزار دینار اعصم کو بھیجے اور اسی قدر ہر سال دینے کا وعدہ کیا مگر اعصم اب بھی مصر نہ گیا اور اسی وقت طبریہ سے احسا رچلا آیا۔

افتگین کا خاتمہ

ان واقعات کے بعد افتگین کو وزیر یعقوب بن کلس نے اس وجہ سے کہ افتگین عزیز کے ناک کا بال بنا ہوا ہوا تھا زہر دے دیا۔ عزیز کو اس کی خبر لگ گئی گرفتار کرا کے چالیس روز تک قید میں رکھا اور پانچ لاکھ دینار جرمانہ لے کر رہا کر دیا اور بدستور عہدہ وزارت پر مامور کیا۔ ماہ ذی قعدہ ۳۸۱ھ میں جوہر کاتب نے وفات پائی' اس کی جگہ اس کا بیٹا حسن مقرر کیا گیا "قائد القواد" کا مبارک لقب مرحمت ہوا۔

قسام اور سلیمان بن جعفر کی جنگ

افتگین نے اپنے زمانہ حکومت میں قسام نامی ایک شخص کو دمشق میں اپنی قائم مقامی پر مامور کیا تھا' افتگین کے دمشق چھوڑنے کے بعد اس کا رعب داب بڑھ گیا' کچھ لوگ اس کے مطیع و تابع ہو گئے۔ رفتہ رفتہ چند شہروں پر قابض بھی ہو گیا۔ جب افتگین اور قرامطہ کو شکست ہوئی تو عزیز نے اپنے نامی سپہ سالار ابو محمود بن ابراہیم کو والئ دمشق مقرر کر کے دمشق روانہ کیا' اس وقت دمشق اور اس کے قرب و جوار کے شہروں پر قسام قابض ہو رہا تھا۔ اور عزیز کے نام کا خطبہ پڑھ رہا تھا اس کی موجودگی میں ابو محمود کی کچھ پیش نہ گئی۔ قسام بدستور کرسئ حکومت پر متمکن رہا۔ اسی اثناء میں ابو تغلب بن حمدان والئ موصل عضد الدولہ سے شکست کھا کر دمشق کی طرف آیا قسام نے اسے اس خیال سے کہ مبادا یہ خود خواہ بحکم عزیز یا دھینگا مشتی سے شہر پر قابض نہ ہو جائے' اسے دمشق میں داخل نہ ہونے دیا' اس باعث سے ابو تغلب اور قسام کے درمیان ناچاقی پیدا ہو گئی اور جدال و قتال تک نوبت پہنچ گئی۔ بالآخر ابو تغلب طبریہ چلا گیا۔ اس کے بعد عزیز کا لشکر سپہ سالار فضل کی سرکردگی میں دمشق آ پہنچا۔ اور قسام پر دمشق میں محاصرہ کیا۔ مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ یہ لشکر بے نیل و مرام عزیز کے پاس چلا گیا۔ تب عزیز نے ۳۶۵ھ میں ایک دوسری فوج سلیمان بن جعفر بن فلاح کی ماتحتی میں دمشق روانہ کی۔ سلیمان نے دمشق کے باہر پڑاؤ کیا۔ قسام نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کر دیا۔ انھوں نے لڑ کر سلیمان کو اس مقام سے جہاں اس نے پڑاؤ کیا تھا ہٹا دیا۔

مفرج بن جراح

انھیں دنوں مفرج بن جراح امیر بنی طے اور تمام عرب سرزمین فلسطین میں مقیم تھے۔ ان کی جماعت اور شوکت و شان بڑھ گئی تھی۔ قرب و جوار کے سرحدی

شہروں کو قتل و غارت گری سے پامال کر رہے تھے۔ عزیز نے ایک لشکر ان کی سرکوبی کے لئے اپنے سپہ سالار بلتکین ترکی کی ماتحتی میں روانہ کیا ' چنانچہ یہ لشکر کوچ و قیام کرتا ہوا رملہ کی جانب روانہ ہوا قبیلہ قیس کا ایک کثیر گروہ اس کے لشکر میں آملا۔ اس کے بعد مفرج بن جراح اور بلتکین سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ بلتکین نے فوج کے چند دستوں کو پہلے سے کمین گاہ میں بٹھا رکھا تھا ' مفرج کو اس وجہ سے شکست ہوئی۔ یہ بھاگ کر انطاکیہ پہنچا۔ والی انطاکیہ نے اسے پناہ دے دی۔ اس عرصہ میں بادشاہ روم نے قسطنطنیہ سے بلاد شامیہ کی جانب حملہ کیا۔ مفرج کو اس سے خطرہ پیدا ہوا ' بکجور خادم سیف الدولہ والیٔ حمص کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد طلب کی۔ بکجور نے مفرج کی خواہش منظور کر لی اور کما حقہٗ اس کی مدد کی۔

قسام اور بلتکین کی جنگ

اس کے بعد بلتکین نے دمشق کی جانب رخ کیا اور قسام سے یہ کہلا بھیجا کہ میں کسی غرض سے نہیں آیا محض اصلاح حال شہر کی وجہ سے آیا ہوا ہوں ' قسام کے ساتھ جیش بن صمصامہ ہمشیرزادہ ابو محمود بھی دمشق ہی میں موجود تھا۔ ابو محمود کے بعد سندِ حکومت دمشق اسی کو مرحمت ہوئی تھی۔ غرض قسام شہر دمشق سے نکل کر بلتکین کے پاس آیا ' بلتکین نے اس کو ہمراہیوں کے ساتھ شہر کے باہر قیام کرنے کو کہا۔ اس سے قسام کو خطرہ پیدا ہوا ' فوراً شہر کی جانب لوٹ کھڑا ہوا اور لڑائی کی تیاری کر دی۔ خم ٹھونک کر دونوں حریف میدانِ جنگ میں آ گئے۔ اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں قسام کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔ بلتکین نے اطراف شہر میں داخل ہو کر قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا ' مکانات میں آگ لگا دی۔ اہل شہر نے گھبرا کر بلتکین سے امن کی درخواست کرنے کی رائے قائم کی اور اسی غرض سے اس کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ بلتکین نے ان لوگوں کو حاضری کی اجازت دے دی۔ قسام کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی سنتے ہی بدحواس ہو گیا۔ مگر چارہ کار کچھ نہ تھا۔ اہل شہر نے بلتکین کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے لئے اور نیز قسام کے لئے امان حاصل کر لی۔ ہنگامہ کارزار ختم ہو گیا ' خلائق اپنے اپنے مکانات میں آ آ کر آباد ہوئی۔

قسام کی اطاعت

بلتکین نے اپنی جانب سے خطلیج نامی ایک امیر کو شہر کی حکومت پر مامور کیا۔ چنانچہ خطلیج محرم ۳۷۲ھ میں امارت کا جھنڈا لئے ہوئے شہر میں داخل ہوا۔ اس کے دوسرے دن قسام کسی خیال سے روپوش ہو گیا۔ بلتکین کے ہمراہیوں نے قسام اور ان کے مصاحبوں کے مکانات لوٹ لئے ' قسام نے یہ خیال کر کے کہ اب جان بری دشوار ہے اپنے کو بلتکین کے دربار میں حاضر کر دیا اور معذرت کی۔ بلتکین نے اس کی معذرت قبول کر لی اور اسے بعزت و احترام مصر روانہ کر دیا۔ عزیز نے اپنی بے نظیر فیاضی و رحم دلی سے اسے بھی امان عنایت کی۔

بکجور کا امارت دمشق پر تقرر

بکجور جو کہ سیف الدولہ کا خادم اور اس کی جانب سے حمص کا گورنر تھا اُن دنوں جب کہ دمشق عزیز اور قسام کی فوجوں کا میدان کارزار بنا ہوا تھا حمص سے عزیز کے لشکر کو رسد و غلہ بھیج رہا تھا اور اپنی اس حسن خدمت کی اطلاع عزیز کو دیتا جاتا تھا

ان واقعات کے بعد ۳۷۳ھ میں ابوالمعالی اور بکجور میں چل گئی۔ بکجور نے عزیز سے اس کی شکایت کی، عزیز نے ابوالمعالی کی گوشمالی کی اور اسے حکومت دمشق دینے کا وعدہ کیا۔ اسی اثنا میں اتفاق یہ پیش آیا کہ مغربیوں نے مصر میں وزیر السلطنت ابن کلس کے خلاف بغاوت کردی اور اس کے قتل پر تل گئے۔ اس ہنگامہ کو فرو کرنے کی غرض سے عزیز نے بلتکین کو دمشق سے طلب فرما لیا اور اس کے بجائے بکجور کو دمشق کی زمام حکومت سپرد کی۔

بکجور کی معزولی

ماہِ رجب ۳۷۳ھ میں بکجور علم حکومت لئے ہوئے دمشق میں داخل ہوا چونکہ اسے کسی ذریعہ سے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ ابن کلس وزیر السلطنت عزیز کو منع کر رہا تھا کہ بکجور کو حکومت دمشق نہ دی جائے اس عداوت و کینہ سے بکجور نے دمشق میں داخل ہوتے ہی ابن کلس کے آدمیوں اور اس کے ہواخواہوں کو پامال کرنا شروع کیا۔ تھوڑے دنوں بعد رعایائے دمشق کو بھی ایذائیں پہنچانے لگا۔ ابن کلس کو اس کی خبر لگ گئی۔ موقع پاکر عزیز سے اس کی شکایت جڑ دی کہ بکجور والی دمشق بڑا متمرد و سرکش ہوگیا ہے، ظلم و جفا کاری اس کا شیوہ ہو رہا ہے، اگر معزول نہ کیا جائے گا تو صوبہ دمشق ویران ہو جائے گا، پس عزیز نے ۳۷۸ھ میں ایک لشکر عظیم منیر خادم کی ماتحتی میں بکجور کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیا۔ روانگی کے بعد نزال والیٔ طرابلس کو اس کی امداد کرنے کو لکھا بکجور نے بھی اس واقعہ سے مطلع ہو کر گردو نواح کے عرب کو جمع کرلیا اور آلات حرب سے ان کو مسلح کر کے خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آگیا۔ مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا، ادھر بکجور یہ خیال کر کے کہ مبادا نزال نہ آجائے اہلِ دمشق کے لئے امان حاصل کر کے رقہ چلا گیا اور اس پر قابض ہوگیا۔

بکجور اور سعد الدولہ کی جنگ

ادھر منیر نے بھی دمشق میں داخل ہو کر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کرلیا۔ استقلال و استحکام سے حکمرانی کرنے لگا۔ اس واقعہ کے بعد بکجور نے دمشق سے رقہ پہنچ کر سعد الدولہ والیٔ حلب سے حمص کی حکومت کی درخواست کی سعد الدولہ نے کسی مصلحت سے اسے منظور نہ کیا۔ اس بنا پر بکجور نے عزیز سے سعد الدولہ پر فوج کشی کرنے کی اجازت طلب کی۔ عزیز نے بکجور کی درخواست منظور فرما کر فوجیں عنایت کیں اور نزال والی طرابلس کو اس کی کمک اور امداد کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ بکجور نے فوجوں کو مرتب کر کے سعد الدولہ پر چڑھائی کر دی۔ سعد الدولہ نے بھی مدافعت و مقابلے کی غرض سے فوجیں فراہم کریں اور حلب سے نکل کر میدان جنگ میں آگیا نزال نے اپنے دل میں یہ ٹھان لی تھی کہ جس طرح سے ممکن ہو جنگ کے وقت بکجور کو دغا دی جائے۔ اسے اس امر پر عیسیٰ بن نسطورس وزیر السلطنت نے ابھارا تھا جو ابن کلس کے بعد قلمدان وزارت کا مالک ہوا تھا۔

بکجور کا خاتمہ

انہی دنوں عامل انطاکیہ نے بادشاہ روم سے امداد کی درخواست کی تھی اور اس نے ایک کثیر التعداد فوج اس کی کمک پر بھیج دی تھی۔ الغرض نزال نے اپنے منصوبہ کے مطابق ان عربوں سے جو بکجور کے رکاب میں تھے معرکۂ جنگ کے وقت بھاگ جانے کی بابت سازش کرلی اور ان سے اس معاملہ کے انجام پا جانے پر بڑے بڑے وعدے کئے۔ پس جس وقت دونوں فوجوں کا مڈبھیڑ ہوئی بکجور کو کسی ذریعہ سے اس سازش کی خبر لگ گئی مرنے پر کمر بستہ ہو کر بقصد سیف الدولہ حملہ آور ہوا اور لولو کبیر

(سیف الدولہ۔ خادم) کا ایک ہی وار سے کام تمام کر دیا۔ سیف الدولہ نے لولو کبیر کو خاک و خون پر تڑپتا ہوا دیکھ کر بلجور پر حملہ کیا، بلجور شکست کھا کر بعض قبائل عرب میں جا چھپا اور دو چار روز کے بعد اپنی حالت درست کر کے سیف الدولہ پر پھر حملہ آور ہوا، مگر پہلے ہی حملہ میں خود بلجور کے میدان جنگ سے پاؤں اکھڑ گئے اور اثنا دار و گیر میں مارا گیا۔ سعد الدولہ نے اس کا مال و اسباب ضبط کر کے رقہ کی جانب کوچ کیا۔ اور اس پر قابض و متصرف ہو گیا۔ بلجور کے لڑکوں نے عزیز کو اپنے باپ کے مارے جانے کا واقعہ لکھ بھیجا اور اس سے سعد الدولہ سے سفارش کرنے کی بابت تحریک کی۔

محاصرۂ حلب

چنانچہ عزیز نے سعد الدولہ کے پاس بلجور کے لڑکوں کی سفارش کا خط ایک قاصد کے ذریعہ روانہ کیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ بلجور کے لڑکوں کو میرے پاس بھیجو اور اس حکم کے تعمیل نہ کرنے کی صورت میں دھمکی بھی دی تھی۔ سعد الدولہ نے ایک بھی نہ سُنی، عزیز کی سفارت کو نہایت بُری طور سے واپس کیا۔ عزیز نے طیش میں آ کر ایک جرار لشکر منجوتکین کی ماتحتی میں حلب کے محاصرے کے لئے روانہ کیا، منجوتکین نے حلب پر پہنچ کر محاصرہ کیا۔ ان دنوں حلب میں ابو الفضائل ابن سعد الدولہ اور لولو صغیر خادم سیف الدولہ تھا ان دونوں نے بسیل بادشاہ روم کی خدمت میں امداد کی غرض سے سفارت بھیجی۔ اگرچہ اس وقت یہ جنگ بلغار میں مصروف تھا مگر پھر بھی ابو الفضائل کی سفارت پہنچنے پر والی انطاکیہ کو حلب کے محصوروں کی امداد کرنے کے لئے لکھ بھیجا، والیٔ انطاکیہ اس حکم کے مطابق پچاس ہزار فوج لے کر حلب کے بچانے کے لئے روانہ ہوا رفتہ رفتہ جسر عاصی پہنچا، منجوتکین کو اس کی خبر لگ گئی۔ حلب سے محاصرہ اٹھا کر کوچ کر دیا۔ اثنا راہ میں اس سے اور رومیوں سے مڈبھیڑ ہو گئی منجوتکین نے انھیں شکست دے دی اور قتل و قید کر کے انطاکیہ کی طرف بڑھا۔ اطراف انطاکیہ میں ہنگامہ نمونہ قیامت برپا ہو گیا۔

ابو الحسن مغربی کی معزولی

منجوتکین کی اس غیر حاضری کے دوران ابو الفضائل حلب کے اطراف میں غلہ کی فراہمی کی غرض سے نکلا، جس سے بے حد گرانی پیدا ہو گئی۔ جس قدر غلہ فراہم کر سکا فراہم کر لیا باقی جو رہ گیا اس میں آگ لگا دی۔ جب منجوتکین حصار حلب کے لئے پھر واپس آیا اور سر کرنے کی غرض سے فوجوں کو حلب کے اردگرد پھیلا دیا، لولو صغیر نے ابو الحسن مغربی کی خدمت میں پیام مصالحت بھیجا۔ شرائط صلح طے ہو جانے پر باہم صلح ہو گئی، منجوتکین نے دمشق کی جانب مراجعت کی۔ عزیز کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی، جس سے وہ سخت برہم ہوا۔ اسی وقت منجوتکین کو حلب کے محاصرے پر واپس جانے اور وزیر (ابو الحسن) مغربی کے معزول کرنے کے لئے لکھ بھیجا۔ براہ دریا غلہ کی رسد بھی روانہ کی۔ چنانچہ منجوتکین نے پھر حلب کا محاصرہ کر لیا۔ اہل حلب نے بادشاہ روم کے پاس امداد و اعانت کی غرض سے سفارت بھیجی اور سے اس سلوک کا معاوضہ دینے کا بھی وعدہ کیا۔

حمص و شیزر کا تاراج

رومی بادشاہ نہایت عجلت سے فوجیں آراستہ کر کے حلب کی جانب روانہ

ہوا، لولؤ صغیر نے اس خیال سے کہ مسلمانوں اور اسلام کو اس سے سخت صدمہ اور نقصان پہنچے گا منجوتکین کو بادشاہ روم کے آنے سے مطلع کر دیا۔ اس کے علاوہ جاسوسوں نے بھی یہ خبر منجوتکین تک پہنچائی منجوتکین نے مصلحتاً محاصرہ اٹھالیا، متعدد بازار، محل سرائیں اور حمام اثنائے محاصرے میں ویران و برباد ہو گئے۔ اس کے بعد بادشاہ روم حلب پر پہنچا، ابو الفضائل اور لولؤ صغیر ملنے کے لئے آئے۔ دو چار روز قیام کر کے ملک شام کی جانب کوچ کیا، حمص اور شیزر کو فتح کر کے تاخت و تاراج کر دیا۔ چالیس روز تک طرابلس کا محاصرہ کئے رہا۔ مگر کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ مجبور ہو کر اپنے ملک کو واپس گیا۔ ان واقعات کی خبر عزیز تک پہنچی۔ یہ چیز اس پر بے حد شاق گزری۔ جہاد کا اعلان کر کے ۳۸۱ھ میں قاہرہ سے نکلا، اتنے میں منیر نے دمشق میں عزیز کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ منجوتکین نے اس سے مطلع ہو کر اس ہنگامہ کو فرو کرنے کے لئے دمشق کی جانب قدم بڑھایا۔

یعقوب بن کلس

معزالدین اللہ علوی والیٔ افریقہ و مصر کا وزیر السلطنت یعقوب بن کلس تھا، اصلاً یہ یہودی تھا اور ایمان لے آیا تھا۔ اخشید یہ کے دور حکومت میں مصر کے انتظامی امور کا ایک یہ بھی منتظم تھا، ابو الفضائل بن فرات نے اسے ۳۵۷ھ میں معزول کر دیا اور کچھ جرمانہ بھی کیا۔ یعقوب اسے ادا نہ کر سکا روپوش ہو گیا۔ چند روز بعد مصر سے مغرب بھاگ گیا اور معزالدین اللہ کے دربار میں پہنچ کر رسوخ حاصل کیا اور اس کے ساتھ ساتھ مصر آیا رفتہ رفتہ قلمدان وزارت کا مالک بن گیا۔ دربار معزیہ میں اس کی بڑی عزت و توقیر تھی، معزالدین اللہ کے بعد عزیز بن معزالدین اللہ تخت حکومت پر متمکن ہوا، اس نے بھی یعقوب کو بدستور عہدۂ وزارت پر قائم و بحال رکھا۔ یہاں تک کہ ۳۸۰ھ میں یعقوب نے وفات پائی۔ عزیز نے نماز جنازہ پڑھائی تجہیز و تدفین میں شریک ہوا، اس کی طرف سے اس کا دَین (قرضہ) ادا کیا اور اس کی مفوضہ خدمات کو اس طرح تقسیم کیا کہ عدالتی و انتظامی خدمت حسن بن عمار سردار کتامہ کو مرحمت ہوئی اور مالی خدمت عیسیٰ بن نسطورس کو سپرد کی گئی۔ اسی وقت سے دولت علویہ کی وزارت برابر اہلِ قلم کے قبضہ میں رہی اور یہ لوگ بڑے ذی رتبہ اور عظیم الشان تھے۔

بارزی

ان وزراء میں سے ایک بارزی بھی تھا، یہ وزیر ہونے کے علاوہ قاضی القضاۃ اور داعی الدعاۃ بھی تھا۔ اس سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ اس کا نام سکہ پر مسکوک کیا جائے۔ اس نے اسے نامنظور کیا اور اس خیال سے کہ میں مجبور نہ کیا جاؤں غریب الوطنی اختیار کر لی۔ مقام تنیس میں کسی نے مار ڈالا۔

ابو سعید تستری

ابو سعید تستری بھی دولت علویہ کا ایک نامور وزیر تھا یہ پہلے یہودی تھا۔ مگر عہدہ وزارت ملنے سے مسلمان ہو گیا تھا۔

جرجانی

جرجانی بھی اسی سلسلہ کا ایک جلیل القدر شخص تھا اسے کسی امر کی بابت لکھنے کو منع کیا گیا تھا۔ اس نے اس کی تعمیل نہ کی اس پر حاکم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کی قسم کھالی اور معزول کر دیا۔ پھر اس کے تیسرے روز عہدۂ وزارت پر پھر بحال کر دیا گیا۔ اور خلعت خوشنودی سے سرفراز ممتاز ہوا۔ ابن ابی کدنیہ نے تیرہ مہینے وزارت کی۔ اس کے بعد معزول کر کے قتل کر دیا گیا۔

ابوالطاہر بن بادشاہ وزیر السلطنت دین دار آدمیوں میں سے تھا اس نے وزارت سے استعفا دے کر جامع مصر میں گوشہ گزینی اختیار کر لی تھی۔ ایک روز رات کے وقت چھت پر سے گر کر مر گیا۔

ابوالقاسم وزیر السلطنت ابوالقاسم بن مغربی آخری وزیر تھا اس کے بعد بدر جیالی زمانہ حکومت خلیفہ مستنصر میں سیف الدولہ کے قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ اس کے دور حکومت میں بدر نے بہت بڑے زور و شور سے وزارت کی اور اس کے بعد بھی یہ اسی حالت پر رہا جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

عدلیہ

نعمان بن محمد و ابوعبداللہ محمد نعمان بن محمد بن منصور بن احمد بن حیون زمانہ حکومت معزلدین اللہ علوی میں قیروان کا قاضی تھا۔ جب معز مصر آیا تو نعمان بھی اس کے رکاب میں تھا، مصر پہنچ کر معزلدین اللہ نے نعمان کو عہدۂ قضا مرحمت کیا۔ یہاں تک کہ اُس نے اسی عہدے پر وفات پائی۔ اس کے بجائے اس کا بیٹا علی مامور ہوا۔ ۳۷۴ھ میں یہ بھی مر گیا تو عزیز نے اس کے بھائی ابو عبداللہ محمد کو عہدۂ قضا پر مامور کیا، خلعت دے کر اپنے ہاتھ سے اس کے گلے میں تلوار حمائل کی۔ معز نے اس کے باپ سے اسی محمد کو مصر میں عہدۂ قضا دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ۳۸۹ھ عہد خلافت حاکم میں اس نے بھی وفات پائی۔ یہ شخص بہت بڑا جلیل القدر، کثیر الاحسان اور عدالت و افتاء میں بے حد محتاط تھا، اس کا زمانہ قضا خلائق کے لیے رحمت الٰہی کا ایک نمونہ تھا۔ اس کے بعد اس کا چچازاد بھائی ابوعبداللہ حسین علی بن نعمان عہد خلافت حاکم میں عہدۂ قضا سے سرفراز کیا گیا۔ چند روز بعد ۳۹۴ھ میں معزول کر دیا گیا اور قتل کرا کر جلا دیا گیا۔

ملکہ بن سعید الفارقی اس کے بعد ملکہ بن سعید الفارقی مامور ہوا۔ یہاں تک کہ ۴۰۵ھ اطراف قصور میں حاکم نے اسے سزائے موت دی، خلیفہ حاکم کی آنکھوں میں اس کی بہت بڑی عزت تھی امور سلطنت میں اسے کامل دخل تھا اور خلوت و جلوت میں یہ خلیفہ حاکم کا ہمراز و مصاحب تھا۔

احمد بن محمد بن عبداللہ ملکہ کے مارے جانے پر احمد بن محمد بن عبداللہ بن ابی العوام عہدۂ قضا سے سرفراز کیا گیا۔ یہی شخص دولت علویہ کے آخری دور تک عہدۂ قضا پر رہا۔

قاضی کے متعلق دادرسی اور دعوت کی خدمت سپرد رہا کرتی تھی اور گاہے گاہے داعی الدعاۃ کا عہدہ قاضی سے لے لیا جاتا تھا اور اس خدمت پر ایک دوسرا شخص مامور ہوا کرتا، قاضی اُن عہدہ داران حکومت میں سے تھا جو جمعہ اور عیدوں میں خلیفہ کے ساتھ خطبہ دینے کے وقت منبر پر چڑھا کرتے تھے۔

باب ۱۰

ابو علی الحسین الحاکم بامر اللہ ۳۸۶ھ تا ۴۱۱ھ

و

ابو معد علی الظاہر لاعزاز دین اللہ ۴۱۱ھ تا ۴۲۷ھ

تخت نشینی

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ عزیز نے ۳۸۱ھ میں جہاد کا اعلان کیا تھا اور رومیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے فوجیں آراستہ کر کے کوچ و قیام کرتا ہوا بلبیس پہنچا۔ بلبیس میں پہنچ کر ایسے چند امراض میں مبتلا ہوا کہ انہی کے صدمہ سے آخری رمضان ۳۸۶ھ میں اپنی حکومت و خلافت کے ساڑھے گیارہ سال پورے کر کے مرگیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ابو علیؒ منصور تخت خلافت پر متمکن ہوا "الحاکم بامر اللہ" کا خطاب اختیار کیا۔

ابو محمد حسن اور ارجوان کے مابین کشیدگی

اس کے عہد حکومت میں بھی ارجوان خادم امور سلطنت کا منتظم اور اس پر قابض و متصرف تھا جس طرح کہ اس کے باپ عزیز کے عہد حکومت میں تھا، اور ابو محمد حسن بن عمار ہر کام میں ارجوان کا شریک تھا۔ ارجوان محل سرائے شاہی میں حاکم کے ساتھ رہتا تھا اور ابو محمد حسن امور سلطنت کی نگرانی کر رہا تھا، اس نے آہستہ آہستہ کل انتظامی اور مالی صیغوں پر قبضہ کر لیا "امین الدولہ" کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا اور کتامہ کی بن آئی۔ رعایا کے مال عزت کو اپنی خواہشات نفسانی کا شکار بنانے لگے۔ منجوتکین کو یہ امر اور نیز ابو محمد کا ہر کام میں پیش پیش ہونا ناگوار گزرا، ارجوان کو لکھ بھیجا کہ اگر تم میری موافقت کرو تو میں علم حکومت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کر دوں، ارجوان کا دل ابو محمد سے پہلے ہی پک چکا تھا منجوتکین سے سازش کر لی۔

منجوتکین کی بغاوت

چنانچہ منجوتکین نے خودسری کا اظہار کر کے دمشق سے ایک فوج مصر کو روانہ کی جس کا سردار سلیمان بن جعفر بن فلاح تھا۔ ابو محمد کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے

لہ ابو علی منصور کی عمر تخت نشینی کے وقت گیارہ سال کی تھی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۸۳ مطبوعہ لندن۔

بھی مصری لشکر کو اس طوفان کی روک تھام کے لئے روانہ کیا بمقام عقلان میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا، ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد منجوتکین کو شکست ہوئی اس کے دو ہزار آدمی کام آئے اور خود بھی اثنا رداروگیر میں گرفتار کر لیا گیا اور پابہ زنجیر مصر بھیج دیا گیا۔

ابو تمیم سلیمان بن فلاح

ابو محمد نے مصلحتاً مشرقی فوجوں کو ملانے کی غرض سے منجوتکین کو رہا کر دیا اور اپنی طرف سے ملک شام پر ابو تمیم سلیمان بن فلاح کتامی کو مامور کیا۔ اس نے طبریہ پہنچ کر اپنے بھائی علی کو سند حکومت عطا کر کے دمشق بھیجا۔ اہل دمشق نے علی کی سرداری تسلیم نہ کی لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ ابو تمیم نے اہل دمشق کے پاس اپنی سفارت بھیجی اور انہیں سرکشی اور مخالفت کے عواقب امور سے ڈراتے ہوئے اپنے جاہ و جلال کی دھمکی بھی دی۔ اہل دمشق نے ڈر کر اطاعت قبول کر لی اور علی کی سرداری و حکومت تسلیم کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ علی نے شہر میں داخل ہوتے ہی اندھیر گردی مچادی خونریزی اور غارت گری کا بازار گرم کر دیا، کسی کو قید کیا، کسی کو قتل کیا۔ ابو تمیم کو اس کی خبر لگی، فوراً دمشق آپہنچا اور اہل دمشق کو علی کے پنجۂ غضب سے نجات دے کر علی کو دمشق سے طرابلس کی حکومت پر تبدیل کر دیا اور طرابلس کے سابق حکمران جیش بن صمصامہ کو معزول کر دیا۔

ابو محمد حسن کے خلاف سازش

جیش نے معزولی کے بعد مصر کا راستہ لیا۔ تھوڑے دنوں کے سفر کے بعد مصر میں داخل ہوا اور ارجوان کے پاس آمد و رفت شروع کی۔ جیش اور ارجوان نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ ابو محمد اور کل سرداران کتامہ کو جو اس کے مصاحب و مشیر ہیں جس طرح سے ممکن ہو مملکت مصر سے نکال دینا چاہا۔ اس سازش میں عضد الدولہ کا خادم شکر بھی شریک تھا۔ شکر عضد الدولہ کا خادم خاص تھا۔ عضد الدولہ کی وفات و شرف الدولہ برادر عضد الدولہ کے ادبار کے بعد مصر چلا آیا تھا اور عزیز کے دربار میں پہنچ کر ایک قسم کا رسوخ پیدا کر لیا تھا۔ اسی تعلق سے یہ ارجوان اور جیش کے ساتھ رہا کرتا تھا۔

ابو محمد کی روپوشی

اتفاق سے ابو محمد کو اس سازش کی اطلاع ہو گئی۔ اس نے بھی ارجوان وغیرہ اپنے مخالفین کو زیر کرنے کی تدبیریں شروع کر دیں۔ جاسوسوں نے ارجوان تک یہ خبر پہنچادی، پھر کیا تھا دونوں فریقوں میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہو گئی۔ مشرقی اور مغربی فوجوں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ کشت و خون شروع ہو گیا۔ اس معرکہ میں مغربیوں کو شکست ہوئی۔ ابو محمد بخوف جاں روپوش ہو گیا۔ ارجوان نے حاکم کی خدمت میں حاضر ہو کر کل واقعات عرض کیے اور اسے تخت خلافت پر جلوہ افروز کر کے اس کی خلافت و حکومت کی دوبارہ بیعت لی۔

ابو تمیم اور کتامہ کی بربادی

تجدید بیعت کے بعد ارجوان نے سپہ سالاران دمشق کو ابو تمیم کی گرفتاری کی بابت ایک خفیہ تحریر بھیج دی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی سپہ سالاران دمشق اور اہل شہر نے دفعتہً یورش کر کے ابو تمیم کے گھر بار اور خزانہ کو لوٹ لیا، کتامہ کی خونریزی شروع ہو گئی۔ فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا، ایک مدت تک دمشق میں اس فساد کی آگ مشتعل رہی عوام الناس اور بازاری لوگ امور سلطنت پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد ارجوان

نے ابو محمد کی تقصیر معاف کردی دربار شاہی میں حاضر ہونے کی اجازت دی اور اس کی تنخواہ مقرر کر کے بدستور قدیم مکان میں قیام کرنے کا حکم دیا۔

معرکۂ صور

انھی واقعات کے اثناء میں اہلِ شام میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ اہلِ صوبہ باغی ہو گئے ایک ملاح قلاقہ نامی کو اپنا امیر بنا لیا۔ مفرج بن دغفل بن جراح نے بھی علم خلافت کی اطاعت سے روگردانی کر کے خود سری اختیار کرلی۔ رملہ پہنچ کر قتل و غارت گری شروع کر دی۔ دوقس بادشاہ روم بھی جو ایسے مواقع کا منتظر اور حکومت اسلامیہ کا قدیمی دشمن تھا قلعہ اقامیہ پر چڑھ آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ ارجوان نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک بڑی فوج کو جیش بن صمصامہ کی سرکردگی میں رملہ کی جانب روانہ کیا اور دوسری فوج کو ابو عبداللہ حسین بن ناصر الدولہ بن حمدون کی ماتحتی میں صور کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابو عبداللہ نے صور کے قریب پہنچ کر بری اور بحری لڑائی شروع کر دی۔ قلاقہ نے بادشاہ روم سے امداد طلب کی، بادشاہ روم نے ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا قلاقہ کی کمک پر بھیج دیا، بہت بڑی خونریزی کے بعد اسلامی بیڑہ کو فتح نصیب ہوئی۔ رومی شکست کھا کر بھاگے، اہل صوبہ نے بمجبوری اطاعت قبول کرلی، ابو عبداللہ نے صور پر قبضہ کر کے قلاقہ کو گرفتار کر لیا اور پا بزنجیر ایک فوجی دستہ کی حراست میں مصر روانہ کر دیا۔ مصر پہنچنے کے بعد قلاقہ کی کھال کھینچ لی گئی اور صلیب پر چڑھا دیا گیا۔

دوقس کا قتل

جیش بن صمصامہ مفرج بن دغفل کی سرکوبی کو رملہ بھیجا گیا تھا مفرج، یہ خبر پا کر جیش کے مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ جیش کوچ و قیام کرتا ہوا دمشق پہنچا۔ اہلِ دمشق ملنے کو آئے۔ جیش بعزت و احترام ان لوگوں سے ملا، ان کے ساتھ احسانات کئے۔ ان کی تکالیف رفع کیں اور پھر وہاں سے اقامیہ کی جانب کوچ کیا جہاں پر کہ دوقس بادشاہ روم اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا اور بلاد اسلامیہ کو پامال کر رہا تھا۔ اقامیہ پر عساکر اسلامیہ اور رومی لشکر سے صف آرائی ہوئی اولاً جیش اور اس کے ہمراہی شکست کھا کر بھاگے صرف بشارت اخشیدی بن فرارہ پندرہ سو سواروں کے ساتھ میدان جنگ میں ٹھہرا ہوا لڑتا رہا۔ اور دوقس بادشاہ روم اپنے جھنڈے کے نیچے اپنے لڑکوں اور چند غلاموں کے ساتھ کھڑا ہوا رومیوں کی قتل و غارت گری اور مسلمانوں کی پامالی دیکھ رہا تھا، اخشیدی کے ہمراہیوں میں سے ایک کُردی لوہے کا لٹھ موسوم بہ خشت لئے ہوئے دوقس کی جانب چلا، دوقس نے یہ خیال کر کے کہ شاید یہ امان حاصل کرنے کی غرض سے آرہا ہے اپنی حفاظت نہ کی، کردی نے قریب پہنچ کر دوقس پر حملہ کر دیا اور پہلے ہی حملہ میں اسے مار ڈالا۔ دوقس کے مارے جانے سے رومی لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور جیش کی فوج جو میدان جنگ سے بھاگ گئی تھی پھر لوٹ پڑی انطاکیہ تک قتل و قید کرتی اور ان کے مال و اسباب کو لوٹتی ہوئی چلی گئی۔

باغیان دمشق کا انجام

اس فتح یابی کے بعد جیش نے دمشق کے باہر ایک میدان میں قیام کیا اور کسی مصلحت سے دمشق نہ گیا۔ نوجوانان دمشق کے سرداروں کو جو ہنگامہ کے

بانی مبانی ہوئے تھے۔ طلب کرکے اپنی مصاحبت کا اعزاز عنایت کیا اور انھی میں سے ایک گروہ کو اپنا حاجب بھی بنایا، روزانہ ان لوگوں کے لیے نفیس نفیس کھانے پکواتا اور کمال دریادلی سے ان لوگوں کو جوان کے ساتھ ہوتے کھلواتا تھا اسی طریقہ سے ایک زمانہ گذر گیا۔ چند روز بعد جب یہ لوگ کھانے کے کمرے میں گئے تو اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا۔ انھوں نے دروازے بند کرکے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور ان لوگوں کے جان وتن کا فیصلہ کرنے لگے، تقریباً تین ہزار آدمی مارے گئے۔ ان لوگوں کے مارے جانے سے جیش کے قلب کو اطمینان حاصل ہوا۔ اپنی فوج کے ساتھ دمشق گیا اور اس کا چکر لگا کر شرفاء و رؤساء شہر کو دربار میں حاضر ہونے کی اجازت دی۔ جب وہ لوگ دربار میں آگئے تو ان لوگوں کے روبرو نوجوانان دمشق کے سرداروں کو قتل کروایا اور انھی شرفاء و رؤساء شہر کو بطور وفد مصر کی طرف روانہ کیا۔ اس سے فتنہ و فساد کی آگ جو بڑی مدت سے مشتعل ہو رہی تھی۔ ختم ہو گئی لوگ امن و امان سے اپنے اپنے مکانوں میں رہنے لگے۔ ان واقعات کے چند دن بعد جیش نے بعارضہ بلوا سیر وفات پائی، اس کے بجائے اس کا بیٹا محمود بن جیش دمشق کا حکمران ہوا۔

ارجوان کا خاتمہ

جیش کی وفات سے ارجوان کے بازو کمزور پڑ گئے۔ بسیل بادشاہ روم سے نامہ و پیام کرکے دس برس کے لئے مصالحت کرلی اور ایک فوج برقہ اور طرابلس غرب کو فتح کرنے کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ اس فوج نے ان دونوں مقامات کو بزور تیغ فتح کر لیا۔ اور ارجوان نے ان کی حکومت پر یانس صقلی کو متعین کیا۔ چونکہ ارجوان کو حاکم والیٔ مصر کے مزاج میں زیادہ دخل پیدا ہو گیا تھا، سیاہ و سفید جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا اور یہ امر اب حاکم کو ناپسند معلوم ہونے لگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۳۸۹ھ میں حاکم نے ایک بے جا الزام لگا کر ارجوان کو سزائے موت دیدی۔

حسان بن مفرج کی بغاوت

ارجوان ایک خواجہ سرا تھا اور پیدائشی مخنث تھا اس کا وزیر فہد بن ابراہیم نصرانی تھا، حاکم نے بعد قتل ارجوان، فہد کو اپنے قلمدان وزارت کا مالک بنایا۔ کچھ روز بعد حسین بن عمار کو، اس کے بعد حسین بن جوہر سپہ سالار افواج کو بھی قتل کر ڈالا۔ پھر یہ خبر پا کر کہ حسان بن مفرج طائی اطراف حلب میں لوٹ مار کر رہا ہے چند فوجیں یارختکین کی ماتحتی میں حلب کی طرف روانہ کیں، جس وقت یہ فوجیں غزہ سے عسقلان کی جانب بڑھیں حسان اور اس کے باپ مفرج نے دفعتہً ان پر حملہ کر دیا۔ یارختکین اور اس کے رکاب کی فوج کو شکست ہوئی۔ یارختکین کے ہمراہیوں میں سے کثیر التعداد آدمی کام آئے۔ حسان نے عسقلان کے قرب و جوار کو تخت و تاراج کیا، رملہ پر قابض ہو گیا۔ اور فوجی قوت بھی بڑھالی۔ اور ابوالفتوح حسن بن جعفر (علوی حسنی)، امیر مکہ کو مکہ معظمہ سے طلب کرکے خلافت و امارت کی بیعت کی۔ "امیر المومنین" کے لقب سے مخاطب کرنے لگا۔ پھر حاکم نے حسان اور مفرج کو بہ حکمت عملی نامہ و پیام بھیج کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ابوالفتوح کو مکہ معظمہ واپس کر دیا اور بدستور قدیم حاکم کی اطاعت قبول کرلی۔ ابوالفتوح نے بھی مکہ معظمہ پہنچ کر حاکم کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس کے علم و حکومت کا مطیع ہو گیا۔

علی بن جعفر اور حسان کی جنگ

حاکم نے ان لوگوں کی متحدہ قوت کو توڑنے کے بعد اپنی فوجوں کو علی بن جعفر بن فلاح کی سرکردگی میں شام کی جانب روانہ کیا۔ علی نے سب سے پہلے رملہ پر چڑھائی کی۔ حسان بن مفرج مقابلہ نہ کر سکا، شکست کھا کر بھاگا۔ علی نے ان شہروں پر قبضہ کر کے اس کا مال و اسباب لوٹ لیا اور ان تمام قلعوں پر جو جبل شرات میں حسین کے قبضہ میں تھے قبضہ کر لیا۔ ماہِ شوال ۳۹۰ھ میں قرب و جوار کے شہروں کو فتح کرتا ہوا دمشق پہنچا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قابض و متصرف ہو گیا۔ مفرج اور اس کا بیٹا حسان تقریباً دو برس تک حالت فقر و فاقہ اِدھر اُدھر مارے مارے پھرتے رہے۔ حتیٰ کہ مفرج نے اسی حالت میں انتقال کیا۔ حسان کی رہی سہی طاقت بھی جاتی رہی، گھبرا کر حاکم والی مصر سے امان کی درخواست کی، حاکم نے اسے امان دی اور جاگیر مرحمت کی۔ تھوڑے دن بعد حسان بطور وفد حاکم کے دربار میں حاضر ہوا حاکم نے اس کی عزت افزائی کی اور خلعت مرحمت کیا۔

ولید بن ہشام ابورکوہ

ابورکوہ کی نسبت یہ گمان کیا جاتا ہے کہ اس کا نام ولید تھا۔ ہشام بن عبدالملک بن عبدالرحمٰن اموی تاجدار اندلس کا بیٹا تھا جس وقت منصور بن ابی عامر اندلس عظمیٰ پر قابض ہوا اور شاہزادگان بنوامیہ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنے لگا اُس وقت یہ ابورکوہ جس کی عمر غالباً بیس برس کی ہوگی بخوف جان چھپ کر قیروان بھاگ گیا اور وہاں کچھ روز ٹھہر کر لڑکوں کو پڑھاتا رہا۔ اس کے بعد مصر چلا آیا۔ اور حدیث کی کتاب شروع کر دی پھر یہاں سے بھی برداشتہ خاطر ہو کر مکہ و یمن ہوتا ہوا شام پہنچا اور اپنے باپ ہشام کے لڑکوں میں سے قائم کی حکومت کی ترغیب دینے لگا۔ اس کی کنیت ابورکوہ اس وجہ سے ہوئی کہ یہ صوفیوں کی عادت کے مطابق پانی کا پیالہ اپنے ہمراہ رکھتا تھا۔

ابورکوہ اور بنی قرہ

شام میں تھوڑے دن قیام کر کے پھر اطراف مصر میں واپس آیا اور ہلال بن عامر کے بادیہ میں بنی قرہ کے پاس مقیم ہوا، لڑکوں کو قرآن کی تعلیم دیتا اور لوگوں کی امامت کرتا تھا۔ اس حالت سے ایک مدت گذر گئی، جب بنی قرہ سے تعلقات پیدا ہو گئے تو جو کچھ اس کے دل میں تھا اسے ظاہر کر کے قائم کی امارت و حکومت کی دعوت دینے لگا، چونکہ حاکم بامراللہ علوی نے ہر طبقہ کے آدمیوں پر قتل و غارت کا ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا تھا امراء و شرفاء اور رؤساء ملک و ملت بہ تنگ آ گئے تھے، بنی قرہ کے ایک گروہ کو بھی ان کے فتنہ و فساد کی وجہ سے قتل کر کے جلا دیا تھا، اس وجہ سے ان لوگوں نے ابورکوہ کے کہنے کو بسر و چشم قبول کیا اور اس کے مطیع و منقاد ہو گئے، اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ان سے اور لواتہ، مزاتہ اور زماتہ سے جو ان کے جوار میں رہتے تھے لڑائیاں ہوتی تھیں مگر ان سب نے ان لڑائیوں کو بالائے طاق رکھ کر بالاتفاق ابورکوہ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔

ابورکوہ کا برقہ پر قبضہ

نیال والی برقہ نے حاکم علوی والئ مصر کو اس کی اطلاع دی۔ حاکم نے ان لوگوں سے تعرض کرنے کی ممانعت کر دی، ابورکوہ نے ان لوگوں کو جمع کر کے برقہ پر

چڑھائی کردی۔ والئ برقہ نے ان سے زبادہ میں صف آرائی کی۔ اتفاق یہ کہ والی برقہ کو شکست ہوئی تمام مال واسباب اور آلاتِ جنگ لوٹ لئے گئے اور اثنائر دار و گیر میں یہ خود بھی مار ڈالا گیا۔ ابورکوہ نے اس کامیابی کے بعد داد و دہش اور عدل گستری شروع کردی۔ حاکم کو اس شکست کی خبر لگی تو اس کے ہوش اڑ گئے اپنے سپاہیوں اور عُمال کو ظلم۔ زیادتی قتل اور غارت گری کی ممانعت کردی اور ایک قلیل مدت میں پانچ ہزار سواروں کو مسلح کر کے ابوالفتوح فضل بن صلح سپہ سالار کی افسری میں ابورکوہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔

ابوالفتوح اور ابورکوہ کی جنگ

ابوالفتوح منزل بمنزل سفر کرتا ہوا ذات الحمام تک پہنچا۔ ذات الحمام اور برقہ میں دو منزل کی مسافت تھی مگر یہ مسافت نہایت دشوار گزار تھی پانی کا کہیں نام و نشان نہیں تھا، ان منزلوں میں نہ دریا تھا اور نہ نہر، کنوؤں میں بدقت تمام بہت دور پانی نکلتا تھا اور وہ بھی قلیل۔ ابورکوہ نے یہ سُن کر کہ ابوالفتوح پانچ ہزار سواروں کی جمعیت سے آرہا ہے اپنے ایک سپہ سالار کو حکم دیا کہ دونوں منزلوں کے کنوؤں کا پانی اس قدر نکال لو کہ وہ عدم کے حکم میں ہو جائیں سپہ سالار مذکور نے اس حکم کی کمال مستعدی سے تعمیل کی، اس کے بعد ابورکوہ نے جس وقت کہ حملہ آور دشمن اس دشوار گزار منزل میں آگیا مدافعت و مقابلہ کی غرض سے اپنی فوج کو مرتب کیا اور اس میدان میں آپہنچا۔ جہاں کہ پیاس کی شدت سے ابوالفتوح اور مصری فوج کا برا حال ہو رہا تھا۔ ابورکوہ کی فوج، حریف مقابل سے بھڑ گئی، ابورکوہ کھڑا ہوا جنگ کا تماشہ دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ کتامہ کے ایک گروہ نے حاضر ہو کر اطاعت قبول کی، ابورکوہ نے امان دی اور اپنے لشکر میں داخل کر لیا۔ اس سے حاکم کا لشکر بہت بے سرو سامانی سے شکست اٹھا کر مصرف کی جانب بھاگا ہزاروں کا کام تمام ہو گیا۔ ابورکوہ مظفر و منصور برقہ واپس آیا متعدد فوجیں شب خون مارنے اور غارت گری کرنے کے لئے صعید اور سرزمین مصر کی جانب روانہ کیں۔

علی بن فلاح کی روانگی

حاکم کو اس واقعہ سے بے حد صدمہ ہوا اور اپنے کئے ہوئے پر پچھتایا، ادھر اس نے فوجیں آراستہ کر کے علی بن فلاح کو امیر بنا کر ابورکوہ کے سر کرنے کے لئے بھیجا۔ اُدھر اہل مصر نے درپردہ ابورکوہ کو لکھ بھیجا کہ ہم لوگ حاکم کے ظلم و تشدد سے تنگ آگئے ہیں آپ مصر پر حملہ کیجئے۔ ہم لوگ ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں، ان لوگوں میں سے جنھوں نے اس قسم کی خط و کتابت ابورکوہ سے کی تھی حسن بن جوہر کمانڈر انچیف بھی تھا، ابورکوہ اس سے مطلع ہو کر برقہ سے صعید کی جانب بڑھا۔ حاکم نے یہ خبر پا کر اپنے ممالک محروسہ کی تمام فوجیں طلب کر لیں اور انھیں سامانِ جنگ عطا کر کے ابورکوہ کے مقابلہ پر روانہ کیا۔

معرکہ راس برکہ

اس فوج میں عرب کے علاوہ سولہ ہزار جنگ آور تھے فضل بن عبداللہ اس کا افسر اعلیٰ تھا۔ سب سے پہلے بنی قرہ سے صف آرائی کی نوبت آئی۔ بنی قرہ کو شکست ہوئی۔ ان کے سرداروں میں سے عبدالعزیز بن مصعب، رافع بن طراد اور محمد بن ابی بکر مارا گیا۔ اس کے بعد فضل نے اپنی حکمت عملی سے سرداران بنی قرہ کو ملانا شروع کیا۔ چنانچہ ماضی بن مقرب۔ جو بنی قرہ

کا سر برآوردہ سردار تھا فضل سے مل گیا۔ اتنے میں علی بن فلاح بھی آگیا اس نے ایک دستہ فوج، قیوم کی طرف روانہ کیا، جسے بنی قرہ نے پسپا کردیا۔ حاکم نے مصر سے ایک تازہ دم فوج اس شکست خوردہ لشکر کی کمک کے لئے روانہ کی۔ ابورکوہ اس امدادی فوج کو روکنے کی غرض سے ہرین کی جانب گیا اور اسی دن لوٹ بھی آیا، ماضی نے فضل کو اس کی خبر کردی، اس نے بھی جنگ ومقابلے کی غرض سے قیوم کی جانب کوچ کیا۔ اثناء راہ میں مقام رَاس بُرکہ پر دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا، ابورکوہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی، بنی کلاب وغیرہ فضل سے امان حاصل کرکے ابورکوہ سے علیحدہ ہوگئے۔

ابورکوہ کا خاتمہ

علی بن فلاح تو میدان کارزار سے اپنے لشکرگاہ میں واپس آیا اور فضل، ابورکوہ کی تلاش وتعاقب میں بڑھا، ماضی نے پہلے بنی قرہ کو دم پٹی دے کر ابورکوہ کی ہمراہی سے علیحدہ کردیا۔ بعدہ خود بھی ابورکوہ کو یہ سمجھا کر کہ تم اب نُوبہ میں جاکر اپنی جان بچاؤ علیحدہ ہوگیا۔ ابورکوہ بحال پریشان نوبہ کے ایک قلعہ پر پہنچا، اہل قلعہ نے قلعہ میں داخل ہونے سے روکا، ابورکوہ نے کہا میں خلیفہ حاکم بامراللہ کا قاصد ہوں والیٔ قلعہ کے پاس پیام لایا ہوں" اہل قلعہ نے جواب دیا۔ "ہم بادشاہ نوبہ سے تمہاری بابت دریافت کرلیں تو قلعہ میں آنے کی اجازت دیں" ابورکوہ یہ سُن کر قلعہ کے دروازے پر ٹھہر گیا، اہل قلعہ کو ..... اس کے بعد معلوم ہوا کہ یہ تو ابوکورہ ہے فوراً اسے حراست میں لے لیا اور بادشاہ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ بادشاہ نوبہ اس وقت ایک صغیرالسن لڑکا تھا جو اپنے باپ کے انتقال کے بعد تخت حکومت پر متمکن ہوا تھا۔ شدہ شدہ فضل کو اس کی خبر لگ گئی فضل نے بادشاہ نوبہ کے پاس اپنی سفارت بھیجی، ابورکوہ کو اس سے طلب کیا، چنانچہ بادشاہ نوبہ نے ابورکوہ کو شجرۃ بن مینا اپنے ایک سرحدی صوبہ دار کے پاس بھیج دیا اور یہ لکھ دیا کہ اسے حاکم بامراللہ کے نائب کو دے دو۔ شجرے نے ابورکوہ کو فضل کے سفیر کے حوالہ کردیا۔ فضل نے اسے ایک علیحدہ خیمہ میں ٹھہرایا اور دوسرے دن مصر روانہ کردیا۔ مصر پہنچنے پر حاکم نے ابورکوہ کو اونٹ پر سوار کرا کے سارے شہر میں تشہیر کرائی اور قتل کرنے کی غرض سے قاہرہ کے باہر لے جانے کا حکم دیا، ہنوز مقتل میں نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابورکوہ کی خود بخود وفات ہوگئی۔ پھر بھی سر اُتار کر اس کی نعش کو صلیب پر چڑھا دیا گیا یہ واقعات ۳۹۷ھ کے ہیں۔ حاکم نے اس حسن خدمت کے صلہ میں، فضل کی کمال عزت افزائی کی، اور بلند عہدے عطا کئے۔ پھر چند دن بعد کسی بات پر ناراض ہوکر قتل کرڈالا۔

عبداللہ بن حسین کا عروج

حسن بن عمار، حاکم بامراللہ کے عہد حکومت کا ناظم ومدبر تھا، حسن کتامہ کا سردار اور پشت پناہ تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کرآئے ہیں ارجوان خادم خلیفہ حاکم بامراللہ کی ناک کا بال بنا ہوا تھا۔ خلافت پناہ کے خادموں، اور کتامیوں میں ایک مدت سے دشمنی اور باہم چشمک چلی آرہی تھی، بسا اوقات یہ رنجش دکشیدگی جدال و

قتال کی صورت اختیار کر لیا کرتی تھی۔ چنانچہ ۳۸۰ھ میں مغربیوں اور خادموں میں چل گئی، اُدھر سے حسن سوار ہو کر آمادہ جنگ و پیکار ہوا، ادھر سے ارجوان۔ دونوں حریفوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں، آخر کار دونوں حریف قتل و خونریزی سے رُک گئے اور حسن معزول کر دیا گیا۔ ساری عزت و توقیر خاک میں رل گئی، مجبوراً خانہ نشین ہو گیا اور ارجوان امور سلطنت کا انتظام کرنے لگا۔ کاتب بن فہر بن ابراہیم کو داد رسی کی خدمت سپرد کی گئی اور صندل کی جگہ برقہ کی حکومت، یانس افسر پولس کو مرحمت ہوئی۔ اس اثناء میں ۳۸۹ھ کا دور آگیا اور ارجوان خادم قتل کر دیا گیا۔ عنانِ حکومت سپہ سالار عبداللہ بن حسین بن جوہر کے قبضہ اقتدار میں دی گئی۔ کاتب بن فہر بدستور سابق اپنا مفوضہ کام کرتا رہا۔

عضولہ بن بکار

۳۹۰ھ میں منصور بن بلکتین بن زیری والیٔ افریقہ کے دائرہ حکومت سے طرابلس نکال لیا گیا۔ عزیز کے خادموں میں سے یانس نامی ایک شخص مامور کیا گیا۔ جوں ہی یانس طرابلس پہنچا، منصور کے گورنر عضولہ بن بکار نے زمام حکومت یانس کے سپرد کر دی اور خود اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کے ساتھ حاکم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چل کھڑا ہوا بیان کیا جاتا ہے کہ عضولہ کے ساٹھ ۶۰ سے زاید لڑکے تھے پینتیس حرم لونڈیاں تھیں۔ حاکم نے اس سے بعزت و احترام ملاقات کی، قیام کے لئے محل سرا خاص میں جگہ عنایت فرمائی۔ جاگیریں اور وظائف مقرر کئے پھر کچھ روز صوبہ دمشق کی سند حکومت عنایت فرما کر دمشق کی جانب روانہ کر دیا۔ مگر افسوس ہے کہ عضولہ کی زندگی کا حکومتِ دمشق حاصل ہونے کے ایک برس بعد خاتمہ ہو گیا۔

یحییٰ بن علی کی روانگی طرابلس

۳۹۲ھ میں فلفول بن خزرون مغراوی نے حاکم والیٔ مصر کو یہ اطلاع دی کہ طرابلس پھر منصور بن بلتکین کے دائرۂ حکومت میں داخل ہو گیا ہے۔ حاکم نے ایک عظیم فوج یحییٰ بن علی اندلسی کی ماتحتی میں طرابلس کی حمایت کے لئے روانہ کی یحییٰ کا بھائی جعفر خلفاء عبیدیہ میں سے مصرف کی طرف سے زاب کا گورنر تھا لیکن کسی وجہ سے عبیدیوں سے روگرداں ہو کر بنوامیہ کے ہوا خواہوں میں داخل ہو گیا تھا۔ چنانچہ یہ اور اس کا بھائی یحییٰ اس وقت سے برابر حکمرانانِ بنوامیہ کی ہوا خواہی کرتے چلے آتے تھے۔ یہاں تک کہ منصور بن ابی عامر نے کسی الزام میں جعفر کو قتل کر ڈالا، اس وقت اس کا بھائی یحییٰ مصر میں عزیز کے پاس چلا آیا اور اس کی خدمت میں رہنے لگا۔ جب حاکم بامر اللہ کا دور حکومت آیا اور فلفول کی اطلاعی عرض داشت مشعر بایں مضمون، کہ اہل طرابلس نے منصور بن بلتکین کی اطاعت پھر قبول کر لی ہے دربار حکومت مصر میں پہنچی تو حاکم نے اسی یحییٰ کو اس مہم کا سردار بنا کر طرابلس کی جانب روانہ کیا جیسا کہ ابھی ہم اوپر بیان کر آئے ہیں، بنو قرہ اور یحییٰ سے مقام برقہ میں مقابلہ ہوا۔ بنو قرہ نے یحییٰ کی جماعت کو منتشر کر دیا۔ یحییٰ نے بمجبوری مصر کی جانب مراجعت کی اور یانس نے برقہ سے طرابلس کی طرف کوچ کیا۔

وزراء کا نصب و عزل

عضولہ، والیٔ دمشق کے انتقال کے بعد مفلح خادم مامور کیا گیا تھا، مفلح کے بعد، علی بن فلاح نے، دمشق کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور یانس کے

بعد برقہ کی حکومت صندل اسود کو مرحمت ہوئی۔ ۳۹۰ھ میں حسین ابن جوہر وزیر صیغہ جنگ کسی وجہ سے معزول کیا گیا۔ امور سلطنت کا نظم ونسق صالح بن علی بن صالح رودباری کے سپرد ہوا۔ حسین کی بد اقبالی صرف معزولی ہی پر ختم نہیں ہوتی بلکہ اس کے تھوڑے ہی دن بعد اسے قتل کر ڈالا گیا۔ حسین کو قتل ہوئے زیادہ زمانہ نہ گذرنے پایا تھا کہ اس کا جانشین صالح بھی بار حیات سے سبک دوش کر دیا گیا۔ اس کی جگہ کافی بن نصر بن عبدون صیغہ جنگ اور سیاسی امور کا وزیر مقرر کیا گیا۔ پھر اس سے بھی کچھ روز بعد زمام حکومت لے لی گئی زرعہ بن عیسیٰ بن نسطورش حکمرانی کرنے لگا مگر اس کی وزارت اور دور حکومت کو بھی استحکام حاصل نہ ہو سکا وزارت کے تھوڑے ہی دن بعد معزول کر دیا گیا، اس نے خانہ نشینی اختیار کر لی تب ابو عبداللہ حسن بن طاہر وزان قلم دان وزارت کا مالک ہوا۔

حاکم بامر اللہ کا کردار

ان تغیرات اور وزارت کی تبدیلیوں کا سبب یہ تھا کہ حاکم بامر اللہ ایک متلون مزاج شخص تھا ظلم وجور کی بھی عادت تھی، سخت گیر اس درجہ تھا کہ اراکین سلطنت ہر وقت خائف رہتے تھے۔ جرجراری وغیرہ کے ہاتھ کٹوائے، قتل کرایا۔ اکثر جان وآبرو کے خوف سے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے کچھ لوگوں نے امان کی درخواست کی۔ چنانچہ حاکم نے ان لوگوں کو امان نامہ لکھ دیا۔ قصہ کوتاہ ظلم وعدل اور خوف وامن، پابندی مذہب اور غیر پابندی مذہب میں اس کی حالتیں بدلتی رہتی تھیں، اس پر کفر کا فتویٰ دینا اس وجہ سے کہ اس نے نماز پنج گانہ چھوڑ دینے کا فرمان جاری کیا تھا غیر صحیح ہے، کوئی صاحب عقل اس کا قائل نہیں ہو سکتا، اور بالفرض اگر اس سے اس قسم کے افعال سرزد ہوتے تو اسی وقت قتل کر ڈالا جاتا۔ ہاں اس کا مذہباً رافضی ہونا البتہ معروف ومشہور ہے مگر اس کے باوجود اس معاملہ میں بھی اس کے تلون مزاجی کی وہی کیفیت تھی، کبھی تراویح پڑھنے کی اجازت دیتا تھا، گاہے قطعی ممانعت کر دیتا تھا، علم نجوم میں اسے دخل تام تھا اور اس کے احکام وتاثیرات کو بھی دل سے مانتا تھا، اس کی نسبت یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اُس نے عورتوں کو بازاروں میں نکلنے کی ممانعت کر دی تھی۔

حاکم بامر اللہ کا فرمان

ایک مرتبہ اس سے شکایت کی گئی کہ روافض نے اہل سنت والجماعت سے نماز تراویح اور نماز جنازہ پڑھنے کی حالت میں تعارض کیا اور اُن پر پتھر برسائے اس نے اسی وقت ایک فرمان لکھوایا جو آئندہ جمعہ جامع مصر کے منبر پر پڑھا گیا وھو ہذا:۔

اما بعد فان امیر المومنین یتلو علیکم اٰیۃ من کتاب اللہ المبین لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۃ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ج فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ج لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ مضی

اما بعد! امیر المومنین تمہارے روبرو اللہ تعالیٰ کی روشن کتاب (قرآن) کی آیت تلاوت کرتے ہیں۔ دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں ہدایت اور گمراہی واضح ہو چکی ہے پس جو شخص کفریات سے منکر ہوا اور اللہ پر ایمان لایا تو اس نے بے شک مضبوط رسی پکڑ لی ہے جو ٹوٹنے والی نہیں ہے، اور اللہ سنتا ہے اور جانتا ہے

مس بما فیه واتی الیوم بما یقتضیه معاشر المسلمین نحن الایمة وانتم الامة اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ من شهد الشهادتین ولا یحل عروة بین اثنین تجمعهم هذه الاخوة عصم الله بها من عصم وحرم لها ما حرم من کل محرم من دم ومال ومنکح الصلاح والاصلاح بین الناس اصلح والفساد والافساد بین العباد یستقبح یطوی ما کان فیما مضی فلا ینشر ویعرض عما انقضی فلا یذکر ولا یقبل علی ما مر وادبر من اجراء الامور علی ما کانت علیه فی الایام الخالیه ایام ابائنا الایمة المهتدین سلام الله علیهم اجمعین مهدیهم بالله وقائمهم بامر الله ومنصورهم بالله ومعزهم لدین الله وهم اذ ذاک بالمهدیه والمنصوریه واحوال القیروان تجری فیها ظاهرة غیر خفیه لیست بمستورة عنهم ولا مطویة بصوم الصائمون علی حسابهم ویفطرون ولا یعارض اهل الرویه فیما هم علیه صائمون و مفطرون صلاة الخمس للذین بها جاءهم فیها یصلون وصلاة الضحی وصلاة التراویح لا مانع لهم منها ولا هم عنها یدفعون یخمس فی التکبیر علی الجنائز المخمسون ولا یمنع من التکبیر علیها المربعون یوذن بحی علی خیر العمل

کل کا دن عافیت سے گذر گیا اور آج کا دن اپنی ضروریات کے ساتھ آگیا۔ اے گروہ مسلمانان ہم لوگ امیر ہیں اور تم لوگ امت ہو بے شک تمام مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں، پس بھائیوں میں میل کرادو اور اللہ سے ڈرتے رہو امید کی جاتی ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا جو شخص توحید و رسالت کا اقرار کرے اور دو شخصوں میں نفاق نہ ڈالے وہ سب اس اخوت اسلامی میں داخل ہیں اس کے ذریعہ سے جسے اللہ کو بچانا ہوا بچایا اور جسے روکنا ہوا اس کو محرمات خون مال اور محرم عورت سے روکا، صلاحیت اور اصلاح خلق بہتر و عمدہ چیز ہے فساد اور فتنہ پردازی خلائق نازیبا امر ہے گذشتہ باتوں کا تذکرہ نہ کیا جائے اور زمانہ ماضیہ سے اعراض کر کے اس کا ذکر ترک کر دیا جائے اور جو اس سے پیشتر گذر چکا اسے پیش نظر نہ رکھنا چاہیے اُن امور اور واقعات سے۔ جو زبانِ ماسبق میں گذر گئے علی الخصوص ہمارے آباء مہتدین کے عہد حکومت کے تذکرے ہے۔ "اللہ تعالیٰ کا سلام اُن سب پر ہو، وہ کون ہیں کہ مہدی باللہ، قائم بامر اللہ، منصور باللہ اور معز لدین اللہ وغیرہ ہیں اور وہ سب راہ راست پر تھے اور منصور تھے اور قیروان کا حال ظاہر ہے جو ان لوگوں سے پوشیدہ ہے نہ سربستہ راز ہے۔ روزہ دار اپنے اپنے مذہب کے مطابق روزے رکھیں اور افطار کریں، کوئی شخص کسی شخص سے خواہ روزہ دار ہو یا افطار کر رہا ہو تعارض نہ کرے نماز پنجگانہ جو مذہبًا فرض ہے ہر شخص ادا کرتا رہے۔ نماز چاشت اور نماز تراویح سے انہیں کوئی مانع نہ ہو اور نہ اس سے انہیں کوئی روکے نماز جنازہ پر پانچ تکبیر کہنے والے پانچ تکبیریں کہیں اور چار تکبیر کہنے والے بھی چار تکبیروں کے کہنے سے منع نہ کئے جائیں، مؤذن اذان میں حی علی خیر العمل پکاریں اور جو

المؤذنون ولا یؤذی بها یؤذنون لا
یسب احد من السلف ولا یحتسب
علی الواصف فیهم بما یوصف و
المخالف فیهم بما خلف لکل
مسلم مجتهد فی دینه اجتهاده والی
ربه میعاده عنده کتابه وعلیه حسابه
لیکن عباد الله علی مثل هذا عملکم منذ
الیوم لا یستعلی مسلم علی مسلم بما اعتقده
ولا یعترض معترض علی صاحبه فیما
اعتمده من جمیع ما نصه امیر المومنین
فی سجله هذا و بعده قوله تعالیٰ
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ
لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ
اِلَی اللّٰهِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُکُمْ
بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٥ والسلام علیکم
ورحمة الله وبرکاته۔

شخص اذان میں یہ کلمہ نہ کہے وہ ستایا نہ جائے۔ گذشتہ اصحاب کو گالی نہ دی جائے اور نہ ان کی تعریف کرنے والوں سے جیسا کہ اُن کی تعریف کی جاتی ہے مواخذہ کیا جائے اور اس بارے میں جو اُن کا مخالف ہو وہ مخالف رہے ہر مسلمان، مجتہد دینی معاملات میں اپنے اجتہاد کا ذمہ دار ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اسے جانا ہے اس کے پاس اس کی کتاب ہے اور اسی پر اس کا حساب مناسب ہے! اے بندگان خدا آج کے دن سے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے تم عمل کرو اور کوئی مسلمان دوسرے مسلمان پر اس کے اعتقادات میں دست اندازی نہ کرے اور نہ کوئی شخص اپنے دوست کے مذہبی خیالات سے متعارض ہو، ان سب باتوں کو امیر المومنین نے اس فرمان میں تحریر فرمایا ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔
اے ایمان والو تم اپنی ذات کا خیال رکھو۔ جو شخص گمراہ ہو جائے گا وہ تمھیں کچھ ضرر نہ پہنچائے گا جبکہ تم ہدایت پر ہو گے۔ تم سب کا اللہ تعالیٰ کی طرف مرجع ہے پس تمھیں وہ آگاہ کرے گا جو تم کر رہے ہو۔
والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہ فرمان ماہ رمضان المبارک ۳۹۳ھ کو لکھا گیا تھا۔

حاکم بامر اللہ کا قتل

ان واقعات کے بعد حاکم[1] بامر اللہ ابو علی منصور بن عزیز باللہ نزار بن معز علوی والی مصر جس کی سوانح اور عہد حکومت کے حالات ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں مقام برکت الجیش مصر میں مقتول پایا گیا۔ یہ اکثر شب کے وقت گدھے پر سوار ہو کر شہر کا چکر لگایا کرتا تھا اور کوہ مقطم پر ایک مکان بنا رکھا تھا اس میں عبادت کی غرض سے تنہا جا کر رہا کرتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کواکب کی روحانیت جذب کرنے کے لئے وہاں جاتا تھا چنانچہ ۲۷ شوال ۴۱۱ھ کو حسب دستور، رات کے وقت اپنے گدھے پر سوار ہو کر چلا۔ دو سوار ساتھ ہو لئے۔ اس نے دونوں سواروں کو یکے بعد دیگرے واپس کر دیا

---

[1] حاکم بامر اللہ مقام قاہرہ میں شب پنج شنبہ ۲۳ ربیع الاول ۳۷۵ھ کو پیدا ہوا، ۳۸۳ھ میں اس کی ولی عہدی کی بیعت اس کے باپ کی حالت حیات میں لی گئی۔ ۳۸۶ھ میں اپنے باپ کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا، متلون طبع، غیر مستقل مزاج آدمی تھا اس کے واقعات عجیب وغریب ہیں۔ ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۱۲۰، مطبوعہ مصر۔

اور خود غائب ہو گیا پھر لوٹ کر دو چار روز تک نہ آیا۔ ارکین دولت اس کے آنے کا انتظار کرتے رہے۔ بالآخر مظفر صقلی، قاضی اور بعض مصاحبین ڈھونڈھنے کے لئے کوہ معظم کی طرف روانہ ہوئے۔ جوں ہی پہاڑ پر چڑھے اس کی سواری کے گدھے کو دیکھا کہ ہاتھ پاؤں کٹا ہوا مردہ پڑا ہے۔ نشان قدم لیتے ہوئے آگے بڑھے تو اس کے کپڑوں کو پایا جو پارہ پارہ ہو گئے تھے اور جس میں چھریوں کے زخم کے چند نشانات موجود تھے۔ اس سے ان لوگوں نے اس کے قتل ہو جانے کا یقین کر لیا

بنت الملک

بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم کی بہن کی نسبت حاکم کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تھی کہ اس کے پاس اجنبی مرد آیا جایا کرتے ہیں اس بنا پر حاکم نے اپنی بہن کو دھمکایا۔ حاکم کی بہن نے ناراض ہو کر سپہ سالاران کتامہ سے ابن دواس نامی سپہ سالار کو بلا بھیجا اور اُس سے یہ کہا "میرا بھائی بدعقیدہ ہو گیا ہے اس سبب سے مسلمانوں کے قدم ڈگمگائے جاتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ تم اسے مار ڈالو دیکھو اگر تم اس راز کو افشا کر دو گے تو نہ ہماری جان کی خیر ہے اور نہ تمھاری جان کی، اگر تم اس خدمت کو پورے طور سے انجام دے دو گے تو میں تمھیں بہت بڑا عہدہ دوں گی اور جاگیریں بھی عنایت کروں گی" ابن دواس تو حاکم کا مخالف ہی تھا اس کے علاوہ حاکم کو مار ڈالنے سے آئندہ تمام خطرات سے اُسے نجات ملتی تھی بے تامل حاکم کے قتل پر تیار ہو گیا۔ چنانچہ دو شخصوں کو حاکم کے قتل کرنے کے لئے اس کی خلوت میں بھیجا اور جب ان لوگوں نے اسے مار ڈالا اور ارکین دولت کو اس کے مارے جانے کا یقین ہو گیا تو سب کے سب جمع ہو کر اس کی بہن بنت الملک کے پاس گئے۔ ابن دواس بھی حاضر ہوا، سب نے متفق ہو کر علی بن حاکم کو مسندِ خلافت پر متمکن کیا۔

ابو معد علی الظاہر لاعزاز دین اللہ کی تخت نشینی

اس وقت یہ ایک نوعمر لڑکا تھا ہنوز سن بلوغ کو نہیں پہنچا تھا، غرض علی بن حاکم نے بیعت خلافت لینے کے بعد "الظاہر لاعزاز دین اللہ" کا خطاب اختیار کیا اور تمام ممالک محروسہ میں گشتی فرامین بیعت خلافت لینے کی غرض سے روانہ کئے گئے۔

ابن دواس کا انجام

بیعت لینے کے دوسرے دن ابن دواس سپہ سالار اور سپہ سالاروں کے ساتھ بنت الملک ہمشیرۂ حاکم کی خدمت میں حاضر ہوا، بنت الملک نے اپنے خادم کو اشارہ کر دیا، اُس نے لپک کر ابن دواس کو تلوار پر اٹھا لیا۔ یہاں تک کہ انھی سپہ سالاروں کے روبرو ابن دواس مار ڈالا گیا۔ بنت الملک برابر کہتی جاتی تھی۔ "یہ حاکم کے خون کا بدلہ ہے"۔ "یہ حاکم کے خون کا بدلہ ہے"۔ کسی نے دم تک نہ مارا۔

ابو القاسم بن احمد جرجرائی

ابن دواس کے مارے جانے اور خلیفہ ظاہر کے تخت نشین ہونے کے بعد، بنت الملک، امور سلطنت کی نگرانی کرنے لگی۔ چار برس تک زمام حکومت اس کے قبضہ میں رہی، اس کے مرنے کے بعد، خدام خلافت معضاد اور تا فریں وزراں امور مملکت کے سیاہ و سفید کے مالک ہوئے۔ قلمدانِ وزارت ابو القاسم بن احمد جرجرائی کے سپرد ہوا۔ اس نے اپنے عہدِ وزارت

میں زمام حکومت اپنے قبضہ میں لے لی تھی اور کسی کی کچھ نہیں چلتی تھی۔

شام کی بغاوت

انھی واقعات کے اثناء میں ملک شام میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ بنی کلاب سے صالح بن مرداس نے حلب پر قبضہ کر لیا، بنو جراح نے اس کے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا، ظاہر کو اس کی اطلاع ہوئی فوجیں مرتب و آراستہ کر کے ۴۲۰ھ کو زریری والی فلسطین کو شام کی جانب روانہ کیا۔ صالح بن مرداس سے اس کا مقابلہ ہوا، صالح اور اس کا چھوٹا لڑکا مارا گیا، زریری نے دمشق پر قبضہ کر لیا اور حلب کو بھی شبل الدولہ نصر بن صالح کے قبضہ سے نکال کر اسے قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ سے قبل جب کہ شبل الدولہ فلسطین میں تھا اس سے ابن جراح سے اَن بَن ہو گئی تھی اور متعدد لڑائیاں بھی ہوئی تھیں انھی لڑائیوں کے سلسلہ میں شبل الدولہ رملہ سے قیساریہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا تھا۔ ابن جراح نے رملہ کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور شب خون مارنے کی غرض سے قرب و جوار میں اپنی فوج کو پھیلا دیا اس لوٹ اور غارت گری کا سیلاب بڑھتے بڑھتے عریش تک پہنچا۔ اہل بلبیس اور اہل قرافہ بہ خوف جان و آبرو جلا وطن ہو کر مصر چلے گئے۔ اس کے بعد صالح بن مرداس نے عرب کو جمع کر کے دمشق پر چڑھائی کی، ان دنوں دمشق میں ذوالقرنین ناصر الدولہ بن حسین حکومت کر رہا تھا۔ حسان بن جراح نے یہ خبر پاکر ذوالقرنین کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ صالح بن مرداس نے دمشق سے محاصرہ اٹھا کر حلب پر فوج کشی کر دی اور اسے شعبان کتامی کے قبضہ سے نکال لیا، اس کے بعد خلیفہ ظاہر والئی مصر نے مغربی فوجیں زریری کی افسری میں روانہ کیں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اور اس نے آکر دمشق پر قبضہ کر لیا۔

خلیفہ ظاہر کی وفات

۱۵ار شعبان ۴۲۷ھ کو خلیفہ الظاہر لاعزاز دین اللہ ابوالحسن علی بن حاکم علوی والئی مصر نے وفات پائی، تقریباً سولہ برس خلافت کی، تینتیس سال کی عمر پائی۔

باب ۱۱

ابو تمیم معد المستنصر باللہ ۴۲۷ھ تا ۴۸۷ھ

و

ابو القاسم احمد المستعلی باللہ ۴۸۷ھ تا ۴۹۵ھ

خلیفہ ظاہر کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ابو تمیم مُعَد نے تخت خلافت پر قدم رکھا "المستنصر باللہ" کا خطاب اختیار کیا۔ زمام حکومت ابو القاسم علی بن احمد جرجرای وزیر السلطنت نے اپنے ہاتھ میں لی جو سابق خلیفہ کے عہد حکومت میں بھی عہدہ وزارت سے سرفراز تھا۔

الوشتکین زریری ان دنوں حکومت دمشق پر زدبیری مامور تھا جس کا اصلی نام الوشتکیں تھا، اس نے اپنے عادلانہ برتاؤ سے ملک میں امن و سکون پیدا کر دیا تھا۔ ملک کے کسی گوشہ سے بغاوت اور فتنہ و فساد کی آواز تک بھی نہیں سُنی جاتی تھی مگر وزیر السلطنت ابو القاسم کو اس سے دلی عناد تھا اور ہمیشہ اس کی بیخ کنی کی فکر میں رہا کرتا تھا، ایک مدت کے غور و فکر کے بعد زریری کے سکریٹری (ابو سعید) سے خط و کتابت شروع کی اور اس کے ذریعہ سے زریری کو علم حکومت علویہ کی مخالفت پر اُبھارنے لگا۔ زریری نے اس مخالفت کو ناپسندیدہ تصور کر کے ابو سعید کو اپنے دربار سے نکلوا دیا۔ اس وجہ سے ابو سعید اور زریری کے درمیان کشیدگی اور منافرت پیدا ہو گئی۔ اتفاق سے انھی دنوں میں زریری کے لشکر کے چند سپاہی کسی ضرورت سے مصر آئے ہوئے تھے۔ وزیر السلطنت نے اِن لوگوں کو پٹی پڑھا کر اپنا بنا لیا۔ چنانچہ ان سپاہیوں نے بعد واپسی، بقیہ لشکریوں کو سمجھا بجھا کر زریری پر دفعۃً حملہ کرنے پر آمادہ و تیار کر لیا۔ زریری کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔ زریری نے ان کی اصلاح کی کوشش کی، مگر جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو دمشق کو خیر باد کہہ کر بعلبک کی طرف چلا گیا۔ یہ واقعہ ۴۳۳ھ کا ہے گورنر بعلبک نے زریری کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ اس نے حماۃ کی طرف قدم بڑھایا۔ والی حماۃ نے بھی اس کی حمایت نہ کی زریری کو غصہ آگیا۔ آمادہ بہ جنگ ہوا۔ اثنائے جنگ میں

رسد و غلہ کی فراہمی کی غرض سے قرب وجوار کے شہروں پر غارت گری کا ہاتھ صاف کرنے لگا۔ چند دن کے بعد فوج کی کمی محسوس ہوئی۔ کفرطاب سے اپنے ایک دوست کو اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ چنانچہ والئ کفرطاب دو ہزار پیادے لیے ہوئے امداد کو آ پہنچا۔ زریری نے ان لوگوں کے ساتھ حلب کی جانب کوچ کیا اور وہاں پہنچ کر ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور میں جاں بحق ہو گیا۔

شام میں شورش زریری کی وفات سے شام کے امن عامہ میں خلل و تغیر پیدا ہو گیا۔ قرب وجوار کے عرب باشندوں کو لالچ دامن گیر ہوا۔ وزیر السلطنت ابوالقاسم نے انتظاماً حکومت دمشق پر حسین بن حمدان کو مامور کیا۔ اس کی آخری اور انتہائی کوشش یہ تھی کہ یہ شام کو باغیان دولت علویہ کے حملوں سے بچاتا رہا۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ حسان بن مفرج طائی نے فلسطین کو دبا لیا، معزالدولہ بن صالح کلابی نے حلب پر فوج کشی کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ باقی رہا قلعہ حلب وہ چند روز تک فتح نہ ہو سکا اہل قلعہ نے دروازے بند کر لئے، بارگاہ خلافت مصر سے امداد کی درخواست کی۔ جب دربار خلافت سے کوئی امداد و کمک نہ پہنچی تو اہل قلعہ نے، قلعہ کو اپنے حریف معزالدولہ بن صالح کے سپرد کر دیا اس نے قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا۔

معز بن بارلیس کی بغاوت ۴۴۳ھ میں معز بن بارلیس نے ملک افریقیہ میں عبیدیوں کے علم حکومت کی مخالفت کا جھنڈا بلند کیا۔ خلیفہ مستنصر علوی کا خطبہ وسکہ موقوف کر کے خلیفہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ خلیفہ مستنصر نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر تہدید آموز خط لکھا۔ جس کا معز نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

ابوالقاسم کی معزولی اس واقعہ کے بعد مصر کی وزارت میں تبدیلی واقع ہوئی۔ ابوالقاسم وزیر السلطنت معزول کر دیا گیا اس کی جگہ حسین بن علی تازوری قلمدان وزارت کا مالک ہوا چونکہ یہ خاندان وزارت سے نہ تھا اس وجہ سے خلیفہ مستنصر نے اسے ان خطابات سے مخاطب نہ کیا جن خطابات سے وزراء سابق کو خطاب کیا کرتا تھا۔ اس سے پیشتر خلفاء مصر اپنے وزراء کو "عبدہ" سے مخاطب کیا کرتے تھے لیکن خلیفہ وقت نے اس کو "صنیعہ" سے مخاطب کیا۔ تازوری کو یہ ناگوار گذرا اور در پردہ خلافت علویہ کی بیخ کنی کرنے لگا۔ ادھر قبائل زغبہ اور ریاح لبطون ہلال میں باہم مصالحت کرا کر افریقیہ کی جانب روانہ کیا اور ان سے یہ عہد و پیماں کر لیا کہ جن جن ملکوں کو تم فتح کر لو گے وہ سب تمہارے مقبوضہ اور مملوکہ تصور کئے جائیں گے۔ ادھر معز والئ افریقیہ کو یہ پیام بھیجا "اما بعد فقد ارسلنا الیک خیولاً وحملنا علیہا رجالاً فحولاً لیقضی اللہ امراً کان مفعولا"۔ (ہم نے تمہارے پاس مردان جنگ زور آور کو بھیجا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرنے والا ہے اُسے پورا کرے)

افریقیہ میں عربوں کی غارت گری غرض عرب کا یہ گروہ کوچ و قیام کرتا ہوا برقہ کی سرزمین میں پہنچا ملک سرسبز و شاداب تھا مگر ویران پڑا ہوا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ معز نے برقہ کے قدیم رہنے والے

لہ اس شخص کا نام مقلد بن منقذ کنانی تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ لیدن جلد ۹ صفحہ ۳۴۳

قبیلہ زناتہ کو جلاوطن کردیا تھا۔ عرب نے برقہ میں پہنچتے ہی طرح اقامت ڈال دی اور رہنے لگے۔ رفتہ رفتہ معز تک یہ خبر پہنچی۔ عربوں کے اس گروہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھ کر غلاموں کی خریداری شروع کر دی تھوڑے دنوں میں تیس ہزار غلام خرید لئے۔ اسی اثناء میں بنو زغبہ نے طرابلس پر ۴۴۶ھ میں قبضہ حاصل کر لیا، بنو ریاح، بجمیں اور بنو عدی افریقہ میں قتل و غارت گری کرتے ہوئے گھس پڑے۔ سارا ملک خونریزی اور لوٹ مار سے بھر گیا۔ اس کے بعد انہی عربوں کے امراء میں سے چند لوگ بطور وفد (ڈیپوٹیشن) معز کے دربار خلافت میں گئے۔ اس وفد کا سردار بنی مرداس کا ایک شخص یونس بن یحییٰ نامی تھا معز نے اس وفد کی بڑی آؤ بھگت کی۔ جائزے دیئے، صلے مرحمت کئے اور انعام و اکرام کے ساتھ رخصت کیا مگر اس تواضع اور مدارات نے کچھ بھی کام نہ کیا ان وفود نے اپنے ملک میں پہنچ کر اپنی قوم کے ساتھ پھر وہی لوٹ مار شروع کر دی جیسا کہ اس سے پیشتر کر رہے تھے۔ اس وقت افریقہ مصیبتوں اور طرح طرح کی بلاؤں کا مرکز بنا ہوا تھا! ایسی خونریزی ایسی غارت گری افریقہ میں کبھی نہ دیکھی گئی تھی اور نہ سنی گئی تھی۔

یوم العین

بمجبوری معز نے ان لوگوں کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں مرتب کیں صنہاجہ اور سوڈان کے تیس ہزار جنگ آوروں کو ساتھ لے کر افریقہ کی حمایت کو نکل کھڑا ہوا، اس کے مقابلے[1] پر عرب تین ہزار کی جمعیت سے آیا ہوا تھا۔ اتفاق یہ کہ کثرت فوج کے باوجود معز کو شکست ہوئی صنہاجہ کا گروہ بے حد پامال ہوا۔ معز نے بھاگ کر قیروان میں دم لیا۔ اس کے بعد بروز عید قرباں جس وقت کہ عرب کا گروہ نماز میں مشغول تھا معز نے پھر حملہ کیا عرب نے اس واقعہ میں بھی معز کو پسپا کر دیا۔ یہ شکست پہلی شکست سے بڑھ چڑھ کر تھی۔ پھر سہ بارہ معز نے زناتہ اور صنہاجہ کی فوجوں کو فراہم کر کے عرب پر حملہ کیا۔ اور ناکامی کے ساتھ پسپا ہوا اس واقعہ میں اس کے لشکر کے تین ہزار آدمی کام آئے۔ عرب کا فتح مند گروہ شکست خوردوں کا مصلاتے قیروان تک تعاقب کرتا چلا گیا اور ہمراہیان معز شکست پر شکست اٹھاتے ہوئے بھاگے جاتے تھے شکست خوردہ فوج کا ایک بڑا حصہ مارا گیا، معز نے اپنے سپاہیوں کو رسد و غلہ کی فراہمی کی غرض سے قیروان میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ جوں ہی معز کا لشکر قیروان میں داخل ہوا عوام الناس سے مڈبھیڑ ہو گئی اس واقعہ نے باقی ماندہ کا کام تمام کر دیا۔

قیروان پر حملہ

۴۴۶ھ میں عرب نے قیروان پر حملہ کیا۔ معز نے اگرچہ حفاظت کا بخوبی انتظام کر لیا تھا مگر پھر بھی یونس بن یحییٰ سردار عرب نے شہر باجہ پر قبضہ کر لیا۔ معز نے گھبرا کر اہل قیروان کو مہدیہ میں جا کر قلعہ نشین ہونے کا حکم دیا۔ ان دنوں مہدیہ کی عنان حکومت تمیم کے قبضۂ اقتدار میں تھی، تمیم معز کا بیٹا تھا ۴۴۵ھ میں معز نے اسے مہدیہ کی حکومت پر متعین کیا تھا۔ ۴۴۹ھ میں معز

---

[1] یہ مقابلہ مقام جندران میں ہوا تھا' یہ ایک پہاڑ ہے جس سے تین یوم کی مسافت پر قیروان واقع ہے' عرب کا گروہ ابتداً اس ٹڈی دل لشکر کو دیکھ کر گھبرا گیا تھا یونس نے اس امر کا احساس کر کے کہا آج کا دن بھاگنے کا نہیں ہے" عرب کے گروہ نے جواب دیا' اچھا پھر ہم ان پر کس طرح نیزہ لگائیں کیونکہ یہ لشکر از سرتاپا لوہے میں غرق ہے" یونس نے جواب دیا" آنکھوں میں نیزے مارو" پس عرب نے وقت جنگ ایسا ہی کیا اور اسی مناسبت سے اس لڑائی کا نام یوم العین ہوا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۳۸۹ مطبوعہ لیڈن۔

بھی عرب کی روزانہ چھیڑ چھاڑ سے تنگ آکر قیروان سے مہدیہ چلا گیا، عرب کی بن آئی غارت گری شروع کردی قیروان اور اس کے قرب وجوار کے کل شہروں اور قلعوں کو آزادی کے ساتھ تاخت وتاراج کیا جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

اس کے بعد دارالخلافت بغداد میں بساسیری (بنی بویہ کا ایک غلام تھا) کی سازش سے بزمانہ انقراض حکومت بنی بویہ و مغلوبیت سلاطین سلجوقیہ، خلیفہ مستنصر علوی مصری کے نام کا خطبہ پڑھا گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کرنے والے ہیں۔

مادر خلیفہ مستنصر خلیفہ مستنصر کی ماں اگرچہ عورت تھی مگر امور سلطنت میں اسی کی حکومت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا وزارت کی تبدیلی اور تقرری اسی کے قبضہ میں تھی وزراء دولت، غالب اور قابض ہونے کے لئے ترکوں کو اپنی فوج میں بھرتی کرلیا کرتے تھے لیکن یہ جس سے کشیدہ خاطر ہوجاتی تھی اسے اپنی جان کے لالے پڑجاتے تھے۔ یہ اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا کہ جس سے ناراض ہوتی اس کی نسبت خلیفہ مستنصر کو اشارہ کردیتی تھی، خلیفہ مستنصر اسے فوراً قتل کرڈالتا تھا۔ ابتداً قلمدان وزارت ابوالفتح فلاحی کے سپرد ہوا کچھ عرصہ بعد مستنصر کی ماں کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ خلیفہ مستنصر نے اپنی ماں کے اشارہ سے ابوالفتح کو گرفتار کرکے قید حیات سے سبکدوش کردیا۔ تب ابوالبرکات حسن بن محمد کو عہدۂ وزارت عطا ہوا۔ زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ یہ بھی معزول کیا گیا۔ اس کے بعد محمد تازوری[1] اس عہدہ جلیلہ سے ممتاز ہوا۔ یہ بھی چند دن کی وزارت کے بعد مار ڈالا گیا، بعدہ ابوعبداللہ حسین بن باہلی قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔

معرکہ کوم الریش دولت علویہ کے سوڈانی غلاموں میں سے ناصرالدولہ بن حمدان نامی ایک شخص تھا، کتامہ اور مصامدہ اس کی طرف مائل ہوگئے اور اس کے ہوا خواہ بن گئے، ایک روز کسی بات پر ترکوں اور بارگاہ خلافت کے غلاموں میں چل گئی۔ پچاس ہزار غلام جنگ کرنے کے لئے جمع ہوگئے۔ ترکوں کی تعداد صرف چھ ہزار تھی۔ ترکوں نے خلیفہ مستنصر سے غلاموں کی شکایت کی، خلافت مآب نے کچھ خیال نہ فرمایا، مجبوراً ترکوں کو بھی آمادہ بہ جنگ ہونا پڑا۔ مقام کوم الریش میں مقابلہ کی ٹھہری۔ ترکوں نے ایک دستہ فوج کو پہلے سے کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ اور بقیہ کو مرتب کرکے سینہ بہ سینہ لڑنے کے لئے نکلے۔ لڑتے لڑتے پیچھے ہٹے۔ غلاموں نے جوش کامیابی میں تعاقب کیا، فتح یابی کے گھمنڈ میں بڑھتے چلے آئے جس وقت غلاموں کا لشکر کمین گاہ سے آگے بڑھا ترکوں نے جنگ کی ترئی بجائی اور نقارہ پر چوب ماری غلاموں کا لشکر یہ خیال کرکے کہ یہ خلیفہ مستنصر کی فوج ہے بھاگ کھڑا ہوا۔ سیکڑوں غلام مارے اور تقریباً چالیس ہزار دریا میں ڈوب گئے۔

جنگ جیرہ اس واقعہ سے ترکوں کی قوت بڑھ گئی نظام حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہوگیا فتنہ وفساد

---

[1] تازور مقامات رملہ میں ایک گاؤں کا نام ہے۔ منہ رحمہ اللہ

کے دروازے کھل گئے۔ شاہی لشکر ملک شام وغیرہ سے جمع ہو کر غلاموں کی کمک کو آیا اور غلاموں کے ساتھ ہو کر ترکوں کی سرکوبی کے لئے نکلا۔ اس لشکر کی تعداد پندرہ ہزار تھی۔ اس وقت ترکوں کا گروہ جیزہ میں تھا چنانچہ شاہی لشکر جیزہ کی طرف بڑھا ترک بھی مقابلے پر آئے۔ ناصر الدولہ بن حمدان ان ترکوں کی سرداری کر رہا تھا۔ اس معرکہ میں بھی ترکوں کو فتح نصیب ہوئی۔ شاہی لشکر شکست کھا کر صعید کی جانب لوٹا اور ناصر الدولہ ترکوں کے ساتھ مظفر و منصور اپنے قیام گاہ میں واپس آیا۔

ناصر الدولہ بن حمدان اس کے بعد غلاموں نے صعید میں گروہ بندی شروع کر دی اور ترکوں کا گروہ عذر خواہی کی غرض سے محل سرائے خلافت میں حاضر ہوا۔ مادر مستنصر نے محل سرا کے غلاموں کو ترکوں کے قتل کا اشارہ کر دیا، غلاموں نے اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے ہلڑ مچایا، ترک اسے تاڑ گئے۔ محل سرائے خلافت سے نکل کر باہر چلے آئے، ناصر الدولہ بھی ان کے ہمراہ تھا۔ ارکین اور ہوا خواہان دولت سے جنگ شروع ہو گئی۔ ترکوں نے انھیں شکست دے کر اسکندریہ اور دمیاط پر قبضہ کر لیا۔ ان دونوں شہروں اور ریف کے تمام شہروں سے خلیفہ مستنصر کی خلافت جاتی رہی، خطبہ و سکہ موقوف کر دیا گیا، دار الخلافت بغداد میں تاج دار خلافت عباسیہ سے خط و کتابت ہونے لگی اس شورش کی وجہ سے اہل قاہرہ شہر چھوڑ چھوڑ کر اِدھر اُدھر بھاگ نکلے خلیفہ مستنصر نے یہ رنگ دیکھ کر شہر کی اصلاح کی جانب توجہ کی، قاہرہ آیا اور امن و امان کی منادی کرائی، مادر مستنصر نے پچاس ہزار دینار پر ناصر الدولہ سے مصالحت کر لی۔

ناصر الدولہ کا قتل مصالحت ہونے کی وجہ سے ناصر الدولہ کے اکثر ہمراہی اور اس کی اولاد متفرق و منتشر ہو گئی، خلیفہ مستنصر کو اپنے قدیمی کینہ کے نکالنے کا موقع مل گیا۔ ترکی سرداروں کو ملا کر دولتِ علویہ کے خطبہ و سکہ جاری کرانے کی تحریک کی۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ جب تک ناصر الدولہ ہم میں موجود ہے یہ امر ناممکن ہے، خلیفہ مستنصر نے کہا "اسی نے تو تم کو لڑا کر تباہ و برباد کیا ہے۔ اس کا کام تمام کر دو"۔ سرداران ترک اس فقرہ میں آ گئے۔ رات کے وقت ناصر الدولہ کے مکان پر پہنچے آواز دی ناصر الدولہ کو چونکہ ان لوگوں سے کسی قسم کا اندیشہ نہ تھا۔ باہر نکل آیا۔ ترکی سردار تلواریں نیام سے کھینچ کر ٹوٹ پڑے، یہاں تک کہ وہ مرگیا، سر اُتار کر اس کے بھائی کے مکان پر آئے اور اسے بھی قتل کر کے سر اُتار لیا، دونوں بھائیوں کا سر لئے ہوئے خلیفہ مستنصر کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ واقعہ ۴۶۵ھ کا ہے۔ ناصر الدولہ کے مارے جانے کے بعد ترکوں نے الذکر نامی ایک شخص کو امیر بنایا چنانچہ یہ دولتِ علویہ کا انتظام کرنے لگا۔

بدر جمالی بدر جمالی آرمنی الاصل، دولت علویہ کا ساختہ پرداختہ اور خلیفہ مستنصر کا خادم تھا پہلے یہ والئ دمشق کا حاجب مقرر کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد دار الامارت کے سوا سارے شہر کی نظامت پر مامور ہوا۔ پھر جب والئ دمشق نے وفات پائی۔ تو اس نے زمام حکومت دمشق اپنے ہاتھ میں لی۔ یہاں تک کہ ابن منیر والئ دمشق ہو کر دمشق آیا پس ابن منیر کے آنے کے بعد بدر دار الخلافت

مصر چلا آیا اور ترقی کرتے کرتے عکہ کا والی ہوا۔ بدر حد درجہ کفایت شعار تھا، نہایت قابلیت سے حکومت کرتا تھا اور قابل حکمرانوں میں اس کا شمار کیا جاتا تھا۔

بدر جمالی کا عروج جس وقت مستنصر کے ساتھ ترکوں کے جھگڑے پیدا ہوئے اور آئے دن ترکوں نے مستنصر کو تنگ کرنا شروع کیا اس وقت مستنصر نے بدر جمالی کو امور سلطنت کے انتظام کی غرض سے دارالخلافت مصر طلب کیا، بدر نے درخواست کی کہ مجھے مصری لشکر کو زیر کرنے کی غرض سے فوج بڑھانے کی اجازت دی جائے، خلافت مآب نے اجازت دے دی تب بدر نے ایک عظیم فوج آرمینیوں کی تیار کر کے دس جنگی کشتیوں کے ساتھ عکہ سے براہ دریا مصر کی طرف کوچ کیا، تھوڑے دن بعد مصر میں داخل ہوا، بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا، خلیفہ مستنصر نے محل سرائے خلافت کے سوا تمام شہروں کی حکومت عنایت کی، خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر طوق کی جگہ جواہر کا گلوبند مرحمت کیا اور والی دمشق کی طرح "السید الاجل امیر الجیوش" کا خطاب دیا، اس کے علاوہ "کافل قضاة المسلمین" اور "داعی دعاة المومنین" کے خطابات بھی دیئے۔ قلمدان وزارت بھی بدر کے سپرد کیا، غرض قلم اور قلم دونوں کا مالک بنایا۔ تمام امور سلطنت کے نظم و نسق کا اسے اختیار دیا گیا جسے جو کچھ دربار خلافت میں عرض و معروض کرنا ہوتا اس کے ذریعہ سے کرتا۔

بدر جمالی کے کارنامے خلیفہ مستنصر نے ان سب امور کی بابت بدر سے عہد و پیمان کر لیا تھا۔ دعاة اور قضاة کی تقرری بھی اسی کے قبضہ میں تھی۔ یہ مذہب امامیہ کا ایک غالی اور متعصب فرد تھا۔ اس نے امور سلطنت کا نظم و نسق شروع کیا۔ اطراف و جوانب کے امراء اور بنی عقیل نے صور کو دبا لیا تھا، اس نے ان سے اسے واپس لے لیا۔ مثلاً ابن عمار نے طرابلس کو، ابن معرف نے عسقلان کو، اس کے بعد سپہ سالاران لشکر اور ارکین دولت کی جانب متوجہ ہوا۔ ان لوگوں سے بھی وہ مال و زر جو ان لوگوں نے زمانہ طوائف الملوکی میں خلیفہ مستنصر سے لیا تھا۔ ایک ایک کر کے وصول کر لیا۔ دمیاط پر ایک جماعت مفسدین عرب کی قابض ہو رہی تھی بدر نے ان کی بھی سرکوبی کی اور دمیاط کو ان لوگوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ لواتہ کی بھی گوشمالی کی ان کے مردوں کو قتل اور عورتوں اور لڑکوں کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنایا۔ اس کے بعد جہینیہ کی طرف بڑھا ....[۱] ان لوگوں کے ساتھ بنی جعفر کا ایک گروہ تھا طرح العلیا میں فریقین کا ۴۶۹ھ میں مقابلہ ہوا۔ بدر نے انھیں بھی شکست فاش دے کر ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ اس مہم سے فارغ ہو کر اہواز کی جانب کوچ کیا، اہواز پر کنز الدولہ محمد قابض ہو رہا تھا۔ بدر نے اسے قتل کر کے اہواز پر قبضہ کر لیا۔ غرض نہایت قلیل مدت میں بدر نے دولت علویہ کو اندرونی اور بیرونی فسادات سے پاک صاف کر کے ایک متمدن اور باسیاست سلطنت بنا دیا۔ رعایا کو مرفع الحال بنانے کی غرض سے تین برس کا خراج معاف کر دیا جس سے دولت علویہ اس عروج اور شائستگی پر ہو گئی جیسا کہ اس سے پیشتر تھی۔

---

[۱] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ من مترجم

اتسز بن افق کا شام پر حملہ

سلاطین سلجوقیہ ان دنوں خراسان، عراقین اور بغداد پر متصرف و قابض ہو رہے تھے۔ اس وقت ان کا بادشاہ طغرل بک تھا۔ ایسا کوئی ملک نہ تھا جہاں پر ترکوں کا لشکر نہ پہنچا ہو۔ اتسز بن افق نے جو سلطان ملک شاہ سلجوقی کی فوج کا ایک نامور سردار تھا ۴۴۳ھ یا ۴۶۳ھ میں شام پر حملہ کیا۔ اتسز کو شامی، افسفس کے نام سے یاد کرتے تھے واقعہ یہ ہے کہ ترکی نام ہے تلفظ کی وجہ سے ناموں میں بے حد تغیر ہو جاتا ہے ہکذا قال ابن الاثیر اتسز نے رملہ اور بیت المقدس کو بزور تیغ فتح کر کے دمشق کا محاصرہ کیا، اس کے قرب و جوار کے قصبات اور دیہاتوں کو غارت گری سے تاخت و تاراج کرنے لگا۔

معلی بن حیدرہ

ان دنوں دمشق کی زمام حکومت، خلافت مصری کی طرف سے معلی بن حیدرہ کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ معلی نے نہایت عزم و احتیاط سے قلعہ بندی کی، اتسز نے اگرچہ لوٹ مار سے دمشق کے مضافات کو ویران و خراب کر دیا مگر دمشق فتح نہ ہوا۔ ۴۶۸ھ تک دمشق حملہ آور گروہ کا تختہ مشق بنا رہا۔ طول حصار، رسد، غلہ اور امداد کی آمد و رفت بند ہونے کی وجہ سے اہل دمشق نے معلی کے خلاف بغاوت کر دی بیچارہ معلی اپنی جان بچا کر بلبیس بھاگ گیا اور وہاں سے مصر چلا گیا۔ خلیفہ مستنصر نے اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا یہاں تک کہ قید ہی میں مر گیا۔

اتسز کا دمشق پر قبضہ

معلی کے چلے جانے کے بعد مصامدہ نے جمع ہو کر انتصار بن یحیی کو دمشق کی امارت کی کرسی پر متمکن کیا، وزیر الدولہ کا لقب دیا۔ مگر تھوڑے ہی دن بعد گرانی کے باعث اہل دمشق کی حالت نازک ہو گئی اس اثناء میں خلافت عباسیہ کا ایک نامور امیر قدس شریف سے آگیا اور اس نے محاصرین کا حوصلہ بڑھا دیا اہل دمشق نے مجبور ہو کر امان طلب کی اور شہر کو محاصرین کے حوالہ کر دیا۔ فتح مند امیر نے وزیر الدولہ کو قلعہ بانیاس میں لے جا کر نظر بند رکھا اور خود مظفر و منصور ماہ ذیقعدہ میں داخل دمشق ہوا، خلافت عباسیہ کا جھنڈا دمشق کے قلعہ پر اڑایا گیا۔ جامع مسجد میں خلیفہ مقتدی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

اہل قدس کا محاصرہ و تاراج

اس کے بعد ۴۶۹ھ میں اتسز نے مصر پر فوج کشی کی، بدر نے گرد و نواح کی عربی فوجوں کو فراہم کر کے اتسز کا مقابلہ کیا، ایک خونریز و سخت جنگ کے بعد اتسز کو شکست ہوئی اس کے اکثر ہمراہی کام آگئے اور اتسز شکست اٹھا کر شام کی جانب لوٹا دمشق پہنچ کر اہل دمشق کا شکریہ ادا کیا اور اس حسن خدمت کے صلے میں کہ اہل دمشق نے اس کے زمانہ غیر حاضری میں دمشق کی عمدہ طور سے محافظت و نگرانی کی ۴۶۹ھ کا خراج معاف کر دیا، اور اہل قدس نے چونکہ اس کے زمانہ عدم موجودگی میں سرکشی اور بغاوت کی تھی اس وجہ سے ان لوگوں پر محاصرہ ڈال دیا اور بزور تیغ قتل و غارت کرتا ہوا شہر میں گھس گیا۔ شکست خوردوں کا ایک گروہ مسجد داؤد علیہ السلام میں جا کر پناہ گزیں ہوا مگر ان پناہ گزینوں کو وہاں بھی پناہ نہ ملی ہزارہا آدمی مسجد اقصی میں مارے گئے۔ اس اثناء میں امیر الجیوش بدر جمالی نے مصر سے ایک عظیم فوج سپہ سالار نصیر الدولہ کی ماتحتی میں دمشق کی جانب روانہ کی، چنانچہ نصیر الدولہ نے دمشق پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند کر دی آئے دن لڑائیوں سے اہل دمشق کو تنگ کرنے لگا

امارت شام پر تتش کا تقرر

سلطان ملک شاہ تاج دار سلجوقیہ نے ۴۷۱ھ میں اپنے بھائی تتش کو بلاد شام کی زمام حکومت سپرد کی تھی ساتھ ہی اس کے یہ بھی ارشاد کیا تھا کہ بلاد شام کے

جن جن شہروں کو تم بزور تیغ فتح کر لوگے وہ سب تمہارے مقبوضہ تسلیم کیے جائیں گے۔ چنانچہ تتش نے ملک شام میں پہنچ کر حلب پر فوج کشی کی۔ ترکمانوں کی ایک عظیم فوج اس کے رکاب میں تھی۔ اہل حلب کو اس محاصرے اور حملے سے سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ ہنوز کسی فریق کی قسمت کا آخری فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ اتسنز نے دمشق سے کہلا بھیجا کہ مصری فوجوں نے دمشق کا محاصرہ کر لیا ہے۔ رسد و غلہ کی آمد بند کر دی ہے۔ اگر آپ میری مدد نہ کریں گے تو مجھے بہ مجبوری شہر کو فریق مخالف کے حوالہ کر دینا پڑے گا۔

اتسنز کا قتل

تتش نے یہ پیام پا کر دمشق کی جانب کوچ کر دیا۔ مصری سپہ سالار کو جو یہ خبر لگی تو وہ بھی محاصرہ اٹھا کر شکست خوردہ گروہ کی طرح چلتا پھرتا نظر آیا، اتنے میں تتش دمشق کے قریب پہنچ گیا۔ اتسنز اس کی آمد کی خبر سن کر اس سے ملنے کے لئے دمشق سے باہر آیا، تتش نے اسے قتل[1] کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۷۱ھ کا ہے۔ اس کے بعد ملک شاہ کی فوج نے حلب پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔ اور اس طرح آہستہ آہستہ تاج دار سلجوقیہ تمام ممالک شام پر قابض ہو گیا، امیر الجیوش بدر جمالی کو تاج دار سلجوقیہ کی یہ کامیابیاں شاق گزر رہی تھیں۔ گرد و نواح کی فوجوں کو فراہم کر کے دمشق پر چڑھائی کی۔ ان دنوں دمشق میں تاج الدولہ تتش سلطان ملک شاہ کا بھائی حکومت کر رہا تھا، اس نے مصری فوج کی آمد کی خبر پا کر نہایت حزم و احتیاط سے قلعہ بندی کر لی جس سے حملہ آور گروہ کی ایک بھی نہ چل سکی، ناکام ہو کر واپس گیا۔ پھر ۴۷۲ھ میں مصری فوج کے سپہ سالار نے ملک شام پر حملہ کیا۔

منیر الدولہ جیوشی کی بغاوت

اس مرتبہ شہر صور کو قاضی عین الدولہ بن ابی عقیل کے قبضہ سے واپس لے لیا اور اس کے بعد شہر صیدا اور شہر جبیل کو بھی یکے بعد دیگرے فتح کر کے اپنی جانب سے عمال مقرر کیے۔ ۴۸۴ھ میں فرانس نے جزیرہ صقلیہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا اور ۴۸۶ھ میں منیر الدولہ جیوشی والئ شہر صور نے علم مخالفت بلند کیا جسے بدر جمالی نے دولت علویہ کی جانب سے صور کی ولایت پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ بدر جمالی نے ان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا۔ جس وقت یہ لشکر شہر صور کے قریب پہنچا۔ اہل صور نے یہ خبر پا کر کہ شاہی لشکر، منیر الدولہ باغی کی سرکوبی کے لئے آ گیا ہے شہر کے اندر بھی ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ منیر الدولہ سے کچھ بن نہ آئی گھبرا گیا، مصری لشکر نے بلا جدال و قتال شہر پر، اہل شہر کی امداد سے قبضہ کر لیا اور منیر الدولہ کو گرفتار کر کے اس کے مصاحبوں کے ساتھ مصر روانہ کر دیا۔ جوں ہی یہ لوگ مصر پہنچے بارگاہ خلافت سے ان قیدیوں کے قتل کا حکم صادر ہوا، جس پر فوری عمل درآمد کیا گیا۔

بدر جمالی کی وفات

ان واقعات کے بعد ماہ ربیع الاول ۴۸۷ھ میں امیر الجیوش بدر جمالی نے انتقال کیا اسّی مرحلے عمر کے طے کیے۔ اس کے دو خانہ زاد تھے، ایک کا نام امین الدولہ لاویز تھا اور دوسرے کا

---

[1] اس واقعہ کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ تتش نے حلب کے قریب پہنچ کر مصری فوج کا جب کوئی اثر و نشان نہ پایا تو اتسنز کی اس حرکت سے کہ اس نے بلا ضرورت امداد طلب کی تھی ناراضگی ظاہر کی، اتسنز نے عذرات پیش کیے جسے تتش نے قبول نہ کیا اور اسی وقت گرفتار کر کے مار ڈالا۔ حافظ ابو القاسم ابن عساکر دمشقی نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ ۴۷۲ھ کا ہے۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۲۔

نصیر الدولہ افتگین۔ بدر کے مرنے کے بعد خلیفہ مستنصر نے امین الدولہ لاویز کو بدر کی جگہ مقرر کرنے کی رائے ظاہر کی۔ نصیر الدولہ کو یہ امر ناگوار گزرا فوج کو تیاری کا حکم دے کر سوار ہو گیا۔ سارے شہر میں ایک ہلڑ سا مچ گیا۔ بلوائیوں اور بازاریوں نے قصرِ خلافت کو جا کر گھیر لیا خلیفہ مستنصر کو سخت و نا ملائم کلمات سنانے لگے۔ خلیفہ مستنصر نے مجبور ہو کر اپنی سابق رائے سے رجوع کیا اور بدر کے لڑکے "محمد ملک ابو القاسم کو بدر کی جگہ قلمدان وزارت سپرد کیا۔ اور بدر کی طرح "الافضل" کا خطاب دیا محمد ملک ابو القاسم عہدۂ وزارت سے ممتاز ہو کر اسی طور و طریقہ سے امورِ سلطنت کا انتظام کرنے لگا جیسا کہ اس کے باپ بدر کا طریقہ تھا، اس کی وزارت کے بعد ہی خلیفہ مستنصر نے وفات پائی۔ چونکہ ابو القاسم بن مقری عہدِ وزارت بدر میں نیابت کا کام کرتا تھا اس وجہ سے محمد کے انتقال کے بعد ملک ابو القاسم، قلمدان وزارت کا مالک بنایا گیا۔

خلیفہ مستنصر باللہ کی وفات

خلیفہ مستنصر باللہ ابو تمیم ابو الحسن علی، الناظر لاعزاز دین اللہ علوی والی مصر شام یوم الترویہ (۸ رذی الحجہ) ۴۸۷ھ کو جاں بحق ہو گیا۔ ساٹھ برس اور بہ روایت بعض مورخین پینسٹھ سال خلافت کی۔ اس نے اپنے ابتدائے زمانہ خلافت میں بڑے بڑے مصائب اٹھائے طرح طرح کی تکالیف برداشت کیں، مال و خزانہ لُٹ گیا، بے سرو سامانی اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ اس کے پاس سوائے اُس ایک فرش کے جس پر کہ یہ بیٹھا کرتا تھا اور کوئی سامان و اسباب باقی نہ رہا تھا۔ برائے نام خلیفہ تھا، اصل یہ ہے کہ اس کی معزولی میں کوئی کسر باقی نہ رہی تھی کہ دفعۃً اس نے اپنے ہوش و حواس درست کر کے امورِ سیاست کی جانب توجہ کی عکہ سے بدر جمالی کو بلا بھیجا اور جب بدر جمالی آ گیا تو تمام امورِ سلطنت کے سیاہ و سفید کا اسے اختیار دے دیا۔ بدر نے تھوڑے ہی دنوں میں بدنظمیاں دفع کر کے اس کے ممالک مقبوضہ کو ایک متمدن اور مہذب ملک بنا دیا اور شاہی اختیارات کو اسی پیمانہ سے برتنے لگا جیسا کہ لازم و سزاوار تھا۔

ابو القاسم المستعلی باللہ کی تخت نشینی

مستنصر نے اپنی وفات پر تین لڑکے چھوڑے۔ احمد، نزار اور ابو القاسم، کہا جاتا ہے کہ مستنصر نے نزار کو اپنا ولی عہد بنایا تھا چونکہ نزار اور محمد ملک ابو القاسم وزیر السلطنت میں اَن بن تھی وزیر السلطنت نے یہ خیال کر کے کہ مبادا نزار کرسی خلافت پر متمکن ہو کر کسی قسم کا مجھے نقصان پہنچائے مستنصر کی بہن کو پٹی پڑھائی کہ آپ ابو القاسم کی خلافت کی تحریک کیجئے۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ امورِ سلطنت ہمیشہ آپ کی رائے اور ذمہ داری سے انجام پذیر ہوا کریں گے، مستنصر کی بہن نے اس بنا پر قاضی اور داعی کے روبرو ابو القاسم کی ولیعہدی کا اظہار دیا اور قسم بھی کھائی۔ ارکین دولت نے ابو القاسم کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کر لی۔ "المستعلی باللہ" کے مبارک لقب سے یاد کرنے لگے۔

نزار کا قتل

نزار مستعلی سے بڑا تھا، اسے یہ امر ناگوار گزرا بیعت خلافت لینے کے تیسرے دن مصر چھوڑ کر اسکندریہ چلا گیا۔ نصیر الدولہ افتگین، بدر جمالی کا غلام، ان دنوں اسکندریہ میں حکمرانی کر رہا تھا اس کی اور محمد ملک ابو القاسم وزیر السلطنت کی باہم نہ بنتی تھی نصیر الدولہ یہ سُن کر کہ ابو القاسم تخت خلافت پر متمکن کیا گیا ہے باغی ہو گیا اور خلیفہ مستنصر کی ولی عہدی کے مطابق نزار کی خلافت کی بیعت کر کے "المصطفٰی لدین اللہ" کے خطاب سے مخاطب کرنے لگا۔ دربارِ خلافت مصر میں اس کی خبر ہوئی، وزیر السلطنت نے ایک فوج مرتب کر کے نزار کی گوشمالی

کی غرض سے کوچ کیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا اسکندریہ پہنچا اور اپنے حریف مقابل پر محاصرہ کیا۔ ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد محصورین نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا، فتحمند گروہ نے شہر میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور نزار کو کشتی پر سوار کرا کے قاہرہ روانہ کر دیا۔ خلیفہ مستعلی نے نزار کو پہنچتے ہی قتل کرا دیا۔ اس کے بعد ہی وزیر السلطنت افضل افتگین کے ساتھ مصر واپس آیا۔ ایک روز حسب حکم خلافت مآب افتگین کو دربار خلافت میں پیش کیا گیا۔ خلیفہ مستعلی نے اسے بغاوت اور سرکشی پر زجر و توبیخ کی، افتگین نے گستاخانہ جواب دیا، خلیفہ مستعلی کو مخاطب کر کے کہا "حضرت والا! یہ قتل و خونریزی اس قسم کا کفارہ نہیں بن سکتا۔

حسن بن صباح

بیان کیا جاتا ہے کہ حسن بن صباح جو فرقہ اسمٰعیلیہ کا عراق میں ایک نامور سردار تھا سوداگروں کے لباس میں خلیفہ مستنصر کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور ملک عجم میں اس کی حکومت و خلافت کی منادی کرنے کی اجازت طلب کی تھی۔ چنانچہ خلیفہ مستنصر نے اجازت دی، علی سبیل تذکرہ حسن نے خلیفہ مستنصر سے دریافت کیا تھا "آپ کے بعد میرا امام کون ہوگا"؟ جواب دیا "میرا بیٹا نزار" اس کے بعد حسن، ملک عجم چلا گیا اور در پردہ لوگوں میں خلیفہ مستنصر کی خلافت کی منادی کرنے لگا۔ تھوڑے دن بعد اس نے ہاتھ پاؤں نکالے اور وہاں کے اکثر قلعہ جات مثل قلعہ موت وغیرہ پر قابض ہو گیا جیسا کہ ہم آئندہ اسمٰعیلیہ فرقہ کے حالات میں بیان کریں گے یہ ان کے اہم اور مشہور واقعات ہیں یہ لوگ نزار کی امامت کے قائل ہیں۔

کسیلہ کی بغاوت

الغرض خلیفہ مستعلی نے جوں ہی تخت خلافت پر قدم رکھا سرحدی شہروں میں بغاوت پھوٹ نکلی، کسیلہ نامی ایک شخص جو صور کا والی تھا علم خلافت سے منحرف و باغی ہو گیا، خلیفہ مستعلی نے ایک فوج اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی۔ اس فوج نے صور پر پہنچ کر محاصرہ کیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی آخر کار شاہی لشکر فتح یاب ہوا اور کسیلہ کو شکست فاش اٹھانا پڑی، لشکر نے اسے گرفتار کر کے نامہ بشارت فتح کے ساتھ مصر روانہ کر دیا۔ خلافت مآب نے پہنچتے ہی کسیلہ کو قتل کر ڈالا یہ واقعہ ۴۹۱ھ کا ہے۔

شام میں خانہ جنگی

تاج الدولہ تتش والیٔ شام کے انتقال پر اس کے دونوں لڑکوں رضوان اور وقاق میں خانہ جنگی کا بازار گرم ہو گیا وقاق دمشق میں رہتا تھا اور رضوان حلب میں۔ رضوان نے اپنے صوبہ میں چند دن تک خلیفہ مستعلی کے نام کا خطبہ پڑھا تھا۔ مگر پھر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنے لگا۔

عیسائیوں کا انطاکیہ پر قبضہ

بیت المقدس کی حکومت پر تاج الدولہ تتش نے امیر سقمان بن ارتق ترکمانی کو مامور کیا تھا۔ اس کے بعد ہی ۴۹۰ھ میں عیسائیوں نے ملک شام کی طرف قدم بڑھائے عیسائی کروسیڈروں کی جماعت رفتہ رفتہ قسطنطنیہ پہنچی اور اس کے خلیج کو عبور کیا۔ والی قسطنطنیہ نے اس خیال سے کہ عیسائی کروسیڈر اس کے اور امراء سلجوقیہ و ترک والیاں شام کے بیچ میں پڑ جائیں عیسائی کروسیڈروں کو اپنے ملک سے راہ دے دی، چنانچہ عیسائیوں نے پہلے انطاکیہ پر پہنچ کر لڑائی شروع کی اور اسے باغیان سپہ سالار سلجوقیہ کے قبضہ سے نکال لیا، باغیان انطاکیہ کو حریف مقابل کے محاصرے میں چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ کسی ارمنی نے اثناء راہ میں مار ڈالا اور سر اتار کر عیسائیوں کے پاس انطاکیہ میں لے آیا اس واقعہ سے لشکر شام پر عیسائیوں کے رعب و داب کا سکہ بیٹھ گیا اور اس کے سرداروں کی آنکھوں میں آئندہ خطرات کی تصویریں پھرنے لگیں۔

عیسائیوں کا حمص و عکہ پر قبضہ

اولاً کرپوقا، والیٔ موصل فوجیں مرتب کر کے عیسائی کروسیڈروں سے بدلہ لینے کے لئے نکلا اور مرج وابق پہنچ کر پڑاؤ کیا وقاق بن تتش سلیمان بن راتق، طغتکین اتابک والیٔ حمص اور والیٔ سنجار بھی آ آکر کرپوقا کے پاس جمع ہوئے۔ گرد و نواح کے ترکوں اور عربوں کو جمع کر کے فوجیں آراستہ کیں اور انطاکیہ پر عیسائیوں کے تیرہ یوم قبضہ کرنے کے بعد انطاکیہ کے چھڑانے کے لئے کوچ کیا۔ عیسائیوں نے بھی چاروں طرف سے عیسائی مجاہدوں کو جمع کر لیا تھا۔ یورپ کے بڑے بڑے بادشاہ اس جنگ میں شریک تھے۔ ان سب کا سردار بیمیند نامی ایک عیسائی بادشاہ تھا۔ عساکر اسلامیہ اور عیسائی فوجوں سے صف آرائی کی نوبت آئی۔ سخت خونریزی کے بعد مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ ہزاروں مسلمانوں کو عیسائی کروسیڈروں نے تہ تیغ کیا اور ان کے لشکرگاہ پر قبضہ کر کے معرۃ النعمان کی جانب بڑھے، ایک مدت تک اس پر محاصرہ کئے رہے بالآخر اس کے اعوان و انصار اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے تقریباً ایک لاکھ مسلمان کام آئے اور ابن منقذ نے شیرز دے کر عیسائیوں سے مصالحت کر لی۔ اس مصالحت کے بعد عیسائیوں نے حمص کو جا گھیرا۔ جناح الدولہ نے شہر کو اپنے حریف محاصر کو سپرد کر کے صلح کر لی پھر ان عیسائیوں نے عکہ پر پہنچ کر محاصرہ کیا، مدتوں عکہ فتح نہ ہوا، ترکی اسلامی فوج مقیم عکہ کو بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا جو احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہیں۔

افضل بن بدر جمالی کا بیت المقدس پر قبضہ

اسی پر آشوب زمانہ میں اہل مصر کو سلجوقیہ اور ترکوں کے زیر کرنے کا شوق پیدا ہوا، وزیر السلطنت افضل بن بدر جمالی فوجیں مرتب کر کے بیت المقدس کے واپس لینے کے لئے روانہ ہوا اور سفر و قیام کرتا ہوا بیت المقدس پہنچ کر محاصرہ کیا۔ بیت المقدس میں ان دنوں سقمان اور ایلغازی پسران ارتق اور اس کا بھتیجا یاقوتی اور برادر چچازاد سوتج موجود تھا۔ افضل نے چالیس منجنیقیں قلعہ شکن بیت المقدس کے فتح کرنے کو نصب کرائی تھیں۔ تقریباً چالیس روز تک محاصرہ کئے رہا۔ اس کے بعد سنہ ۴۸۹ھ میں امان کے ساتھ فتح کر لیا۔ افضل نے فتحیابی کے بعد سقمان، ایلغازی اور ان لوگوں کے ساتھ جو ان کے ساتھ تھے اچھے برتاؤ کئے اور ان کو چلے جانے کی اجازت دی۔ کسی قسم کی ان سے مزاحمت نہ کی، پس سقمان شہر الرہا چلا گیا اور ایلغازی نے عراق کا راستہ لیا۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد افضل نے بہ اطمینان تمام بیت المقدس پر قبضہ حاصل کر کے اپنے آتش شوق کو بجھایا اور فتح کا جھنڈا لئے ہوئے مصر کی جانب واپس آیا۔

بیت المقدس پر عیسائیوں کا دوبارہ قبضہ

اس عارضی فتحیابی کے بعد عیسائی کروسیڈروں نے بیت المقدس کا قصد کیا، چالیس روز تک محاصرہ کئے رہے۔ قلعہ شکن منجنیقیں چاروں طرف نصب کیں، شہر پناہ کی دیوار منہدم کرنے کی غرض سے دو بڑے بڑے برج بنائے تھے جس پر آتش بازی کا کوئی اثر نہیں پہنچتا تھا۔ لڑتے بھڑتے شمالی جانب سے بیت المقدس میں جب کہ سات راتیں ماہ شعبان سنہ ۴۹۲ھ کے تمام ہونے کو باقی رہ گئی تھیں گھس پڑے۔ ہفتوں عام خونریزی اور کشت و خوں کا ہنگامہ گرم اور جاری رہا۔ مسلمانوں نے محراب داؤد علیہ السلام میں جا کر پناہ لی اور یہ سمجھ کر وہاں

جا چھپے تھے کہ شاید اب خونریزی اور قتل سے ہم بچ جائیں گے مگران اجل رسیدوں کو وہاں بھی پناہ نہ ملی۔ عیسائی فوجوں نے پہلے انھیں امان دی اور جب انھوں نے دروازہ کھولا تو قتل کرنے لگے۔ مسجد اقصٰے اور صخرہ میں ستر ہزار مسلمان شہید کئے گئے۔ مسجد اقصیٰ کی چالیس قندیلیں نقرئی جو تین تین ہزار اور چھ چھ سو درہم وزن کی تھیں۔ اور ایک تنور نقرئی (جو وزن میں چالیس رطل شامی تھا) اور ایک سو پچاس قندیلیں طلائی لوٹ لیں۔ اس کے علاوہ اور مال و اسباب اور قیمتی قیمتی سامان لوٹ لئے گئے جو شمار سے باہر تھے۔ بقیۃ السیف جو اس عام خونریزی سے بچ گئے وہ بہ حال پریشان گریاں و نالاں بغداد پہنچے اور ان مصائب کو بالتفصیل بیان کیا جو اسلام اور مسلمانوں پر بیت المقدس اور سرزمین شام میں قتل، غارت گری اور قید ہونے کے گزرے تھے خلافت مآب نے سر برآوردہ علماء کے ایک گروہ کو سلطان برکیارق اور اس کے بھائیوں محمد اور سنجر کے پاس جہاد پر جانے کی غرض سے بھیجا۔ لیکن یادگارانِ سلاطین سلجوقیہ میں باہمی نزاعات اور مخالفت کی وجہ سے اس قدر قوت باقی نہ رہی تھی کہ عیسائی کروسیڈروں کے مقابلے پر تلوار اٹھا سکتے اور بیت المقدس کو ان کے قبضہ سے نکالنے کی کوشش کرتے، چاروناچار علماء کا وفد ناکام واپس آیا۔

عسقلان کا محاصرہ

وزیر السلطنت افضل بن بدر جمالی امیر الجیوش نے بیت المقدس پر عیسائیوں کے قبضہ کی خبر پاکر فوجیں آراستہ کیں اور عیسائی کروسیڈروں کو بیت المقدس سے نکال باہر کرنے کے قصد سے مصر سے کوچ کیا۔ عیسائی فوجیں بھی افضل کے لشکر سے مقابل ہونے کے لئے بڑھیں اور اچانک حملہ کرکے انھیں پسپا کر دیا۔ مصری لشکر کا ایک گروہ متفرق و منتشر ہوکر گولروں کے گنجان باغ میں جا چھپا، عیسائیوں نے آگ لگا دی۔ سب کے سب جل گئے اور جو گھبرا کر باغ سے باہر نکلا اسے عیسائیوں نے بے دریغ قتل کر ڈالا۔ اس ہوش ربا واقعہ کے بعد عیسائی فوجیں عسقلان کی طرف لوٹیں اور پہنچتے ہی محاصرہ کیا، بیس ہزار دینار بطور تاوان جنگ لے کر واپس ہوئیں۔

باب ۱۲

ابو علی منصور الآمر باحکام اللہ ۴۹۵ھ تا ۵۲۴ھ

و

ابو المیمون عبد المجید الحافظ لدین اللہ ۵۲۴ھ تا ۵۴۴ھ

تخت نشینی مصر کا تاج دار خلیفہ مستعلی ابو القاسم احمد بن مستنصر باللہ علوی نصف ماہ صفر ۴۹۵ھ کو اپنی خلافت کے سات سال پورے کر کے مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا ابو علی جس کی عمر اس وقت پانچ برس کی تھی تخت خلافت پر متمکن کیا گیا اور "الآمر باحکام اللہ" کا خطاب اختیار کیا۔ خلفاء علویہ میں سے کوئی شخص اس سے اور مستنصر سے زیادہ کم سن خلیفہ نہیں بنایا گیا۔ اس کی یہ حالت تھی کہ اکیلا گھوڑے پر سوار نہ ہو سکتا تھا۔

عیسائیوں اور مصریوں کا مقابلہ ۴۹۶ھ میں افضل امیر الجیوش مصریہ نے دوبارہ فوجیں آراستہ کر کے عیسائیوں سے جنگ کرنے کے لئے شام کی جانب روانہ کیں، سعد الدولہ طواشی نامی ایک امیر جو اس کے باپ کا مملوک تھا اس مہم کا سردار بنایا گیا۔ رملہ اور یافہ کے درمیان عیسائی گروسیڈروں سے معرکہ آرائی ہوئی"۔ عیسائیوں کے سردار کا نام بغدوین تھا، پہلے ہی حملہ میں عیسائیوں نے مصری لشکر کو شکست دیدی، اثناء دار و گیر میں سعد الدولہ مارا گیا۔ عیسائیوں نے اس کے خیمے اور لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر جو کچھ مال و اسباب پایا لوٹ لیا۔ افضل کو اس واقعہ کی خبر لگی تو اس نے اپنے بیٹے شرف المعالی کو فوج کا سردار مقرر کر کے روانہ کیا۔ رملہ کے قریب عیسائیوں سے مڈبھیڑ ہوئی، شرف المعالی نے عیسائیوں کو شکست دی، بغدوین بخوف گرفتاری و قتل، گنجان درختوں میں چھپ رہا اور جب ہنگامۂ جنگ ختم ہو گیا تو چند عیسائی سرداروں کے ساتھ نکل کر چپکے سے رملہ چلا گیا شرف المعالی نے اس مہم کو سر کر کے رملہ پر فوج کشی کی پندرہ یوم تک محاصرہ کئے رہا آخر کار بزور تیغ اسے فتح کر لیا، چار سو عیسائیوں کو تہ تیغ کیا اور تین سو عیسائی سرداروں کو گرفتار کر کے مصر بھیج دیا۔ مگر بغدوین اس واقعہ سے بھی بال بال بچ کر یافا چلا گیا۔ اتفاق سے اسی اثناء میں عیسائی زائروں کا ایک گروہ کثیر بیت المقدس کی زیارت کو آیا ہوا تھا۔ بغدوین نے ان کو صلیبی لڑائی لڑنے کی ترغیب دی اور جب وہ آمادہ و تیار ہو گئے تو انھیں تیار کر کے عسقلان کی جانب بڑھا۔ شرف المعالی یہ خبر پا کر اپنے باپ افضل امیر الجیوش کے پاس چلا گیا اور عیسائیوں نے عسقلان پر

بلا جدال وقتال قبضہ حاصل کر لیا۔

تاج العجم کی گرفتاری

اس کے بعد شرف المعالی نے بری اور بحری فوجیں مرتب کیں' اپنے باپ کے نامور مملوک تاج العجم کو عظیم فوج کے ساتھ براہ خشکی عیسائیوں کے مقابلے پر عسقلان کی طرف روانہ کیا اور قاضی ابن قادوس کی ماتحتی میں جنگی کشتیوں کا بیڑا براہ دریا یافا کی جانب بھیجا چنانچہ تاج العجم نے عسقلان کے قریب پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ قاضی قادوس نے تاج العجم کو کہلا بھیجا "آؤ ہم تم متفق ہو کر عیسائیوں پر حملہ کریں۔" تاج العجم نے انکاری جواب دیا' افضل امیر الجیوش کو اس واقعہ کی اطلاع ہو گئی۔ افضل نے اسی وقت قاضی ابن قادوس کو تاج العجم کے گرفتار کر لینے کو بھیجا اور اپنے خادموں میں سے جمال الملک کو عسقلان کی جانب روانہ کیا اور عساکر شامیہ کی سرداری بھی اسی کو مرحمت کی۔

سناء الملک کی عیسائیوں پر فوج کشی

۴۹۶ھ انہی واقعات پر تمام ہو جاتا ہے آئندہ ۴۹۷ھ میں مصری اور عیسائی فوجوں میں باہم کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں ہوتی۔

۴۹۸ھ میں وزیر السلطنت افضل نے اپنے دوسرے بیٹے سناء الملک حسین کو عیسائیوں کے مقابلہ پر روانہ کیا اور جمال الملک کو اس کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ سناء الملک پانچ ہزار فوج کی جمعیت سے عیسائیوں سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا طغتکین اتابک والئ دمشق سے کمک طلب کی۔ طغتکین نے تیرہ سو سوار بھیج دیئے عسقلان اور یافا کے درمیان عساکر اسلامیہ اور عیسائی فوجوں سے مقابلہ ہوا۔ جانبین کے ہزارہا آدمی کام آئے۔ اس کے بعد دونوں فریق ایک دوسرے سے خود بخود علیحدہ ہو گئے۔ عساکر اسلامیہ نے عسقلان اور دمشق کی جانب مراجعت کی۔ ۴۹۷ھ میں بکتاش بن تتش عیسائیوں سے مل گیا تھا۔ جس کا سبب یہ تھا کہ طغتکین نے اپنے دوسرے برادرزادہ وفاق بن تتش کو حکومت کی کرسی پر بٹھانے کا قصد کیا تھا' اسی وجہ سے بکتاش نے عیسائیوں سے سازش کر لی تھی اور ان سے جا ملا تھا۔

عیسائیوں کا طرابلس پر قبضہ

طرابلس پر خلافت علویہ کی حکومت کا جھنڈا اڑ رہا تھا' اسی زمانہ پر آشوب و فتن میں عیسائیوں نے اس کا بھی محاصرہ کر رکھا تھا محصورین کی امداد اور کمک مصری دار الخلافت سے آ رہی تھی۔ ۵۰۳ھ کے دور میں جہازوں کا ایک بیڑا براہ دریا عیسائی مقبوضات سے ساحل طرابلس پر پہنچا جس کا سردار قمص کبیر یعنی ریمنڈ بن صنجیل تھا۔ اس بیڑے میں غلہ رسد اور فوج کی کافی مقدار تھی' سروانی ہمشیرزادہ صنجیل پہلے سے طرابلس پر محاصرہ کئے ہوئے تھا سروانی اور ریمنڈ میں ان بن ہو گئی۔ بغدوین والی بیت المقدس نے بہت جلد دونوں میں مصالحت کرا دی۔ ان دونوں نے متفق ہو کر طرابلس پر حملہ کیا اُدھر مصر سے محصورین کی آمد و رفت بند ہو گئی۔ عیسائیوں نے طرابلس کے شہر پناہ پر چڑھنے کی غرض سے چند بُرج بنائے تھے جنھیں آہستہ آہستہ لڑتے ہوئے شہر پناہ کی دیوار سے جا کر ملا دیا عیسائی فوجیں اس کے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئیں' اور بزور تیغ ۲ ذی الحجہ ۵۰۳ھ کو شہر فتح کر لیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی ہزارہا قید و گرفتار کئے گئے۔ والی طرابلس نے شہر فتح ہونے سے قبل اپنے چند سواران لشکر کے ساتھ امان حاصل کر لی تھی اور اس واقعہ جانکاہ سے پہلے دمشق چلا گیا۔ اس فتح کے بعد ایک دوسرا بیڑا

کشتیوں کا طرابلس کے ساحل پر پہنچا جس پر ایک سال کے خرچ کا غلہ بھرا ہوا تھا، عیسائیوں نے اسے صور، صیدا، اور بیروت کی محاصر فوجوں پر تقسیم کر دیا مختصر یہ کہ آہستہ آہستہ عیسائیوں نے کل سواحلِ شام پر قبضہ کر لیا۔

ہم نے ان واقعات کو دولت علویہ کے تذکرہ میں اس وجہ سے خصوصیت سے تحریر کیا ہے کہ ان مقامات پر خلافت علویہ کا قبضہ و تصرف تھا۔ بقیہ حالات کو عیسائیوں کے اخبار کے ضمن میں بیان کریں گے۔

شمس الخلافۃ کا قتل

عسقلان پر علم خلافت علویہ مصر کا قبضہ تھا، شمس الخلافۃ نامی ایک امیر کے قبضۂ اقتدار میں اس کی عنان حکومت تھی۔ بغدوین عیسائی بادشاہ بیت المقدس نے شمس الخلافت کو ایسی پٹی پڑھائی کہ شمس الخلافت نے خود مختاری کا اعلان کر دیا اور علم خلافت علویہ سے اپنے تعلقات نیازمندی منقطع کر لئے۔ یہ خبر دربار خلافت مصر تک پہنچی، امیر الجیوش افضل نے ایک فوج مرتب کر کے عسقلان کی جانب روانہ کی اور امیر لشکر کو یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت شمس الخلافۃ لشکر میں آئے فوراً گرفتار کر لینا کسی ذریعہ سے شمس الخلافت کو اس کی اطلاع ہو گئی کھلم کھلا مخالفت پر آمادہ ہو گیا۔ اور جس قدر اہل مصر اس کے شہر میں تھے سب کو نکال دیا۔ وزیر السلطنت امیر الجیوش افضل نے بہ نظر تالیف قلب شمس الخلافت کو نہایت نرمی کا خط لکھا اور اسے اس کے عہدے پر بحال رکھنے کا اظہار کیا۔ مگر شمس الخلافت کا دل وزیر السلطنت کی طرف سے صاف نہ ہوا ساتھ ہی اس کے اہل عسقلان کی جانب سے بھی مشکوک ہو گیا اس وجہ سے اپنی فوج میں آرمینیوں کو کثرت سے داخل کر لیا، اہل عسقلان کو اس سے کشیدگی ومنافرت پیدا ہو گئی۔ سب نے متفق ہو کر حملہ کر دیا، اور گرفتار کر کے قتل کر ڈالا[1]۔ اور خلیفہ آمر باحکام اللہ اور وزیر السلطنت افضل کے دربار میں اس واقعہ کی اطلاع بھیج دی۔ خلیفہ آمر نے دار الخلافت مصر سے ایک شخص کو امیر مقرر کر کے عسقلان روانہ کیا۔ اس امیر نے عسقلان پہنچ کر اہل عسقلان کے ساتھ نہایت رحم وانصاف کے برتاؤ کئے شورش وبغاوت جس قدر تھی فرو ہو گئی۔ نظام حکومت درست ہو گیا۔

عیسائیوں کا صور پر حملہ

اس واقعہ کے بعد عیسائی بادشاہ بیت المقدس نے شہر صور پر حملہ کیا۔ صور بھی خلافت علویہ مصریہ کے مقبوضات میں داخل تھا۔ عز الملک الاعز نامی ایک امیر اس شہر کا والی تھا آرمینیوں کا لشکر اس کی محافظت کر رہا تھا۔ عیسائیوں نے اس شہر پر چاروں طرف سے محاصرہ ڈال کر لڑائی شروع کر دی۔ اہل صور نے طغتگین اتابک والی دمشق سے امداد کی درخواست کی چنانچہ طغتگین اتابک اہل صور کی کمک پر آیا۔ مدتوں حصار اور لڑائی کا سلسلہ جاری اور قائم رہا اتنے میں تیاری فصل کا زمانہ آگیا۔ عیسائی بادشاہ اس خوف سے کہ طغتگین والیٔ دمشق عیسائی مقبوضات کی تیار شدہ فصل کو لوٹ نہ لے محاصرہ اٹھا کر عکہ چلا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اہل صور کو ان کے شر سے بچا لیا۔

بغدوین کا انتقال

پھر ماہ ذی الحجہ ۵۱۱ھ میں بغدوین بادشاہ بیت المقدس نے فوجیں مرتب کر کے

---

[1] یہ واقعہ ۵۰۴ھ کا ہے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ مطبوعہ لیدن

مصر پر چڑھائی کی، کوچ و قیام کرتا ہوا تنیس تک پہنچا ایک روز تیرنے کی غرض سے دریائے نیل میں اُترا موت کا وقت قریب آگیا تھا پرانے زخم ہرے ہو گئے۔ مجبوراً بیت المقدس کی جانب مراجعت کی۔ چنانچہ بیت المقدس پہنچ کر مر گیا۔ بیت المقدس کی بادشاہی کی وصیت قمص والی الرہا کے حق میں کر گیا۔ اگر اس وقت ملوک سلجوقیہ میں خانہ جنگیاں اور باہمی نزاعات پیدا نہ ہو گئے ہوتے تو ان لوگوں نے عیسائیوں سے ان تمام بلاد شامیہ کو واپس لے لیا ہوتا جن پر وہ قابض ہو گئے تھے مگر اللہ جل شانہٗ نے اس نیک نامی کو صلاح الدین بن ایوب فاتح بیت المقدس کے لئے رکھ چھوڑا اور یہ سہرا اسی کے سر باندھا گیا۔

خلیفہ آمر کی افضل سے کشیدگی

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ وزیر السلطنت افضل نے خلیفہ مستعلی کی وفات کے بعد خلیفہ آمر باحکام اللہ کو جس وقت کہ اس کا سن پانچ برس کا تھا۔ تخت خلافت پر متمکن کیا۔ جب خلیفہ آمر سن شعور کو پہنچا اور اس کی حکومت و سلطنت کو ایک گونہ استحکام و استقلال حاصل ہو گیا۔ اس وقت خلیفہ آمر کو افضل کا ہر کام میں پیش پیش رہنا ناگوار گزرنے لگا۔ اپنے مصاحبوں سے وزیر السلطنت افضل کے قتل کی بابت مشورہ کیا اس کا چچا زاد بھائی عبدالمجید جو اس کا ولیعہد بھی تھا۔ بولا خلافت مآب اس خیال سے باز آئیں یہ بہت بڑی بدنامی کی بات ہے۔ ایک زمانہ دراز سے یہ اور اس کا باپ، علم حکومت کی خیر خواہی کرتا چلا آیا ہے جس وقت لوگوں کو یہ امر معلوم ہو گا، ان کے دل میں کیا کیا خیالات نہ پیدا ہوں گے۔ علاوہ بریں اسے قتل کرنے سے پیشتر کسی اور شخص کو قلمدانِ وزارت سپرد کر دینا چاہیے۔ یہاں تک کہ آئندہ خطرات سے آپ محفوظ رہیں:

خلیفہ آمر یہ سُن کر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد عبدالمجید نے یہ رائے دی "کہ ابو عبداللہ بن بطایحی کے ذریعہ سے اس اہم کام کو انجام دینا چاہیے ابو عبداللہ اس کا معتمد علیہ اور مصاحب بھی ہے وہی اس کام کو اچھی طرح انجام دے سکے گا اور وہ ایسے لوگوں کو متعین کر دے گا جو افضل کو قتل کر ڈالیں گے"۔ چنانچہ خلیفہ آمر نے ابو عبداللہ کو اپنے محل سرائے خلافت میں طلب کر کے وزیر السلطنت افضل کے قتل کر ڈالنے کی خواہش ظاہر کی اور عہدۂ وزارت پر مقرر کرنے کا وعدہ کیا۔ ابو عبداللہ نے دو شخصوں کو وزیر السلطنت کے قتل پر مامور کیا جنھوں نے اسے مصر میں اس وقت قتل کر ڈالا جب کہ وہ اپنی سواری کے ساتھ مصر سے قاہرہ جا رہا تھا۔ یہ واقعہ ۵۱۵ھ کا ہے۔

وزیر السلطنت افضل کا قتل

وزیر السلطنت افضل، حسب دستور قدیم عید کے دن قاہرہ کے خزانۃ السلاح کو انعام و اکرام تقسیم کرنے کی غرض سے جا رہا تھا۔ خدام اور فوج کی کثرت مخلائق اور تماشائیوں کے اژدھام کی وجہ سے گرد و غبار بکثرت اٹھ رہا تھا۔ وزیر السلطنت کو اس سے تکلیف ہوئی حکم دیا کہ ہمارے ساتھ کوئی شخص نہ آئے کل فوج ہم سے اس قدر فاصلہ پر رہے کہ مابدولت تک گرد و غبار نہ پہنچ سکے۔ چنانچہ فوج پیچھے رہ گئی اور آپ آگے بڑھ گیا دو شخص جن کو ابو عبداللہ نے اس کے قتل پر مامور کیا تھا۔ ایک گوشہ سے نکل کر وزیر السلطنت کی طرف لپکے ایک

نے تلوار چلائی دوسرے نے نیزہ مارا۔ زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر آ رہا، قاتلوں نے بھاگنے کی کوشش کی۔ لیکن اس میں انھیں کامیابی ہوتی نظر نہ آئی تو خودکشی کر لی، وزیر السلطنت محل سرائے وزارت میں اٹھا کر لایا گیا اس وقت تک اس میں کچھ دم باقی تھا خلیفہ آمر عیادت کو آیا دریافت کیا "تمھارا خزانہ کہاں کہاں ہے" عرض کی "جس قدر میرا ظاہری خزانہ ہے اسے ابو الحسن بن اسامہ جانتا ہے (یہ شخص حلب کا رہنے والا تھا اور اس کا باپ اسامہ قاہرہ کا قاضی تھا) اور جو دفینہ ہے اُس سے بطائحی واقف ہے"۔

افضل کا خزانہ

پس جب افضل اپنی وزارت کا اٹھائیسواں سال پورا کر کے داعی اجل کو لبیک کہہ کر راہئ ملک عدم ہوا تو خلیفہ آمر نے اس کے مال، اسباب اور خزانہ کی پورے طور سے نگرانی کی، چھ ہزار توڑے اشرفیوں کے پچاس ہزار توڑے روپوں کے، رنگ برنگ کے ریشمی کپڑے، بغدادی، اسکندری اسباب، ہندی ظروف طلائی و نقرئی، طرح طرح کی خوشبودار چیزیں، عنبر اور مشک بے شمار برآمد ہوا — اسی کے ذخائر و اسباب میں دندان فیل اور آبنوس کے ٹکڑوں کا ایک مصنوعی پہاڑ ملا تھا، جس پر چاندی جڑی ہوئی تھی، پہاڑ پر عنبر کا ایک مثمن رہشت پہل، چبوترہ تھا جس کا وزن ایک ہزار رطل[۱] کا تھا۔ اور اس چبوترے پر سونے کی چڑیا بنی ہوئی تھی جس کے پاؤں مرجان سرخ کے، چونچ زمرد کی اور آنکھیں یاقوت کی تھیں امیر الجیوش افضل اس چبوترہ کو اپنے محل سرائے وزارت میں رکھتا تھا جس سے سارا مکان معطر ہو جاتا تھا قدرت کی یہ نیرنگی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ سب مال و ذخیرہ صلاح الدین کے قبضہ میں آیا۔

بطائحی کی وزارت

ابن اثیر لکھتا ہے کہ بطائحی کا باپ عراق میں وزارت مآب افضل کے مخبروں میں تھا، بچپن میں اس کے سر سے اس کے باپ کا سایہ اٹھ گیا، کوئی متروکہ بھی نہ چھوڑا نہایت تنگی سے اس کی پرورش ہوئی سن شعور کو نہ پہنچنے پایا تھا کہ ماں بھی مر گئی پہلے تو اس نے معماری کا کام سیکھا، پھر حمالی کا کام کرنے لگا، اکثر اوقات مال و اسباب اٹھا کر محل سرائے وزارت میں لایا کرتا تھا امیر الجیوش افضل کو اس کی غربت و کمزوری پر رحم آ گیا، فراشوں کے زمرے میں نوکر رکھ لیا، ترقی کرتے کرتے حجابت کے عہدے پر پہنچ گیا۔ جب امیر الجیوش افضل مارا گیا تو خلیفہ آمر نے اسے افضل کی جگہ وزارت کے عہدے سے سرفراز فرمایا۔ اگرچہ بطائحی، ابن فاتت اور ابن قائد کے نام سے مشہور تھا لیکن خلیفہ آمر نے عہدہ وزارت عطا کرنے کے بعد "جلال الاسلام" کا لقب مرحمت کیا، خلعت دیا۔ وزارت کے دوسرے برس "المامون" کا خطاب دیا۔

خلیفہ آمر کی بطائحی سے کشیدگی

تھوڑے دن بعد یہ بھی افضل کی طرح امور سلطنت میں سختی اور شدت سے کام لینے لگا۔ اس سے خلیفہ آمر کو کشیدگی پیدا ہو گئی مامون کو بھی اس کی کشیدگی سے منافرت اور وحشت پیدا ہو چلی۔ مامون کا ایک بھائی ملقب بہ موتمن تھا مامون نے خلیفہ آمر سے مشورہ کر کے موتمن کو اسکندریہ کی حفاظت و نگرانی کے لیے روانہ کیا۔ اس کے ہمراہ سپہ سالاروں کا ایک گروہ بھی گیا جس میں علی بن سلار، تاج الملوک، سنا الملک الجمل اور دری الحروب وغیرہ تھے ان لوگوں کی روانگی کے بعد مامون

---

[۱] بہ حساب وزن رائج الوقت رطل ۳۳ تولہ کا ہوتا ہے اس حساب سے وہ چبوترہ تینتیس ہزار تولہ کا ہوا۔ مترجم

نے قاہرہ میں قیام اختیار کیا فوج آرائی اور ترتیب لشکر کی فکر میں کرنے لگا لوگوں نے خلیفہ آمر سے اس کی شکایت شروع کر دی کہ یہ اپنے کو نزار کی اولاد سے بتلایا ہے کہتا ہے کہ میں نزار کی لونڈی کے بطن سے ہوں جو محل سرائے خلافت سے حاملہ نکل آئی تھی۔ ساتھ ہی اس کے یہ خبر بھی خلیفہ آمر کے کان تک پہنچائی گئی کہ مامون نے نجیب الدولہ کو یمن میں اپنی امارت کی دعوت دینے کو روانہ کیا ہے۔ آمر نے اس امر کے انکشاف کی غرض سے چند لوگوں کو یمن روانہ کیا۔

بطائحی کا قتل جس وقت خلیفہ آمر کا دل مامون کی شکایتیں سنتے سنتے فکر و تردد سے بھر گیا اور طرح طرح کے خیالات اس کے دماغ کو پراگندہ کرنے لگے، تو مجبوراً اس نے سپہ سالاروں کو قاہرہ بلا بھیجا جو مامون کے بھائی کے ساتھ اسکندریہ میں مقیم تھے۔ علی بن سلار کو اس سے تردد پیدا ہوا مگر خلافت مآب کا حکم تھا خلاف ورزی کی کس میں طاقت تھی، سب کے سب ماہ رمضان ۵۱۹ھ میں دار الخلافت قاہرہ آ گئے۔ اس کے بعد موتمن بھی اجازت حاصل کر کے اسکندریہ سے قاہرہ چلا آیا۔ خدام خلافت حسب دستور افطار کرنے کے لئے قصر خلافت میں حاضر ہوئے مامون اور موتمن بھی افطار کے لئے قصر خلافت میں حاضر ہوئے۔ خلیفہ آمر نے ان دونوں بھائیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اگلے دن دربار عام کر کے ان دونوں بھائیوں کے حالات اور بے جا کارروائیوں کو ظاہر کیا۔ اور عہدہ وزارت پر کسی کو مقرر نہ فرمایا دفتر وزارت سے دو شخصوں کو خراج، زکوٰۃ اور ٹیکس وصول کرنے پر مامور کیا، چند روز بعد ان دونوں آدمیوں کو ظلم کی وجہ سے معزول و معطل فرمایا، اس کے بعد جو لوگ مامون کی تفتیش کی غرض سے یمن گئے ہوئے تھے بارگاہ خلافت میں حاضر ہوئے اور نجیب الدولہ کو بھی پابہ زنجیر حاضر کیا۔ تمام واقعات عرض کئے خلیفہ آمر نے نجیب الدولہ مامون اور موتمن کو قتل کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔

خلیفہ آمر کا قتل خلیفہ آمر اپنی خواہشات نفسانیہ میں ڈوبا ہوا تھا مگر اس کے باوجود ترقی کا خواہاں تھا، طرہ یہ ہے کہ دلی کوشش بھی نہ کرتا تھا، کبھی عراق جانے کا قصد کرتا تھا، پھر رک جاتا تھا، طبیعت موزوں پائی تھی دو چار اشعار بھی کہہ لیا کرتا تھا۔ ان میں سے یہ دو شعر ہیں۔

اصبحت لا ارجو ولا اخشی	مجھے نہ کسی سے کوئی تمنا ہے اور نہ میں کسی سے ڈرتا ہوں
الا الٰھی ولہ الفضل	سوائے اپنے اللہ کے اور وہ فضل والا ہے
جدی نبی و امامی ابی	میرا دادا نبی ہے اور میرا باپ امام ہے
ومذھبی التوحید والعدل	اور میرا مذہب توحید اور عدل ہے

فرقہ فدائیہ اکثر اس کے قتل کا قصد کیا کرتا تھا، لیکن موقع ہاتھ نہ آنے سے رک جاتا تھا، چند دن بعد ان میں سے دس آدمیوں نے ایک مکان میں جمع ہو کر اس کے قتل کا مشورہ کیا۔ ایک روز خلیفہ آمر سوار ہو کر روضہ کی طرف جا رہا تھا اس پل پر سے ہو کر گزرا، جو جزیرہ اور مصر کے درمیان تھا۔ ان دسوں آدمیوں کو اس کی خبر لگ گئی آگے بڑھ کر اثنائے راہ میں چھپ گئے۔ جس وقت خلیفہ آمر پل پر سے گزرا تنگی راہ کی وجہ سے لشکر سے علیحدہ ہو کر چلا، قاتلوں کو موقع مل گیا، دفعۃً تلواریں تول کر ٹوٹ پڑے اور بات کی

بات میں قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ ۵۲۴ھ کا ہے۔ ساڑھے انتیس برس خلافت کی۔ چونتیس برس کی عمر پائی۔ برغش عادل اور برغو دھر ہزملوک اس کے دو خادم خاص تھے انھی کے ذریعہ وہ امور سلطنت انجام دیا کرتا تھا۔

خلیفہ آمر کی وصیت

جب خلیفہ آمر نے وفات پائی چونکہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی اس وجہ سے اس کے چچا کے بیٹے میمون عبدالمجید بن امیر ابوالقاسم بن خلیفہ مستنصر باللہ کو جانشین کیا۔ کہتے ہیں کہ خلیفہ آمر نے وصیت کی تھی کہ میری بیوی کو حمل ہے، میں نے خواب دیکھا ہے کہ اس کے بطن سے لڑکا پیدا ہوگا۔ میرے بعد وہی لڑکا تخت خلافت پر متمکن کیا جائے" اور میمون عبدالمجید اس کی نگرانی و پرداخت کرتا ہے۔

ابوالمیمون عبدالمجید الحافظ لدین اللہ

چنانچہ ارکین دولت نے میمون کے ہاتھ پر بطور نائب خلیفہ کے بیعت کی "حافظ لدین اللہ" کا خطاب دیا حسب وصیت مرحوم خلیفہ ہزبرالملوک کو قلمدانِ وزارت سپرد کیا اور سعید یانس جو وزیر السلطنت افضل کے خادموں سے تھا اسے داروغہ محل سرائے خلافت بنایا اس انتظام کے بعد محل سرائے خلافت میں اسی مضمون کا فرمان پڑھا گیا۔

ابوعلی کی وزارت

جس وقت یہ امر طے پا گیا کہ عہدۂ وزارت ہزبرالملوک کو مرحمت کیا جائے اور اس بنا پر ہزبرالملوک کو خلعت عنایت ہوا تو لشکریوں اور امراء لشکر کو ناگوار گزرا اس ناراضگی میں سب سے بڑا حصہ رضوان بن ولخش نے لیا تھا جو عساکر مصر کا سردار اور افسر اعلیٰ تھا۔ ابوعلی بن افضل اس وقت قصر خلافت میں موجود تھا برغش عادل نے لشکریوں اور امراء لشکر کی ناراضگی کا احساس کر کے ابوعلی کو وزیر السلطنت کے خلاف اُبھار دیا۔ چنانچہ ابوعلی۔ وزارت حاصل کرنے کی غرض سے قصر خلافت سے باہر نکلا جوں ہی محل سرائے خلافت کے باہر آیا۔ لشکری اور امراء لشکر متفق الکلمہ ہو کر چلا اٹھے "هذا الوزیر ابن الوزیر، هذا الوزیر ابن الوزیر" اور ہاتھوں ہاتھ ابوعلی کو اپنے کیمپ میں لے گئے۔ قصر خلافت اور قصر وزارت کے درمیان ابوعلی کے قیام کے لئے خیمہ نصب کیا تمام شہر میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ قصر خلافت کے دروازے بند کر دیئے گئے ہر طبقہ کے لوگوں میں اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی۔ خلیفہ حافظ نے بہ مجبوری ہزبرالملوک کو عہدۂ وزارت سے معزول کیا اور جب اس پر بھی ہنگامہ فرو نہ ہوا تو اس کے قتل کرنے پر مجبور ہوا قلمدان وزارت ابوعلی احمد بن افضل کے سپرد کیا۔

خلیفہ حافظ کی معزولی

ابوعلی عہدۂ وزارت سے سرفراز ہو کر بہایت خوبی سے اس عہدے کے اہم امور کو انجام دینے لگا اور جو امور اس عہدے سے متعلق تھے انھیں صحیح طور پر پورا کیا۔ آدمی منتظم اور ہوشیار تھا، خلیفہ حافظ کو اپنے حسن انتظام سے دبا لیا، اس کے تمام اختیارات چھین لئے، جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا۔ خزانہ اور ذخائر شاہی سے نقد و جنس اپنے مکان پر اٹھا لایا۔ یہ امامیہ اثنا عشریہ مذہب رکھتا تھا اور حد درجہ کا متعصب اور سخت تھا فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کی تحریک سے اس نے قائم منتظر (یعنی مہدی موعود) کی دعوت قائم کی، سکہ پر "اللہ الصمد الامام محمد" مسکوک کرایا۔ اسمٰعیل اور خلیفہ حافظ کے ناموں کو خطبہ سے نکال دیا۔ اذان میں "حی علیٰ خیر العمل" کہنے کی ہدایت کی۔ اور خطیبوں کو حکم دیا کہ میرے

نام کو ان اوصاف سے منبروں پر ذکر کرو، دماغ میں نخوت اس قدر سما گئی تھی کہ خلیفہ حافظ کے قتل کر ڈالنے کا قصد کر لیا اور اُن لوگوں سے سازش کی جن لوگوں نے خلیفہ آمر کو قتل کیا تھا مگر اس پر قادر نہ ہوا خلیفہ حافظ کو خلافت سے معزول کر کے ایک مکان میں قید کر دیا۔

ابو علی کا قتل ہوا خواہان خلافت علویہ شیعہ کو یہ امر شاق گزرا۔ لشکریوں کو ملا کر اس کے قتل کا باہم عہد و پیمان کیا، چنانچہ ابو علی ایک روز مع اپنے لشکر کے شہر کے باہر چوگان کھیلنے کو گیا تھا۔ چند سپاہی کمیں گاہ میں چھپ رہے جس وقت ابو علی اس طرف سے ہو کر گزرا ان سپاہیوں نے کمیں گاہ سے نکل کر ابو علی پر نیزے چلائے جس سے ابو علی زخمی ہو کر گر پڑا اور اسی وقت تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیا۔ ابو علی کے مارے جانے کے بعد امراء لشکر نے خلیفہ حافظ کو قید سے نکالا اور دوبارہ اس کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کی۔ لشکریوں نے ابو علی کا مکان لوٹ لیا۔ باقی جو رہ گیا اسے خلیفہ حافظ تجدید بیعت کے بعد قصر خلافت میں اُٹھا لایا۔

وزیر یانس حافظی خلیفہ حافظ نے ابو علی کے قتل کے بعد قلمدان وزارت ابوالفتح یانس حافظی کو مرحمت فرمایا "امیر الجیوش" کا خطاب دیا۔ یہ بہت بارعب اور صاحب وجاہت آدمی تھا، اس نے بھی تھوڑے دن بعد خلیفہ حافظ کو دبا لیا! اس سے فریقین میں کشیدگی پیدا ہوتی۔ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ حافظ نے اس کے غسل خانے میں زہر آلود پانی رکھوا دیا جس کی وجہ سے یانس کی موت وقوع میں آئی یہ واقعہ آخری ذی الحجہ ۵۲۶ھ کا ہے۔

حسن بن خلیفہ حافظ کی وزارت وزیر السلطنت یانس کے ہلاک ہونے کے بعد خلیفہ حافظ نے یہ قصد کیا کہ آئندہ یہ عہدہ جلیلہ کسی غیر کو نہ دیا جائے تاکہ آئندہ خطرات کا ممکن کا سامنا گذشتہ ایام میں حکومت کو کرنا پڑا ہے دوبارہ نہ کرنا پڑے چنانچہ اس خیال سے وزارت کے اہم ذمہ داریوں کے امور پر اپنے بیٹے سلیمان کو مامور کیا۔ اتفاق ایسا پیش آیا کہ دو مہینے بعد سلیمان مر گیا تب اپنے دوسرے بیٹے حسن کو اس خدمت پر متعین کیا۔ حسن نے یہ گل کھلائے کہ اس نے دعوئے خلافت کر دیا اور اور اپنے باپ خلیفہ حافظ کو قید کرنے کا قصد کیا۔ لشکریوں نے اس ارادے میں اس کی اطاعت کی، کسی ذریعہ سے خلیفہ حافظ کو اس کی خبر لگ گئی۔ حکمتِ عملی سے اس کے مصاحبوں اور ہوا خواہوں میں نفاق پیدا کرا دیا۔

حسن بن حافظ کا قتل بیان کیا جاتا ہے کہ اس شب میں خلیفہ حافظ نے چالیس آدمیوں کو یکے بعد دیگرے قتل کیا۔ اس کے بعد اپنے ایک خادم کو قصر خلافت سے حسن کو قتل کرنے کے لئے روانہ کیا۔ حسن نے اُسے نیچا دکھا دیا، اب اس وقت خلیفہ حافظ تنہا بے یار و مددگار رہ گیا سارا کارخانہ درہم برہم ہو گیا۔ مجبور ہو کر بہرام ارمنی کو پیام دیا کہ ارمنی فوج کو ہماری مدد پر آمادہ کرو چنانچہ بہرام نے آرمینیوں کو ابھار دیا ارمینیوں نے حسن پر یورش کی اور قصر خلافت اور قصر وزارت کے درمیان صف آرائی ہوئی۔ قصر وزارت کو جلانے کی غرض سے لکڑیاں جمع کیں حسن یہ خبر پا کر قصر وزارت سے نکل آیا اور آرمینیوں سے لڑنے لگا۔ بالآخر آرمینیوں نے اسے گرفتار کر کے خلیفہ حافظ کے روبرو پیش کیا خلیفہ

حافظ نے اپنے آپ اسے قتل کر کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا۔ یہ واقعہ ۵۲۹ھ کا ہے۔

رضوان بن ولخش کی وزارت

حسن بن حافظ کے مارے جانے کے بعد آرمینیوں نے جمع ہو کر بہرام کی وزارت کی تحریک کی، خلیفہ حافظ نے ان کی درخواست پر بہرام کو خلعت وزارت مرحمت فرمائی امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کی اجازت دی، بہرام نے عہدۂ وزارت سے ممتاز ہو کر آرمینیوں کو انتظامی اور مالی صیغوں میں بھرنا شروع کیا اور مسلمانوں کی اہانت کرنے لگا۔ رضوان بن ولخش کو جو کہ محل سرائے خلافت کا داروغہ تھا اور دولت علویہ کا ایک نامور خیراہ تھا، بہرام کی وزارت سے کشیدگی پیدا ہوگئی اکثر اوقات بہرام کے طرز عمل اور وزارت پر نکتہ چینیاں کرتا تھا۔ بہرام نے مصلحتاً رضوان کو صوبہ غربیہ کی سند حکومت دے کر قاہرہ سے علیحدہ کر دیا۔ رضوان نے تھوڑے دن بعد ایک فوج مرتب کر کے قاہرہ کا قصد کیا۔ بہرام یہ سن کر دو ہزار آرمینیوں کے ساتھ قوص بھاگ گیا۔ قوص پہنچ کر اپنے بھائی کو مقتول پایا مگر اس کے باوجود اہل قوص سے کسی قسم کا مواخذہ نہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد قوص سے نکل کر اسوان کی جانب آیا کنز الدولہ والی اسوان نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے، بہرام کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ رضوان نے ایک دستہ فوج اپنے بھائی (ابراہیم اوحد) کی سرکردگی میں بہرام کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا چنانچہ ابراہیم' بہرام اور ان آرمینیوں کو جو اس کے ہمراہ تھے۔ امان دے کر گرفتار کر لایا، خلیفہ حافظ نے اسے اپنے قصر خلافت میں نظر بند رکھا حتی کہ وہ اپنے اسی مذہب و دین پر مر گیا، رضوان قلمدان وزارت کا مالک ہوا "الافضل" کا لقب اختیار کیا۔ یہ سنی المذہب تھا اور اس کا بھائی ابراہیم امامیہ مذہب رکھتا تھا۔

خلیفہ حافظ کی رضوان سے کشیدگی

رضوان نے بھی عہدہ وزارت سے ممتاز و سرفراز ہو کر ہاتھ پاؤں نکالے امور سلطنت پر غالب اور متصرف ہونے کا قصد کیا۔ ایک ہاتھ میں تلوار اور ایک ہاتھ میں قلم غرض مالی اور انتظامی دونوں صیغوں کی نگرانی کرنے لگا ٹیکس اور بہت سے محصولات معاف کر دیئے اور جو شخص اس کے خلاف مرضی ٹیکس قائم کرتا یا محصول وصول کرتا تھا اُسے سزائیں دیتا تھا۔ ان امور سے خلافت مآب کو ناراضگی پیدا ہوئی داعی الدعاۃ اور فقہاء امامیہ کو طلب کر کے رضوان کی معزولی کی بابت مشورہ کیا، ان لوگوں نے خلافت مآب کی رائے سے اختلاف کیا، تب خلیفہ حافظ نے پچاس سواروں کو گلی کوچہ میں رضوان کی مخالفت اور اس کے برخلاف ہنگامہ کرنے کی تحریک کرنے اور ترغیب دینے پر مامور فرمایا۔ رضوان کے کان تک یہ خبریں پہنچیں، ۱۵ شوال ۵۳۳ھ کو قاہرہ سے بخوف جان بھاگ نکلا بازاریوں اور لشکریوں نے اس کے محل سرا کو لوٹ لیا، خلیفہ حافظ سوار ہو کر قصر وزارت کی جانب آیا۔ فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ جو کچھ مال غارت گری سے بچ گیا تھا۔ اسے قصر خلافت میں اٹھوا لیا۔

رضوان کی گرفتاری

رضوان، قاہرہ سے نکل کر شام کی طرف ترکوں سے امداد طلب کرنے کو روانہ ہوا تھا۔ اس کے ہمراہیوں میں منجملہ اور لوگوں کے شاور نامی ایک شخص تھا جو اس کا معتمد علیہ اور منتخب خیر خواہ تھا۔ خلیفہ حافظ نے اس سے مطلع ہو کر رضوان ترکوں سے مدد حاصل

کرنے شام جا رہا ہے۔ امیر بن مضیال کو رضوان کے واپس لانے کے لئے بھیجا، چنانچہ امیر نے سمجھا بجھا کر اور امان دے کر رضوان کو قاہرہ کی جانب واپس کیا جوں ہی قصر خلافت میں خلیفہ حافظ کی دست بوسی کو حاضر ہوا خلیفہ حافظ نے قید کر لینے کا اشارہ کر دیا۔

رضوان کا قتل

بعض کہتے ہیں کہ رضوان قاہرہ سے نکل کر سرحد چلا گیا تھا۔ والی سرحد امین الدولہ کمشتکین نے رضوان کی بڑی آؤ بھگت کی ایک مدت تک رضوان سرحد میں ٹھہرا رہا اس کے بعد ۵۳۲ھ میں مصر پر حملہ کیا، قصر خلافت کے دروازے پر شاہی لشکر سے لڑا اور اسے شکست دی۔ مگر اس کے بعد ہی اس کے ہمراہیوں میں نفاق پیدا ہو گیا ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گیا۔ کچھ لوگوں نے شام کی جانب واپسی کا قصد کیا اور چند لوگوں نے شاہی لشکر سے میل جول پیدا کر لیا۔ خلیفہ حافظ نے اس امر کا احساس کر کے امیر بن مضیال کے ذریعہ سے رضوان کو گرفتار کر کے قید کر دیا، ۵۴۳ھ تک قید میں رہا۔ اس کے بعد ایک روز جیل میں نقب لگا کر بھاگ گیا۔ جیرہ پہنچا مغربیوں کو جمع کر کے قاہرہ کی جانب واپس ہوا۔ جامع ابن طولون کے قریب شاہی لشکر سے معرکہ آرائی ہوئی۔ شاہی لشکر کو شکست ہوئی، رضوان کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے قاہرہ میں داخل ہوا، جامع اقمر کے قریب قیام کیا اور خلیفہ حافظ سے کہلا بھیجا کہ لشکریوں کے انعام تقسیم کرنے کے لئے روپیہ بھیج دو، چنانچہ خلیفہ نے پرانے دستور کے مطابق بیس ہزار دینار بھیجے۔ اس کے بعد بیس بیس ہزار یکے بعد دیگرے اور روانہ کئے۔ رضوان کو اب اس سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا مگر خلیفہ حافظ اس کے استیصال میں لگا رہا۔ چنانچہ سودانیوں کے ایک گروہ کو رضوان کے قتل پر متعین کر دیا۔ جنہوں نے موقع پا کر رضوان کو مار ڈالا اور سر اتار کر خلافت مآب کے پاس لائے، خلیفہ حافظ نے سجدہ شکر ادا کیا اور اپنی دولت و سلطنت کے کار و بار کو بہ نفس نفیس انجام دینے لگا۔ اس کے مرتبہ وزارت پر کسی کو مامور و مقرر نہ کیا۔ یہ عہدہ خالی ہی رہا۔

باب ۱۳

ابو منصور اسمٰعیل الظافر لاعداء اللہ ۵۴۴ھ تا ۵۴۹ھ

عادل بن سلار کی وزارت

۵۴۴ھ میں خلیفہ حافظ لدین اللہ عبدالحمید بن امیر ابو القاسم احمد بن مستنصر نے جب کہ اس کی خلافت کو ساڑھے انیس سال گزر چکے تھے وفات پائی۔ ابو العالیہ سے روایت ہے کہ اس نے اپنے عمر کے ستر مرحلے طے کئے تھے۔ اپنے آخر زمانہ خلافت میں بلا کسی وزیر کے امور سلطنت انجام دیتا رہا۔ اس کے مرنے پر اس کا بیٹا ابو منصور اسمٰعیل اس کا ولیعہد تخت خلافت پر متمکن ہوا اور "الظافر بامر اللہ" کا خطاب اختیار کیا۔

خلیفہ حافظ نے بوقت تقرر ولیعہدی' اپنے آئندہ جانشین کو امیر بن مضیال کی وزارت کی وصیت اور ہدایت کی تھی' اسی لئے خلیفہ ظافر حسب وصیت چالیس روز تک امیر بن مضیال سے وزارت کا کام لیتا رہا۔ اس کے بعد عادل بن سلار والی اسکندریہ عہدۂ وزارت حاصل کرنے کی غرض سے اسکندریہ سے قاہرہ کی طرف بڑھا' اتفاق یہ کہ امیر بن مضیال وزیر السلطنت کسی ضرورت سے ان دنوں سوڈان گیا ہوا تھا' عادل نے قاہرہ پہنچ کر قصر وزارت پر قبضہ کر لیا اور قلمدان وزارت کا مالک ہو گیا۔ عادل نے قلمدانِ وزارت کے مالک ہونے کے بعد عباس بن ابو الفتوح بن طے بن تمیم بن معز بن بادیس صنہاجی کو جو کہ اس کا پروردہ بھی تھا ایک لشکر کے ساتھ امیر بن مضیال معزول وزیر سے جنگ کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ عباس نے امیر بن مضیال پر بہ زور تیغ فتح حاصل کی اور اسے مار ڈالا امیر کے قتل کئے جانے سے عادل کی وزارت کو استقلال اور استحکام ہو گیا۔

عادل اور بلارہ بنت قاسم

عادل بن سالار کے ہمراہ بلارہ بنت قاسم بن تمیم بن معز بن بادیس اور اس کا بیٹا عباس بھی تھا۔ بلارہ پہلے ابو الفتوح بن یحییٰ کے نکاح میں تھی۔ ۵۰۹ھ میں علی بن یحییٰ بن تمیم بن معز والی افریقیہ نے اپنے بھائی ابو الفتوح مذکور کو کسی وجہ سے افریقیہ سے نکال دیا تھا چنانچہ ابو الفتوح اپنی زوجہ بلارہ اور اپنے بیٹے عباس کے ساتھ دیار مصر میں آیا' اس وقت یہ نہایت کم عمر تھا۔ ابو الفتوح نے دیار مصر پہنچ کر اسکندریہ میں عادل بن سالار کے پاس قیام کیا' عادل نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ چند دن قیام کے بعد ابو الفتوح مر گیا تب اس کی بیوی بلارہ نے عادل بن سلار سے نکاح کر لیا۔ عباس نے اسی کے پاس نشو و نما پائی' بڑا ہوا' اور اس کے ساتھ ساتھ جس وقت یہ عہدۂ وزارت حاصل کرنے کے لئے قاہرہ آیا تھا یہ بھی قاہرہ آیا۔ دربار خلافت میں حاضر ہوا اور عادل کے بعد عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا گیا۔

عادل کے خلاف سازش

عادل نے رتبہ وزارت حاصل کر کے امور سلطنت کی نگرانی کی جانب توجہ کی خلافت مآب کی اس کے سامنے کچھ بھی نہ چلتی تھی جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا اور خلیفہ ظافر منہ تکتا رہ جاتا تھا۔ انہی وجوہات سے خلیفہ ظافر کو وزیر السلطنت سے کشیدگی اور نفرت پیدا ہو گئی مگر وزیر السلطنت برابر خلیفہ ظافر کو اونچ نیچ سمجھاتا رہا اور اپنے فرائض منصبی کو نہایت خوبی وخوش اسلوبی سے انجام دیتا رہا۔ ایک مرتبہ چند لونڈوں نے جو خلیفہ ظافر کی خدمت میں رہا کرتے تھے وزیر السلطنت کے قتل کا قصد کیا وزیر السلطنت کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔ اسی وقت سب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور ان میں سے ایک گروہ قتل کر ڈالا۔ خلیفہ ظافر نے دم تک نہ مارا۔ اسی کے زمانہ وزارت میں عسقلان پر عیسائیوں نے چڑھائی کی۔ اس نے عسقلان کے بچانے کے لئے اکثر اوقات فوجیں روانہ کیں، آلات حرب اور رسد و غلہ بھیجتا رہا، مگر عیسائی حملہ آوروں نے عسقلان پر قبضہ[۱] کر ہی لیا جس سے دولت علویہ کی کمزوری بڑھ گئی اور عوام الناس کے خیالات اس کی طرف سے بدل گئے۔

عباس بن ابوالفتوح

عباس بن ابوالفتوح کی جو وزیر السلطنت عادل کا پروردہ تھا اور خلیفہ ظافر کی بہت بنتی تھی عباس اکثر محل سرائے خلافت میں شب کو بھی ٹھہرتا تھا اس کا ایک بیٹا نصیر نامی تھا خلیفہ ظافر نے اسے اپنا مخصوص خادم بنا رکھا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ ظافر اسے محبت کی آنکھوں سے دیکھتا تھا۔ عادل نے عباس کو سمجھایا کہ اپنے بیٹے نصیر کو خلیفہ ظافر کی صحبت میں آنے جانے اور اس سے مخالطت پیدا کرنے سے منع کرو عباس نے اس پر کچھ توجہ نہ کی، تب عادل نے نصیر کی دادی بلاری مادر عباس کو بھی سمجھایا۔ یہ امر نصیر اور عباس کو شاق گذرا، عادل کی طرف سے ان کے دلوں میں میل آگیا۔ اس اثناء میں عیسائیوں نے عسقلان پر فوج کشی کر دی۔ عادل نے فوجیں مرتب کر کے سامان جنگ اور آلات حرب کے ساتھ عباس بن ابوالفتوح کو عسقلان کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا۔

عادل بن سلار کا قتل

عباس نے خلیفہ ظافر کی خدمت میں حاضر ہو کر عادل کی شکایتوں کا دفتر کھول دیا اور تمام واقعات عرض کئے اتفاق وقت سے موید الدولہ اسامہ بن منقذ امیر شیزر بھی دربار خلافت میں موجود تھا جو عباس کا دوست اور ہوا خواہ تھا اس نے عادل کو قتل کر ڈالنے کی رائے دی۔ خلیفہ ظافر اور عباس نے اس سے موافقت کی، عباس تو مع فوج کے بلبیس چلا گیا اور اپنے بیٹے نصیر کو عادل کے قتل کی ہدایت کرتا گیا۔ چنانچہ نصیر ایک گروہ کے ساتھ اپنی دادی کے مکان میں آیا عادل اس وقت سو رہا تھا پہنچتے ہی عادل پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ عادل بستر خواب سے اٹھ بھی نہ سکا، سوتا کا سوتا رہ گیا۔ اس کے بعد عباس مع فوج کے بلبیس سے واپس آیا اور خلیفہ ظافر کے قلمدان وزارت کا مالک بن گیا۔ زمام حکومت اپنے قبضہ میں لے کر نظم ونسق کرنے لگا۔ اہل عسقلان کو اس وقت تک عیسائیوں کے محاصرے میں ایک مدت گذر چکی تھی اور اب تک وہ امداد کی امید میں غنیم کی مدافعت کی کوشش کرتے جاتے تھے مگر جب انھیں اس واقعہ کی خبر ہوئی اور انھیں دربار خلافت کی امداد سے ناامیدی ہوئی

---

[۱] عادل کے قتل کے بعد عیسائیوں نے عسقلان پر قبضہ کیا تھا جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے من مترجم

تو انھوں نے طویل محاصرے کے بعد شہر عسقلان کو عیسائیوں کے حوالہ کر دیا۔ یہ تمام واقعات ۵۴۸ھ میں پیش آئے ہیں۔

خلیفہ ظافر کا قتل

نصیر بن عباس جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں خلیفہ ظافر کا ندیم خاص اور شب و روز کا مصاحب تھا اور خلیفہ ظافر بھی اسے پیار کرتا تھا اس وجہ سے لوگوں کے خیالات اس کی طرف سے برے ہو رہے تھے جس کے منہ میں جو آتا تھا کہتا تھا اسامہ بن منقذ کو جو کہ عباس کا دوست اور خیر خواہ تھا ان افواہوں اور لوگوں کے خیالات سے صدمہ پہنچتا تھا اسامہ ایک روز عباس سے نصیر کی بابت لوگوں کے خیالات ظاہر کر کے کہنے لگا کہ اگر تم خلیفہ ظافر کا خاتمہ کر دو تو اس ننگ و عار سے تمھیں نجات مل جائے گی ورنہ قیامت تک تم پر یہ الزام رہے گا۔ عباس نے اپنے بیٹے نصیر کو اس کی بد افعالی اور خلاف وضع فطرت افعال کے ارتکاب پر برا بھلا کہا، لوگوں کے خیالات اور ان کی سرگوشیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ رائے دی کہ اگر تم خلیفہ ظافر کو کسی حیلہ سے قتل کر ڈالو تو تمھارے دامن سے یہ داغ مٹ جائے گا ورنہ قیامت تک لوگ کیا کچھ نہ کہیں گے۔ اس گفت و شنید سے نصیر کے دل میں بھی غیرت نے جوش مارا۔ دعوت کے بہانے سے خلیفہ ظافر کو اپنے مکان پر بلا بھیجا اور جب وہ قصر خلافت سے نصیر کے مکان میں آ گیا تو نصیر نے اسے مع ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ آئے تھے قتل کر کے اسی مکان میں دفن کرا دیا یہ واقعہ ماہ محرم ۵۴۹ھ کا ہے۔

خلیفہ ظافر کے بھائیوں کا قتل

خلیفہ ظافر کے قتل کے دوسرے دن عباس قصر خلافت میں گیا، خدام خلافت سے خلیفہ ظافر کو دریافت کیا، ان لوگوں نے لاعلمی ظاہر کی، عباس نے محل سرائے خلافت سے جوں ہی مراجعت کی خدام خلافت، خلیفہ ظافر کے بھائیوں یوسف اور جبرئیل کے پاس گئے اور خلیفہ ظافر کے سوار ہو کر نصیر کے مکان پر جانے اور پھر واپس نہ آنے کا حال بتلایا۔ یوسف اور جبرئیل نے کہا اس واقعہ کو تم لوگ جا کر وزیر السلطنت سے بیان کرو۔ پس جب اس کے دوسرے روز عباس پھر محل سرائے خلافت میں آیا ان لوگوں نے بیان کیا کہ خلیفہ ظافر سوار ہو کر آپ کے بیٹے نصیر کے مکان پر گئے تھے اور پھر وہاں سے واپس نہیں آئے عباس کو اس خبر کے سننے سے سخت غصہ پیدا ہوا مگر ضبط کر کے کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ ظافر کے دونوں بھائی یوسف اور جبرئیل اس واقعہ قتل میں سازش کئے ہوئے ہیں یہ کہہ کر اپنے خادم کی طرف متوجہ ہوا اور اسی وقت ان دونوں بھائیوں کو گرفتار کر لانے کا حکم دیا، جوں ہی یہ دونوں اجل رسیدہ پہنچے مار ڈالے گئے انھی کے ساتھ عباس نے حسن بن حافظ کے دونوں لڑکوں کو بھی مار ڈالا۔

ابو القاسم عیسیٰ الفائز بنصر اللہ ۵۴۹ھ تا ۵۵۵ھ

ان لوگوں کے قتل سے فارغ ہو کر خلیفہ ظافر کے بیٹے ابو القاسم عیسیٰ کو محل سرائے خلافت سے طلب کر کے اپنے کندھے پر اٹھایا اور تخت خلافت پر لا کر بٹھا دیا اس وقت اس کی عمر تقریباً پانچ سال یا اس سے کچھ زیادہ کی تھی سب سے پہلے عباس نے ابو القاسم عیسیٰ کی امارت کی بیعت کی رسم ادا کی

اور "الفائز بنصرہ اللہ" کا لقب دیا۔ عباس کو گل کھیلنے کا موقع مل گیا جو کچھ مال و اسباب اور خزانہ، قصر خلافت میں تھا سب کا سب اپنے مکان پر اٹھا لایا۔ جس وقت عباس خلیفہ ظافر کے دونوں بھائیوں کو قتل کر کے باہر نکلا تو مقتولوں کی لاشیں دیکھ کر اس قدر متاثر اور پریشان ہوا کہ عارضہ صرع (مرگی) میں گرفتار ہو گیا اور تمام عمر اسی میں مبتلا رہا۔

عباس بن ابوالفتوح کا خاتمہ

خلیفہ ظافر اور اس کے دونوں بھائیوں کے قتل کیے جانے کے بعد قصر خلافت کی بیگمات نے طلائع بن رزیک کو یہ واقعات لکھ بھیجے طلائع ان دنوں اشمونین اور بھنسہ کا والی تھا۔ اسی اثناء میں اسے یہ بھی خبر لگی کہ انہی واقعات کی وجہ سے لوگوں میں عباس کی طرف سے ناراضگی اور بددلی پیدا ہو گئی ہے۔ پس طلائع نے فوجیں مرتب کر کے قاہرہ کا قصد کیا ماتمی سیاہ کپڑے پہنے، نیزوں پر اُن بالوں کو لگایا، جسے قصر خلافت کی بیگمات نے بغرض اظہار ماتم بھیجا تھا۔ جس وقت صالح نے دریا کو عبور کیا وزیر السلطنت عباس اور اس کا بیٹا نصیر جس قدر مال و زر اور آلات حرب لے سکا لے کر شام کی جانب نکل کھڑا ہوا ان دونوں کے ہمراہ ان کا دوست اسامہ بن منقذ بھی تھا اتفاق یہ کہ اثنائے راہ میں عیسائیوں سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ عباس مارا گیا۔ اس کا بیٹا نصیر گرفتار کر لیا گیا اور اسامہ کسی طرح اپنی جان بچا کر شام کی طرف بھاگ گیا۔

وزارت صالح بن رزیک

وزیر السلطنت عباس کے نکل جانے کے بعد طلائع ماہ ربیع الثانی ۵۴۹ھ میں داخل قاہرہ ہوا اور پیادہ پا قصر خلافت میں آیا۔ اس کے بعد عباس کے مکان کی طرف گیا۔ اس کے ہمراہ وہ خادم بھی تھا جو بوقت قتل ظافر موجود تھا۔ ظافر کی لاش کو قبر سے نکال کر اس کے آباؤ اجداد کے مقابر میں دفن کیا، خلیفہ فائز نے خوش ہو کر وزارت کا خلعت عنایت کیا" اور "الملک الصالح" کا خطاب مرحمت کیا۔ صالح امامیہ مذہب رکھتا تھا۔ بہت بڑا ادیب اور خوش نویس تھا، عہدۂ وزارت سے ممتاز ہو کر امور سلطنت کی طرف متوجہ ہوا۔ خراج کی فراہمی اور صوبجات کے گورنروں کی نگرانی کرنے لگا۔

نصیر بن عباس کا قتل

اوحد بن تمیم نامی ایک شخص قرابت مندان عباس سے تنیس کا والی تھا، اس نے عباس کے حالات سن کر فوجیں مرتب کیں اور قاہرہ کے قصد سے روانہ ہوا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے طلائع قاہرہ میں داخل ہو چکا تھا اور قلمدان وزارت پر استقلال کے ساتھ قبضہ کر چکا تھا پس طلائع نے اوحد کو اس کے صوبہ دمیاط اور تینس کی جانب واپس کر دیا۔ اس کے بعد صالح نے عیسائیوں سے نصیر بن عباس کو زرمعاوضہ دے کر لے لیا اور جب وہ قاہرہ میں آیا تو قتل کر کے باب زویلہ پر صلیب دیدی۔

خلیفہ فائز کی پھوپھی کا قتل

نصیر کے قتل سے فارغ ہو کر ان امراء کی طرف متوجہ ہوا جو دولت علویہ سے وقتاً فوقتاً مزاحمت اور مخالفت کا برتاؤ کیا کرتے تھے ان لوگوں میں سب سے زیادہ تاج الملوک قائماز اور ابن غالب ہر کام میں آڑے آتے تھے، ان دونوں کی سرکوبی کے لئے فوجیں مامور کیں۔ تاج الملوک اور ابن غالب یہ خبر پا کر بھاگ گئے۔ لشکریوں نے ان کے مکانات لوٹ لئے۔ غرض اسی

طرح تمام امراء کبار کو یکے بعد دیگرے کمزور اور مضمحل کر دیا۔ یہاں تک کہ دولت علویہ میں کوئی ایسا امیر باقی نہیں رہا جو اس کے کام میں کچھ بھی دخل در معقولات کر سکتا۔ دربان، خدام اور حجاب اپنی طرف سے قصر خلافت میں مقرر کئے، مال و اسباب اور سامان آرائش جس قدر محل سرائے خلافت میں تھا سب کا سب اپنے مکان میں اٹھا لایا، خلیفہ فائز کی پھوپھی یہ رنگ دیکھ کر وزیر السلطنت صالح کے قتل کی تدبیریں کرنے لگی، روپیہ اور مال بھی خرچ کیا۔ مگر ہنوز اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہونے پائی تھی کہ کسی ذریعہ سے وزیر السلطنت تک یہ خبر پہنچ گئی سوار ہو کر قصر خلافت میں آیا۔ داروغہ محل سرائے اور خدام خلافت کو اشارہ کر دیا، انہوں نے ایسے طریقہ سے خلیفہ فائز کی پھوپھی کو قتل کر ڈالا کہ کسی کو کانوں کان تک خبر نہ ہوئی اس کے قتل کے بعد خلیفہ فائز اپنی چھوٹی پھوپھی کی کفالت اور نگرانی میں پرورش پانے لگا، رفتہ رفتہ سن شباب کو پہنچا اور امور سلطنت کے نیک اور بد کو سمجھنے لگا۔ امراء اور اراکین دولت کو علی قدر مراتب حکومتیں عنایت کیں، اہل ادب کی ایک مجلس قائم کی جن کا کام محض داستان گوئی تھا۔ کبھی کبھی کچھ نظم بھی کر لیتا تھا۔ لیکن فن شاعری میں اسے چنداں دخل نہ تھا، شاور سعدی شعر گوئی ہی کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ خلیفہ فائز کے بعض مصاحبوں نے شاور کی علیحدگی کی تحریک کی چنانچہ خلیفہ فائز نے شاور سے اس معاملہ میں کچھ گفتگو کی، شاور نے جواب دیا اگر آپ مجھے اس کام سے معزول کر دیں گے تو میں تو یہ چلا جاؤں گا۔ خلیفہ فائز یہ سن کر خاموش ہو رہا اور اسے اپنے سے جدا نہ کیا۔ اسی کے عہد حکومت میں الملک العادل سلطان نور الدین محمود زنگی نے دمشق کو بنی طغتگین اتابک تتش کے قبضہ سے ۵۴۹ھ میں نکال لیا۔

خلیفہ فائز کا انتقال

۵۵۵ھ میں خلیفہ فائز بنصر اللہ ابو القاسم عیسیٰ بن ظافر اسمٰعیل والیٔ مصر نے وفات پائی۔ چھ سال خلافت کی۔

ابو محمد عبد اللہ العاضد لدین اللہ ۵۵۵ھ تا ۵۶۷ھ

خلیفہ فائز کی وفات کے بعد وزیر السلطنت صالح بن رزیک، قصر خلافت میں آیا اور خدام خلافت کو خاندان خلافت کے لڑکوں کے پیش کرنے کا اس غرض سے حکم دیا کہ ان میں سے کسی کو منتخب کر کے تخت خلافت پر متمکن کرے سن رسیدہ اور ذی شعور ممبران خاندان نے خلافت کی طرف اس وجہ سے نظر تک نہ اٹھائی کہ ان لوگوں کے تخت خلافت پر متمکن ہونے سے اس کی کچھ پیش نہ جائے گی لڑکوں اور کم سنوں کو خلیفہ بنانے سے امور سلطنت پر خود غالب اور متصرف رہے گا۔ پس اس نے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف بن حافظ کو عبار خلافت پہنایا اور تخت خلافت پر متمکن کر کے حکومت و خلافت کی بیعت کی۔ "العاضد لدین اللہ" کا لقب دیا اور اپنی بیٹی سے نکاح کر کے اس قدر جہیز دیا کہ احاطہ تقریر و تحریر سے باہر ہے خلیفہ عاضد اس وقت قریب سن بلوغ تھا۔

وزیر السلطنت صالح کا قتل

خلیفہ عاضد کی کم سنی اور نیز اس وجہ سے کہ وزیر السلطنت صالح ہی کا یہ خلیفہ بنایا ہوا تھا وزیر السلطنت صالح کے قدم، حکومت و سلطنت پر استقلال اور استحکام کے ساتھ جم گئے تھے۔ امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کے تمام اختیارات اس کے

قبضہ اقتدار میں آگئے۔ فراہمی مال ووصولی خراج کا مالک ہو گیا۔ خلیفہ عاضد برائے نام خلیفہ تھا، محل سرائے خلافت کے اندر باہر اسی کا حکم نافذ وجاری تھا۔ اراکین دولت اور خدام محل سرائے خلافت کو یہ امر ناگوار معلوم ہوا امراء کبار اس کے قتل کی فکر کرنے لگے۔ خلیفہ عاضد کی چھوٹی پھوپھی نے جو خلیفہ فائز کی کفیل تھی اس امر اہم کے کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اس نے سپہ سالاران سوڈانیہ اور قصر خلافت کے خدام کو جمع کرکے وزیر السلطنت کے قتل کرڈالنے کا ذمہ دار بنایا چنانچہ ان لوگوں نے متفق ہو کر صالح کے قتل کا عہد و پیمان کیا ابن الداعی اور امیر بن قوام الدولہ اس امر میں زیادہ کوشاں تھے۔ ایک روز یہ دونوں قصر خلافت کی دہلیز میں چھپ کر کھڑے ہو گئے جوں ہی وزیر السلطنت اس طرف سے ہو کر گذرا ابن الداعی نے لپک کر تلوار کا وار کیا۔ امیر نے بڑھ کر نیزہ مارا صالح زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا۔ لوگ اٹھا کر محل سرائے وزارت میں لائے۔ اس وقت تک اس میں دم باقی تھا۔ خلیفہ عاضد کے پاس کہلا بھیجا" خلافت مآب نے میرے خون سے اپنے ہاتھ کو ناحق رنگ لیا ہے۔ اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا" خلیفہ عاضد نے جواب دیا" میں اس سے بری ہوں یہ کام میری پھوپھی کا ہے" جواب آنے کے بعد وزیر السلطنت نے دم توڑ دیا۔ بوقت وفات اپنے بیٹے زریک کو طلب کرکے قلمدان وزارت سپرد کیا اور خلیفہ عاضد کو زریک کے وزیر بنانے کی وصیت کر گیا۔ خلیفہ عاضد نے صالح کی موت کے بعد اس کے بیٹے زریک کو عہدہ وزارت عطا فرمایا اور" العادل" کا خطاب دیا۔

زریک بن صالح کی وزارت

زریک نے عہدہ وزارت حاصل کرکے خلیفہ عاضد کی اجازت سے اپنے باپ کے قاتلوں خلیفہ عاضد کی پھوپھی، امیر ابن قوام الدولہ اور استاد عنبر ربعی کو سزائے موت دی اور حکومت وسلطنت کا نظم ونسق کرنے لگا۔ بے سمجھے بوجھے شاور والی صعید کی معزولی پر تل گیا، شاور نہایت چالاک اور مدبر تھا۔ صالح اکثر کہا کرتا تھا کہ میں اسے سند حکومت دے کر بہت پچھتایا اور میں اسے معزول بھی نہ کر سکا، صالح نے انہی باتوں پر نظر کرکے شاور سے چھیڑ چھاڑ نہ کرنے کی زریک کو ہدایت کی تھی۔ مگر زریک نے مطلق خیال نہ کیا۔ شاور کی معزولی کا حکم بھیج دیا اور اس کی جگہ امیر بن رفعہ کو صعید کا حاکم مقرر کیا۔ شاور کو اس سے سخت برافروختگی ہوئی۔ فوجیں مرتب کرکے قاہرہ کی طرف بڑھا۔

زریک کا خاتمہ

زریک کو اس کی خبر لگ گئی، مقابلہ کی طاقت اپنے میں نہ دیکھ کر اپنے چند غلاموں کے ساتھ کسی قدر مال واسباب لے کر نکل بھاگا۔ کوچ ومقام کرتا ہوا طفیح پہنچا اتفاق سے ابن نصر مل گیا اس نے زریک کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر شاور کی خدمت میں لا کر حاضر کر دیا، شاور نے اسے اور اس کے بھائی کو نظر بند کر دیا، چند روز بعد زریک نے جیل سے نکل جانے کا قصد کیا، زریک کے بھائی نے شاور تک یہ خبر پہنچا دی، شاور نے زریک کو اس کی وزارت کے ایک برس بعد اور اس کے باپ کی وزارت کے نویں سال قتل کر ڈالا۔

شاور کی وزارت

۵۵۸ھ میں شاور مظفر ومنصور قاہرہ میں داخل ہوا۔ سعید السعداء کے مکان پر جا کر اترا۔ اس کے ہمراہ اس کے بیٹے علی، طے اور کامل بھی تھے۔ دارالوزارت پر شاور کے

قابض ہو جانے کی وجہ سے خلیفہ عاضد نے قلمدان وزارت شاور کے حوالہ کر دیا۔ "امیر الجیوش" کا خطاب عنایت کیا، بنی زریک کے مال و اسباب اور مکانات پر قبضہ کر لینے کی اجازت دے دی، چنانچہ شاور نے بنی زریک کے مال و اسباب، مکانات اور خزانوں پر قبضہ کر لیا۔ بہ نظر تالیف قلوب وظیفہ خواران دولتِ علویہ کے وظائف بڑھائے۔ اراکین دولت کو انعامات اور صلے دیئے۔

شاور کی معزولی

صالح بن زریک نے اپنے عہد وزارت میں امراء کا ایک گروہ بنایا تھا جنھیں برقیہ کے نام سے موسوم کیا کرتا تھا۔ اس گروہ کا سردار ضرغام نامی ایک شخص تھا جو اس سے پہلے محل سرائے خلافت کا داروغہ تھا اس نے شاور کی وزارت کے نویں مہینے وزارت کا دعویٰ کیا، لڑ جھگڑ کر شاور کو مصر سے نکال دیا اور خود دار الوزارت پر قابض ہو گیا۔ شاور نے مصر سے نکل کر شام کا راستہ لیا۔ ضرغام نے شاور کی روانگی کے بعد مصر میں قتل عام کا بازار گرم کر دیا، شاور کے بیٹے علی کو مار ڈالا، اس کے علاوہ اور بہت سے امراء مصر کو تہِ تیغ کیا جو دولت علویہ کے جان نثاروں سے تھے۔ اس وجہ سے دولت علویہ کے قوائے حکمرانی ضعیف ہو گئے اور حکومت، مدبروں اور سیاسی شخصیتوں سے خالی ہو گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دن بعد اس بیمار مرد نے دم توڑ دیا۔

شاور اور سلطان نور الدین محمود زنگی

شاور نے شام پہنچ کر الملک العادل سلطان نور الدین محمود زنگی کی شرف حضوری دمشق میں حاصل کی، اپنی سرگزشت بیان کر کے امداد کا خواستگار ہوا اور شرط کی کہ اگر یہ خادم عہدۂ وزارت پر بدستور بحال ہو جائے گا تو امراء لشکر کی جاگیروں کے علاوہ ملک مصر کے تین ثلث چار حصے پر دولت نوریہ کا قبضہ مسلّم ہو گا، شیر کوہ سلطان نور الدین محمود کی فوج کا افسر اعلیٰ تھا اس واقعہ کو کہ شیر کوہ، سلطان نور الدین محمود کی خدمت میں کیونکر پہنچا، ہم حسب موقع تحریر کریں گے۔ ماہ جمادی الآخر ۵۵۹ھ میں سلطان نور الدین محمود نے اسد الدین شیر کوہ کو ایک عظیم فوج کے ساتھ شاور کی کمک پر روانہ کیا کہ مصر پہنچ کر غاصب وزیر ضرغام کو وزارت سے معزول کر دیا جائے اور شاور عہدہ وزارت پر مامور و بحال کیا جائے اور جو شخص اس کام کے انجام دہی میں مزاحم ہو اس سے جنگ کی جائے۔

شاور کی بحالی

اسد الدین شیر کوہ کی روانگی کے بعد سلطان نور الدین محمود اس خیال سے کہ مبادا سرحدی عیسائی فوجیں، اسد الدین شیر کوہ سے روک ٹوک نہ کریں فوجیں آراستہ کر کے ممالک عیسائیہ کی طرف روانہ ہوا شیر کوہ اور شاور نے ملک مصر پہنچ کر بلبیس میں پڑاؤ کیا، ناصر الدین ہمام اور فخر الدین ہمام برادران ضرغام مصری فوج لے کر مقابلہ پر آئے شیر کوہ نے ان دونوں کو شکست فاش دی اور مصری فوج کو پامال اور امراء برقیہ کو تہِ تیغ کرتا ہوا قاہرہ کی طرف بڑھا۔ یہ امراء برقیہ وہی تھے جنھوں نے شاور کے خلاف، ضرغام سے سازش کی تھی۔ اثناء دار و گیر میں ضرغام کے دونوں بھائی گرفتار کر لئے گئے۔ شیر کوہ مع ان قیدیوں کے مظفر و منصور قاہرہ میں داخل ہوا۔ ضرغام دار الوزارت چھوڑ کر بھاگ نکلا مشہد سیدہ نفیسہ کے قریب پل پر مار ڈالا گیا۔ اس کے دونوں بھائی ناصر الدین اور فخر الدین بھی قتل کر ڈالے گئے۔ شاور بدستور سابق عہدۂ وزارت پر مامور کیا گیا۔ ایفاء وعدہ کا تو کیا پاس ہوتا اسد الدین شیر کوہ کی مخالفت شروع کر دی شیر کوہ چند وجوہات کے باعث

ملک شام کی طرف لوٹ کھڑا ہوا۔

شیرکوہ اور شاور کی جنگ شیرکوہ مصر سے شام واپس آ کر ایک مدت تک نورالدین محمود کی خدمت میں حاضر رہا ۵۶۲ھ میں نورالدین محمود سے مصر پر فوج کشی کی اجازت طلب کی۔ نورالدین محمود نے شیرکوہ کو اجازت دی چنانچہ شیرکوہ فوجیں مرتب و آراستہ کر کے روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا اور عیسائی ممالک سے گذرتا ہوا اطفیح (بلاد مصر) پہنچ کر ٹھہر گیا۔ دریائے نیل کو غربی ساحل سے عبور کر کے جیزہ میں قیام کیا، پچاس دن کے اندر مصر کے غربی بلاد پر تصرف اور قبضہ حاصل کر لیا۔ شاور نے عیسائیوں سے مدد طلب کی، اور ان کی فوج کو مصر میں لے آیا اور ان کے ساتھ ہو کر شیرکوہ کے مقابلے پر نکلا۔ مقام صعید میں دونوں حریفوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ پہلے شیرکوہ کو مصریوں اور عیسائیوں کی کثرت سے خطرہ پیدا ہوا لیکن پھر اپنے دل کو مضبوط کر کے توکل علی اللہ میدان جنگ کا راستہ لیا اور فوج کی کمی کے باوجود کہ جس کی تعداد دو ہزار تک بھی نہیں پہنچی تھی مصری اور عیسائی فوجوں کو شکست دیدی۔

شیرکوہ کا اسکندریہ پر قبضہ شیرکوہ نے اس کامیابی کے بعد اسکندریہ کی طرف قدم بڑھایا، اہل اسکندریہ نے امان حاصل کر کے شہر کو شیرکوہ کے حوالہ کر دیا۔ شیرکوہ نے اپنے بھائی نجم الدین ایوب کے بیٹے صلاح الدین کو اسکندریہ کا حاکم مقرر کر کے صعید پر دھاوا کیا۔ مصری اور عیسائی امیر یہ خبر پا کر اپنی اپنی فوجوں کو قاہرہ میں جمع اور آراستہ کر کے اس ناگہانی مصیبت کو دفع کرنے کے لئے اسکندریہ کی جانب بڑھے اور اسکندریہ پر پہنچتے ہی صلاح الدین کا محاصرہ کر لیا۔ شیرکوہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے صعید سے اسکندریہ کی طرف اپنے بھتیجے صلاح الدین کی حمایت کے لئے کوچ کیا۔ ان واقعات کے اثناء میں شاور کے ساتھیوں میں سے بعض ترکمانوں نے روزانہ جنگ سے بے دلی ظاہر کرنا شروع کر دی، ہنوز شیرکوہ نے کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا تھا کہ مصریوں اور عیسائیوں نے مصالحت کا پیام بھیجا، نامہ و پیام کے بعد شیرکوہ نے اسکندریہ کو ان کے حوالہ کر دیا اور تاوان جنگ لے کر دمشق کی جانب واپس ہوا، آخر ماہ ذیقعدہ ۵۶۲ھ میں دمشق پہنچا۔

شاور اور عیسائیوں کے مابین معاہدہ عیسائیوں نے شیرکوہ کی واپسی کے بعد مصریوں کے روبرو یہ چند شرائط پیش کئے:

(۱) عیسائی فوجیں قاہرہ میں مقیم رہیں گی۔
(۲) ان کی طرف سے ایک سیاسی ناظم قاہرہ میں رہے گا۔
(۳) شہر پناہ کے دروازوں پر عیسائیوں کا قبضہ رہے گا تاکہ نورالدین کا لشکر شہر میں داخل نہ ہو سکے۔
(۴) اس انتظام اور حسن کارگزاری کے معاوضہ میں ایک لاکھ دینار سالانہ، حکومت مصر عیسائی بادشاہ کو ادا کیا کرے گی، حکومت مصر نے ان تمام شرائط کو برضا و رغبت منظور کر لیا۔

عیسائیوں کی عہد شکنی اس کے بعد عیسائیوں کو ملک مصر پر قبضہ کر لینے کی طمع دامن گیر ہوئی اور اہل مصر پر جا و بے جا حکمرانی کرنے لگے۔ بلبیس کو دبا لیا۔ قاہرہ پر قبضہ کر لینے پر مستعد

وآمادہ ہوئے۔ شاور نے عیسائیوں کے خوف سے مصر کو ویران کر دیا شہر میں آگ لگا دی۔ اہل شہر نے بازاروں کو لوٹ لیا۔ اس اثناء میں عیسائی فوجیں قبضہ کرنے کے قصد سے قاہرہ پر آ اتریں، خلیفہ عاضد نے سلطان نورالدین محمود کو ان واقعات سے مطلع کیا، امداد طلب کی، شاور اس خیال سے کہ مبادا خلیفہ عاضد اور نورالدین محمود باہم متفق اور متحد نہ ہو جائیں عیسائیوں سے مصالحت کے لئے نامہ و پیام کرنے لگا۔ بالآخر دو لاکھ دینار مصری نقد اور دس ہزار اردب غلہ پر مصالحت ہوئی۔ مگر اس قدر کثیر رقم کا فراہم ہونا اس زمانہ میں جب کہ شاور نے عیسائیوں کے خوف سے اس سے پیشتر مصر کو ویران و خراب کر دیا تھا، دشوار تھا ظلم و تشدد تک نوبت پہنچی۔

شیرکوہ کی قاہرہ روانگی

شاور اور عیسائیوں میں سفارت کا کام جلیس بن عبدالقوی اور شیخ موفق کاتب سرری کر رہا تھا اور خلیفہ عاضد اس مصالحت کا مخالف تھا، شاور نے قاضی فاضل عبدالرحیم بیسانی کو خلافت مآب کو سمجھانے اور صلح پر راضی کرنے کی غرض سے دربار خلافت میں روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ عیسائیوں کو جزیہ و خراج دینا اس سے بہتر ہے کہ ان شہروں میں ترکوں کا تسلط اور دخل ہو، اور وہ ان کے حالات سے مطلع ہوں، خلیفہ عاضد نے کچھ جواب نہ دیا اور شاور فراہمی مال وزر میں مصروف رہا، خلیفہ عاضد کا قاصد پہنچتے ہی نورالدین محمود نے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور اسدالدین شیرکوہ کو بہت سا مال واسباب جنگ مرحمت کر کے مصر کی جانب خلیفہ عاضد کی کمک پر روانہ کیا، اس مہم میں صلاح الدین (شیرکوہ کا بھتیجا) بھی شیرکوہ کی درخواست پر مامور کیا گیا علاوہ اس کے ایک جماعت امراء نوریہ کی شیرکوہ کے ہمراہ مصر آئی ہوئی تھی۔ جس وقت عیسائیوں کو لشکر نوریہ کی آمد کی خبر لگی فوراً قاہرہ چھوڑ کر اپنے ملک کو واپس ہو گئے۔

شاور کا قتل

ابن طویل مورخ دولت عبیدیین لکھتا ہے کہ شیرکوہ نے قاہرہ میں عیسائی لشکر کو شکست دے کر اس کے کیمپ کو لوٹ لیا تھا اور ماہ جمادی الاولیٰ ۵۶۴ھ میں مظفر و منصور قاہرہ میں داخل ہوا، خلیفہ عاضد نے خلعت خوشنودی عطا کیا اور شیرکوہ باریاب ہو کر اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ شاور بدستور اپنے عہدے پر تھا مگر اس کے دل پر خوف غالب ہو رہا تھا، طرح طرح کے خیالات اس کے دماغ اور دل کو پریشان کر رہے تھے۔ ہنوز کوئی قطعی رائے نہیں قائم کی تھی کہ خلیفہ عاضد نے شیرکوہ کو شاور کے قتل کا اشارہ کیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ (یعنی شاور) "ہمارا خانہ زاد ہے، اس کے باقی رکھنے میں نہ ما بدولت واقبال کا کوئی فائدہ ہے اور نہ آپ کا" چنانچہ شیرکوہ نے اپنے بھتیجے صلاح الدین بن ایوب اور عزالدین جردیک کو اس کام کے سر کرنے پر متعین کیا۔ ایک روز شاور حسب دستور شیرکوہ سے ملنے کے لئے آیا۔ شیرکوہ اس وقت امام شافعی کی قبر پر گیا ہوا تھا شاور بھی یہ خبر پا کر امام شافعی کے مقبرے کی طرف روانہ ہوا، اثناء راہ میں صلاح الدین اور عزالدین جردیک سے ملاقات ہو گئی ان دونوں نے اسے قتل کر کے سر اتار لیا اور خلیفہ عاضد کی خدمت میں جا کر پیش کر دیا۔ عوام الناس نے شاور کے مکانات لوٹ لئے۔ دونوں بیٹے کامل اور طے ان لوگوں کے ساتھ جو قصر وزارت میں اس کے ہوا خواہ تھے گرفتار کئے

جیل میں ڈال دیئے گئے۔ خلیفہ عاضد نے خوش ہو کر شیر کوہ کو وزارت کا عہدہ عنایت کیا "المنصور امیر الجیوش" کا خطاب مرحمت فرمایا۔

شیر کوہ کی وزارت
شیر کوہ نے عہدۂ وزارت سے ممتاز ہو کر قصر وزارت میں اجلاس کیا، ملک کے نظم و نسق کی جانب توجہ کی۔ دولت و حکومت علویہ پر غالب اور متصرف ہوا۔ لشکریوں کو جاگیریں دیں۔ اپنے مصاحبوں اور امراء لشکر کو حکومتیں عطا کیں۔ اہل مصر کو مصر میں آباد کرنے کے لئے بلایا اور ان کے اس فعل سے جو کہ انھوں نے اس کی بربادی اور ویرانی میں کیا تھا بیزاری اور ناراضگی ظاہر کی۔

اس کے بعد شیر کوہ کئی بار خلیفہ عاضد سے ملنے کے لئے گیا۔ ایک روز جوہر استاد نے خلیفہ عاضد کی طرف سے کہا "مولانا امیر المومنین فرماتے ہیں کہ ہم کو یقین کامل ہے کہ اللہ جل شانہ' نے دشمنانِ خلافت کے مقابلہ میں ہماری مدد کا سہرہ تمہارے سر پر باندھا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ تم ہمیشہ اپنی خیرخواہی کا دولت علویہ کو عمدہ ثبوت دیتے رہو گے" شیر کوہ نے اس قدر افزائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کیا: "انشاء اللہ تعالیٰ جیسی توقع ہے میں اس سے زیادہ اپنے کو ثابت کرتا رہوں گا" خلیفہ عاضد نے خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور جلیس بن عبدالقوی کے برابر بیٹھنے کی جگہ مقرر کی۔ جلیس بن عبدالقوی داعی الدعاۃ اور قاضی القضاۃ بھی تھا شیر کوہ نے اسے اس کے عہدے پر بحال و قائم رکھا۔

شیر کوہ کی وفات
اس کے بعد اسد الدین شیر کوہ نے اپنی وزارت کے دو مہینے چند دن بعد اور بعض کہتے ہیں کہ گیارہ مہینے بعد وفات پائی۔ بوقت وفات اپنے مصاحبوں اور امراء لشکر کو وصیت کر گیا کہ کسی وقت میں تم لوگ قاہرہ چھوڑنے کا قصد نہ کرنا۔

صلاح الدین کی وزارت
شیر کوہ کے انتقال کے وقت امراء نوریہ میں سے عین الدولہ باروتی قطب الدین نیال، سیف الدین مشطوب ہکاری اور شہاب الدین محمود حارمی قاہرہ میں موجود تھے' یہ لوگ رتبۂ وزارت اور ریاست کے حاصل کرنے میں باہم جھگڑ پڑے' ہر فریق نے دوسرے کو مغلوب کرنے کی غرض سے اپنے ہوا خواہوں کو جمع کیا۔ لیکن خلیفہ عاضد اس خیال سے کہ صلاح الدین بوجہ کم سنی امور سلطنت کو بغیر مشورہ ارکین خلافت انجام نہیں دے سکے گا' صلاح الدین کی وزارت کی طرف مائل ہوا۔ اکثر ارکین دولت نے اس خیال کی موافقت کی' بعض کی یہ رائے ہوئی کہ ترکوں کا لشکر بلاد شرقیہ کی طرف واپس کر دیا جائے اور ان پر قراقوش کو حکومت دی جائے' خلیفہ عاضد نے کثرت رائے کے مطابق' صلاح الدین کو محل سرائے خلافت میں طلب کر کے قلمدانِ وزارت مرحمت فرمایا' اس سے امراء نوریہ میں سخت بے دلی پیدا ہو گئی۔ مگر فقیہ عیسیٰ ہکاری کی عاقلانہ تدابیر سے جو صلاح الدین کا دلی خیرخواہ تھا کل امراء نوریہ صلاح الدین کی طرف مائل اور اس کے مطیع ہو گئے' عین الدولہ بارتی ایک ضدی آدمی تھا اس نے کسی طرح اطاعت قبول نہ کی' ترک رفاقت کر کے شام چلا گیا۔

الغرض صلاح الدین مصر میں خلیفہ عاضد کی وزارت کا کام انجام دینے لگا' اسے سلطان نورالدین محمود زنگی کے دربار سے بھی تعلق تھا۔ اس کی طرف سے صلاح الدین' مصر میں ایک نائب کے بطور رہتا

تھا۔ نورالدین اسے امیر سپہ سالار کے خطاب سے یاد کرتا تھا، خط وکتابت میں اس کا نام لکھنے کے بجائے "امیر سپہ سالار وجمیع امرار نوریہ مقیم دیار مصریہ" کے تحریر کرنے پر اکتفا کیا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ صلاح الدین تمام امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کے اختیارات اپنے قبضۂ اقتدار میں لیتا گیا اور خلیفہ عاضد کے قوائے حکمرانی کمزور و مضمحل ہوتے گئے۔ مصر کے دار المعونہ کو جو کوتوال مصر کے رہنے کا مکان اور نیز جیل تھا منہدم کرادیا شافعیہ کا مدرسہ تعمیر کرایا۔ اسی طرح دار الغزل کو بھی مسمار کرا کے مالکیہ کا مدرسہ بنوایا، شیعی قاضیوں کو معزول کر کے شافعی قضاۃ مقرر کئے اور اپنی طرف سے تمام بلاد مصر میں ایک ایک نائب مامور کیا۔

عیسائیوں کا محاصرۂ دمیاط

جس وقت اسد الدین شیرکوہ امرار نوریہ کے ساتھ مصر میں آرہا اور عہدۂ وزارت حاصل کر کے مصر کے ملک پر قابض و متصرف ہوگیا اور عیسائیوں سے ملک مصر خالی کرالیا۔ اس وقت عیسائیوں کو اپنی زیادتیوں پر ندامت ہوئی جو کچھ بطور خراج ان کو ملک مصر سے ملتا تھا وہ بھی موقوف ہوگیا طرہ یہ ہوا کہ ان کو بیت المقدس پر قبضہ رکھنے میں بھی آئندہ خطرات کا خیال پیدا ہوا۔ عیسائیان صقلیہ اور اندلس کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور ان سے امداد طلب کی۔ چنانچہ تھوڑے دن بعد عیسائی مجاہدوں کا ایک عظیم گروہ عیسائیاں شام کی کمک پر آگیا اس سے شام کے عیسائیوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ مسلح ہو کر ۵۶۵ھ میں دمیاط کا آکر محاصرہ کرلیا۔ دمیاط کی حکومت پر ان دنوں شمس الخواص منکور نامی ایک امیر نامور تھا۔ اس نے صلاح الدین کو اس سے مطلع کیا۔ صلاح الدین نے بہاء الدین قراقوش کو ایک فوج کی افسری کے ساتھ اہل دمیاط کی مدد کو روانہ کیا خزانہ مال واسباب اور بے شمار آلات حرب مرحمت کئے اس کے ساتھ ساتھ سلطان نورالدین محمود زنگی سے بھی امداد طلب کی شیعوں اور سوڈانیوں کی وجہ سے مصر نہ چھوڑنے اور اس مہم پر نہ جانے کی معذرت لکھی۔ نورالدین محمود نے بھی وقتاً فوقتاً تھوڑی تھوڑی سی فوجیں اہل دمیاط کی امداد کو روانہ کیں اور ان کی قوت تقسیم کرنے کے خیال سے خود بھی سواحل شام پر حملہ آور ہوا اور اپنے پرزور حملوں سے عیسائیوں کو تنگ کرنے لگا، نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائی کروسیڈرون نے گھبرا کر پچاس یوم کے بعد دمیاط سے محاصرہ اٹھا لیا، لوٹ کر اپنے شہروں میں آئے تو انھیں ویران اور خراب پایا۔ خلیفہ عاضد نے اس کامیابی پر صلاح الدین کی بے حد مدح وثنا کی۔ اس کے بعد صلاح الدین نے اپنے باپ نجم الدین اور اپنے تمام اصحاب اور احباب کو شام سے مصر طلب کرلیا خلیفہ عاضد ان لوگوں سے ملنے کے لئے آیا اور بڑی آؤبھگت کی۔

صلاح الدین کے خلاف سازش

جس وقت صلاح الدین کا قدم استقلال کے ساتھ حکومت مصر پر جم گیا، شیعان مصر اور ان کے ہواخواہوں کو بے حد ناراضگی ہوئی۔ ان میں سے ایک گروہ جن میں عویرش، قاضی القضاۃ ابن کامل، امیر معروف عبدالصمد کاتب اور عمارہ یمنی زبیدی شاعر تھا صلاح الدین کے خلاف مشورہ کرنے کی غرض سے جمع ہوا، ان سب کا سرگروہ اور پیشوا یہی عمارہ یمنی تھا۔ ان لوگوں نے بحث ومباحثہ کے بعد یہ طے کیا کہ مصر سے ترکوں کو نکال باہر کرنے کے لئے عیسائیوں سے امداد لینا چاہئے اور اس صلہ میں مصر کے مالیہ سے ان کا ایک حصہ مقرر کردیا جائے۔ اس

صلاح و مشورے میں سوڈانی غلام اور قصر خلافت کے خدام بھی شریک تھے۔ موتمن الخلافۃ، قصر خلافت کے خادموں کا سردار تھا۔ خلیفہ عاضد کا پروردہ اور اس کی لڑکی، خلیفہ عاضد کی بیوی تھی۔ چنانچہ موتمن الخلافت نے اپنے مکان میں عیسائی سفیر کو ایک مصنوعی خلیفہ عاضد سے ملایا۔

عیسائی سفیر یہ خیال کر کے کہ خلیفہ عاضد نے میرے ساتھ عہد و پیمان کر لیا ہے واپس چلا گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر نجم الدین بن مضیال تک پہنچی جو شیعوں کا ایک نامور سرگروہ تھا۔ اسے صلاح الدین سے خاص تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ صلاح الدین نے اسے اسکندریہ کی حکومت عطا کی تھی چونکہ بہاء الدین قراقوش سے اور اس سے کسی بات پر کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔

عیسائی سفراء کی گرفتاری

شیعوں نے یہ خیال کر کے کہ اب نجم الدین کو صلاح الدین سے ہمدردی باقی نہیں رہی تمام حال بالتفصیل بتلا دیا کہ تم کو وزارت دی جائے گی۔ عمارہ یمنی کو عہدۂ کتابت مرحمت ہو گا سکریٹریٹ کا دفتر بھی اسی کے چارج میں رہے گا۔ فاضل بن کامل قاضی القضاۃ داعی الدعاۃ موقوف و معزول کیا جائے گا۔ عبدالصمد خراج پر متعین ہو گا اور عوریش اس کی نگرانی کرتا رہے گا۔ نجم الدین نے یہ سن کر مسرت ظاہر کی اور لطیب خاطر ان لوگوں کی رائے سے موافقت کا اظہار کیا۔ لیکن موقع پا کر چپکے سے صلاح الدین کو اس سے مطلع کر دیا۔ صلاح الدین نے ان کو اور عیسائی سفیر کو گرفتار کرا لیا، متعدد جلسوں اور مواقع میں ان کے الزامات کی تفتیش کی محل سرائے خلافت کے خواجہ سراؤں اور دربانوں کو طلب کر کے نہایت سختی سے دریافت کیا کہ خلیفہ عاضد محل سرائے خلافت سے کیوں کر نکل کر نجاح (موتمن الدولہ) کے مکان پر گیا ان لوگوں نے بہ حلف بیان کیا کہ خلیفہ عاضد نے محل سرائے خلافت سے باہر قدم نہیں نکالا آپ تک یہ خبر غلط طور سے پہنچائی گئی ہے۔ اس پر صلاح الدین نے خلیفہ عاضد کے مواجہ میں نجاح کو طلب کر کے حلفی اظہار لیا اس نے بھی بیان کیا کہ خلیفہ عاضد میرے مکان پر تشریف نہیں لے گئے اور نہ عیسائیوں کے سفیر سے ملاقات کرنے کا خلافت مآب کو موقع ملا۔ نجاح کے اظہار سے صلاح الدین کے دل پر خلیفہ عاضد کی برات کی تصویر کھنچ گئی۔

سازشیوں کا خاتمہ

عمارہ یمنی شاعر اکثر شمس الدولہ توران شاہ کی خدمت میں آیا جایا کرتا تھا توران شاہ نے اپنے بھائی صلاح الدین سے بر سبیل تذکرہ بیان کیا کہ عمارہ نے خلیفہ عاضد کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس میں اسے یمن جانے اور اہل یمن کو پامال کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس قصیدے میں خاندان نبوت پر بھی چوٹ کی ہے جس سے اس کا خون مباح اور قتل واجب ہوتا ہے۔ اشعار کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

"تم اپنے لئے ایسا ملک پیدا کرو جس میں تمہیں دوسروں کی احتیاج باقی نہ رہے"۔
"اور تم آتش جنگ کو لڑائی کے جھنڈے کے ذریعہ سے مشتعل کرو"
"اس بے شعور کی حکومت اس طریقہ کی ہے جیسا کہ زبان زد عالم ہے"
"کہ کمزور کی بیوی تمام عالم کی بھاوج ہوتی ہے"

"ابتداً اس کی بنیاد ایسے شخص نے ڈالی ہے۔ جو اپنی کوششوں سے سردار عالم کہلایا ہے۔"

پس صلاح الدین نے تفتیش حال کے بعد تمام ملزموں کو ایک روز قصر خلافت و قصر وزارت کے درمیان جمع کر کے قتل کروا دیا اور نعشوں کو صلیب پر چڑھوا دیا۔

عمارہ یمنی کا قتل

اس واقعہ کے بیسویں دن ابن کامل کے قتل کا حکم صادر کیا۔ باقی رہا عمارہ جس وقت اس کے قتل اور دار پر چڑھائے جانے کا حکم صادر ہوا' پا بہ زنجیر قاضی فاضل کے مکان کی طرف سے ہو کر نکالا گیا، عمارہ نے قاضی فاضل سے ملنے کی درخواست کی قاضی فاضل نے انکار کر دیا۔ عمارہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا اور یہ کہتا ہوا مقتل کی جانب چلا۔

عبد الرحیم قد احتجب ان الخلاص هو العجب

عبد الرحیم (قاضی فاضل) روپوش ہو گیا۔ اب رہائی تعجبات سے ہے۔

سوڈانیوں کی بغاوت

کتاب ابن اثیر میں لکھا ہے کہ صلاح الدین کو ان لوگوں کی حرکات سے اس طرح اطلاع ہوئی تھی کہ ان لوگوں نے جو خط عیسائیوں کو لکھا تھا' وہ کسی ذریعہ سے صلاح الدین کے کسی مصاحب کے ہاتھ آ گیا' اس نے اس خط کو پڑھ کر مع پیام بر کے صلاح الدین کی خدمت میں پیش کر دیا۔ صلاح الدین نے پہلے موتمن الخلافہ کو اس جرم کی پاداش میں قتل کرایا' اس کے بعد تمام خدام محل سرائے خلافت کو معزول کر کے اپنے جانب سے خدام مقرر کیے۔ بہاء الدین قراقوش کو ان کی سرداری عنایت فرمائی۔ سوڈانیوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا' تقریباً پچاس ہزار سوڈانیوں نے جمع ہو کر صلاح الدین کے خلاف ہنگامہ کر دیا' چنانچہ صلاح الدین کے لشکر سے اور سوڈانیوں سے قصر خلافت اور قصر وزارت کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی۔ سوڈانی شکست کھا کر بھاگے فتحمند گروہ نے ان کے گھروں میں آگ لگا دی' ان کے مال و اسباب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ ہزارہا سوڈانی تہ تیغ ہوئے باقی ماندگان نے امان کی درخواست کی' امان دے دی گئی اور جیزہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا گیا۔ شمس الدولہ توران شاہ کو اس کی خبر نہ تھی مسلح ہو کر ان کی طرف گیا اور جی کھول کر انہیں پامال کیا۔

دولت فاطمیہ کا خاتمہ

جس روز سے صلاح الدین کی حکومت کا سکہ ملک مصر میں استقلال و استحکام کے ساتھ چلنے لگا تھا اور وہ قصر خلافت پر قابض ہو گیا تھا اور ساتھ ہی ساتھ خلیفہ عاضد کی حکومت و خلافت کی مشین کے پرزے ڈھیلے اور ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے اسی دن سے سلطان نور الدین محمود تحریک کر رہا تھا کہ مصر سے خلافت علویہ کا خطبہ موقوف کر دیا جائے اور خلیفہ مستضی تاج دار خلافت عباسیہ کے نام نامی سے مساجد کے منبروں کی زینت دی جائے۔ مگر صلاح الدین اس خوف سے کہ مبادا کوئی فتنہ و فساد برپا نہ ہو جائے' حکمت عملی سے ٹال رہا تھا' یہ معذرت کرتا جاتا تھا کہ اس سے اہل مصر مشتعل و برافروختہ ہو جائیں گے۔ نور الدین نے اس معذرت پر مطلق توجہ نہ کی' ڈانٹ کا خط تحریر کیا اور خلیفہ عاضد سے سازش کر لینے کا الزام لگایا' صلاح الدین نے اپنے

مصاحبوں سے اس بابت مشورہ کیا مصاحبوں نے رائے دی کہ نور الدین کی مخالفت اچھی نہیں ہے جیسا حکم ہو اس کی تعمیل کرنا مناسب اور آئندہ بہبودی کا باعث ہے۔

خلیفہ عاضد کی وفات

اسی زمانے میں علماء عجم کی طرف سے فقیہ خبیثانی بطور وفد، صلاح الدین کی خدمت میں حاضر ہوا یہ شخص "الامیر العالم" کے لقب سے مخاطب کیا جاتا تھا اس نے اس امر کا احساس کر کے صلاح الدین اور اس کے اراکین دولت، خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنے میں پس و پیش کرتے ہیں حاضرین کو مخاطب کر کے کہا "یہ میرا کام ہے میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھوں گا" چنانچہ محرم ۵۶۷ھ کے پہلے جمعہ میں خطیب سے پیشتر منبر پر چڑھ گیا اور خلیفہ مستضی کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس کے لئے دعا کی، کسی نے دم تک نہ مارا، دوسرے جمعہ میں صلاح الدین نے مصر و قاہرہ کے خطیبوں کو خلیفہ عاضد کے نام کا خطبہ موقوف کرنے اور خلیفہ مستضی کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا، چنانچہ تمام خطیبوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس مضمون کا ایک گشتی فرمان تمام ممالک مصر میں بھیج دیا۔ خلیفہ عاضد اس وقت سخت علیل تھا۔ علالت کی وجہ سے کسی نے اس کو اطلاع نہ کی حتیٰ کہ یوم عاشورہ (۱۰ محرم سنہ مذکور) کو اس نے وفات پائی۔

شاہی خزانہ کی ضبطی

صلاح الدین نے عزاداری کا دربار کیا اور قصر خلافت کے تمام مال و اسباب کو ضبط کر لیا۔ بہاء الدین قراقوش مال و اسباب کے فراہم کرنے اور ان کے اٹھا لانے پر مامور تھا۔ شاہی خزانہ اور محل سرائے خلافت میں اس قدر قیمتی قیمتی اسباب تھے کہ آج تک نہ آنکھوں نے دیکھے تھے اور نہ کانوں نے سنے تھے۔ یاقوت، زمرد، طلائی زیورات، نقرئی و طلائی ظروف، قیمتی قیمتی کپڑے طرح طرح کی خوشبودار اشیاء اور شیشہ آلات بے شمار ہاتھ آئے۔ ایک لاکھ بیس ہزار کتابیں ملیں جسے صلاح الدین نے فاضل عبدالرحیم بیسانی کو دیدیا جو اس کا سکرٹری اور قاضی تھا آلاتِ حرب سامانِ جنگ بھی بے حد اور بے پایاں اور زر نقد لاانتہا ہاتھ لگا مال و اسباب ضبط کرنے کے بعد مردوں اور عورتوں کو قید کر دیا حتیٰ کہ وہ سب مر گئے۔

داؤد بن عاضد

زمانہ حکومت عزیز اور حاکم، حکمرانان مصر میں دولت علویہ اہل کتامہ سے بھری ہوئی تھی اور یہ لوگ تمام بلاد مشرق میں پھیلے ہوئے تھے۔ مگر شیعوں کے سلسلہ حکومت منقطع ہونے اور خلیفہ عاضد آخری خلیفہ کے مرنے سے ان لوگوں کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ زمانہ کے فراز و نشیب اور واقعات کے تغیرات نے ان لوگوں کو ایسا کھا لیا کہ ڈکار تک بھی نہ لی جیسا کہ ہمیشہ سے دولت و حکومت کی قدیم زمانہ سے یہی رفتار چلی آتی ہے۔ خلیفہ عاضد کے مرنے پر مصر میں خلافت عباسیہ کی حکومت کا جھنڈا کامیابی کے اڑنے لگا۔ شیعان مصر کو یہ امر ناگوار گذرا، ان میں سے ایک گروہ نے جمع ہو کر داؤد بن عاضد کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کی، کسی ذریعہ سے صلاح الدین کو اس کی خبر لگ گئی سب کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور داؤد کو قصر خلافت سے نکال دیا یہ واقعہ ۵۶۹ھ کا ہے۔

سلیمان بن داؤد کا قتل

اس واقعہ کے ایک مدت کے بعد داؤد بن عاضد کے بیٹے سلیمان نامی نے صعید میں سر اٹھایا، مگر سر اٹھاتے ہی گرفتار کر لیا گیا، حتیٰ کہ بحالتِ قید مر گیا۔ اس

کے بعد اطراف فارس میں محمد بن عبداللہ بن عاضد خلافت و امارت کا دعوے دار ہوا۔ "مہدی" کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔ لیکن اسے بھی پھلنے پھولنے کا موقع نہ ملا۔ مُکتفی کو نبلی کو قتل کر کے صلیب پر چڑھا گیا۔ ان لوگوں کے قتل ہو جانے سے عبیدیوں کا کوئی ممبر کہیں باقی نہ رہا البتہ عراق میں فرقہ فدائیہ اور بلاد اسمٰعیلیہ میں حسن بن صباح، قلعہ موت میں انہی خلفاء علویہ عبیدیہ کی یادگار تھا ہم ان کے حالات آئندہ حسب موقع بیان کریں گے، ان باقی ماندہ ممبران خاندان خلافت علویہ کی حکومت کا سلسلہ بھی' خلافت عباسیہ بغداد کے ساتھ ۶۵۵ھ میں ہلاکو اولاد چنگیز خاں بادشاہ تاتار کے ہاتھ تباہ و برباد ہو گیا۔ والامر للہ وحدہ۔

خلفاء فاطمیین کے یہی حالات تھے جنھیں ہم نے تاریخ کامل تصنیف ابن اثیر اور ان کی تاریخ حکومت تالیف ابن طویل اور کسی قدر ابن مسیحی کی روایات سے حتی الامکان مختصر کر کے اس مقام پر جمع کیا ہے۔

باب ۱۴

امارت مسیلہ وزاب

بنی حمدون کے حکمراں

علی بن حمدون

علی بن حمدون بن سماک بن مسعود بن منصور خدامی معروف بہ ابن اندلسیؒ اندلس عظمیٰ کا رہنے والا تھا، علی بن حمدون اتفاق زمانہ سے عبیداللہ اور ابوالقاسم کے پاس مشرق میں حکومت علویہ قائم ہونے سے پیشتر چلا آیا تھا ان لوگوں نے علی بن حمدون کو طرابلس سے عبداللہ شیعی کے پاس بھیج دیا۔ عبداللہ شیعی علی بن حمدون سے بے حد تپاک سے ملا، بہ عزت واحترام پیش آیا۔ چنانچہ علی بن حمدون اس زمانے تک ان لوگوں کی خدمت میں رہا جب تک کہ یہ لوگ سجلماسہ میں مقیم رہے، جب ان لوگوں کی حکومت وریاست کو ایک گونہ استحکام اور استقلال ہو گیا اور ابوالقاسم ۳۱۵ھ میں مغرب کی طرف واپس آیا اور شہر مسیلہ کا بنیادی پتھر رکھا اس وقت اس نے علی بن حمدون کو اس شہر کو آباد و تعمیر کرنے پر متعین کیا اور اس کا نام محمدیہ رکھا۔ جب اس کی تعمیر ختم ہو چکی تو اس نے علی بن حمدون کو زاب کی سند حکومت عطا کی اور وہیں قیام کرنے کا حکم دیا۔ پھر جس وقت منصور پر ابو یزید صاحب الحمار نے جبل کتامہ میں محاصرہ کیا۔ اس وقت اس نے اس شہر کو رسد و غلہ اور آلات حرب سے معمور کر دیا اس وقت سے برابر یہی اس شہر کی حکومت کرتا چلا آیا۔ اس کے دونوں بیٹوں جعفر اور یحییٰ نے ابوالقاسم کے یہاں پرورش

اور تربیت پائی۔

علی بن حمدون کی روپوشی

جب ابو یزید نے دوبارہ سر اٹھایا اور تمام بلاد افریقیہ میں آتش فساد مشتعل و روشن ہوگئی اور اطراف و جوانب کے ہوا خواہان دولت علویہ کو پامالی کی خوفناک صورتیں نظر آنے لگیں، تو منصور نے علی بن حمدون کو لکھ بھیجا کہ قبائل بربر کی فوجیں مرتب کر کے ہم سے آملو چنانچہ علی بن حمدون نے فوجیں مرتب کر کے قسطنطنیہ سے مہدیہ کی جانب کوچ کیا۔ اثنار راہ میں جو بلاد ملتے تھے انھیں تاخت و تاراج کرتا ہوا ناریہ پہنچا پھر یہاں سے کوچ کر کے باجہ پر جا کر پڑاؤ کیا اس وقت باجہ میں ایوب بن ابو یزید ایک لشکر عظیم نکاریہ اور بربر کا لئے ہوئے پڑا تھا علی نے ایوب پر حملہ کیا فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہونے لگی ایک روز اثنار جنگ میں شب کے وقت ایوب نے علی بن حمدون کے لشکر پر چھاپہ مارا جس سے علی کا لشکر گھبرا کر بھاگ نکلا۔ علی بن حمدون اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر ایک پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا اور وہیں سنہ ۳۳۴ھ میں مرگیا۔

جعفر بن علی حمدون

ابو یزید کا زمانہ شورش و فساد ختم ہونے پر منصور نے مسیلہ اور زاب کی کرسی حکومت پر جعفر بن علی بن حمدون کو متمکن کیا اور وہیں پر اسے اور اس کے بھائی یحییٰ کو قیام کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ جعفر و یحییٰ نے مسیلہ اور زاب میں اپنی حکومت و ریاست کی بنا ڈالی۔ دفاتر اور محلے قائم کئے، محل سرائیں بنوائیں، حمامات تعمیر کئے۔ ایک مدت تک ان لوگوں کی حکومت اس شہر میں قائم رہی۔ دور دراز ملکوں سے علماء و شعراء ان کے دربار میں آئے انہی میں سے ابن ہانی اندلسی شاعر بھی تھا اس کے قصائد مدحیہ جو اس نے جعفر و یحییٰ کی شان میں لکھے تھے معروف و مشہور ہیں۔

جعفر اور زیری کی عداوت

جعفر اور زیری بن مناد میں بے حد عداوت تھی دونوں میں حکومت و ریاست کی بابت متعدد لڑائیاں ہوئیں جس کی وجہ سے زیری کو جب کہ وہ زناتہ کی سرکشی و بغاوت کے باعث مغرب سے واپس آرہا تھا سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد جب معز نے سنہ ۳۶۲ھ میں قاہرہ آنے کا قصد کیا تو جعفر کو مسیلہ سے بلا بھیجا۔ جعفر کو اس سے خطرہ پیدا ہوا اپنی فوج کے ساتھ معز کے آنے سے پیشتر زناتہ سے جا ملا۔ ضنہاجہ اور خلیفہ معز نے اس سے خط و کتابت کا سلسلہ منقطع کر دیا۔

زیری بن مناد کا قتل

جعفر نے زناتہ کو جمع کر کے معز کی مخالفت پر ابھارا اور خلیفہ مستنصر کے علم حکومت کی اطاعت کی ترغیب دی۔ زناتہ نے بخوشی و رغبت، جعفر کی تحریک پر عمل درآمد کیا۔ اتنے میں زیری بن مناد آپہنچا اور اس نے ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ اتفاق یہ کہ اس میں زیری کو شکست ہوئی۔ اثنار دار و گیر میں امراء زناتہ سے کسی نے زیری پر تلوار چلائی زیری زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑا قاتل نے لپک کر سر اتار لیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد جعفر نے زیری کے سر کو چند امراء زناتہ کے ساتھ خلیفہ مستنصر کی خدمت میں بھیج دیا، خلیفہ مستنصر نے ان لوگوں کی بے حد عزت افزائی کی اور زیری کے سر کو بغرض عبرت بازار قرطبہ میں آویزاں کرا دیا۔ اس واقعہ سے یحییٰ بن علی کی مستنصر کے دربار میں قدر و منزلت بڑھ گئی۔ جعفر کو بہ نظر قدر افزائی دربار خلافت میں حاضر ہونے کی اجازت دی۔

یوسف بن زیری کا حملہ

کچھ عرصہ بعد زناتہ کو یہ خبر ملی کہ یوسف بن زیری اپنے مقتول باپ کے خون کا بدلہ لینے کی تیاری کر رہا ہے۔ کمزوری طبیعت کی وجہ سے گھبرا گئے مقابلے سے جی چرانے لگے عوام کا کیا ذکر ہے۔ رئوسا، اور امراء زناتہ بھی فتنہ و فساد کی وجہ سے اپنے آنے والے حریف کی مدافعت سے عاجز و مجبور ہو گئے اس سے جعفر کو خطرہ پیدا ہوا۔ کشتیوں پر مال و اسباب حشم، خدم، اور جس قدر خزانہ شاہی تھا اسے بار کر کے براہ دریا دار الخلافت قرطبہ کا راستہ لیا جعفر کے ساتھ بڑے بڑے امراء زناتہ جو دولت امویہ اندلسیہ کے مطیع اور ہوا خواہ تھے قرطبہ چلے آئے تاج دار دولت امویہ اندلسیہ ان لوگوں سے بعزت و احترام ملا۔ انعامات دیئے۔ توقیر و عزت سے ٹھیرایا۔ جب ایک مدت کے بعد یوسف بن زیری کا طوفان بدتمیزی ختم ہو گیا اور تمام بلاد میں امن و امان کی ہوا چلنے لگی تو یہ لوگ اپنے گھروں کی جانب واپس ہوئے۔ چنانچہ تاج دار دولت امویہ نے ان لوگوں کو عزت و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔ یہ لوگ اپنے اپنے دلوں میں دولت امویہ کی محبت اور ہوا خواہی لئے ہوئے واپس ہوئے۔

امراء زناتہ کی واپسی

واپسی میں علی بن حمدون والی زاب و مسیلہ کی اولاد ان لوگوں کے ساتھ شریک نہیں ہوئی اس نے مصلحتاً دار الخلافت میں قیام کیا۔ خلیفہ وقت نے براہ قدر افزائی وزیروں کے گروہ میں ان لوگوں کو داخل کر لیا اور ان کو وہی جاگیریں اور وظائف عطا کئے۔ جو وزراء کو دیئے جاتے تھے۔ یہ لوگ باوجودیکہ اس گروہ میں نئے داخل ہوئے تھے مگر خلیفہ وقت کی قدردانی کی وجہ سے قدیمی ہوا خواہان دولت میں شمار کئے جانے لگے۔

بنی حمدون کی گرفتاری رہائی

اس کے تھوڑے دنوں بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ علی بن حمدون نے دربار خلافت میں ایک روز کسی امر پر بحث و مباحثہ کرتے ہوئے آداب خلافت کا لحاظ چھوڑ دیا۔ جس کی وجہ سے اس کی اولاد عتاب شاہی میں گرفتار ہو گئی۔ قصر خلافت میں سب کو طلب کر کے قید کر دیا۔ پھر چند دن کے بعد جب کہ خلیفہ حکم بہ عارضہ فالج مبتلا ہوا اور مغرب میں مروانیوں کا مطلع حکومت غبار آلود ہو چلا اور حکومت کو سرحدی حفاظت اور دشمنان خلافت کی مدافعت کی ضرورت محسوس ہوئی تو علی بن حمدون کی اولاد کو قید سے رہائی دی گئی۔ یحییٰ بن محمد بن ہاشم سرحدی مقامات سے طلب کیا گیا (یہ فاش اور مغرب کا والی تھا) حاجب مصحفی نے رائے دی کہ جعفر بن علی بن حمدون بلاد مغربیہ کی سرحد پر بھیجا جائے کیونکہ یہ ایک مدت تک زناتہ مغرب کے ساتھ رہا ہے۔ اس طرح اولاد علی بن حمدون بدبختی سے باہر نکال کر عزت کی کرسی پر متمکن کی گئی جعفر اور اس کے بھائی یحییٰ کو مغرب کی سند حکومت عطا کی گئی، شاہانہ خلعت دیے گئے۔ دونوں بھائیوں کو بے حد مال و اسباب دیا گیا۔ الغرض جعفر ۳۶۵ھ میں بلاد سرحدی کے انتظام اور اسے دشمنوں کے حملوں سے بچانے کے لئے مغرب کی طرف روانہ ہوا اور پہنچتے ہی بد نظمی دفع کرنے میں مشغول ہو گیا۔ ملوک زناتہ بنی یفرن، مغراوہ اور مکناسہ نے حاضر ہو کر علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی۔

محمد بن ابی عامر

خلیفہ حکم کے مرنے پر ہشام نے تخت حکومت پر قدم رکھا اس کے عہد خلافت میں منصور

بن ابی عامر کے ہاتھ میں عنان حکومت تھی۔ اس نے اپنے ابتدائے زمانہ حکمرانی میں بلاد سرحدی میں سے صرف سبتہ کے انتظام پر اکتفا کیا شاہی لشکر اور ارکین دولت کی توجہ اسی شہر کی طرف منعطف ہوئی اہل علم و سیف کے قبضہ میں اس شہر کا انتظام دیا گیا۔ اس کے علاوہ اور شہروں کی جانب سے بے پروائی اختیار کی گئی۔ ملوک زناتہ بدستور علی بن حمدون کی اولاد کے زیر انتظام رہے۔ خلعت اور جائزے دربار خلافت سے آتے رہے وفود کی آمد و رفت جاری رہی۔ انھی واقعات کے اثناء میں جعفر اور یحییٰ پسران علی بن حمدون کے درمیان ان بن ہو گئی یحییٰ نے اپنے بھائی جعفر سے علیٰحدگی اختیار کر کے شہر بصرئی کو دبا لیا اور مع اکثر امراء و سرداران لشکر کے بصرئی چلا گیا۔ بعد میں بنو غواطہ کی بدولت جعفر کا عروج تباہی میں پڑ گیا۔ ڈوبنے کے قریب پہنچ گیا تھا کہ محمد بن ابی عامر نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی جعفر کو مستعدی اور کارگذاری کی وجہ سے دار الخلافت طلب کیا[1]۔۔۔۔۔ چونکہ اس سے پیشتر جعفر کو خلیفہ حکم تاج دار اندلس کی بدولت اکثر مصائب کا سامنا کرنا پڑا تھا، اس وجہ سے محمد بن ابی عامر کے حکم کی تعمیل میں ذرا تاخیر سے کام لیا، لیکن پھر کچھ سمجھ بوجھ کر ملک مغرب کی حکومت، اپنے بھائی کے لیے چھوڑ کر براہ دریا محمد بن ابی عامر کی جانب روانہ ہوا جس وقت یہ دار الخلافت میں پہنچا اس کی بے حد آؤ بھگت کی گئی۔ عزت و احترام سے شاہی محل میں ٹھہرایا گیا۔

بلکیں کی مغرب پر فوج کشی

بلکیں نے ۳۶۹ھ میں مغرب پر فوج کشی کی، محمد بن ابی عامر نے قرطبہ سے فوجیں آراستہ کر کے بلکین کی مدافعت کی غرض سے جزیرے کی جانب کوچ کیا، جعفر بن علی نے سبتہ کی حفاظت پر کمر ہمت باندھی، تاج دار اندلس نے ایک سو اونٹ اسباب جنگ سے لدے ہوئے محمد ابن عامر کی کمک کے لیے روانہ کیے ملوک زناتہ بھی اس کی پشت پناہی کو آ پہنچے، بلکین بے نیل مرام واپس ہوا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

جعفر بن علی کا قتل

اس واقعہ کے بعد محمد ابی عامر کسی معاملہ میں جعفر سے مشکوک و مشتبہ ہو گیا رفتہ رفتہ یہ شک اس حد تک بڑھا کہ محمد بن ابی عامر نے چند لوگوں کو جعفر کے قتل پر مامور کر دیا جنھوں نے اسے اس کے گھر میں گھس کر سنہ[2]۔۔۔۔۔۔ میں قتل کر ڈالا۔

یحییٰ بن علی

اس کے بعد یحییٰ بن علی مصر چلا گیا عزیز باللہ کے محل میں اترا۔ عزیز باللہ نے کمال احترام سے ٹھہرایا چنانچہ ایک مدت تک اسی عزت و توقیر سے مصر میں مقیم رہا۔ جس وقت فلفول بن خرزون نے عہد حکومت حاکم بامر اللہ میں طرابلس کو صنہاجہ کے قبضہ سے نکالنے کی کوشش کی تو اس وقت خلیفہ حاکم نے جو فوجیں مرتب و آراستہ کر کے طرابلس کی جانب روانہ کی تھیں اس کی سرداری کا علم یحییٰ بن علی ہی کو عطا کیا تھا۔ مقام برقہ میں پہنچ کر ہلالیوں میں سے بنو قرہ نے مزاحمت کی جس سے یحییٰ کی جمعیت متفرق و منتشر ہو گئی یہ مجبوری مصر واپس آیا اور وہیں ٹھہرا رہا حتیٰ کہ مصر ہی میں مر گیا۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا وھو خیر الوارثین۔

---

[1] اصل کتاب میں اس قدر جگہ خالی ہے۔ من مترجم

[2] اصل کتاب میں اس قدر جگہ خالی ہے۔ من مترجم

باب ۱۵
قرامطہ

اس دعوت کا اظہار نہ تو علویہ میں سے کسی نے کیا اور نہ طالبیوں میں سے کوئی شخص مدعی ہوا۔ اس حکومت کے بانی مبانی خاندان اہل بیت سے مہدی کے ایلچی تھے حالانکہ وہ مہدی کی تعیین میں خود باہم مختلف تھے جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔

قرامطہ کی اصل
قرامطہ کی دعوت کا دار و مدار دو شخصوں پر تھا ان میں سے ایک کا نام فرج بن یحییٰ بن عثمان قاشانی تھا فرج بن یحییٰ مہدی کے ایلچیوں میں سے تھا، ذکرویہ بن مہرویہ کے لقب سے بھی ملقب کیا جاتا ہے یہ وہی شخص ہے جو سواد کوفہ میں اس کے بعد عراق و شام میں اس مذہب کا پھیلانے والا اور حکومت قرامطہ کا بانی مبانی تھا مگر اس کی سعی و کوشش کے باوجود حکومت و دولت کی بناء قائم نہ ہو سکی۔ دوسرے کا نام ابو سعید حسن بن بہرام جنابی تھا۔ اس نے بحرین میں قرامطہ کا مذہب پھیلانے اور حکومت و ریاست کی بنا قائم کرنے کی کوشش کی چنانچہ وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہوا یہاں پر اس کی اور اس کی آئندہ نسلوں کی حکومت جاری ہوئی۔ بعض لوگوں نے اسے فرقہ اسمٰعیلیہ کے ایلچیوں میں شمار کیا ہے جن کی حکومت و سلطنت قیروان میں تھی جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔

قرمط
قرامطہ کے اعتقادات اور مذہبی مسائل نہایت مضطرب، مختل اور شریعت حقہ اسلامیہ کے سراسر مخالف ہیں۔ سب سے پہلے ۲۷۸ھ میں ایک شخص سواد کوفہ میں ظاہر ہوا۔ بظاہر زہد و تقویٰ، طہارت اور عبادت کا بہت پابند تھا۔ اس کا زعم تھا کہ میں مہدی موعود کی حکومت کا ایلچی ہوں، ایک کثیر جماعت اس کی تابع ہو گئی اپنے کو قرمط کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ جو شخص اس کی جماعت میں شریک ہوتا تھا اس سے ایک دینار امام موعود کے لئے لیتا تھا اس جماعت پر اس نے بہت سے نقیب مقرر کئے تھے جنھیں حواریوں کے نام سے موسوم کرتا تھا ہزاروں مسلمان اس فتنہ میں مبتلا ہو گئے۔ گورنر کوفہ نے اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ کچھ عرصہ بعد محافظوں کی غفلت سے جیل سے بھاگ گیا پھر کوئی خبر نہ ملی کہ کیا ہوا۔ اس سے اس کے متبعین اور فتنہ میں پڑ گئے۔ ان میں سے بعض نے یہ خیال کیا کہ یہ وہی شخص ہے جس کی بشارت احمد بن محمد بن حنفیہ نے دی تھی اور یہ احمد نبی تھا۔

قرامطی عقائد
اس مذہب نے سواد میں بے حد ترقی کی، ان لوگوں میں ایک کتاب کی تلاوت کی جاتی ہے جس کی نسبت ان کا خیال ہے کہ اسے مہدی کا ایلچی لایا تھا اس کتاب میں نکی

ترکیب اس طرح لکھی ہے "بسم اللہ" کے بعد ہر رکعت میں ان فقروں کو پڑھے:
"الحمد للہ بکلمتہ وتعالی باسمہ المتخذ لاولیایہ باولیائہ قل الاھلۃ"
"مواقیت للناس ظاھرھا لیعلم عدد السنین والحساب والشھور"
" والایام وباطنھا اولیای الذین عرفوا عبادی سبیلی اتقونی یااولی
الالباب وانا الذی لااسال عما افعل وانا العلیم الحکیم وانا"
"الذی ابلو عبادی واستخیر خلقی فمن صبر علی بلای ومحنتی واختیاری"
"القیتہ فی جنتی واخلدتہ فی نعمتی ومن زال عن امری وکذب رسلی
"اخلدتہ مھانا فی عذابی فاتممت اجلی واظھرت علی السنتہ رسلی"
"فانا الذی لایتکبر علی جبار الا وضعتہ ولا عزیز الا ذلتہ ابلیس"
"فلیس الذی اصر علی امرہ ودام علی جھالتہ وقال لن نبرح علیہ"
عاکفین وبہ مومنین اولئك ھم الکافرون۔

اس کے بعد رکوع کرے رکوع میں دوبار "سبحان ربی ورب العزۃ تعالی عما یصف الظالمون" پڑھے پھر سجدہ کرے سجدے میں "اللہ اعلی" دوبار اور ایک بار "اللہ اعظم" کہے سال میں دو روز روزہ رکھے ایک مہرجان کے دن اور دوسرا نوروز کے دن۔ نبیذ کا پینا حرام تھا شراب حلال تھی۔ جنابت کے لئے (ناپاکی) غسل کی بجائے وضو کر لینا کافی تھا۔ تمام دُم دار اور پنجہ دار جانوروں کا کھانا حرام تھا جو شخص اس مذہب کا مخالف ہو اور برسر جنگ آئے اس کا قتل واجب اور جو شخص برسر جنگ نہ آئے اس سے جزیہ لیا جائے اُس کتاب میں اسی قسم کے مسائل اور غلط دعوے جو ایک دوسرے کے معارض ہیں تحریر ہیں جس سے ان کا کذب محض ہونا روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔

اس گروہ کو جس امر نے ایسے خرافات اور بیہودہ مذہبی خیالات قائم کرنے پر ابھارا ہے وہ شیعہ کی مشہور روایات ہیں جو در بارہ مہدی، احادیث کی صورت میں بیان کی جاتی ہیں، جن کے وضع کے اسباب وعلل پر ہم نے مقدمہ تاریخ باب الفاطمی میں تنقید کی ہے۔ قرامطہ، مہدی اور اس کی دعوت کی طرف کچھ ایسے گرویدہ ہوئے کہ جس نے مہدویت کا دعویٰ کیا، دل وجان سے سچائی کے ساتھ اس کے معین ومددگار ہو گئے اگرچہ وہ اپنے استحقاق ودعوے میں جھوٹا رہا ہو اور بعض نے اس چیز کی بنیاد محض دنیا کمانے کی غرض سے جھوٹ قائم کی ہے[1]۔ . . . .

یحییٰ بن فرج کی روپوشی | کہا جاتا ہے کہ یحییٰ بن فرج صاحب زنج کے قتل کے بعد ظاہر ہوا تھا اور امان حاصل کر کے اس کے پاس گیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ میرے قبضہ میں اس وقت ایک لاکھ تلواریں ہیں آؤ مناظرہ کر لیں، عجب نہیں کہ ہم اور تم ایک مذہب کے پابند ہو جائیں

---

[1] اصل کتاب میں اس قدر جگہ خالی ہے۔ مترجم

اور ایک دوسرے کا معین و مددگار رہو جائے۔ مگر اتفاق یہ کہ دونوں میں مخالفت ہو گئی قرمط (یحییٰ بن فرج) لوٹ آیا یہ اپنے کو "قائم بالحق" کے لقب سے ملقب کرتا تھا اور بعض کا خیال ہے کہ یہ ازارقہ خوارج کا مذہب رکھتا تھا۔ الغرض جب اس مذہب کا شیوع اور اس کے تبعین کی کثرت ہوئی احمد بن محمد طائی والی کوفہ نے اس کی روک تھام کی غرض سے پیش قدمی کی، فوجیں آراستہ کر کے قرامطہ پر حملہ کر دیا، جس سے قرامطہ منتشر ہو گئے اور متواتر حملوں اور مسلسل تعاقب کی وجہ سے اکثر نیست و نابود ہو گئے۔ سردار قرامطہ نے بھاگ کر قبائل عرب میں جا کر دم لیا اور ان لوگوں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے لگا۔ مگر کسی نے اس عجوبہ مذہب کو قبول نہ کیا اس وقت یہ ایک چٹیل میدان کی باؤلی میں چھپ رہا جس کو اس نے خود اسی غرض کے لئے بنایا تھا۔ اس باؤلی کا دروازہ لوہے کا تھا اور دروازے کے پہلو میں تنور تھا تاکہ ڈھونڈھنے والے کو یہ گمان بھی نہ ہو کہ کوئی شخص اس باؤلی میں ہے۔

قرامطی عقائد کی تبلیغ اس باؤلی میں روپوش ہونے کے بعد اس نے اپنے بیٹوں کو قبیلہ کلب میں ابن دبرہ کی طرف بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ تم لوگ اپنے کو اسمٰعیل امام کی اولاد سے ظاہر کرنا اور یہ بھی ظاہر کرنا کہ ہم لوگ تمھارے پاس پناہ گزیں ہو کر آئے ہیں۔ چنانچہ اس کے بیٹے کلب بن دبرہ کے قبیلہ میں لئے اور آہستہ آہستہ اپنے مذہب کو پھیلانے اور اس کی تعلیم دینے لگے۔ یہ تین نفر تھے، یحییٰ حسین اور علی۔ قبیلہ کلب بن دبرہ کے کسی بطن نے اس مذہب کو قبول نہ کیا مگر بنو قلیص بن ضمضم بن علی بن جناب ان کے جال میں آ گئے اور یحییٰ کے ہاتھ پر اس خیال سے بیعت کی کہ یہ یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن اسمٰعیل امام ہے۔ "ابوالقاسم" اس کی کنیت رکھی گئی اور شیخ کا لقب دیا گیا تھوڑے دن کے بعد اس نے اپنا نام تبدیل کر دیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں محمد بن عبداللہ ہوں اور مصلحتاً اس نام کو چھپاتا تھا کہ میری ناقہ من جانب اللہ مامور ہے جو شخص اس کی اتباع کرے گا وہ فتح مند ہو گا۔

خلیفہ معتضد اور قرامطی سبک دیلمی (بتل)، خلیفہ معتضد کے غلام نے قرامطہ پر فوج کشی کی اور پہلے ہی حملہ میں ناکام ہو کر پسپا ہوا اور اثنار جنگ میں مارا گیا۔ تب محمد بن احمد طائی نے چڑھائی کی اس معرکہ میں قرامطہ کو شکست ہوئی بعض قرامطہ گرفتار کر لئے گئے۔ جو خاتمہ جنگ کے بعد دربار خلافت میں پیش کئے گئے خلافت مآب نے قیدیان قرامطہ سے خطاب کر کے ارشاد کیا "کیا تمھارا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روح اور اس کے انبیاء کرام کی روحیں تم میں حلول کر گئی ہیں جس کی وجہ سے تم لوگ خطا و لغزش سے معصوم رہتے ہو اور اعمال صالح کے کرنے کی توفیق ہوتی ہے"۔ قرامطہ کے سردار نے جواب دیا "مجھے تعجب ہے کہ آپ کو اس تذکرے سے کیا فائدہ۔ اگر مجھ میں ابلیس کی روح حلول کر گئی ہے تو اس سے آپ کو کیا فائدہ؟ جس کے تذکرے سے کوئی فائدہ نہ ہو اسے ترک کیجئے اور اس طرف توجہ کیجئے جس سے کچھ منفعت ہو"۔

قرامطی اسیروں کا خاتمہ خلافت مآب نے ارشاد فرمایا "اچھا تم ہی مطلب کی بات کہو" سردار قرامطہ بولا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی درانحالیکہ تمھارے

موروث اعلیٰ عباس بن عبدالمطلب زندہ تھے مگر انھوں نے حکومت و خلافت کی تمنا نہ کی اور نہ کسی نے ان کے ہاتھ پر امارت و حکمرانی کی بیعت کی، اس کے بعد ابو بکر کا انتقال ہوا انھوں نے عمر کو اپنا جانشین کیا اور عمر نے حالانکہ عباس بن عبدالمطلب اس وقت بھی موجود اور ان کی آنکھوں کے سامنے تھے نہ تو انھیں اپنا ولیعہد بنایا اور نہ ارباب شوریٰ میں داخل کیا، اربابِ شوریٰ صرف چھ بزرگ تھے، جس میں قریب و دور کے رشتہ دار تھے، ان لوگوں نے بھی بہ اجماع تمھارے دادا کو منتخب نہ کیا پھر فرمایئے کہ کس ذریعہ سے آپ خلافت و امارت کے مستحق ہوئے، خلیفہ معتضد نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ سرہنگوں کو اشارہ کر دیا وہ لوگ سردار قیدیان قرامطہ پر ٹوٹ پڑے۔ بند بند علیحدہ وجدا کر کے گردن اُتار لی۔

قرامطیوں کی دمشق پر فوج کشی اس واقعہ کے بعد قرامطہ نے دمشق کی جانب ۲۹۰ھ میں پیش قدمی شروع کی۔ ان دنوں دمشق کی عنان حکومت طغج (احمد بن طولون کے غلام) کے قبضہ میں تھی۔ طغج نے اپنے آقا کے بیٹے والیٔ مصر سے امداد طلب کی چنانچہ مصری سپاہ اس کی کمک پر آگئی، قرامطہ سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ انھی لڑائیوں میں یحییٰ بن ذکرویہ موسوم بہ شیخ ایک گروہ کثیر کے ساتھ مارا گیا۔ قرامطہ میں سے بچے کھچے لوگوں نے اس کے بھائی حسین موسوم بہ احمد کے پاس جا کر پناہ لی، اس کی کنیت ابوالعباس تھی، اس کے منہ پر ایک تل تھا جس کی نسبت اس کا اعتقاد تھا کہ (یہ اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے)[ف1] .... یہ اپنے کو "مہدی امیرالمومنین" کے لقب سے ملقب کرتا تھا تھوڑے دن بعد اس کا چچازاد بھائی عیسیٰ بن مہدی (عبداللہ) بن احمد بن محمد بن اسمٰعیل امام اس کے پاس آگیا۔ چنانچہ اس نے عیسیٰ کو اپنا ولیعہد بنایا اور "المدثر" کا خطاب دیا اعتقاد یہ تھا کہ یہ وہی مدثر ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے اس نے اپنے خاندان میں سے ایک لونڈے کو "مطوق" کا لقب دیا تھا۔ چپکے چپکے اپنے مذہب کی تلقین اور تعلیم دینے لگا، ایک زمانے کے بعد بادیہ نشینوں کے اکثر قبائل نے اس کے مذہب کو قبول کر لیا۔ تب ان لوگوں کو مسلح کر کے دمشق پر چڑھائی کر دی عرصہ دراز تک محاصرہ کئے رہا۔ حتیٰ کہ اہل دمشق نے کچھ زرِ نقد دے کر مصالحت کر لی، اس کے بعد اس نے حمص، حماۃ، معرہ اور بعلبک پر فوج کشی کی۔ بہت بڑی خونریزی کا مرتکب ہوا۔ عورتوں اور بچوں تک کو قتل سے نہ چھوڑا آخر کار ان شہروں کو پامال اور تاخت و تاراج کر کے سلیمہ کی جانب بڑھا، سلیمہ میں بنی ہاشم کا ایک گروہ مقیم تھا، ان لوگوں کو بھی اس نے تہِ تیغ کیا۔ مدرسہ کے چھوٹے چھوٹے بچے اور چوپائے تک اس کی تیغ ستم سے نہ بچ سکے۔

خلیفہ مکتفی اور قرامطی رفتہ رفتہ دربار خلافت تک خبر پہنچی خلیفہ مکتفی نے بہ نفس نفیس لشکر آراستہ کر کے اس کی سرکوبی پر کمر باندھی، اور اپنی فوج کے پتروں کو بڑھنے کا حکم دیا، چنانچہ

[ف1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے تاریخ ابوالفداء جلد ثانی صفحہ ۶۲ مطبوعہ قسطنطنیہ سے میں نے عبارت مابین خطوط ہلالین ترجمہ کیا ہے۔ من مترجم۔

شاہی فوج نے اس کی فوج پر حماۃ کے باہر ایک میدان میں حملہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسے شکست ہوئی بقیہ لے حلب میں جاکر دم لیا (یہ واقعہ ۲۹۱ھ کا ہے)۔ خاتمہ جنگ کے بعد خلیفہ مکتفی نے برقہ کی جانب کوچ کیا اور ابن طولون کا آزاد کردہ غلام بدر نامی قرامطہ کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ منزل بہ منزل قرامطہ کو بدر شکست دیتا جاتا تھا اور قرامطہ کمال بے سروسامانی سے بھاگے جاتے تھے۔

قرامطیوں کی شکست

اسی اثناء میں خلافت مآب نے ایک دوسری فوج قرامطہ کے تعاقب اور سرکوبی کے لئے روانہ کی، یحییٰ بن سلیمان کاتب' اس فوج کا سردار تھا حسین بن حمدان ثعلبی اور بنو شیبان کے نامی گرامی جنگ آور اس فوج میں شامل تھے، ۲۹۱ھ میں قرامطہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ قرامطہ کے نامی سردار مارے گئے۔ اس کا بیٹا ابوالقاسم کسی قدر سامان و اسباب لے کر بھاگ گیا اور یہ خود اطراف کوفہ میں بخوف جان روپوش ہوگیا۔ مدثر اور مطوق بھی اس کے ہمراہ تھے چھپے چھپے بہ تبدیلئ لباس رحبہ پہنچا۔ کسی نے والئ رحبہ سے اس کی آمد کی خبر کردی' اس نے ان لوگوں کو گرفتار کرکے خلافت مآب کی خدمت میں برقہ بھیج دیا۔ خلافت مآب نے سردار قرامطہ یعنی حسین صاحب شامہ کو پہلے دوسو دُرے لگوائے۔ اس کے بعد ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر صلیب پر چڑھا دیا۔ یہی برتاؤ اس کے باقی ہمراہیوں کے ساتھ بھی کیا گیا۔ اس کے بعد خلافت مآب نے اپنے لشکر ظفریاب کے ساتھ بغداد کی جانب مراجعت کی۔

علی بن ذکرویہ

علی بن ذکرویہ اپنے بھائی یحییٰ کے مارے جانے کے بعد' فرات کی جانب بھاگ گیا تھا' قرامطہ کی منتشر جماعت آہستہ آہستہ اس کے پاس جمع ہورہی تھی جب ایک کافی مقدار میں قرامطہ جمع ہوگئے تو علی نے طبریہ کی طرف پیش قدمی شروع کی اور پہنچتے ہی اس کو لوٹ لیا۔ حسین بن حمدان نے یہ خبر پاکر علی کی گوشمالی پر کمر باندھی۔ علی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ یمن بھاگ گیا اور وہیں اپنے دعاۃ (ایلچیوں)، اور ہواخواہوں کو جمع کرنے لگا' رفتہ رفتہ یمن کے اکثر شہروں پر قبضہ کرلیا صنعاء کی جانب بڑھا۔ یعفر والئ صنعاء' شہر چھوڑ کر نکل بھاگا۔ علی نے جی کھول کر صنعاء کو تاخت وتاراج کیا۔

قرامطیوں کی غارت گری

انہی واقعات کے دوران علی کے باپ ذکرویہ نے بنی قلیص کے پاس جنہوں نے سماوہ میں ایک مدت سے قیام اختیار کرلیا تھا عبداللہ بن سعید موسوم بہ ابوغانم کو خط دے کر ۲۹۳ھ میں روانہ کیا' اس خط میں لکھا تھا "یحییٰ کو بذریعہ وحی معلوم ہوا ہے کہ صاحب الشامہ (حسین موسوم بہ احمد) اور اس کا بھائی یحییٰ موسوم بہ شیخ عنقریب پھر آنے والے ہیں اور ان کے بعد امام زماں ظاہر ہوں گے اور تمام روئے زمین کو عدل وانصاف سے معمور کریں گے"۔ چنانچہ ابوغانم نے قبیلہ کلب میں پہنچ کر ان خیالات کو پھیلایا اور ان لوگوں کو مذہبی سپاہی بنا کر شام کا رخ کیا' پہلے بصرے کو لوٹا اس کے بعد اذرعات کی پامالی کے لئے بڑھا اور اسے بھی پامال کرکے دمشق پر جا اُترا' ان دنوں دمشق کی عنان حکومت احمد بن کیغلغ کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ مگر اتفاق وقت سے احمد دمشق میں موجود نہ تھا۔ خلیجی کی بغاوت وسرکشی کی وجہ سے جوکہ بنی طولون کے ہواخواہوں سے تھا' شاہی لشکر کی کمک کے لئے مصر

گیا ہوا تھا مگر اس کے نائبوں نے نہایت مستعدی و ہوشیاری سے ابو غانم کا مقابلہ کیا اور اسے مار بھگایا۔ اس کے اکثر ہمراہی مارے گئے۔ باقی ماندگان ابو غانم کے ساتھ اردن کی طرف بھاگے۔ والیٔ اردن کو ان کی یورش کی خبر نہ تھی۔ ابو غانم نے دفعتہً حملہ کر دیا۔ والیٔ اردن مقابلہ نہ کر سکا مارا گیا۔ اس سے ابو غانم کے حوصلے بڑھ گئے۔ طبریہ کی طرف بڑھا اور اسے بھی لوٹ لیا۔ دربار خلافت میں ان واقعات کی خبر پہنچی۔ خلیفہ مکتفی نے ایک عظیم لشکر حسین بن حمدان کی ماتحتی میں ان باغیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ ابو غانم یہ خبر پا کر سماوہ کی جانب بھاگا۔ شاہی سپاہ نے تعاقب کیا ہزار ہا قرمطی شدتِ تشنگی سے مر گئے۔ بالآخر حسین ان لوگوں کو گرفتار کر کے رحبہ کی جانب لوٹا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شاہی لشکر نے ابو غانم کو گرفتار کر لیا تھا اور قتل کر ڈالا تھا۔ جس سے اس کی جمعیت منتشر ہو گئی یہ واقعہ ۲۹۳ھ کا ہے۔

ذکرویہ کا ظہور

ان واقعات کے بعد قرامطہ جمع ہو کر اس باؤلی کی طرف گئے۔ جہاں کہ ذکرویہ بیس[۲۰] سال سے چھپا ہوا تھا اور اسے باؤلی سے نکال کر باہر لائے۔ اطراف و جوانب کے ایلچی جو اس کے مذہب کی تعلیم اور تلقین کرتے پھرتے تھے وہ سب بھی آ آ کر اس کے پاس جمع ہوئے، ذکرویہ نے ان پر اپنی جانب سے احمد بن قاسم بن احمد کو بطور اپنے نائب کے مقرر کیا اور ان لوگوں کو ان کے وہ فرائض و حقوق بتلائے جو ان پر واجب تھے اور نیز یہ بھی ہدایت کی کہ ان کی دینی اور دنیوی فلاح اسی میں ہے کہ یہ لوگ اپنے امیر کے دائرۂ اطاعت سے ذرا بھی قدم باہر نہ نکالیں ان دعاوی کے ثبوت میں ذکرویہ نے آیات قرآنی پیش کیں جن کے معانی و مطالب میں حسب خواہش تاویل و تحریف کی تھی اس قدر تعلیم و تلقین کر کے ذکرویہ پھر روپوش ہو گیا یہ لوگ اسے سید کے نام سے موسوم کرتے تھے، احمد بن قاسم تمام مذہبی اور سیاسی امور انجام دیتا تھا۔ خلیفہ مکتفی نے ان کی سرکوبی کے لئے فوجیں[۱] روانہ کیں۔

حلوان کا تاراج

قرامطہ کو ان کے علاقہ میں پسپا کر دیا ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد قرامطہ حاجیوں کے قافلہ کے لوٹنے کو بڑھے، حلوان کو تاخت و تاراج کرتے ہوئے واقصہ کو جا کر گھیر لیا۔ اہل واقصہ نے قلعہ بندی کر لی قرامطہ نے اس کے مضافات کے چشموں اور کنوؤں کے پانی کو خراب کر دیا۔ دربار خلافت میں اس کی خبر پہنچی تو خلیفہ مکتفی نے ایک فوج محمد ابن اسحاق بن کنداج کی افسری میں قرامطہ کی گوشمالی کے لئے روانہ کی۔ لیکن قرامطہ سے مڈبھیڑ ہونے کی نوبت نہ آئی اور یہ فوج بے نیل مرام واپس آئی۔ قرامطہ نے حاجیوں سے چھیڑ چھاڑ کی، حاجیوں نے باوجودیکہ تین دن کے بے آب و دانہ تھے جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ لیکن قرامطہ کی بڑھی ہوئی قوت کا مقابلہ نہ کر سکے۔ امان کے خواستگار ہوئے۔ قرامطہ نے انھیں امان دے کر ان کا مال و اسباب لوٹ لیا، اور جہاں تک ان لوگوں کی قوت نے یاری دی۔ حاجیوں کو تہ تیغ کیا ان حاجیوں کے مال و اسباب کے ساتھ سوداگروں اور بنی طولون کے قیمتی قیمتی اسباب تھے جنھیں بنی طولون نے مصر سے براہِ مکہ بغداد روانہ کیا تھا اس کے بعد قرامطہ نے بقیۃ السیف حجاج کا حمص میں محاصرہ کیا۔ ہزار ہا بے گناہ حاجی مارے گئے۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔

---

[۱] وصیف بن صوارتکین ترکی، فصل بن موسیٰ بن بی، بشر خادم افشینی اور رائق جزری نامی جنگ آزمودہ سردار اس فوج کے ساتھ روانہ کئے گئے تھے، شاہی لشکر کا ایک گروہ کثیر اس معرکہ میں کام آگیا تھا ۲۹۳ھ کا یہ واقعہ ہے تاریخ ابو الفدا جلد ۲ صفحہ ۷۸ مطبوعہ قسطنطنیہ

ذکرویہ کا قتل

خلیفہ مکتفی نے ایک عظیم فوج وصیف بن صوارتکین کی ماتحتی میں روانہ کی، اس فوج میں نامی گرامی سپہ سالار بھیجے گئے تھے۔ براہ خفان یہ فوج روانہ ہوئی۔ کوچ و قیام کرتی ہوئی قرامطہ تک پہنچ گئی۔ ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ دو روز کی جنگ کے بعد شاہی فوج نے قرامطہ کو شکست دی، ذکرویہ سردار قرامطہ کے سر پر زخم کاری لگا جس کی وجہ سے بھاگ نہ سکا گرفتار ہو کر شاہی لشکرگاہ میں لایا گیا۔ اس کے ساتھ نائب احمد بن قاسم اس کا بیٹا۔ اس کی بیوی اور اس کا سکریٹری بھی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ پانچ روز زندہ رہ کر چھٹی شب میں مرگیا۔ وصیف نے فتح کے بشارت نامہ کے ساتھ اس کی نعش دارالخلافت بغداد بھیج دی۔ خلافت مآب کے حکم سے نعش کو تو صلیب پر چڑھا دیا اور سر کاٹ کر خراسان میں اُن حاجیوں کے اعزہ واقارب کے دیکھنے کے لئے روانہ کیا جنھیں اس نے قتل کیا اور لوٹا تھا۔ اس واقعہ سے قرامطہ کا کثیر گروہ صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہو گیا جو کچھ باقی رہ گئے تھے انھوں نے شام کا راستہ لیا۔ حسین بن حمدان کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس نے ان جان باختوں پر حملہ کر دیا۔ تمام ملک شام اور عراق میں ان کے قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا، زمین فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی۔ یہاں تک کہ سب کے سب پامال کر ڈالے گئے یہ واقعہ ۲۹۴ھ کا ہے۔

یحییٰ بن مہدی

۲۸۱ھ میں یحییٰ بن مہدی نامی ایک شخص قطیف مضافات بحرین میں آیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں امام زمان مہدی کا ایلچی ہوں اُن کا ایک خط لایا ہوں، عنقریب وہ ظاہر ہوا چاہتے ہیں۔ علی بن معلی بن حمدان وبادی نے جو نہایت غالی شیعہ تھا شیعانِ قطیف کو ایک جلسہ میں جمع کر کے مہدی کے اس خط کو پڑھ کر سنایا جسے یحییٰ نے پیش کیا تھا۔ تھوڑے دن میں یہ خبر تمام مضافات بحرین میں پھیل گئی۔ سب نے کمال خلوص و اطاعت شعاری سے اس خبر کو سنا اور امام زماں مہدی کے ساتھ خروج کو تیار ہو گئے۔ انھی لوگوں میں ابو سعید جنابی بھی تھا اس کا نام حسن بن بہرام تھا یہ ان لوگوں میں ایک سربرآوردہ اور ممتاز شخص تھا۔

یحییٰ اور قبائل قیس

اس کے بعد یحییٰ غائب ہو گیا، ایک مدت کے بعد ایک دوسرا خط مہدی کا لئے ہوئے آیا جس میں مہدی کی طرف سے ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا گیا تھا اور یہ لکھا تھا کہ ہر شخص چھتیس چھتیس ۳۶ دینار یحییٰ کو ادا کرے، ان لوگوں نے نہایت خوشی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ دینار وصول کر کے یحییٰ پھر چلتا پھرتا نظر آیا۔ ایک مدت کے بعد تیسرا خط لئے ہوئے پہنچا، جس میں لکھا تھا کہ ہر شخص اپنے مال کا پانچواں حصہ امام زماں کے لئے یحییٰ کے حوالہ کر دے، سب نے اس حکم کی بھی تعمیل کی اب یحییٰ ان لوگوں میں رہنے لگا اور قبائل قیس میں آمد و رفت شروع کر دی۔

ابو سعید جنابی

۲۸۳ھ یا ۲۸۶ھ میں ابو سعید جنابی نے بحرین میں اس دعوت کا اظہار و اعلان کیا گرد و

نواح کے قرامطہ اور بادیہ نشینان عرب کا گروہ اس کے پاس آکر جمع ہوگیا۔ ابو سعید نے ان سب کو فوجی صورت میں مرتب کر کے قطیف سے بصرے کی طرف کوچ کیا۔ ان دنوں بصرے کی عنان حکومت، احمد بن محمد بن یحییٰ واثقی کے قبضۂ اقتدار میں تھی۔ احمد نے ابو سعید کی نقل و حرکت سے مطلع ہو کر بحکم خلافت مآب بصرے کی شہر پناہ از سر نو تعمیر کرائی۔ دربار خلافت سے عباس بن عمر غنوی والئ فارس دو ہزار سواروں کی جمعیت سے بصرے کے بچانے کے لئے روانہ کیا گیا۔ یمامہ اور بحرین اسے بطور جاگیر اس مہم کے سر کرنے کے صلہ میں عنایت ہوئے تھے۔ چنانچہ عباس اور ابو سعید سے مڈبھیڑ ہوئی۔ میدان ابو سعید کے ہاتھ رہا عباس شکست کھا کر بھاگا اثنا رودار وگیر میں گرفتار کر لیا گیا۔ ابو سعید نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا، قیدیوں کو آگ میں جلا دیا، چند روز بعد عباس کو رہا کر دیا عباس رہا ہو کر رملہ پہنچا اور وہاں سے بغداد روانہ ہوگیا۔

ابو سعید کا ہجر پر قبضہ

اس کامیابی کے بعد ابو سعید نے ہجر کا ارادہ کیا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کیا۔ اس واقعہ سے اور نیز عباس کی شکست سے اہل بصرہ میں بے حد اضطراب پیدا ہوگیا۔ بصرہ چھوڑ کر نکل جانے پر آمادہ ہوگئے مگر واثقی (امیر بصرہ) کے روکنے سے رک گئے۔

ابن سعید کی تاریخ میں قرامطہ بحرین کے حالات (طبری کے کلام کا خلاصہ) لکھا ہے کہ قرامطہ کا ابتدائً ظہور ۲۸۱ھ میں ہوا تھا واللہ اعلم۔

ابو سعید نے اپنے بڑے بیٹے سعید کو اپنا ولی عہد بنایا تھا پس یہیں[1] ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس پر اس کے چھوٹے بھائی ابو طاہر سلیمان نے یورش کی اور اسے قتل کر کے قرامطہ پر حکومت کرنے لگا عقدونیہ نے بھی اس کی حکومت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اتنے میں عبید اللہ المہدی کا خط جو ابو طاہر کی حکومت کے متعلق تھا آپہنچا جس سے اسے ہر طرح کا اطمینان حاصل ہوگیا۔

ابو طاہر قرمطی

۲۰۶ھ میں ابو القاسم قائم، مصر پہنچا اور ابو طاہر قرمطی کو بلا بھیجا ہنوز ابو طاہر آنے نہ پایا تھا کہ مونس خادم نے علم خلافت کی جانب سے حملہ کر دیا۔ میدان مونس کے ہاتھ رہا ابو طاہر شکست کھا کر مہدیہ کی طرف لوٹ گیا، اگلے سال ۲۰۷ھ میں ابو طاہر نے بصرے پر دھاوا کیا اور اسے خاطر خواہ پامال اور تاخت و تاراج کر کے واپس ہوا، اس سے دار الخلافت بغداد میں بے حد تشویش پیدا ہوئی خلیفہ مقتدر نے شہر پناہ کے درست کئے جانے کا حکم صادر فرمایا جوں ہی شہر پناہ کی مرمت تمام ہوئی کہ ۳۱۱ھ میں ابو طاہر نے پھر بصرے پر چڑھائی کر دی، بازاروں کو لوٹ لیا، قتل و غارت گری سے بصرے کو بھر دیا۔ جامع مسجد ویران ہوگئی۔ اور ایک مدت تک منہدم و مسمار پڑی رہی۔ پھر ۳۱۲ھ میں ابو طاہر حاجیوں کے قافلے لوٹنے کے لئے نکلا اور بحالت غفلت ان پر حملہ آور ہوا، شاہی سپہ سالاروں کو جو قافلے کے

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں ہے۔ من مترجم

ہمراہ تھے۔شکست ہوئی، ابوطاہر نے امیر قافلہ یعنی سردار لشکر ابوالہیجاء بن حمدون کو گرفتار کر لیا، عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔مال واسباب لوٹ کر بقیہ حجاج کو اسی چٹیل میدان میں چھوڑ کر ہجر کی جانب مراجعت کر دی۔حاجیوں کا ایک کثیر گروہ شدتِ تشنگی سے اسی میدان میں مرگیا۔باقی ماندہ بہ ہزار خرابی دِقت بسیار بغداد پہنچے۔

ابوطاہر کی عراق میں فوج کشی

۳۱۳ھ میں ابوطاہر نے عراق کی طرف حملہ کیا سواد کو لوٹتا ہوا کوفہ میں داخل ہوا، بصرے سے زیادہ اسے پامال اور تاخت وتاراج کیا۔

اسی سنہ میں عقدانیہ اور اہل بحرین کے درمیان مخالفت ہوگئی۔ابوطاہر نے بحرین سے نکل کر شہر احساء تعمیر کرایا، اور اسے "مومنیہ" کے نام سے موسوم کیا مگر یہ نام نہیں چلا سوائے اس کے اور کسی نے اس نام سے اسے یاد نہ کیا، اس شہر میں اس نے اپنے لئے اور اپنے ہمراہیوں کے لئے محل سرائیں بنوائی تھیں ۳۱۵ھ میں اس نے عمان پر قبضہ کر لیا، والیٔ عمان براہ دریا فارس بھاگ گیا ۳۱۶ھ میں فرات کی جانب اس نے پیش قدمی شروع کی اور اس کے شہروں کو تاراج کرنے لگا۔خلیفہ مقتدر نے آذربائی جان سے یوسف بن ابی الساج کو طلب فرما کر واسط کی عنان حکومت عطا کی اور ابوطاہر سے جنگ کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔کوفہ کے باہر ابوطاہر اور یوسف نے صف آرائی کی، کامیابی کا سہرہ ابوطاہر کے سر رہا یوسف کے رکاب کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور اثنائے جنگ میں یوسف گرفتار کر لیا گیا۔اس سے دارالخلافت میں اور زیادہ بے اطمینانی سی پھیل گئی۔

رحبہ اور بلاد جزیرہ کا تاراج

ابوطاہر اس واقعہ کے بعد کوفہ سے انبار کی طرف روانہ ہوا۔دربار خلافت سے اس کی روک تھام کے لئے فوجیں روانہ ہوئیں، مونس مظفر اور ہارون بن غریب الحال اس مہم کے سردار تھے۔ہر چند ان لوگوں نے ابوطاہر کی مدافعت کی کوشش کی، مگر کامیاب نہ ہوئے مجبوراً مونس وغیرہ نے بغداد کی جانب مراجعت کی اور ابوطاہر رحبہ کی طرف بڑھا۔رحبہ کو بھی اس نے پامال کیا اور بلاد جزیرہ کو پیہم اور متواتر شب خون مارنے سے ویران وخراب کر ڈالا۔اس کے بعد کوفہ ہوتا ہوا برقہ پہنچا، اہل برقہ نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے اور قلعہ نشین ہو کر مدتوں لڑتے رہے۔جزیرے کے بادیہ نشینان عرب پر سالانہ خراج قائم کیا گیا جسے وہ لوگ ہجر بھیجا کرتے تھے رفتہ رفتہ قرامطہ کے مذہب میں ایک گروہ بنی سلیم بن منصور اور بنی عامر بن صعصعہ کا داخل ہوگیا۔اس کے بعد ہارون بن غریب الحال دارالخلافت بغداد سے ایک عظیم فوج کے ساتھ ابوطاہر کو سر کرنے کی غرض سے نکلا، ابوطاہر نے یہ خبر پاکر میدانوں اور جنگلوں کا راستہ لیا، ہارون کی قرامطہ کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہوگئی جسے ہارون نے تہ تیغ کر کے دارالخلافت بغداد کی جانب مراجعت کی۔

ابوطاہر کی مکہ پر فوج کشی

۳۱۷ھ میں ابوطاہر نے مکہ معظمہ پر فوج کشی کی۔بے شمار حاجیوں کو قتل کیا، تمام اہل مکہ کے گھر بار اور مال واسباب کو لوٹ لیا۔خانہ کعبہ کے دروازے اور میزاب کو اکھاڑ ڈالا۔غلاف کعبہ کو اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا اور حجر اسود کو اکھاڑ کر لوٹ کھڑا ہوا۔

روانگی کے وقت اعلان کرتا گیا کہ آئندہ حج میرے یہاں ہوا کرے گا۔

حجر اسود کی واپسی اس سانحہ قیامت خیز کی اطلاع عبیداللہ المہدی کو پہنچی تو اس نے قیروان سے ڈانٹ کا ایک خط تحریر کیا اور مال واسباب واپس نہ کرنے اور حجر اسود نہ لوٹانے کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی۔ ابو طاہر نے معذرت کی کہ مال واسباب تو میرے قبضہ میں نہیں ہے لشکریوں کے تصرف میں ہے اور اس کا واپس ہونا دشوار ہے باقی رہا حجر اسود۔ میں اسے مکہ معظمہ پھر بھیج دوں گا۔ چنانچہ ۳۲۹ھ میں جب کہ منصور اسمٰعیل نے قیروان سے اس کے واپس کرنے کی بابت بار بار خط وکتابت کی تو اسے واپس کر دیا حالانکہ اس سے پیشتر وہ امراء دولت جو زمانہ خلافت مستکفی میں امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے مالک ومختار تھے پچاس ہزار دینار سرخ حجر اسود کو واپس کرنے کے عوض میں قرامطہ کو دے رہے تھے قرامطہ نے واپس کرنے سے انکار کیا اور یہ خیال فاسد قائم کیا کہ حجر اسود کو وہ لوگ اپنے امام عبیداللہ المہدی والی افریقیہ کے حکم سے اٹھا لائے ہیں اور انہی کے یا اس کے نائب کے حکم سے اسے واپس کریں گے۔ الغرض ابو طاہر بحرین میں ٹھہرا ہوا عراق وشام کو روزانہ حملوں سے تاراج کرتا رہا۔ حتیٰ کہ بغداد اور دمشق میں بنی طغج پر ابو طاہر نے سالانہ ٹیکس یا خراج مقرر کیا۔

احمد ابو منصور قرمطی ان واقعات کے بعد ۳۳۲ھ میں اکتیس برس حکومت کرکے ابو طاہر مر گیا۔ بوقت وفات دس لڑکے چھوڑ گیا سب سے بڑا سابور تھا، ابو طاہر کے بعد اس کا بڑا بڑا بھائی احمد بن حسن قرامطہ کی سرداری کرنے لگا۔ بعض عقدانیہ نے اس سے مخالفت کی اور سابور بن ابو طاہر کی حکومت وسرداری کی طرف مائل ہوئے چنانچہ اس کی بابت قائم (والی افریقیہ) کو لکھا۔ اس نے ابو طاہر کے بھائی احمد کی حکومت تسلیم کی اور یہ تحریر کیا کہ اس کے بعد سابور کرسی حکومت پر متمکن کیا جائے گا۔ اس تحریر کے مطابق زمام حکومت احمد کے قبضہ میں رہی، قرامطہ اسے ابو منصور کی کنیت سے یاد کرتے تھے اسی نے حجر اسود کو مکہ معظمہ واپس کیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

سابور بن ابو طاہر کا قتل اس کے بعد سابور نے اپنے چچا ابو منصور کو اپنے بھائیوں کی سازش سے گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا یہ واقعہ ۳۵۸ھ کا ہے۔ پھر اس کے بھائیوں نے اس پر یورش کی اور ابو منصور کو جیل سے نکال لائے سابو منصور نے جیل سے نکل کر پہلے سابور کو قتل کیا اس کے بعد اس کے بھائیوں اور تمام ہوا خواہوں کو ایک ایک کرکے جزیرہ اوال کی طرف جلاء وطن کر دیا اس اثناء میں ۳۵۹ھ کا دور آگیا اور ابو منصور نے جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ سابور کے ہوا خواہوں نے اسے زہر دے دیا تھا۔

اعصم قرمطی ابو منصور کے مرنے پر اس کا بیٹا ابو علی حسن بن احمد ملقب بہ "اعصم" یا بہ روایت بعض اغنم نے تخت حکومت پر قدم رکھا۔ اس کا دور حکومت زیادہ دن تک رہا۔ اس کے بڑے بڑے واقعات ہیں۔ اس نے ابو طاہر کے لڑکوں کے ایک گروہ کو جلاوطن و شہر بدر کیا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ جزیرہ اوال میں اولاد ابو طاہر اور اس کے ہوا خواہ تقریباً تین سو جمع ہو گئے تھے اعصم نے بنفسہ حج بھی

کیا تھا اور حاجیوں کے قافلوں سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں کی تھی اور خلیفہ مطیع کے نام کا خطبہ پڑھے جانے پر ناک بھوں بھی نہیں چڑھائی تھی۔

اعصم اور جعفر بن فلاح کی جنگ جس وقت معز لدین اللہ علوی کا سپہ سالار ''جوہر'' مصر پر اور جعفر بن فلاح تمامی دمشق پر قابض ہو گیا۔ حسن ملقب بہ اعصم نے وہ خراج یا سالانہ ٹیکس طلب کیا جو اسے والیٔ دمشق ادا کیا کرتا تھا اہل دمشق اور نیز جدید والیٔ دمشق نے دینے سے انکار کیا۔ صف آرائی تک نوبت پہنچ گئی۔ خلیفہ معز نے حسن کو تہدید آموز خط تحریر کیا، اس کے ساتھ ہوا خواہان ابوطاہر قرمطی کو یہ پٹی پڑھائی کہ میں تخت حکومت پر ابوطاہر کی اولاد کو متمکن کرادوں گا۔ کسی ذریعہ سے حسن کو اس کی خبر لگ گئی۔ حسن نے ۳۶۰ھ میں علم خلافت علویہ سے انحراف کر کے خلیفہ مطیع عباسی کے نام کا خطبہ اپنے مقبوضہ بلاد میں پڑھنا شروع کیا اور علم خلافت عباسیہ کی اتباع میں سیاہ کپڑے پہنے اس کے بعد فوجیں آراستہ کر کے دمشق پر حملہ کیا جعفر بن فلاح والیٔ دمشق مقابلے پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان حسن کے ہاتھ رہا جعفر کی سپاہ کو شکست ہوئی اثنار دار و گیر میں جعفر مارا گیا اور حسن کامیابی کا جھنڈا لیے ہوئے دمشق میں داخل ہوا اہل دمشق کو امان دی۔ مالی اور فوجی انتظام کر کے مصر کی طرف بڑھا۔

خلیفہ معز اور بنی طاہر ان دنوں مصر میں جوہر سپہ سالار معز حکمرانی کر رہا تھا۔ ایک مدت تک حسن محاصرہ کیے رہا۔ اثنار محاصرہ میں عرب کی سپاہ اس سے بگڑ گئی اور اپنی طرف کا محاصرہ اٹھا لیا مجبوراً حسن بھی محاصرہ اٹھا کر شام کی جانب واپس ہوا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا رملہ پہنچا۔ خلیفہ معز نے حسن کو دھمکی دی، زجر و توبیخ کا خط تحریر کیا اور اسے قرامطہ کی سرداری سے معزول کر کے بنی طاہر کو مامور فرمایا۔ بنی طاہر نے جزیرہ اوال سے نکل کر حسن کے زمانہ غیر حاضری میں احساء کو تاراج کیا۔ جوں ہی دربار خلافت بغداد میں یہ خبر پہنچی۔ خلیفہ طائع عباسی نے بنی طاہر کو تحریر کیا کہ دائرہ اطاعت سے قدم باہر نہ نکالو اور اپنے چچازاد بھائیوں کے ساتھ مخاصمانہ برتاؤ کرنے سے باز آؤ۔ اس فرمان کے روانہ کرنے کے بعد خلیفہ طائع نے اپنے ایک معتمد علیہ کو بھی اُن لوگوں میں مصالحت کرانے کی غرض سے بھیجا مگر نتیجہ کچھ نہ ہوا

معرکہ بلبیس ان واقعات کے بعد حسن نے پھر شام پر فوج کشی کی مدتوں قرامطہ اور مغربی سپاہ سے لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار جوہر نے حسن کے رکاب کی عربی فوج کو بہت سا زر و مال دے کے اپنے ساتھ بلا لیا۔ عربی فوج نے حسن کو میدانِ جنگ میں حریف کے مقابلہ پر چھوڑ دیا حسن کو شکست ہوئی جوہر نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد خلیفہ معز، افریقیہ سے ۳۶۳ھ میں قاہرہ چلا آیا اور اپنی سپاہ کو تمام ملک شام میں دائرۂ حکومت کے توسیع کرنے کے لئے پھیلا دیا۔ معز کی سپاہ نے تھوڑی مدت میں ملک شام پر قبضہ حاصل کر لیا۔ حسن قرمطی اس سیلاب کے روکنے کے لئے اٹھا اور کمال مردانگی سے خلیفہ معز کی فوج سے جنگ کرتا رہا بالآخر تمام ملک شام کو علم خلافت علویہ کی حکومت سے نکال لیا

اور فوجوں کو از سر نو مسلح کر کے مصر کی طرف بڑھا۔ خلیفہ معز نے اس کی روک تھام پر اپنے بیٹے عبداللہ کو مامور کیا مقام بلبیس میں مڈبھیڑ ہوئی ایک سخت وخونریز جنگ کے بعد حسن کو شکست ہوئی اس کے ہزار ہا ہمراہی مارے اور قید کرلئے گئے جن کی تعداد تین ہزار ظاہر کی جاتی ہے۔ حسن شکست کھا کر احسار کی جانب واپس ہوا اور خلیفہ معز نے بنی جراح امرار شام کو جو کہ قبیلہ طے سے تھے ان تمام ممالک پر جن پر کہ قرامطہ قابض تھے متعدد لڑائیوں اور محاصروں کے بعد اپنی طرف سے مامور کیا۔ ۳۶۵ھ میں خلیفہ معز کا زمانہ وفات آگیا حسن کو اس اتفاقی تغیر سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل گیا فوجیں مرتب کر کے ملک شام پر قبضہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

افتگین ترکی افتگین ترکی، معزالدولہ بن بویہ کا خادم تھا جس وقت عضدالدولہ، بغداد میں داخل ہو رہا تھا اس وقت بختیار بن معزالدولہ کے مقابلہ میں افتگین ترکی کو شکست ہوئی تھی۔ افتگین شکست کھا کر دمشق پہنچا۔ اہل دمشق نے ان دنوں ریان خادم کو جو معز علوی کی طرف سے حکمرانی کر رہا تھا۔ حکومت دمشق سے معزول کر دیا تھا۔ اس وجہ سے اہل دمشق نے افتگین کو حکومت کی کرسی پر بٹھا دیا۔ خلیفہ معز نے یہ خبر پا کر دمشق پر فوج کشی کی تیاری کی اتفاق سے معز کی موت آگئی اور اس کا بیٹا عزیز تخت حکومت پر جلوہ آرا ہوا۔ اس نے اپنی طرف سے جوہر کو اس مہم کے سر کرنے پر مقرر کیا۔ جوہر نے دمشق پہنچ کر محاصرہ کیا۔ افتگین نے حسن قرمطی کو یہ حالات لکھ بھیجے اور اسے شام پر قبضہ کر لینے کی غرض سے بلا بھیجا۔ اس بنا پر حسن نے ۳۶۶ھ میں بعد وفات معز، شام کا قصد کیا جیسا کہ آپ ابھی پڑھ آئے ہیں۔

بنو ابوسعید جنابی کی جلاوطنی اس مہم میں حسن کی رکاب میں افتگین بھی تھا۔ پہلے ان دونوں نے رملہ کا محاصرہ کیا اور اسے بزور تیغ جوہر کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس کے بعد عزیز نے خود ان لوگوں پر چڑھائی کی اور اپنے پرزور حملوں سے انھیں پسپا کر دیا۔ اثنار دارو گیر میں افتگین گرفتار کر لیا گیا اور اعصم (حسن) نے بھاگ کر طبریہ میں دم لیا۔ پھر طبریہ سے احسار چلا گیا۔ اہل احسا نیز قرامطہ کو اس کا یہ فعل کہ اس نے علم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کرلی تھی ناگوار گذرا سب نے متفق ہو کر عنان حکومت بنو ابوسعید جنابی کے قبضہ اقتدار سے نکال لی اور اپنی گروہ میں سے دو شخصوں جعفر و اسحاق کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا۔ ابوسعید جنابی کی اولاد جلاوطن ہو کر جزیرہ اوال پہنچی، اوال میں ابوطاہر قرمطی کی اولاد پہلے سے مقیم تھی۔ ان لوگوں کو احمد (ابومنصور) ابن حسن اور اس کی اولاد سے منافرت اور کشیدگی تو پہلے ہی سے تھی پس ان میں سے یا ان کے ہواخواہوں میں سے جو شخص جزیرہ اوال گیا اسے ان لوگوں نے بلا تامل مار ڈالا۔

جعفر قرمطی اور اسحاق قرمطی الغرض جعفر اور اسحاق بالمشارکت قرامطہ پر حکمرانی کرنے لگے اور عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی علم خلافت علویہ کے مطیع ہو گئے اور جنگ بنی[1] .... اور ۳۶۴ھ میں جعفر اور اسحاق نے کوفہ پر قبضہ کر لیا

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں ہے۔

صمصام الدولہ بن بویہ نے ان کی سرکوبی کے لئے ایک فوج بھیجی جسے جعفر اور اسحاق نے لب فرات شکست دے دی۔ اس فوج کا ایک بڑا حصہ کام آیا۔ قادسیہ تک فتحمند گروہ شکست خوردوں کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ اس کے بعد جعفر اور اسحاق میں مخالفت پیدا ہوگئی ہر ایک ریاست وحکومت کا دعوے دار ہوا۔ جس سے ان میں نفاق کا مادہ پیدا ہوگیا شیرازہ حکومت منتشر ہوگیا۔ اتحادی صورت جاتی رہی حتیٰ کہ اصغر بن ابوالحسن ثعلبی کا دور حکومت آگیا اور اس نے احساء کو ان کے قبضہ سے نکال کر ان کی دولت وحکومت کو کان لم یکن کردیا۔ اس وقت سے پھر احساء میں خلیفہ مطیع تاج دار خلافت عباسیہ کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور یہاں پر اس کی اور اس کی آئندہ نسلوں کی حکومت قائم ہوگئی۔

باب ۱۶

امارت بحرین

عرب قبائل کے حکمراں

بحرین کے عرب قبائل صوبہ بحرین میں عرب کا ایک عظیم گروہ رہتا تھا۔ جن سے قرامطہ وقتاً فوقتاً بوقت ضرورت اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں امداد طلب کرتے تھے اور اکثر لڑائیوں میں ان کی اعانت سے کامیابی حاصل کرتے تھے۔ کبھی قرامطہ ان سے لڑ بھی جاتے تھے اور ان کے رشتہ اتحاد کو ختم کردیتے تھے۔ عرب کے بڑے قبائل جو اس وقت بحرین میں مقیم تھے بنو ثعلب' بنو عقیل اور بنو سلیم تھے اور ان میں بہ لحاظ کثرت وعزت بنو ثعلب سب سے بڑھ چڑھ کر تھے۔ جب وقت بحرین میں قرامطہ کی حکومت کو تزلزل ہوا اور جنابی کی حکومت ختم ہونے کے بعد ان کے اور بنی بویہ کے درمیان عداوت قائم ہوگئی اور یہ عداوت ومخالفت جن دونوں خلافت عباسیہ کی حکومت کی تحریک بحرین میں کی جارہی تھی بے حد ترقی پذیر تھی اس وقت بعض قرامطہ اور ان کے اکثر ایلچیوں نے اپنی حکومت وریاست کو زوال پذیر دیکھ کر علم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کرلی۔ بنی مکرم نے اکثر روساء عمان کو ان خیالات میں اپنا ہم خیال بنالیا۔ اسی زمانہ میں اصغر بحرین پر قابض ہوگیا۔ چنانچہ اس کی آئندہ نسلوں نے بذریعہ وراثت اس صوبہ کے حکمرانی کی اور بنی مکرم، عمان پر قابض ہوگئے۔

بنو سلیم اور بنی عقیل کا بحرین سے اخراج اس کے بعد بنو ثعلب اور بنو سلیم میں چل گئی، بنو ثعلب نے بنی عقیل کی اعانت و امداد سے بنو سلیم کو بحرین سے نکال دیا۔ بنو سلیم بحرین سے جلاء وطن ہو کر مصر چلے گئے پھر مصر سے افریقیہ کا راستہ لیا جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔ پھر ایک مدت کے بعد بنی ثعلب اور بنی عقیل میں مخالفت پیدا ہو گئی۔ بنی ثعلب نے بنی عقیل کو بھی بحرین سے نکال دیا۔ وہ عراق چلے گئے، کوفہ اور اکثر بلاد عراقیہ کے مالک بن بیٹھے۔ بحرین میں زمانہ دراز تک اصغر کی حکومت کا سکہ چلتا رہا۔ انھوں نے جزیرہ اور موصل کو بھی اپنے دائرۂ حکومت میں داخل کر لیا تھا ۴۳۹ھ میں راس عین مضافات جزیرہ میں بنی عقیل اور اصغر سے پھر معرکہ آرائی ہوئی نصیر الدولہ بن مروان والی میافارقین و دیار بکر اصغر سے بگڑ گیا۔ چاروں طرف کے امراء ملک کو جمع اور سپاہ کو فراہم کر کے اصغر پر چڑھائی کر دی لیکن میدان اصغر کے ہاتھ رہا۔ اصغر نے نصیر الدولہ کو گرفتار کر لیا۔ لیکن چند روز بعد آزاد کر دیا، آزادی کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ بحرین کی حکومت اصغر کی آئندہ نسلوں کے قبضہ میں رہی تھی کہ یہ کمزور پڑ گئے اور ان کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔

بنی عقیل کی بحرین کو واپسی انھی ایام میں بنی عقیل کی حکومت بھی بلاد جزیرہ میں کمزور ہو گئی مارا کین دولت سلجوقیہ نے انھیں بلاد جزیرہ سے نکال کر ان کے اصلی وطن بحرین کی طرف...... واپس کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ بنی ثعلب پر ضعف طاری ہو چکا تھا اور ان کی حکومت کی مشینری کے پُرزے ڈھیلے ہو چکے تھے بنی عقیل نے انھیں دبا لیا اور مغلوب کر دیا۔ ابن سعید نے لکھا ہے کہ میں نے اہل بحرین سے ۶۵۱ھ میں مدینہ منورہ میں بوقت ملاقات استفسار کیا تھا کہ بحرین میں اب کس کی حکومت ہے؟ جواب دیا، بنی عامر بن عوف بن عامر بن عقیل حکمرانی کر رہے ہیں اور بنی ثعلب ان کے رعایا ہیں۔ اور بنی عصفور، جو انھی میں سے ہیں احسار کے مالک و حکمراں ہیں۔

ابوالفتح حسین قرمطی اب ہم اس مقام پر قرامطہ کے کاتبوں اور بحرین و عمان کے شہروں کے حدود بیان کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ان کے واقعات بھی قرامطہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابوالفتح حسین بن محمود معروف بہ کشاجم (قرامطہ کا سکرٹری) تھا نامی شعراء میں شمار کیا جاتا تھا۔ ثعلبی نے تیمہ میں اور حیفری نے زہر الآداب میں لکھا ہے کہ یہ بغدادی المولد ہے۔ قرامطہ کی ملازمت کی وجہ سے یہ مشہور ہو گیا تھا جیسا کہ بیہقی نے ذکر کیا ہے اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالفتح نصر، قرامطہ کا کاتب ہوا، اسے بھی اس کے باپ کی طرح کشاجم کے لقب سے سب یاد کرتے تھے یہ اعصم قرمطی کا کاتب تھا۔

بحرین کا محل وقوع بحرین ایک ملک ہے جو اپنے شہر کے نام سے موسوم ہے بعض مورخ اسے ہجر کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں جو اس ملک کا ایک دوسرا شہر ہے۔ اسی ملک کا حضریہ نامی ایک شہر تھا جسے قرامطہ نے ویران کر دیا تھا اور اس کی جگہ احسار کو آباد کیا۔ اس ملک کی مسافت ایک مہینہ کی ہے بحر فارس کے کنارہ بصرہ اور عمان کے درمیان میں واقع ہے۔ اس کے مشرق میں بحر فارس ہے۔ مغربی جانب میں یہ یمامہ سے متصل اور ملحق ہے شمال میں بصرہ ہے جنوب میں عمان سرسبز و شاداب ملک ہے

ہر طرح کے میوے اور ترکاریاں پیدا ہوتی ہیں۔ گرمی زیادہ پڑتی ہے جابجا ریت کے ٹیلے بھی ہیں تیز ہوا چلنے سے مکانات میں ریت بھر جاتی ہے۔ یہ ملک اقلیم ثانی میں داخل ہے اور اس کا بعض حصہ اقلیم ثالث میں داخل ہے۔

شہر احساء کی تعمیر

زمانۂ جاہلیت میں یہ ملک عبدالقیس اور بکر بن وائل قبیلہ ربیعہ کے قبضہ میں تھا، پھر شاہان فارس نے اس پر قبضہ کر کے اپنی جانب سے منذر بن ساوی تمیمی کو بطور گورنر کے مقرر کیا اس کے بعد شروع زمانہ اسلام میں بنی حارود اس کے حکمران ہوئے۔ گورنران خلافت عباسیہ کبھی ہجر میں نہیں رہتے تھے ابو سعید قرمطی نے تین برس کے محاصرۂ جنگ اور آتش زنی و قتل کے بعد اس پر قبضہ حاصل کیا اس کے بعد بنو طاہر نے شہر احساء تعمیر کیا، قرامطہ کی حکومت ایک مدت تک مسلسل قائم رہی پھر بنی ابوالحسن بن ثعلب کے قبضہ میں اس کی عنان حکومت آگئی اس کے بعد بنو عامر بن عقیل حکمرانی کی کرسی پر متمکن ہوئے ابن سعید کہتا ہے کہ ان دنوں ان لوگوں میں سے اس کی زمام حکومت بنو عصفور کے ہاتھ میں ہے۔ احساء کی تعمیر ابو طاہر قرمطی نے تیسری صدی میں کی تھی چونکہ اس ملک میں اونٹوں کی چراگاہیں اور ریگستان میں پانی کے چشمے بکثرت ہیں اس وجہ سے اسے احساء کے نام سے موسوم کیا۔ یہاں پر قرامطہ کی حکومت و دولت تھی! اسی مقام سے قرامطہ نکل کر اطراف شام، عراق، مصر اور حجاز میں پھیلے تھے اور شام و عمان پر قابض ہوئے تھے بسوارین ملک بحرین کے متعلقات اور مضافات سے ہے اسی مقام کی طرف خوشبو منسوب کی جاتی ہے جیسا کہ نیزہ خطیہ کی جانب منسوب ہے کہا جاتا ہے مشک سوارین اور نیزہ خطیہ۔

عمان کا محل وقوع

عمان، جزیرہ نمائے عرب کا ایک حصہ ہے جو یمن، حجاز، شحر، حضر موت اور عمان پر مشتمل ہے۔ عمان بحر فارس پر آباد ہے، اس کی غربی جانب سے ایک ماہ کی مسافت ہے۔ اس کے مشرق میں بحر فارس واقع ہے۔ جنوب میں بحر ہند، مغرب میں بلاد حضر موت اور شمال میں بحرین۔ اس میں بکثرت میوے اور نخلستان ہیں یہاں پر موتیوں کی بھی پیداوار ہے۔ اس شہر کو عمان اس مناسبت سے کہتے ہیں کہ سب سے پہلے عمان بن قحطان اپنے بھائی یعرب کی طرف سے حاکم ہو کر یہاں پر آ کر مقیم ہوا تھا۔ سیل عرم کے بعد آزد اس ملک کے حاکم ہوتے۔ پھر جب دور اسلام آیا تو اس وقت بنو جلندی اس کے مالک و حاکم تھے۔ یہاں پر خوارج بکثرت ہیں۔ بنو بویہ کی ان سے اکثر لڑائیاں ہوئیں۔ اس ملک کا دارالسلطنت تروی میں تھا۔ ملوک فارس نے کئی بار براہ دریا اس پر فوج کشی کی اور فتح یاب ہو کر اس کی حکمرانی کرتے رہے۔ یہ اقلیم ثانی میں داخل ہے۔ اس میں پانی کے چشمے، باغات، بازار، اور نخلستان بکثرت ہیں۔ عہد اسلام میں اس کے حکمران بنی شامہ بن لوئی بن غالب ہوئے۔ مگر اکثر نسابہ قریش ان کے اس نسب سے انکار کرتے ہیں۔

محمد بن قاسم شامی

بہر کیف سب سے پہلے محمد بن قاسم شامی نے حسب ہدایت خلیفہ معتضد اس ملک پر فوج کشی کی، اور بزور تیغ فتح کر کے قابض ہو گیا۔ خوارج جلاء وطن ہو کر تروی کے پہاڑوں کی چوٹی پر چلے گئے۔ اس وقت سے یہاں پر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اس کے بعد بہ وراثت اس کے بیٹوں نے اس ملک پر حکمرانی کی اور سنت کے شعائر ظاہر کئے۔ اس کے

بعد ۳۰۵ھ میں ان لوگوں میں مخالفت پیدا ہوگئی۔ باہم لڑنے لگے۔ ان میں سے بعض جاکر قرامطہ سے مل گئے۔ باقی ماندگان اسی فتنہ وفساد میں پڑے رہے۔ حتیٰ کہ ابوطاہر قرمطی ان پر ۳۱۷ھ میں جب کہ یہ حجر اسود کو مکہ سے اکھاڑ لایا تھا۔ غالب ہوگیا اور عبیداللہ مہدی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس زمانہ سے قرامطہ کے حکمران ۳۷۵ھ تک آتے جاتے رہے۔ پھر ان پر خوارج اہل تردی غالب آگئے۔ اور جس قدر یہاں پر روافض اور قرامطہ تھے سب کو قتل کر ڈالا۔ اس وقت سے یہاں کی ریاست ان کے قبضہ میں رہی اور بنی ازد اس کی حکمرانی کرتے رہے۔ اس کے بعد رؤسا عمان سے بنو مکرم دارالخلافت بغداد گئے۔ اور بنی بویہ کی ملازمت اختیار کی اور پھر ان کی امداد واعانت سے بنو مکرم نے عمان پر چڑھائی کی۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی آخر کار خوارج جلاوطن ہوکر پہاڑوں پر چلے گئے اور بنی مکرم عمان پر قابض ہوگئے۔ خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

موید الدولہ ابوالقاسم علی

اس کے بعد جب بغداد میں بنو بویہ کی حکومت کمزور ہوگئی تو بنی مکرم نے عمان میں خودسری اختیار کر کے حکومت قائم کرلی اور اس کی کرسی حکومت پر اس کی آئندہ نسلیں متمکن ہوئیں ان میں سے موید الدولہ ابوالقاسم علی بن ناصرالدولہ حسین بن مکرم تھا۔ یہ نہایت سخی اور تعریف کے قابل بادشاہ تھا جیسا کہ بیہقی نے لکھا ہے اور مہیار دیلمی وغیرہ نے اس کی مدح کی ہے۔ ایک زمانہ دراز تک حکومت کرنے کے بعد اس نے ۴۲۸ھ میں وفات پائی۔ پھر ۴۴۲ھ میں بنی مکرم میں ضعف آگیا۔ عورتیں اور غلام امور سلطنت میں پیش پیش ہوگئے۔ خوارج نے اس امر کا احساس کر کے حملہ کردیا۔ بنی مکرم مقابلہ کی تاب نہ لاسکے۔ انتہائی ابتری کے ساتھ پسپا ہوئے، خوارج کو کامیابی حاصل ہوئی۔ عمان پر قبضہ حاصل کر کے بقیہ کو بھی تہ تیغ کیا۔ شاہی کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا وہاں کے باشندے حجاز کے دیہاتوں میں جابسے۔ یہ ملک بالکل بنجر اور شور ہے یہ بھی عمان کا ایک حصہ ہے جو اقلیم ثانی میں داخل اور بحر فارس پر آباد ہے اور یہاں پر شجر اور حجاز ملتے ہیں اور اس کے شمال میں بحرین تک منزلوں کی مسافت ہے عمان قدرتی طور سے بڑے بڑے پہاڑوں کے درمیان واقع ہے اسی وجہ سے کسی شہر پناہ کے بنانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ اس پر خاندان شاہی سے زکریا بن عبدالملک ازدی نے ۴۴۸ھ میں قبضہ کیا تھا خوارج تردی شہر شراۃ میں ان لوگوں کو مذہبی تعلیم دیتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ یہ لوگ جلندی کی اولاد سے ہیں۔

باب ۱۷

اسمٰعیلی فرقہ

اسمٰعیلی فرقہ کی اصل فرقہ اسمٰعیلیہ فرقہ قرامطہ کی ایک شاخ ہے یہ رافضیوں کا حد سے گذرا ہوا ایک فرقہ ہے جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں، ان کا مذہب کسی اصل پر مبنی نہیں ہے مضطرب اور مختلف مسائل اور اعتقادات کا ایک مجموعہ ہے۔ اس مذہب والے ہمیشہ اطراف عراق، خراسان فارس اور شام میں ایک مقام سے دوسرے مقام پر نقل و حرکت کرتے رہتے تھے۔ اسی وجہ سے ان کے مسائل اور اعتقادات میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے ابتداً فرقہ اسمٰعیلیہ قرامطہ کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے، عراق میں باطنیہ کے نام سے پکارے جانے لگے پھر اسمٰعیلیہ کہلائے، چونکہ عہد خلافت مستنصر علوی میں اس کے بیٹے نزار نے بیعت نہ کرنے پر اسمٰعیلیہ کے ہوا خواہوں کو قتل کیا تھا اور حسن بن صباح بانی فرقہ باطنیہ نزار کی خدمت میں رہتا تھا۔ اسی وجہ سے اس کے گروہ والوں کو لوگوں نے نزاریہ کے نام سے بھی موسوم کیا تھا۔

فرقہ باطنیہ ذکرویہ کے قتل اور اس جماعت کے منتشر ہونے کے بعد اس مذہب والے تمام ممالک اسلامیہ میں پھیل گئے اور در پردہ خفیہ طور سے اپنے مذہب کی تعلیم و تلقین کرنے لگے۔ اسی مناسبت سے یہ لوگ "فرقہ باطنیہ" کے نام سے موسوم کئے گئے۔ پھر ان کی ایذا دہی اور تکلیف رسانی تمام ممالک اسلامیہ میں عام ہو گئی کیونکہ ان کا اعتقاد یہ تھا کہ غیر مذہب کا خواہ مسلم ہی کیوں نہ ہو قتل کرنا واجب ہے۔ پس اسی وجہ سے فرقہ باطنیہ کا ہر فرد، مشہور مشہور آدمیوں کو قتل کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا، اپنے اس شرمناک مقصد کے حاصل کرنے کے لئے مکانات کی دہلیز میں چھپ رہتا اور جب موقع مل جاتا تو اپنے ناپاک مقصد کو حاصل کر لیتا۔ رفتہ رفتہ ان کا یہ فتنہ و فساد زمانہ سلطان ملک شاہ میں جب کہ دیلم اور سلجوقیہ ممالک اسلامیہ پر حکمرانی کر رہے تھے بہت زیادہ بڑھ گیا تھا۔ خلفاء وقت ان کی گوشمالی اور سرکوبی سے مجبور ہو گئے تھے یہ لوگ ان کی آتش فساد کو بجھا نہ سکے، تھوڑے ہی دنوں میں یہ فرقہ تمام ممالک اسلامیہ میں پھیل گیا۔

قلعہ فارس پر باطنیوں کا قبضہ اسی زمانہ میں ایک گروہ باطنیہ کا ساوہ، اطراف ہمدان میں جمع ہوا اور نماز عید پڑھی، شحنہ ہمدان نے انہیں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا مگر چند ہی دن بعد رہا کر دیا۔ اس کے بعد اس فرقہ والے مضبوط مضبوط قلعات اور شہروں پر قابض

ہو گئے۔ سب سے پہلے جس قلعہ پر فرقہ باطنیہ قابض ہوا، وہ فارس کے قریب ایک قلعہ تھا جس کا والی اسی مذہب کا پابند و مقلد تھا چنانچہ اس فرقہ والے اس کے پاس جاکر پناہ گزین ہوئے، اور رفتہ رفتہ وہیں سب کے سب جمع ہو گئے۔ اہل قلعہ آنے جانے والوں کو دن دہاڑے لوٹنے لگے۔ نہایت قلیل مدت میں ان کا ضرر اس علاقہ میں عام طور سے پھیل گیا۔

احمد بن عطاش

پھر فرقہ باطنیہ نے قلعہ اصفہان کو دبا لیا اس قلعہ کا نام شاہ در تھا سلطان ملک شاہ نے اسے تعمیر کرایا تھا اور اپنی طرف سے ایک شخص کو اس کا والی مقرر کیا تھا۔ احمد بن عطاش نامی فرقہ باطنیہ کا ایک شخص، حاکم قلعہ کی خدمت میں جاکر رہنے لگا۔ احمد کا باپ فرقہ باطنیہ کا پیشوا تھا حسن بن صباح وغیرہ نے اس سے تعلیم پائی تھی اس وجہ سے اور اس کے ذی علم ہونے کے سبب سے فرقہ باطنیہ اس کی بے حد عزت کرتا تھا۔ اس فرقہ والوں نے بہت سا مال و زر جمع کر کے احمد کی خدمت میں پیش کیا اور نہایت تپاک سے اپنا پیشوا بنایا احمد ان لوگوں سے رخصت ہو کر والی قلعہ کے پاس گیا اور اپنی نمایاں خدمات کی وجہ سے والی قلعہ کی آنکھوں میں اس قدر عزیز و محترم ہو گیا کہ اس نے تمام امور کے سیاہ و سفید کرنے کا احمد کو اختیار دے دیا۔ پھر جب والی قلعہ مر گیا تو احمد بن عطاش قلعہ شاہ در کا والی ہو گیا۔ اس نے اپنے تمام ہم مذہبوں کو جو اس قلعہ کے مضافات میں مقید تھے رہا کر دیا۔ ان لوگوں کے رہا ہوتے ہی چاروں طرف سے امن و امان کا سایہ عاطفت اٹھ گیا، دن دہاڑے قافلے لٹنے لگے۔

حسن بن صباح

اس کے بعد فرقہ باطنیہ اطراف قزوین میں قلعہ موت پر قابض ہو گیا۔ اس علاقہ کو طالقان بھی کہتے تھے۔ ان ممالک پر جعفری کا پرچم حکومت اڑ رہا تھا، جعفری نے ایک علوی کو اپنی نیابت کا اعزاز دے رکھا تھا اور رے کا حاکم ابو مسلم تھا جو نظام الملک طوسی کا سسرالی رشتہ دار تھا حسن بن صباح جوڑ توڑ لگا کر ابو مسلم کے پاس آکر رہنے لگا چونکہ علوم نجوم و سحر میں حسن کو ید طولیٰ تھا اور غطاش والی قلعہ اصفہان کے نامی شاگردوں سے تھا اس وجہ سے اس نے ابو مسلم کے دل میں نہایت قلیل مدت میں اپنی جگہ کر لی، لیکن تھوڑے دن بعد ابو مسلم نے حسن پر یہ الزام لگایا کہ یہ مصریوں کے ایلچیوں سے جو اس وقت وہاں موجود تھے سازش کئے ہوئے ہے، حسن کو اس کی خبر ہو گئی، حسن بھاگ نکلا مختلف شہروں میں ہوتا ہوا مصر پہنچا۔ خلیفہ مستنصر علوی بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا، اور اسے ہدایت کی کہ لوگوں کو میری امامت کی تعلیم دو، حسن نے عرض کیا "آپ کے بعد میرا کون امام ہوگا" مستنصر نے جواب دیا "میرا بیٹا نزار" حسن مصر سے واپس ہو کر شام، جزیرہ، دیار بکر اور بلاد روم کی سیر کرتا ہوا قلعہ موت واقع خراسان پہنچا۔ علوی کے پاس مقیم ہوا، جسے جعفری نے اپنا نائب بنایا تھا۔ علوی نے بے حد عزت کی اور اس کے قیام کو باعث نزول برکت و رحمت الٰہی تصور کیا۔

نظام الملک طوسی کی شہادت

حسن ایک مدت تک قلعہ موت میں ٹھہرا ہوا قلعہ مذکور پر قبضہ کر لینے کی در پردہ تدبیریں کرتا رہا۔ جب تمام تدابیر کر چکا تو حسن نے علوی کو قلعہ موت سے نکال کر قبضہ کر لیا۔ نظام الملک کو اس کی خبر لگی فوراً ایک سپاہ، حسن کے محاصرے پر روانہ کی۔

محاصرہ نہایت سرگرمی اور مستعدی سے کیا گیا، لڑائیاں شروع ہوئیں اثناء جنگ میں حسن نے فرقہ باطنیہ کے ایک گروہ کو نظام الملک کے قتل کرنے پر مامور کر دیا چنانچہ اس گروہ نے نظام الملک کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ جو فوجیں محاصرے پر تھیں، نظام الملک کی شہادت کی وجہ سے واپس آ گئیں۔ پھر کیا تھا فرقہ باطنیہ کی بن آئی قلعہ طبس اور نیز قوہستان کے قلعات از دول وقاید پر جو اس کے قرب وجوار میں تھے قبضہ کر لیا۔

احمد بن غطاش کا قلعہ خالنجان پر قبضہ

قوہستان کا رئیس منور نامی ایک شخص تھا جو بنی سیجور امراء خراسان ملوک سامانیہ کی نسل سے تھا۔ گورنر قوہستان نے منور کو اپنے یہاں بلایا اور اس کی بہن کو جبراً لے لینے کا قصد کیا منور نے اسمٰعیلیہ کو اپنی امداد پر بلا بھیجا چنانچہ فرقہ اسمٰعیلیہ باطنیہ نے پہنچ کر قوہستان کے قلعات پر بھی اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اسی زمانے میں قلعہ خالنجان پر بھی فرقہ باطنیہ قابض ہو گیا تھا، یہ قلعہ اصفہان سے نو کوس کے فاصلہ پر تھا۔ پہلے یہ مؤید الملک بن نظام الملک کے قبضہ میں تھا۔ اس کے بعد جاولی سقاوہ کے قبضہ میں چلا گیا، جو ترکوں کا ایک نامور امیر تھا اور اس کی جانب سے کوئی ترکی امیر اس قلعہ کا حاکم ہوا۔ فرقہ باطنیہ کے چند اشخاص، حاکم قلعہ کی خدمت میں گئے اور مستعدی سے اس کی خدمت کرتے رہے۔ رفتہ رفتہ اس قدر رسوخ حاصل کر لیا کہ حاکم قلعہ کی ناک کے بال بن گئے" حاکم قلعہ نے قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں ان لوگوں نے احمد بن غطاش والئی قلعہ شاہ در کو لکھ بھیجا۔ احمد اپنی فوج کے ساتھ بہ حالتِ غفلت اس قلعہ پر آ پہنچا۔ حاکم قلعہ گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا، احمد بن غطاش نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اور جس قدر فوج وہاں تھی سب کو تہ تیغ کیا۔ اس قلعہ پر قبضہ کر لینے سے فرقہ باطنیہ کی قوت بڑھ گئی اہلِ اصفہان، ان سے دبنے لگے۔ حتیٰ کہ ان لوگوں نے اہلِ اصفہان پر خراج قائم کیا۔

ابو حمزہ اسکاف

فرقہ باطنیہ کے مقبوضہ قلعات سے اسویا، ندمیں الرحل، اور قلعہ آمد تھا جن پر فرقہ باطنیہ نے ملک شاہ سلجوقی کے بعد مکر و غداری سے قبضہ حاصل کیا تھا۔ قلعہ ازدہر بھی ان کے مقبوضات میں شمار کیا جاتا تھا اس قلعہ کو ابوالفتوح ہمشیرزادہ حسن بن صباح نے سر کیا تھا ان کے قلعوں میں سے کردکوہ، قلعہ ناظر، واقع خورستان اور قلعہ طنبور متصل ارجان تھا اس قلعہ کو ابو حمزہ اسکاف نے اہل ارجان کے قبضہ سے نکالا تھا۔ ابو حمزہ اسکاف کسی ضرورت سے مصر گیا ہوا تھا۔ وہیں اس نے مذہب کی تعلیم پائی اور اس فرقہ کا ایلچی ہو کر عوام الناس کی تلقین کے لئے واپس آیا۔

قلعہ ملاذخاں پر باطنیوں کا قبضہ

قلعہ ملاذخاں بھی انہیں کے قلعوں میں سے تھا جو فارس وخوزستان کے درمیان واقع تھا۔ رہزنوں اور مفسدوں نے تقریباً دو سو سال سے اس قلعہ کو اپنا مرکز بنا رکھا تھا اور آنے جانے والوں پر شب خون مارا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ عضد الدولہ بن بویہ نے اس قلعہ کو سر کیا اور جس قدر ڈاکو یہاں تھے ان سب کو تہ تیغ کیا، جب ملک شاہ نے اس پر قبضہ حاصل کیا تو امیر انز کو بطور جاگیر یہ قلعہ مرحمت فرمایا۔ امیر انز نے اپنی طرف سے ایک شخص کو اس قلعہ کا حاکم مقرر کیا۔ فرقہ باطنیہ نے جوار جان میں تھے حاکم قلعہ سے راہ و رسم پیدا کی۔ پہلے تو اس قلعہ کے فروخت کر ڈالنے کی تحریک کی، جب والئی قلعہ نے اس سے انکار کیا تو فرقہ باطنیہ نے مذہبی پیرایہ اختیار کیا، کہلا بھیجا کہ ہم ایک شخص کو تمھارے

پاس مناظرہ کرنے کو بھیجتے ہیں تا کہ تم پر ہمارے مذہب کی حقانیت ظاہر ہو۔ والیٔ قلعہ نے یہ درخواست منظور کر لی۔ فرقہ باطنیہ نے اپنے چند سپاہیوں کو روانہ کیا' ان لوگوں نے پہنچتے ہی والیٔ قلعہ کے خادم کو گرفتار کر لیا اس نے قلعہ کی کنجیاں ان کے حوالہ کر دیں ان لوگوں نے قلعہ میں گھس کر والیٔ قلعہ کو بھی پکڑ لیا۔ اس سے ان کی شوکت و قوت بڑھ گئی۔

باطنی فرقہ کے خلاف جہاد

فرقہ باطنیہ کے آئے دن فسادات سے لوگوں کے کان کھڑے ہوئے۔ چاروں طرف سے ان کے قتل پر آمادگی اور تیاری ظاہر ہونے لگی اور ان کے قتل کرنے کو ثواب اور ان سے جنگ کرنے کو جہاد سمجھ کر ہر سمت سے عامہ مسلمین ان پر ٹوٹ پڑے۔ اصفہان میں بھی عوام الناس نے انہیں خوب قتل کیا۔ فرقہ باطنیہ اصفہان میں اُن دنوں ظاہر ہوا تھا جب کہ سلطان برکیاروق نے اصفہان پر محاصرہ کیا تھا اور اصفہان میں اس کا بھائی محمد اور اس کی خاتون جلالیہ موجود تھی' رفتہ رفتہ یہ فرقہ اصفہان میں پھیل گیا اور اس کا مکروفریب اور ان کے متبعین کی فتنہ انگیز چالیں عام ہو گئیں۔ اصفہان کے عام باشندوں نے ان پر یورش کی اور ان کو قتل کرنے لگے۔ بڑی بڑی خندقیں کھود کر ان میں آگ روشن کی۔ جہاں پر فرقہ باطنیہ میں سے کسی کو پاتے تھے پکڑ لاتے اور اسی خندق میں انہیں ڈال دیتے تھے جاولی سقاوہ والیٔ فارس نے ان پر جہاد کرنے کی غرض سے کمرِ ہمت باندھی' فوجیں آراستہ کر کے ہمدان کی طرف بڑھا ایک مدت تک فرقہ باطنیہ پر جہاد کرتا رہا اس کے بعد فرقہ باطنیہ نے امراء سلجوقیہ کو براہ مکروفریب قتل کرنے کی غرض سے ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ چنانچہ اس فرقہ نے ہمدان پہنچ کر یہ وطیرہ اختیار کیا کہ اس گروہ میں سے کوئی شخص امراء سلجوقیہ میں سے کسی امیر کے قتل کرنے کے لئے لباس تبدیل کر کے اور موقع پا کر اسے قتل کر کے اپنے آپ بھی خودکشی کر لیتا۔ حقیقت امر یہ ہے کہ سلطان برکیاروق نے اس فرقہ کو ایسے افعال کے ارتکاب پر آمادہ کیا تھا اور اپنے بھائی کے مقابلے میں اس فرقہ سے اعانت طلب کی تھی۔ یہ فرقہ یہ چال چلنے لگا' ان میں سے کوئی شخص کسی امیر کی خدمت میں جا کر ملازمت اختیار کرتا اور جب اسے موقع مل جاتا تو یہ امیر پر وار کر دیتا۔ اکثر یہ ہوتا تھا کہ وہ امیر مر جاتا اور اس جرم کی پاداش میں وہ باطنی بھی مار ڈالا جاتا تھا غرض اس طریقہ سے امراء سلجوقیہ کے ایک گروہ کو اس فرقہ نے زیر خاک پہنچا دیا۔

سلطان برکیاروق اور باطنی فرقہ

جب سلطان برکیاروق کو اپنے بھائی محمد کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی تو اس وقت یہ فرقہ اس کے تمام لشکر میں ملا ہوا تھا اس گروہ نے آہستہ آہستہ گروہ بندی کر لی تھی' امراء لشکر کو ان سے خطرہ پیدا ہوا' وقتاً فوقتاً ان لوگوں نے امراء لشکر کو قتل کرنے کی دھمکیاں دیں' امراء لشکر ہر وقت مسلح رہنے لگے اور اس امر کی شکایت سلطان برکیاروق سے کی اور نیز یہ جڑ دیا کہ فرقہ باطنیہ سے اور آپ کے بھائی کی فوج سے مراسم اتحاد ہیں۔ سلطان برکیاروق یہ سُن کر آگ بگولا ہو گیا۔ عام طور سے ان لوگوں کے قتل کی اجازت دیدی خود بھی مسلح ہو کر سوار ہوا اس کی فوج بھی مرتب ہو کر اس کے ہمراہ ہوئی فرقہ باطنیہ پر زمین وسعت و فراخی کے باوجود تنگ ہو گئی۔ جس طرف جاتے تھے قتل کئے جاتے تھے۔ امیر محمد جو علاء الدولہ بن کاکویہ کی نسل سے تھا وہ اس مذہب کا ایک ممبر تھا بخوف

جان بھاگا، مگر اس جان باختہ کو اجل نے نہ چھوڑا۔ بغداد میں ابوابراہیم استرآبادی سلطان کی سفارت میں گیا ہوا تھا۔ سلطان برکیا روق نے لکھ بھیجا وہیں گرفتار کر کے مار ڈالا گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ فرقہ باطنیہ پر چاروں طرف سے قتل کی بوچھاڑ پڑ رہی تھی۔ جس طرف آنکھیں اٹھتی تھیں فرقہ باطنیہ ہی کے مقتول نظر آتے تھے، ہر شخص ان کے قتل و خوں ریزی پر تلا ہوا تھا۔ یہ واقعات ۴۸۶ھ کے ہیں۔

قلعہ شاہ ور کا محاصرہ

جب سلطان برکیا روق کے بعد سلطان محمد کا دور حکومت آیا اور اس کی حکومت و سلطنت کو پورے طور سے استحکام حاصل ہو گیا تو سلطان محمد نے قلعہ شاہ ور پر جس کا والی احمد بن غطاش تھا فوج کشی کی، یہ قلعہ اصفہان کے قریب تھا اور فرقہ باطنیہ کا گویا یہی قلعہ دارالسلطنت تھا، ماہ رجب اوائل چھٹی صدی میں اس قلعہ کا محاصرہ کیا گیا۔ اس قلعہ کو چاروں طرف سے سر بہ فلک پہاڑیاں چھ کوس تک گھیرے ہوئے تھیں۔ سلطان محمد نے اپنے امراء لشکر کو باری باری جنگ کرنے پر مامور کیا اور نہایت حزم و احتیاط اور بکمال مستعدی سے اس قلعہ پر مدت دراز تک حملہ کرتا رہا یہاں تک کہ فرقہ باطنیہ شدت جنگ اور طول محاصرہ سے گھبرا گیا۔ فقہاء اہل سنت و جماعت سے استفسار کیا جس کا مضمون یہ تھا " سادات فقہاء، وائمہ دین اس گروہ کی بابت کیا فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر اور اس کی کتابوں اور رسولوں پر ایمان رکھتا ہے اور ما جاء بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق جانتا ہے اور اس کی تصدیق کرتا ہے۔ لیکن محض امامت میں اختلاف کرتا ہے، کیا سلطان وقت کو اس کی موافقت اور رعایت جائز ہے اور ان کی اطاعت قبول کرنا روا ہے اور ہر اذیت سے انہیں بچانا مناسب ہے یا نہیں؟ اکثر فقہاء نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا بعض نے توقف اختیار کیا، بحث و مناظرہ کے لئے علماء و فقہاء جمع ہوئے سمنجانی جو شافعیہ کے نامی و سربرآوردہ عالم تھے اس گروہ کے قتل کے وجوب کے قائل ہوئے اور صاف صاف لکھ دیا کہ اس فرقہ کا محض اقرار باللسان اور تلفظ بالشہادتین کافی نہ ہوگا جب تک وہ احکام شرع کی مخالفت سے باز نہ آئیں اس وجہ سے اجماعاً ان کی خونریزی مباح ہے۔ بہت دیر تک مناظرہ ہوتا رہا مگر کوئی امر طے نہ ہوا تب علماء اہل سنت و جماعت نے مناظرہ کرنے کی غرض سے فرقہ باطنیہ کے علماء کو طلب کیا اور رؤسار اصفہان کو بھی اس جلسہ میں بلایا۔ مگر فرقہ باطنیہ نے حیلہ حوالہ کر کے ٹال دیا اور یہ سفارت ناکام واپس ہو گئی۔

احمد بن غطاش کا انجام

سلطان محمد جھلا کر محاصرہ میں شدت کرنے لگا بالآخر فرقہ باطنیہ امان کا خواستگار ہوا اور یہ درخواست کی کہ اس قلعہ کے عوض ہمیں قلعہ خالنجان مرحمت ہو جو اصفہان سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے اور اس قلعہ سے نکل کر قلعہ خالنجان میں جانے کے لئے ایک ہفتہ کی مہلت دی جائے۔ سلطان محمد نے اس درخواست کو منظور کر لیا فرقہ باطنیہ مال و اسباب فراہم کرنے میں مصروف ہوا ہنوز مدت مقررہ تمام نہ ہوئی تھی کہ فرقہ باطنیہ میں سے چند لوگوں نے سلطان محمد کے ایک امیر پر حملہ کر دیا۔ اتفاق یہ کہ یہ امیر ان کے حملہ سے بچ گیا سلطان محمد کو اس کی خبر لگی تو اس نے پھر محاصرہ کر لیا۔ فرقہ باطنیہ نے پریشان ہو کر امان طلب کی اور قلعہ ناظر و طبس چلے جانے کی اجازت چاہی اس طرح سے کہ سلطان محمد اپنی فوج کے چند دستوں کو ہمارے ایک حصہء فوج کو قلعہ ناظر میں پہنچانے پر

مامور فرمائے اور باقی ماندگان کو قلعہ کے ایک گوشہ میں نظر بند و محبوس رکھے، جب یہ حصہ قلعہ طبس میں پہنچ جائے تو دوسرے حصہ کو جو قلعہ میں محبوس ہے حسن بن صباح کے پاس قلعہ موت میں بھیج دے۔ سلطان محمد نے ان کی یہ درخواست بھی منظور فرمائی۔ چنانچہ پہلا حصہ فرقہ باطنیہ کا سلطانی فوج کے ہمراہ قلعہ ناظر و طبس کو روانہ ہوا سلطان نے قلعہ کے ویران کرنے کا حکم دیا جس کی تعمیل نہایت مستعدی سے شاہی فوج کرنے لگی۔ احمد بن غطاش قلعہ کے ایک برج میں چھپ رہا۔ سپاہیوں نے اس پر حملہ کیا اور بعض سپاہی دوڑ کر سلطان کے پاس آئے اور اس مکان محفوظ کا جہاں کہ احمد بن غطاش روپوش ہو گیا تھا پتہ بتایا سلطان نے اشارہ کر دیا ایک امیر چند سپاہیوں کو لے کر اس برج پر چڑھ گیا اور جس قدر فرقہ باطنیہ کے لوگ وہاں پائے گئے سب کو قتل کر ڈالا۔ ان مقتولوں کی تعداد اسّی بیان کی جاتی ہے۔ احمد بن غطاش زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ کھال کھینچ کر بھوسہ بھرا گیا۔ اس کے ساتھ اس کا لڑکا بھی مارا گیا دونوں کے سر اتار کر بغداد بھیجے گئے اس کی بیوی نے یہ عنوان دیکھ کر اپنے کو ایک بلند مقام سے نیچے گرا دیا اور ہلاک ہو گئی۔

شام کے اسمٰعیلی جس وقت ابو ابراہیم استر آبادی بغداد میں حسب تحریر سلطان برکیاروق قتل کر دیا گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اس کا برادر زادہ بہرام دار الخلافت بغداد سے شام کی طرف بھاگ گیا اور وہیں در پردہ اپنے مذہب کی تعلیم و تلقین کرتا رہا۔ رفتہ رفتہ اہل شام کے ایک گروہ نے اس مذہب کو قبول کر لیا۔ زیادہ تر لوگوں کو اس مذہب کی طرف میلان اس وجہ سے ہوا کہ فرقہ باطنیہ اسمٰعیلیہ مکرو فریب سے قتل کرنے میں خوب مشہور ہو چکا تھا۔

بہرام کا قلعہ بانیاس پر قبضہ ابو الغازی بن ارتق والی حلب اپنے دشمنوں کے معاملہ میں کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے بسا اوقات فرقہ باطنیہ سے رسم اتحاد رکھتا تھا۔ اسی نے علی بن طغتگین اتابک والئ دمشق کو بھی اس فرقہ سے مراسم اتحاد قائم کرنے کی ہدایت کی تھی چنانچہ علی نے اس رائے کو قبول کر لیا اور بہرام اس کے پاس چلا گیا، اسی زمانے سے اس کی شہرت ہو چلی، علانیہ اپنے مذہب کی دعوت دینا شروع کر دی، ابو علی طاہر بن سعد مزوعانی وزیر، مصلحت وقت کی وجہ سے بہرام کی اعانت کرنے لگا۔ تھوڑے ہی دن میں بہرام کی حکومت میں استقلال و استحکام کی کیفیت پیدا ہو گئی اور اس کے مقلدوں کی جماعت بڑھ گئی۔ اس کے باوجود دمشق کے عوام الناس کی مخالفت سے بہرام کو خطرہ تھا علی، والئ دمشق اور اس کے وزیر ابو علی سے درخواست کی کہ ہم لوگوں کے رہنے اور بوقت ضرورت وہاں پناہ گزیں ہونے کے لئے ایک قلعہ عنایت کیا جائے علی نے ۵۲۰ھ میں قلعہ بانیاس دے دیا۔ بہرام نے دمشق میں اپنا ایک نائب مذہبی تعلیم اور تلقین کی غرض سے چھوڑ کر قلعہ بانیاس کا راستہ لیا۔ قلعہ بانیاس میں بہرام کے متمکن ہونے سے اس کے مذہب نے بہت بڑی ترقی کی تمام اطراف و جوانب میں یہ مذہب پھیل گیا اور متعدد قلعوں پر جو کہ اس طرف کے پہاڑوں میں واقع تھے قابض ہو گیا۔ انہی میں قلعہ قدموس وغیرہ بھی تھے۔

بہرام کا قتل وادی ہم، صوبہ بعلبک میں بہت بڑا گروہ مجوس، نصرانی اور دروزیہ کا رہتا تھا۔ ضحاک نامی

ایک امیر ان سب کا سردار تھا ۵۲۳ھ میں بہرام نے ان پر فوج کشی کی اور قلعہ بانیاس پر اپنی طرف سے اسمٰعیل کو بطور نائب کے مقرر کیا، ضحاک نے ایک ہزار کی جمعیت سے بہرام کا مقابلہ کیا، گھمسان کی لڑائی ہوئی ضحاک نے بہرام کو شکست دے کر اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا، بہرام کے سیکڑوں ہمراہی مارے گئے اور خود بھی اثنائے دار وگیر میں مارا گیا۔ بقیہ بحال پریشان قلعہ بانیاس پہنچے اسمٰعیل نے ان سب کی اشک شوئی کی اور ان پر حکومت کرنے لگا۔

ابو علی وزیر اور اسمٰعیل

اسمٰعیل نے اپنے مذہب والوں کے منتشر شیرازہ کو یک جا کیا اور اپنے ایلچیوں کو اشاعت و تعلیم مذہب کی غرض سے دور و دراز ملکوں میں بھیجا۔ ابو علی وزیر نے اس معاملہ میں اس کا ہاتھ بٹایا اور اس گروہ کی مالی و فوجی امداد کی، دمشق میں بہرام کا خلیفہ ابوالوفاء تعلیم و تلقین کر رہا تھا۔ ان وجوہات و اسباب سے ادھر فرقہ باطنیہ کی قوت و شوکت بڑھ گئی ہوئی قوت پھر عود کر آئی مقلدوں کی تعداد میں معقول اضافہ ہو گیا اُدھر تاج الملوک بن طغتگین والئ دمشق کے قوائے حکمرانی مضمحل ہو چلے تب ابو علی وزیر نے عیسائیوں کو یہ پیام دیا کہ ہم تمھیں دمشق پر اس شرط سے قبضہ دیدیں گے کہ تم ہمیں صور پر قابض کر دو عیسائیوں نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور اس امر کی تکمیل کے لئے ایک خاص دن مقرر کیا اس کے بعد ابو علی وزیر نے اسمٰعیلیہ سے سازش کر لی اور انھیں عیسائیوں کے مقابلے پر آمادہ و تیار کر دیا۔ کسی ذریعہ سے اسمٰعیل کو اس کی خبر لگ گئی اس خوف سے کہ مبادا عوام الناس ہماری مخالفت پر کمربستہ نہ ہو جائیں قلعہ بانیاس، عیسائیوں کے سپرد کر کے انھی کے یہاں چلا گیا۔ اور وہیں ۵۲۴ھ میں مر گیا۔

قلعہ مصیات کا محاصرہ

اس اطراف میں فرقہ باطنیہ اسمٰعیلیہ کے بہت سے قلعے تھے جو ایک دوسرے سے متصل تھے۔ سب سے بڑا قلعہ مصیات تھا جس وقت سلطان صلاح الدین نے ۵۷۲ھ میں ملک شام پر قبضہ حاصل کیا اس وقت اس قلعہ پر بھی محاصرہ ڈالا اور نہایت سختی سے جنگ شروع کی۔ سنان سردار فرقہ اسمٰعیلیہ نے صلاح الدین کے ماموں شہاب الدین حارمی کو حماۃ میں لکھا کہ صلاح الدین سے مصالحت کرا دو اور مصالحت نہ کرنے کی صورت میں قتل کرا ڈالنے کی دھمکی دی۔ شہاب الدین حماۃ سے صلاح الدین کے پاس گیا اور اُن کی طرف سے صلاح الدین کے خیالات کی اصلاح کر دی صلاح الدین نے محاصرہ اُٹھا لیا۔

عراق کے اسمٰعیلی

اسمٰعیلیہ کے قلعے جو عراق میں تھے جس زمانے سے احمد بن عطاش اور حسن بن صباح نے ان پر بحکمت عملی قبضہ حاصل کیا تھا اسی زمانہ سے یہ گمراہیوں اور خباثتوں کے اڈے بنے ہوئے تھے حسن بن صباح کے۔ بہت سے مقالات مذہبی ہیں جو از سرتاپا خیالات رافضہ میں ڈوبے ہوئے، حد اعتدال سے بڑھتے ہوئے، اور حد کفر تک پہنچے ہوئے ہیں روافض ان کو مقالات جدیدہ سے موسوم کرتے ہیں اور ان روافض کے علاوہ جو جادۂ اعتدال سے بڑھے ہوئے اور تعصب میں ڈوبے ہوئے ہیں اور کوئی ان مقالات کو اپنا مذہب و دین نہیں قرار دیتا۔ ان مقالات کو شہرستانی نے کتاب الملل والنحل میں ذکر کیا ہے۔ اگر آپ اس سے واقفیت پیدا کرنا چاہتے ہیں تو کتاب مذکور کا مطالعہ کیجیے۔

جلال الدین اور فرقہ باطنیہ چونکہ اس فرقہ کی مضرت اور خونریزیاں مشہور ہوگئی تھیں اس وجہ سے ملوک اسلام چاروں طرف سے ان پر بہ نیت جہاد فوج کشی کرنے لگے اس اثناء میں ملوک سلجوقیہ کے نظام حکومت میں خلل پیدا ہوگیا اور اتیغمش نے رے اور ہمدان کو دبالیا۔ اس نے ۶۰۳ھ میں فرقہ باطنیہ کے اُن قلعوں پر جو قزوین کے قرب وجوار میں تھے فوج کشی کی اور نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے محاصرہ کیا۔ چنانچہ ان میں سے پانچ قلعوں کو بزورِ تیغ فتح کر کے قلعہ موت کا قصد کیا۔ مگر اتفاق سے چند موانع ایسے پیش آئے کہ جن کی وجہ سے قلعہ مذکور اتیغمش کے حملوں سے بچا رہا۔ اس کے بعد جلال الدین منکبرتی بن علاء الدین خوارزم شاہ نے جس وقت ہندوستان سے واپس آرہا تھا اور بلاد آذربائیجان اور آرمینیہ پر قبضہ حاصل کیا تھا فرقہ اسمٰعیلیہ باطنیہ پر فوج کشی کی اور جیسا کہ اس فرقہ والوں نے امراء اسلام کو قتل کیا تھا اسی طرح اس نے اس فرقہ کے سرداروں کو تہ تیغ اور ان کے آباد شہروں اور قلعوں کو تاخت وتاراج کیا قلعہ موت کے قرب وجوار اور تمام وہ قلعے جو خراسان میں تھے جلال الدین کے حملوں سے ویران اور خراب ہوگئے۔ اس فرقہ نے جس وقت سے تاتاریوں نے خروج کیا تھا بلاد اسلامیہ کی طرف پاؤں بڑھانے شروع کردیئے تھے۔ پردۂ غیب سے جلال الدین ان کی سرکوبی کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور ۶۲۴ھ میں ان پر فوج کشی کردی جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔

فرقہ باطنیہ کا زوال اس واقعہ سے فرقہ باطنیہ کی کما حقہٗ گوشمالی ہوگئی اور ان کی بیماری کا معقول علاج کردیا گیا۔ اس کے بعد جب تاتاریوں کے قبضہ اقتدار میں عنان حکومت آگئی تو ہلاکو نے ۶۵۰ھ میں بغداد سے ان کے قلعوں پر چڑھائی کی اس کے بعد ظاہر نے اُن قلعوں پر حملہ کیا جو شام میں تھے۔ اکثر قلعے ان حملوں کی نذر ہوگئے باقی ماندگان نے اطاعت قبول کرلی۔ قلعہ مصیات وغیرہ حکومت کے مطیع ہوگئے اور ان کا زمانہ حکومت اس طرح ختم ہوگیا کہ گویا صفحۂ ہستی پر اس کا وجود بھی نہ تھا۔ خال خال جو باقی رہ گئے ان کے ذریعہ سے ملوک باطنیہ اپنے دشمنوں کو دھوکہ فریب دے کر قتل کراتے تھے۔ یہ لوگ اپنے کو فدائیہ کے لقب سے ملقب کرتے تھے۔ یعنی اپنے نفس کو موت کے بدلے میں دے کر اپنا مقصد حاصل کرتے تھے۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

باب ۱۸

امارت یمامہ

بنی اخیضر حسنی کے حکمراں

اسمٰعیل سفاک کا خروج

جس وقت موسٰی جون بن عبداللہ بن حسن سبط کے دونوں بھائی محمد و ابراہیم روپوش ہو گئے۔ اس وقت خلیفہ ابو جعفر منصور نے ان دونوں کے حاضر کرنے پر موسٰی جون کو مجبور کیا چنانچہ موسٰی جون نے ان کے حاضر کر دینے کی ذمہ داری لی اور خود بھی روپوش ہو گیا مگر اتفاق سے خلیفہ منصور نے پتہ لگا کر موسٰی جون کو گرفتار کر لیا اور ایک ہزار دُرّے لگوائے، پھر جب اس کا بھائی محمد المہدی مدینہ میں قتل کیا گیا تو بخوف جان، موسٰی جون روپوش چھپ رہا۔ حتیٰ کہ جاں بحق ہو گیا۔ اسی کی نسل سے اسمٰعیل اور اس کا بھائی محمد اخیضر پسران یوسف بن ابراہیم بن موسٰی تھے۔ سنہ ۲۵۱ھ میں اسمٰعیل مذکور موسوم بہ سفاک نے سرزمین حجاز میں بغاوت کی۔ مکہ کی طرف بڑھا، جعفر والیٔ مکہ سباسات بھاگ گیا اسمٰعیل نے اس کے اور شاہی امراء کے مکانات کو لوٹ لیا اہلِ مکہ اور شاہی لشکر کی کثیر جماعت کو تہ تیغ کیا۔ کعبہ اور اس کے خزانہ میں سے جس قدر مال اٹھا کر لے جا سکتا تھا لے گیا۔ خانہ کعبہ کا غلاف اُتار لیا دو لاکھ دینار اہلِ مکہ کے لوٹ لئے۔ مکانات میں آگ لگا دی۔ پچاس دن تک ٹھہرا رہا۔

مدینہ کا محاصرہ

اس کے بعد مدینہ منورہ کی جانب کوچ کیا۔ والیٔ مدینہ یہ خبر پا کر روپوش ہو گیا، اسمٰعیل نے پہنچتے ہی مدینہ منورہ پر محاصرہ کر لیا۔ حتیٰ کہ اہل مدینہ رسد و غلّہ کے بند ہو جانے سے بھوکوں مر گئے۔ مسجد نبوی میں کئی روز تک نماز بھی نہ پڑھی گئی۔ دارالخلافت میں اس کی خبر لگی تو شاہی لشکر تیار ہو کر مدافعت کی غرض سے آ پہنچا۔ اسمٰعیل محاصرہ اٹھا کر مکہ معظمہ لوٹ آیا، مکہ معظمہ کا دوبارہ محاصرہ کر لیا۔ دو مہینے تک محاصرہ کئے رہا پھر جدّے کا رخ کیا۔ سوداگروں کے مال لوٹ لئے، کشتیوں میں جس قدر تجارتی اسباب لدا تھا سب کا سب لوٹ کر مکہ معظمہ کی جانب واپس ہوا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے محمد بن عیسٰی بن منصور اور عیسٰی بن محمد مخزومی مکہ معظمہ پہنچ گئے تھے۔ خلافت مآب نے ان لوگوں کو دربار خلافت سے اسمٰعیل سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ مقام عرفات میں جا کر پناہ لی۔ موقف میں سوائے اسمٰعیل اور اس کے ہمراہیوں کے اور کوئی متنفس نہ تھا۔ چنانچہ اسمٰعیل نے اپنے نام کا خطبہ پڑھا

پھر لوٹ کر جدہ آیا اور دوبارہ اسے تاخت و تاراج کیا۔ بالآخر اپنے خروج کے ایک سال بعد بعارضہ چیچک آخر ۲۵۲ھ میں زمانہ جنگ مستعین و معتز میں مر گیا۔

بنی اخیضر کا یمامہ پر تسلط

اسمٰعیل سرزمین حجاز میں عرصہ بیس سال سے دوڑ دھوپ کر رہا تھا۔ بوقت وفات اس نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ اس کی جگہ اس کا بھائی محمد اخیضر متمکن ہوا۔ یہ اس سے بیس برس بڑا تھا اس نے یمامہ کی طرف حملہ کیا اور بزور تیغ اس پر قابض ہو گیا۔ قلعہ خضر کو بھی لے لیا۔ اس کے چار لڑکے تھے محمد، ابراہیم، عبداللہ اور یوسف، محمد اخیضر کی وفات کے بعد اس کا بیٹا یوسف حکومت کرنے لگا اور اپنے بیٹے اسمٰعیل کو حکومت و ریاست میں شریک کر لیا۔ پھر جب یوسف مر گیا تو اسمٰعیل تنہا حکومت کا مالک ہوا۔ اس کے تین بھائی اور تھے حسن، صالح اور محمد (پسران یوسف) اس کے بعد اس کا بھائی حسن، بعدہ اس کا بیٹا احمد بن حسن یکے بعد دیگرے حکمراں ہوئے اور اس وقت سے برابر یمامہ کی حکومت انہی کے خاندان میں رہی۔ حتیٰ کہ ان پر قرامطہ غالب آ گئے۔ اور ان کی حکومت و سلطنت جاتی رہی والبقاء للہ وحدہٗ۔

ملک مغرب بلاد سوڈان کے شہر غانہ میں، جہاں پر بحر محیط ہے۔ بنی صالح کی حکومت تھی۔ مولف کتاب زجار نے جغرافیہ میں بنی صالح کا ذکر تحریر کیا ہے۔ مگر ہمیں صالح کے نسب سے ایسی واقفیت نہیں جس پر ہمیں اعتماد ہو۔ بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ صالح، عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ ملقب بہ ابوالکرام بن موسیٰ جون کا بیٹا تھا۔ مامون کے زمانۂ خلافت میں خراسان میں اس نے خروج کیا تھا گر اراکین خلافت کی حسن تدبیر سے پہلے صالح اس کے بعد اس کا بیٹا محمد گرفتار کر لیا گیا تھا۔ باقی ماندہ اس کی اولاد مغرب کی طرف چلی گئی اور شہر غانہ میں اپنی حکومت و ریاست کی بنا رکھی۔ ابن حزم نے صالح کو اس نسب سے موسیٰ جون کے اخلاف میں ذکر نہیں کیا۔ شاید یہ وہی صالح ہو جسے ہم نے ابھی یوسف بن محمد اخیضر کی اولاد میں ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

امارت مکہ و یمن

بنی سلیمان کے حکمراں

سلیمان بن داؤد بن حسن

مکہ معظمہ ہماری تعریف و توصیف سے زیادہ مشہور و معروف ہے۔ دوسری صدی کے بعد اس کے اصلی باشندے قریش، علویوں کے پے در پے فتنے و فسادات سے جو آئے دن سرزمین حجاز میں ان کی بدولت واقع ہوتے تھے زاویہ گمنامی میں روپوش ہو گئے، اور یہ سرزمین مبارک ان کے نام و نشان سے خالی ہو گئی۔ سوائے ان چند لوگوں کے جو بنی حسن کے متبعین میں داخل تھے اور اس متبرک شہر کا حاکم ہمیشہ دربار خلافت بغداد سے مقرر ہو کر آیا کرتا تھا اور یہاں پر برابر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا حتیٰ کہ عہد حکومت مستعین اور معتز میں اور ان کے بعد بھی آتش فساد مشتعل ہوئی، جس سے اس شہر میں ایک نئی حکومت سلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط کی

اولاد کی قائم ہو گئی۔

محمد بن سلیمان کا خروج دوسری صدی کے آخر میں اس خاندان کا بزرگ و رقابل فخر نمبر محمد بن سلیمان نامی ایک شخص تھا۔ یہ سلیمان، سلیمان ابن داؤد نہیں ہے کیونکہ اس کے بارے میں ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ مدینہ منورہ میں زمانہ خلافت مامون میں دعوی دار حکومت و ریاست ہوا تھا اور ان دونوں زمانوں میں تقریباً ایک سو بیس کا فرق ہے۔ غرض ۳۰۱ھ عہد خلافت مقتدر میں محمد بن سلیمان نے خلافت عباسیہ کی اطاعت سے انحراف کیا اور موسم حج میں یہ خطبہ دیا:

"الحمد لله الذی اعاد الحق الی نظامه وابز زهر الایمان من اکامه وکمل دعوة"
"خیر الرسل باسباطه لا بنی اعمامه صلی الله علیه وعلی آله الطاهرین وکیف"
"عنا برکته اسباب المعتدین وجعلها کلمة باقیة فی عقبه الی یوم الدین"[1]

خطبہ کے بعد یہ اشعار پڑھے:

لاطلبن بسیفی ما کان للحق دینا	ہم بزور تیغ، راہ حق طلب کریں گے
واسطون بقوم بغوا وجاروا علینا	اور جس قوم نے ہم سے عداوت و مخالفت کی اُسے اپنی سطوت دکھائیں گے
یعدون کل بلاد من العراق علینا	یہی لوگ عراق کے شہروں کو ہماری مخالفت پر اٹھائے تھے

یہ اپنے کو زیدی کے لقب سے بہ لحاظ اپنے مذہب کے کہ وہ مذہب امامیہ کا ایک شعبہ ہے ملقب کرتا تھا۔

ابو طاہر قرمطی کا حجاج پر ظلم و ستم اس وقت تک عراق کے قافلے مکہ معظمہ برابر آیا کرتے تھے۔ ابو طاہر قرمطی عبید اللہ مہدی والیٔ افریقہ کا تبع تھا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا کرتا تھا، اس نے ۳۱۲ھ میں حجاج کے قافلوں سے چھیڑ چھاڑ کی، ابو الہیجاء بن حمدان والد سیف الدولہ کو مع ایک گروہ کے قید کر لیا۔ حاجیوں کو تہ تیغ کر کے عورتوں اور بچوں کو چٹیل میدان میں چھوڑ دیا۔ جو بغیر مارے مر گئے۔ قرامطہ کی اس حرکت سے حاجیوں کی آمد عراق سے بند ہو گئی، خلیفہ مقتدر نے ۳۱۷ھ میں اپنے خدام میں سے منصور دیلمی کو قرامطہ کی سرکوبی پر مامور کیا۔ چنانچہ یوم الترویہ، مکہ میں ابو طاہر قرمطی سے منصور دیلمی نے مڈبھیڑ کی مگر شکست اٹھا کر بھاگ گیا۔ ابو طاہر نے حاجیوں کے مال و اسباب کو لوٹ لیا، کعبہ و حرم میں بھی انھیں قتل کیا۔ چاہ زمزم مقتولوں کی نعش سے پُر ہو گیا۔ غریب حجاج چلا رہے تھے "کیف یقتل جیران الله" (اللہ کے ہمسایہ کیوں قتل کیے جاتے ہیں)، ابو طاہر قرمطی جواب دے رہا تھا۔ لیس بجار من خالف اوامر الله ونواهیه (جو شخص اللہ کے اوامر اور ممنوعات

---

[1] ترجمہ (تمام ستائش اللہ کے لیے ہے جس نے حق کو اس کے نظام پر لوٹایا اور شگوفہ ایمان کو اس کی آستینوں سے ظاہر کیا اور دعوت خیر الرسل کو اس کے اسباط سے کامل کیا جو کہ اس کے بنی اعمام بھی ہیں رحمت اللہ کی ان پر ہو اور ان کے آل پاک پر۔ اور ان کی برکت سے دشمنوں کی عداوت ہم سے روک دی گئی اور اس کو ان کے آئندہ نسلوں میں کلمہ باقیہ روز قیامت تک کے لیے بنایا۔

کی مخالفت کرتا ہو وہ اللہ کا ہمسایہ نہیں ہے) اور آیہ کریمہ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَیَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَاَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ ؕ ذٰلِکَ لَہُمۡ خِزۡیٌ فِی الدُّنۡیَا وَلَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ۙ اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَقۡدِرُوۡا عَلَیۡہِمۡ ۚ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ[1]

خانہ کعبہ کی بے حرمتی

ابو طاہر قرمطی اس قتل و خونریزی عام سے فارغ ہو کر حجر اسود کو اکھاڑ کر اپنے ساتھ اٹھا کر لے گیا۔ خانہ کعبہ کا دروازہ کھود کر پھینک دیا۔ ایک شخص میزاب کے اکھاڑنے کو خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھا، گرا اور اسی وقت مر گیا۔ ابو طاہر نے کہا "جانے دو یہ ابھی محفوظ رہے گا۔ حتیٰ کہ اس کا مالک یعنی مہدی آئے"۔

عبید اللہ المہدی کا خط

عبید اللہ مہدی کو ان واقعات کی خبر لگی تو اس نے تہدید کا خط لکھا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

مجھے تیرے خط کے دیکھنے سے تعجب پیدا ہوا کہ تو نے ایسی ناشائستہ حرکات کا ارتکاب کیوں کیا اور کیوں تجھے ایسے افعال شنیعہ کے کرنے پر جرأت ہوئی تو نے اس مکان کی بے توقیری کی جہاں کہ زمانۂ جاہلیت میں خونریزی اور اس کے اہل کی اہانت حرام و ممنوع سمجھی جاتی تھی۔ تو نے بہت بڑی زیادتی یہ کی کہ حجر اسود کو کھود لایا جو اللہ تعالیٰ کا یمین سمجھا جاتا تھا اور جس سے اللہ تعالیٰ کے بندے مصافحہ کرتے تھے تجھے اس ناشائستہ اور قبیح حرکت پر یہ خیال پیدا ہوا کہ میں تیرا شکر گزار ہوں گا۔ اللہ کی تجھ پر اور تیرے اس فعل شنیع پر لعنت، سلام اس پر جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں اور جس نے آج کے دن وہ کام کیا جس کا حساب کل اللہ تعالیٰ کو دے سکے گا۔

ابو طاہر کو ابو علی یحییٰ کا مشورہ

اس خط کے پہنچنے سے قرامطہ، عبیدیوں کی حکومت سے منحرف ہو گئے۔ اس کے بعد ۳۲۰ھ میں خلیفہ مقتدر، مونس کی سازش سے قتل کیا گیا۔ اس کی جگہ اس کے بھائی قاہر نے تخت حکومت پر قدم رکھا اس سال جدید خلیفہ کا امیر حج کرنے کے لئے مکہ معظمہ آیا مگر آئندہ سال سے حجاج کی آمد عراق سے پھر بند اور منقطع ہو گئی حتیٰ کہ ابو علی یحییٰ فاطمی نے ۳۲۷ھ میں عراق سے ابو طاہر قرمطی کو تحریر کیا کہ حاجیوں کو حج و زیارت سے مانع نہ ہو، زیادہ سے زیادہ ان لوگوں سے کچھ بطور ٹیکس لے لیا کرو۔ ابو طاہر چونکہ ابو علی کی دین داری کی وجہ سے زیادہ عزت کرتا تھا اس وجہ سے اس تحریر کے بموجب حاجیوں سے ٹیکس لینے لگا اور حج کرنے کی اجازت دیدی یہ ایک

---

[1] ترجمہ۔ یہی سزا ہے ان کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور ملک میں فساد کرتے اور پھیلاتے ہیں کہ ان کو قتل کیجئے یا سولی چڑھایئے یا کاٹئے ان کے ہاتھ پاؤں مقابل کا یا جلا وطن کر دیجئے۔ یہ ان کی رسوائی ہے دنیا میں اور ان کو آخرت میں بڑی مار ہے۔ مگر جنھوں نے توبہ کی تمہارے ہاتھ پڑنے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ایسا واقعہ گذرا ہے جس کی نظیر اسلام میں ڈھونڈنے سے نہ ملے گی۔

خطبہ خلافتِ عباسیہ

اس سال مکہ معظمہ میں خلیفہ راضی بن مقتدر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔اس کے بعد ۳۲۹ھ میں اس کے بھائی مقتضی کا نام خطبہ میں پڑھا گیا۔ان سالوں میں عراق سے حاجیوں کا قافلہ نہیں آیا، ۳۳۲ھ میں توزون امیر الامراء کی عاملانہ تدابیر سے مستکفی بن مکتفی دارالخلافت بغداد میں تخت خلافت پر متمکن ہوا۔اس سال بوجہ مصالحت حاجیوں کا قافلہ، حج کرنے کے لئے ابوطاہر کے بعد مکہ معظمہ میں آیا۔پھر ۳۳۴ھ میں جب کہ معزالدولہ دارالخلافت بغداد پر قابض ہوگیا اور خلیفہ مستکفی کی آنکھیں نکلوا کر جیل میں ڈال دیا، خلیفہ مطیع بن مقتدر کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا۔اس خطبہ میں خلیفہ مطیع کے نام کے ساتھ معزالدولہ کا نام بھی خطبہ میں داخل و شامل تھا۔قرامطہ کی شرارت اور فتنہ سے حاجیوں کی آمد پھر بند ہوگئی، ۳۳۹ھ میں خلیفہ منصور علوی والیٔ افریقیہ کے حکم سے احمد بن ابو سعید سردار قرامطہ نے حجر اسود کو مکہ معظمہ واپس کردیا۔

ابن بویہ کے نام کا خطبہ

۳۴۲ھ سے پھر حج کا سلسلہ شروع ہوا چنانچہ عراق اور مصر سے اپنے اپنے امیروں کے ساتھ حجاج کا ایک جم غفیر حج کرنے کے لئے آیا۔اتفاق سے دونوں گروہوں میں چل گئی، نزاع یہ تھی کہ عراق کے محجاج اور اس کے امیر کا منشا یہ تھا کہ خطبہ ابن بویہ کے نام کا پڑھا جائے اور امیر حجاج مصریہ چاہتا تھا کہ ابن اخشید والیٔ مصر کا نام خطبہ میں داخل کیا جائے۔اس واقعہ میں مصریوں کو شکست ہوئی۔خطبہ ابن بویہ کے نام کا پڑھا گیا۔اس زمانے سے حاجیوں کی آمد و رفت پھر شروع ہوئی ۳۴۳ھ میں بغداد اور مصر سے حاجیوں کا بہت بڑا قافلہ آیا۔ عراقی قافلہ کا امیر محمد بن عبید اللہ تھا[1]۔ . . . . . . امیر قافلہ مصری نے اس درخواست کو منظور کرلیا۔چنانچہ محمد بن عبید اللہ منبر کے پاس آیا اور ابن بویہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا مصریوں کو یہ امر ناگوار گذرا مگر اپنے امیر کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرسکتے تھے۔مجبوراً خاموش رہے مگر نتیجہ یہ ہوا کہ ادھر مصری قافلہ کے امیر کو کافور اخشیدی نے جو اس کا سردار تھا زجر و توبیخ کی اور گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا، کہا جاتا ہے کہ کافور نے اسے قتل کرڈالا۔اُدھر ابن بویہ نے محمد بن عبید اللہ سے اس مصالحت پر مواخذہ کیا۔۳۵۰ھ میں عراق کا قافلہ پھر حج کرنے کے لئے آیا اس قافلہ کا سردار ابو احمد موسوی پدر شریف رضی تھا جو طالبیوں کا نقیب تھا اس سال بنو سلیم نے مصری قافلہ کو لوٹ لیا اور اس کے امیر کو مار ڈالا۔

ابوالحسن قرمطی اور خلیفہ مطیع

۳۵۷ھ میں پھر ابو احمد مذکور امیر حجاج ہوکر مکہ معظمہ آیا، مکہ معظمہ میں بختیار بن معزالدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا ان دنوں بغداد کے تخت خلافت پر مطیع عباسی جلوہ افروز تھا۔پھر ۳۶۳ھ میں قرامطہ کے سردار کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا۔جب

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔مترجم

حمہ قرمطی مرگیا ابوالحسن قرمطی اور تاج دار دولت عبیدیہ سے باہم جھگڑا ہو گیا۔ ابوالحسن حکومت عبیدیہ کی مخالفت کا اعلان کر کے خلیفہ مطیع عباسی کا مطیع ہو گیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ خلیفہ مطیع نے یہ خبر پا کر سیاہ پرچم روانہ کیے، خوشنودی کا اظہار کیا، اس کے بعد ابوالحسن نے فوجیں آراستہ کر کے دمشق پر چڑھائی کی جعفر بن فلاح سپہ سالار علویین اور ابوالحسن سے معرکہ آرائی ہوئی آخرکار ابوالحسن نے جعفر کو قتل کر کے دمشق پر قبضہ کر لیا، خلیفہ مطیع کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا، چند دن بعد ابوالحسن اور ہوا خواہان جعفر میں مخالفت پیدا ہو گئی خوں ریزی اور قتل و غارت کے دروازے کھل گئے معز علوی نے ایک شخص کو صلح کرانے کی غرض سے روانہ کیا اور مقتولوں کی دیت (خوں بہا) اپنے خزانہ سے ادا کیے جانے کا حکم دیا۔

ابوالفتوح حسن بن جعفر

ان واقعات کے بعد ابوالحسن نے مصر میں وفات پائی۔ اس کا بھائی جعفی اس کی جگہ متمکن ہوا، اس کے بعد ابوالفتوح حسن بن جعفر ۳۸۴ھ میں اس کا جانشین ہوا پھر جب عضدالدولہ کی فوجیں آئیں تو حسن بن جعفر، مدینہ منورہ بھاگ گیا اور جب ۳۸۶ھ عزیز کا رملہ میں انتقال ہوا، بنوابی طاہر اور بنو احمد بن ابی سعید میں مخالفت کی پھر گرم بازاری پیدا ہو گئی خلیفہ طایع کی جانب سے ایک امیر علوی، مکہ معظمہ آیا اور وہاں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ۳۶۶ھ میں عزیز نے مصر سے بادیس بن زیری صنہاجی برادر بلکین والی افریقہ کو امیر حجاج مقرر کر کے روانہ کیا اس نے حرمین پر قبضہ کر لیا اور اس کے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا۔ ان دنوں عضدالدولہ عراق میں اپنے ابن عم بختیار کے جھگڑوں میں مصروف تھا۔ اس وجہ سے عراق کا قافلہ نہیں آیا۔ سال آئندہ عراق کا قافلہ آیا اور ابواحمد موسوی نے عضدالدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا، خلافت عباسیہ کا خطبہ مکہ معظمہ سے ختم ہو گیا اور خلفاء مصر عبیدیہ کا ایک زمانہ تک خطبہ قائم رہا، ابوالفتوح کی شان و شوکت یوماً فیوماً بڑھتی گئی اور اس کی امارت و حکومت کو مکہ معظمہ میں استحکام ہوتا گیا ۳۹۲ھ میں خلیفہ قادر نے ابوالفتوح سے عراق کے حاجیوں کو حج کرنے کی اجازت طلب کی، ابوالفتوح نے بایں شرط منظور کیا کہ خطبہ حاکم والی مصر کے نام کا پڑھا جائے۔ حاکم نے یہ سن کر ابن جراح امیر طے کو حاجیوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے کے لیے لکھ بھیجا اس مرتبہ قافلہ حجاج کا امیر شریف رضی اور اس کا بھائی مرتضیٰ تھا ابن جراح ان لوگوں سے بہ ملاطفت پیش آیا کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کی اس شرط سے کہ پھر دوبارہ نہ آئیں۔ اس کے بعد ۳۹۴ھ میں محجاج عراق سے اصیغر ثعلبی نے جس وقت کہ جزیرے پر قبضہ حاصل کیا تھا تعرض کیا۔ اتفاق سے اس قافلہ میں دو قاری تھے۔ انھوں نے اس کو سمجھایا بجھایا۔ آئندہ سال خفاجہ کے دیہاتیوں نے حجاج کے قافلے پر تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا اور اُن غریبوں کو لوٹ لیا۔

حاکم والی مصر اور ابو الفتوح

علی بن یزید امیر بنی اسد ان کے تعاقب میں روانہ ہوا چنانچہ ۴۰۲ھ میں ان لوگوں سے مڈبھیڑ ہوئی پھر سال آئندہ ان لوگوں نے یہی حرکت کی۔ علی بن یزید کی بہت بڑی شہرت ہوئی اور اس کی قوم پر اس کی سرداری کا یہی سبب تھا۔ ۴۰۳ھ میں حاکم نے ایک کشتی

حکم اپنے عمال کے نام در بارہ تبرا ابوبکرؓ و عمرؓ روانہ کیا۔ ابوالفتوح امیر مکہ نے اس کی تعمیل سے انکار کیا اور باغی ہوگیا، اس کے وزیر ابوالقاسم مغربی نے خودمختاری حکومت کی ترغیب دی، حاکم نے اس کے باپ اور اعمام (چچاؤں)، کو قتل کرڈالا، ابوالفتوح کو اس سے سخت برافروختگی پیدا ہوئی اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ الراشد باللہ کا لقب اختیار کیا اور سامان سفر درست کر کے شہر رملہ کی طرف ابن جراح امیر طے سے امداد کے لئے اس باعث کہ ابن جراح اور حاکم کے درمیان مخالفت تھی کوچ کیا۔ حاکم نے یہ خبر پاکر بنی جراح کو بہت سا مال دے کر مالا مال کر دیا۔ ان لوگوں نے ابوالفتوح کے ساتھ بدعہدی کی اور اسے حاکم کے حوالے کردیا۔ اس کا وزیر مغربی ابن سبا کے ساتھ دیار بکر سرزمین موصل بھاگ گیا اور وہاں ہی رہے چلا گیا۔ حاکم نے حرمین شریفین میں غلہ بھیجنا بند کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد ابوالفتوح نے حاکم کی اطاعت قبول کرلی، حاکم نے اس کی تقصیر معاف کردی اور امارت مکہ پر بھیج دیا۔

حجر اسود کی بے حرمتی

ان سالوں میں عراق سے کوئی شخص حج کرنے نہیں آیا تھا۔ ۴۱۲ھ میں اہل عراق کے ساتھ ابوالحسن محمد بن حسن افساسی نقیب طالبین حج کرنے کے لئے آیا۔ قبیلہ طے سے بنو نبہان نے جن کا امیر حسان بن عدی تھا حاجیوں کے قافلے سے چھیڑ چھاڑ کی۔ اہل قافلہ نے سینہ سپر ہوکر مقابلہ کیا، کمال مردانگی سے بنو نبہان کو شکست دے کر امیر حسان کو مار ڈالا۔ اس سال مکہ میں ظاہر بن حاکم کا خطبہ پڑھا گیا۔ ۴۱۳ھ کے موسم حج میں اہل مصر میں سے ایک شخص نے یہ کہہ کر کہ تو کب تک معبود بنا رہے گا اور کب تک تیرا بوسہ دیا جائے گا حجر اسود پر ایک پتھر کا ٹکڑا کھینچ مارا جس سے حجر اسود میں گڑھا پڑ گیا۔ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور مار ڈالا اس واقعہ سے اہل عراق کو جوش پیدا ہوا اہل مصر پر حملہ آور ہوئے اور ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور ان کی خوب مرمت کی۔

بنی سلیمان کی امارت کا خاتمہ

اس کے بعد ۴۱۴ھ میں عراقی قافلہ کے ساتھ نقیب بن افساسی امیر حج ہو کر آیا۔ لیکن عرب کی لوٹ مار سے ڈر کر دمشق شام واپس گیا، پھر آئندہ سال حج کرآیا اس کے بعد عراق کے حاجیوں کا قافلہ حج کو نہ آیا۔ حتیٰ کہ خلیفہ قائم عباسی نے ۴۲۲ھ میں بیعت خلافت لی اور یہ قصد کیا کہ حاجیوں کا قافلہ روانہ کرنا چاہیے مگر عرب کے غلبہ اور بنو بویہ کی حکومت ختم ہونے کے سبب سے اپنے اس ارادے پر قادر نہ ہوسکا۔ اس کے بعد مکہ معظمہ میں مستنصر بن ظاہر کا خطبہ پڑھا گیا۔ اس کے بعد امیر ابوالفتوح حسن بن جعفر بن محمد بن سلیمان سردار مکہ و بنی سلیمان ۴۳۰ھ میں اپنی حکومت کے چالیسویں برس انتقال کر گیا اس کے بعد، امارت مکہ پر اس کا بیٹا شکر متمکن ہوا۔ اس سے اور اہل مدینہ سے چند وقائع پیش آئے۔ جس کے دوران اس نے مدینہ منورہ پر بھی قبضہ کرلیا اور حرمین شریفین کی عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لے لی اسی کے عہد حکومت میں بنی سلیمان کی امارت ۴۵۳ھ میں مکہ معظمہ سے جاتی رہی اور ہواشم کا دور حکومت شروع ہوا جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔

جعفر بن ابی ہاشم: اسی شکر کی نسبت بنو ہلال بن عامر کا یہ خیال ہے کہ اس نے جاریہ بنت سرجان امیر انیمیج سے نکاح کیا تھا۔ یہ خبران لوگوں میں دور دور تک مشہور ہے اور چند حکایتیں بھی نقل کی جاتی ہیں جنھیں وہ لوگ اپنے زبان کے اشعار سے مرصع کرتے ہیں یہ لوگ اسے شریف ابن ہاشم کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ابن حزم کہتا ہے کہ جعفر بن ابی ہاشم نے زمانہ اخشید بین میں مکہ پر قبضہ کیا تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عیسیٰ بن جعفر اور ابوالفتوح بعدہٗ شکر بن ابوالفتوح نے حکمرانی کی اس کے بعد حکومت مکہ پر اس کا ایک غلام قابض ہو گیا۔"

یہ ابو ہاشم جس کی طرف جعفر منسوب کیا گیا وہ ابوالہواشم نہیں ہے جس کا ذکر آئندہ آنے والا ہے کیونکہ یہ زمانہ اخشید بین میں تھا اور وہ عہد خلافت متنصی میں، اور ان دونوں زمانوں میں تقریباً ایک سو سال کا فرق ہے۔

باب ۱۹

امارت مکّہ

امرائے ہواشم بنی حسن

محمد بن جعفر بن ابو ہاشم: ہواشم امرا مکہ، ابو ہاشم محمد بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن عبداللہ ابی الکرام بن موسیٰ جون کی اولاد سے ہیں۔ ان کا نسب مشہور و معروف ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔ ہواشم اور سلیمانیوں میں بے حد اختلافات وجھگڑے ہوئے جس وقت شکر نے وفات پائی اس وقت بنی سلیمان کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا، اس وجہ سے کہ اس نے کوئی یادگار سلسلہ نسل نہیں چھوڑا تھا اس کے مرتے پر طراد بن احمد پیش پیش ہو گیا حالانکہ یہ خاندان امارت سے نہ تھا اس کی شجاعت و مردانگی کی وجہ سے لوگوں نے اسے اپنا سردار بنا لیا، ان دنوں ہواشم کا سردار، محمد بن جعفر بن ابو ہاشم محمد تھا۔ اس نے ہواشم پر نہایت نیک نامی کے ساتھ حکومت کی، اس کی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے اس کا بہت شہرہ ہوا ۴۵۵ھ میں شکر کے انتقال کے بعد ہواشم اور بنی سلیمان میں لڑائی ہوئی، ہواشم نے بنی سلیمان کو شکست دے کر سرزمین حجاز سے باہر نکال دیا، بنی سلیمان بحال پریشان یمن چلے گئے اور یمن پہنچ کر اپنی حکومت وریاست کی بنیاد ڈالی جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔ اس واقعہ کے بعد محمد بن جعفر استقلال واستحکام کے ساتھ مکہ

معظمہ کی امارت کرنے لگا اور مستنصر عبیدی کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔

خلیفہ قائم عباسی اور امیر محمد بن جعفر

جس وقت سلطان الپ ارسلان بغداد اور محل سرائے خلافت پر قابض ہوا، خلیفہ قائم نے سلطان الپ ارسلان سے درخواست کی کہ جس طرح ممکن ہو حج کا راستہ کھول دینا چاہیے" سلطان نے بہت سا مال وزر اس معاملہ میں صرف کیا اور عرب سے ضمانت لی چنانچہ ۴۵۶ھ سے حجاج عراق کا قافلہ آنے لگا، ابوالغنائم نور الدین مہدی زینبی نقیب الطالبین لوگوں کے ساتھ حج کرنے مکہ معظمہ آیا۔ اور اگلے سال بیت اللہ الحرام سے واپس ہو کر گیا۔ ۴۵۸ھ میں امیر محمد بن جعفر، عبیدیوں کی اطاعت سے روگرداں ہو کر خلافت عباسیہ کا مطیع ہو گیا اس وجہ سے مکہ معظمہ کی رسد جو مصر سے آیا کرتی تھی بند ہو گئی اس پر اہل مکہ نے امیر محمد کو ملامت و نصیحت کی تب امیر محمد پھر خلفاء عبیدیین کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا خلیفہ قائم نے عتاب آموز خط تحریر کیا اور بہت سا مال وزر بہ نظر تالیف قلوب بھیجا۔ چنانچہ امیر محمد نے ۴۶۲ھ کے موسم حج میں دوبارہ خلیفہ قائم کے نام کا خطبہ پڑھا اور خلیفہ مستنصر علوی کو مصر میں معذرت کا خط روانہ کیا۔ اس کے بعد خلیفہ قائم نے ابوالغنائم زینبی کو ۴۶۳ھ میں عراقی قافلہ کا امیر مقرر کر کے حج کرنے کے لئے بھیجا۔ اس مرتبہ اس کے ساتھ بہت بڑا لشکر تھا اور سلطان الپ ارسلان کی طرف سے امیر مکہ کے لئے دس ہزار دینار اور ایک قیمتی خلعت بھی تھا۔ ابوالغنائم اور امیر محمد بن جعفر والئ مکہ، موسم حج میں جمع ہوئے اور حسب تحریک دربار خلافت امیر محمد نے خطبہ دیا:

"الحمد للہ الذی ھدانا الی اھل بیتہ بالرای المصیب وعوض بیتہ بلبسۃ
"بالشباب بعد لبسۃ المشیب وامال قلوبنا الی الطاعۃ ومتابعۃ امام الجماعۃ"

خلیفہ مستنصر اور امیر محمد بن جعفر

خلیفہ مستنصر یہ خبر پا کر ہواشم سے بگڑ گیا اور سلیمانیوں کی جانب مائل ہو گیا۔ علی بن محمد صلیحی کو جو اس کی دعوت خلافت کا یمن میں افسر اعلیٰ تھا لکھ بھیجا کہ "سلیمانیوں کو جس طرح ہو پھر حکومت دی جائے اور اس کام کو انجام دینے کے لئے فوراً مکہ معظمہ روانہ ہو جاؤ" چنانچہ صلیحی فوجیں تیار کر کے سلیمانیوں کو حکومت مکہ دلانے کے لئے روانہ ہوا سفر و قیام کرتا ہوا مہجم پہنچا سعید بن نجاح احول جو بنی صلیحی سے کسی زمانے میں مغلوب ہو گیا تھا ہند سے واپس آ گیا تھا اور صنعاء میں داخل ہو کر لوٹ مار شروع کر دی تھی۔ صلیحی نے یہ خبر پا کر ستر آدمیوں سے اس پر دھاوا کیا اس وقت سعید کے ہمراہ پانچ ہزار سپاہی مہجم میں تھے سعید نے اس سے مطلع ہو کر صلیحی پر حملہ کر دیا اور مار ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد، امیر محمد بن جعفر نے ترکی فوجوں کو فراہم کر کے مدینہ منورہ پر دھاوا کیا اور بنی حسن کو وہاں سے نکال کر خود قابض ہو گیا۔ مدینہ منورہ پر قبضہ کر لینے سے امیر محمد، حرمین شریفین کا والی بن بیٹھا۔

شیعہ سنی فساد

اس اثناء میں خلیفہ قائم عباسی کا انتقال ہو گیا اس کے مرنے سے، جو کچھ دربار خلافت بغداد سے مکہ معظمہ آتا تھا بند ہو گیا۔ امیر محمد بن جعفر نے خلافت عباسیہ کا خطبہ

پڑھنا بند کر دیا۔ اگلے سال ابوالغنائم زینبی پھر حج کرنے کے لئے آیا اور جس قدر مال وزر دربار خلافت کی جانب سے امیر محمد کو دیا جاتا تھا کل کا کل ادا اور بے باق کیا امیر محمد نے پھر عباسیہ کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ اس کے بعد سنہ ۴۶۸ھ میں خلیفہ مقتدی نے ایک منبر بطرز جدید مکہ معظمہ روانہ کیا یہ منبر لکڑی کا تھا نقش و نگار سونے کا بنا یا تھا اور سونے ہی سے اس پر خلیفہ مقتدی کا نام لکھا ہوا تھا۔ اس مرتبہ امیر قافلہ حجاج ختلغ ترکی تھا یہ پہلا شخص ہے جو ترکوں سے امیر حج ہو کر مکہ معظمہ آیا تھا یہ کوفہ کا والی تھا۔ اس نے عرب کو بے حد ستایا اور ان بدطرح طرح کے ظلم و ستم کئے۔ اتفاق سے شیعہ اور اہل سنت و جماعت کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ منبر توڑ کر جلا دیا گیا مگر جوں توں حج کے مناسک پورے کیے گئے۔ پھر سنہ ۴۸۶ھ میں شیعہ اور اہل سنت و جماعت کے درمیان آتش فتنہ و فساد دوبارہ مشتعل ہو گئی، خلیفہ مستنصر کے نام کا خطبہ موقوف ہو کر خلیفہ مقتدی کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اس وقت سے حُجاج کی امارت پر برابر اختلغ مامور رہا۔ اس کے بعد خمار تکین مقرر کیا گیا یہاں تک سلطان ملک شاہ اور اس کے وزیر نظام الملک نے وفات پائی، خلفاء عباسیہ کا خطبہ مکہ معظمہ سے منقطع ہو گیا چونکہ سلاطین سلجوقیہ آپس کی لڑائی میں مصروف ہو گئے اور عربوں نے لوٹ مار شروع کر دی تھی اس وجہ سے حُجاج کا قافلہ، عراق سے آنا بند ہو گیا، اتنے میں خلیفہ مقتدی تاجدار عباسیہ نے بغداد میں وفات پائی۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا مستظہر تخت خلافت پر متمکن ہوا، خلیفہ مستنصر علوی والئ مصر کا بھی مصر میں پیام اجل آ پہنچا۔ اس کی جگہ اس کے بیٹے مستعلی کی خلافت کی بیعت لی گئی[1] ....

اپنی امارت ۔۔۔ یہ وہی شخص ہے جس نے مکہ معظمہ میں خلافت عباسیہ کی اطاعت کا اظہار کیا تھا اور اس کا خطبہ پڑھا تھا اور اسی وجہ سے اس کی حکومت کی بنا پڑی تھی۔ لیکن گا ہے خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنا موقوف بھی کر دیتا تھا۔

امیر قاسم بن محمد

اس کے بعد اس کا بیٹا قاسم والئ مکہ ہوا۔ اس کا زمانہ حکومت بدامنی اور پریشانی میں گذرا۔ مگر بنو مزید والئ حلہ نے نہایت مستعدی اور انتظام سے امن کا سلسلہ قائم کیا جس سے اہل عراق ہر سال حج کو آنے لگے۔ سنہ ۵۱۴ھ میں نظر خادم منجانب خلیفہ مسترشد عراق کے قافلہ کے ساتھ حج کرنے کے لئے آیا، خلعت اور مال وزر مرسلہ خلیفہ امیر مکہ تک پہنچایا، قاسم بن محمد اپنی امارت کے تیس برس بعد سنہ ۵۱۸ھ میں انتقال کر گیا اس کا زمانہ حکومت نہایت اضطراب اور پریشانی میں گذرا۔

ابو فلیبہ بن قاسم

اس کے مرنے پر اس کا بیٹا ابو فلیبہ امارت مکہ پر متمکن ہوا۔ اس نے زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لیتے ہی خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا اور اس کے محاسن اور معدلت کی تعریف کرنے لگا۔ نظر خادم امیر حجاج، قافلہ عراق کے ساتھ حج کو آیا خلعت، مال

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ من مترجم

اور زر امیر مکہ کے دیئے گئے لئے ہمراہ لایا، ۵۲۷ھ میں ابو قلیبہ نے اپنی حکومت کے دس سال پورے کر کے وفات پائی اس وقت تک خلافت عباسیہ کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا جاتا تھا اور قافلہ حجاج کی امارت پر نظر خادم تھا۔

امیر حجاج نظر خادم

خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کے جھگڑوں، نزاعات اور واقعہ قتل نے حاجیوں کے قافلہ کی آمد بند کردی۔ اگلے سال نظر خادم پھر امیر حجاج ہو کر قافلہ کے ساتھ آیا اسماء صبیحہ والیہ یمن نے قاسم بن ابو قلیبہ کے پاس سفارت بھیجی، دھمکی کا خط لکھا قاسم نے خلیفہ حافظ کا خطبہ موقوف کرنے کا وعدہ کیا اتفاق یہ کہ دفعتہً اسماء کی موت آگئی جس سے اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے اسے بچا لیا۔ چونکہ ان سالوں میں فتنہ اور فسادات آئے دن وقوع میں آتے رہتے تھے اور گرانی بھی بے حد تھی۔ اسی وجہ سے حاجیوں کی عراق سے آمد بند ہو گئی۔ پھر ۵۴۴ھ میں نظر خادم امیر حج ہو کر عراق سے مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہوا۔ اور اثناء راہ میں راہیٔ ملکِ عدم ہو گیا۔ اس کی جگہ اس کا آزاد غلام قیماز امیر قافلہ ہوا۔ بادیہ نشینانِ عرب نے یہ خبر پا کر قافلہ کو لوٹ لیا۔ مگر سال آئندہ سے قیمازی امیر حج ہو کر قافلہ کے ساتھ آتا رہا اور مکہ معظمہ میں ۵۵۵ھ تک خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جاتا رہا۔

والیٔ مکہ عیسیٰ بن قاسم کی معزولی

اس کے بعد خلیفہ مستنجد کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ اس کے نام کا بھی خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا جیسا کہ اس کے باپ مقتفی کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ ۵۶۶ھ میں قاسم بن ابو قلیبہ مار ڈالا گیا۔ خلیفہ مستضی نے عراق کے قافلہ حجاج کے ساتھ طاشتکین ترکی کو امیر مقرر کر کے روانہ کیا۔ اسی اثناء میں عبیدیوں کی دولت کا دور حکومت مصر سے ختم ہو گیا، اس نے مکہ اور سلطان صلاح الدین بن نجم الدین ایوب، مصر کی حکومت پر قابض ہو گیا، اس نے مکہ اور یمن کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا، حرمین میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ ۵۷۵ھ میں خلیفہ مستضی نے وفات پائی اس کا بیٹا ناصر تخت خلافت پر متمکن ہوا اس کے نام کا بھی خطبہ حرمین میں پڑھا گیا اس کی ماں ۵۸۸ھ میں حج کرنے کو آئی جب واپس ہو کر دار الخلافت بغداد پہنچی تو خلیفہ ناصر کو وہ سب حالات بتائے جو اسے زمانہ حج میں بیٹے بن قاسم والیٔ مکہ کے معلوم ہوئے تھے خلیفہ ناصر نے اسے امارت مکہ سے معزول کر کے اس کے بھائی مکثر بن قاسم کو سند امارت عطا کی، یہ جلیل القدر شخص تھا۔ اس نے ۵۸۹ھ میں وفات پائی جس سنہ میں کہ سلطان صلاح الدین کا انتقال ہوا تھا۔ اس کے بعد سے ہواشم کی حکومت میں ضعف پیدا ہو گیا۔ ابو عزیز بن قتادہ باپ کی جانب سے ہواشم کے سلسلہ نسب میں نہ تھا بلکہ اس کا سلسلۂ نسب ماں کی جانب سے تھا۔ مکثر کے بعد حکمران مکہ ہوا۔ قصہ مختصر اس طرح پر ہواشم کا دور حکومت ختم ہو گیا اور بنو قتادہ حکمرانی کی قبا زیب تن کر کے کرسیٔ حکومت پر متمکن ہو گئے۔ والبقاء للہ۔

بنی قتادہ کے حکمراں

ابو عزیز قتادہ

بنو قتادہ نے ہواشم کے بعد جن کا تذکرہ اوپر لکھا گیا ہے مکہ معظمہ پر حکومت کی موسیٰ جون کی اولاد سے جس کا ذکر بنی حسن کے ضمن میں ہو چکا ہے عبداللہ ابو الکرام نامی ایک شخص تھا (جیسا کہ علماء نسب بیان کرتے ہیں)، اس کے تین بیٹے تھے سلیمان، زید اور احمد۔ انھی میں سے اس کی اولاد کا سلسلہ چلا۔ زید کی اولاد آج کل صحرا میں نہر حسنیہ پر آباد ہے اور احمد کی اولاد دیتا ہیں۔ باقی رہا سلیمان اس کے نسل سے مطاعن بن عبدالکریم بن یوسف بن عیسیٰ بن سلیمان تھا۔ مطاعن کے دو بیٹے ادریس اور ثعلب، ثعالبہ حجاز میں تھے۔ ادریس سے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک قتادہ نابغہ دوسرا صرخہ، صرخہ سے ایک گروہ کا سلسلہ چلا جو شکرہ نام سے معروف و مشہور ہیں۔ قتادہ نابغہ کی کنیت ابو عزیز تھی اس کے لڑکوں سے علی اکبر اور اس کا حقیقی بھائی حسن تھا حسن کے چار لڑکے تھے ادریس احمد محمد اور جماز۔ اس کی اولاد میں ینبوع کی امارت رہی۔ انھی میں سے اس وقت دو امیر ینبوع کی امارت کرتے ہیں۔ بنو ادریس بن حسن بن ادریس کی اولاد سے ہیں۔ اور ابو عزیز قتادہ نابغہ کی اولاد ان دنوں امیر مکہ معظمہ کی ہیں بنو حسن ان دنوں جب کہ مکہ میں ہواشم کی حکومت کا دور تھا نہر علقمہ وادی ینبوع میں سکونت پذیر تھے اور یہ سب کے سب خانہ بدوش بادیہ نشین تھے۔

قتادہ کا ینبوع اور صفراء پر قبضہ

جس وقت قتادہ اپنے خاندان میں نشو و نما پا کر سن شعور کو پہنچا تو اپنی قوم کو جو کہ مطاعن کی اولاد سے تھی جمع کیا اور انھیں مسلح کر کے حملہ کر دیا۔ وادی ینبوع میں اس وقت بنو خراب جو کہ عبداللہ بن حسن بن حسن کی اولاد سے تھے اور بنو عیسیٰ بن سلیمان بن موسیٰ جون حکومت کر رہے تھے ان سے اور بنو مطاعن سے معرکہ آرائی ہوئی اس وقت بنو مطاعن کا امیر عزیز قتادہ تھا۔

چنانچہ ابو عزیز قتادہ نے امراء ینبوع کو ینبوع سے نکال باہر کر کے ینبوع اور صفراء پر قبضہ کر لیا۔

آہستہ آہستہ اپنی فوج اور غلاموں کو ضرورت کے موافق بڑھا لیا۔

قتادہ کا مکہ پر قبضہ

ابو عزیز قتادہ، عہد خلافت خلیفہ مستنصر عباسی چھٹی صدی ہجری کے وسط میں تھا اس وقت مکہ معظمہ کی زمام حکومت جعفر بن ہاشم بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن ابی الکرام عبداللہ کی اولاد کے قبضہ میں تھی جو کہ ہواشم سے تھا اور مکثر بن عیسےٰ بن قاسم ان کا جانشین ہو گیا تھا یہ وہ شخص ہے جس نے کوہ ابو قبیس پر قلعہ تعمیر کرایا تھا اس نے ۵۸۹ھ میں وفات پائی۔ قتادہ نے فوجیں آراستہ کر کے مکہ معظمہ پر چڑھائی کی اور اسے ان کے قبضہ سے نکال لیا۔ قبضہ حاصل کرنے کے بعد خلیفہ ناصر عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا تقریباً چالیس سال تک اس مقدس شہر پر حکومت کرتا رہا اس کی حکومت کو حد درجہ کا استحکام اور استقلال حاصل ہوا، تمام اطراف یمن میں اس کی حکومت پھیل گئی

حجاج عراق اور عربوں کی لڑائی

۶۰۳ھ میں وجہ السبع ترکی (خلیفہ ناصر کا غلام) امیر قافلہ ہو کر حج کرنے کے لئے آیا مگر بہ خوف عرب درمیان راہ سے بھاگ گیا، قافلہ کو عرب نے لوٹ لیا۔ ۶۰۸ھ میں حاجیان عراق میں سے ایک شخص نے شریف مکہ پر جو کہ قتادہ کے اعزہ سے تھا حملہ کر کے قتل کر ڈالا شرفاء مکہ نے امراء قافلہ پر اس کا الزام لگایا اور سب نے جمع ہو کر قافلہ پر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک بڑی جماعت کو قتل کر ڈالا اس کے بعد شرفاء مکہ نے تالیف قلوب کی نظر سے ایک وفد دارالخلافت بغداد روانہ کیا قتادہ نے بھی اپنے لڑکوں میں سے ایک لڑکے کو خلافت مآب کے راضی کرنے کے لئے بغداد بھیجا خلافت مآب نے فریقین میں مصالحت کرا دی۔

خلیفہ ناصر اور قتادہ

۶۱۵ھ میں خلیفہ ناصر تاجدار دولت عباسیہ کے بعد عادل بن ایوب اور ان دونوں کے بعد کامل بن عادل کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا تھا اور ۶۱۶ھ میں تاتاریوں نے خروج کیا۔ قتادہ عادل تھا اس کے زمانہ میں نہایت امن و امان رہا اس نے خلفاء اور ملوک میں سے کسی کے ساتھ زیادتی اور سرکشی نہیں کی۔ یہ کہا کرتا تھا کہ میں خلافت و امارت کا مستحق ہوں۔ دارالخلافت بغداد سے مال و زر اور خلعت ہمیشہ اس کے لئے آیا کرتے تھے ایک بار خلیفہ ناصر اسے بلا بھیجا تھا اس نے جواباً یہ چند اشعار لکھ بھیجے۔

ولی کف ضرغام اذل ببسطها [1] واشری بها عز الوری وابیع

تظل ملوك الارض تلثم ظهرها [2] وفی بطنها للجدب ربیع

اجعلها تحت الرحا ثم ابتغی [3] خلاصا لها انی اذا لو ضیع

وما انا الا المسك فی کل بقعة [4] یضوع واما عندکم فیضیع

اس کا دائرہ حکومت بہت وسیع ہوا مکہ معظمہ، ینبوع، اطراف یمن۔ بلاد نجد اور بعض مقامات مدینہ منورہ پر اس کی حکومت کا پرچم کامیابی کے ساتھ ہوا میں لہرا رہا تھا۔

حسن بن قتادہ اور امیر اقباش کی جنگ

۶۱۷ھ میں اس نے وفات پائی کہا جاتا ہے کہ اس کے بیٹے حسن نے اسے زہر دیدیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ حسن نے زہر نہیں دیا تھا بلکہ ایک لونڈی کو روپیہ دے کر ملا لیا تھا۔ اس نے حسن کو رات کے وقت جب کہ قتادہ سو گیا محل سرا میں بلا لیا۔ حسن نے پہنچ کر اپنے باپ قتادہ کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور اس کی جگہ خود مکہ معظمہ پر حکمرانی کرنے لگا، راجح بن ابو عزیز قتادہ کو اس کی خبر لگ گئی۔ امیر حج اقباش ترکی سے اس واقعہ کی

ترجمہ [1] میرا پنجہ شیر کا ہے کہ اس کے کھولنے سے میں لوگوں کو ذلیل کرتا ہوں اور اس کے عوض عزت دنیا کو خرید کرتا اور بیچتا ہوں۔

[2] بادشاہان جہاں (پنجہ کے) پشت پر بوسہ دیتے ہیں اور پنجہ کا اندرونی حصہ قحط زدوں کے لئے ربیع ہے۔

[3] کیا میں اسے چکی کے نیچے دبا دوں پھر اس کی خلاصی کی کوشش کروں اگر ایسا کروں تو میں کمینہ ہوں۔

[4] میں ہر جگہ پر مشک کی طرح خوشبو کرتا ہوں مگر تمہارے نزدیک ذلیل ہوں۔

شکایت کی، اقیاش ترکی نے انصاف اور تفتیش واقعہ کا وعدہ کیا حسن نے اس سے مطلع ہو کر مکہ معظمہ کے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے اور اس کے چند امراء نے شہر سے نکل کر باب معلّٰی کے قریب امیر اقیاش سے جنگ کی چھیڑ چھاڑ کی۔ ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ امیر اقیاش مارا گیا ان لوگوں نے اس کی نعش کو صفا، مروہ کے درمیان لے جا کر لٹکا دیا۔

حسن بن قتادہ اور مسعود بن کامل کی جنگ

اس کے بعد ۶۲۰ھ میں مسعود بن کامل یمن سے مکہ آیا حج کیا، بعد فراغ حج، حسن سے صفا، مروہ کے میدان میں معرکہ آرائی کی۔ اس واقعہ میں حسن کو شکست ہوئی مسعود نے مکہ پر قبضہ کر کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ دربار خلافت تک یہ خبر پہنچی تو خلافت مآب نے مسعود سے اس پر اور ان حرکات پر جو اس نے مکہ معظمہ میں کئے تھے ناراضگی ظاہر فرمائی اور بے حد غصہ کیا مسعود کے باپ نے بھی مسعود کو بیزاری اور نفرین کا خط لکھ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا:

"میں تجھ سے بری الذمہ ہوں اے سخت دل تو نے بڑا غضب ڈھایا، مجھے قسم ہے کہ مجھے موقع مل گیا تو میں تیرا سیدھا ہاتھ کاٹوں گا، تو نے بے شک دین اور دنیا دونوں کو پس پشت ڈال دیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" اس سے مسعود کی گرمی دماغ ذرا کم ہوئی، شرفاء مکہ کے خون بہا (دیت) ادا کئے۔ اس معرکہ میں اس کا ایک ہاتھ بیکار ہو گیا تھا۔

حسن بن قتادہ کی بغداد روانگی

حسن بن قتادہ بغرض دادخواہی بغداد کی طرف روانہ ہوا تن تنہا شام، جزیرہ اور عراق کی خاک چھانتا ہوا دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا، ترکوں نے اس کی آمد کی خبر پا کر بعوض امیر اقیاش اس کے قتل کی فکر کی، لیکن اہل بغداد نے ترکوں کو اس فعل سے روک دیا۔ حتیٰ کہ ۶۲۲ھ میں اس نے بغداد ہی میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوا اس کے بعد ۶۲۶ھ میں مسعود بن کامل، مکہ معظمہ میں مر گیا اور معلّٰی میں دفن کیا گیا۔ اس کا سپہ سالار فخر الدین بن شیخ مکہ معظمہ کا حکمران ہوا اور یمن کی امارت "امیر الجیوش عمر بن علی بن رسول کے قبضہ اقتدار میں رہی۔

راجح بن قتادہ

۶۲۹ھ میں راجح بن قتادہ نے عمر بن علی بن رسول کی فوجیں لے کر مکہ معظمہ کا قصد کیا۔ چنانچہ ۶۳۰ھ میں اس مقدس شہر کو فخر الدین بن شیخ کے قبضہ سے نکال لیا فخر الدین نے مصر جا کر دم لیا۔ اس کے بعد ۶۳۲ھ میں مصری فوجیں بسرکردگی امیر جبرئیل، مکہ معظمہ کی طرف بڑھیں اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر لیا، راجح یمن بھاگ گیا پھر عمر بن علی مع اپنی فوج کے راجح کے ہمراہ اس کی کمک کے لئے آیا، مصری فوجیں مکہ معظمہ خالی کر کے بھاگ گئیں، راجح نے مکہ معظمہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا اور خطبہ میں خلیفہ مستنصر عباسی کے بعد عمر بن علی کا نام پڑھا۔ اور جب تاتاریوں نے عراق کو ۶۳۴ھ میں دبا لیا اور ان لوگوں کی حکومت مستحکم ہو گئی اور یہ رفتہ رفتہ اربل تک پہنچ گئے تو خلیفہ مستنصر نے علماء سے استفتاء کر کے بوجہ جہاد، حج بند کر دیا، ۶۴۳ھ میں خلیفہ مستعصم نے حاجیوں کا قافلہ اپنی ماں کے ساتھ روانہ کیا اور کوفہ تک اس کی مشایعت کی۔ اس مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک ترکی نے شریف مکہ کو مارا، راجح نے خلافت مآب کی خدمت میں اس کی شکایت کی۔ اس جرم کی پاداش میں اس ترکی کے ہاتھ کاٹ ڈالے گئے۔ اس کے بعد پھر حاجیوں کی آمد بند ہو گئی اور ایک زمانہ تک حج موقوف رہا۔

جماز بن حسین کی مکہ پر فوج کشی

پھر موٹی امام زیدیہ کی حکومت کا سکہ یمن میں چلنے لگا اس نے خلافت عباسیہ کا خطبہ موقوف کر دینے کا ارادہ کیا یہ امر مظفر

بن عمر بن علی بن رسول کو ناگوار گذرا، خلیفہ مستعصم کو اس سے مطلع کر کے حاجیوں کا قافلہ روانہ کرنے کی ترغیب دی لیکن کچھ کاربرآری نہ ہوئی اور موطی امام زیدیہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو گیا۔ ۶۵۱ھ میں جماز بن حسین بن قتادہ، دمشق میں ناصر بن عزیز بن ظاہر بن ایوب کی خدمت میں ابوسعید کے خلاف فوجی امداد حاصل کرنے کے لئے اس بنا پر گیا کہ والئ یمن کا خطبہ مکہ معظمہ میں موقوف کر دیا جائے۔ چنانچہ ناصر نے جماز کو فوجی مدد دی اور جماز مکہ معظمہ پر چڑھ آیا، ابوسعید نے مقابلہ کیا، ابوسعید حرم میں مارا گیا ساتھ ہی اس کے جماز نے ناصر کے ساتھ یہ عہد شکنی کی کہ کامیابی کے بعد والئ یمن ہی کے نام کا خطبہ پڑھا۔

بنی قتادہ کا مکہ سے اخراج ابن سعید روایت کرتا ہے کہ ۶۵۳ھ میں مجھے جس وقت کہ میں سرزمین مغرب میں تھا یہ خبر پہنچی کہ راجح بن قتادہ مکہ آیا ہوا تھا یہ ایک معمر اور مسن شخص تھا اطراف یمن مقام مسدین میں رہتا تھا، اس نے مکہ پہنچ کر جماز بن حسن بن قتادہ کو مکہ سے نکال دیا۔ جماز ینبوع چلا گیا۔ پھر ابن سعید نے لکھا ہے کہ ۶۶۲ھ میں یہ خبر ملک مغرب میں پہنچی کہ حکومت ابونمی بن سعید، جسے جماز نے امارت مکہ حاصل کرنے کی غرض سے مار ڈالا تھا اور غالب بن راجح، جس نے جماز کو ینبوع کی طرف نکال دیا تھا۔ میں منقسم ہے۔

ابونمی بن سعید اس کے بعد مکہ پر ابونمی کی حکومت کے قدم جم گئے اور اس نے اپنے باپ ابوسعید کے قاتلوں ادریس، جماز اور محمد کو ینبوع کی جانب شہر بدر کر دیا۔ ان میں سے ادریس نے تھوڑے دن تک مکہ کی امارت کی تھی ان لوگوں نے ینبوع پہنچ پھر اپنی حکومت کی بنا ڈالی چنانچہ اس وقت تک ان کی نسلیں ینبوع کی حکمراں ہیں۔ ابونمی نے تقریباً پچاس برس تک مکہ معظمہ میں امارت کی آخری ساتویں صدی ہجری یا اس کے دو برس بعد مر گیا اور بوقت وفات تیس (۳۰) لڑکے چھوڑ گیا۔

بنی نمی کے حکمراں

رمیثہ اور حمیضہ پسران ابونمی ابونمی کے مرنے پر مکہ معظمہ کی عنان حکومت اس کے بیٹوں رمیثہ اور حمیضہ کے قبضہ اقتدار میں گئی اور یہ دونوں بالاشتراک حکومت کرنے لگے۔

عطیفہ اور ابوالغیث نے رمیثہ اور حمیضہ سے دربارہ امارت مکہ معظمہ جھگڑا کیا، رمیثہ اور حمیضہ نے عطیفہ اور ابوالغیث کو گرفتار کرا کر جیل میں ڈال دیا اتفاق سے انھی دنوں بیبرس جاشنکر، جو مصر میں الملک الناصر کے ممالک محروسہ کا شروع زمانہ حکومت سے منتظم تھا مکہ آ پہنچا، اس نے عطیفہ اور ابوالغیث کو قید سے رہا کر کے کرسی حکومت پر بٹھایا اور رمیثہ اور حمیضہ کو مصر بھیج دیا۔ سلطان نے ان دونوں کو اپنی فوج کے ہمراہ پھر امارت مکہ پر واپس کیا۔ عطیفہ اور ابوالغیث کچھ عرصہ بعد آپس میں لڑنے لگے۔ یہ لڑائیاں جو بغرض حصول امارت مکہ ان لوگوں کے درمیان شروع ہوئی تھیں ایک مدت تک جاری رہیں۔ انھی لڑائیوں کے اثنار میں ابوالغیث میدان مڑ میں مر گیا۔

رمیثہ و حمیضہ کے مابین کشیدگی و مصالحت

اس کے بعد حمیضہ اور رمیثہ میں دربارہ امارت مخالفت پیدا ہوئی رمیثہ ۷۱۵ھ میں الملک الناصر کی خدمت میں امراء شاہی اور عساکر سلطانی سے امداد طلب کرنے کے لئے گیا حمیضہ یہ خبر پاکر کہ میری مخالفت پر شاہی امرا اور سلطانی فوجیں آرہی ہیں اہل مکہ کے مال و اسباب کو لوٹ کر بھاگ گیا مگر عساکر سلطانی کی واپسی کے بعد مکہ پھر آیا۔ دونوں بھائیوں نے باہم مصالحت کرلی اور بالاتفاق حکومت کرنے لگے۔

حمیضہ کا قتل

پھر عطیفہ نے ۷۱۸ھ میں رمیثہ اور حمیضہ کی مخالفت کی اور لبغرض استمداد، سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا چنانچہ شاہی امداد حاصل کرکے مکہ معظمہ پہنچا اور قبضہ کرلیا رمیثہ کو گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا مگر ۷۲۰ھ میں جس وقت کہ سلطان حج کو آیا رہا کردیا۔ رمیثہ سلطان کے ساتھ مصر چلا آیا اور حمیضہ فرار ہوگیا حتیٰ کہ سلطان سے امان کی درخواست کی' سلطان نے امان دیدی۔ سلطان کے ساتھ حمیضہ کے خدام کا ایک گروہ تھا یہ لوگ اس کے زمانۂ بغاوت میں مصر سے اُس کے پاس بھاگ آئے تھے۔ حمیضہ کے پاس پہنچے تو یہ معلوم ہوا کہ حمیضہ نے سلطان کے علم حکومت کی اطاعت قبول کرلی ہے۔ خوف غالب ہوا کہ اگر حمیضہ کے ہمراہ سلطانی دربار میں ہم حاضر ہوئے تو سلطان ہم لوگوں کو سزائے موت دیدے گا۔ سب نے متفق ہوکر حمیضہ کو مار ڈالا اور سر اُتار کر سلطان کی خدمت میں لائے یہ خیال کرکے کہ سلطان ہم سے خوش ہوجائے گا۔

رمیثہ والیٔ مکہ

رمیثہ کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ اپنے بھائیوں کے قاتلوں کو قتل کیا اور باقی جو شریک تھے اُن سے درگزر کیا۔ اس کے بعد سلطان نے رمیثہ کو خودمختاری عنایت فرماکر عطیفہ کے ساتھ امارت و حکومت مکہ معظمہ میں شریک کردیا۔ تھوڑے دن بعد عطیفہ مرگیا اور رمیثہ استقلال کے ساتھ مکہ معظمہ پر حکومت کرنے لگا۔ رمیثہ کی حالت حیات میں اس کے دو بیٹوں ثقبہ اور عجلان نے برضامندی رمیثہ' امارت مکہ باہم تقسیم کرلی تھی مگر پھر رمیثہ نے اس تقسیم کو اُلٹ پھیر کرنا چاہا ان دونوں بھائیوں نے منظور نہ کیا اور اپنی اپنی حکومتوں پر قائم رہے۔ کچھ دن بعد دونوں بھائیوں میں جھگڑا شروع ہوا ثقبہ مکہ چھوڑ کر نکل گیا اور عجلان بدستور مکہ میں حکومت کرتا رہا پھر ثقبہ نے اپنی گزری ہوئی حالت درست کرکے عجلان کو مکہ معظمہ میں مغلوب کردیا۔

ثقبہ بن رمیثہ کا قتل

عجلان مغلوب ہونے کے باوجود ثقبہ کا مقابلہ کرتا رہا حتیٰ کہ دونوں بھائی ۷۵۶ھ میں لڑتے جھگڑتے مصر پہنچے۔ حکمرانِ مصر نے ان میں سے عجلان کو مکہ کی سند حکومت عطا کی۔ ثقبہ ناراض ہوکر سرزمین حجاز چلا گیا اور وہیں قیام کردیا۔ زمانہ قیام حجاز میں کئی بار مکہ پر حملہ آور ہوا۔ عجلان آئے دن لڑائیوں سے تنگ ہوکر ۷۶۲ھ میں بغرض امداد مصر گیا اور وہاں سے شاہی فوج لے کر ثقبہ کے مقابلہ پر آیا۔ دونوں بھائیوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ ثقبہ مارا گیا اور اس کی فوج کا کچھ حصہ بھی اس معرکہ میں کام آیا۔

عجلان بن رمیثہ

عجلان اپنے زمانہ امارت میں عدل و انصاف کے راستہ پر نہایت سلامت روی سے چلا

جارہا تھا وہ اس ظلم اور زیادتی سے منزلوں دور تھا جو اس کی قوم، تجارت پیشہ اصحاب اور مجاورین بیت اللہ الحرام کے ساتھ کیا کرتی تھی اُس نے اپنے زمانۂ امارت میں غلاموں کا ٹیکس جو حجاج پر تھا موقوف کر کے شاہی خزانہ سے ان کی تنخواہیں اور وظائف مقرر کرائے جو ایام حج میں انہیں ادا کئے جاتے تھے۔ یہ امر سلطان مصر کی زندہ یادگاروں میں سے تھا جس کی کوشش امیر عجلان نے کی تھی جزاہ اللہ خیراً اسی عدل وداد اور رفاہ مسلمین پر عجلان قائم رہا یہاں تک کہ ۷۷۷ھ میں انتقال کیا۔

احمد بن عجلان

عجلان کی وفات پر اس کا بیٹا احمد اس کی جگہ متمکن ہوا۔ احمد اپنے باپ عجلان ہی کے زمانۂ حیات ہی سے امور سیاست کا انتظام کر رہا تھا اور حکومت میں اس کا شریک تھا عجلان کے مرنے پر وہی مراسم عدل وانصاف احمد نے جاری رکھے جو اس کے باپ کے عہد حکومت میں تھے تمام عالم میں اس کے عدل وداد اور حق پسندی کا شہرہ ہو گیا حجاج اور مجاورین بیت اللہ الحرام اس کی تعریف وتوصیف کرنے لگے الملک الظاہر ابو سعید برقوق والی مصر نے اس کے محاسن کا تذکرہ سن کر اپنی طرف سے اسے سند حکومت عطا کی جیسا کہ اس کے باپ کو دربار شاہی سے عطا ہوئی تھی اور حسب دستور خلعت بھی بھیجا۔

محمد بن عجلان کا قتل

امیر احمد نے اپنے اکثر اعزہ واقارب کو جن میں اس کا بھائی محمد، محمد بن ثقبہ اور عنان بن مغامس برادر عم زاد احمد تھا کسی مصلحت سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال رکھا تھا امیر احمد کے انتقال پر یہ لوگ قید خانہ سے نکل بھاگے محمد بن عجلان ایک ہوشیار آدمی تھا اس نے اسی وقت زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور بحکمت عملی ان سب کو واپس بلا لیا صرف عنان بن مغامس سرگرداں وحیراں مصر پہنچا اور سلطان مصر سے بمقابلہ محمد وکبیش امداد طلب کی چنانچہ سلطان مصر نے اس کی کمک پر ایک فوج متعین کی اور امیر قافلہ حجاج کے ساتھ حالات اصلی اور واقعات حقیقی دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا اتفاق سے فرقہ باطنیہ کا ایک گروہ ان کے ساتھ ہو لیا تھا جس وقت محمل جس پر غلاف کعبہ تھا مکہ معظمہ کے قریب پہنچا، محمد اس کے لینے کے لئے مکہ معظمہ سے باہر آیا اور حسب عادت قدیمہ اس کا بوسہ دینے کو بڑھا باطنیوں نے دفعتہً وار کر دیا محمد زخمی ہو کر زمین پر آ رہا اور محمل مع قافلہ حجاج مکہ معظمہ میں داخل ہوا۔

عنان بن مغامس

امیر حج نے عنان بن مغامس کو امارت مکہ پر مامور کیا۔ کبیش اور اس کے ہوا خواہ بھاگ کر جدہ پہنچے، جب زمانۂ حج گذر گیا اور حاجیوں کا قافلہ واپس ہو کر چلا تو کبیش نے لشکر آراستہ کر کے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مکہ معظمہ پر حملہ کر دیا اور اس پر محاصرہ کیا۔ عنان بن مغامس اور کبیش میں متعدد لڑائیاں ہوئیں انھیں لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں کبیش مارا گیا۔ علی بن عجلان اور اس کا بھائی حسن فریادی صورت بنائے ہوئے الملک الظاہر والیٔ مصر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ الملک الظاہر اس خیال سے کہ مادہ فتنہ وفساد اس وقت تک منقطع نہ ہوگا جب تک انھیں بھی حکومت مکہ میں حصہ نہ دیا جائے گا ۷۷۹ھ میں انھیں بھی سند حکومت عطا کی اور عنان بن مغامس

کے ساتھ امارت میں شریک رہنے کا حکم دیا۔

علی بن عجلان

چنانچہ علی و حسن امیر قافلہ حج کے ساتھ مکہ معظمہ روانہ ہوئے جس وقت مکہ معظمہ کے قریب قافلہ پہنچا، عنان حسب دستور امیر حج کے استقبال کے لئے آیا، لیکن یہ خبر پاکر کہ اسی قافلہ میں علی و حسن بھی ہیں، اثناء راہ سے بھاگ گیا، علی نے مکہ میں داخل ہو کر عنان حکومت مکہ اپنے قبضہ لے لی اور استقلال واستحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ جب ایام حج ختم ہو گئے اور حاجیوں کا قافلہ لوٹ کھڑا ہوا، تو عنان اپنے بنو عم مبارک اور شرفاء عرب کے ایک گروہ کے ساتھ مکہ پر حملہ آور ہوا، پہنچتے ہی علی کا مکہ معظمہ میں محاصرہ کر لیا امارت وریاست کی بابت جھگڑے ہونے لگے پھر خود بخود یہ جھگڑے موقوف ہو گئے، کچھ روز بعد پھر وہی لیل ونہار آ گئے اور لڑائی کی پھر چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ اسی حالت سے اس وقت تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ ۷۹۴ھ میں ان لوگوں کا ایک وفد (ڈپوٹیشن) سلطان کی خدمت میں مصر پہنچا۔ سلطان نے علی کو سند حکومت عطا کی، خلعت اور جائزے دیئے۔ فوجیں اور خدام عنایت فرمائے۔

عنان بن مغامس کی گرفتاری

عنان بن مغامس کو اپنے دربار میں رکھ لیا۔ حسب رتبہ اس کی تنخواہ مقرر کی اور اپنے ارکین دولت میں شامل کر لیا اس کے چند دن بعد سلطان تک یہ خبر پہنچی کہ عنان بن مغامس کے دماغ میں پھر مکہ کی امارت کی ہوا سمائی ہے اور امیر مکہ علی بن عجلان سے دربارہ امارت پر لڑنے کی غرض سے حجاز کی طرف چھپ کر چلے جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ سلطان نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ علی بن عجلان کو اس واقعہ کی خبر لگی تو اس نے بھی ان شرفاء مکہ کو جو عنان کے ہوا خواہ اور ہمدرد تھے گرفتار کر لیا پھر انھیں براہ احسان رہا کر دیا۔ ان احسان فراموشوں اور محسن کشوں نے امارت کی بابت پھر جھگڑا شروع کیا اور علی بن عجلان کے ساتھ اس وقت تک لڑ جھگڑ رہے ہیں۔

واللہ متولی الامور لا رب غیرہ۔

باب ۲۰

امارت مدینہ

امرائے بنی مہنی

اگرچہ انصار اوس و خزرج مدینہ منورہ میں رہتے تھے جیسا کہ مشہور و معروف ہے۔ لیکن نہایت قلیل مدت میں جس وقت کہ اسلامی فتوحات کی موجیں بڑے بڑے سلاطین کی مستحکم سلطنتوں کی دیواروں سے ٹکرا رہی تھیں تمام عالم میں پھیل گئے اور مدینہ منورہ سے ان کی حکومت و سرداری جاتی رہی کوئی شخص ان میں کا باقی نہ رہا صرف معدودے چند طالبی النسل باقی رہ گئے۔

بنی جعفر کا مدینہ سے اخراج

ابن حصین نے اپنے ذیل میں جو اس نے طبری پر لکھا ہے۔ تحریر کیا ہے کہ میں چوتھی صدی میں مدینہ منورہ گیا تھا۔ اس وقت مدینہ منورہ میں خلیفہ مقتدر عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا پھر لکھتا ہے کہ اس شہر پر خلفاء عباسیہ کے گورنر برابر حکمرانی کرنے کے لئے آتے جاتے رہے۔ لیکن اصل میں عنان حکومت بنی حسین اور بنی جعفر کے قبضہ اقتدار میں تھی آخر میں بنی جعفر کو بنی حسین نے نکال دیا، ان لوگوں نے مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان سکونت اختیار کی، پھر انھیں بنو حرب نے زبید سے قرنی اور حصون کی جانب جلا وطن کر کے صعید تک پہنچا دیا۔ چنانچہ اس وقت تک یہ وہاں پر موجود ہیں، بنی حسین مدینہ ہی میں رہے۔ یہاں تک کہ طاہر بن مسلم مصر سے مدینہ منورہ آیا اور اس نے ان کے قبضہ سے مدینہ منورہ کو نکال لیا۔

طاہر بن مسلم

کتب تواریخ میں ہے کہ طاہر بن مسلم کے باپ کا نام محمد بن عبید اللہ بن طاہر بن یحییٰ محدث بن حسن بن جعفر تھا۔ شیعہ کے نزدیک یہ حجۃ اللہ بن عبید اللہ بن حسین اصغر بن زین العابدین کے نام سے موسوم تھا اور یہ مسلم جس کا ذکر اوپر ہو چکا کافور کا دوست تھا۔ جو اخشیدیہ مصر پر قابض تھا اور اس کی سلطنت کا انتظام کرتا تھا اس زمانے میں اس سے زیادہ وجیہہ کوئی شخص نہ تھا جس وقت عبیدیوں کا پرچم اقبال مصر پر لہرانے لگا اور معزالدین اللہ علوی ۳۶۵ھ میں افریقہ سے مصر آیا قاہرہ میں قیام کیا، مسلم کے کسی بیٹے کی لڑکی سے عقد کرنے کی درخواست کی، مسلم نے انکاری جواب دیا معز نے ناراض ہو کر مسلم کا مال و اسباب ضبط کر لیا، گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، مسلم بحالت قید مر گیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مسلم قید خانہ سے بھاگ گیا تھا اور زمانہ فراری میں اس نے وفات پائی اس

کے بعد اس کا بیٹا ظاہر مدینہ منورہ گیا۔ بنو حسین نے اسے اپنا سردار بنایا، چنانچہ دو برس تک استحکام کے ساتھ حکومت کر کے ۳۱۰ھ میں مرگیا اس کی جگہ اس کا بیٹا حسن حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔

حسن بن ظاہر

عتبی مورخ دولت بنی سبکتگین کی کتاب میں ہے کہ ظاہر کے بعد جو شخص مدینہ منورہ کا حکمراں ہوا تھا وہ اس کا داماد اور اس کے چچا کا بیٹا داؤد بن قاسم بن عبیداللہ بن طاہر تھا۔ اس کی کنیت ابو علی تھی۔ اس نے استقلال اور استحکام کے ساتھ ظاہر کے بعد حکمرانی کی تھی نہ کہ ظاہر کے بیٹے حسن نے۔ حتیٰ کہ ابو علی نے وفات پائی تب ہانی کی جگہ اس کا بیٹا پھر اس کا بیٹا مہنی یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے حسن بن ظاہر، سلطان محمود بن سبکتگین کے پاس خراسان چلا گیا تھا اور وہیں ٹھہرا رہا۔

ابن ظاہر کے متعلق غلط روایت

میرے نزدیک یہ روایت غلط ہے کیونکہ مسبحی مورخ دولت عبیدین نے ظاہر بن مسلم کی وفات اور اس کے بیٹے حسن کی حکومت کو اسی سنہ میں تحریر کیا ہے جس سنہ میں کہ ابھی ہم نے بیان کیا۔ مسبحی نے لکھا ہے کہ ۳۱۳ھ میں مدینہ منورہ کا حکمراں حسن بن ظاہر تھا جو مہنی کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ مسبحی بہ نسبت عتبہ کے، حالات مدینہ منورہ اور مصر سے زیادہ واقف تھا اس وقت امراء مدینہ منورہ اپنے کو داؤد کی طرف منسوب کرتے ہیں کہتے ہیں کہ داؤد عراق سے آیا تھا میرے نزدیک اس کا قائل وہی شخص ہوگا جسے تاریخ سے مس نہ ہوگا۔ مورخ حماۃ جہاں پران کے مورثوں کا ذکر کرتا ہے تو انھیں ابو داؤد کی جانب نسباً منسوب کرتا ہے۔

واللہ اعلم

جسد نبوی کو مصر لیجانے کا منصوبہ

ابو سعید نے لکھا ہے کہ ۳۹۰ھ میں ابوالفتوح حسن بن جعفر امیر مکہ نے جو بنی سلیمان سے تھا بحکم حاکم عبیدی مدینہ منورہ پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور بنی مہنی کی امارت جو کہ بنی حسین سے تھے مدینہ منورہ سے زائل کر دی تھی اس نے جسد نبوی کو مدینہ منورہ سے رات کے وقت مصر لے جانے کا قصد کیا تھا۔ اس رات کو اس قدر تیز ہوا چلی کہ جس سے فضا اور آسمان تاریک ہو گیا۔ قریب تھا کہ بڑے بڑے مکانات اور تناور درخت جڑ سے اکھڑ جاتے ابوالفتوح گھبرا کر اس ارادہ سے باز آیا اور بہ عجلت تمام مکہ معظمہ کی جانب واپس ہوا، بنو مہنی بھی مدینہ منورہ واپس آئے۔

قاسم بن مہنی

مورخ حماۃ نے ان کے امراء میں سے منصور بن عمار کو ذکر کیا ہے مگر کسی کی جانب منسوب نہیں کیا۔ لکھتا ہے کہ ۴۹۵ھ میں منصور نے وفات پائی تھی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا حکمراں ہوا۔ یہ سب مہنی کی اولاد سے تھے۔ نیز انھی میں سے قاسم بن مہنی بن داؤد کا تذکرہ لکھا ہے اس کی کنیت ابو قلیتہ تھی، کہ یہ سلطان صلاح الدین بن ایوب کے ہمراہ جہاد انطاکیہ میں گیا تھا اور ۵۸۵ھ میں اسے اس نے فتح کیا تھا۔

ابو عزیز قتادہ اور سالم کی لڑائی

زنجاری مورخ حجاز جیسا کہ اس سے ابو سعید نے ملوک مدینہ جو حسینؓ ابن علیؓ کی اولاد سے تھے، ان کے تذکرے کے وقت روایت کیا ہے۔ لکھتا ہے کہ جلیل القدر عظیم الشان ہونے کے لحاظ سے ان لوگوں میں قابل ذکر قاسم بن جماز

بن قاسم بن مہنی ہے اسے خلیفہ مستضی نے مدینہ منورہ کی سند حکومت عطا کی تھی۔ پچیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔ ۵۸۳ھ میں وفات پائی اس کی جگہ سالم ابن قاسم اس کا بیٹا حکمران ہوا یہ شاعر تھا اس سے اور ابو عزیز قتادہ والیٔ مکہ سے ۶۰۱ھ مقام بدر میں لڑائی ہوئی تھی۔ ابو عزیز نے مکہ سے مدینہ منورہ پر فوج کشی کی تھی اور مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔ ایک مدت تک نہایت سختی سے حصار کئے رہا۔ پھر محاصرہ اٹھا کر چلا آیا اس اثناء میں سالم کی کمک پر بنی لام جو کہ لطول ہمدان سے ہیں، آ گئے پھر کیا تھا سالم نے ابو عزیز کا تعاقب کیا اور مقام بدر میں جا کر ابو عزیز کو گھیر لیا۔ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی جانبین کے ہزار ہا آدمی کام آ گئے ابو عزیز شکست کھا کر مکہ کی جانب بھاگا۔

شیخہ بن سالم

پھر اسی ۶۰۱ھ میں معظم عیسیٰ بن عادل آ گیا اس نے پھر قلعہ بندی شروع کی لڑائی کے مورچے قائم کئے دمدمے اور دُھس بند ہوائے سالم بن قاسم امیر مدینہ بھی اس کے ہمراہ تھا کسی وجہ سے ان لوگوں نے مراجعت کی اثناء راہ میں مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے سالم انتقال کر گیا۔ تب اس کا بیٹا شیخہ حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔ سالم نے اپنے زمانۂ حکمرانی میں ترکمانوں کی ایک فوج تیار کی تھی جسے شیخہ نے از سر نو مرتب کر کے قتادہ پر چڑھائی کی، اور بزور تیغ قبضہ کر لیا۔ ابو عزیز قتادہ ینبوع بھاگ گیا اور وہاں پر جا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ ۶۴۷ھ میں شیخہ والیٔ مدینہ مارا گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا عیسیٰ متمکن ہوا اس کے بعد جماز بن شیخہ نے عیسیٰ کو ۶۴۹ھ میں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اس کی جگہ خود حکمرانی کرنے لگا۔ ابن سعد لکھتا ہے کہ ۶۵۹ھ میں ابوالحسن بن شیخہ بن سالم مدینہ منورہ کا حکمران تھا۔ اس کے علاوہ اور مورخین لکھتے ہیں کہ ۶۵۳ھ میں ابو مالک منیف بن شیخہ مدینہ منورہ کی حکومت پر تھا۔ ۶۵۷ھ میں اس نے وفات پائی۔ اس کی جگہ جماز اس کا بھائی حکمران ہوا۔ اس نے بہت بڑی عمر پائی۔ ۷۰۴ھ میں اس کا انتقال ہوا۔

منصور اور ابو عزیز کی جنگ

اس کے بعد منصور اس کا بیٹا حکمرانی کرنے لگا۔ اس کا دوسرا بیٹا مقبل نامی شام چلا گیا اور بطور وفد مصر میں بیبرس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بیبرس نے منصور کے نصف مقبوضہ بلاد کی حکومت مقبل کو عطا کی۔ مقبل بحالتِ غفلت مدینہ منورہ میں داخل ہوا اس وقت مدینہ منورہ میں منصور کا بیٹا ابو کبیشہ حکومت کر رہا تھا۔ ابو کبیشہ اور منصور سے کچھ بن نہ پڑی شہر چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے مقبل نے کامیابی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا۔ ابو کبیشہ بحال پریشاں قبائل عرب میں چلا گیا اور ان لوگوں سے ایک فوج مرتب کر کے ۷۰۹ھ میں مدینہ منورہ کی جانب مراجعت کی مقبل اور ابو کبیشہ سے لڑائی ہوئی مقبل مارا گیا۔ منصور مظفر و منصور اپنے دار الامارت میں داخل ہوا۔

ماجد بن مقبل اور ابو عزیز کی لڑائی

مقبل کا ایک لڑکا ماجد نامی تھا اسے بعض مقبوضات جو اس کے باپ کے تھے مرحمت کئے گئے۔ یہ عرب کے ساتھ وہاں جا کر قیام پذیر ہوا اور درپردہ منصور کی مخالفت کرتا رہا۔ اتنے میں منصور اور ابو عزیز قتادہ والیٔ ینبوع کے درمیان ۷۱۶ھ میں اسی ماجد کی وجہ سے لڑائی ہوئی۔ اس کے بعد ماجد بن مقبل ۷۱۷ھ میں اپنے چچا منصور

سے جنگ کرنے کے لئے مدینہ منورہ آیا منصور نے سلطان سے امداد طلب کی۔ چنانچہ شاہی لشکر اس کی کمک پر آیا اس وقت ماجد بن مقبل مدینہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی آخرکار ماجد شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اور منصور بدستور اپنی امارت پر قائم رہا۔ حتیٰ کہ ۷۲۵ھ میں مرگیا اور اس کا بیٹا کبیش بن منصور امارت کرنے لگا۔

ابو کبیشہ بن منصور اس کا زمانہ حکومت بھی طول طویل ہوا اس کا امارت کے سلسلے میں ودی بن جماز سے جھگڑا ہوا۔ ودی ایک مدت تک اس کا محاصرہ کئے رہا اس کے بعد طفیل حکمراں ہوا۔ ۷۵۱ھ میں طاہر نے گرفتار کر لیا اور عطیہ کو حکومت عنایت کی۔ (۷۸۳ھ میں عطیہ مرگیا) طفیل کو سند حکومت مرحمت ہوئی کچھ دن بعد قید کر لیا گیا اور جماز بن ہبتہ اللہ بن جماز بن منصور کو امارت دی گئی غرض سلاطین ترک جو مصر میں حکمرانی کر رہے تھے مدینہ منورہ کی حکومت کو انھی دو خاندانوں میں سے کسی ممبر کو منتخب کیا کرتے تھے۔ دو خاندانوں کے علاوہ مدینہ منورہ کی امارت کے لئے کسی دوسرے خاندان سے کسی کو منتخب نہیں کرتے تھے۔ ان دنوں مدینہ منورہ کی زمام حکومت جماز بن ہبتہ اللہ بن جماز کے ہاتھ میں تھی اور اس کا ابن عم بن[1]........ ابن محمد بن عطیہ امارت کی بابت جھگڑ رہا تھا کیونکہ ان دونوں میں ایک مدت دراز سے جھگڑا چلا آرہا تھا یہ سب مذہب امامیہ رکھتے تھے جو رافضیوں کی ایک شاخ ہے یہ لوگ ائمہ اثنا عشر کے قائل تھے اور ان تمام اعتقادات کے معتقد تھے جو رافضیوں کے ہیں واللہ یخلق مایشاء ویختار۔

امراء مدینہ کے آخری حالات ہیں اس سے زیادہ مجھے واقفیت کا موقع نہیں ملا۔ الا واللہ المقدر بجمیع الامور سبحانہ لا الہ الا ھو۔

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا۔ من مترجم۔

باب ۲۱

امارت صعدہ

بنی رسی کے حکمراں

ابن قاسم الرسی

محمد بن ابراہیم ملقب بہ طباطبا بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن حسن داعی کے حالات اور زمانہ خلافت مامون میں اس کے ظہور کے واقعات اور ابو السرایا کا اس کی بیعت کرنی اور تبلیغ کی کیفیات آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ جب یہ اور ابو السرایا مرگیا تو ان کا کارخانہ درہم برہم ہوگیا خلیفہ مامون نے اس کے بھائی قاسم الرسی بن ابراہیم طباطبا کی گرفتاری کا حکم صادر فرمایا قاسم بخوفِ جاں سندھ کی طرف بھاگ گیا اور اسی حالت روپوشی میں ۲۴۵ھ میں مرگیا۔ اس کے مرنے پر اس کا بیٹا حسن یمن واپس آیا۔ صعدہ بلاد یمن کے ایمہ اسی کے نسل سے تھے اسی کی آیندہ نسلوں نے زیدیہ کی حکومت مقام مذکور میں قائم کی جو آخر زمانہ تک باقی رہی۔ صعدہ ایک پہاڑ ہے۔ جو صنعاء کے شرق میں واقع ہے اس میں متعدد قلعے تھے جس میں صعدہ، قلعہ تلا اور جبل مطابہ زیادہ مشہور و معروف تھے یہ سب بنی رسی کے مقبوضات میں شمار کیے جاتے تھے۔

یحییٰ ہادی

ان میں سے سب سے پہلے جس نے صعدہ میں بغاوت کی تھی وہ عیسٰی بن حسین بن قاسم رسی تھا۔ اس نے صعدہ میں اپنی خود مختاری کا اعلان کیا اور "ہادی" کے لقب سے مخاطب ہوا، ۲۸۸ھ میں بحالت حیات حسین بن قاسم، یحییٰ کی حکومت و سلطنت کی بیعت لی گئی تھی۔ بیعت لینے کے بعد اس نے اپنے ہوا خواہوں کی فوجیں فراہم کیں اور ابراہیم بن یعفر سے معرکہ آرا ہوا۔ چنانچہ صنعا اور بحوس کو اس کے قبضہ سے نکال لیا اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا۔ کچھ دن بعد بنو یعفر نے صنعا وغیرہ کو یحییٰ سے چھین لیا، یحییٰ شکست کھا کر صعدہ واپس آیا، ۲۹۸ھ میں اپنی حکومت کے دس سال پورے کر کے رہ گزار ملک جاودانی ہوا۔ ایسا ہی ابن حابر نے لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ دربارہ حلال و حرام اس نے ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ اس کے سوا اور مورخین لکھتے ہیں کہ احکام شرعیہ کا بہت بڑا مجتہد تھا۔ علم فقہ میں اس کی عجیب و غریب رائیں تھیں اس کی تصانیف شیعہ میں معروف ہیں۔

مرتضیٰ بن یحییٰ

مصوئی کہتا ہے کہ اس کے بعد اس کا بیٹا مرتضیٰ حکمرانی کرنے لگا۔ اس کا زمانہ نہایت پر آشوب گذرا، اس کے باوجود چھبیس برس حکومت کی۔ ۳۲۴ھ میں وفات پائی۔

اس کی جگہ اس کا بھائی الناصر احمد حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔ فتنہ و بغاوت کا بازار سرد ہو گیا۔ ملک میں امن و امان کی منادی پھر گئی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے حسین منتخب نے عبائے حکمرانی کو زیب تن کیا۔ ۳۲۴ھ میں اس نے انتقال کیا۔ تب اس کی جگہ قاسم مختار اس کا بھائی حکمراں ہوا حتیٰ کہ ابوالقاسم ضحاک ہمدانی نے ۳۴۴ھ میں اس کی زندگانی کا اپنی تیغ آب دار سے خاتمہ کر دیا۔

عبداللہ بن احمد ناصر

صولی کہتا ہے کہ بنی ناصر سے رشید منتخب تھا اس نے ۳۲۴ھ میں وفات پائی ابن حزم جہاں پر ابوالقاسم رسی کی اولاد کا تذکرہ لکھتا ہے تحریر کرتا ہے کہ انھی میں سے وہ لوگ ہیں جو صعدہ سرزمین یمن میں حکمرانی کر رہے تھے۔ ان کا پہلا حکمراں یحییٰ ہادی گزرا ہے۔ علم فقہ میں اسے ید طولیٰ حاصل تھا میں نے اُسے دیکھا ہے۔ یہ اہل سنت و جماعت کے مسلک سے زیادہ ہٹا ہوا نہ تھا۔ اس کے بیٹے احمد ناصر کے چند بیٹے تھے۔ انھی میں سے اس کے بعد جعفر رشید پھر اس کا بھائی قاسم مختار پھر حسن منتخب اور محمد مہدی حسب ترتیب مذکور حکمراں ہوئے۔ پھر لکھتا ہے کہ یمانی جس نے ۳۴۳ھ میں ماردہ کی حکومت کی بناء ڈالی تھی وہ عبداللہ بن احمد ناصر برادر رشید، مختار اور مہدی تھا۔ ابن حباب تحریر کرتا ہے کہ ان لوگوں کی امامت اور حکومت کا سلسلہ صعدہ میں برابر ایک مدت تک جاری رہا۔ حتیٰ کہ ان لوگوں میں باہم مخالفت پیدا ہو گئی اور سلیمانیوں نے جب کہ انھیں ہواشم نے مکہ سے نکال باہر کیا صعدہ میں پہنچ کر ان لوگوں کو مغلوب کیا اور ان کی حکومت و دولت کے سلسلہ کو چھٹی صدی ہجری میں منقطع کر دیا۔

فاتک بن محمد نجاحی کا قتل

ابن سعید نے لکھا ہے کہ بنی سلیمان میں جس وقت کہ یہ مکہ معظمہ سے یمن کی جانب نکالے گئے تھے احمد بن حمزہ بن سلیمان ایک سربرآوردہ شخص تھا اسے اہل زبید نے جس زمانے میں علی بن مہدی خارجی ان کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اپنی امداد کو بلایا۔ ان دنوں زبید میں فاتک بن محمد نجاحی حکمرانی کر رہا تھا احمد بن حمزہ نے کہلا بھیجا کہ میں تمھاری امداد کو موجود ہوں بشرطیکہ تم لوگ فاتک کو مار ڈالو۔ چنانچہ اہل زبید نے غریب فاتک کو ۵۰۳ھ میں مار کر اپنی حکومت کی عنان احمد بن حمزہ کے قبضہ میں دیدی۔ لیکن احمد بن حمزہ سے کچھ بن نہ پڑی علی بن مہدی کا مقابلہ نہ کر سکا۔ زبید سے بھاگ کھڑا ہوا علی بن مہدی نے زبید پر قبضہ کر لیا ابن بنی سعید کا بیان ہے کہ عیسیٰ بن حمزہ برادر احمد بن حمزہ مع اپنے خاندان کے یمن میں تھا[1] . . . . اور انھی میں سے غانم بن یحییٰ تھا۔ اس کے بعد تہامہ، جبال اور یمن سے بنو سلیمان کی حکومت بنی مہدی کے ہاتھوں سے جاتی رہی۔ اس کے بعد بنی ایوب نے ان ممالک پر قبضہ حاصل کر کے بنی مہدی کو مغلوب کر دیا۔

منصور عبداللہ ابن احمد

آخر کار اس کی حکومت پر منصور عبداللہ ابن احمد بن حمزہ متمکن ہوا۔ ابن عدیم نے لکھا ہے کہ اس نے صعدہ کی حکومت اپنے باپ سے حاصل کی تھی خلیفہ

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ من مترجم

ناصر عباسی تاج دار خلافت بغداد کے ساتھ یہ اکثر بحث و مباحثہ کیا کرتا تھا اور اپنے ایلچیوں کو دیلم اور جیلان (گیلان)، کی جانب بھیجتا تھا، حتیٰ کہ ان شہروں کے رہنے والوں نے اس کی امامت و ریاست کو تسلیم کیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگے اور اس کی طرف سے ان بلاد پر عمال مقرر کیے جانے لگے۔ خلیفہ ناصر نے اہل عرب اور یمن کو خوب روپے دیئے اور انھیں ملانے کی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوا۔ ابن اثیر لکھتا ہے کہ ۵۰۱ھ میں منصور عبداللہ بن احمد بن حمزہ نے جن دنوں صعدہ میں زیدیہ کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا ایک عظیم فوج مرتب کی، یمن پر حملہ آور ہوا، معز بن سیف الاسلام طغتگین بن ایوب کو اس سے خطرہ پیدا ہوا، مگر مقابلہ کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا، فوجیں آراستہ کر کے منصور عبداللہ کے مقابلہ کو بڑھا۔ دونوں فریقوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان معز کے ہاتھ رہا۔ منصور عبداللہ شکست کھا کر بھاگا۔ دوبارہ ۶۱۲ھ میں منصور عبداللہ ہمدان اور خولان کی فوجیں جمع کر کے یمن کی طرف بڑھا۔ تمام ملک یمن میں زلزلہ سا پڑ گیا۔ مسعود بن کامل جو اس وقت والی یمن تھا بے حد خائف ہوا، کردوں اور ترکوں کی فوج اس کے رکاب میں تھی۔ امیر الجیوش عمر بن رسول نے رائے دی کہ منصور عبداللہ کے کسی قلعہ پر قابض ہونے سے قبل جنگ چھیڑ دینی چاہیئے۔ مسعود نے اس رائے کے مطابق لڑائی چھیڑ دی۔ چونکہ لڑائی شروع ہونے سے پیشتر منصور کے ہمراہیوں میں باہم نزاع شروع ہو گئی تھی منصور کو شکست ہوئی۔

احمد موطی بن حسین منصور نے بہت بڑی عمر پائی ۶۳۰ھ میں انتقال کیا۔ ایک بیٹا احمد نامی یادگار چھوڑا۔ زیدیہ نے اسے اپنا امیر بنایا مگر اس کی امامت کا خطبہ بوڑھے ہونے اور شرائط امامت پورے ہونے کے انتظار میں نہ پڑھا گیا ۶۴۵ھ میں زیدیہ کے ایک گروہ نے احمد موطی (جو یادگار اسلاف رہی تھا) کے ہاتھ پر بیعت کی، احمد موطی حسین کا بیٹا اور ہادی کی نسل سے تھا۔ جس وقت بنو سلیمان نے بنو ہادی کو صعدہ کی کرسی امامت سے اُتار کر نکال باہر کیا تھا اس وقت یہ لوگ کوہ فطابہ میں جا کر پناہ گزیں ہوئے تھے جو صعدہ کے شرق میں واقع ہے۔ اُس زمانہ سے یہ برابر اسی پہاڑ میں مقیم رہے اور ہر زمانہ میں ان کا امام اعلان کرتا آتا تھا کہ اصل میں حکومت ہماری ہی ہے یہاں تک کہ زیدیہ نے احمد موطی کے ہاتھ پر امامت و امارت کی بیعت کی۔ یہ شخص فقیہ، ادیب، اپنے مذہب کا عالم اور پابند صوم و صلوٰۃ تھا۔ ۶۴۵ھ میں اس کی امامت کی بیعت کی گئی۔ نورالدین عمر بن رسول کو اس سے خطرہ پیدا ہوا فوجیں مرتب کر کے احمد موطی پر چڑھائی کر دی اور تلاسنہ میں اس پر محاصرہ کیا۔ احمد موطی نے قلعہ بندی کر لی۔ عمر بن رسول نے محاصرہ اٹھا لیا اور دوبارہ محاصرہ کرنے کی غرض سے محصور قلعہ کے گرد و نواح کے قلعوں سے فوجیں طلب کیں لیکن ان فوجوں کے پہنچنے سے پہلے عمر بن رسول مار ڈالا گیا اس کا بیٹا مظفر، قلعہ دملوہ کے سر کرنے میں مصروف تھا اسے وقت نے اس قدر موقع نہ دیا کہ وہ احمد موطی کے مقابلہ پر آتا۔

احمد موطی کی فتوحات احمد موطی نے نہایت اطمینان کے ساتھ قلعوں کو سر کرنا شروع کر دیا۔ بیس قلعے بزور تیغ فتح کیے، صعدہ پر فوج کشی کی، سلیمانیوں کو شکست فاش

دے کر صعدہ میں اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا۔ سلیمانیوں نے اپنے امام منصور عبداللہ کے بیٹے احمد کی بیعت اُسی زمانہ میں کر لی تھی اور متوکل کا خطاب دیا تھا جب کہ موطی کی امامت کی بیعت کی گئی تھی، کیونکہ سلیمانی اس کی زیادہ عمر ہونے اور شرائط امامت کے پورا ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ جب احمد موطی کی بیعت کی خبر مشہور ہوئی تو ان لوگوں نے بھی بیعت کر لی پھر جس وقت احمد موطی نے صعدہ کو فتح کر لیا تو سلیمانیوں کے امام احمد متوکل نے امان حاصل کر کے اپنے کو احمد موطی کے حوالہ کر دیا اور اس کی امارت و امامت کی بیعت کر لی، یہ واقعہ ۶۴۹ھ کا ہے، ۶۵۰ھ میں احمد موطی حج کرنے کو گیا۔ اس زمانہ سے زیدیہ صعدہ کی حکومت، احمد موطی کی آئندہ نسلوں میں چلی گئی۔

نجاح بن صلاح میں نے صعدہ میں سُنا ہے کہ امام صعدہ، ۸۰۰ھ سے قبل علی بن محمد تھا جو کہ احمد موطی کی اولاد سے تھا اور اس نے ۸۰۷ھ سے قبل وفات پائی۔ اس کے بعد ان کا بیٹا صلاح حکمراں ہوا، زیدیہ نے اس کی بیعت کی۔ بعض زیدیہ یہ کہتے تھے کہ وہ امامت کی شرائط نہ ہونے کے باعث امام نہیں تھا بہرکیف صلاح نے آخر ۷۹۳ھ میں انتقال کیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا نجاح حکمراں ہوا، زیدیہ نے اس کی بیعت سے انکار کیا نجاح نے کہا کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا محتسب ہوں۔

یہ واقعات وہ ہیں جو مجھ کو زمانہ قیام مصر میں اُن لوگوں سے معلوم ہوئے۔ اللہ تعالیٰ زمین اور تمام اُن چیزوں کا جو اس پر ہیں وارث و مالک ہے۔

باب ۲۲

آل ابی طالب

طالبیوں کی اصل طالبیوں کا سلسلۂ نسب حسنؓ و حسینؓ پسران علیؓ بن ابی طالب تک منتہی ہوتا ہے جو بطن فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے تھے اور یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں۔ بعض طالبیوں کا سلسلہ نسب محمد بن حنفیہ برادر علاتی حسنؓ و حسینؓ سبطین رسول اللہ صلعم سے بھی جا ملتا ہے اگرچہ علی رضی اللہ عنہ کی ان لوگوں کے علاوہ اور اولاد بھی تھی مگر جن لوگوں نے خلافت و امارت کو اپنا حق تصور کر کے طلب کیا اور شیعوں نے ان کی طرف داری کی اور اطراف بلاد میں ان کی امارت و حکومت کی ترغیب دی وہ یہی تین (حسن اور حسین اور محمد) تھے نہ کہ اولاد

آل حسن حسن کی اولاد سے حسن مثنیٰ اور زید ہیں انہی دونوں سے حسن سبط کی نسل مدعی امامت و حکومت ہوئی۔ حسن مثنیٰ کے لڑکوں سے عبداللہ کامل، حسن مثلث، ابراہیم عمر، عباس اور داؤد ہیں عبداللہ کامل اور اس کے لڑکوں کے حالات اور انساب اوپر بیان کئے گئے جہاں پر کہ اس کے بیٹے محمد مہدی کے تذکرے اور حالات جو ابوجعفر منصور کے ساتھ پیش آئے تھے احاطۂ تحریر میں لائے گئے ہیں۔ ملوک اور ارسہ مغرب اقصیٰ بنوادریس بن ادریس ابن عبداللہ کامل، بنو حمود ملوک اندلس، (جو بنوامیہ کے آخری عہد حکومت میں بنوامیہ کی جانب سے حکمراں تھے) بنو حمود بن احمد بن علی بن عبیداللہ بن عمر بن ادریس، (جن کا ذکر ہم آئندہ تحریر کریں گے) بنو سلیمان بن عبداللہ کامل، (جس کی نسل سے ملوک یمامہ بنو محمد اخیضر بن یوسف بن ابراہیم بن موسیٰ جون گذرے ہیں) بنو صالح بن موسیٰ بن عبداللہ ساقی ملقب بہ ابوالکرام بن موسیٰ جون، انہی طالبیوں کی اولاد اور نسل سے تھے، بنو صالح وہ ہیں جنھوں نے بغانہ مضافات سوڈان ملک مغرب اقصیٰ میں حکمرانی کی تھی اور ان کی پچھلی نسلیں اس وقت تک وہاں پر موجود ہیں اسی کی نسل سے ہواشم بنوابی ہاشم محمد بن حسن بن محمد اکبر بن موسیٰ ثانی بن عبداللہ ابوالکرام تھے جو عہد حکومت عبیدیین میں امراء مکہ تھے ان کے تذکرے ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں، ان کی اولاد سے بنو قتادہ بن ادریس ابن مطاعن بن عبدالکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بن سلیمان بن موسیٰ جون بھی تھے جو ہواشم کے بعد مکہ معظمہ حکمراں ہوئے یہ لوگ اپنے باپ قتادہ کی بدولت حکومت کی کرسی پر رونق افزا ہوئے تھے۔ انھی میں سے بنو نمی بن سعد بن علی بن قتادہ ہیں جو اس وقت امراء مکہ ہیں۔

داؤد بن حسن مثنیٰ داؤد بن حسن مثنیٰ سے سلیمانیوں کا سلسلہ نسب ملتا ہے جو حکمران مکہ معظمہ تھے یہ لوگ سلیمان بن داؤد کی نسل سے تھے ان پر آخر زمانہ میں ہواشم غالب آ گئے تھے اور یہ لوگ مکہ معظمہ سے یمن کی جانب چلے گئے تھے، زیدیہ نے ان کی امامت و امارت تسلیم کی جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے۔ حسن مثلث بن حسن مثنیٰ سے حسین بن علی بن حسن مثلث تھے جس نے ہادی کے خلاف بغاوت کی تھی اس کا ذکر بھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

ابراہیم عمر بن حسن مثنیٰ ابراہیم عمر بن حسن مثنیٰ کی اولاد ابن طبا طبا ہے اس کا نام ابراہیم بن اسمٰعیل بن ابراہیم تھا انھی میں سے محمد بن طبا طبا ابوالایمہ صعدہ تھا جس پر بنوسلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ غالب آئے تھے جب کہ وہ مکہ سے صعدہ میں آئے تھے پھر ان پر بنورسی مسلط ہوئے چنانچہ یہ لوگ اپنے امام کے پاس صعدہ چلے گئے اور اس وقت تک وہیں پر موجود ہیں۔

بنو سلیمان بن داؤد بنوسلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ اور اس کا بیٹا محمد بن سلیمان، جو حکومت مامون میں مدینہ کا حکمراں تھا محمد بن حسن بن محمد بن ابراہیم بن حسن ....

......بن زید، (جو زمانہ معتمد میں مدینہ منورہ کا والی اور حاکم گذرا ہے اور اس نے منہیات شرعیہ اور خونریزی کو مباح کر رکھا تھا فتنہ اور فساد کی اس درجہ گرم بازاری ہو گئی تھی کہ جماعت کے ساتھ نماز کا ہونا موقوف

ہو گیا تھا۔ حسن بن زید بن محمد بن اسمٰعیل بن حسن بن زید اور اس کا بھائی محمد (جنھوں نے یکے بعد دیگرے طبرستان میں حکومت و امارت کی بنا قائم کی تھی۔ اور ان دونوں کے حالات اوپر بیان کیے گئے) داعی صغیر حسین بن قاسم بن علی بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد طحانی بن قاسم بن حسین بن زید (جورے اور طبرستان کا داعی صغیر تھا) اسی ابراہیم عمر بن حسن مثنیٰ کے اولاد سے تھا داعی صغیر اور اطروش میں لڑائیاں بھی ہوئی تھیں۔ چنانچہ ۳۱۹ھ میں داعی صغیر مارا گیا۔ اس کی پچھلی نسل سے قاسم بن علی بن اسمٰعیل تھا جو حسن بن زید کا ایک سپہ سالار تھا۔

اطروش حسنی ان لوگوں نے اس اطراف کے رہنے والوں کے ساتھ محبت اور اخلاق کے برتاؤ کیے تھے جس سے اس علاقہ کے رہنے والوں کے دلوں میں ان کی محبت جانشین اور متمکن ہو گئی اور یہی سبب تھا کہ دیلم آئے دن بلاد اسلام پر حملہ آور ہوتے تھے کیونکہ ان حسینوں کی فوج انھی دیلمیوں سے مرتب کی جاتی تھی۔ جو ان لوگوں کے ساتھ بغاوت کیا کرتی تھی، اطروش حسنی کے ساتھ ماکان بن کالی بادشاہ دیلم نے بغاوت کی تھی، مرداویج اور بنوبویہ انھی کے ہوا خواہوں سے تھے انھی دیلمیوں کے اعزہ و اقارب ان کی فوج کے سپہ سالار اور سپاہی ہوتے تھے جو بہ لحاظ اپنے قوم کی دیلم کے نام سے موسوم کیے جاتے تھے واللہ یخلق ما یشاء۔

آل حسین حسینؓ بن علی کی اولاد ذکور سے جو کہ زمانہ حکومت یزید بن معاویہ بہ مقام کربلا میں شہید کیے گئے تھے صرف ایک یادگار نسل "علی" ملقب زین العابدین باقی رہ گئے تھے علی زین العابدین کے چار لڑکے ہوئے محمد ملقب بہ باقر، عبداللہ ارقط، عمر اور حسین اعرج۔

حسین کوکبی بن احمد عبداللہ ارقط کی نسل سے حسین کوکبی بن احمد بن محمد بن اسمٰعیل بن احمد بن عبداللہ ارقط تھا حسین کوکبی، حسن اطروش بن علی قائم بن حسن بن علی بن عمر کے سپہ سالاروں سے تھا اس نے سرزمین طالقان میں عہد خلافت معتصم میں حکومت و سلطنت کی بنا ڈالی تھی پھر خونریزی کے خوف سے روپوش ہو گیا تھا اور اسی حالت روپوشی میں وفات پائی، یہ معتزلی مذہب تھا اطروش کے ہاتھ پر دیلم کا گروہ اسلام لایا تھا۔

حسن اطروش اطروش کا نام حسن تھا علی بن حسن بن علی بن عمر کا بیٹا تھا۔ ادیب اور فاضل تھا اس نے اپنے مذہب کو خوب سنوارا۔ طبرستان پر حکمرانی کی۔ ۳۰۴ھ میں وفات ہوئی اس کے بعد اس کا بھائی محمد حکمرانی کرنے لگا، جب یہ بھی مر گیا تو حسین بن محمد بن علی جو اس کے بھائی کا بیٹا تھا کرسی حکومت پر جلوہ افروز ہوا ۳۱۶ھ میں نصر بن احمد بن اسمٰعیل بن احمد بن نوح بن اسد سامانی والیٔ خراسان کی جنگ میں مارا گیا۔

جعفر بن عبداللہ حجۃ اللہ حسین اعرج کی اولاد سے حسین ہمرج بن زین العابدین بن عبداللہ عقیقی بن حسین اعرج تھا عبداللہ عقیقی کی نسل سے حسین بن محمد بن جعفر بن عبداللہ عقیقی گذرا ہے جس کی زندگانی کا خاتمہ حسن بن زید والیٔ طبرستان کے ہاتھوں ہوا۔ اسی خاندان سے جعفر

بن عبید اللہ بن حسین اعرج تھا جسے اس کے گروہ والے "حجۃ اللہ" سے موسوم کرتے تھے اس کی آئندہ نسل سے ملقب بہ مسلم ایک شخص تھا جو زمانہ حکومت کافور میں مصر کے امور سیاسی کا ناظم گذرا ہے مسلم کا نام محمد بن عبید اللہ بن طاہر بن یحییٰ محدث بن حسین بن جعفر حجۃ اللہ تھا۔ مسلم کے بیٹے طاہر کی نسل سے اس زمانہ کے امراء مدینہ منورہ، بنو جماز بن ہبتہ اللہ بن جماز بن منصور بن جماز بن شیخہ بن ہاشم بن قاسم بن مہنی اور مہنی بن نہنی بن داود بن قاسم برادر مسلم اور عمر وطاہر ہیں۔ ابن سعید کا یہ خیال ہے کہ بنی جماز بن شیخہ امراء مدینہ منورہ، عیسیٰ بن زید شہید کی اولاد سے ہیں۔ یہ امر قابل قبول نہیں ہے۔

آل حسین اعرج کا خروج

حسین اعرج کی اولاد سے زید بھی تھے جنھوں نے کوفہ میں ہشام بن عبدالملک کے خلاف ۱۲۱ھ میں بغاوت کی تھی اور وہیں مارے گئے تھے اس کے بعد ۱۲۵ھ میں ان کے بیٹے یحییٰ نے خراسان میں علم مخالفت بلند کیا اور ان کی بھی زندگانی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ بعض اوقات صاحب الزنج اپنے کو نسباً ان کی طرف منسوب کرتا ہے اور اس کا بھائی عیسیٰ بن زید، جس نے اول زمانہ خلافت منصور میں، منصور سے معرکہ آرائی کی، حسین ہی کی اولاد سے شمار کیا جاتا ہے جس کی نسل سے یحییٰ بن عمر بن یحییٰ تھا جس نے عہد حکومت مستعین میں کوفہ میں امارت کی بنا قائم کی تھی، اس کے خیالات، صحابہ کی بابت اچھے اور قابل تحسین تھے۔ اس کی طرف وہ عمری منسوب کئے جاتے ہیں جو کہ بغداد میں سلطان کی جانب سے دیلم کے قابض ہونے کے زمانہ میں کوفہ پر غالب ہو گئے تھے۔ علی بن زید بن حسین بن زید نے کوفہ میں بناء حکومت قائم کی تھی پھر صاحب الزنج کے پاس بصرہ بھاگ گئے اُس نے اسے قتل کر کے اُس لونڈی کو گھر میں ڈال لیا جسے انھوں نے بصرہ سے گرفتار کیا تھا۔

عبداللہ افطح

محمد ملقب بہ باقر بن زین العابدین کی اولاد سے عبداللہ افطح اور جعفر صادق تھے، عبداللہ افطح کے گروہ والے .... عبداللہ افطح کی امامت کے قائل تھے اسی کے گروہ سے زرارۃ بن اعین کوفی تھا۔ زرارہ نے کوفہ سے نکل کر مدینہ منورہ میں جا کر قیام کیا تھا اہل مدینہ نے زرارہ سے چند مسائل فقہیہ دریافت کئے تھے جس کا جواب اس سے نہ بن پڑا ان لوگوں نے عبداللہ افطح کی امامت کے اعتقاد سے رجوع کر لیا۔ اس وجہ سے افطحیہ کی امامت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

ابن حزم کا خیال ہے کہ عبیدیین، ملوک مصر اس کی طرف نسباً منسوب کئے جاتے ہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔

آل جعفر صادق

جعفر صادق کے لڑکوں سے اسمٰعیل، امام، موسیٰ کاظم اور محمد دیباجہ تھے محمد دیباجہ نے زمانہ خلافت مامون میں، مکہ معظمہ میں بغاوت کی اہل حجاز نے ان کی خلافت و امارت کی بیعت کی۔ پھر جس وقت معتصم حج کو آیا تو انھیں گرفتار کر کے مامون کی خدمت میں بغداد لایا، مامون نے ان کی خطا معاف کر دی تھی۔ محمد دیباجہ نے ۲۰۳ھ میں وفات پائی۔ باقی رہے اسمٰعیل اور موسیٰ کاظم۔ انھی سے شیعہ میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ موسیٰ کاظم کا حلیہ بدویوں سے زیادہ ملتا جلتا اور رنگ مائل بہ سیاہی تھا۔ رشید ان کی بہت عزت کرتا تھا اور ان کے معاملات میں لوگوں کے کہنے سننے

پر کان نہ رکھتا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں، انھیں کی آیندہ نسل سے بقیہ ایمہ اثنا عشر ہیں جن کی امامت کا فرقہ امامیہ عہد خلافت علی ابن ابی طالب وصی سے قائل ہے۔

بارہ ائمہ علی ابن ابی طالب نے ۳۵ھ میں جام شہادت نوش فرمایا ان کے بعد ان کے بیٹے حسن[1] امامت کی کرسی پر متمکن ہوئے ان کی وفات ۴۵ھ میں ہوئی پھر ان کے بھائی حسین امام ہوئے ان کی شہادت ۶۱ھ میں ہوئی پھر ان کے بیٹے علی زین العابدین امامت کے عہدے سے سرفراز کئے گئے۔ انھوں نے (۹۴ھ) میں وفات پائی ان کی وفات کے بعد محمد بن علی زین العابدین ملقب بہ باقر امام ہوئے۔ انھوں نے ۱۱۶ھ میں انتقال کیا پھر ان کے بیٹے جعفر صادق نے امامت کی ۱۴۳ھ میں یہ جاں بحق ہوئے ان کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ کاظم کو امامت دی گئی۔ ان کی وفات ۱۸۳ھ میں ہوئی۔ شیعوں کے نزدیک یہ ساتویں امام ہیں، ان کے بعد ان کے بیٹے علی رضا منصب امامت سے ممتاز ہوئے، ۲۰۳ھ میں انتقال کیا۔ پھر ان کے بیٹے علی معروف بہ ہادی نے امامت کی، ان کا انتقال ۲۵۴ھ میں ہوا ان کے بعد ان کے بیٹے حسن عسکری کو امامت ملی۔ انھوں نے ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔ پھر ان کے بیٹے محمد ملقب

---

[1] مورخ ابن خلدون نے اس مقام پر شیعوں کے ایمہ اثنا عشر کی ترتیب اور ان کے زمانہ وفات کو تحریر کیا ہے ولادت کے زمانہ سے کچھ تعارض نہیں کیا۔ میں اس کمی کو اور کتب تواریخ سے پورا کرتا ہوں (وہو ہذا۔ حسنؓ کی ولادت مدینہ منورہ میں نصف رمضان ۳ھ میں ہوئی تقریباً بیالیس برس کی عمر پائی۔ حسینؓ بھی مدینہ منورہ میں ہجرت کے چوتھے سال شعبان کی پانچ تاریخ کو پیدا ہوئے تقریباً ستاون[5] مرحلے عمر کے طے کئے۔ علیؒ زین العابدین بھی مدینہ منورہ میں علی ابن ابی طالب کے زمانہ حیات میں شہادت کے دو برس پہلے ۳۳ھ[5] میں پیدا ہوئے تقریباً ستاون[5] برس کی عمر پائی۔ محمدؒ باقر تین برس قبل شہادت حسین ابن علی مدینہ منورہ میں ۵۸ھ میں پیدا ہوئے۔ تقریباً اٹھاون سال کی عمر پائی۔ جعفرؒ صادق کی ولادت ۸۰ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی ان کی ماں کا نام ام فروہ بنت قاسم بن محمد ابن ابی بکر صدیق تھا ترسٹھ مرحلے عمر کے طے کئے۔ موسیٰؒ کاظم مقام ابوار ۱۲۸ھ میں پیدا ہوئے ان کی ماں کا نام حمیدہ بربریہ تھا۔ انھوں نے پچپن برس کی عمر پائی۔ ان کے سینتیس لڑکے اور لڑکیاں تھیں۔ علیؒ رضا کی ۱۴۸ھ میں ولادت مقام مدینہ منورہ میں ہوئی پچپن برس کی عمر پائی طوس میں مدفون ہوئے۔ محمدؒ ملقب بہ جواد مدینہ منورہ میں ماہ رمضان ۱۹۵ھ میں پیدا ہوئے پچیس برس زندہ رہے بغداد میں مدفون ہوئے۔ علیؒ ہادی ۲۱۴ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے چالیس مرحلے عمر کے طے کئے۔ حسنؒ عسکری ۲۳۲ھ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اٹھائیس برس کی عمر پائی اور سر من رائے میں مدفون ہوئے۔ بارھویں امام محمد ملقب بہ مہدی ہیں کہا جاتا ہے کہ ان کی عمر ان کے باپ حسن عسکری کی وفات کے وقت پانچ برس کی تھی اپنی ماں کے ساتھ سرداب میں داخل ہوئے اور غائب ہوگئے۔ ہذا عند الشیعۃ انتہیٰ ملخصاً من تاریخ ابی الفداء و سبائک الذہب والمعارف لابن قتیبہ ۱۲ (مترجم)

[5] یہ سن صحیح نہیں معلوم ہوتا اس لئے کہ تمام مورخین اس پر متفق ہیں کہ ان کی عمر اٹھاون سال ہوئی اور ۹۴ھ میں انتقال ہوا۔ اگر چورانوے سے اٹھاون خارج کئے جائیں تو سن ولادت چھتیس ۳۶ بن جاتا ہے۔ نہ کہ ۳۳ھ۔ اور اگر ۳۳ھ تسلیم کر لیا جائے۔ تو اس وقت حضرت علی خلیفہ نہ تھے بلکہ حضرت عثمان خلیفہ تھے۔ کیونکہ حضرت عثمان کی شہادت ۳۵ھ کے آخر میں ہوئی۔ (ادارہ)

بہ مہدی عہدۂ امامت سے سرفراز کیے گئے۔ یہ شیعوں کے بارھویں امام ہیں۔ ان کے حالات آپ اوپر پڑھ آئے ہیں

آل موسیٰ کاظم

موسیٰ کاظم کی اولاد سے ائمہ کے علاوہ ابراہیم مرتضیٰ نامی ایک شخص گذرا ہے جسے محمد بن طباطبا اور ابو السرایا نے یمن کی سندِ حکومت دی تھی پس ابراہیم یمن گیا اور وہیں پر زمانۂ خلافت مامون میں ٹھہرا ہوا خونریزی کرتا رہا حتیٰ کہ کثرت خونریزی سے لوگوں نے اسے "جزار" کا لقب دیا۔ اُس نے اپنی امامت کا اظہار اور حکومت و سلطنت کا دعویٰ کیا تھا جب کہ خلیفہ مامون نے اس کے بھائی علی رضا کی ولی عہدی کا اعلان کیا تھا۔ اعلان کو زیادہ زمانہ نہ گذرا تھا کہ خلیفہ مامون اُن کے قتل سے مُتّہم کیا گیا جزار نے علمِ مخالفت بلند کیا اور حکومت و سلطنت کا دعوے دار ہوا، پس مامون نے جنگِ فاطمیین پر یمن میں محمد بن زیاد بن ابی سفیان کو مامور کیا چونکہ ان لوگوں میں باہم عداوت و بغض تھا اس وجہ سے محمد بن زیاد نے نہایت مستعدی سے اس مہم کو سر کیا فاطمیوں پر متعدد حملے کیے۔ ان کے ہواخواہوں اور گروہ والوں کو قتل کیا اور ان کی جماعت کو تتر بتر کر دیا۔ ابراہیم مرتضیٰ کی اولاد سے موسیٰ بن ابراہیم شریف رضی اور مرتضیٰ کا دادا تھا ہر ایک کا نام علی بن حسین بن محمد بن موسیٰ بن ابراہیم تھا۔

زید النار

موسیٰ کاظم کی اولاد سے زید بھی تھا اسے ابو السرایا نے اہواز کی حکومت پر مامور کیا تھا چنانچہ زید بصرہ گیا اور اس پر حکمرانی کرتا رہا۔ عباسیوں کے مکانات کو جو وہاں تھے جلوا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اسی مناسبت سے یہ زید النار" کے نام سے موسوم ہوا۔ اس کی نسل سے زید الحبتہ بن محمد بن زید بن حسن بن زید النار تھا یہ اس خاندان کا نامور فاضل اور صالح تر شخص تھا یہ زمانہ حکومت متوکل میں بغداد بھیجا گیا متوکل نے اس کو ابن ابی داؤد کے سپرد کر دیا۔ ابن ابی داود نے اس کی آزمائش کی۔ امتحان میں کامل نکلا۔ تب ابن ابی داؤد کی شہادت پر متوکل نے اسے رہا کر دیا۔ موسیٰ کاظم ہی کی اولاد سے اسمٰعیل بھی تھا۔ اسے بھی ابو السرا نے فارس کی حکومت دی تھی۔

آل جعفر بن ابی طالب کی پامالی

جعفر صادق کی نسل سے ایمہ کے علاوہ محمد و علی پسران حسین بن جعفر تھے جنھوں نے سنہ ۲۷۱ھ میں حکومت و سلطنت کی بناء مدینہ منورہ میں ڈالی بہت بڑی خونریزی کی لوگوں کے مال و اسباب لوٹ لیے جعفر بن ابی طالب کی اولاد کو جی کھول کر پائمال کیا۔ مہینوں مدینہ منورہ میں نہ جمعہ ہوا نہ جماعت کی نماز ہوئی۔

آل اسمٰعیل امام

اسمٰعیل امام کی نسل سے عبیدیین خلفاء قیرواں و مصر یعنی بنو عبید اللہ مہدی بن محمد بن جعفر بن محمد بن جعفر بن محمد بن اسمٰعیل تھے جن کا ذکر اوپر ہو چکا، جو لوگ ان کے نسب میں رد و قدح یا اختلاف کرتے ہیں وہ از سرتاپا قابلِ التفات نہیں ہے۔ یہ نہایت صحیح ہے جو ہم نے تحریر کیا ہے۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ لوگ حسن بغیض، عم عبید اللہ مہدی کی اولاد سے ہیں ابن حزم کہتا ہے کہ یہ عبیدیوں کا دعویٰ ہے جس کی واقفیت کچھ نہیں ہے۔

آل محمد بن حنفیہ

محمد بن حنفیہ کے لڑکوں میں سے عبد اللہ بن محمد اور اس کا بھائی علی بن محمد اور اس کا بیٹا حسن بن علی بن محمد تھا۔ شیعہ ان کی امامت کے بھی قائل ہیں۔ خلیفہ

مامون کے عہد خلافت میں اولاد علی بن محمد کے سوا عبدالرحمٰن بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب نے بھی بغاوت کی تھی۔

عبداللہ بن معاویہ جعفر بن ابی طالب کی نسل سے عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب تھا جس کی فارس میں حکومت تھی، کوفہ میں اس کی خلافت و امارت کی بیعت لی گئی، بعض ہوا خواہان علویہ نے یہ چاہا تھا کہ عنان حکومت و سلطنت اس کے قبضہ میں دیدی جائے لیکن ابو مسلم نے اس سے مخالفت کی۔ ان کے گروہ والے ان کے آنے کا انتظار کرتے ہیں اور بذریعہ وصیت ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ اسے خلافت و امارت کا مستحق سمجھتے ہیں یہ فاسق تھا اور معاویہ اس کا بیٹا شر و فسق میں اپنے باپ کی نظیر تھا، طالبیوں کے انساب اور حالات تمام ہوئے اب ہم بنی امیہ کے حالات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو اندلس میں علم خلافت عباسیہ کے مدمقابل تھے اس کے بعد ہم عرب کی ان دیگر حکومتوں ترک، یمن، جزیرہ، شام، عراق، مغرب کے حالات کے لکھنے کی طرف اپنی توجہ مبذول کریں گے جو علم خلافت عباسیہ کی ماتحت اور اُن کی نام لیوا تھیں، مگر اس سے علیحدہ اور جدا تھیں واللہ المستعان۔

(مترجم) ایک عرصہ سے آپ ان اوراق کو نہایت صبر و استقلال سے بڑھتے چلے آئے ہیں اور بظاہر روکھے سوکھے مضامین کے سوا چپٹے پھڑکتے ہوئے جلے نہ تو آپ نے دیکھے اور نہ سنے ہوں گے آپ نے ان اوراق میں اسلام اور مسلمانوں کی جیتی جاگتی چلتی پھرتی تصویریں دیکھی ہیں اور پھر انہی صفحات میں آپ نے ان کے انحطاط کی صورتوں کو بھی تنزل کے گوشہ میں سر بہ گریباں بیٹھا ہوا یا حیران و سرگرداں ملاحظہ کیا ہوگا۔ اس سے آپ کے دماغ میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ آخر یہ کیوں ہوا؟ مگر ذرا آپ سوچیں گے، تو آپ کا ذہن، آپ کا دل، خود یہ جواب فوراً دیدیگا کہ مسلمانوں کی بربادی اس وجہ سے ہوئی کہ ان لوگوں نے احکام قرآنی پر نظر نہ رکھی اور آپس کی خانہ جنگیوں، باہمی نزاعات، بے جا خواہشات، حکمرانی اور تکبر و بے جا فخر انساب وہم چو من دیگرے نیست میں مبتلا ہو گئے تھے۔

خلافتِ راشدہ اسلامیہ کے تیسرے دور کے آخر میں امیر المومنین عثمانؓ بن عفان کی شہادت کے واقعہ میں بلوایان مصر کے علاوہ کبار صحابہ سے کوئی اس میں شریک نہیں ہوا تھا۔ تاہم اسلام اور مسلمانوں کے نقصان عظیم پہنچانے کے لئے کم نہ تھا مگر اس زخم کا فوری علاج یوں ہوگیا کہ امیر المومنین علیؓ ابن ابی طالب بمشورہ ارباب حل و عقد و صحابہ کبار، تخت خلافت پر جلوہ آرا ہو گئے۔ نظامِ حکومت درست نہ ہونے پایا تھا کہ اسی غیر متوقع واقعۂ شہادت خلیفہ مظلوم نے اپنے کو جنگ جمل کے سانچے میں ڈھال لیا۔ طلحہ و زبیرؓ اور ام المومنین عائشہؓ ایک فریق ہوئیں اور امیر المومنین علیؓ ایک فریق ہو گئے۔ لگانے بجھانے والوں اور قاتلین عثمانؓ

نے دونوں فریق کو لڑا کر اپنے کو قصاص خون خلیفہ مقتول سے بچا لیا۔ اس جنگ میں فریق اول کو شکست ہوئی۔

امیر المومنین حضرت علیؓ نے ام المومنین عائشہؓ کو بہ عزت و احترام میدان سے واپس کیا اور خود کوفہ پہنچ کر نظم و نسق میں مصروف ہو گئے۔ قصاص عثمان کے جو لوگ خواہاں تھے اُن کے دل پہلے ہی سے واقعۂ شہادت متذکرہ بالا سے بھرائے ہوئے تھے، امیر المومنین حضرت علیؓ کے عزل و نصب نے ان کے حق میں سونے پر سہاگہ کا کام دیا اور جنگ صفین کی بنیاد پڑ گئی۔ اس میں ایک فریق امیر معاویہؓ والیٔ شام تھے، دوسرے فریق وہی امیر المومنین حضرت علیؓ۔ فریقین کی قوتیں اس لڑائی کی نذر ہو گئیں۔ آخر کار قدرتی طور پر یہ طے پایا کہ عرب اور عراق کی زمام حکومت امیر المومنین حضرت علیؓ کے قبضۂ اقتدار میں رہے اور شام پر امیر معاویہ حکمراں رہیں۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ آخری دور خلافت میں مسلمانوں کی متحدہ قوت دو قوتوں میں منقسم ہو جانے سے مسلمانوں کی قوت کو کس قدر نقصان پہنچا ہو گا اور وہ قوت جو اسلام کو خلافت کے دور سابقہ میں حاصل تھی، کہاں تک زائل ہو گئی ہو گی اسی جنگ کے خاتمہ پر جنگ نہروان کی بنا پڑتی ہے اور امیر المومنین حضرت علیؓ کو اس میں مصروف و مشغول ہونا پڑتا ہے اس سے خلافت کی رہی سہی قوت لوٹ جاتی ہے۔

یہی واقعات تھے جن کی وجہ سے خلیفہ چہارم کے دور میں اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے کا موقع نہیں ملا اور ساری قوت آپس کے جھگڑوں، باہمی نزاعات اور رفع بغاوت میں صرف ہو گئی۔ حتیٰ کہ امیر المومنین حضرت علیؓ کا زمانۂ شہادت قریب آ گیا اور جناب موصوف کی شہادت کے بعد لوگوں نے آپ کے بیٹے حسنؓ کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کی، یہ بھی اجتماع اور شوریٰ کی ایک صورت تھی۔ حسنؓ نے تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی اس امر کا احساس کر کے کہ ممالک اسلامیہ میں دو حکومتوں کے قائم ہونے یا رہنے سے اسلام کو بجائے فائدہ کے نقصان اور ترقی کی جگہ تنزل ہو گا، نہایت دانائی اور انجام بینی سے اس امر کو پیش نظر کر کے کہ خلافت راشدہ کا دور ارشاد نبوی صلعم کے بموجب تیس برس رہے گا، حکومت و امارت امیر معاویہ کو سپرد کر دی اور آپ مدینہ منورہ میں جا کر عزلت گزیں ہو گئے کسی ہوا پرست کا یہ خیال کرنا کہ حسن ابن علیؓ نے بزدلی یا سستی و کاہلی سے حکومت چھوڑ دی نہایت حماقت و بے دینی ہے اس امر نے ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس[1] پیشین گوئی کو جو کہ آپ سے

---

[1] عن ابی بکرۃ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر والحسین بن علی الی جنبہ وھو یقبل علی الناس مرۃ وعلیہ اخری و یقول ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمین من المسلمین۔ رواہ البخاری۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۴ پر)

عہد طفلی میں حسن بن علیؓ کے بارے میں کی تھی، سچ کر دکھایا اُدھر شیعان علیؓ نے ہمیشہ کے لیے اسی وجہ سے ان کے خاندان کو منصب امامت سے محروم کر دیا ع

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

امیر معاویہؓ اس عام الجماعت کے بعد تمام ممالک اسلامیہ پر بلا کسی شریک اور سہیم کے حکمرانی کرنے لگے یہ وہ زمانہ تھا کہ لوگوں نے نبوت اور فیوض و برکات صحبت رسالت مآب کو بھلا دیا تھا قومی حمیت، عصبیت اور طرف داری میں مبتلا ہو گئے تھے۔ معاویہ ایک مدت دراز تک حکومت کر کے انتقال کر گئے انھوں نے انتقال سے چند دن پیشتر اپنے بیٹے یزید کو ولیعہد بنایا اسلام میں یہ پہلی نظیر تھی جس سے انتخابی اور جمہوری حکومت برخاست ہوتی ہے اور شخصی حکومت کی بنا قائم ہوتی ہے ورنہ اس سے پیشتر انتخاب اور اجماع اہل شوریٰ سے منصب امارت و خلافت دیا جاتا تھا۔ اگرچہ امیر معاویہ خود بھی انتخاباً و اجماعاً خلیفہ و امیر نہیں بنائے گئے تھے مگر انھوں نے بہ تقاضائے فطرت و جبلت جب کہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو چلا تھا قومیت کے کے لحاظ سے اپنی قوم اور تمام عرب اور تمام مسلمانوں کو اپنی طرف مائل کر لیا جیسا کہ ہر بادشاہ اپنی قوم کو قومیت کے لحاظ سے اپنی جانب مائل کر لیتا ہے۔

اس وقت تک جس قدر لڑائیاں ہوئیں وہ محدود اور شخصی تھیں اس کا اثر اسی وقت تک رہا جب تک کہ وہ قائم رہیں یزید کے زمانہ حکومت میں ایک ایسا واقع پیش آجاتا ہے کہ جس سے اسلام میں گروہ بندیاں شروع ہو جاتی ہیں اگرچہ گروہ بندیوں کا سلسلہ آخری دور خلافت خلیفہ ثالث سے شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ ایسا وقیع نہیں ہے کہ جس کی طرف توجہ کی جائے۔

یزید کے زمانۂ حکومت میں کوفیوں کی تحریک و اصرار پر جو اپنے کو شیعان علی سے تعبیر کرتے تھے حسین بن علی نے پہلے پسران مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کیا اور جب کوفہ کے شیعان علی نے ان کے ہاتھ پر حسین بن علی کی بیعت کر لی تو آپ نے بھی یہ خبر پا کر کوفہ کی طرف کوچ کیا اُدھر حکومت کا دباؤ پڑنے سے کوفہ والوں نے جنھوں نے اولاد مسلم کے ہاتھ پر حسین ابن علی کی بیعت کی تھی پسران مسلم کو حکومت کے حوالہ کر دیا اور وہ شہید کر ڈالے گئے اُدھر حسین ابن علی کوچ و قیام کرتے ہوئے کوفہ کے قریب پہنچ گئے۔ یزید نے ملکی مصلحت کے خیال سے اپنے امراء لشکر اور گورنر کوفہ کو اس امر کی روک تھام پر مامور کیا۔ اس جد و جہد میں لشکر شام

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۵ سے آگے) ترجمہ ابی بکرہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور حسنؓ بن علیؓ آپ کے پہلو میں تھے گاہے آدمیوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور گاہے حسن کی طرف اور یہ فرماتے جاتے تھے میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں مصالحت کرا دے گا روایت کی اس کی بخاری نے مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۶۹۔

کو کامیابی حاصل ہوئی اور کوفہ والے جنھوں نے خطوط لکھ کر بیعت کرنے کے لئے بلوایا تھا اور پسران مسلم کے ہاتھ پر آپ کی بیعت بھی کر لی تھی اپنے مطلوبہ امام کو لشکر شام کے حوالہ کر کے تماشائے جنگ دیکھتے رہ گئے۔

اس موقع پر میں اس امر کو ظاہر کیا چاہتا ہوں کہ اہلِ کوفہ جنھوں نے خطوط لکھے تھے شیعانِ علیؓ سے اور ان کے تبع تھے۔ شام والے شاہی ملازم تھے اور ان کا مذہب میرے نزدیک نہ شیعہ تھا نہ سُنی بلکہ وہ حکومت کا مذہب رکھتے تھے۔ حکومت کا مذہب کیا تھا؟ مصالح ملکی، انتظام سلطنت، اور حکمرانی۔ اس واقعہ کے ختم ہونے پر واقعہ حرہ پیش آیا۔ واقعات جاں خراش میں سے ایک یہ بھی واقعہ تھا۔ اس کے بعد یزید مر گیا۔ اس کا بیٹا معاویہ بن یزید بن معاویہ تخت نشین ہوا چالیس روز یا کچھ کم و زیادہ حکومت کر کے امارت سے دست بردار ہو گیا۔ اہل حجاز، یمن، عراق اور خراسان نے بلا جد و جہد عبداللہ بن زبیر کی امارت کی بیعت کر لی۔ ملک شام اور مصر والے تقرر امیر میں پس و پیش کر رہے تھے کہ مروان بن الحکم جو ایک مدت سے ایسے مواقع کا منتظر اور حکومت و سلطنت کا خواہش مند تھا۔ حکمتِ عملی سے ان لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے لگا اسے اور اس کی آئندہ نسلوں کو اپنی کوششوں میں کامیابی ہوئی اور عبداللہ بن زبیر کی زندگانی کا ناکامی کے ساتھ خاتمہ ہو گیا۔ عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت امارت اگر بغور دیکھا جائے تو باجماع و شوریٰ ہو سکتی ہے نہ کہ مروان بن الحکم کی۔

بہر کیف اب وہ زمانہ آ گیا تھا کہ مروانیوں کی خوش اقبالی کا جھنڈا کامیابی کے ساتھ ہوا میں لہرا رہا تھا۔ ادھر دعوے دارانِ امارت و حکومت در پردہ سازشیں کر رہے تھے۔ اُدھر گاہے خوارج بغاوت کرتے نظر آتے تھے اور گاہے[1] شیعان و متبعان علی خون حسین کے قصاص لینے کو اٹھ کھڑے ہوتے تھے تاہم کچھ نہ کچھ جہاد کا سلسلہ قائم و جاری رہا۔ سندھ، کاشغر، چین اور اندلسیہ عظمٰی وغیرہ ممالک فتح ہوئے۔

سنہ ۱۰۰ھ سے دعوے دارانِ سلطنت اور خواہشمندان حکومت کا ایک نیا گروہ پیدا ہو جاتا ہے جس میں عباسی اور علوی، حکومت و سرداری کا جھنڈا لئے ہوئے نظر آتے ہیں اور ان لوگوں کو جنھوں نے بزور و غلبہ یا بہ حکمتِ عملی حکومت حاصل کر لی تھی حکومت کی کرسی سے اُتارنا چاہتے ہیں عباسیوں کو اس ریشہ دوانی میں رفتہ رفتہ ۱۳۲ھ میں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے اور علویہ جو قافلہ سالار تھے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ مروان بن محمد آخری تاج دار بنو امیہ مارا جاتا ہے اور ابو العباس سفاح حکومت و سلطنت کی عبا پہنے ہوئے کرسی امارت پر متمکن

---

[1] یزید کی وفات اور مروان بن الحکم کی بیعت کے بعد سلیمان بن صرد، مختار بن ابی عبید وغیرہ نے بطلب خون حسین بغاوت کی تھی۔ دیکھو ترجمہ تاریخ ابن خلدون جلد ۵ صفحہ ۱

نظر آتا ہے کاش یہ دعوے داران سلطنت وخواہشمندان حکومت اپنی ذاتی منفعت یا حصول ثروت و دولت کی قوت کو ممالک غیر پر قبضہ و تصرف حاصل کرنے میں صرف کرتے اور ان ممالک میں آتش جنگ مشتعل نہ کرتے جہاں کہ اسلام کے نام لیوا حکومت کر رہے تھے تو آج دنیا میں اسلام ہی اسلام نظر آتا۔

اس وقت سے دوبارہ اسلام کی زمام حکومت دو مختلف خاندانوں کے قبضۂ اقتدار میں چلی گئی۔ ایک عباسیہ جو بنوامیہ کو کرسی حکومت سے اُتار کر خود متمکن ہو جاتے ہیں۔ دوسرے بنوامیہ کی وہ پچھلی نسلیں جو عباسیہ کے ظلم کے ہاتھوں سے بچ کر اندلس بھاگ جاتی ہیں اور وہاں پہنچ کر اپنی حکومت و امارت کی جدید بنیاد قائم کرتی ہیں۔

بنوامیہ کی حکومت' ان ممالک سے ختم ہوئے پر ان کے گورنران صوبجات بار بار سر اٹھاتے ہیں مگر حکومت و سلطنت ان کا سر کچل دیتی ہے۔ غرض اس طرح سے آہستہ آہستہ بنوعباس کی حکومت کا سکہ ممالک اسلامیہ میں چلنے لگتا ہے۔ اس کے تھوڑے دن بعد اہل بیت علویہ نے خلفاء عباسیہ سے مخالفت پیدا کی۔ اور یہ خیال جما کر کہ ہم مستحق خلافت ہیں اپنی امارت و حکومت کی بناء قائم کرنے لگے۔ گھڑی بلا کو کون ٹال سکتا ہے انھوں نے بھی چند دن میں بہ سعی و کوشش ممالک بعیدہ اسلامیہ پر قبضہ حاصل کر لیا اور المغرب الاقصےٰ۔ قیروان اور مصر وغیرہ وغیرہ ملکوں میں اپنی حکومت قائم کرلی۔ یہ ممالک کس کے تھے؟ مسلمانوں کے! کس نے قبضہ کیا؟ وہی اسلام کے دعوے داروں نے! یہ کیوں؟ محض اس دعوے سے کہ ہم امارت و خلافت کے مستحق ہیں ہم ہاشمی ہیں ہم علوی۔ ہمارے جدامجد کے حق میں امامت و امارت کی وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے تھے' حالانکہ ارباب نقل و روایات اس سے انکار کرتے ہیں۔

افسوس ہے کہ ان لوگوں نے احکام و ارشادات قرآنی کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو نسیًا منسیا کر رکھا تھا مسلمانوں کی خونریزی کو بائیں ہاتھ کا کھیل سمجھ لیا تھا۔ مذہب و ملّت کو حکومت و سلطنت سے جدا کر دیا تھا۔ بے جا خواہشات حکمرانی اور نسب و خاندان پر فخر کے ذریعہ سے اسلام اور مسلمانوں کی بیخ کنی اور اپنے ہوا و ہوس کے پودوں کے نشوونما میں اپنی قوتوں کو صرف کر رہے تھے۔ یہی اسباب تھے جن سے علم خلافت اسلامیہ آخر کار سرنگوں ہو گیا اور اس کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔

حکومت اسلامیہ کی تنزلی کے اسباب میں سے ایک بڑا اور قوی سبب یہ بھی ہوا کہ تاج دار خلافت کی سستی و کاہلی یا حالات سے آگاہ نہ ہونے کے باعث سے حکومت و سلطنت کے بہت سے ٹکڑے ہو گئے تھے' چھوٹی چھوٹی متعدد سلطنتیں قائم ہو گئی تھیں' آئے

دن دعوے دارانِ حکومت و سلطنت، علم حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ بسا اوقات وزراء، امراء، محل سرار کے خواجہ سرا اور لونڈی غلام خلافت مآب پر غالب ہو جاتے تھے اور وہی امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کے مالک ہوتے تھے۔ اجنبیوں اور عجمیوں کا دخل اس درجہ بڑھ گیا تھا کہ ہر صیغہ کے مالک وہی تھے۔ سرزمینِ عرب کے پُرزے بالکل نکمے اور ناکارہ تسلیم کرلئے گئے تھے۔

ہمارے اس دعوے کے گذشتہ واقعات کے علاوہ ابن علقمی وزیر السلطنت اور خلیفہ مستعصم کا واقعہ کافی طور سے شہادت دے رہا ہے۔ اگر مسلمانوں کا ہر فرد اپنے کو اسلام کا جاں باز سپاہی اور ہر جاں باز سپاہی اپنے کو امیر و خلیفہ سمجھتا اور ان اصول کے مسلمان پابند رہتے جنھیں شارع اور ان کے متبعین خلفاء نے جاری کیا تھا جیسا کہ دورِ خلافت راشدہ میں تھا تو اسلام کو اس روزِ بد کے دیکھنے کی نوبت نہ آتی۔ اور نہ مسلمانوں کی حکومت، زوال پذیر ہوتی، یہی اصول تھے جن کے ترک کرنے سے اسلام اور مسلمانوں پر ضعف اور کمزوری طاری ہوئی اور غیر اقوام نے ان کی اس کمزوری سے کامیابی حاصل کی۔

اس قدر تحریر کرنے کے بعد ہم اُن لوگوں کی اجمالی فہرست درج کرتے ہیں۔ جنھوں نے عہد خلافت عباسیہ میں بہ دعویداری امارت و امامت علم مخالفت بلند کیا تھا اور حکومت و سلطنت اسلامیہ کی بربادی کے باعث ہوئے۔

زمانہ خروج	مقام خروج	نام	کیفیت
سنہ ۱۳۵ھ عہد خلافت منصور	حران	عبداللہ بن علی عباسی	امیر ہونے کی نوبت نہیں آئی سنہ ۱۴۹ھ میں مارے گئے
سنہ ۱۴۵ھ عہد خلافت منصور عباسی	مدینہ منورہ	محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی ابن ابی طالب، الملقب بہ مہدی و نفس زکیہ	سنہ ۱۴۵ھ میں مارے گئے
	بصرہ	ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی ابن ابی طالب	بصرہ اور اہواز میں چند دن حکومت کی
سنہ ۱۶۹ھ عہد خلافت ہادی	مدینہ منورہ	حسین بن علی بن حسن مثلث بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط	قتل کئے گئے اور حکومت کی نوبت نہیں آئی
سنہ ۱۷۲ھ عہد خلافت ہارون الرشید	دیلم	یحییٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسین سبط	فضل برمکی کی عاقلانہ تدبیر سے مصالحت ہوگئی تھی

زمانۂ خروج	مقام خروج	نام	کیفیت
سنہ ۱۹۵ھ عہد خلافت مامون	دمشق	علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ سفیانی اموی	
سنہ ۱۹۹ھ عہد خلافت مامون	کوفہ	محمد بن ابراہیم بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن حسن بن حسین علوی معروف بہ طبا طبا	اس کے مرجانے پر اس کا غلام ابو السرایا شاہی لشکر سے لڑتا رہا متعدد لڑائیاں ہوئیں
سنہ ۲۰۰ھ	مکہ	محمد بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین	
سنہ ۲۱۹ھ یا اس سے کچھ پہلے عہد خلافت معتصم	طالقان	محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن زین العابدین	گرفتار ہو کر بغداد بھیجے گئے پھر جیل سے نکل بھاگے۔
عہد خلافت معتصم	بغداد	عباس بن مامون	جنگ کی نوبت نہیں آئی صرف بعیت کی گئی تھی۔
سنہ ۲۲۷ھ عہد خلافت واثق	اطراف فلسطین	ابو حرب یمانی ملقب بہ مبرقع اموی ہونے کا مدعی تھا	
سنہ ۲۵۰ھ عہد خلافت مستعین	کوفہ	یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید شہید علوی	سنہ ۲۵۰ھ میں مارے گئے
سنہ ۲۵۵ھ عہد خلافت معتمد	مصر	ابراہیم بن محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن حنفیہ علوی معروف بہ ابن صوفی	بلاد صعید کے چند قصبات پر قبضہ حاصل کر لیا تھا
معتمد	کوفہ	علی بن زید علوی	کوفہ پر قبضہ کر لیا تھا
ایضاً	رے	حسین بن زید علوی	سنہ ۲۶۰ھ میں مارا گیا رے پر قابض ہو گیا تھا موسیٰ بن بغا سے اور اس سے لڑائی ہوئی
سنہ ۳۰۰ھ یا اس سے کچھ دنوں پیشتر عہد خلافت مقتدر	طبرستان و دیلم	حسن بن علی بن حسین بن علی بن عمر بن زین العابدین معروف بہ اطروش	صوبہ طبرستان وغیرہ پر قابض ہو گیا تھا۔

یہ اجمالی فہرست ان لوگوں کی تھی جنھوں نے وقتاً فوقتاً امارت وحکومت حاصل کرنے کی غرض سے خروج کیا تھا مگر بہت ہی جلد حکومت کی طرف سے ان کا استیصال ہو گیا تھا۔

اگر انتخاب میں میری نظر نے غلطی کی ہو اور کچھ لوگ اس فہرست میں شامل کرنے سے باقی رہ گئے ہوں تو مجھے امید ہے کہ آپ معاف کر دیں گے۔ باقی رہ گئے وہ لوگ جنھوں نے خلافت عباسیہ سے علیحدہ اپنی اپنی حکومت قائم کر لی تھی انھیں میں نے فہرست میں داخل نہیں کیا۔ علامہ مورخ نے ان لوگوں کے حالات کو جدا جدا تحریر کیا ہے۔ (مترجم)

باب ۲۳

امیرانِ اندلس

قدیم اندلس اور گاتھ اندلس بحیرہ روم کے شمالی کنارہ پر مغرب کی جانب واقع ہے اسے عرب اندلسیہ عظمیٰ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہاں پر فرانس کا ایک گروہ رہتا تھا ان میں سے زیادہ تر سخت اور کثیر التعداد جلالقہ تھے لیکن قوط (گاتھ) نے اسلام سے دو سو برس پہلے لاطینوں سے متعدد لڑائیاں لڑ کر اس خطہ پر قبضہ حاصل کر لیا تھا انھیں لڑائیوں میں قوط (گاتھ) نے رومہ پر محاصرہ کیا تھا اہل رومہ نے صلح کا پیام دیا اور آخر کار اس امر پر مصالحت ہوگئی کہ گاتھ، اندلس کو واپس چلے جائیں چنانچہ ان لوگوں نے اس ملک کی طرف رخ کیا اور قابض ہو گئے پھر جب رومیوں اور لاطینوں نے لیلہ نصرانیہ کو لے لیا تو دوسری طرف سے مغرب میں فرانسیسی بہادر بھی گھس پڑے اس وقت گاتھ کے قبضہ اقتدار میں یہاں کی زمام حکومت تھی۔ گاتھ نے ان تعلقات سے عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔

لرزیق (راڈرک) شاہان گاتھ کا دارالسلطنت طلیطلہ (ٹولیڈو) میں تھا اور اکثر ....[1] اور قرطبہ۔ ماروہ اور اشبیلیہ کے درمیان تھے۔ اسی حالت سے گاتھ نے تقریباً چار سو برس حکمرانی کی حتیٰ کہ آفتاب اسلام کی روشنی سے تمام عالم منور ہو گیا اور اس کی فتح مند فوجیں بحر ظلمات اور سواحل افریقیہ پر لہراتی نظر آنے لگیں۔ اس وقت یہاں کا بادشاہ لرزیق (راڈرک) تھا یہ لقب یہاں کے بادشاہوں کا تھا جیسا کہ جرجیر ملوک صقلیہ کا خطاب تھا۔ گاتھ کا نسب اور ان کی حکومت کے واقعات ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ بحیرہ روم کے جنوبی ساحل کے اس پار پر بھی گاتھ ہی کا قبضہ تھا جس کے حدود ادھر طنجہ سے اُدھر بلاد بربر سے ملے ہوئے تھے۔ بربریوں کا بادشاہ جو

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ منہ مترجم۔

اس صوبہ پر ان دنوں حکمرانی کر رہا تھا جسے عرب جبال غمارہ سے تعبیر کرتا ہے۔ بلیان[1] نامی ایک شخص تھا۔ یہ شخص انہی کے مذہب کا پابند اور انہی کا ماتحت تھا، موسیٰ بن نصیر سردار عرب، خلیفہ ولید بن عبدالملک اموی کی جانب سے افریقہ کی گورنری پر تھا، اس کا دارالحکومت قیروان تھا، عساکر اسلامیہ نے اس نامور گورنر کی ماتحتی میں المغرب الاقصےٰ کے اکثر شہروں کو فتح کر لیا ان کی فتوحات کا سیلاب بڑھتے بڑھتے جبال طنجہ سے گذر کر بحیرہ زقاق تک پہنچ گیا تھا صرف ایک قلعہ جبال غمارہ کا جس پر بلیان حکمرانی کر رہا تھا مسلمانوں کے مقابلہ پر اڑا ہوا لڑ رہا تھا۔

راڈرک اور فلورنڈا گورنر افریقہ موسیٰ بن نصیر، بلیان سے علم حکومت اسلامیہ کی اطاعت قبول کرنے کا نامہ پیام کر رہا تھا اور اپنے آزاد غلام طارق بن زیاد لیثی کو طنجہ کی حکومت پر مامور کر دیا تھا۔ اتفاق سے انہی ایام میں بلیان اور لرزیق بادشاہ گاتھ میں چشمک پیدا ہو گئی سبب یہ ہوا کہ لرزیق نے بلیان کی بیٹی (فلورنڈا) کی عصمت پر اپنے محل سرا میں حملہ کر کے اس کی پاک دامنی کو اپنی ہوا و ہوس اور شہوت پرستی اور عیش پسند طبیعت کا شکار بنا ڈالا تھا۔ اس وقت اسپین کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کا یہ دستور تھا کہ اپنے بچوں کو دربار شاہی میں آداب، بزم و تہذیب سیکھنے کی غرض سے بھیج دیا کرتے تھے۔ چنانچہ بلیان نے اسی دستور کے مطابق اپنی بیٹی (فلورنڈا) کو طلیطلہ (ٹولیڈو) بھیج دیا تھا۔ بلیان کو اس شرمناک خبر کے سننے سے سخت برہمی پیدا ہوئی فوراً سامان سفر درست کر کے دربار شاہی کو روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر لرزیق سے ملاقات کی اور مع اپنی مظلومہ بیٹی کے اپنے دارالحکومت واپس آیا واپس ہوتے ہی طارق سے ملاقات کی جس کے ساتھ بارہا تیغ و سپر ہو چکا تھا۔ اور اسے گاتھ کے سرسبز و شاداب ملک کی راہوں سے واقف کر کے اس قدر شوق دلایا کہ عربی جرنیل کے منہ میں پانی بھر آیا۔

طارق بن زیاد کی فتوحات طارق نے فرصت اور موقع پا کر ۹۲ھ میں اپنے امیر موسیٰ بن نصیر سے اجازت حاصل کی اور تین سو عربی سپاہ کی جمعیت سے دریا عبور کر کے سواحل اندلس پر حملہ آور ہوا۔ طارق کے ہمراہ تین سو عربی فوج کے علاوہ تقریباً دس ہزار بربری فوج بھی تھی طارق نے ان کو بھی فوجی لباس پہنا کر ایک خاصہ لشکر بنا لیا تھا اور فتح مندی کا جھنڈا لیے ہوئے جبل الفتح (لائینز راک یا قلتہ الاسد) موسوم بہ جبل الطارق (جبرالٹر) تک پہنچ گیا۔ دوسری طرف سے طریف بن مالک نخعی ممالک اندلس میں گھس کر تاخت و تاراج اور لوٹ مار کرتا ہوا اس مقام تک پہنچا جسے اب اس کے نام کی مناسبت سے شہر طاریفا کہتے ہیں ان مقامات کے فتح ہونے کے بعد اندلس کے اندرونی حصوں کی طرف عساکر اسلامیہ نے رُخ کیا۔ لرزیق کو اس کی خبر لگی تو اس نے عجم کے مختلف گروہوں اور عیسائیوں کو جمع کر کے چالیس ہزار کی جمعیت سے عساکر اسلامیہ سے لڑنے کے لیے نکلا۔ دونوں فوجوں کا ایک وادی[2] میں جسے عربی مورخ وادی

---

[1] بلیان کا نام جولین تھا صوبہ سبوٹا (سبطہ) کا یہ گورنر تھا۔

[2] وادی بیکا وادی یست کے متصل بہتا ہے اور کچھ دریا اس شہر بنا تگر کے پاس ہو کر شریٹ کو جاتا ہے۔ تاریخ اسپین صفحہ ۱۵

بیکا کہتے ہیں مقابلہ ہوا مسلمانوں کو اس معرکہ میں کامیابی ہوئی بہت بڑی غنیمت ہاتھ آئی، بے شمار لونڈی غلام کے مالک ہوئے۔ طارق نے فتح کا بشارت نامہ مع مال غنیمت اپنے گورنر موسیٰ بن نصیر کی خدمت میں روانہ کیا۔

موسیٰ بن نصیر کی اندلس پر فوج کشی

موسیٰ بن نصیر کو طارق کی اس غیر متوقع فتح یابی اور ناموری سے رشک پیدا ہوا ایک باضابطہ فرمان لکھ بھیجا کہ "چونکہ تم بغیر میری اجازت کے ملک غیر میں گھسے جاتے ہو لہٰذا جہاں تک تم پہنچ گئے ہو رک جاؤ اور جب تک میں نہ پہنچ جاؤں آگے نہ بڑھو" اور اپنی جگہ قیروان میں اپنے بیٹے عبداللہ کو مامور کرکے سنہ ۹۳ھ میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ ممالک ہسپانیہ کے سر کرنے کے لئے کوچ کیا، اس مہم میں حسین بن ابی عبداللہ المہدی فہری اور عرب کے مشہور مشہور ولاۃ اور آزاد غلام اور بربر کے مشہور مشہور نبرد آزما شریک تھے۔ چنانچہ موسیٰ بن نصیر نے خلیج زقاق کو طنجہ اور جزیرہ خضر کے درمیان عبور کرکے اندلوسیہ عظمیٰ میں قدم رکھا۔ طارق نے اپنے گورنر سے ملاقات کی اور مطیع و منقاد ہو کر اس کی ماتحتی میں ممالک ہسپانیہ کو سر کرتا رہا حتیٰ کہ موسیٰ بن نصیر نے فتح کی تکمیل کی اور اندلس کو شرقاً برشلونہ تک وسطاً اربونہ تک غرباً صنم قادس تک فتح کرلیا۔ تمام ممالک ہسپانیہ کو زیر و زبر کرکے بہت سا مال غنیمت جمع کیا اور مشرق کی طرف سے قسطنطنیہ کو سر کرتا ہوا ملک شام میں داخل ہونے اور ان ممالک کے درمیان میں جس قدر عجمیوں اور نصرانیوں کے ممالک تھے ان کو تاخت و تاراج اور فتح کرکے دارالخلافت میں حاضری کا ارادہ کیا تھا۔

موسیٰ بن نصیر کی واپسی

رفتہ رفتہ دربار خلافت تک یہ خبر پہنچی، خلیفہ ولید کو مسلمانوں کا دارالاسلام سے اس قدر دور دراز نکل جانا اور دارالکفر میں جا کر اس قدر منہمک ہونا شاق گذرا، موسیٰ بن نصیر کو تہدید آمیز فرمان لکھا اور واپس آنے کی سخت تاکید کی اس سے موسیٰ بن نصیر نے ارادہ فسخ کردیا اور ملک ہسپانیہ کا نظم و نسق و سرحدی مقامات کی حفاظت پر فوجیں مامور کرکے لوٹ کھڑا ہوا۔

عبدالعزیز بن موسیٰ

روانگی کے وقت اپنے بیٹے عبدالعزیز کو بلاد ہسپانیہ میں دشمنان اسلام پر جہاد کرنے کی ہدایت کی عنان حکومت و انتظام بھی اسی کے سپرد کیا اور قرطبہ میں قیام کرنے کا حکم دیا، عبدالعزیز نے قرطبہ کو اپنا دارالامارت قرار دیا سنہ ۹۵ھ میں موسیٰ بن نصیر قیروان میں داخل ہوا اس کے بعد سنہ ۹۶ھ میں مال غنیمت اور خزانے وغیرہ کے ساتھ دارالخلافت دمشق کی جانب روانہ ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مال غنیمت کے علاوہ جو ملک اندلس سے ہاتھ آیا تھا، تیس ہزار سوار غلامی کے حلقہ میں تھے۔ افریقہ میں اس نے اپنی جگہ اپنے بیٹے عبداللہ کو متعین کیا تھا۔ جس وقت موسیٰ بن نصیر دربار خلافت میں حاضر ہوا، خلیفہ سلیمان نے اس کی جرأت اور مسلمانوں کو خطرہ میں ڈالنے پر ڈانٹ ڈپٹ کی اور اس کی اس کارگذاری کا ذرہ برابر پاس نہ کیا۔

عبدالعزیز کا قتل

اس واقعہ کے دو برس بعد عساکر اسلامیہ اندلس نے سلیمان کی پشت پناہی سے عبدالعزیز موسیٰ بن نصیر کو قتل کر ڈالا ایوب بن حبیب لخمی ہمشیر زادہ موسیٰ بن نصیر

کو حکومت اندلس پر مامور کیا گیا۔ عبدالعزیز نیک مزاج، فاضل اور جوانمرد تھا اس کے زمانۂ حکومت میں بہت سے شہر فتح ہوئے۔ ایوب نے چھ ماہ حکومت کی اس کے بعد گورنران عرب اندلس میں حکمرانی کرنے کو آتے رہے گاہے دربار خلافت کی جانب سے اور گاہے گورنر قیروان کی جانب سے۔

گاتھ قوم اور قبیلہ جلالقہ کی امارت کا خاتمہ

ان اسلامی گورنروں نے اوقات مختلفہ میں ملک اندلس کو اس سرے سے اُس سرے تک فتح کر لیا اور تمام جزیرہ نما اندلس کو چھان ڈالا شرق میں برشلونہ اور بشتالہ کے قلعوں پر بھی قابض ہو گئے تھے، وسط میں بسایطہ کو دبا لیا تھا۔ غرض رفتہ رفتہ قوم گاتھ اور جلالقہ کا گروہ معدوم ہو گیا ان کی حکومت صفحہ دنیا سے مٹ گئی۔ کچھ لوگ جو اسلامی دلاوروں کی تلواروں سے بچ گئے تھے وہ جبال قشتالہ اربونہ اور سرحدی پہاڑوں کے دروں میں جا کے پناہ گزیں ہو گئے تھے، لشکر اسلام برشلونہ کی پرلی جانب بھی جزیرہ نما اندلس کی سرحد سے نکل کر فرانس کے مقبوضات میں داخل ہو رہا تھا اور اپنی فتح یابی کی موجوں سے کفار کی دیواروں کو ہلائے ڈالتا تھا انھی واقعات کے اثناء میں کبھی کبھی عربی سپاہ مقیم اندلس میں اختلاف وجھگڑا بھی پیدا ہو جاتا تھا اس سے دشمنان اسلام کو موقع مل جاتا تھا۔ اہل فرانس اُن ممالک کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیتے تھے جنھیں لشکر اسلام بہ زور تیغ ان سے چھین لیتا تھا۔

سمح بن مالک خولانی

سلیمان بن عبدالملک کے گورنر افریقہ، محمد بن یزید کو جب عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر کے مارے جانے کی خبر ہوئی تو اس نے حرب بن عبدالرحمٰن بن عثمان کو سند حکومت اندلس عنایت کر کے روانہ کیا۔۔۔۔ چنانچہ حرب، اندلس میں پہنچ کر ایوب بن حبیب کو حکومت سے معزول کر کے خود حکمرانی کرنے لگا دو برس آٹھ ماہ اس نے حکمرانی کی اس کے بعد خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے اندلس کی حکومت پر سمح بن مالک خولانی کو سر صدی ہجری میں مامور کیا اور اندلس کے مالیہ سے پانچواں حصہ لینے کا حکم دیا چنانچہ سمح نے اس کی تعمیل کی اور قرطبہ کا پل تعمیر کرایا۔ اس کے بعد ۱۰۲ھ میں ممالک فرانس پر جہاد کی غرض سے فوجیں مرتب کیں اور نہایت مردانگی سے حملہ آور ہوا، اتفاق یہ کہ سمح اس معرکہ میں شہید ہو گیا۔

عبیدہ بن عبدالرحمٰن

اہل اندلس نے اس کی جگہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ غافقی کو اپنا امیر بنا لیا۔ حتیٰ کہ عنبسہ بن سحیم کلبی یزید بن مسلم گورنر افریقہ کی جانب سے امیر اندلس ہو کر آیا پھر عنبسہ کے قتل کے بعد اہل اندلس کی درخواست پر یحییٰ بن سلمہ کلبی کو حنظلہ بن صفوان کلبی والیٔ افریقہ نے روانہ کیا۔ ۱۰۷ھ میں یحییٰ بن سلمہ اندلس میں داخل ہوا۔ ڈھائی برس حکمرانی کی اس نے اپنے زمانۂ حکومت میں کوئی جہاد نہیں کیا بعد ازاں عثمان بن ابی عبیدہ ابو عبدالرحمٰن سلمی گورنر افریقہ کی طرف سے والیٔ اندلس ہو کر آیا۔ پھر پانچ مہینے بعد حذیفہ بن اخوص عتبی کو بھیج کر عبیدہ کو معزول کیا۔ عبیدہ نے ۱۱۰ھ کو پورا کیا۔ کہا جاتا ہے کہ حکومت کے دو برس بعد اسے بھی معزول کر دیا گیا۔ مورخین اس میں اختلاف کرتے ہیں کہ آیا عثمان سے پہلے حذیفہ یا حذیفہ سے پیشتر عثمان آیا تھا۔ بہر کیف اس کے بعد ہیثم بن عبید

کلابی محرم ۱۱۱ھ میں عبیدہ بن عبدالرحمٰن گورنر افریقہ کی طرف سے والی اندلس ہو کر آیا اس نے سرزمین مقرشہ پر جہاد کیا اور بزور تیغ اسے فتح کر کے دس مہینہ تک وہیں ٹھہرا رہا۔ اپنی حکومت کے دو برس بعد ۱۱۳ھ میں اس نے وفات پائی۔

عبیداللہ بن حجاب

بعدہ عبیداللہ بن حجاب گورنر افریقہ کی طرف سے ملک اندلس میں داخل ہوا۔ ۱۱۳ھ میں فرانس پر جہاد کیا بڑے بڑے نمایاں کام کئے۔ دو برس حکومت کی، واقدیؒ نے لکھا ہے کہ چار برس حکومت اندلس پر رہا۔ یہ ظالم، سخت گیر اور عب وداب والا شخص تھا۔ ۱۱۵ھ میں سرزمین بشکنش پر جہاد کیا اور کمال مردانگی سے ان پر حملہ آور ہوا اس لڑائی میں بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ پھر ۱۱۶ھ میں یہ معزول کر دیا گیا۔

عتبہ بن حجاج سلولی

اس کی جگہ عبیداللہ بن حجاب گورنر افریقہ کی جانب سے عتبہ بن حجاج سلولی حکومت اندلس پر مامور ہوا ۱۱۶ھ میں اندلس پہنچا۔ پانچ برس تک نہایت نیک سیرتی، فتح مندی اور کافروں پر جہاد کرنے کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا۔ اسلامی فتوحات کا سیلاب اس کے زمانہ حکمرانی میں اربونہ تک پہنچ گیا تھا' اسلامیوں کی بود و باش نہر رودنہ تک پھیلی ہوئی تھی۔

عبدالملک بن قطن فہری

اس کے بعد عبدالملک بن قطن فہری نے ۱۲۱ھ میں امارت اندلس کا دعویٰ کیا اور عتبہ کو کرسی امارت سے اُتار کر مار ڈالا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبدالملک نے عتبہ کو اندلس سے نکال کر عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی تھی حتیٰ کہ ۱۲۴ھ میں بلج بن بشر لشکر اہلِ شام کے ساتھ سرزمین اندلس میں داخل ہوا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور عبدالملک کی حکومت ختم کر کے تقریباً ایک برس حکمرانی کی۔ رازی کہتا ہے کہ اہل اندلس نے ماہ صفر ۱۲۳ھ عہد خلافت ہشام بن عبدالملک میں اپنے امیر عتبہ بن حجاج سے بغاوت و سرکشی کی تھی اور عبدالملک بن قطن کو اپنا امیر بنایا تھا اس حساب سے عتبہ کی حکومت کا دور چھ برس چار مہینے رہا۔ بہرکیف مقام سرقومہ ماہ صفر ۱۲۳ھ میں اُس نے وفات پائی۔

بلج بن بشر

اس کے مرنے سے عبدالملک کے قدم استقلال واستحکام کے ساتھ حکومت اندلس پر جم گئے پھر بلج بن بشر اہل شام کے ساتھ کلثوم بن عیاض و بربر کے واقعہ کے بعد اندلس پہنچا' عبدالملک پر دفعتہً حملہ کر کے مار ڈالا۔ اس سے فہریوں کا جتھہ دب دبا کر ایک طرف ہو گیا مگر در پردہ اپنی قوتوں کو فراہم اور اپنی گزری ہوئی حالتوں کو درست کرتے رہے۔ حتیٰ کہ سب کے سب جمع ہو کر بلج بن بشر سے لڑنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے' عبدالملک بن قطن کے خون کا بدلہ لینے کے لئے میدانِ جنگ میں آ گئے۔ اس وقت فہریوں پر عبدالملک بن قطن کے دونوں بیٹے قطن اور امیہ حکمرانی کر رہے تھے اس معرکہ میں اتفاق سے فہریوں کو شکست ہوئی مگر بلج بن بشر بھی انھی لڑائیوں کے اندر ہو گیا یہ واقعہ ۱۲۴ھ کا ہے۔ جب کہ بلج کی حکومت کو تقریباً ایک برس گذر چکا تھا۔ بلج کے بعد حکومت اندلس پر ثعلبہ بن سلامہ خذامی وغالب ہوا۔ فہریوں نے اس سے بھی کنارہ کشی کی اور اس کے علمِ حکومت سے منحرف رہے۔ دو برس اُس نے نہایت عدل وانصاف کے ساتھ امارت کی آخر کار یمانی قبائل والوں نے مخالفت شروع کی جس سے

اس کی حکومت کی مشین کے پُرزے ڈھیلے پڑ گئے۔ فتنہ و فساد کی گرم بازاری ہوگئی۔

ابو الخطاب حسام بن ضرار

اسی اثناء میں حنظلہ بن صفوان گورنر افریقہ کی طرف سے ابو الخطاب حسام بن ضرار کلبی والی اندلس ہو کر براہِ دریا تونس سے ۱۲۵ھ میں اندلس آیا۔ اہل اندلس نے اس کی اطاعت قبول کر لی، ثعلبہ ابن سعد اور پسران عبدالملک اس سے ملنے آئے ابو الخطاب ان لوگوں سے بعزت و احترام پیش آیا۔ استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ یہ نہایت شجاع، کریم صائب الرائے اور عالی حوصلہ تھا۔ اس کے عہد حکمرانی میں اہلِ شام اس کثرت سے آئے کہ قرطبہ جیسا وسیع شہر ان کے لئے کافی نہ ہوا۔ ابو الخطاب نے ان لوگوں کو مختلف شہروں میں آباد ہونے کے لئے بھیج دیا۔ اہلِ دمشق کو مشابہت کی وجہ سے بیرہ (گرے ناڈایا) میں ٹھہرایا اور دمشق کے نام سے موسوم کیا، اہل حمص کو اشبیلیہ میں آباد کیا اور آب و ہوا کی مناسبت سے اس کا نام حمص رکھا، اہل قنسرین کو حسان میں قیام کرنے کا حکم دیا اور قنسرین کے نام سے اسے موسوم کیا، اہل اردن کو ریہ یعنی مالقہ میں ٹھہرایا اور اردن کے نام سے پکارے جانے کا حکم دیا۔ اہل فلسطین کو شدونہ (شیڈ ونیا یا شریش) میں فرد کش کیا اور اسے فلسطین کا خطاب دیا اور اہل مصر کے مکانات تدمیر (مرشیا) میں بنوائے اور سرسبزی و شادابی کے لحاظ سے مصر کے نام سے موسوم کیا۔ اس کے بعد ثعلبہ مشرق چلا آیا اور مروان بن محمد کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے ساتھ لڑائیوں میں شریک ہوا۔

ابو الخطاب عرب کے ایک دیہات کا رہنے والا تھا مزاج میں قومی عصبیت اور طرف داری زیادہ تھی اس نے اپنے زمانہ حکمرانی میں اپنی قوم یمانیہ کی خوب طرف داری کی، مضریہ کو ہر کام میں دباتا گیا قبیلہ قیس کو بھی زیر و زبر کیا ایک روز ضمیل بن حاکم بن شمر بن ذی الجوشن سردار قیسیہ کو جو کہ بلج کے ہوا خواہوں سے تھا کسی خاص کام پر مامور کیا، ضمیل منہ پر رومال ڈالے ہوئے اٹھا ایک حاجب نے جو قصر امارت کے باہر کھڑا ہوا تھا بول اٹھا "اے ابو الجوشن اپنے عمامہ کو درست کر لو" ضمیل یہ جواب دیتا ہوا کہ اگر میری قوم چاہے گی تو اسے درست کرے گی" چلا گیا کچھ دن بعد اس کی قوم نے ایکا کر کے اس کے کہنے کے مطابق ایک ہنگامہ برپا کر دیا، مخالفین یمانیہ سے یمانیہ کے مقابلہ پر امداد طلب کر کے لڑنے لگے۔ ابو الخطاب نے اپنے آپ کو ۱۲۸ھ میں اپنی حکومت کے چار برس نو ماہ بعد حکومت اندلس سے علیحدہ کر لیا۔

ثعلبہ بن سلامہ جذامی

تب اس کی جگہ ثعلبہ بن سلامہ جذامی والی اندلس ہو کر آیا۔ اس کے زمانہ حکمرانی میں مشہور جنگ کی آگ مشتعل ہوئی اہل اندلس نے اس معاملہ میں عبدالرحمٰن بن حبیب والی افریقہ سے خط و کتابت کی عبدالرحمٰن نے آخر ماہ رجب ۱۲۹ھ میں ثعلبہ کو سند حکومت اندلس مرحمت فرما کر روانہ کیا، ثعلبہ نے اندلس پہنچتے ہی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور ضمیل اس کی امارت و حکومت کے کام کو انجام دینے لگا۔ اس نے حکمت عملی سے دونوں فریقوں میں مصالحت کرا دی دو برس حکومت کر کے مر گیا اس کے بعد اہل افریقہ میں مخالفت پیدا ہوگئی۔ مشرق میں بنی امیہ کی حکومت کمزور ہو چکی تھی۔ تاجداران خلافت امویہ آئے دن کے جھگڑوں اور بانیان دولت عباسیہ کی سازشوں کی وجہ سے اقصائے مغرب کے انتظام سے غافل ہو گئے۔

یوسف بن عبدالرحمٰن فہری

اہل اندلس ایک خود مختاری اور خودسری کی حالت سے خود اپنا انتظام کرنے لگے اور مصالح ملکی و مذہبی کے انجام دینے کے لئے عبدالرحمٰن بن کثیر کو امارت کی کرسی پر بٹھایا اس کے بعد عساکر اسلامیہ مقیم اندلس نے یہ رائے قائم کی کہ امارت اندلس مضریہ اور یمنیہ میں نصفا نصف تقسیم کردی جائے اور ایک ایک برس دونوں لشکروں کو حکمرانی کرنے کا موقع دیا جائے۔ مضریہ نے اپنی امارت کے لئے یوسف بن عبدالرحمٰن فہری کو ۱۲۹ھ میں منتخب کیا۔ ایک برس تک یہ دارالامارت قرطبہ میں حسب قرارداد شرط حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد یمنیہ معاہدے کی مدت پوری ہونے پر حکمرانی کی عبا پہن کر دارالامارت میں داخل ہوئے یوسف نے یمنیہ پر موضع شقندہ مضافات قرطبہ میں جہاں پر یمنیہ اترے ہوئے تھے شبخون مارا[۱]۔ .... ضمیل بن حاتم، قیسیہ اور مضر باہم گتھ گئے بہت بڑی خونریزی ہوئی، یوسف کی حکومت سرزمین اندلس سے جاتی رہی، یمنیہ نے حکومت وامارت پر قبضہ کرلیا۔ ایک مدت تک فریقین اسی طریقہ سے رہے کہ کبھی یہ مغلوب ہو جاتے تھے اور کبھی غالب، حتیٰ کہ عبدالرحمٰن الملقب بہ داخل سرزمین اندلس میں آیا۔

آخری دور میں یوسف بن عبدالرحمٰن نے ضمیل بن حاتم کو سرقسطہ کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ پس جب مشرق میں سیاہ پرچم والے (عباسیہ) ظاہر ہوئے تو حباب بن رواحہ زہری نے اندلس کی جانب کوچ کیا اور ان کی حکومت وامارت کی دعوت دینے لگا۔ ضمیل کا سرقسطہ میں محاصرہ کیا۔ ضمیل نے یوسف سے مدد طلب کی یوسف نے بوجہ عداوت سابقہ کمک نہ بھیجی قیسیہ نے امدادی فوجیں بھیجیں۔ لیکن وقت گذر گیا تھا مجبوراً ضمیل نے سرقسطہ کو خالی کردیا۔ حباب نے سرقسطہ پر قبضہ کرلیا اور ضمیل طلیطلہ پہنچ کر حکومت کرنے لگا۔ حتیٰ کہ عبدالرحمٰن داخل وارد اندلس ہوا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

فتح اندلس کی کیفیت علامہ مورخ نے جس پیرایہ اور طرز سے تحریر کی ہے، اُسے آپ پڑھ آئے ہیں اور میرے نزدیک واقفیت کے لیے یہ بہت کافی ہے۔ علامہ مورخ نے فتح اندلس کے کسی اہم واقعہ کو نظر انداز نہیں کیا جس کے لکھنے کی زحمت مترجم کا قلم گوارا کرتا مگر چونکہ آج کل لوگوں میں ناول بینی کا مذاق حد سے زیادہ پیدا ہوگیا ہے۔ اس وجہ سے جب تک کسی واقعہ کو گھٹا بڑھا کر نہ لکھو، انھیں لطف نہیں آتا۔ یہ نہیں سمجھتے کہ تاریخ کو چلبلے جملوں اور پھڑکتے ہوئے فقروں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی لحاظ سے میں آپ کی دلچسپی کے خیال سے انھی واقعات کو جنھیں آپ ابھی پڑھ چکے ہیں ذرا تفصیل سے باضافہ والحاق لکھنا چاہتا ہوں۔ یہ جزیرہ نما جس کی سرسبزی وشادابی بے نظیر تھی ایک مدت سے رومن امپائر کے قبضہ اقتدار میں تھا، لیکن اسلام سے تقریباً دو سو برس پیشتر قوم گاتھ نے روما کی متزلزل گورنمنٹ کو اس صوبہ سے بے دخل کردیا تھا اور ان کی حکومت وسلطنت کے نام ونشان کو مٹا کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ رکھا تھا

---

[۱] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ (مترجم)

گاتھ ایک وحشی ایشیائی قوم تھی اس کی بہت سی شاخیں ہیں۔ ان میں سے ایک وزی گاتھ ہے جس نے پانچویں صدی مسیحی میں (یعنی اسلام سے تقریباً دو تین سو برس پیشتر) سلطنت روما کی تہذیب اور شائستگی کو اپنے وحشیانہ حملوں سے تہ خاک کر کے صوبہ آئی بیریا (اسپین یا اندلس) پر قبضہ حاصل کر لیا تھا یہ خیال رہے کہ جس قوم میں تہذیب اور شائستگی حد سے زیادہ آجاتی ہے اس کی دلاوری بہادری، مردانگی اور شجاعت میں فوراً فرق آجاتا ہے۔ رومن قوم میں جس وقت شائستگی اور تہذیب کا نام نہ تھا انھیں دنوں یہ اپنی تیغ بے دریغ سے خلائق کو مسخر اور مطیع کر رہے تھے۔ جوں ہی ان لوگوں میں امارت اور عیش پسند آئی، بہادری نے رخصتی سلام کیا۔ اسلام میں بھی اس کی نظیر موجود ہے۔ جب تک اہل اسلام سیدھی سادی زندگی بسر کرتے تھے، نیزہ اور شمشیروں کے سوا دوسری چیزوں سے نہیں کھیلتے تھے اس وقت تک ان میں مذہبی جوش بھی تھا، یہ بہادر بھی تھے جب سے علوم و فنون کی آمد و شروع ہوئی امارت اور عیش پسندی سے مانوس ہوئے، دل جمعی کے ساتھ عیش و عشرت میں مصروف ہو گئے اور زمانہ کی حالت سے غافل ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ملک گیا، دولت گئی، مذہبی جوش کا خاتمہ ہو گیا۔ صرف شیخی ہی شیخی باقی رہ گئی۔

جس زمانہ میں اندلس پر اسلامی لشکر نے قبضہ حاصل کیا تھا ان دنوں اسپین میں راڈرک (لرزیق) نامی ایک بادشاہ حکمرانی کر رہا تھا جس نے شاہ ڈیزا کو تخت حکومت سے اتار کر بزور و جبر حکومت حاصل کی تھی۔ اس کا دار السلطنت طلیطلہ (ٹولیڈو) تھا۔ اسلامی فتوحات کی موجیں ان دنوں شمالی افریقہ میں ممالک بربر کی دیواروں سے ٹکرا رہی تھیں اور اس نے قریب قریب اس کے تمام شہروں کو فتح کر لیا تھا صرف ایک قلعہ سبطہ (سیوٹا) اس کے مقابلہ پر اڑا ہوا لڑ رہا تھا۔ یہ قلعہ درحقیقت شاہ یونان والی قسطنطنیہ کے زیر حکومت تھا مگر دور دراز ہونے اور مذہبی اور ملی ہمدردی کے لحاظ سے اس کی حفاظت و امداد کا ذمہ دار شاہ اسپین تھا۔ قلعہ سبطہ کے والی کا نام جولین تھا جسے عربی مورخ بالیان سے موسوم کرتے ہیں اس سے اور شاہ اسپین راڈرک سے کچھ ان بن ہو گئی تھی چشمک کا سبب یہ ہوا کہ جولین گورنر سبطہ نے حسب دستور ملک اسپین اپنی بیٹی فلورنڈا کو آداب شاہی اور تہذیب و تربیت حاصل کرنے کی غرض سے شاہ اسپین کے دربار میں بھیج دیا تھا شاہ اسپین (راڈرک) نے اس کی جگہ کہ فلورنڈا کی عصمت کو اپنی بیٹیوں کی طرح محفوظ رکھتا اس کی پاک دامنی کو اپنی ہوا و ہوس، عیش پرستی اور شہوت رانی کی نذر کر دیا۔

یہ ایک بہت بڑا شرمناک واقعہ تھا۔ جولین کو اس خبر کے سننے سے بے حد برہمی پیدا ہوئی اول تو اس کا دل اس وجہ سے پہلے ہی سے صاف نہ تھا کہ راڈرک نے شاہ ڈیزا کو معزول کر کے خود عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی تھی اور شاہ ڈیزا کی بیٹی جولین کی بیوی تھی دوسرے اس واقعہ شرمناک نے بارود خانہ میں چنگاری کا کام دیدیا۔ سامان سفر درست

کرکے طلیطلہ پہنچا راڈرک سے ملاقات کی لیکن اپنے جوش انتقام اور غیض و غضب کو اس طرح چھپائے رہا کہ راڈرک کو اس کی بدولی کا احساس تک نہ ہوا۔ راڈرک سے رخصت ہوکر اپنی بیٹی کے ساتھ سبطہ واپس آیا۔ اور یہ ٹھان لی کہ اب میں مسلمانوں سے تیغ و سپر ہرگز نہ ہوں گا۔

چنانچہ واپس آتے ہی موسیٰ بن نصیر گورنر شمالی افریقہ سے ملاقات کی۔ یہ ولید بن عبدالملک تاجدار خلافت امویہ کی جانب سے اس صوبہ کا والی تھا۔ قیروان میں اس کا دارالامارت تھا۔ جولین نے موسیٰ بن نصیر سے اسپین کی سرسبزی، زرخیزی اور شادابی کی حکایتیں بیان کرکے یہ ظاہر کیا کہ تمھارے جانے کی دیر ہے۔ تمھارا لشکر پہنچا اور یہ ملک فتح ہوا، پہلے تو موسیٰ کو اس معاملہ میں پس و پیش ہوا مگر اس کے لبریز خزانوں اور شاداب زمینوں کے حالات سننے سے منہ میں پانی بھر آیا۔ انگریزی مورخ لکھتے ہیں کہ خلیفہ دمشق سے اجازت حاصل کرکے اس کا مزاج معلوم کرکے پانچ سو آدمیوں کی جمعیت سے طارق کو ۹۲ھ/۷۱۰ء میں جولین کے چار جہازوں پر سوار کرکے سواحل اندلس پر لوٹ مار کرنے کے لئے روانہ کیا مگر عربی مورخوں کی تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ بن نصیر نے خلیفہ دمشق کی رائے کے بغیر اپنی فوج کو بسرداری طارق بلاد ہسپانیہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ اگر انگریزی مورخوں کا بیان صحیح ہوتا تو خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کو ملک اندلس کی فتح یابی کا حال سننے سے خوشی کے بجائے قلق اور مسلمانوں پر افسوس نہ ہوتا۔ اور موسیٰ کو ڈانٹ کا فرمان نہ بھیجتا اور نہ اسے گورنری شمالی افریقہ سے معزول کرکے دمشق میں طلب کرتا۔

بہرکیف عربوں کو بحر روم میں جہازرانی کا یہ پہلا موقع ملا۔ طارق نے الجیراس کو تاخت و تاراج کرکے اور گاتھ کی سلطنت کے حالات کو آنکھوں سے مشاہدہ کرکے تھوڑے دنوں بعد مراجعت کی ...... طارف پہلے جس مقام پر اُترا تھا وہ اب تک اسی کے نام سے طاریفا مشہور ہے۔ موسیٰ بن نصیر کے خیالات طریف کے بیان سے بہت زیادہ فتح اندلس کے بابت مستحکم ہوگئے اور جولین کے قول کی اس سے تصدیق بھی ہوگئی ۹۲ھ/۷۱۱ء میں موسیٰ نے دو فوجیں تیار کیں ایک کو بسرداری طارق گاتھ کی سلطنت کے سر کرنے کے لئے روانہ کیا اور دوسرے کو بسرکردگی طریف۔ ان دونوں جرنیلوں نے ممالک ہسپانیہ میں قدم رکھتے ہی آتش جنگ مشتعل کردی۔ طارق کے رکاب میں تین سو عرب اور تقریباً دس ہزار بربری تھے اور طریف بن ملک نخعی کے ساتھ دو سو عرب اور تقریباً سات ہزار باشندگان بربر۔ راڈرک ان کے مقابلہ پر چالیس ہزار فوج لے کر لڑنے کو آیا ہوا تھا۔ طارق پہلے لائنز اک قلتالاسد پر اُترا جو اس وقت تک اس فاتح کے نام سے جبل الطارق (جبرالٹر) مشہور ہے اس مقام سے قرطبہ کو فتح کرکے ممالک ہسپانیہ کے اندرونی حصوں کی طرف قدم بڑھائے زیادہ

مسافت طے نہ کرنے پایا تھا کہ راڈرک شاہ اسپین چالیس ہزار کی جمعیت سے آپہنچا دونوں فوجوں کا ایک چھوٹے سے دریا کے کنارے مقام وادی بیکا میں مقابلہ ہوا۔

اس موقع پر مغربی اور مشرقی مورخ عجیب و غریب افسانے تحریر کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک طلسمی گنبد ہے جسے بادشاہ ہرقل نے سمندر کے کنارے پر بنوایا تھا اور اس میں ایک طلسم رکھا تھا اور قبل از وقت اس کا راز افشا نہ کرنے کی بے حد ممانعت کی تھی چنانچہ ہر بادشاہ جو سریر آرائے مملکت ہسپانیہ ہوتا تھا اپنے نام کا علیحدہ قفل دروازے پر لگا دیتا تھا۔ جب راڈرک نے عنان حکومت اندلس اپنے ہاتھ میں لی تو دو بوڑھے دربار شاہی میں حاضر ہوئے اور بعد ادائے مراسم شاہانہ دروازۂ گنبد پر قفل لگانے کی خواہش کی راڈرک کو مخفیات کے دریافت کرنے کا شوق پیدا ہوا ایک روز مشیروں اور لشپون کی ممانعت کے باوجود بہت سے سوار اور پیادوں کو ہمراہ لے کر گنبد کی جانب گیا قفلوں کو توڑ کر اندر داخل ہوا ایک وسیع کمرہ سے گزرتا ہوا دوسرے کمرے میں گیا اس کمرہ کے دروازے کے سامنے پیتل کی ایک خوفناک تصویر کھڑی تھی۔ ہاتھ میں ایک بھاری گرز تھا۔ دم بدم یہ تصویر گرز کو زمین پر مارتی تھی۔ اس تصویر کے سینہ پر لکھا ہوا تھا " میں اپنا فرض منصبی ادا کر رہا ہوں "۔

اس حیرت انگیز تصویر کو دیکھ کر راڈرک کا حوصلہ اور بڑھا کسی نہ کسی طرح کمرے کے اندر داخل ہوا اوسط کمرہ میں ایک میز رکھی تھی جس پر صندوقچہ رکھا ہوا تھا اس صندوقچہ پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی گنبد کے کل راز اس صندوقچہ میں ہیں بجز ایک بادشاہ کے اس کے کھولنے کی اور کسی کو جرأت نہ ہوگی لیکن اسے ذرا باخبر رہنا چاہئے کیونکہ مرنے سے پہلے بہت سے عجیب و غریب واقعات دکھائی دیں گے " راڈرک نے صندوقچہ کو کھولا تو اس میں ایک چرمی وصلی پائی جو تانبے کی دو تختیوں کے بیچ میں محفوظ تھی وصلی پر گھوڑ سواروں کی تصویریں بنی تھیں۔ صفحہ کی پیشانی پر یہ عبارت لکھی تھی۔ " اے بد اندیش ان لوگوں کو دیکھ جو تجھے تخت سلطنت سے اتار کر خاک مذلت پر بٹھائیں گے اور تیرے ملک پر قبضہ کریں گے " وصلی پر نظر پڑتے ہی ان تصویروں میں یک بیک حرکت پیدا ہوئی اور میدان جنگ کا حقیقی فوٹو پیش نظر ہو گیا جس میں مسیحی اور اسلامی دلاور لڑتے ہوتے نظر آئے اسلامی عساکر نے مسیحیوں کو پسپا کر کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ شکست خوردہ گروہ جو ادھر ادھر بھاگتا نظر آتا تھا اس میں ایک جواں مرد سپاہی نظر آیا جو سر پر تاج شاہی رکھے ہوئے سفید گھوڑے پر سوار تھا۔ عین جنگ کے وقت یہ شخص گھوڑے سے نیچے گرا اور پھر کہیں اس کا پتہ نہ چلا۔ یہ شخص اسلحہ اور لباس سے ہو بہو شاہ راڈرک معلوم ہوتا تھا راڈرک اور اس کے ہمراہی اس حیرت انگیز سین کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ سراسیمہ حواس باختہ کمرے سے باہر آئے تو نہ وہ تصویر تھی اور نہ اس کے محافظ زندہ تھے۔ علاوہ اس کے اور بہت سے بے شمار عجائبات نظر آئے

جس سے سلطنت اسپین کی تباہی کی خبر ملتی تھی۔ بعض عربی مورخین نے بھی اس عجیب و غریب واقعہ کو تحریر کیا ہے اسپین کے متوسط زمانہ کے مورخوں کی تصنیفات میں اس قسم کے تعجب خیز حالات نہایت خوشی سے قلمبند کئے گئے ہیں۔

فریقین جو وادی بیکا میں ایک دوسرے کے مقابلہ و جنگ پر تل رہے تھے۔ نہایت مردانگی سے میدان میں آئے اور اپنے حریف مقابل سے جنگ آزما ہوئے۔ شاہ راڈرک کے رکاب میں ٹڈی دل فوج تھی جن کے مقابلہ میں اسلامی عساکر کو وہی نسبت تھی جو ایک کو دس سے ہوتی ہے تاہم اسلامی جنگ آزماؤں نے آٹھ روز مسلسل لڑائی لڑکر اپنے جوش دل اور جاں بازیوں کو ثابت کردیا اور شاہ راڈرک کی متواتر کوششوں پر پانی پھیر دیا۔

اس تائید الٰہی اور غیبی کامیابی سے طارق کے حوصلے بڑھ گئے نہایت اُولوالعزمی اور ثابت قدمی سے تمام ملک اسپین کے سر کرنے کے لئے مستعد ہو گیا اور ضرورت کے مطابق سامانِ جنگ فراہم کرکے آگے بڑھا۔ موسیٰ بن نصیر گورنر افریقہ کو جس کا طارق ماتحت تھا اس غیر متوقع کامیابی پر رشک پیدا ہوا باضابطہ فرمان بھیج کر طارق کو آگے بڑھنے کی ممانعت کی، مگر عالی حوصلہ طارق کو اس کی ممانعت کی ذرا بھی پروانہ ہوئی، اپنے رکاب کی فوج کو تین حصوں پر تقسیم کرکے تمام جزیرہ نما اسپین کو اس سرے سے اُس سرے تک چھان ڈالا اور یکے بعد دیگرے تمام صوبوں اور قلعہ جات کو فتح کرلیا۔

قرطبہ کا محاصرہ اور فتح کرنے کے لئے مغیث (طارق کا سکریٹری) سات سو آدمیوں کی جمعیت سے گیا ہوا تھا۔ قریب قرطبہ پہنچ کر شام تک اِدھر اُدھر اپنی چھوٹی سی فوج لئے ہوئے چھپا رہا۔ جوں ہی رات ہوئی شہر کی طرف بڑھا۔ اتفاق وقت سے اس وقت بارش اور اولوں کا طوفان شروع ہو گیا۔ اس نے اسلامی دلاوروں کے گھوڑوں کے سموں کی آواز تک پہنچنے دی۔ جس سے اہل قرطبہ کو اُن کی آمد کی اطلاع نہ ہو سکی۔ شہر پناہ کے قریب پہنچ کر دھاوا کرنے کا موقع تلاش کرنے لگے۔ فصیل کے ایک مقام میں شگاف نظر آیا مسلمانوں کا ارادہ ہوا کہ اسی مقام سے حملہ کرنا چاہئے۔ فصیل سے ملا ہوا انجیر کا درخت تھا ایک مسلمان سپاہی دوڑ کر چڑھ گیا اور اس پر سے اُچھل کر فصیل پر کود گیا۔ جھٹ پٹ اپنا عمامہ اُتار کر نیچے لٹکا دیا۔ کئی مسلمان سپاہی اس عجیب و غریب کمند کے ذریعہ سے اوپر چڑھ گئے اس کے بعد ان لوگوں نے نہایت ہوشیاری سے دربانوں کی مشکیں باندھ لیں اور شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ پھر کیا تھا اسلامی رسالہ شہر میں گھس پڑا اور بات کی بات میں شہر کو فتح کرلیا۔ گورنر اور تمام باشندگان شہر نے ایک گرجا میں جاکر پناہ لی۔ تین ماہ تک سوارانِ اسلام ان کا محاصرہ کئے ہوئے لڑتے رہے۔ بالآخر ان محصورین نے بھی سر اطاعت جھکا دیا۔

فتح قرطبہ نے عیسائیوں کی کمر ہمت اور توڑ دی۔ طارق فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے جس طرف رُخ کرتا تھا کامیابی اور نصرت دوڑ کر رکاب چوم لیتی تھی۔ آرکی ڈونا بلاجد و جہد فتح ہوگیا۔ تمام باشندے بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپے۔ مالاگا اور الویرا کو حملہ کرکے عیسائیوں سے چھین لیا۔ اب صرف مرشیا کے پہاڑی درّے باقی رہ گئے تھے جو تدمیر کی واقف کاری اور ہوشیاری کی وجہ سے حملہ آور کے حملوں سے محفوظ تھے۔ آخر کار عساکر اسلامیہ اور تدمیر کے کھلے میدان میں نبرد آزما ہونے کی نوبت آئی۔ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ تدمیر اپنے ایک نوعمر غلام کے ساتھ بھاگ کر شہر اوری ہیولا میں جا کر پناہ گزیں ہوا اسلامی لشکر بھی تعاقب کرتا ہوا اس شہر تک پہنچ گیا۔ اس وقت مرشیا میں عورتوں اور بوڑھوں، بچوں کے سوا کوئی جوان باقی نہ رہا تھا تدمیر کو اس موقع پر غضب کی سوجھی اس نے تمام عورتوں کو مردانہ لباس پہنایا۔ سر پر خود رکھا۔ نیزہ کے بجائے ڈنڈوں اور دیگر ضروری نمائشی اسلحہ جنگ سے آراستہ کیا۔ سر کے بالوں کو پیچ دے کر زنخدان کے نیچے اس طرح لٹکایا کہ دور سے دیکھنے والوں کو ڈاڑھی معلوم ہوتی تھی۔ اس مصنوعی فوج کو تدمیر نے فصیل شہر کی حفاظت پر مامور کیا۔ اسلامی لشکر کو اس کا شعور نہ ہوا کہ یہ کس قسم کی فوج ہے حملہ کی تدبیریں سوچنے لگا۔ تدمیر نے یہ احساس کرکے کہ میری تدبیر کارگر ہوگئی فوراً اپنے نوعمر غلام کو ایلچیوں کا لباس پہنایا اور خود صلح کا جھنڈا لئے ہوئے مصالحت کرنے کے لئے شہر سے باہر آیا۔ رفتہ رفتہ لشکر اسلام تک پہنچا۔ عربی سپہ سالار نے اسے ایلچی سمجھ کر نہایت تپاک اور احترام سے استقبال کیا، ملاطفت اور نرمی سے باہم گفتگو ہونے لگی۔ تدمیر بولا "میں اپنے حکمران کی طرف سے آپ سے شرائط صلح طے کرنے کو آیا ہوں، جن کا قبول و منظور کرنا آپ کی عالی حوصلگی اور مردانگی سے بعید نہیں ہے ہمارے رحم دل صلح پسند حاکم کو خونریزی منظور نہیں ہے اگر آپ وعدہ فرمائیں کہ اہل شہر کو ان کے مال و اسباب کے ساتھ نکل جانے دو۔ بس تو کل صبح، شہر آپ کے حوالہ کر دیا جائے ورنہ فصیل شہر کی حفاظت اور ناکہ بندیوں کو آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہیں اس شہر پر آپ کا اُس وقت تک قبضہ نہ ہوگا جب تک ہم میں کا ایک فرد بھی زندہ رہے گا۔"

مغیث کو یہ شرط پسند آئی صلح پر راضی ہوگیا۔ عہدنامہ لکھے جانے کے بعد پہلے مغیث نے دستخط کئے۔ اس کے بعد تدمیر نے عہدنامہ پر دستخط کرکے مغیث کے حوالہ کرکے کہا "لیجئے حضرت یہ عہدنامہ" "میں ہی اس شہر کا حاکم ہوں" اس کے بعد تدمیر اپنے غلام کے ساتھ شہر واپس گیا۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی شہر پناہ کا دروازہ کھلا۔ سب سے پہلے تدمیر اپنے چند غلاموں کے ساتھ نکلا، ان کے پیچھے بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کا جھنڈا برآمد ہوا مغیث کو بے حد تعجب ہوا، متحیر ہوکر تدمیر سے دریافت کیا "آپ کے وہ سپاہی کہاں ہیں جو فصیل کی حفاظت پر تھے" تدمیر نے جواب دیا "میرے پاس سپاہی کہاں باقی رہ گئے تھے۔ جن کے

ذریعہ سے میں نے شہر کی حفاظت کی تھی وہ یہی عورتیں اور بوڑھے مرد ہیں" مغیث کو تدمیر کی اس ہوشیاری اور دلیرانہ کارروائی سے بے حد تعجب ہوا اور اس درجہ اُسے مسرت ہوئی کہ اس نے اپنے مغلوب دشمن کو مرشیا کا گورنر مقرر کر دیا۔ چنانچہ آج تک یہ صوبہ اسی کے نام کی مناسبت سے "تھوڈیمیر لینڈ" کہا جاتا ہے۔

اس وقت طارق سرزمین اندلس کو تاراج کرتا ہوا سرداران گاتھ کے تعاقب و جستجو میں ٹولیڈو (طلیطلہ) تک پہنچ گیا تھا مگر ٹولیڈو میں صرف وہی لوگ باقی رہ گئے تھے جنھیں مسلمانوں سے تعلق اور ارتباط پیدا ہو گیا تھا مثلاً کونٹ جولین (ربالیان) گورنر سبطہ اور "شاہ ٹونرا" سابق حکمران ہسپانیہ کا رشتہ دار۔ طارق نے ان لوگوں کو عہدہائے جلیلہ عنایت کیے۔ سرداران گاتھ جن کی جستجو میں طارق خاک چھان رہا تھا وہ لوگ آسٹریا کے پہاڑوں میں جا کر پناہ گزیں ہو گئے تھے اس وجہ سے ہاتھ نہ آئے۔

طارق نے ممالک ہسپانیہ کے تقریباً تمام شہروں کو سر کر لیا تھا اور جو اِدھر اُدھر دو چار صوبے باقی رہ گئے تھے وہ بھی فتح ہونے کے قریب تھے کہ اسی اثناء میں موسیٰ بن نُصَیر گورنر افریقہ نے جسے طارق کی یہ غیر متوقع کامیابیاں پسند نہ آئی تھیں اس ناموری اور فتح یابی میں حصہ لینے کی غرض سے اٹھارہ ہزار عربی سپاہ کی جمعیت سے اسٹریٹ کو ۷۱۲ء کے موسم گرما میں عبور کیا۔ کارموتا، سیوائیل اور میریڈا کے میدانوں کو بزور تیغ جنگ کر کے سر کر لیا جس سے اسپین کا سارا ملک اس سرے سے اُس سرے تک مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اور اُس خلیفہ اسلام کی وسیع اور لبیط سلطنت کا یہ ایک صوبہ بن گیا جس کا مرکز حکومت دمشق میں تھا۔

موسیٰ بن نصیر گورنر افریقہ کے دل میں فتح اسپین کے بعد فتح یورپ کی آرزو پیدا ہوئی مگر افسوس ہے کہ خلیفہ دمشق کی طلبی پر وہ اپنی اس آرزو کو پورا نہ کر سکا۔ تاہم اس کے چلے جانے پر عساکر اسلامیہ نے یورپ کی طرف قدم بڑھائے۔ چنانچہ ۷۱۹ء کے اوائل میں گال کے جنوبی حصے پر جو سپٹی مونیا کے نام سے مشہور تھا قبضہ کر کے کرکالون اور نیربون کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ اس کے بعد برگنڈی اور ایکوئی ٹینا پر حملہ کیا، ایوڈیز ڈیوک آف ایکوئی ٹینا مقابلہ پر آیا اتفاق سے اس معرکہ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی مگر اس شکست سے ان کی جوانمردی میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ سامانِ جنگ درست اور سپاہ کو مرتب کر کے مسلمانوں نے پھر ملک مغرب پر چڑھائی کی، بیون کو لوٹ لیا۔ تومس پر خراج قائم کیا۔ ۷۳۱ء میں ایوگنن پر قابض ہوئے۔

ناربون کے جدید حکمران عبدالرحمٰن نے فوجیں فراہم کر کے پھر ایکوئی ٹینا پر چڑھائی کی، دریائے گازون پر اس سے اور ایوڈیز سے مقابلہ ہوا۔ عساکر اسلامیہ نے ایوڈیز کو شکست فاش

دے کر ٹوورز کی جانب قدم بڑھایا چارلس پیگن شاہ فرانس، بادشاہ لوتھایر کی حمایت پر کمربستہ ہو کر میدان میں آیا دونوں فریق کا پواکٹرز اور ٹوورز کے درمیان مقابلہ ہوا۔ یہ بہت بڑی لڑائی تھی اس سے بڑے بڑے نتائج پیدا ہونے والے تھے اگر عساکر اسلامیہ کو اس معرکہ میں کامیابی ہو گئی ہوتی تو تمام یورپ میں آواز جرس کی جگہ اذان کی آواز گونجتی ہوتی۔ چارلس اور اس کی فرانسیسی فوج نے مسلمانوں کی ترقی کو اسی معرکہ سے روک دیا چھ دن تک معمولی اور چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ساتویں دن چارلس خود حملہ آور ہوا۔ مسلمانوں کے پاؤں میدانِ جنگ سے ڈگمگا گئے۔ اسلامی فوج کا کثیر حصہ کام آ گیا۔ اس واقعہ سے پھر مسلمانوں کو ممالک فرانس کی طرف قدم بڑھانے کا شوق پیدا نہ ہوا۔ واللہ یفعل ما یشاء۔ انتہی کلام المترجم۔ ملخصا من الطبری و تاریخ ابو الفداء والکامل الاثیر و کتاب نفح الطیب وغیرہا من کتب تواریخ الانگلشیہ

(مترجم)

باب ۲۴

امارت بنو امیہ

امیر عبدالرحمٰن الداخل ۱۳۸ھ تا ۱۷۱ھ

عبدالرحمٰن بن معاویہ کا فرار

جس وقت خاندان خلافت امویہ پر مشرق میں وہ مصائب جوان پر نازل ہونے والے تھے نازل ہوئے دعوے داران خلافت یعنی بنو عباس نے حکمت عملی سے انھیں مغلوب کر کے کرسی خلافت سے اُتار دیا، اس خاندان کے آخری خلیفہ مروان بن محمد بن مروان بن حکم کو ۱۳۲ھ میں قتل کر کے تخت حکومت پر خود جلوہ افروز ہوئے۔ ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر اس خاندان کے ممبروں کو قتل کرنے لگے خاندان امیہ کے باقی ماندہ دو چار ممبر جو اس عام خونریزی سے بچ گئے تھے وہ بخوف جان اِدھر اُدھر اور دور دراز ملکوں کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے ان لوگوں میں سے جو اس طوفان بے تمیزی سے جاں بر ہو کر نکل بھاگے تھے، عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک نامی ایک شخص اسی معزول شدہ خاندان امارت کا ایک ممبر تھا۔ اس واقعہ سے قبل اس کی قوم، ملک مغرب میں اس کی بادشاہت کی منتظر تھی اور اس میں حکومت کرنے کی ایسی علامات محسوس کرتی تھی جنھیں مسلمہ بن عبدالملک نے بیان کیا تھا خود عبدالرحمٰن نے بھی بالمشافہ مسلمہ بن عبدالملک سے یہ سن رکھا تھا اس سے اس کے دل میں حکومت مغرب کا ولولہ و شوق پیدا ہو رہا تھا یہی امور تھے جس سے عبدالرحمٰن بن معاویہ نے ملک شام سے بے دخل ہو کر ملک مغرب کا راستہ لیا اور اپنے ماموں نفزہ برابرہ، طرابلس کے یہاں پہنچ کر مقیم ہوا کسی ذریعہ سے عبدالرحمٰن بن حبیب کو اس کی خبر ہو گئی۔ عبدالرحمٰن بن حبیب اس سے پیشتر ولید بن عبدالملک کے دو لڑکوں کو جب کہ وہ افریقہ میں شام سے بھاگ کر پہنچے تھے قتل کر چکا تھا۔

عبدالرحمٰن کی اندلس روانگی

عبدالرحمٰن بن معاویہ بخوف جان نفزہ برابرہ سے نکل کر مغیلہ میں جا کر پناہ گزیں ہوا بعض نے کہا ہے کہ مکناسہ میں پناہ گزیں ہوا اور بعض نے لکھا ہے کہ قوم زناتہ میں جا کر دم لیا تھا۔ ان لوگوں نے نہایت احترام سے اس کی آؤ بھگت کی اور یہ ان میں چندے باطمینان مقیم رہا۔ اس کے بعد ملیلہ میں جا ٹھہرا اور اپنے غلام بدر کو اندلس میں ان لوگوں کے پاس روانہ کیا جو مروانیوں کے خدام اور گروہ والے تھے۔ چنانچہ بدر نے اندلس میں پہنچ کر ان سب کو جمع کیا اور عبدالرحمٰن بن معاویہ کی بادشاہت و حکومت کی دعوت دی۔ ان سب لوگوں نے نہایت تپاک اور خوشی سے اسے

قبول کیا اور ایک دوسرے کو اس سے واقف کیا۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ یمنیہ اور مضریہ کے درمیان جھگڑا چل رہا تھا اس وجہ سے یمنیہ نے عبدالرحمٰن بن معاویہ کی حکومت وبادشاہت پر اتفاق کرلیا۔ بدر نے اندلس سے واپس ہو کر اپنے آقا عبدالرحمٰن کو اس سے مطلع کیا۔ عبدالرحمٰن نے ۱۳۸ھ عہد خلافت ابوجعفر المنصور عباسی میں دریا کو عبور کیا اور ساحل سندھ پر جا اُترا۔ اہل اشبیلیہ کے ایک گروہ نے حاضر ہو کر امارت وحکومت کی عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن نے کوررا حب کا رخ کیا۔ اس کے عامل عیسیٰ بن مسور نے بھی بیعت کرلی۔ تب عبدالرحمٰن شدونہ کی جانب واپس آیا۔ عتاب بن علقمہ لخمی والی شدونہ نے سر اطاعت جھکا دیا اور امارت وحکومت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ بعدہ مورور پہنچا اور ابن صباح اور اس کے والی سے بیعت لی۔ پھر قرطبہ کی جانب روانہ ہوا۔ یمنیہ نے حاضر ہو کر اس کی امارت کو تسلیم کیا۔

معرکۂ قرطبہ

رفتہ رفتہ اس کی خبر والئی اندلس یوسف بن عبدالرحمٰن فہری تک پہنچی۔ یہ اس وقت طلیطلہ پر جہاد کر رہا تھا۔ اس خبر کے مشہور ہونے سے اس کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ مجبوراً اسے قرطبہ کی طرف واپس ہونا پڑا اس کے وزیر ضمیل بن حاتم نے رائے دی "کہ بہ نظر مصلحت وقت عبدالرحمٰن کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرنا اور حکمت عملی سے کام لینا" لیکن اس کی مراد حاصل نہ ہوئی۔ اس اثناء میں عبدالرحمٰن، منکب سے مالقہ چلا آیا اور لشکر مالقہ سے سیاسی تدابیر سے بیعت لے لی۔ اس کے بعد برندہ پہنچا اور لشکر برندہ سے بھی اپنی امارت کی بیعت لی۔ پھر سریش پہنچا۔ لشکر سریش نے بھی بیعت کرلی۔ اس کے بعد اشبیلیہ جا کر قیام کیا۔ چاروں طرف سے ہوا خواہوں اور امدادی فوجوں کی آمد شروع ہوگئی آہستہ آہستہ مضریہ بھی اس کے پاس آکر جمع ہوگئے۔ حتیٰ کہ یوسف بن عبدالرحمٰن والی اندلس کے رکاب میں سوائے فہریہ اور قیسیہ کے کوئی عربی نژاد شخص باقی نہ رہ گیا تھا۔ اس وقت عبدالرحمٰن نے یوسف پر فوج کشی کی۔ قرطبہ کے باہر ایک میدان میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ یوسف کو اس معرکہ میں شکست ہوئی، شکست کھا کر غرناطہ واپس آیا، قلعہ نشین ہوگیا۔

یوسف بن عبدالرحمٰن فہری کی عہد شکنی

امیر عبدالرحمٰن نے تعاقب کیا، غرناطہ پہنچ کر محاصرہ کیا بالآخر یوسف صلح کرنے پر مائل ہوا۔ عبدالرحمٰن نے اس شرط پر مصالحت کی کہ یوسف اس کے ساتھ غرناطہ سے نکل کر قرطبہ جا کر قیام کرے۔ اس مصالحت کے بعد یوسف نے بدعہدی کی ۱۴۱ھ میں بقصد بغاوت، قرطبہ سے نکل کر طلیطلہ چلا گیا۔ تقریباً بیس ہزار بربر اس کے پاس جمع ہوگئے۔ امیر عبدالرحمٰن نے اس کے مقابلہ پر عبدالملک بن عمر مروانی کو مامور کیا۔

عبدالملک بن عمر

عبدالملک بن عمر، عبدالرحمٰن کے پاس مشرق سے آیا تھا اس کا باپ عمر بن مروان بن حکم اپنے بھائی عبدالعزیز کی کفالت میں مصر میں رہتا تھا جب ۱۱۵ھ میں اس کا انتقال ہوگیا تو عبدالملک بدستور مصر ہی میں رہا یہاں تک کہ سیاہ پرچم والے (عباسیہ) سرزمین مصر میں داخل ہوئے تو عبدالملک نے مصر کو خیر باد کہہ کے اپنے خاندان کے دس نامی ولاوروں اور جنگ آوروں

کے ساتھ اندلس کا راستہ لیا، کوچ و قیام کرتا ہوا ۱۴۱ھ میں امیر عبدالرحمٰن کی خدمت میں حاضر ہوا، عبدالرحمٰن نے اسے اشبیلیہ کی سند حکومت عطا کی، اس کے بیٹے عمر بن عبدالملک کو مورور کی۔

یوسف بن عبدالرحمٰن فہری کا قتل

یوسف معزول والی اندلس نے ان دونوں کی طرف بقصد جنگ کوچ کیا، یہ دونوں بھی فوجیں آراستہ کر کے یوسف کی طرف بڑھے دونوں فریق کا ایک میدان میں مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی اور گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ ہزار ہا آدمی کام آگئے آخر کار یوسف کو شکست ہوئی۔ کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اطراف طلیطلہ میں خود اس کے کسی ہمراہی نے مکروفریب سے اسے قتل کر ڈالا، سر اُتار کر امیر عبدالرحمٰن کی خدمت میں لاکر پیش کر دیا۔

خلافت عباسیہ سے قطع تعلق

یوسف کے مارے جانے پر امیر عبدالرحمٰن کی حکومت کو استحکام اور استقلال حاصل ہو گیا تمام ملک اندلس نے اس کی اطاعت قبول کر لی، کوئی مخالف نام کو بھی باقی نہ رہا تھا چنانچہ امیر عبدالرحمٰن نے قرطبہ کو اپنی حکومت کا مرکز بنایا۔ محل سرا جامع مسجد بنوائی اور صرف اس کی تعمیر میں اَسّی ہزار اشرفیاں خرچ کیں ابھی تعمیر پورے نہ ہونے پائی تھی کہ مر گیا۔ اس کے علاوہ اور مسجدیں بھی بنوائیں، مشرق سے اس کے خاندان کا ایک گروہ اس کے پاس چلا آیا۔ پہلے یہ خلیفہ ابو جعفر المنصور کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا لیکن جب اس کی حکومت کا سکہ مملکت ہسپانیہ میں چلنے لگا۔ پورے طور سے عنانِ حکومت اندلس اس کے قبضۂ اقتدار میں آگئی اور بنی مروان کی سلطنت کی بنیاد مضبوط ہوگئی جس قدر اس کے بزرگوں کو مشرق میں نقصان پہنچا تھا اسے از سر نو حاصل کر لیا، اطراف ممالک اندلس کے باغیوں اور سرکشوں کو زیروزبر کر چکا تو اس نے خلافت عباسیہ کے تاجدار کا نام، خطبہ سے موقوف کر دیا۔

عبدالرحمٰن الداخل کا کارنامہ

اس نے ۱۹۲ھ میں وفات پائی یہ عبدالرحمٰن داخل کے لقب سے معروف تھا کیونکہ ملوک مروانیہ میں سے سب سے پہلے یہی شخص اندلس میں داخل ہوا تھا۔ چونکہ اس نے اندلس پہنچ کر کسی معاون و مددگار کے بغیر بڑے بڑے نمایاں کام کئے، مشرق سے کیسی بے سروسامانی سے بھاگا نہ تو اس میں قوت تھی اور نہ کوئی شخص اس کا معین و مددگار تھا مگر سرزمین اندلس پہنچ کر اندلس جیسے وسیع ملک پر فتنہ و فساد کے بغیر قبضہ کر لیا اور اس کے والی کو معزول کر دیا یہ اس کی انتہائی مردانگی اور استقلال کی قوی دلیل ہے اس وجہ سے خلیفہ ابو جعفر المنصور عباسی اسے سنیر بنی امیہ کے نام سے موسوم کیا کرتا تھا۔ اس کے بعد اس کی آئندہ نسلیں وراثتاً اس وسیع ملک کی حکمرانی کرتی رہیں۔

امیر کا لقب

عبدالرحمٰن اپنے کو امیر کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ اسی طریقہ پر اس کے لڑکوں نے بھی یہی طریقہ رکھا ان میں سے کسی شخص نے اپنے کو "امیر المومنین" کے معزز خطاب سے مخاطب نہیں کیا، کیونکہ خلافت کی بیعت مرکز اسلام اور عرب میں لی جاتی تھی حتیٰ کہ عبدالرحمٰن ناصر کا

دور حکومت آیا یہ عبدالرحمٰن داخل کے خاندان کا آٹھواں ممبر تھا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ اس نے اپنے کو "امیرالمومنین" کے لقب سے ملقب کیا۔ اس کے بعد اس کی آئندہ نسلوں نے یکے بعد دیگرے اس خطاب کو اختیار کیا۔

عبدالرحمٰن[1] داخل کی اس خطہ اندلس میں بہت بڑی وسیع حکومت اور بے حد زرخیز مملکت تھی

---

[1] عبدالرحمٰن داخل کے جس وقت تمام اعزہ واقارب تقریباً ایک سو برس تک حکومت کر کے مسندِ حکومت سے اُتار دیئے گئے اور دعوے داران خلافت یعنی عباسیوں کے ہاتھوں تہ تیغ کئے گئے اس وقت عبدالرحمٰن بھی چند جاں بروں کے ساتھ اپنی جان بچا کر بھاگا۔ اس کے ساتھ بدر نامی اس کا ایک غلام اور اس کا نوعمر بیٹا ہشام تھا' دریائے فرات تک بہ ہزار خرابی و دقت بسیار عباسیوں کے ہاتھ سے صحیح وسالم بچ کر پہنچ گیا اور ایک گاؤں میں یہ خیال کر کے کہ یہاں پر میرے رہنے کا حریفوں کو گمان تک نہ ہوگا۔ بود و باش اختیار کی۔ ایک روز یہ اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا قدرت کی نیرنگیوں پر غور کر رہا تھا اور اس کا بیٹا خیمہ کے باہر کھیل کود میں مصروف تھا کہ یکایک یہ نوعمر بچہ چیختا چلاّتا حیران و پریشان خیمہ میں گھس آیا۔ عبدالرحمٰن نے اسے تسلی دی اور خوف کا سبب دریافت کرنے کے لئے باہر آیا۔ دیکھا کہ گاؤں پر سیاہ پرچم والے' یعنی عباسیہ محاصرہ کیا چاہتے ہیں۔ پہلے تو سخت پریشان ہوا۔ لیکن پھر اپنے خیالات کو جمع کیا اور کچھ سوچ سمجھ کر اپنے بچہ کو گود میں لے کر دریا میں کود پڑا۔ بھاگتے وقت بدر کو ہدایت کر گیا کہ اس ہنگامہ کے ختم ہونے پر میرے بقیہ اہل وعیال کو میرے پاس لے آنا۔ عباسیوں نے پہنچتے ہی خیمہ کی تلاشی لی۔ بنی امیہ کے خاندان کا ایک شخص بھی نظر نہ آیا۔ دریا کی طرف نظر گئی تو دو شخص تیرتے نظر آئے چلاّ چلاّ کر تشفی دینے لگے اور امان دینے کی قسمیں کھانے لگے مگر اس میں سے ایک شخص نے جس کی گود میں نوعمر بچہ تھا ایک نہ سنی۔ مگر اس کا دوسرا ساتھی جو اس کے پیچھے پیچھے تیرتا جاتا تھا اور کسی قدر تھک گیا تھا' امان دینے کی آواز سن کر لوٹ آیا۔ کنارہ پر پہنچا تھا کہ سر تن سے جدا کر دیا گیا۔ پہلا شخص جس نے تیر کر دریا عبور کیا تھا وہ عبدالرحمٰن تھا اور پچھلا شخص جس نے اپنے کو خطرے میں ڈالا اور مارا گیا' عبدالرحمٰن کا بھائی اور انیس سفر تھا۔ دریائے فرات عبور کر کے شبانہ روز سفر کرتا اور طرح طرح کی مصیبتیں جھیلتا ہوا افریقہ پہنچا' جہاں اس کے پہنچنے کے چند روز بعد اس کے باقی ماندہ اہل وعیال اور خاندان والے بدر کے ساتھ آ ملے۔

عبدالرحمٰن کی عمر اس وقت ۲۰ برس کی تھی۔ جری' دلاور' معاملہ فہم اور ذہین تھا۔ قدرت نے اسے صورت وسیرت کا کافی حصہ مرحمت کیا تھا۔ اس وقت شمالی افریقہ میں عبدالرحمٰن بن حبیب نامی گورنری کرتا تھا۔ اسے خاندان امیہ سے دلی عناد تھا۔ اس نے ولید بن عبدالملک کے دو لڑکوں کو اس سے پیشتر قتل کر ڈالا تھا۔ عبدالرحمٰن نے یہ خیال کر کے کہ اس کا ختم کرنا دشوار ہے اور ایسے مقام پر قیام کرنا جہاں پر کہ اپنے خاندان کا دشمن موجود ہو خطرے سے خالی نہیں۔ اندلس کا راستہ لیا۔ پانچ برس تک سواحل بربر پر بحال پریشان خستہ وخراب مارا مارا پھرا آخر کار اپنے غلام بدر کو ہوا خواہان خاندان امیہ کے پاس اندلس روانہ کیا۔ تمام سرداران لشکر جنہیں خاندان امیہ سے کچھ بھی تعلق تھا عبدالرحمٰن کی امداد پر کمربستہ ہو گئے اور یمنی قبائل (بقیہ حاشیہ صفحہ پر)

جو اس کے بعد کئی صدی تک قائم رہی جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے مسلمانانِ اندلس، عبدالرحمٰن کی خوش سیرتی اور عاقلانہ تدابیر کے گرویدہ ہو کر اس کی حکومت کے دائرہ کے وسیع کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اس سے اسے بہت بڑی مدد ملی۔ اس کی حکومت کو استحکام حاصل ہو گیا۔ تمام ممالکت ہسپانیہ میں اس کی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔ عبدالرحمٰن ایسی وسیع مملکت کے حاصل ہو جانے پر اطمینان کے ساتھ شاہی شان و شوکت بڑھانے کی طرف متوجہ ہوا۔

فرویلہ کی بلاد اسلامیہ پر فوج کشی

اسی اثناء میں فرویلہ بن اَلفونش نے سرحدی بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کر دی مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیا چنانچہ ان کے قبضہ سے برتغال سمورہ، سلمنقہ، قشتالہ اور سقونیہ کو نکال لیا اور یہ ممالک جلالقہ کے قبضہ میں چلے گئے۔ ایک مدت تک انہی کے قبضہ میں رہے۔ حتیٰ کہ منصور بن ابی عامر سپہ سالار دولت امویہ نے ان شہروں کو پھر فتح کیا جیسا کہ اُس کے حالات کے تذکرے میں بیان کیا جائے گا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے بلاد اندلس کو ان سے پھر واپس لے لیا اور تمام مملکت پر قابض ہو گئے۔

عبدالرحمٰن نے اندلس پر قبضہ حاصل کرنے کے زمانہ میں خلیفہ سفاح کے نام کا خطبہ پڑھا تھا۔ اس کے بعد خطبہ سے اس کا نام نکال کر خود حکمران بن بیٹھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

علاء بن مغیث کا قتل

اسی بناء پر سنہ ۱۴۶ھ میں علاء بن مغیث یحصبی نے افریقہ سے فوجیں فراہم کر کے بلاد اندلس کا رخ کیا اور باجہ پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑا۔ یہ شخص خلیفہ ابو جعفر المنصور عباسی کے ہواخواہوں سے تھا۔ ایک کثیر گروہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ امیر عبدالرحمٰن کو اس کی خبر لگی تو اس نے بھی سامان جنگ درست کر کے علاء کو ہوش میں لانے کی غرض سے کوچ کیا "اطراف اشبیلیہ میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا، چند دن تک لڑائی جاری رہی۔ آخر کار علاء کو شکست ہوئی سات ہزار آدمی مارے گئے۔ علاء بھی اس معرکہ میں کام آ گیا امیر عبدالرحمٰن نے مقتولوں کے سروں کو جمع کرا کے کچھ قیروان روانہ کئے اور کچھ مکہ معظمہ بھیج دیئے جو خفیہ طور سے ان کے بازاروں میں پھینک دیئے گئے۔ ان سروں کے ساتھ سیاہ پرچم بھی تھے اور وہ خطوط بھی تھے جو خلیفہ منصور نے علاء کے پاس اثناء جنگ میں بھیجے تھے۔

طلیطلہ کی فتح

ہشام بن عبدربہ فہری طلیطلہ میں ایک با اثر شخص تھا۔ ان واقعات سے قبل ہی اس کے دل میں عبدالرحمٰن کی عداوت اور مخالفت پیدا ہو چکی تھی اور وہ اسی حالت سے باقی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۷) کو بھی کسی قدر بحث و مباحثہ کے بعد ہر طرح کی امداد و اعانت پر راضی کر لیا۔

الغرض بدر تمام مراحل طے کر کے عبدالرحمٰن کے پاس واپس آیا عبدالرحمٰن اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ سلام پھیرا تو اندلس کے سب سے پہلے ایلچی کو کامیابی کی خوش خبری لئے ہوئے اپنے پاس موجود پایا فرط مسرت سے "ابو غالب" کا خطاب عنایت کیا اور اپنے چند رفقا اور اہلِ خاندان کے ساتھ بلا توقف جہاز پر سوار ہو کر اندلس کی طرف روانہ ہو گیا تاریخ کامل جلد ۵ صفحہ ۲۳۴۔

چلی آتی تھی۔ حتیٰ کہ ۱۴۷ھ میں امیر عبدالرحمٰن اموی نے اپنے خادم قدیم بدر اور تمام بن علقمہ کو طلیطلہ کے سر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ان دونوں نے طلیطلہ پر پہنچ کر محاصرہ کیا اور ایک خونریز جنگ کے بعد اسے فتح کر کے ہشام کو حیوۃ بن ولید یحصبی اور عثمان بن حمزہ بن عبید اللہ بن عمر بن خطاب کے ساتھ گرفتار کر لیا، دونوں پابہ زنجیر قرطبہ لائے گئے امیر عبدالرحمٰن نے انھیں صلیب دے دی۔

سعید یحصبی کا خروج

پھر اسی ۱۴۹ھ میں سعید یحصبی معروف بہ مطری نے ان لوگوں کے خون کا بدلہ لینے کے لئے بغاوت کی۔ علاء کے ہمراہ یمن کے جو قبائل مارے گئے تھے اس کے پاس جمع ہو گئے۔ پہلے اس نے شہر لبلہ میں فوجیں فراہم کیں جب ایک بڑی فوج جمع ہو گئی تو اشبیلیہ پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا۔ امیر عبدالرحمٰن یہ خبر پا کر اُٹھ کھڑا ہوا فوجیں فراہم کیں۔ سامانِ جنگ درست کیا اور سعید سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر دیا۔ سعید اس کی آمد سے مطلع ہو کر اشبیلیہ کے ایک قلعہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ امیر عبدالرحمٰن نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد و رفت بند کر دی۔ عتاب بن علقمہ لخمی اس وقت شہر شدونہ میں تھا، مطری کے محصور ہونے کی خبر پا کر امدادی فوجیں جمع کر کے مطری کی جانب روانہ کیں۔ عبدالرحمٰن نے اپنے غلام بدر کو ایک دستہ فوج کی افسری کے ساتھ اس کمک کی روک تھام پر مامور کیا۔ چنانچہ بدر نے نہایت دانائی سے اس امداد کو مطری تک اس طرح پہنچنے سے روک دیا۔ مطری اور امدادی فوج کے درمیان خود حائل ہو گیا۔ ایک مدت تک محاصرہ و جنگ کا سلسلہ قائم و جاری رہا۔ آخر الامر سعید انھی لڑائیوں میں مارا گیا۔ تب اہلِ قلعہ نے اس کی جگہ خلیفہ بن مروان کو اپنا امیر بنا لیا، امن کی درخواست کی امیر عبدالرحمٰن نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ اہلِ قلعہ نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے عبدالرحمٰن نے قلعہ کو ویران کر دیا۔ خلیفہ[۱] بن مروان کو ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے مار ڈالا۔

عتاب اور عبداللہ خراشہ کی سرکوبی

اس مہم سے فارغ ہو کر عتاب کی سرکوبی کو روانہ ہوا، شدونہ پہنچ کر حصار کر لیا۔ اہل شدونہ نے مجبور ہو کر امان کی درخواست پیش کی۔ عبدالرحمٰن نے انھیں امان دی اور کامیابی کے ساتھ قرطبہ واپس آیا۔ واپسی کے بعد عبداللہ بن خراشہ اسدی نے کورہ جیاں میں علم مخالفت بلند کیا، ایک کثیر جماعت جمع کر کے قرطبہ پر حملہ کرنے کی تیاری کی۔ عبدالرحمٰن نے ایک فوج کو اس مجمع کے منتشر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ عوام الناس نے یہ خبر پا کر کہ عبدالرحمٰن کا لشکر آ رہا ہے عبداللہ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ جمعیت منتشر ہو گئی۔ عبداللہ نے عفو تقصیر کرائی اور امان طلب کی چنانچہ عبدالرحمٰن نے امان دیدی۔

---

[۱] خلیفہ کو مار ڈالنے کی وجہ یہ تھی کہ اہل قلعہ نے قلعہ کے حوالہ کر دینے کی شرط پر امان طلب کی تھی پس جب عبدالرحمٰن نے ان کی درخواست منظور کر لی اور اہل قلعہ نے قلعہ اور خلیفہ کو عبدالرحمٰن کے حوالہ کیا تو عبدالرحمٰن نے خلیفہ کو مار ڈالا۔ مصالحت اہل قلعہ سے ہوئی تھی نہ کہ خلیفہ سے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵

غیاث بن مسیر اسدی کی سرکشی

۱۵۰ھ میں غیاث بن مسیر اسدی نے سر اٹھایا اور عبدالرحمٰن کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر بغاوت کی۔ گورنر باجہ نے جو عبدالرحمٰن کی طرف سے مامور تھا فوجیں فراہم کیں اور سینہ سپر ہو کر لڑا آخر کار غیاث کو شکست ہوئی۔ اثناء جنگ میں مارا گیا فتح یابی کے بعد گورنر باجہ نے بشارت نامہ فتح کے ساتھ غیاث باغی کا سر بھی عبدالرحمٰن کے پاس قرطبہ روانہ کیا۔

اسی سنہ میں عبدالرحمٰن نے قرطبہ کے شہر پناہ بنانے کی بنیاد ڈالی۔

شقنا بن عبدالواحد

ان واقعات کے بعد مشرقی اندلس میں ایک شخص نے بربر مکناسہ سے سر اٹھایا یہ شخص شقنا بن عبدالواحد کے نام سے موسوم تھا۔ معلمی کا پیشہ کرتا تھا۔ اس نے یہ دعویٰ کیا کہ میں حسینؓ بن علیؓ شہید کربلا کی اولاد سے ہوں، میرا نام عبداللہ بن محمد ہے بربریوں کا ایک کثیر گروہ جمع ہو گیا۔ اس سے اس کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ حوصلے بلند ہو گئے شنت بریہ میں جا کر مقیم ہوا۔ عبدالرحمٰن اس کی سرکوبی پر تیار ہو گیا۔ شقنا عبدالرحمٰن کی آمد کی خبر پا کر بلا جدال و قتال پہاڑوں پر بھاگ گیا اور وہیں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔

شقنا بن عبدالواحد کا خروج

عبدالرحمٰن ناکام واپس ہوا۔ طلیطلہ پر حبیب بن عبدالملک کو مامور کیا حبیب نے اپنی طرف سے شنت بریہ پر سلیمان بن عثمان بن مروان بن عثمان بن ابان بن عثمان ابن عفان کو متعین کیا اور شقنا کی گرفتاری کی سخت تاکید کی۔ سلیمان نے سامان جنگ تیار کر کے شقنا کا تعاقب کیا۔ اتفاق یہ کہ شقنا نے سلیمان کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور اطراف قوریہ پر قابض ہو گیا، عبدالرحمٰن نے ۱۵۲ھ میں بذات خود شقنا کی سرکوبی پر کمر باندھی شقنا یہ خبر پا کر پھر بھاگ گیا ہاتھ نہ آیا۔ عبدالرحمٰن کو سخت پریشانی دامن گیر ہوئی شقنا کی روزانہ بغاوت اور فرار سے عبدالرحمٰن تنگ آ گیا۔ جب یہ لشکر بھیجتا تھا تو اسے بہ مکر و فریب شکست دے دیتا تھا اور برابر ایک شہر سے دوسرے شہر میں جا پہنچتا اور وہاں کے لشکر کو شکست دیتا رہتا تھا۔ مگر اس کی اصل قیام گاہ جبال بلنسیہ کے قلعہ شیطران میں تھی۔

ف ۱۵۳ھ میں بدر خادم روانہ کیا گیا شقنا قلعہ شیطران خالی چھوڑ کر بھاگ گیا پھر ۱۵۴ھ میں خود عبدالرحمٰن شقنا کی جنگ پر گیا شقنا پھر بھاگ گیا۔ عبدالرحمٰن مجبوری واپس آیا۔ اس کے بعد ۱۵۵ھ میں ابو عثمان عبیداللہ بن عثمان کو ایک بڑی فوج کی افسری کے ساتھ روانہ کیا شقنا نے حکمت عملی سے اس کی فوج کو بھڑکا دیا، جس سے ابو عثمان کو شکست ہوئی شقنا نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور بنی امیہ کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد شقنا نے اسی سنہ میں قلعہ ہوارہ میں معروف بہ مداین پر چڑھائی کی یہاں پر عبدالرحمٰن کا گورنر رہتا تھا شقنا نے اسے فریب دے کر باہر بلایا جب وہ باہر آیا تو شقنا نے اسے قتل کر کے اس کا گھوڑا ہتھیار اور تمام اسباب کو لے لیا۔ مجبور ہو کر پھر عبدالرحمٰن بذاتہ اس مہم پر روانہ ہوا یہ واقعہ ۱۵۶ھ کا ہے جیسا کہ آپ ترجمہ تاریخ میں پڑھیں گے۔ انتہیٰ ملخصاً من کامل لابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ مصر۔

اہل اشبیلیہ و یمنیہ کی بغاوت

سنہ ۱۵۶ھ میں عبدالرحمٰن نے قرطبہ پر اپنے بیٹے سلیمان کو بطور نائب کے متعین کر کے شیطران کا قصد کیا جوں ہی شیطران کے قریب پہنچا اہل اشبیلیہ و یمنیہ قبیلہ کی بغاوت اور عبدالغفار و حیوۃ بن فلاقش کی مخالفت کی خبر لگی۔ ناچار شقنا کو اس کے حال پر چھوڑ کے اشبیلیہ کی جانب مراجعت کی۔ اور عبدالملک بن عمر کو اہل اشبیلیہ سے جنگ کرنے کی غرض سے بڑھنے کا حکم دیا۔ عبدالملک[1] اپنے رکاب کی فوج لئے ہوئے اشبیلیہ کی جانب بڑھا اور مرنے پر کمر بستہ ہو کر اہل اشبیلیہ سے لڑا اہل اشبیلیہ بھاگ کھڑے ہوئے عبدالملک نے نہایت سختی سے ان کا تعاقب کیا اور جی کھول کر انھیں پامال کر کے مظفر و منصور عبدالرحمٰن کی خدمت میں واپس آیا۔ عبدالرحمٰن نے بے حد شکریہ ادا کیا۔ معقول صلہ دیا، اپنے بیٹے کا (جو ولیعہد تھا) عقد عبدالملک کی لڑکی سے کر کے اپنا سمدھی بنا لیا اور عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔

عبدالغفار اور حیوۃ بن فلاقش کا قتل

عبدالغفار اور حیوۃ بن فلاقش اس واقعہ سے جانبر ہو کر اشبیلیہ بھاگ گئے تھے سنہ ۱۵۷ھ میں عبدالرحمٰن نے ان پر حملہ کیا اور انھیں ایک بڑے گروہ کے ساتھ جو ان کے ہوا خواہ تھے قتل کر ڈالا یہی اسباب تھے جن کی وجہ سے عبدالرحمٰن کو عرب کی جانب سے مشکوک اور مشتبہ ہونا پڑا اور اس نے اسی تاریخ سے باستثناء عرب عجمی قبائل اور غلاموں کو اپنی فوج میں بھرتی اور حکومتوں پر مامور کرنا شروع کیا۔

اس کے بعد[2] سنہ ۱۶۲ھ میں شقنا کے ہمراہیوں میں سے دو شخصوں نے شقنا کو دھوکہ دے کر مار ڈالا اور سر

---

[1] عبدالملک نے اشبیلیہ کے قریب پہنچ کر اپنے بیٹے امیہ کو اہل اشبیلیہ پر شبخون مارنے کو روانہ کیا امیہ نے اہل اشبیلیہ کو ہوشیار پا کر حملہ نہ کیا اور اپنے باپ کے پاس واپس آیا۔ عبدالملک نے حملہ نہ کرنے کی وجہ دریافت کی امیہ نے جواب دیا، اہل اشبیلیہ ہوشیار تھے حملہ کرنے کا موقع نہ تھا عبدالملک بولا "تو نے موت سے ڈر کر حملہ نہیں کیا تو حد درجہ کا بزدل ہے میں ایسے بزدل شخص کو دوست نہیں رکھتا" یہ کہہ کر عبدالملک نے امیہ کی گردن ماردی اور اپنے امراء لشکر کو جمع کر کے کہا۔ بھائیو تم جانتے ہو کہ ہم لوگ مشرق سے اس قدر دور و دراز ملک کی طرف نکالے گئے اور اب یہ ٹکڑا اتفاق سے ہاتھ آ گیا ہے جو قوت لایموت کے حکم میں ہے تو اسے بھی ہم بزدلی سے ضائع کیا چاہتے ہیں بہتر یہ ہے کہ ایسی زندگی پر ہم موت کو فوقیت دیں سب نے یک زبان ہو کر مرنے یا فتح یاب ہو کر واپس ہونے کی قسمیں کھائیں اور مجموعی قوت سے حملہ آور ہوئے۔ یمانیہ اور اہل اشبیلیہ کو ایسی شکست ہوئی کہ پھر اس کے بعد یمانیہ سر نہ ابھار سکے۔ عبدالملک کے کئی زخم اس جنگ میں آئے تھے ہاتھ سے قبضہ شمشیر نہیں چھوٹتا تھا۔ ایسی حالت سے یہ عبدالرحمٰن کی خدمت میں آیا کہ تلوار سے خون ٹپک رہا تھا اور زخموں سے خون کے فوارے جاری تھے تاریخ ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۴ مطبوعہ مصر

[2] سنہ ۱۶۰ھ میں عبدالرحمٰن نے پھر ایک لشکر شقنا کی جنگ پر بھیجا تھا ایک ماہ تک قلعہ شیطران میں محاصرہ کئے رہا آخرکار مجبور ہو کر ناکام واپس آیا۔ لشکر کی واپسی کے بعد شقنا قلعہ سے نکل کر شنت بریہ کے ایک گاؤں میں آیا ابو معین اور ابو حزیم نے جو اس کے ہمراہیوں سے تھے اسے قتل کر ڈالا اور عبدالرحمٰن کے پاس چلے آئے۔ تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۲۱

اُتار کر امیر عبدالرحمٰن کے پاس لائے۔

عبدالرحمٰن بن حبیب فہری کی اندلس پر فوج کشی

ان واقعات کے ختم ہونے پر دولت عباسیہ کے اراکین کو عبدالرحمٰن کے مطیع کرنے کا خیال پیدا ہوا چنانچہ ۱۶۱ھ میں عبدالرحمٰن بن حبیب فہری معروف بہ صقلی افریقیہ سے فوجیں آراستہ کر کے اندلس کی طرف خلافت عباسیہ کا سیاہ جھنڈا لئے ہوئے اہل اندلس کے زیر اور مطیع کرنے کی غرض سے روانہ ہوا، تدمیر کے میدان میں پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ بربریوں کا ایک گروہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا، عبدالرحمٰن بن حبیب نے سلیمان بن یقظان والی برشلونہ کو لکھ بھیجا "تم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لو ورنہ مجھے تم اپنے سر پر پہنچا ہوا سمجھو"۔ سلیمان نے اسے منظور نہ کیا، عبدالرحمٰن بن حبیب نے بربریوں کی فوج آراستہ کر کے سلیمان پر چڑھائی کی۔ سلیمان بھی سینہ سپر ہو کر میدان میں آیا، کمال مردانگی سے عبدالرحمٰن کو شکست دے دی۔ عبدالرحمٰن بن حبیب ناکامی کے ساتھ تدمیر واپس آیا۔

عبدالرحمٰن بن حبیب فہری کا قتل

اس واقعہ کی عبدالرحمٰن کو خبر لگی تو اس نے قرطبہ سے تدمیر کا رخ کیا، عبدالرحمٰن بن حبیب اس کی آمد کی خبر پا کر کوہ بلنسیہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ عبدالرحمٰن نے اشتہار دے دیا کہ جو شخص عبدالرحمٰن بن حبیب کا سر اُتار کر میرے سامنے لائے گا اسے میں اتنا اتنا مال و زر دوں گا چنانچہ عبدالرحمٰن بن حبیب ہی کے بربری ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے دھوکہ دے کر عبدالرحمٰن کو مار ڈالا، سر اُتار کر عبدالرحمٰن کے پاس لے آیا۔ یہ واقعہ ۱۶۲ھ کا ہے۔ عبدالرحمٰن بن حبیب کے مارے جانے کے بعد عبدالرحمٰن اپنے دارالحکومت قرطبہ واپس آیا۔

باغیوں کی سرکوبی

اسی سنہ میں دحیہ غسانی نے بیرہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ میں جاگزیں ہو کر بغاوت کی عبدالرحمٰن نے شہید بن عیسیٰ کو اس کی سرکوبی پر مامور کیا۔ شہید نے نہایت مردانگی سے لڑ کر دحیہ کو شکست دی اور مار ڈالا۔ اس کے بعد بربریوں نے سر اٹھایا۔ ابراہیم بن شجرہ ان کا سردار تھا۔ عبدالرحمٰن نے بدر کو اس ہنگامہ کے فرو کرنے کا اشارہ کیا۔ بدر نے بھی بربری باغیوں کے سردار ابراہیم کو قتل کر ڈالا اور ان کی جماعت کو تتر بتر کر دیا۔ انہی دنوں سلمیٰ[1] نامی ایک سپہ سالار باغی ہو کر قرطبہ سے طلیطلہ بھاگ گیا اور مخالفت شروع کر دی۔ عبدالرحمٰن نے حبیب بن عبدالملک کو سلمیٰ کے زیر کرنے پر متعین کیا۔ ایک مدت تک حبیب اس کا محاصرہ کئے رہا۔ حتیٰ کہ زمانہ محاصرہ میں سلمیٰ کا انتقال ہو گیا، باغیوں کی جماعت منتشر ہو گئی

---

[1] سلمیٰ کی بغاوت کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ سلمیٰ نے ایک روز شب کے وقت شراب پی اور حالت نشہ میں دروازہ قنطرہ کی طرف گیا اور کھولنے کا قصد کیا محافظین محل سرا نے ممانعت کی لوٹ آیا صبح کو جب نشہ اُترا تو اس خوف سے کہ مبادا عبدالرحمٰن کسی قسم کا مجھ سے مواخذہ نہ کرے قرطبہ سے طلیطلہ چلا آیا۔ اس کے آتے ہی جن جن لوگوں کے دلوں میں عبدالرحمٰن کی جانب سے غبار تھا طلیطلہ چلے آئے اور بغاوت کر دی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۴۰ مطبوعہ مصر۔

سلیمان بن یقطان کی بغاوت

۱۶۴ھ میں عبدالرحمٰن کو سرقسطہ کی بغاوت فرو کرنے کی ضرورت پیش آئی ان دنوں سرقسطہ میں سلیمان بن یقطان اور حسین بن عاصی حکمرانی کر رہے تھے ان دونوں ناعاقبت اندیشوں نے مل جل کر عبدالرحمٰن کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ عبدالرحمٰن نے پہلے اپنے سپہ سالاروں میں سے ثعلبہ بن عبید کو اس مہم پر روانہ کیا، ثعلبہ نے پہنچتے ہی ان دونوں کا سرقسطہ میں محاصرہ کر لیا۔ ایک مدت تک سلسلہ جنگ اور محاصرہ جاری رہا۔ ابھی کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہوا تھا کہ ایک روز سلیمان نے دھوکہ دے کر ثعلبہ کو گرفتار کر لیا۔ اور شاہ فرانس کو بلا بھیجا۔ جس وقت شاہ فرانس سرقسطہ میں آیا اس وقت شاہی لشکر نے ثعلبہ کی گرفتاری کی وجہ سے محاصرہ اٹھا لیا تھا۔ سلیمان نے ثعلبہ کو شاہ فرانس کے حوالہ کر دیا، شاہ فرانس اس امید میں کہ میں عبدالرحمٰن والی اندلس سے اس کا کثیر معاوضہ لوں گا واپس گیا۔ اس کے بعد حسین نے سلیمان کو قتل کر کے تن تنہا حکمرانی شروع کر دی، عبدالرحمٰن نے ان واقعات سے مطلع ہو کر فوجیں مرتب کیں، بذاتہ حسین کے جنگ کرنے کو سرقسطہ پر پہنچ کر محاصرہ کیا۔ حتیٰ کہ حسین نے طول محاصرہ سے تنگ آ کر مصالحت کر لی۔

حسین بن عاصی کا قتل

اس مہم سے فارغ ہو کر امیر عبدالرحمٰن بلاد فرانس و لشکنس پر جہاد[1] کرنے میں مصروف ہوا، اس کے علاوہ اور ملکوں پر بھی جو اس کے قرب و جوار میں تھے حملہ کر کے اپنے وطن قرطبہ میں واپس آیا۔ پھر ۱۶۵ھ میں حسین نے مقام سرقسطہ میں علم مخالفت بلند کیا، عبدالرحمٰن کا ایک گورنر غالب بن ثمامہ بن علقمہ نامی اس ہنگامہ کے فرو کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ متعدد چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کے بعد حسین کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا اور حصار کئے ہوئے لڑتا رہا حتیٰ کہ ۱۶۶ھ میں عبدالرحمٰن بہ نفس نفیس فوجیں آراستہ کر کے اس مہم[2] کے سر کرنے کے لئے روانہ ہوا اور بزور تیغ اسے فتح کر کے حسین کو قتل کر ڈالا، اہل سرقسطہ میں سے بھی کچھ لوگوں کو تہ تیغ کیا۔

معرکہ قسطلونہ

۱۶۸ھ میں ابوالاسود[3] محمد بن یوسف بن عبدالرحمٰن فہری نے بغاوت کی وادی احمر مقام قسطلونہ میں عبدالرحمٰن اس سے معرکہ آرا ہوا اور اسے شکست دے کر اس کے ہمراہیوں اور فوج

---

[1] اس جہاد میں عبدالرحمٰن لڑتے لڑتے قلہرہ تک پہنچ گیا تھا۔ شہر قلہرہ کو فتح کیا اور ان قلعوں کو جو اس اطراف میں تھے ویران و منہدم کر دیا۔ اس کے بعد بلاد لشکنس کی طرف روانہ ہوا قلعہ مثمین الاقرع کو فتح کر کے بلاد ثوں میں اطلال کی جانب بڑھا اور اس کے قلعہ کو بزور تیغ فتح کر کے منہدم کرا دیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۶ مطبوعہ مصر۔

[2] سرقسطہ کی مہم سر کرنے میں عبدالرحمٰن نے اس مرتبہ بہت بڑا اہتمام کیا۔ چھتیس[36] منجنیقیں نصب کرائیں جو رات دن چلا کرتی تھیں۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۷ و ۲۸ مطبوعہ مصر۔

[3] ابوالاسود اس زمانہ سے قرطبہ کی جیل میں تھا۔ جب سے اس کا باپ یوسف بھاگ گیا تھا اور اس کا بھائی عبدالرحمٰن بن یوسف مارا گیا تھا۔ برس دو برس قید رہنے کے بعد اس نے اپنے کو نابینا ظاہر کرنا شروع کیا بھول کر بھی کسی طرف آنکھیں نہیں اٹھاتا تھا ایک زمانہ دراز تک اسی حالت سے رہا۔ امیر عبدالرحمٰن کو بھی اس کے نابینا رہنے کا یقین (باقی صفحہ ۲۷۳ پر)

کو جی کھول کر پامال کیا۔ اس کے بعد دوبارہ ۱۶۹ھ میں پھر ابوالاسود کے دماغ میں ہوائے بغاوت سمائی اور عبدالرحمن سے لڑنے کے لئے نکلا عبدالرحمن نے اس بار بھی اسے شکست دی اس واقعہ کے دوسرے برس ۱۷۰ھ میں ابوالاسود صوبہ طلیطلہ میں مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بھائی قاسم جانشین ہوا اور ایک بہت بڑی فوج مرتب کر لی' عبدالرحمن نے یہ خبر پا کر قاسم پر چڑھائی کی ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد قاسم بغیر امان کے گرفتار ہو آیا۔ عبدالرحمن نے' اس کے لئے موت کی سزا تجویز کی جس پر فوری عمل کیا گیا۔

امیر عبدالرحمن کی وفات

انھی واقعات کے ختم ہونے پر ۱۷۱ھ اور اس کے بعد ۱۷۲ھ کا دور شروع ہو جاتا ہے اور امیر عبدالرحمن[1] ملک اندلس میں تینتیس ۳۳ سال حکومت کر کے سفر آخرت اختیار کرتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۱ سے آگے) ہونے کا یقین ہو گیا۔ جیل کے آخری مکانات میں رہتا تھا جن کے دروازے نہر اعظم کی طرف تھے تمام قیدی اسی جانب حوائج ضروری رفع کرنے کے لئے جاتے تھے محافظین جیل' ابوالاسود کو نابینا تصور کر کے چھوڑ دیتے تھے اور مطلق نگرانی و محافظت نہ کرتے تھے جس وقت نہر سے اپنی ضرورت رفع کر کے ابوالاسود واپس ہوتا تھا تو آواز بلند سے کہتا تھا "کون شخص اندھے کو اس کی جگہ پر لے جائے گا" تھوڑے دن بعد ابوالاسود کا ایک خادم کنارہ نہر پر آنے لگا اور اس سے سرگوشیاں کرنے لگا محافظین جیل' ابوالاسود کے نابینا ہونے کی وجہ سے کچھ متعرض نہ ہوتے تھے۔ ایک روز ابوالاسود نے اپنے اسی خادم سے سواری منگوائی اور دریا تیر کر گھوڑے پر سوار ہو کر نکل بھاگا محافظین کو خبر تک نہ ہوئی۔ طلیطلہ پہنچ کر لوگوں کو فراہم کرنا شروع کیا جب بہت بڑی جماعت جمع ہو گئی تو انھیں فوج کی صورت میں مرتب کر کے عبدالرحمن اموی سے لڑنے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ پہلا معرکہ وادی احمر مقام قسطلونہ میں ہوا اس میں اس کے چار ہزار آدمی ان لوگوں کے علاوہ جو نہر میں جنگ کے وقت ڈوب کر مر گئے تھے کام آئے تھے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۳۱ و ۳۲ مطبوعہ مصر۔

حاشیہ صفحہ ہذا

[1] امیر عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک والی اندلس نے ماہ ربیع الآخر ۱۷۲ھ عہد خلافت خلیفہ رشید میں وفات پائی تینتیس سال چار مہینے اندلس پر حکمرانی کی۔ سرزمین دمشق مقام دیر حنا ۱۱۳ھ میں پیدا ہوا تھا ام ولد راح نامی بربریہ کے بطن سے تھا اس کا باپ معاویہ اس کے دادا ہشام کے زمانہ میں مر گیا تھا۔ شروع عہد شباب میں اس پر اور اس کے خاندان پر بہت بڑی مصیبت طاری ہوئی، ۱۳۸ھ میں شام سے جس کیفیت سے بھاگا ہے آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے اسی کے دماغ اور اسی کے قوائے عقلیہ میں یہ قوت ودیعت رکھی تھی کہ اندلس جیسے ملک پر پہنچتے ہی قبضہ کر لیا اور قبضہ حاصل کرنے کے بعد آئے دن خانہ جنگیوں سے برابر مقابلہ کرتا رہا۔ حکمرانان اسلام اور حکومت اسلامیہ کی بربادی کے قوی اسباب سے ایک سبب یہ بھی ہے غور کریں کہ عبدالرحمن نے جس وقت اندلس کی سرزمین پر قدم رکھا تھا اس وقت اندلس دو بڑے قبائل یمنیہ اور مضریہ کی مخالفت کا دنگل بنا ہوا تھا۔ ان دونوں قبائل کی باہمی مخالفت کے علاوہ بہت سے چھوٹے چھوٹے امیر (باقی صفحہ ۲۷۴ پر)

باب ۲۵

امیر ہشام الرضی بن عبدالرحمٰن ۱۷۲ھ تا ۱۸۰ھ

تخت نشینی جس وقت عبدالرحمٰن نے سفر آخرت اختیار کیا اس وقت اس کا بڑا بیٹا سلیمان طلیطلہ میں حکمرانی کر رہا تھا اور اس کا دوسرا بیٹا ہشام ماردہ کی کرسی حکومت پر تھا، عبدالرحمٰن نے اسی کو اپنا ولیعہد بنایا تھا تیسرا بیٹا عبداللہ مسکین وفات کے وقت قرطبہ میں موجود تھا اپنے نامور باپ کے مرنے پر اپنے بھائی ہشام کی حکومت کی بیعت لی اور اس حادثہ جان کاہ کی خبر پہنچائی۔ چنانچہ ہشام

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۳ سے آگے) خودسر حکمراں بنے ہوئے تھے ایسی حالت میں عبدالرحمٰن ہی جیسے شخص کی ضرورت تھی اس نے مشرق سے بے دخل ہو کر اندلس پہنچ کر قبضہ جمایا۔ قابض ہونے کی کیفیت سے آپ مطلع ہو چکے ہیں کہ اس وقت اسے چنداں مخالفت اور بغاوت کا سامنا نہیں کرنا پڑا' مگر قبضہ حاصل کرنے کے بعد ایک دن بھی نچلا نہ بیٹھ سکا۔ ایک نہ ایک کی سرکوبی پر کمر باندھنا پڑتی تھی۔ یہ خودسریاں اور بغاوتیں کیوں ہوتی تھیں؟ اس کی بنا محض اسی پر تھی کہ کبھی تو ہوا خواہان دولت عباسیہ کو اندلس کے مطیع کرنے کی خواہش پیدا ہوتی تھی جیسا کہ علاء کا واقعہ اس پر کافی طور سے روشنی ڈالتا ہے اور گاہے خواہشمندان حکومت اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ افسوس کہ ان لوگوں نے نقض عہد و بیعت اور فتنہ و فساد کو بائیں ہاتھ کا کھیل مقرر کر لیا تھا۔ حالانکہ اسلام اس کی سخت مخالفت کرتا ہے مگر عبدالرحمٰن کی ہمت و مردانگی کو صد آفریں کہ وہ کبھی ہمت نہ ہارا جب اسے یہ خبر ملتی کہ فلاں شخص فلاں مقام پر باغی ہو گیا ہے فوراً اٹھ کھڑا ہوتا اور جب تک اس کا قلع و قمع نہ کر لیتا آرام نہ کرتا تھا اس کی سوانح میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا کہ جس سے یہ گھبرایا ہو۔ بہت بڑا عالی حوصلہ، سخی، شجاع، حلیم، عالم اور صاحب عزم و ہمت تھا۔ کبھی کبھی کچھ شعر بھی کہہ لیتا تھا۔ نہایت درجہ کا فصیح اور بلیغ تھا۔ ابن حیان لکھتا ہے کہ عبدالرحمٰن خود دربار عام میں بیٹھتا تھا اور رعایا کی فریادیں اور استغاثے سنتا تھا۔ ضعیف سے ضعیف شخص بے روک ٹوک اور بلا جد و جہد پہنچ کر اپنا حال عرض کر سکتا تھا۔ اس کی عادات میں یہ بھی داخل تھا دسترخوان پر مصاحبوں اور ہمراہیوں کے علاوہ جو شخص بھی کھانے کے وقت موجود ہوتا تھا شریک کر لیا جاتا تھا حاجت مند اپنی حاجتیں اس وقت بھی عرض کر سکتے تھے۔ قرطبہ میں اس نے اپنے دادا ہشام کی تقلید میں رصافہ تعمیر کرایا تھا۔ وفات کے وقت گیارہ لڑکے اور نو لڑکیاں چھوڑیں۔ اکثر سفید کپڑے پہنا کرتا تھا۔ ابن زیدون نے لکھا ہے کہ اس کے رخسار ہلکے تھے۔ قد بڑا تھا اور نحیف الجسم تھا چہرہ پر بڑا سا تل تھا۔ مترجم ملخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۲۵ مطبوعہ مصر و کتاب نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب جلد ۱ صفحہ ۲۱۲ مطبوعہ لیدن۔

مارده سے قرطبہ آیا اور حکمرانی کی عبا پہن کر کرسی حکومت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے لگا۔

سلیمان بن امیر عبدالرحمن کی بغاوت

چونکہ سلیمان اس سے عمر میں بڑا تھا اس وجہ سے اسے کشیدگی پیدا ہوئی، رفتہ رفتہ اس کشیدگی نے مخالفت کی صورت اختیار کی۔ طلیطلہ میں علم مخالفت بلند کیا۔ اس کا بھائی عبداللہ بھی اس سے آملا۔ ہشام نے اس کے واپس لانے کی غرض سے چند لوگوں کو روانہ کیا مگر یہ اسے نہ پا سکے اس کے بعد ہشام نے فوجیں آراستہ کر کے طلیطلہ کی جانب کوچ کیا، پہنچتے ہی ان دونوں کا طلیطلہ میں محاصرہ کر لیا۔ سلیمان نے اپنے بھائی عبداللہ اور اپنے بیٹے کو شہر کی حفاظت پر چھوڑ کر قرطبہ کا راستہ لیا مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ ہشام نے اس کے تعاقب میں اپنے بیٹے عبدالملک کو متعین کیا اور طلیطلہ کا محاصرہ کئے رہا، سلیمان نے یہ خبر پا کر مارده کا رخ کیا والی مارده نے مقابلہ کیا۔ دونوں حریف جی توڑ کر لڑے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے سلیمان کو شکست دی۔ ہشام اس وقت طلیطلہ ہی کے محاصرہ پر اڑا ہوا تھا۔ دو ماہ سے زائد کچھ روز گذر چکے تھے کہ ایک روز اس کا بھائی عبداللہ امن حاصل کئے بغیر ہشام کی خدمت میں آ کر حاضر ہو گیا اور سر اطاعت جھکا دیا۔ ہشام نے اس کی تقصیر معاف کر دی اور عزت افزائی سے صلے عنایت کئے۔

سلیمان بن امیر عبدالرحمن کی بربر کو روانگی

پھر ۱۷۴ھ میں ہشام نے اپنے بیٹے معاویہ کو سلیمان سے جنگ کرنے کے لئے تدمیر روانہ کیا۔ چنانچہ معاویہ نے اپنے پُرزور حملوں سے اطراف تدمیر کو ویران اور پامال کر دیا۔ سلیمان روزانہ جنگ سے تنگ آ کر جبال بلنسیہ کی طرف بھاگ گیا اور وہیں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ اور معاویہ اپنے باپ کے پاس قرطبہ واپس آیا اس کے بعد سلیمان نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ بلاد اندلس چھوڑ کر ملک بربر چلے جانے کی درخواست کی، ہشام نے منظور کر لیا اور اپنے باپ کے متروکہ سے دست بردار ہونے پر اسے ساٹھ ہزار دینار مرحمت کئے سلیمان کے ساتھ اس کا بھائی عبداللہ بھی اندلس سے چلا آیا تھا، ہشام سرزمین اندلس میں ٹھہرا ہوا حکمرانی کرتا رہا۔

سعید بن حسین کی بغاوت

انھی واقعات کے اثناء میں شرقی اندلس مقام طرسوسہ میں سعید بن حسین بن یحییٰ انصاری نے ہشام کی مخالفت پر کمر باندھی، سعید اس زمانہ سے طرسوسہ میں ٹھہرا ہوا ریشہ دوانی کر رہا تھا جس زمانہ میں اس کا باپ حسین مارا گیا تھا۔ جب اس کے پاس یمانیہ کا ایک بڑا گروہ جمع ہو گیا تو اس نے طرسوسہ پر قبضہ کر کے اس کے گورنر یوسف بن عیسیٰ کو نکال دیا۔ موسیٰ ابن فرتوق کو یہ امر ناگوار گزرا مضریہ کو یکجا کر کے سعید کے آڑے آیا۔ اسی اثناء میں مطروح بن سلیمان بن یقظان نے شہر برشلونہ میں بغاوت کر دی، شہر سرقسطہ آشقہ پر قبضہ کر لیا۔ جوں ہی ہشام نے اپنے بھائیوں کی مہم سے فراغت حاصل کی فوراً ابو عثمان عبیداللہ بن عثمان کو ایک فوج کی افسری کے ساتھ مطروح کی سرکوبی پر متعین کیا۔ ابو عثمان نے پہنچتے ہی سرقسطہ میں مطروح کا محاصرہ کر لیا ایک زمانہ تک حصار کئے ہوئے لڑتا رہا، پھر محاصرہ اٹھا کر طرسوسہ کے قریب آ کے پڑاؤ کیا اور اہل سرقسطہ پر آئے

دن شب خون مارنے لگا۔ انھی دنوں مطروح کے بعض ہمراہیوں نے دھوکہ دے کر مطروح کو مار ڈالا اور سر اتار کر ابو عثمان کے پاس لائے۔ ابو عثمان نے ہشام کی خدمت میں بھیج دیا اور سرقسطہ میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا۔

جلیقہ کی مہم ابو عثمان اس مہم کو سر کرنے کے بعد ملک فرانس پر جہاد کرنے کو روانہ ہوا شہر البتہ اور اس کے گردو نواح کے قلعوں پر حملہ کیا فرانسیسی دلاوروں نے بھی میدان جنگ کا راستہ لیا فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار عساکر اسلامیہ کو فتح نصیب ہوئی فرانسیسیوں کی فوج کی بہت بڑی جماعت کام آئی اور ابو عثمان نے ان مقامات کو فتح کر لیا۔ یہ واقعہ ۱۷۵ھ کا ہے۔ اسی سنہ میں ہشام نے اسلامی افواج کو یوسف بن نجبہ کی ماتحتی میں جلیقہ کے سر کرنے کے لئے بھیجا۔ اس وقت اس کا بادشاہ برمند کبیر تھا۔ یہ بھی خم ٹھونک کر میدان میں آیا۔ سخت اور خونریز لڑائی ہوئی، بہت سا نقصان اٹھا کر برمند کو پسپا ہونا پڑا، یوسف نے کامیابی کے ساتھ اس کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔

اہل طلیطلہ کی اطاعت اسی سنہ میں برادران ہشام کی روانگی کے بعد اہل طلیطلہ نے اپنے امیر ہشام کے علم حکومت کی اطاعت قبول کرنے کی درخواست پیش کی ہشام نے منظور کر کے تمام اہل طلیطلہ کو امان دی اور اپنے بیٹے حکم کو طلیطلہ کا والی مقرر کر کے روانہ کیا۔ حکم نے طلیطلہ پہنچ کر عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور انتظام میں مصروف ہو گیا۔

فرانس پر فوج کشی پھر ۱۷۶ھ میں ہشام نے اپنے وزیر السلطنت عبدالملک بن عبدالواحد بن مغیث کو دشمنان اسلام پر جہاد کے لئے روانہ کیا، عبدالملک نے نہایت تیزی سے حدود بلاد اسلامیہ سے نکل کر لڑائی شروع کر دی، لڑتا بھڑتا فرانسیسیوں کے بلاد کو تاراج کرتا ہوا البتہ اور قلاع تک پہنچ گیا اور اس کے گردو نواح کو اپنی فوج کی جولان گاہ بنایا، اس کے بعد ہشام کی ہدایت کے مطابق ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ اربونہ اور جرندہ کی جانب روانہ ہوا۔ پہلے جرندہ پر حملہ کیا، جرندہ میں فرانس کی ایک عظیم فوج سرحدی بلاد کی حفاظت کے لئے رہتی تھی، عبدالملک نے اسے شکست دے کر جرندہ کے برجوں اور شہر پناہ کی فصیلوں کو منہدم کرا دیا اور سرزمین سرطانیہ کو پامال کرتا ہوا فرانس کے ملک میں گھس پڑا۔ شہر گاؤں اور قصبے ویران کرتا ہوا اربونہ پہنچا اربونہ کے ساتھ بھی یہی واقعات گذرے۔ اہل فرانس مسلمانوں کے نام سے بید کی طرح تھرانے لگے۔ کوئی شخص مقابلہ پر نہ آتا تھا بہت سے قلعے ویران اور مسمار کر ڈالے اور بہت سے قلعوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اس جہاد میں اس قدر مال غنیمت ہاتھ آیا کہ جس کا شمار نہیں ہو سکتا۔ جس وقت عبدالملک نے مراجعت کی، عیسائیوں نے بشکنش اور اپنے ہمسایہ ممالک سے مسلمانوں کے خلاف امداد طلب کی اور جب امدادی فوجیں آگئیں تو عبدالملک سے چھیڑ چھاڑ شروع کی عبدالملک نے اس معرکہ میں بھی ان اجل رسیدوں کو شکست دی اور ان کی ایک بڑی جماعت کو قتل کر کے خاک و خوں میں ملا دیا۔

فتح جلیقہ ۱۹۰ھ میں ہشام نے اسلامی فوجیں عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کی ماتحتی میں بلاد

جلیقہ پر جہاد کے لئے روانہ کیں۔ عساکر اسلامیہ نے دشمنان دین کے ملک کو خوب تاخت و تاراج کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا۔ اسی سنہ میں تاکرتا (یا تاکرنا) میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ یہ مقام بلاد زندہ ملک اندلس سے شمار کیا جاتا تھا یہاں جس قدر بربری تھے انہوں نے امیر ہشام کی اطاعت سے انحراف کر کے خود سری کا دعویٰ کیا تھا۔ ہشام نے ان کی سرکوبی کے لئے عبدالقادر بن ابان بن عبداللہ خادم امیر معاویہ بن ابوسفیان کو روانہ کیا عبدالقادر نے پہنچتے ہی ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ ہزار ہا باغی مارے گئے جو باقی رہ گئے وہ جلا وطن ہو کر نکل بھاگے سات برس تک تاکرتا ویران پڑا رہا۔ ایک متنفس بھی نظر نہ آتا تھا۔

شاہ جلالقہ اوفونش کی پسپائی

۱۷۹ھ میں ہشام نے پھر جہاد کی تیاری کی، عبدالملک بن عبدالواحد بن مغیث کو امیر لشکر مقرر کر کے جلیقہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا رفتہ رفتہ عبدالملک سترقہ پہنچا۔ شاہ جلالقہ (اوفونش) نے اپنی فوجیں فراہم کیں اور اپنے اطراف وجوانب کے بادشاہوں سے امدادی فوجیں منگوائیں۔ بہت بڑی تیاری کے بعد مقابلہ پر آیا، لیکن عبدالملک کی ہیبت کچھ ایسی غالب ہوئی کہ بلا جدال وقتال لوٹ کھڑا ہوا، عبدالملک نے تعاقب کیا اوفونش بے سروسامانی سے آگے آگے بھاگا جاتا تھا اور عبدالملک اس کے پیچھے پیچھے سراغ لگاتا، جسے پاتا اسے قتل کرتا، شہروں، گاؤں، قصبات کو لوٹتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ حتیٰ کہ اوفونش اپنے پایہ تخت کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت عبدالملک نے مراجعت کی۔ اسی زمانہ میں ہشام نے ایک دوسری فوج دوسری سمت سے بلاد فرانس کی طرف روانہ کی تھی۔ یہ فوج بھی عبدالملک کی فوج سے جا ملی تھی اور دونوں نے مل کر دشمنان اسلام کے بلاد کو جی کھول کر تاراج کیا تھا واپسی کے وقت فرانس کی فوج نے چھیڑ چھاڑ کی اور کسی قدر کامیاب ہوئی مگر اس کے باوجود لشکر اسلام مظفر و منصور واپس آیا۔

ہشام بن عبدالرحمٰن کی وفات

۱۸۰ھ میں ہشام بن عبدالرحمٰن نے اپنی حکومت وامارت کے سات سال پورے کر کے وفات پائی بعضوں نے لکھا ہے کہ اس نے آٹھ سال حکومت کی۔

ہشام کا کردار

ہشام نہایت نیک مزاج، صلح پسند، سخی، دلیر، شجاع، بلند حوصلہ، صائب الرائے اور کثرت سے جہاد کرنے والا شخص تھا اسی نے جامع مسجد قرطبہ کی تعمیر تکمیل کو پہنچائی جس کی بنیاد اس کے باپ عبدالرحمٰن نے ڈالی تھی ..... اس نے زکوٰۃ و صدقات کتاب وسنت کے مطابق وصول کئے تھے۔

۱؎ ہشام بن عبدالرحمٰن بن معاویہ بن عبدالملک بن مروان والیٔ اندلس کا انتقال ماہ صفر ۱۸۰ھ میں ہوا تقریباً عمر کے چالیس مرحلے طے کئے، ام ولد کے بطن سے ماہ شوال ۱۳۹ھ میں پیدا ہوا تھا۔ جامع مسجد قرطبہ کی تکمیل وتعمیر کے علاوہ اور بہت سی مسجدیں بنوائیں۔ اس کے عہد حکومت میں اسلامی شان وشوکت کو بے حد ترقی ہوئی عیسائی بے حد ذلیل وخوار ہوئے اہل اندلس اسے نہایت نیکی سے یاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سیرۃ خلیفہ (باقی صفحہ ۲۷۸ پر)

باب ۲۶

امیر الحکم اوّل بن ہشام ۱۸۰ھ تا ۲۰۶ھ

اس کے انتقال پر اس کا بیٹا حکم حکمراں ہوا۔ اس کے عہد حکومت میں خادموں کی کثرت ہوئی بہت سے گھوڑے اصطبل شاہی میں باندھے گئے اور اس کی حکومت کو معقول طور سے استحکام و استقلال حاصل ہوا۔ یہ بذاتہ ہر کام کی نگرانی کرتا اور لڑائیوں پر جاتا تھا۔

عبداللہ بلنسی کا خروج

حکم کے اوائل زمانہ حکومت میں عبداللہ بلنسی ابن عبدالرحمن داخل نے مغربی اندلس کی سرحد سے بغاوت کر کے بلنسیہ پر قبضہ حاصل کیا، اس کے بعد طنجہ سے اس کے بھائی سلیمان نے بھی سر اٹھایا۔ حکم ایک برس تک ان دونوں کی لڑائی میں مصروف رہا۔ آخر الامر حکم کو فتح نصیب ہوئی اور ۱۸۴ھ میں سلیمان مار ڈالا گیا۔ باقی رہا عبداللہ وہ بلنسیہ میں مقیم رہا اگرچہ آئندہ بخوف جان کسی قسم کی شورش اور فساد کا باعث نہیں بنا۔ لیکن حکم نے یحییٰ بن یحییٰ فقیہ کو پیام صلح دے کر ۱۸۶ھ میں روانہ کیا۔ چنانچہ بھتیجے اور چچا میں باہم مصالحت ہو گئی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۷ سے آگے) عمر بن عبدالعزیز سے مشابہ تھا۔ اندرونی بغاوتوں اور خانہ جنگیوں سے اسے نہایت کم سامنا کرنا پڑا۔ صرف اوائل عہد حکومت میں اس کے دونوں بھائیوں عبداللہ و سلیمان نے مخالفت کا سر اٹھایا تھا۔ اس کے بعد پھر کسی نے دم نہیں مارا۔ اس نے اپنا سارا زمانہ عیسائیوں پر جہاد کرنے میں صرف کیا۔ کبھی جلالقہ سے مقابل ہوتا نظر آتا تھا اور گاہے شاہ فرانس پر حملہ آور ہوتا تھا۔ اس سے عیسائیوں کا دم ناک میں آگیا تھا۔ اربونہ اسی کے زمانہ میں فتح ہوا تھا۔ جلالقہ سے اس نے خراج وصول کیا، فرانس کو مارتے مارتے اس کے پایہ تخت تک پہنچایا۔ اس کے زمانہ امارت میں اسلام کو اس درجہ عزت و غلبہ حاصل ہوا تھا ...... کہ ایک شخص نے بوقت وفات وصیت کی تھی کہ میرے متروکہ مال میں سے ایک مسلمان قیدی فدیہ دے کر رہا کرایا جائے اس شخص کے مرنے پر تمام دارالکفار چھان ڈالا گیا۔ مسلمان قیدی ایک بھی نہ ملا اس سے زیادہ قوی دلیل دشمنانِ اسلام کی کمزوری اور اسلام کی قوت کی کیا ہو سکتی ہے قرطبہ کے پل کو جو خوبی و مضبوطی میں مشہور زمانہ تھا از سر نو بنوایا۔ اس پل کو سمح خولانی گورنر اندلس نے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے بنوایا تھا۔ ملخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۰ و کتاب نفح الطیب مطبوعہ لیدن جلد اول صفحہ ۲۱۶ لغایۃ ۲۱۹۔

فرانسیسیوں کا برشلونہ پر قبضہ و پسپائی

انھی خانہ جنگیوں کے اثناء میں فرانس نے موقع مناسب تصور کر کے فوجیں فراہم کیں اور حکم کو اپنے چچاؤں کے ساتھ مصروف جدال وقتال دیکھ کر برشلونہ کا قصد کیا۔ اسلامی فوجیں، برشلونہ کی حمایت کو نہ پہنچ سکیں۔ فرانس نے بے تگ و دو برشلونہ پر قبضہ کر لیا۔ حکم نے اپنے چچاؤں کی مہم سے فراغت حاصل کر کے فرانس کی سرکوبی کی جانب توجہ کی۔ اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کو امیر لشکر مقرر کر کے، برشلونہ اور بلاد جلالقہ کی جانب روانہ کیا۔ عبدالکریم نے دشمنان اسلام سے سختی کے ساتھ لڑائی چھیڑ دی۔ حریف نے ایک تنگ و دشوار راستہ اختیار کیا۔ عبدالکریم نے میدان جنگ سے مراجعت کر کے راستہ کی دوسرے سرے کی ناکہ بندی کر لی اور اس سرے پر بھی اپنی فوج کے چند دستوں کو مامور کر دیا۔ دشمن اس وقت نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن میں گرفتار ہو گیا۔ سب کے سب کام آئے ایک بھی جاں بر نہ ہو سکا۔ عبدالکریم نے فتح یابی کے ساتھ بلاد اسلامیہ کی طرف مراجعت کی۔

عبیدہ بن عمیرہ کی بغاوت

۱۸۱ھ میں اندرونی بغاوتوں اور جھگڑوں کا زور شور ہوا اندلس کے سرحدی شہروں میں آتش فساد مشتعل ہوئی۔ بہلول بن مرزدق معروف بہ ابوالحجاج نے علم مخالفت بلند کر کے سرقسطہ کو دبا لیا۔ عبداللہ بلنسی عم امیر حکم نے بھی اسی سنہ میں سر اٹھایا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اسی سنہ میں عبیدہ بن عمیرہ نے طلیطلہ میں مخالفت شروع کی، حکم نے اپنے گورنر و سپہ سالار عمروس بن یوسف کو جو کہ طلبیرہ میں رہتا تھا اس ہنگامہ کے فرو کرنے کے لئے لکھ بھیجا۔ عمروس نے طلیطلہ پر پہنچ کر محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی۔ ایک مدت تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا، اثناء جنگ میں عمروس نے اہل طلیطلہ میں سے بنی مخشی کو خط و کتابت کر کے ملا لیا۔ بنی مخشی نے موقع پا کر عبیدہ کو قتل کر کے سر اتار لیا اور عمروس کے پاس بھیج دیا۔ عمروس نے عبیدہ کے سر کو حکم کی خدمت میں روانہ کیا اور طلیطلہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ بنی مخشی کو اس خدمت کے صلہ میں انعامات دیئے جاگیریں دیں اور اعلیٰ اعلیٰ درجہ کے مناصب عطا کئے۔ اس کے بعد بربریوں نے جو طلبیرہ میں تھے عبیدہ کے معاوضہ میں بنی مخشی کی خونریزی پر کمر باندھی عمروس نے ان شورہ پشتوں کو بھی گرفتار کرا کے قتل کیا اور ان کے سروں کو بھی اور باغیوں کے سروں کے ساتھ حکم کی خدمت میں بھیج دیا۔ سارا فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ اور اس تمام علاقہ میں امن و امان قائم ہو گیا۔ عمروس اس فتح یابی کے بعد اپنے بیٹے یوسف کو طلیطلہ پر مامور کر کے سرقسطہ کی جانب واپس آیا اور اسے بھی سرکش باغیوں کے پنجہ سے نکال کر اس پر قبضہ کر لیا۔

فرانسیسیوں کا طلیطلہ پر قبضہ

۱۸۹ھ میں مسلمانان اندلس کے سروں پر یہ شامت سوار ہوئی کہ ان میں سے بعض سرداروں اور لشکریوں کا خاندان امیر حکم سے کشیدہ خاطر ہو کر شاہ فرانس سے جا ملا اور اسے طلیطلہ کے قبضہ پر ابھارنا شروع کیا عیسائیوں کو بھی اپنے پرانے دشمن سے بدلہ لینے اور ملک پر قبضہ کرنے کی خواہش ہوئی، فوجیں آراستہ اور سامان جنگ فراہم کر کے

طلیطلہ کی طرف قدم بڑھایا۔ یوسف والیٔ طلیطلہ مقابلہ پر آیا مدتوں لڑائی اور محاصرے کا سلسلہ جاری و قائم رہا چونکہ اس مہم میں دشمنانِ اسلام کے ساتھ اسلام کے نام لیوا بھی شریک تھے اور وہ طلیطلہ کے حالات سے بخوبی واقف تھے اس وجہ سے اہلِ طلیطلہ کو شکست ہوئی عیسائیوں نے طلیطلہ پر قبضہ کر لیا اور یوسف والیٔ طلیطلہ کو گرفتار کر کے صخرہ قیس میں لے جا کر قید کر دیا۔ عمروس اس وقت سرقسطہ کی حفاظت میں مصروف تھا۔

فرانسیسیوں کی پسپائی جب اس واقعہ کی اُسے خبر لگی تو اس نے عساکر اسلامیہ کو اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ طلیطلہ سے فرانسیسیوں کو باہر نکالنے کی غرض سے روانہ کیا۔ چنانچہ طلیطلہ کے باہر عساکر اسلامیہ نے اپنا مورچہ قائم کیا۔ دونوں فریقوں میں جنگ شروع ہو گئی بہت بڑی اور سخت لڑائی کے بعد فرانسیسیوں کو شکست ہوئی۔ نہایت بے سروسامانی سے طلیطلہ چھوڑ کر بھاگے مسلمانوں نے طلیطلہ پر پھر قبضہ کر لیا۔ عمروس نے اپنے ایک نائب کو صخرہ قیس کی طرف روانہ کیا اس نے پہنچتے ہی یوسف بن عمروس کو قید کی تکلیف سے نجات دیدی۔ اس واقعہ سے فرانسیسی دلاوروں کے دل پر عمروس کے رعب وداب اور مردانگی کا سکہ بیٹھ گیا۔

جنگ ربض حکم اپنے شروع عہد امارت میں لذات دنیاوی، عیش عشرت میں منہمک و مستغرق ہو رہا تھا۔ قرطبہ کے اہلِ علم و ورع کو حکم کا یہ فعل ناگوار گذرا، یحییٰ بن یحییٰ[1] لیثی اور فقیہ طالوت جیسے فقہا اور علماء نے ایک جلسہ میں جمع ہو کر حکم کی معزولی کا مشورہ کیا۔ اہلِ قرطبہ ان علماء کے اشارہ سے حکم پر ٹوٹ پڑے، حکم کے دستۂ فوج جاں نثاراں نے انھیں اس فعل سے روکا۔ ان لوگوں نے حکم کی معزولی کا اعلان کر کے غربی قرطبہ کے شہر پناہ کے ایک محلہ میں جو قصر شاہی سے متصل تھا، محمد بن قاسم قرشی مروانی عم ہشام کی امارت کی بیعت کی اور ۱۹۰ھ میں ان لوگوں نے خلیفہ حکم کا اس کے محل سرا میں محاصرہ کر لیا۔ حکم نے نہایت مردانگی سے اُن لوگوں کا مقابلہ کیا اور بزور تیغ انھیں مغلوب کر کے اُن میں سے بہتوں کو ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سلا دیا۔ باقی ماندگان اِدھر اُدھر منتشر و متفرق ہو گئے۔ ان لوگوں کے مکانات اور مسجدیں ویران اور منہدم ہو گئیں۔ بقیۃ السیف[2] نے بھاگ کر فاس سرزمین افریقہ میں جا کر دم لیا اور کچھ لوگوں نے اسکندریہ میں پناہ لی۔ یہاں پر بھی ان خانہ بدوشوں کو چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا۔ جب ان لوگوں کا ایک خاصہ جتھا اسکندریہ میں جمع

---

[1] یحییٰ بن یحییٰ لیثی امام مالک کے خاص شاگرد ان کی موطا کے ناقل اور اندلس میں ان کے مذہب کی اشاعت انھی کے سبب سے ہوئی۔

[2] بقیۃ السیف جو جلا وطن ہو کر فاس چلے آئے تھے ان کی تعداد آٹھ ہزار تھی اور اسکندریہ میں جلا وطنوں کا جو گروہ آیا تھا وہ بچوں اور عورتوں کے علاوہ پندرہ ہزار تھے۔ عربی مورخوں نے ان کی تعداد نہیں بیان کی یہ انگریزی مورخوں کا بیان ہے واللہ اعلم۔ مترجم۔

ہو گیا تو ان لوگوں نے بغاوت کردی، عبداللہ بن طاہر والیٔ مصر ان کی سرکوبی کو آیا اور کمال مردانگی سے ان لوگوں کو زیر کر کے اسکندریہ کو ان کے غاصبانہ قبضہ سے نکال لیا اور ان لوگوں کو جہازوں پر سوار کرا کے جزیرہ اقریطش (کریٹ) کی طرف روانہ کر دیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ان لوگوں کا سردار ابو حفص عمر بلوطی نامی ایک شخص تھا یہی ان کی سرداری کرتا رہا جب یہ مر گیا تو وراثتاً اس کی اولاد ان پر حکمرانی کرتی رہی حتیٰ کہ عیسائیوں نے جزیرہ مذکور کو ان کے قبضہ سے نکال لیا۔

عمروس بن یوسف

اہل طلیطلہ میں فساد اور مخالفت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ان کے دلوں اور دماغوں میں اپنے ملک کی حفاظت آپ خود کرنے کی ہوا سمائی ہوئی تھی اور آئے دن امراء کی معزولی و تقرری سے یہ شیر ہو رہے تھے۔ امیر حکم ان کی روزانہ بغاوت اور خودسری سے تنگ آگیا تھا۔ مجبور ہو کر سرحدی بلاد سے اپنے نامور سپہ سالار عمروس بن یوسف کو، اس آئے دن بغاوتوں کے فرو کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ عمروس بن یوسف عربی النسل نہ تھا بلکہ شہر وشقہ کا رہنے والا اور مولدین سے تھا۔ حکم کی جانب سے سرحدی بلاد کا گورنر تھا قرب وجوار کے سرکش و متمرد امراء اس کے نام سے کانپتے تھے۔

عمروس بن یوسف اور اہل طلیطلہ

حکم نے عمروس سے اہل طلیطلہ کو مطیع کرنے کے معاملہ میں اعانت طلب کی اور اسے شریک مشورہ کر کے طلیطلہ کی سند حکومت عنایت فرمائی چونکہ عمروس اہل طلیطلہ کا ہم قوم تھا اس وجہ سے اہل طلیطلہ اس سے مانوس و مطمئن ہو گئے تھوڑے دن بعد عمروس نے دھوکہ دینے کے لئے اہل طلیطلہ کو اس مشورہ میں کہ بنی امیہ کو کرسیٔ امارت سے اُتار دینا چاہیئے۔ شریک کرنا شروع کیا اور اس غرض کے لئے کہ وہ شاہی ارا کین کے ساتھ اس میں گوشہ نشین ہو جائے گا۔ ایک علیحدہ مکان تعمیر کرنے کی رائے دی، اہل طلیطلہ اس چکر میں آ گئے۔ عمروس نے ان لوگوں کی موافقت اور اعانت سے حسب مرضی ایک مکان تعمیر کرایا۔

عبدالرحمٰن بن حکم کی طلیطلہ میں آمد

اتفاق سے اسی زمانہ میں سرحد کے ایک افسر اعلیٰ نے دارالحکومت سے امداد طلب کی، امیر حکم نے ایک بہت بڑا لشکر اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کی ماتحتی میں روانہ کیا جس میں وزیروں کی بھی ایک جماعت تھی یہ لشکر کوچ و قیام کرتا ہوا طلیطلہ ہو کر گزرا مگر طلیطلہ میں نہ تو جانے کا ارادہ کیا اور نہ اہل طلیطلہ سے متعارض ہوا۔ دشمنانِ اسلام لشکر اسلام کی آمد کی خبر پا کر لوٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے شر سے بلادِ اسلامیہ کو بچا لیا۔ عبدالرحمٰن نے قرطبہ کی جانب مراجعت کا قصد کیا۔ عمروس کی ترغیب و تحریک سے سرداران طلیطلہ، عبدالرحمٰن سے ملنے کے لئے آئے۔ عبدالرحمٰن نے ان لوگوں کی تعظیم و تکریم کی، عزت سے اپنے قریب بیٹھنے کا حکم دیا حکم کے خادم نے اہل طلیطلہ کی آنکھیں بچا کر عمروس کو امیر حکم کا فرمان دیا جس میں لکھا تھا: "جس طرح ممکن ہو بہ مکر و فریب، مفسد پردازان طلیطلہ کو زیر کرنا چاہیئے" عمروس نے اہل طلیطلہ سے کہا اس وقت اتفاق سے عبدالرحمٰن تمہارے شہر میں آ گیا ہے۔ اسے اپنے شہر میں لے چلو تاکہ تمہاری

قوت وشوکت دیکھ کر دل میں متاثر ہو، اور آئندہ تمھارے مطیع کرنے کا خیال نہ کرے۔ اہل طلیطلہ اس نقرے میں آ گئے۔ عبدالرحمٰن کو بہ منت وسماجت اپنے شہر میں لے گئے اور اسی قصر میں ٹھہرایا جو انھی لوگوں کی معاونت سے وسط شہر میں عمروس کی مرضی کے مطابق تعمیر کیا گیا تھا۔

یوم الخندق ایک روز دعوت کے بہانہ سے عمروس نے تمام سرداران بانیان فتنہ وفساد کو قصر امارت میں مدعو کیا اور حکم دیا کہ مجمع وازدحام کی کثرت خیال سے امیر نے یہ انتظام فرمایا ہے کہ "لوگ ایک دروازے سے مکان میں داخل ہوں اور جاتے وقت دوسرے دروازے سے جائیں" اہل طلیطلہ اس رائے وانتظام کے مطابق گروہ کے گروہ قصر امارت میں داخل ہونے لگے جونہی یہ قصر میں داخل ہوتے سرداران لشکر ان کو کشاں کشاں اس گڑھے پر لے جاتے جو پہلے سے ان لوگوں کے قتل کے لئے کھدوایا گیا تھا اور سب کی گردنیں ماردیتے۔ رفتہ رفتہ اسی تدبیر وحکمت عملی سے تمام سرغنوں کو قتل کردیا گیا۔ باقی ماندگان معمولی حیثیت والے اس امر کو تاڑ گئے اور جان کے خوف سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس خوفناک اور نمونہ قیامت خیز واقعہ نے تمام اہل طلیطلہ کے مزاج ٹھنڈے کردیئے۔ سمعاً وطاعۃً بطیب خاطر، ایام فتنہ تک مطیع رہے جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

اہل قرطبہ کی بغاوت پھر ۱۹۱ھ میں اصبغ بن عبداللہ نے ماردہ میں علم بغاوت بلند کیا۔ حکم کے گورنر کو مار کر نکال دیا۔ حکم کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے فوجیں مرتب کرکے ماردہ کو جا کر گھیر لیا۔ اثنار محاصرہ میں یہ خبر لگی کہ اہل قرطبہ میں بغاوت پھوٹ نکلی ہے۔ محاصرہ اٹھا کر قرطبہ کی جانب لوٹ آیا اور نہایت تیزی سے آتش فساد فرو کرکے تمام مفسدوں اور سرغنوں کو مار ڈالا اس کے بعد اصبغ نے بھی علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ حکم نے اسے قرطبہ میں بلا کر ٹھہرا لیا۔[۱]

طرسوسہ کا محاصرہ آئے دن کی خانہ جنگیوں اور اندرونی بغاوتوں کا احساس کرکے فوجیں فراہم کیں۔ سامان جنگ وحصار مہیا کرکے طرسوسہ کے محاصرہ کی غرض سے کوچ کردیا حکم کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو ایک بڑی فوج کے ساتھ شاہ فرانس کی سرکوبی[۲]

---

[۱] حکم کے لوٹ آنے پر اہل ماردہ کبھی مطیع ہو جاتے تھے اور کبھی پھر باغی ہو جاتے۔ حکم ان کی سرکوبی کے لئے ہمیشہ لشکر بھیجتا تھا حتیٰ کہ اصبغ کی قوت سلب ہو گئی۔ اسی عرصہ میں حکم نے اہل ماردہ کے سرداروں کو ملا لیا سب نے اس کی رفاقت ترک کردی، اصبغ کا بھائی بھی شاہی لشکر میں چلا آیا مجبور ہو کر اصبغ نے امان طلب کی اور مصالحت کر لی۔ کامل ابن اثیر جلد ۶ مطبوعہ مصر صفحہ ۸۰۔

[۲] یہ واقعہ ۱۹۱ھ کا ہے اسی سنہ میں حزم بن وہب نے اطراف باجہ میں بغاوت کی تھی اہل باجہ کے علاوہ اور لوگوں نے بھی اس کا ساتھ دیا، حزم نے اشبونہ کا رخ کیا اتنے میں حکم کو اس کی خبر لگ گئی اپنے بیٹے ہشام کو ایک بڑی فوج کے ساتھ حزم کے عزم کو توڑنے کے لئے روانہ کیا ہشام نے پہنچتے ہی حزم کو ایسی بُری طرح شکست دی کہ حزم اپنے کئے پر پشیمان ہو کر امان کا خواستگار ہوا اور مطیع ہو گیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ — مطبوعہ مصر

پر مامور کیا۔ ابھی شاہ فرانس اپنی حدود مملکت سے آگے بڑھنے نہ پایا تھا کہ عبدالرحمٰن پہنچ کر مدمقابل ہوا، دونوں حریف جی توڑ کر لڑنے لگے۔ نہایت سخت اور خوں ریز جنگ کے بعد شاہ فرانس کو شکست ہوئی اور میدان عساکر اسلامیہ کے ہاتھ رہا اور عبدالرحمٰن اپنی فوج ظفر موج کے ساتھ مظفر و منصور مالِ غنیمت لئے ہوئے واپس ہوا۔

اہل ماردہ کی سرکشی

سنہ ۱۹۴ھ میں جب اہل ماردہ نے گذشتہ قتل و خونریزی کو بھلا دیا تو پھر باغی ہو گئے۔ حکم ان کی سرکوبی پر مستعد و آمادہ ہو کر ماردہ پہنچا، تین سال ان کی لڑائیوں میں مصروف رہا۔ فرانسیسی عیسائیوں کو موقع مل گیا۔ سرحدی بلاد پر لوٹ مار شروع کر دی۔ حکم نے سنہ ۱۹۶ھ میں انھیں ہوش میں لانے کی غرض سے مملکت فرانس کی جانب کوچ کیا۔ متعدد قلعے فتح کئے۔ اکثر شہروں کو ویران و خراب کر ڈالا۔ قتل و خونریزی اور قیدیوں کی کوئی انتہا نہ تھی۔ فرانسیسی مقابلہ سے جی چرانے لگے اس وقت حکم قرطبہ کی جانب واپس ہوا۔

فرانس پر فوج کشی

گذشتہ پیش قدمیوں کی وجہ سے سنہ ۲۰۰ھ میں حکم نے اپنی فوج کو مملکت فرانس پر جہاد کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ سپاہیوں نے کمال شوق و ذوق سے تیاریاں کیں، حکم نے ان لوگوں کو اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کی ماتحتی میں شاہ فرانس کے ملک پر جہاد کے لئے روانہ کیا۔ عبدالکریم نے حدود مملکت اسلامیہ سے نکل کر ملک فرانس پر حملے شروع کر دیئے۔ شہر کے شہر، گاؤں کے گاؤں، قصبے کے قصبے ویران ہو گئے۔ متعدد قلعے منہدم کر ڈالے۔ شاہ جلالقہ ایک عظیم فوج لے کر مقابلہ پر آیا۔ کنارہ نہر پر دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ مدتوں چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ عساکر اسلامیہ کو فرانسیسی عیسائیوں سے ان لڑائیوں میں بہت بڑا فائدہ پہنچا، اس کے بعد مسلسل تیرہ روز تک دن رات لڑائی ہوتی رہی۔ اتنے میں بہ کثرت مینہ برسا نہر میں طغیانی پیدا ہو گئی۔ عساکر اسلامیہ مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوئے واپس ہوئے۔

امیر حکم کی وفات و کردار

آخر سنہ ۲۰۶ھ میں امیر حکم[1] بن ہشام نے اپنی حکومت کے ستائیس سال پورے کر کے وفات پائی۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اندلس میں فوجی نظام

---

[1] حکم بن ہشام ایک جلیل القدر عظیم الشان اندلس کا فرماں روا تھا۔ اپنے خیالات اور ارادوں پر استقلال کے ساتھ عمل کرتا تھا۔ سخت سے سخت مصیبت میں گھبراتا نہ تھا۔ اس کے شروع زمانہ حکومت میں اس کے چچاؤں نے اس کے خلاف بغاوت کی مجبوراً وہ ان کے سر کرنے میں مصروف ہوا۔ اس اثناء میں فرانسیسی عیسائی اس موقع کو غنیمت شمار کر کے بلاد اسلامیہ پر دوڑ پڑے۔ حکم نے جوں توں اپنے چچاؤں کی بغاوت سے فراغت حاصل کر کے شاہ فرانس کو خوب خوب زیر کیا۔ اگرچہ اپنے اوائل حکومت میں کسی قدر لہو و لعب میں مصروف ہو گیا تھا اور یہی موقع علماء قرطبہ کو اس سے مخالفت کا حاصل ہوا تھا۔ مگر میرا گمان ہے کہ اس کے بعد اس نے ان افعال و حرکات سے جو علماء و فقہاء قرطبہ کی ناراضگی کا باعث ہوئے تھے توبہ کر لی تھی۔ (باقی صفحہ ۲۸۴ پر)

قائم کیا، فوج کی تنخواہیں مقرر کیں، طرح طرح کے آلات حرب کافی مقدار پر مہیا کئے، خدام اور غلاموں کی تعداد میں اضافہ کیا۔ جان نثار فوج میں سے ایک سوار دستہ کو دروازے پر پہرے کے لئے مقرر کیا، غلاموں اور خادموں کو خدمت پر مامور کیا۔ اور ان لوگوں کی عجمیت کی وجہ سے

(بقیہ حاشیہ ص۲۸۳) اس کی دین داری اور تقویٰ کی ادنیٰ نظیر یہ ہے کہ ایک روز اپنے کسی خادم پر اس نے ناراض ہوکر ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اتفاق سے اس وقت فقیہ زیاد بن عبدالرحمن آپہنچے۔ امیر حکم کو مخاطب کرکے بولے "اللہ تعالیٰ امیر کو توفیق خیر عطا فرمائے۔ مالک ابن انس نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو شخص اپنے غیظ وغضب کو ضبط کرے جس کے نفاذ پر وہ قادر ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو قیامت کے روز امن وایمان سے پُر کردے گا"۔ اس فقرہ کے ختم ہوتے ہی حکم کا غیظ وغضب فرو ہوگیا اور خادم کی تقصیر معاف کردی"۔

اس کی انگوٹھی پر "باللہ تثق الحکم" منقش تھا۔ بیس لڑکے اور اسی قدر لڑکیاں چھوڑ کر مرا اس کی ماں ام الولد تھی۔ زخرف نام تھا۔ ۱۵۴ھ میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے حالات سے جس سے اس کی ہمدردی اسلام کا ثبوت ملتا ہے۔ ایک یہ واقعہ بھی ہے کہ عباس شاعر سرحدی شہروں کی طرف جا رہا تھا۔ اتفاق سے اس کا گذر وادیٔ حجارہ میں ہوا، ایک عورت کو سُنا کہ چلا چلا کر کہہ رہی تھی واغوثاہ بلک یا حکم واغوثاہ بلک یا حکم۔ عباس نے قریب جاکر دریافت کیا۔ عورت نے کہا امیر حکم ہمارے حال سے اس قدر بے خبر ہے کہ عیسائی کتّوں نے ہمیں بیوہ کردیا ہے اور ہمارے بچوں کو یتیم بنا دیا۔ ہم لوگ اپنے چند رفقاء کے ساتھ اس گاؤں سے آرہے تھے کہ سواران دشمن اسلام نے آکر ہم کو گھیر کر پائمال کرڈالا"۔ عباس نے فی البدیہہ ایک قصیدہ کہا جس کے ابتدائی اشعار یہ تھے۔ تململتُ فی وادی الحجارۃ مسھراً ٭ اراعی نجوماً لا یرون تغیراً ٭ الیک ابا العاصی نضیت مطیتی ٭ تسیر بھم ساریاً وتھجراً ٭ تدارک نساء العالمین بنصرۃ ٭ فانک احریٰ ان تغیث وتنصراً۔ جس وقت عباس نے حکم کے دربار میں حاضر ہوکر یہ قصیدہ پڑھا اور سرحدی بلاد کے خطرناک حالات کا فوٹو کھینچ کر دکھلایا اور اس عورت کا نام ونشان بتایا جس کے خاندان کو دشمنان اسلام نے پائمال کیا تھا۔ حکم نے اس وقت جہاد کی تیاری اور لشکر کی آراستگی کا حکم دیا۔

چنانچہ اس واقعہ کے تیسرے دن عباس شاعر کے ساتھ وادی الحجارہ کی طرف کوچ کیا۔ وادی حجارہ پہنچ کر دریافت کیا کہ کس جانب سے دشمنوں نے حملہ کیا تھا بتلایا گیا کہ اس سمت سے (اشارہ کرکے)، حکم نے اسی سمت پر دھاوا کیا۔ کئی قلعے فتح کئے۔ متعدد شہروں کو ویران وخراب کیا۔ ہزاروں عیسائیوں کو مار ڈالا اور بے شمار قیدی اور مال غنیمت لے کر پھر وادی الحجارہ واپس آیا۔ حکم دیا کہ اس مظلوم عورت کو پیش کرو۔ جب وہ عورت آئی تو اس کے روبرو جس قدر عیسائی قیدی اس جنگ میں گرفتار ہوکر آئے تھے سب کو قتل کروادیا۔ اس کے بعد عباس سے مخاطب ہوکر کہا۔ اس عورت سے دریافت کرو (باقی ص۲۸۵ پر)

"خرس" دگونگے، کے نام سے موسوم کیا۔ ان لوگوں کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ یہ بذاتہ ہر کام کی نگرانی کرتا اور اکثر ہر جنگ پر خود جاتا تھا اس کے بہت سے مخبر اور جاسوس تھے جو روزانہ اس کے رعایا کے حالات اور تمام ملک کے واقعات سے مطلع کیا کرتے تھے۔ اس کی صحبت علماء، فقہاء، اور صالحین سے گرم رہا کرتی تھی۔ اسی نے ملک اندلس کے خار وخس کو صاف کیا اور اپنے آئندہ جانشینوں کے لئے اس کی زمین کو ہموار کر کے چھوڑ گیا۔ اس کے مرنے پر اس کا بیٹا عبدالرحمٰن تخت حکومت پر متمکن ہوا۔

(بقیہ حاشیہ صہ۲۸۴) کہ اب تو حکم نے تمہاری فریاد رسی کی؟ عورت بولی "واللہ اب میرا دل ٹھنڈا ہوا دشمنان اسلام نے اپنے کئے کی سزا پائی، مظلوم کو داد ملی۔ اللہ تعالیٰ امیر کی فریاد رسی کرے اور نصرت و فتح عطا فرمائے۔ حکم کے چہرہ پر اس فقرہ کے سننے سے خوشی کے آثار پیدا ہوئے عباس کو مخاطب کر کے یہ دو شعر پڑھے۔ الم تر یا عباس انی اجبتہا۔ علی البعد اقتاد الخمیس المظفرا۔ فادرکت اوطاءً ادبردت غلہ۔ ونفست مکروبًا اغنیت معسرًا۔ عباس نے جزاک اللہ عن المسلمین خیرًا کہکر بڑھ کر امیر کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ دیکھو تاریخ المقری۔ جلد اول از صفحہ ۲۱۶ تا صفحہ ۲۲۲ مطبوعہ لیدن و تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ مطبوعہ مصر از صفحہ ۶۰ لغایتہ ۱۵۵۔

باب ۲۷

امیر عبدالرحمٰن الاوسط بن الحکم اول ۲۰۶ھ تا ۲۲۶ھ

عبداللہ بلنسی کی بغاوت عبدالرحمٰن کے شروع زمانہ حکومت میں عبداللہ بلنسی (حکم کا چچا) پھر باغی ہو گیا فوجیں آراستہ کر کے بقصد قرطبہ تدمیر کی جانب روانہ ہوا، عبدالرحمٰن نے اس کی شورش و بغاوت فرو کرنے کی غرض سے لشکر مرتب کر کے کوچ کیا عبداللہ پر کچھ ایسا خوف غالب ہوا کہ بلا جدال و قتال لوٹ کھڑا ہوا اور بلنسیہ پہنچ کر تھوڑے ہی دن بعد مر گیا۔ عبدالرحمٰن اس کے اہل و عیال کو قرطبہ لے آیا۔

اس کے بعد عبدالرحمٰن نے بلاد جلیقہ پر جہاد کیا اور دور تک تاراج کرتا ہوا نکل گیا ایک مدت قرطبہ سے غائب رہا۔ عیسائیوں کے مختلف گروہوں کو تہ تیغ اور پامال کر کے واپس آیا۔

زاب مُغنّی اسی سنہ ۲۰۶ھ میں علی بن نافع معروف بہ زاب، مُغنّی خلیفہ مہدی کا خادم، ابراہیم موصلی کا شاگرد، عراق سے اندلس آیا۔ عبدالرحمٰن سوار ہو کر اس کے استقبال کو گیا بے حد عزت و احترام سے پیش آیا چنانچہ علی نے کمال عزت سے اس کے پاس قیام کیا اور اندلس میں علم موسیقی کو اپنی وراثت کے طور پر چھوڑ گیا اس کے کئی لڑکے تھے۔ عبدالرحمٰن سب سے بڑا تھا علم موسیقی میں یہی اس کا جانشین تصور کیا گیا۔

لشکر بیرہ کی سرکوبی سنہ ۲۰۷ھ میں بلاد اسلامیہ کی سرحد سے عظیم الشان طوفان اٹھا عبدالرحمٰن کو اس کے فرو کرنے میں بذاتہ مشغول ہونا پڑا۔ مدت ہوئی کہ مرحوم امیر حکم نے گورنر سرحد کو اس کے ظلم و تعدی کی وجہ سے گرفتار کر کے زندہ صلیب پر چڑھا دیا تھا۔ اتفاق سے اس کے بعد ہی خود حکم بھی راہ گزار ملک جاودانی ہو گیا اور امیر عبدالرحمٰن تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ گورنر نے جن لوگوں پر ظلم کیا تھا اور ان کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا تھا وہ سب کے سب جمع ہو کر قرطبہ میں آئے اور اپنے مال و اسباب کی واپسی کے خواہاں ہوئے۔ اس واقعہ میں لشکر بیرہ زیادہ پیش پیش تھا۔ ان فتنہ پردازوں نے قصر امارت کے دروازے کو جا کر گھیر لیا اور شور و غل مچانے لگے۔ عبدالرحمٰن نے چند لوگوں کو ان کا شور و غل فرو کرنے اور اس مجمع کو منتشر کرنے کو بھیجا۔ ان شوریدہ سروں نے کچھ نہ سنی عبدالرحمٰن نے جھلا کر فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ حکم کرنے کی دیر تھی قرطبہ کا سارا لشکر ان پر ٹوٹ پڑا۔ معدودے چند جاں بر ہو کر بیرہ کی طرف واپس ہوئے۔ عبدالرحمٰن نے تعاقب کا اشارہ کیا۔ شاہی فوج قتل و غارت کرتی ہوئی آگے بڑھی۔ باقی ماندگان میں سے بھی

ایک بڑی جماعت کام آئی۔

قبائل مضریہ و یمانیہ

اسی سنہ میں قبائل مضریہ اور یمانیہ کے درمیان شہر تدمیر میں جھگڑا ہو گیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ دونوں فریق کے تقریباً تین ہزار آدمی کام آئے، عبدالرحمٰن نے ایک بڑی فوج کے ساتھ یحییٰ بن عبداللہ بن خالد کو آتش فساد کے فرو کرنے پر متعین کیا، یحییٰ کے پہنچتے ہی ہر دو فریق ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے، جوں ہی یحییٰ واپس ہوا پھر گتھ گئے، اسی طرح سے پورے سات برس تک مضریہ اور یمانیہ میں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔

حاجب عبدالکریم

۲۰۸ھ میں عبدالرحمٰن نے اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن منیث کی افسری میں عساکر اسلامیہ کو البتہ اور قلاع کی جانب جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا۔ عبدالکریم نے دشمنان اسلام کے اکثر شہروں کو ویران اور برباد کیا۔ بعض قلعوں پر اپنی فتح کا جھنڈا گاڑا اور بعضوں سے جزیہ لے کر مصالحت کر لی۔ مسلمان قیدیوں کو بھی اسی ضمن میں قید کی تکلیف سے نجات دلائی (یہ واقعات[1] ماہ جمادی الآخر ۲۰۸ھ کے ہیں)

اہل ماروہ کی بغاوت

۲۱۳ھ میں اہل ماروہ نے علم بغاوت بلند کیا، سب نے متفق ہو کر گورنر کو نکال دیا۔ عبدالرحمٰن نے اس ہنگامہ کو فرو کرنے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ اہل ماروہ مقابلہ پر آئے۔ لڑائیاں ہوئیں آخر کار اہل ماروہ نے علم حکومت کے آگے سر جھکا دیا اور مطیع ہو گئے۔ سپہ سالار شاہی افواج نے ماروہ کی شہر پناہ منہدم کرا دی اور ان لوگوں کے چند آدمیوں کو بطور ضمانت کے لے کر دار الحکومت قرطبہ کی جانب واپس ہوا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن نے شہر پناہ کے پتھروں کو نہر میں پھینکنے کا حکم صادر فرمایا اس سے اہل ماروہ کو ناراضگی پیدا ہوئی اور پھر مخالف بن بیٹھے گورنر ماروہ کو گرفتار کر لیا اور ماروہ کی شہر پناہ از سر نو درست کر لی۔ اتنے میں ۲۱۴ھ کا دور آگیا عبدالرحمٰن نے بہ نفس نفیس ان لوگوں کی سرکوبی پر کمر باندھی۔ اہل شہر نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے آمادہ بہ جنگ ہو کر لڑنے لگے۔ عبدالرحمٰن چند وجوہات کے باعث زیادہ دن تک نہ ٹھہر سکا واپس آیا۔

فتح ماروہ

پھر ۲۱۷ھ میں اہل ماروہ کے محاصرہ کے لئے فوجیں روانہ کیں، مگر کامیابی نہ ہوئی، اس کے بعد ۲۲۰ھ میں ماروہ کا پھر محاصرہ کیا گیا۔ اس مرتبہ شاہی فوج کو کامیابی ہوئی ماروہ پر شاہی جھنڈا اڑنے لگا۔ کچھ لوگ محمود بن عبدالجبار کے ساتھ بھاگ کر شنت شلوط پہنچے اور ۲۲۰ھ میں وہاں پہنچ کر پناہ گزین ہو گئے، عبدالرحمٰن نے ان پناہ گزینوں کے سر کرنے کے لئے شاہی لشکر روانہ کیا، محمود یہ خبر پا کر دشمنان اسلام کے ملک میں بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر ان کے قلعوں میں سے ایک قلعہ دبا بیٹھا۔ پانچ برس تک اس قلعہ پر قابض رہا۔ حتیٰ کہ اذفونش بادشاہ جلالقہ (گال) نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور لڑ کر بزور تیغ فتح کیا، محمود اپنے تمام ہمراہیوں کے ساتھ مارا گیا۔ یہ واقعہ ۲۲۵ھ کا ہے۔

---

[1] دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۰۸ مطبوعہ مصر۔

اہل طلیطلہ کی بغاوت ۲۱۵ھ میں اہل طلیطلہ میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ ہاشم ضراب نامی ایک شخص اس بغاوت کا محرک تھا یہ شخص جنگ ربض میں موجود تھا اس نے آہستہ آہستہ اپنی شان وشوکت بڑھائی۔ اس کے پاس لوگوں کا ایک بڑا مجمع آکر جمع ہو گیا۔ ہاشم ان سب کو فوجی اور جنگی لباس پہنا کر اہل شنت بریہ پر آپڑا عبدالرحمٰن نے شاہی فوجیں ہاشم سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیں مطلق کامیابی نہ ہوئی۔ دوبارہ دوسرا لشکر روانہ کیا۔ اطراف دورقہ میں شاہی لشکر اور ہاشم نے صف آرائی کی، شاہی لشکر نے اس معرکہ میں باغیوں کو شکست دیدی، اثنار جنگ میں ہاشم کو اس کے بہت سے ہمراہیوں کے ساتھ مار ڈالا مگر اہلِ طلیطلہ مخالفت و بغاوت پر برابر اڑے رہے تب عبدالرحمٰن نے اپنے بیٹے امیہ کو اہلِ طلیطلہ کے محاصرہ اور جنگ پر مامور کیا امیہ ایک زمانہ دراز تک اہل طلیطلہ کا محاصرہ کئے رہا۔

اہل طلیطلہ کی سرکوبی اس کے بعد محاصرہ اٹھا کر قلعہ ریاح میں آاترا اور ایک دستہ فوج کو اہل طلیطلہ پر شبخون مارنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اس سے قبل جب کہ امیہ محاصرہ اٹھا کر قلعہ ریاح کو واپس آرہا تھا تعاقب کے خیال سے اہل طلیطلہ بھی نکل پڑے تھے شاہی فوج اس امر کا احساس کر کے کمین گاہ میں چھپ رہی۔ جوں ہی اہل طلیطلہ کمین گاہ سے آگے بڑھے شاہی فوج نے حملہ کر دیا۔ طلیطلہ کے بہت سے آدمی کام آگئے۔ معدودے چند جان بچا کر طلیطلہ واپس آئے امیہ کو اس خونریزی کا بے حد صدمہ ہوا تھوڑے دن بعد اسی صدمہ و رنج سے مر گیا۔ عبدالرحمٰن نے پھر اہلِ طلیطلہ کے محاصرہ پر شاہی لشکر روانہ کیا۔ لیکن کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ البتہ قلعہ ریاح کا لشکر برابر اہل طلیطلہ پر حملہ کرنے کو جاتا تھا اور چندے محاصرہ کر کے واپس آجاتا تھا۔ حتیٰ کہ ۲۲۲ھ میں عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی ولید کو اہل طلیطلہ کے سر کرنے پر مامور کیا۔ ولید نے نہایت عزم و احتیاط سے طلیطلہ کا محاصرہ کیا۔ چاروں طرف سے آمد و رفت بند کر دی۔ اہلِ طلیطلہ موت کے قریب پہنچ گئے۔ محاصرین کی مدافعت بھی نہ کر سکے۔ ولید نے بزور تیغ طلیطلہ کو فتح کر لیا۔ اہلِ طلیطلہ کا سارا جوش فرو ہو گیا۔ ولید اس کامیابی کے بعد ۲۲۳ھ تک ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد قرطبہ واپس آیا۔

فرلون بن موسیٰ اور لرزیق کی جنگ اندرونی بغاوتوں کے فرو کرنے سے فارغ ہو کر ۲۲۴ھ میں عبدالرحمٰن نے اپنے ایک عزیز عبیداللہ بن عیسیٰ کو عساکر اسلامیہ کا امیر بنا کر بلاد البتہ اور قلاع کی جانب روانہ کیا۔ دشمنان اسلام جمع ہو کر مقابلہ پر آئے۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی عبیداللہ نے نہایت مردانگی سے دشمنان اسلام کو شکست دی۔ حریف کے ہزارہا آدمی قتل اور قید کئے گئے۔ اس کے بعد اسی سنہ میں لرزیق شاہ فرانس نے بلاد اسلامیہ پر حملہ کیا، سرحدی شہر سالم پر حملہ آور ہوا، فرلون بن موسیٰ نے اس سے مطلع ہو کر سالم کے بچانے کو کوچ کیا۔ ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد شاہ فرانس کو شکست ہوئی۔ بہت سے عیسائی قتل کئے گئے اور ہزارہا قید کر لئے گئے۔ فرلون اس مہم سے فارغ ہو کر اس قلعہ کی طرف متوجہ ہوا جسے دشمنانِ اسلام

اہل التنبہ نے اسلامی سرحد کے مقابلہ میں اہل اسلام کو پریشان اور زیر کرنے کی غرض سے تعمیر کیا تھا۔ اہل قلعہ نے فرنگوں کے حملہ سے قلعہ کو ہر چند بچایا مگر کامیاب نہ ہوئے فرنگوں نے اس قلعہ کو فتح کر کے منہدم کرا دیا۔

عبدالرحمٰن کی بلاد جلیقہ پر فوج کشی

۲۲۵ھ میں عبدالرحمٰن نے فوجیں مرتب کر کے بہ نفس نفیس بلاد جلیقہ پر چڑھائی کی متعدد قلعے فتح کیے۔ ایک مدت تک ٹھہرا ہوا سرزمین فرانس کو پامال کرتا رہا۔ اس کے بعد بہت سا مالِ غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا پھر ۲۲۶ھ میں افواج اسلامیہ مملکت فرانس کو تاخت و تاراج کرتی ہوئیں سرزمین سرطانیہ تک پہنچیں عساکر اسلامیہ کے مقدمۃ الجیش پر موسیٰ بن موسیٰ گورنر تطیلہ تھا۔ دشمنانِ اسلام سے مڈبھیڑ ہوئی مسلمانوں نے نہایت استقلال سے کفار کا مقابلہ کیا۔ حتیٰ کہ عیسائی پسپا ہو کر بھاگے۔ موسیٰ نے اس معرکہ میں دلیری مردانگی اور نیک نامی کا بہت بڑا حصہ لیا۔

موسیٰ اور حرث کی جنگ

بعدہٗ اتفاق سے موسیٰ اور عبدالرحمٰن کے ایک سپہ سالار سے باتوں باتوں میں چل گئی۔ سپہ سالار نے سخت کلامی کی۔ موسیٰ کو سپہ سالار کی یہ حرکت ناگوار گذری۔ چونکہ عبدالرحمٰن نے اس معاملہ میں دخل نہیں دیا تھا۔ موسیٰ یہ سمجھ کر کہ اس سپہ سالار نے امیر عبدالرحمٰن ہی کے اشارہ سے مجھ سے سخت کلامی کی ہے باغی ہو گیا۔ عبدالرحمٰن نے چند دستہ فوج حرث بن نبزیع کی ماتحتی میں موسیٰ کی گوشمالی پر متعین کیا۔ موسیٰ بھی مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی۔ موسیٰ شکست کھا کر بھاگا۔ اس کا چچا زاد بھائی مارا گیا۔ حرث کامیابی کے ساتھ میدانِ جنگ سے سرقسطہ واپس آیا۔ اس کے بعد تطیلہ پر چڑھائی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت موسیٰ وہیں موجود تھا مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ موسیٰ نے تنگ آ کر مصالحت کر لی اور تطیلہ چھوڑ کر اربط چلا گیا اور حرث، تطیلہ میں ٹھہرا ہوا انتظام کرتا رہا۔ موسیٰ کے دماغ میں پھر بغاوت و سرکشی کی ہوا سمائی۔ حرث نے موسیٰ کے حصار کی غرض سے اربط کی جانب کوچ کیا۔ موسیٰ نے گھبرا کر غرسیہ بادشاہ کفار سے امداد طلب کی، غرسیہ اپنی فوجیں لے کر موسیٰ کی کمک پر آیا۔ حرث نے استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا، فوجوں کو آراستہ کر کے دشمن کے لشکر پر حملہ کیا۔ نہر بلبہ پر دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ حریف نے پہلے سے چند دستہ فوج کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا۔ جس وقت حرث کا لشکر نہر بلبہ سے متجاوز ہوا۔ دشمن کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا، بیچارہ حرث اس غیر متوقع حملہ کا جواب نہ دے سکا۔ دشمنوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا آنکھیں اسی معرکہ کی نذر ہو گئیں۔

موسیٰ کی اطاعت

عبدالرحمٰن کو اس ناگہانی واقعہ سے سخت صدمہ ہوا، ۲۲۹ھ میں اس نے اپنے بیٹے منذر کو عساکر اسلامیہ کا افسر بنا کر موسیٰ کے محاصرہ کے لیے تطیلہ روانہ کیا۔ موسیٰ نے ڈر کر مصالحت کر لی۔ تب منذر نے نبلونہ کی طرف قدم بڑھایا اور دشمنانِ اسلام پر جی توڑ توڑ کر حملے شروع کر دیئے۔ یہاں پر مشرکین سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ غرسیہ والیٔ نبلونہ مارا گیا جو حرث کے مقابلہ پر موسیٰ کی کمک کو آیا تھا۔ اس کے بعد موسیٰ نے سرکشی و مخالفت

پر کمر باندھی۔ شاہی لشکر نے اسے ہوش میں لانے کی غرض سے حملہ کیا۔ موسیٰ نے دوبارہ پھر مصالحت کر لی اور اپنے بیٹے کو بطور ضمانت کے عبدالرحمٰن والیٔ اندلس کی خدمت میں بھیج دیا۔ عبدالرحمٰن نے مصالحت کر لی۔ تطیلہ کی سند حکومت عطا کی۔ چنانچہ موسیٰ نے تطیلہ میں داخل ہو کر اطراف و جوانب تطیلہ کے انتظام و سیاست پر اپنے عمال مقرر کیے اور آرام کے ساتھ تطیلہ میں حکومت کرنے لگا۔

مجوسیوں کا خروج اسی ۲۲۶ھ میں مجوسیوں[1] نے اطراف بلاد اندلس میں خروج کیا، ساحل اشبونہ میں اپنی کشتیوں اور جہازوں سے خشکی پر اتر پڑے۔ اہل اشبونہ سے اور ان دشمنوں سے تیرہ دن تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ اس کے بعد قادس کی طرف بڑھے پھر قادس سے اشدونہ پہنچے۔ اشدونہ میں مسلمانوں سے لڑائی ہوئی آگے نہ بڑھ سکے۔ تب ان لوگوں نے اشبیلیہ کا قصد کیا اور اشبیلیہ کے قریب پہنچ کر اُتر پڑے۔ اہل اشبیلیہ نصف محرم ۲۲۸ھ میں ان دشمنانِ اسلام سے لڑنے کے لئے نکلے۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی، میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا بہت سامال و اسباب لوٹ لیا مجوسیوں نے میدانِ جنگ سے بھاگ کر باجہ کا راستہ لیا۔ پھر باجہ سے اشبونہ کی جانب لوٹے، مسلمانوں نے ان کو اس مقام پر بھی دم نہ لینے دیا۔ اکھاڑ پچھاڑ کر نکال دیا۔ اس واقعہ کے بعد ان کے حالات کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور ممالک محروسہ اسلامیہ کے ان اطراف میں امن و امان قائم ہو گیا۔ یہ واقعات ۲۳۰ھ کے ہیں، مجوسیوں کے چلے جانے کے بعد عبدالرحمٰن اوسط نے ان شہروں کی اصلاح اور آبادی کی جانب عنان توجہ منعطف کی جنہیں مجوسی خراب اور ویران کر گئے تھے اور افواج اسلامیہ کی کافی تعداد ان کی حفاظت و نگرانی پر مامور کی۔ بعض مورخوں نے مجوسیوں کی لڑائیوں کو ۲۴۶ھ میں تحریر کیا ہے شاید وہ دوسری لڑائی ہو۔

شہر لیون کا تاراج ۲۳۱ھ میں عبدالرحمٰن نے عساکر اسلامیہ ممالک جلیقہ کی طرف روانہ کئے، افواج اسلامی دریا کی موجوں کی طرح بڑھتی ہوئی عیسائیوں کے مشہور شہر لیون تک پہنچ گئیں قلعہ

---

[1] ان مجوسیوں کی سرکوبی اور گوشمالی کے لئے امیر عبدالرحمٰن نے قرطبہ سے اپنے ایک نامور سپہ سالار کی افسری میں عساکر اسلامیہ کو روانہ کیا تھا مجوسیوں سے اور اس لشکر سے خشکی پر اترنے کے بعد بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ مسلمانوں نے سخت اور بے حد مصائب اٹھا کر مجوسیوں کو شکست دی اس کے بعد قرطبہ سے ایک دوسری تازہ دم فوج اس اسلامیہ لشکر کی کمک پر آ گئی مجوسیوں اور مسلمانوں سے پھر لڑائی چھڑ گئی۔ اس معرکہ میں مسلمانوں نے مجوسیوں کو شکست دی اور ان کی دو ایک کشتیاں چھین لیں، مال و اسباب جو کچھ اس میں تھا لے کر جلا دیا تب مجوسی فاتح ہوتے ہوئے شدونہ پہنچے۔ اہل اشدونہ سے دو دن تک لڑائی ہوتی رہی۔ یہاں کی لڑائی میں کسی قدر مجوسیوں کو کامیابی ہوئی کچھ مال و اسباب بھی ہاتھ لگ گیا۔ اتنے میں عبدالرحمٰن کا جنگی کشتیوں کا بیڑہ ساحل اشبیلیہ پر آ لگا۔ افواج اسلامی نے خشکی پر اتر کر مجوسیوں کو لبلہ کی طرف بھگا دیا مجوسی لوٹ مار کرتے ہوئے باجہ کی طرف بڑھے اور جب باجہ میں بھی دم نہ لینے پائے تو اشبونہ کی جانب لوٹے اشبونہ سے نکلنے کے بعد پھر ان کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ ملخص از کتاب نفح الطیب مطبوعہ لیدن جلد اصفحہ ۲۲۲ و ۲۲۳۔

شکن منجنیقیں نصب کر کے لڑائی شروع کردی۔ اہل لیون تاب مقاومت نہ لا سکے۔ لیون کو اپنے حریف کے حوالہ کر کے بھاگ کھڑے ہوئے، مسلمانوں نے شہر لیون میں گھس کر جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ مکانات کو جلا کر خاک سیاہ کردیا۔ شہر پناہ کے منہدم کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے اس وجہ سے کہ شہر پناہ کی چوڑائی پچیس ہاتھ تھی۔ ناچار ہو کر شہر پناہ میں بہت بڑا سوراخ کر کے واپس ہوئے۔

عبدالرحمٰن کی بلاد برشلونہ پر فوج کشی

اس کے بعد پھر عبدالرحمٰن نے اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کی افسری میں افواج اسلامیہ بلاد برشلونہ کی جانب جہاد کے لئے روانہ کیں۔ عبدالکریم اطراف برشلونہ کو تاراج کرتا ہوا فرانس کی اس سرحد تک پہنچ گیا جو سرب دیا پرت) کے نام سے موسوم تھا۔ عیسائیوں اور عساکر اسلامیہ سے اس مقام پر سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ مسلمانوں نے عیسائیوں کو شکست دے کر ان کی ایک بڑی جماعت کو قید اور قتل کیا، عیسائیوں نے بھاگ کر جرندہ میں دم لیا۔ جرندہ ملک فرانس کا بہت بڑا اور مشہور شہر تھا۔ عساکر اسلامیہ نے شکست خوردہ گروہ کا تعاقب کیا۔ چونکہ عیسائیوں نے جرندہ میں پہلے سے پہنچ کر پورے طور سے قلعہ بندی کرلی تھی اس وجہ سے مسلمانوں کو کامل کامیابی نہ ہوئی تاہم یہ لوگ اس کے گردو نواح کو ویران اور اپنے قتل و غارت گری سے پامال کر کے واپس ہوئے۔

امیر عبدالرحمٰن کے شاہِ قسطنطنیہ سے تعلقات

انھیں دنوں بادشاہ قسطنطنیہ توفلس بن لوفیل نے ۲۲۵ھ کے دوران میں امیر عبدالرحمٰن کی خدمت میں نذرانے اور تحائف بھیجے، باہم اتحاد اور دوستی قائم کرنے کی درخواست کی۔ امیر عبدالرحمٰن نے بھی اس کے معاوضہ میں یحییٰ غزال کی معرفت بہت سے تحفے اور ہدیے روانہ کئے۔ یحییٰ غزال امیر عبدالرحمٰن کی دولت و حکومت کا دایاں بازو تھا۔ شاعری اور فن حکمت میں یگانہ روزگار تھا۔ یحییٰ نے شاہ قسطنطنیہ کے دربار میں پہنچ کر دونوں سلطانوں کے درمیان اتحاد اور تعلقات کے رشتہ کو مستحکم کیا اور لوٹ آیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر اس حکومت کے مخالف خلیفہ عباسی کے پاس بغداد پہنچی۔

امیر عبدالرحمٰن اور نصر

۲۳۶ھ میں نصر نے وفات پائی اس کا واقعہ انتقال بھی عجیب و غریب تھا۔ نصر کا عبدالرحمٰن کے عہد حکومت میں بڑا دور دورہ تھا، اپنے آقا کو جس کام میں چاہتا تھا دبا لیتا تھا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن نے اپنے بیٹے محمد کو اپنا ولیعہد بنانا چاہا مگر نصر عبداللہ کی ماں کی سازش کے باعث عبداللہ کی ولیعہدی کی تحریک کرنے لگا۔ جب نصر کو اس ارادے میں کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو طبیب شاہی پر محمد (ولیعہد) کو زہر دینے کا دباؤ ڈالا طبیب نے داروغہ محل سرا کے ذریعہ عبدالرحمٰن کو اس واقعہ سے مطلع کردیا اور یہ بھی گذارش کردی کہ نصر نے مجھے زہر دینے پر مجبور کیا ہے کل صبح کو جو پیالہ دوا کا آئے گا اس میں زہر ہوگا۔ اگلے دن صبح کو نصر جب قصر شاہی میں حاضر ہوا تو محمد (ولیعہد) کو امیر عبدالرحمٰن کے روبرو بیٹھا ہوا پایا۔ دوا کا پیالہ سامنے رکھا ہوا تھا امیر عبدالرحمٰن نے نصر کو مخاطب کر کے ارشاد کیا "نصر مجھے یہ دوا بدمزہ اور کسیلی معلوم ہوتی ہے تم اسے پی لو" نصر تو جانتا ہی تھا

کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے' کچھ جواب نہ دے سکا۔ بھونچکا سا رہ گیا۔ امیر عبدالرحمٰن نے قسمیں دلائیں اور دوا کے پینے پر مجبور کیا۔ نصر انکار نہ کر سکا، پیالہ اٹھا کر غٹ غٹ پی گیا اور بہ کمال عجلت اجازت حاصل کر کے گھوڑے پر سوار ہوا گھر پہنچتے ہی مر گیا۔ غرض امیر عبدالرحمٰن نے اس آسان طریقہ سے اپنے بیٹے عبداللہ کے مرض کا علاج کر دیا اور اس کے بعد ہی خود بھی مر گیا۔

امیر عبدالرحمٰن کی وفات و کردار

واقعہ متذکرہ بالا کے بعد امیر عبدالرحمٰن[1] اوسط بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمٰن معروف بہ داخل نے ماہ ربیع الآخر ۲۳۸ھ میں وفات پائی۔ اکتیس سال حکومت کی۔ امیر عبدالرحمٰن اوسط علوم شریعہ اور فلسفہ کا عالم تھا اس کا زمانہ حکومت نہایت امن اور آسائش کا تھا۔ دولت کی بے حد زیادتی ہوئی متعدد محل سرائیں اور حمام تعمیر کرائے، پہاڑ سے نل کے ذریعہ پانی لے آیا۔ جس سے سارا شہر سیراب ہوا۔ جامع مسجد قرطبہ میں دو سائبان بڑھوائے مگر ان ..... کے تعمیر ہونے سے پیشتر راہیٔ ملک عدم ہو گیا۔ جسے اس کے بیٹے محمد نے تکمیل کو پہنچایا۔ اندلس میں اور بہت سی مسجدیں اور جامع مساجد تعمیر کرائیں۔ آداب شاہی اور دفاتر مقرر کیے۔ عوام الناس سے میل جول اور ارتباط ترک کیا۔ جب اُس نے وفات پائی، اس کا بیٹا محمد اس کی جگہ تخت پر متمکن ہوا۔

---

[1] یہ امیر عبدالرحمٰن اوسط کے لقب سے ممتاز کیا جاتا تھا۔ کیونکہ عبدالرحمٰن اول' داخل کے خطاب سے معروف تھا اور تیسرا عبدالرحمٰن "الناصر" کے لقب سے مشہور تھا۔ عبدالرحمٰن اوسط کی پیدائش شعبان ۱۷۶ھ مقام طلیطلہ میں ہوئی۔ علوم شریعہ اور فلسفہ سے ماہر تھا۔ اس کا زمانہ بھی بغاوت و سرکشی سے خالی نہیں رہا جو حکومت کی ترقی کے موانع میں سے ایک بڑا سبب ہے۔ تاہم وقتاً فوقتاً اپنے مسیحی دشمنوں پر بھی حملے کرتا اور کامیابی حاصل کرتا رہتا تھا۔ اس کے زمانۂ حکومت میں مال و دولت کی بے حد افزائش ہوئی۔ بے حد محل سرائیں اور حمام تعمیر کرائے۔ ادیب اور شاعر تھا۔ طروب نامی ایک کنیز پر فریفتہ تھا۔ ایک مرتبہ امیر عبدالرحمٰن اوسط نے اسے ایک زیور عنایت کیا جس کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی۔ وزراء نے گذارش کی "شاہی خزانہ سے ایسی قیمتی چیزوں کو علیحدہ کرنا نازیبا ہے" امیر عبدالرحمٰن نے جواب دیا۔ "اس کا پہننے والا تو یہ زیور پہننے کے لائق ہے اور اس سے کہیں زیادہ اس کی قدر و منزلت ہے" اس کا رنگ گندمی' آنکھیں گہری' دراز ریش لحیم و شحیم شخص تھا ڈاڑھی میں حنا کا خضاب کرتا تھا۔ وفات کے وقت اُس کے پنتالیس لڑکے موجود تھے۔ تاریخ کامل جلد، صفحہ ۲، مطبوعہ مصر۔ و نفح الطیب جلد اول، صفحہ ۲۲۲ لغایۃ ۲۲۵ مطبوعہ لیدن۔

باب ۲۸

محمد بن عبدالرحمٰن الاوسط ۲۳۹ھ تا ۲۷۳ھ

قلعہ رباح کی درستگی امیر محمد نے تخت حکومت پر متمکن ہوتے ہی قلعہ رباح کی فصیلوں کی درستی کی غرض سے عساکر اسلامیہ کو اپنے بھائی حکم کی سرکردگی میں روانہ کیا۔ اس قلعہ کی فصیلوں کو اہل طلیطلہ نے خراب اور زمین دوز کر دیا تھا۔ چنانچہ حکم نے پہلے قلعہ رباح کو درست کرایا۔ اس کے بعد طلیطلہ کی طرف گیا اور اس کے قرب وجوار کے دیہاتوں اور گاؤں پر لوٹ مار شروع کر دی۔

موسیٰ بن موسیٰ کی فتوحات اس کے بعد افواج شاہی کو موسیٰ بن موسیٰ والی تطیلہ کی افسری میں اطراف البتہ وقلاع کی جانب جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا۔ موسیٰ نے اس کے بعض قلعوں کو بزور تیغ فتح کیا اور بہت سا مالِ غنیمت لے کر واپس آیا۔ پھر دوبارہ اسلامی فوجیں اطراف برشلونہ کی طرف روانہ کیں۔ عساکر اسلامیہ نے اس اطراف میں بھی لوٹ مار شروع کر دی اور برشلونہ کے قلعوں کو سر کر کے واپس آئیں۔

معرکہ وادی سلیط پھر ۲۴۰ھ میں امیر محمد نے عساکر اسلامیہ کو مرتب کیا، آلات حرب سے اسے آراستہ کر کے والیٔ طلیطلہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ اہلِ طلیطلہ نے بادشاہ جلیقہ (گالز) اور شاہ بشکنس سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ شاہانِ جلیقہ وبشکنس، اہل طلیطلہ کی کمک پر آئے اور ان کے ساتھ ہو کر امیر محمد سے میدان میں لڑنے کو نکلے۔ مقام وادی سلیط میں دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا۔ امیر محمد نے معرکہ کارزار گرم ہونے سے پیشتر چند دستہ فوج کو کمین گاہ میں بٹھا دیا جس سے دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے۔ کامیابی کا سہرا، امیر محمد کے سر رہا، اہلِ طلیطلہ اور مشرکین کے بیس ہزار آدمی مارے گئے۔ بعدہٗ ۲۴۲ھ میں امیر محمد نے اہلِ طلیطلہ پر دوبارہ فوج کشی کی نہایت سختی سے انہیں پامال کیا اور ان کے مال واسباب کو نقصان پہنچایا اہلِ طلیطلہ نے دب کر مصالحت کر لی مگر امیر محمد کے واپس ہوتے ہی پھر باغی اور شاہی حکومت سے منحرف ہو گئے۔

مجوسیوں کی شورش ۲۴۵ھ میں مجوسیوں کے جہازوں کا بیڑا بلا داندلس میں داخل ہوا، مجوسی جہازوں پر سے اشبیلیہ اور جزیرہ میں اتر پڑے اور اس کی مسجد کو جلا کر تدمیر کی جانب لوٹ پڑے پھر تدمیر سے قصر اربونہ چلے گئے۔ سواحل فرانس کی طرف روانہ ہوئے اور ان ساحلی مقامات کو تاراج کرتے ہوئے واپس ہوئے۔ اتنے میں امیر محمد کی جنگی کشتیوں سے مقابلہ ہو گیا۔ فریقین میں بحری لڑائی

ہوئی مسلمانوں نے مجوسیوں کی دو کشتیاں پکڑ لیں، مجوسی باقی کشتیوں کو لے کر بنبلونہ کی طرف واپس ہوئے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت اس معرکہ میں شہید ہوگئی، مجوسیوں نے بنبلونہ پہنچ کر حملہ کیا اس کے گورنر غرسیہ فرنگی کو گرفتار کرلیا۔ غرسیہ نے ستر ہزار زرفدیہ دے کر اپنے کو ان کے پنجۂ غضب سے رہا کرایا۔

طلیطلہ کا محاصرہ

۲۴۷ھ میں امیر محمد نے باغیان طلیطلہ کی سرکوبی کی جانب پھر توجہ کی، شاہی فوجوں کو آراستہ کرکے طلیطلہ کی طرف روانہ کیا ایک ماہ کامل محاصرہ رہا۔

اطراف التبہ وقلاع پر فوج کشی

پھر ۲۵۱ھ[1] میں امیر محمد نے اپنے بیٹے منذر کو افواج اسلامی کا افسر بنا کر اطراف التبہ وقلاع پر جہاد کے لئے روانہ کیا۔ عساکر اسلامی نے بلاد مشرکین میں داخل ہوکر لوٹ مار شروع کردی، شاہ لزریق فوجیں آراستہ کرکے مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی، میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا، لزریق شکست کھا کر بھاگا عساکر اسلامی نے تعاقب کیا۔ تلواریں نیام سے کھینچ گئیں، ہزارہا مشرک قتل وقید کئے گئے۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی جس کی کوئی نظیر نہیں۔ اسی سنہ میں امیر محمد نے بذاتہ بلاد جلالقہ پر جہاد کیا۔ نہایت سختی سے ان کے شہروں کو پامال کیا، بہت سے گاؤں اور قصبات ویران کرڈالے۔

عبدالرحمٰن بن مروان کی بغاوت وصلح

اسی اثناء میں عبدالرحمٰن بن مروان جلیقی اُن نومسلموں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے باغی ہوگیا اور علم حکومت سے منحرف ہوکر اقصائے بلاد میں چلا گیا، شاہ اوفونش سے مراسم اتحاد پیدا کرلئے۔ وزیر السلطنت ہاشم بن عبدالرحمٰن کی ماتحتی میں افواج اندلس، عبدالرحمٰن کی بغاوت فرو کرنے کو ۲۶۳ھ میں روانہ ہوئیں۔ عبدالرحمٰن نے پہلے ہی حملہ میں ہاشم کو شکست دے کر گرفتار کرلیا۔ کچھ دن بعد امیر محمد اور عبدالرحمٰن کے درمیان مصالحت کی خط وکتابت ہونے لگی، شرط مصالحت یہ قرار پائی کہ عبدالرحمٰن مقام بطلیوس میں جاکر قیام کرے اور وزیر السلطنت ہاشم کو رہا کردے۔ ۲۶۵ھ میں صلح نامہ کی تکمیل ہوئی۔ عبدالرحمٰن نے بموجب شرائط صلح، بطلیوس میں جاکر قیام کیا اور اس کی درستی وتعمیر کی جانب خاص توجہ کی۔ اس وقت تک یہ ویران پڑا ہوا تھا۔ وزیر السلطنت ہاشم بھی رہا کیا گیا۔ یہ رہائی عبدالرحمٰن کی خودسری کے ڈھائی برس بعد ہوئی۔

عبدالرحمٰن جلیقی کی عہد شکنی

اوفونس نے مصالحت کے بعد عبدالرحمٰن سے بدعہدی کی، عبدالرحمٰن اس کی رفاقت ترک کرکے دارالحرب سے چلا آیا۔ روانگی کے وقت دونوں میں لڑائیاں بھی ہوئیں، عبدالرحمٰن نے اطراف ماردہ شہر انطانیہ میں پہنچ کر قیام اختیار کیا۔ ان دنوں یہ شہر ویران اور کس مپرسی کی حالت میں پڑا ہوا تھا، عبدالرحمٰن نے اس کی شہرپناہ کی فصیلیں درست کرائیں۔ قلعہ بنوایا۔ اس کے بعد اس کے گردونواح میں جس قدر جلالقہ کے شہر تھے۔ ان پر قبضہ کرکے اپنے مقبوضات

---

[1] بارھویں رجب ۲۵۱ھ کو یہ لڑائی مقام فج مرکوین میں ہوئی تھی حریف کے مقتولوں کی تعداد دوہزار چار سو بانوے تھی۔ زخمیوں کا کوئی شمار نہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد، صفحہ ۶۲ مطبوعہ مصر۔

میں شامل کرلیا۔ غرض رفتہ رفتہ الطانیہ سے بطلیوس تک اس کے مقبوضات کا دائرہ وسیع ہوگیا۔

موسیٰ بن ذی النون کی بغاوت

موسیٰ بن ذی النون ہواری گورنر شنت بریہ نے اسی زمانہ میں علمِ بغاوت بلند کیا اور نقض عہد کرکے اہل طلیطلہ پر حملہ کردیا۔ اہلِ طلیطلہ بیس ہزار فوج کی جمعیت سے مقابلہ پر آئے، سخت اور خونریز لڑائی ہوئی، آخر کار اہل طلیطلہ شکست کھا کر بھاگے، ان لوگوں کے ساتھ مطرف بن عبدالرحمٰن بھی تھا۔ یہ بھی شکست اٹھا کر بھاگا۔ حالانکہ یہ شجاعت میں فرد، نسب میں اعلیٰ درجہ کا شخص تھا۔ اس واقعہ سے موسیٰ کے حوصلے بڑھ گئے۔ فوجیں آراستہ کرکے شنجہ والی ببنلونہ پر چڑھائی کردی، شنجہ نے موسیٰ کو شکست دے کر گرفتار کرلیا۔ ایک مدت کے بعد حکمتِ عملی کے ذریعہ جیل سے نکل کر شنت بریہ بھاگ آیا اور اس زمانہ سے برابر علم حکومت کا مطیع رہا حتیٰ کہ آخر عہد حکومت امیر محمد میں مرگیا۔

اسد بن حرث کی بغاوت

۲۶۱ھ میں اسد بن حرث بن بدیع نے تاکرتا (رندہ) میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا، امیر محمد نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ محاصرہ و جنگ کے بعد اسد نے علمِ حکومت کے آگے سر اطاعت جھکا دیا۔ ۲۶۳ھ میں امیر محمد نے اپنے بیٹے منذر کو جہاد کی غرض سے دارالحرب کی جانب روانہ کیا، منذر نے ماردہ کا راستہ اختیار کیا اطراف ماردہ میں اس وقت عبدالرحمٰن بن مروان جلیقی موجود تھا۔ شاہی لشکر کا ایک گروہ اسی سمت سے ہوکر گذرا، عبدالرحمٰن اُن کفار کے ساتھ جسے اس نے اپنی کمک پر بلا رکھا تھا، شاہی لشکر کے اس گروہ پر آپڑا اور ان سب کو مار ڈالا۔ پھر ۲۶۴ھ میں جہاد کی غرض سے منذر ببنلونہ کی جانب روانہ کیا گیا۔ اس مرتبہ منذر نے براہ سرقسطہ کوچ کیا۔ اہل سرقسطہ نے مزاحمت کی باہم لڑائی ہوئی۔ تب اس نے سرقسطہ سے اعراض کرکے نطیلہ کی جانب قدم بڑھائے اور اس کے اطراف کو تاراج کرکے موسیٰ بن ذی النون کے مقبوضہ شہروں کا رُخ کیا اور اس سرزمین کو بھی اپنے گھوڑوں سے روندتا ہوا ببنلونہ پر پہنچا اُس کے اکثر قلعے ویران اور خراب کرکے بہت سامال غنیمت لے کر قرطبہ کی طرف واپس ہوا۔

جنگی کشتیوں کی تباہی

۲۶۶ھ میں امیر محمد نے دریائے قرطبہ میں جنگی کشتیوں کی تیاری کا حکم دیا۔ غرض یہ تھی کہ افواج اسلامی براہ بحر محیط جلیقہ کے ملک میں دوسری جانب سے اُتاردی جائیں۔ پس جب جنگی کشتیوں کا بیڑہ بن کر تیار ہوا اور دریائے قرطبہ سے بحر محیط میں داخل ہوا، اتفاق سے ہوائے مخالف ایسی تیز اور تند چلی کہ تمام کشتیاں باہم ٹکرا ٹکرا کر ٹوٹ گئیں، ان میں سے دو ہی چار سالم بچیں ورنہ سب کی سب طوفان کی نذر ہوگئیں۔

عمر بن حفصون کی بغاوت و اطاعت

۲۶۷ھ میں عمر بن حفصون[1] نے قلعہ ثبتر جبال مالقہ میں بغاوت کا مادہ پھیلایا اس نے قلعہ مذکور کو اپنا مرکز حکومت بنا کر اردگرد کے قصبات اور شہروں پر قبضہ

---

[1] عمر بن حفصون عیسائی امیر تھا۔ تاریخ اسپین صفحہ ۱۸۱۔

کرلیا۔ افواج اسلامیہ نے جو اس صوبہ میں تھیں۔ کئی بار اس پر حملہ کیا، عمر بن حفصون نے انھیں ہر بار شکست دی، جس سے اس کے قوائے حکمرانی میں مضبوطی پیدا ہوگئی۔ اتنے میں خاص دار الحکومت قرطبہ سے شاہی لشکر عمر بن حفصون کی سرکوبی کے لئے آیا۔ عمر بن حفصون نے براہ چالاکی اس سے مصالحت کرلی امن وامان قائم ہوگیا۔

منذر بن امیر محمد کی فتوحات

۲۶۸ھ میں امیر محمد نے طوائف الملوکی اور باغیان دولت امویہ کے استیصال پر اپنے بیٹے منذر کو مامور کیا۔ منذر نے سب سے پہلے سرقسطہ پہنچ کر محاصرہ کرلیا۔ اس کے اطراف وجوانب اور گرد وپیش کے مقامات پر لوٹ مار شروع کردی۔ کچھ تھوڑے دن بعد قلعہ ربط کو فتح کیا۔ اس کے بعد دیر بروجہ کی جانب بڑھا، محمد بن لب بن موسیٰ یہیں موجود تھا۔ اس سے بھی دو ہاتھ چل گئی۔ اس کے بعد منذر نے شہر لاردہ و قرطاجیہ کا رخ کیا اور اس کی مہم سے فارغ ہوکر بلاد کفار میں گھس کر لوٹ کھسوٹ شروع کردی، اطراف البہ وقلاع کو غارت گری اور قتل سے تہ و بالا کردیا۔ چند قلعوں کو کامیابی کے ساتھ فتح کرکے واپس ہوا۔

عمر بن حفصون کی اطاعت

۲۷۰ھ میں ہاشم بن عبدالعزیز شاہی لشکر کو لے کر عمر بن حفصون کے محاصرہ اور جنگ پر قلعہ لشتر کی طرف روانہ ہوا، چنانچہ ابن حفصون باغی وسرکش کو سمجھا بجھا کر قرطبہ لے آیا۔ اس نے وہیں قیام اختیار کیا۔

شہر اروہ کی تعمیر

اسی سنہ میں اسمٰعیل بن موسیٰ نے شہر اروہ کی تعمیر شروع کی۔ والیٔ برشلونہ مزاحم ہوا فوجیں آراستہ کرکے اسمٰعیل کے زیر کرنے کے لئے آپہنچا۔ اسمٰعیل نے کمال مردانگی سے اسے شکست دی اور اس کے بہت سے پیادوں کو مار ڈالا۔

ہاشم بن عبدالعزیز کی فتوحات

۲۷۱ھ میں ہاشم بن عبدالعزیز دوبارہ افواج شاہی کا افسر ہوکر سرقسطہ کے محاصرہ اور فتح کرنے کے لئے گیا۔ ایک مدت کے محاصرہ وجنگ کے بعد سرقسطہ فتح ہوا، اہل سرقسطہ نے ہاشم کے فیصلہ وحکم سے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے اس مہم میں عمر بن حفصون بھی گیا ہوا تھا اور شریک جنگ ہوا تھا۔ لیکن واپسی کے وقت چھپ کر اسلامی لشکر گاہ سے بھاگ کر لشتر میں جاکر دم لیا اور قلعہ نشین ہوگیا۔ اس کے بعد ہاشم نے عبدالرحمٰن بن مروان جلیقی کا قلعہ منت مولن میں محاصرہ کیا مگر کچھ سوچ سمجھ کر بغیر کامیابی کے واپس آیا۔ عبدالرحمٰن نے اس کی واپسی کے بعد اشبیلیہ اور لقبت پر چھاپہ مارا، بعد میں منت شلوط میں جاکر قیام پذیر ہوکر قلعہ بندی کرلی، امیر محمد نے مصلحتاً اسی قلعہ پر اس سے مصالحت کرلی، عبدالرحمٰن بھی علم حکومت کا مطیع ہوگیا اور برابر مطیع رہا۔ حتیٰ کہ امیر محمد نے وفات پائی۔ ان دنوں رومہ اور فرانس کا بادشاہ فرلیبب بن لوزیق تھا۔

امیر محمد کی وفات

ان واقعات کے تمام ہوتے ہوتے امیر محمد[1] بن عبدالرحمٰن اوسط بن حکم بن ہشام بن

---

[1] امیر محمد کی ولادت ۲۰۷ھ میں ہوئی تقریباً چھیاسٹھ سال کی عمر پائی سفید رنگ، مائل بہ سرخی (باقی ص ۲۹۷ پر)

عبدالرحمٰن معروف بہ داخل ماہ صفر ۲۷۳ھ میں پینتیس سال حکومت کر کے گوشۂ قبر میں جا چھپا، اس کے بعد اس کے بیٹے منذر نے تخت حکومت پر قدم رکھا۔

باب ۲۹

امیر المنذر بن محمد ۲۷۳ھ تا ۲۷۵ھ

و

امیر عبداللہ بن محمد ۲۷۵ھ تا ۳۰۰ھ

ہاشم بن عبدالعزیز کا قتل

منذر نے اپنے شروع زمانہ حکومت میں ہاشم بن عبدالعزیز وزیر السلطنت کو سزائے قتل دی اور فوجیں آراستہ کر کے عمر بن حفصون باغی و سرکش کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔

قلعہ بشتر کا محاصرہ

۲۷۴ھ میں اس کا قلعہ بشتر میں محاصرہ کیا گیا۔ خونریز اور سخت جنگ کے بعد عمر بن حفصون کے تمام قلعوں اور شہروں کو فتح کر لیا انھی میں قلعہ ریہ یعنی مالقہ تھا منذر نے اس کے والی عیشون کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا، بعدہٗ عمر بن حفصون نے شدت محاصرہ سے تنگ آ کر مصالحت کی درخواست کی، منذر نے عمر بن حفصون کی درخواست پر مصالحت کر لی، محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا عمر بن حفصون نے منذر کے واپس ہوتے ہی عہد توڑ ڈالا منذر نے یہ خبر پا کر لوٹ کر محاصرہ کر لیا عمر بن حفصون

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۶) داڑھی کو حنا و کسم سے رنگتا تھا۔ ذکی، ہوشیار اور سخی تھا۔ اس کا زمانہ حکومت بھی طوائف الملوکی میں تمام ہوا۔ اندرونی بغاوتوں اور بیرونی سازشوں سے کبھی اسے فرصت نہیں ملی۔ سارے ملک پر بدعملی کا سیاہ بادل چھایا ہوا تھا۔ عیسائیوں کی ریشہ دوانیاں، نومسلموں کی شورشیں، اس پر طرہ یہ کہ عربی سرداروں کی خودسریوں نے ایک دن بھی اسے چین سے بیٹھنے نہ دیا حتیٰ کہ اسی حالت سے دولت امویہ کو چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گیا۔ ملخص از تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۱۰ مطبوعہ مصر و کتاب نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۵ و ۲۲۶ مطبوعہ لیدن۔

نے پھر صلح کر لی مگر جوں ہی منذر واپس ہوا عمر بن حفصون نے پھر عہد شکنی کی، غرض عمر بن حفصون عہد شکنی پر عہد شکنی کرتا جاتا تھا۔ منذر نے جھلا کر اس مرتبہ نہایت سختی سے محاصرہ کیا، اس محاصرہ کے تھوڑے ہی دن بعد منذر جاں بحق ہو گیا، عمر بن حفصون کو ہمیشہ کے لئے اس کے محاصرہ سے نجات مل گئی۔

امیر عبداللہ بن امیر محمد ۲۷۵ھ میں بحالت محاصرہ عمر بن حفصون قلعہ ببشتر میں منذر[۱] کا پیام موت آ پہنچا دو برس اس نے حکمرانی کی اس کی جگہ اس کا بھائی امیر عبداللہ بن امیر محمد تخت حکومت پر متمکن ہوا اور زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی۔

تمام بلاد اندلس میں آتش بغاوت و فساد مشتعل ہو رہی تھی، محاصرہ اٹھا کر قرطبہ چلا آیا، آئے دن کی بغاوتوں اور امراء مملکت کی مخالفتوں کی وجہ سے اندلس کی مالیہ میں بے حد کمی آ گئی۔ اس سے پیشتر اس ملک کا خراج تین لاکھ دینار تھا اس میں سے ایک لاکھ دینار ترتیب لشکر اور مصارف فوج میں صرف کئے جاتے تھے، ایک لاکھ دینار مختلف ضرورتوں میں خرچ ہوتے تھے باقی ایک لاکھ خزانہ شاہی میں بطور جمع داخل کئے جاتے تھے ان سالوں میں جس قدر جمع تھی وہ خرچ ہو گئی اس پر طرہ یہ ہوا کہ خراج میں بھی کمی آ گئی۔

عبدالرحمٰن بن مروان جلیقی ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مروان نے امیر محمد بن عبدالرحمٰن والیٔ اندلس کے مقابلہ میں بہ وقت جہاد جلالقہ (گالز) ۲۵۵ھ میں علم مخالفت بلند کیا تھا۔ چنانچہ نو مسلموں اور مولدین کا جم غفیر اس کے پاس جمع ہو گیا، اقصائے بلاد کی جانب قدم بڑھائے، رفتہ رفتہ اذفونش بادشاہ جلالقہ تک اس کی رسائی ہو گئی۔ اسی مناسبت سے یہ جلیقی کے نام سے موسوم و معروف ہوا۔ اوپر ہم یہ بھی بیان کر آئے ہیں کہ ہاشم بن عبدالرحمٰن، وزیر السلطنت ۲۶۳ھ میں افواج اندلس کا افسر ہو کر ابن مروان کی سرکوبی کو گیا تھا اور ابن مروان نے اسے شکست دے کر گرفتار کر لیا تھا۔ اس کے بعد ۲۲۵ھ میں ہاشم کی رہائی اور ابن مروان کے بطلیوس سے چلے جانے پر باہم مصالحت ہو گئی، اس مصالحت کی بناء پر ابن مروان بطلیوس چلا آیا اور اسے از سر نو آباد کر کے اپنی حکومت اور دولت کی بناء قائم کی۔ کچھ روز بعد اذفونش بد عہدی اور مخالفت کرنے لگا جدال و قتال تک نوبت پہنچ گئی، ابن مروان دار الحرب چھوڑ کر شہر انطانیہ (متعلقات ماردہ) چلا آیا اور اس کی قلعہ بندی کر کے وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ یہ شہر اس وقت ویران پڑا ہوا تھا۔ ابن مروان نے قیام انطانیہ کے بعد، بلاد ایلون کے شہروں پر آہستہ آہستہ قبضہ کر لیا اور اپنے مقبوضات کو بطلیوس تک بڑھا کر اسے بھی شامل کر لیا، بلاد ایلون جلالقہ کے مقبوضات میں داخل تھے۔

سعدون سرساقی ابن مروان کے ساتھ دار الحرب میں سعدون سرساقی نامی مشہور نبرد آزما بھی تھا فنون

---

[۱] امیر منذر بہ وقت وفات چھیالیس برس کا تھا۔ چہرہ پر چیچک کے داغ تھے ڈاڑھی گھنی اور بڑی تھی۔ شعر و شاعری کا شائق اور شاعروں کا قدرداں تھا۔ اس کا زمانہ حکمرانی نہایت کم ہوتا ہم اسے بھی بغاوتوں اور خود سریوں نے ایک دم کو مہلت نہ دی۔ دیکھو تاریخ کامل جلد، صفحہ ۷، ۱ مطبوعہ مصر۔

جنگ سے اسے کما حقہٗ آگاہی تھی، یہ بھی ابن مروان کے ساتھ امیر عبداللہ سے باغی ہو گیا تھا۔ جب ابن مروان نے بطلیوس میں اقامت اختیار کی تو سعدون نے اس سے علیحدگی اختیار کر کے قلنبرہ اور باجہ کے درمیان ایک قلعہ میں قیام کیا، چند روز بعد قلنبرہ پر قابض ہو کر دونوں دولتوں یعنی دولت اسلامیہ دولت مسیحیہ کے درمیان میں حائل ہو گیا۔ حتیٰ کہ کسی لڑائی میں اوفونش کے ہاتھوں مارا گیا۔

ابن تاکیت کی بغاوت محمد بن تاکیت، مصمودہ سے تھا اس نے زمانۂ حکومت امیر محمد میں سرحدی بلاد میں علمِ بغاوت بلند کیا تھا اور سب سے پہلےماردہ پر فوج کشی کی تھی اس وقت ماردہ میں عرب اور کتامہ کی فوجیں مقیم تھیں، محمد بن تاکیت نے بہ حکمت عملی، شاہی افواج کو ماردہ سے نکال کر ماردہ میں اپنی قوم مصمودہ کے ساتھ قیام کیا۔

ابن تاکیت کا ماردہ پر قبضہ جس وقت محمد بن تاکیت نے ماردہ پر قبضہ کر لیا، شاہی فوجیں قرطبہ سے اسے ہوش میں لانے کے لئے ماردہ کی طرف بڑھیں، عبدالرحمٰن بن مروان یہ خبر پا کر بطلیوس سے اس کی کمک کے لئے آیا، مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر محاصرہ میں کامیابی نہ ہوئی۔ مزید براں یہ ہوا کہ محمد بن تاکیت نے بہ حکمت عملی، دھوکہ دے کر، ان لوگوں کو بھی ماردہ سے نکال دیا جو اس وقت ماردہ میں عرب، مصمودہ اور کتامہ کے لوگ رہتے اور موجود تھے ان لوگوں کے نکال دینے کے بعد محمد بن تاکیت اپنی قوم کے ساتھ نہایت اطمینان کے ساتھ ماردہ میں رہنے لگا۔

معرکہ لقنت اس کے بعد محمد اور ابن مروان کے درمیان مخالفت پیدا ہو گئی۔ ایک دوسرے سے گتھ گئے ابن مروان نے کئی بار محمد کو شکست دی۔ ان شکستوں میں سے ایک شکست مقام لقنت میں دی تھی اس واقعہ میں محمد کے لشکر کے ایک بازو میں مصمودہ کی فوج تھی۔ جو عین مقابلہ کے وقت بھاگ کھڑی ہوئی جس سے محمد کو ناکامی کے ساتھ میدان جنگ سے پسپا ہونا پڑا۔ شکست کھانے کے بعد، محمد نے سعدون سرساقی والی قلنبرہ کی فوج طلب کر کے معرکہ آرائی کی، مگر اس تدبیر نے بھی اس کے زخم دل پر کسی قسم کا مرہم نہ رکھا، ابن مروان کی قوت و شوکت بڑھتی ہی گئی، اس کی حکومت کو استحکام ہوتا ہی چلا گیا۔

عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن مروان اسی اثناء میں ابن حفصون سے اور اس سے اَن بَن ہو گئی چونکہ ابن مروان کا دماغ ان کامیابیوں سے بڑھا چڑھا ہوا تھا ابن حفصون کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ مگر اس کے بعد ہی عہد حکومت امیر عبداللہ ابن مروان میں مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن مروان حکمرانی کرنے لگا، بربریوں کو جو اس کے قرب و جوار میں تھے بے حد تنگ اور مجبور کیا۔ دو ہی مہینے حکومت کرنے پایا تھا کہ پیام موت آ گیا۔ امیر عبداللہ نے بطلیوس پر اپنی جانب سے عرب کے دو سرداروں کو مامور کیا۔ عبدالرحمٰن کے پس ماندگان جن میں عبدالرحمٰن کے دو لڑکے مروان اور عبداللہ اور ان دونوں کا چچا مروان تھا۔ قلعہ شونہ چلے گئے۔ کچھ روز بعد عبدالرحمٰن کے

دونوں لڑکے شونہ سے نکل کر اپنے دادا عبدالرحمٰن کے ہمراہیوں اور مصاحبوں کے پاس جا کر مقیم ہوئے۔

امیر بطلیوس کا قتل

پھر ان دو سرداران عرب میں جو امیر عبداللہ کی جانب سے بطلیوس کی امارت پر مامور ہوئے تھے۔ باہم چل گئی ایک نے دوسرے کو قتل کر کے بطلیوس پر تن تنہا قبضہ کر لیا۔ امیر عبداللہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے ۲۸۶ھ میں امیر بطلیوس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور بطلیوس پر قبضہ کر لیا۔ قبضہ بطلیوس کے بعد امیر عبداللہ نے برابرہ کے قلعوں کی طرف قدم بڑھایا۔ حتیٰ کہ ان لوگوں نے سر اطاعت جھکا دیا۔ اسی سلسلہ میں محمد بن تاکیت والی مارده سے معرکہ آرا ہوا۔ محمد بن تاکیت۔ نے تنگ آ کر مصالحت کر لی، مگر کچھ روز بعد پھر باغی ہو گیا۔ امیر عبداللہ سے ادراس سے دوبارہ لڑائی شروع ہو گئی جو امیر عبداللہ کے آخری عہد حکومت تک جاری رہی۔

لب بن محمد کی بغاوت

۲۵۰ھ عہد حکومت امیر محمد میں لب بن محمد لب بن موسیٰ نے سرقسطہ میں بغاوت کی۔ امیر محمد نے متواتر حملے کئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لب بن محمد نے سر اطاعت جھکا دیا۔ آتش بغاوت فرو ہو گئی۔ امیر محمد نے اپنی جانب سے لب بن محمد کو سرقسطہ، تطیلہ اور طرسونہ کی سند حکومت عطا کی۔ لب بن محمد نے نہایت دانائی اور دیانت داری سے ان مقامات کی حفاظت و حمایت کی، تھوڑے ہی دنوں میں اس کی حکومت و امارت کو استحکام حاصل ہو گیا۔ انہی دنوں اوفونش بادشاہ جلالقہ نے طرسونہ پر فوج کشی کی، لب بن محمد نے نہایت مردانگی سے اسے شکست دے کر الٹے پاؤں لوٹا دیا، تقریباً تین ہزار جلالقہ اس معرکہ میں کام آئے۔ اس کے بعد لب بن محمد نے امیر عبداللہ کے خلاف پھر علم مخالفت بلند کیا۔ چنانچہ امیر عبداللہ نے تطیلہ میں اس کا محاصرہ کر لیا۔

مطرف بن موسیٰ کی بغاوت

مطرف بن موسیٰ، شجاعت، عالی نسبی اور عصبیت قومی میں مشہور زمانہ تھا۔ اس نے شنت بریہ میں علم مخالفت و بغاوت بلند کیا۔ اس سے اور والیٔ ینبلونہ بادشاہ بشکنس سے جو کہ جلالقہ کے گروہ سے تھا لڑائیاں ہوئیں جس میں فریق مخالف نے مطرف کو اتفاق سے گرفتار کر لیا، مطرف موقع پا کر بھاگ آیا۔ شنت بریہ میں پھر واپس آیا اور آخری زمانہ حکومت امیر محمد تک علم حکومت کا مطیع و منقاد رہا۔

عمر بن حفصون

ابن حفصون کا نام عمر بن حفصون بن عمر بن جعفر بن دمیاں فرغلوش بن اوفونش القس تھا۔ ابن حبان نے اس کا نسب یوں ہی بیان کیا ہے۔ سب سے پہلے اندلس میں اسی نے بغاوت شروع کی، اسی نے مخالفت اور نزاع کے دروازے کھولے ۲۷۰ھ عہد حکومت محمد بن عبدالرحمٰن والیٔ اندلس میں تفرقہ اندازی کی، عساکر اسلامیہ سے علیحدہ ہو کر کوہ لبشتر اطراف ریہ و مالقہ میں بغاوت کی۔ عساکر اسلامیہ اندلس کے بہت سے لوگ، جن کے دل نافرمانی اور بغاوت کے مرض میں مبتلا تھے ابن حفصون سے آملے۔ ابن حفصون نے اس مقام پر اپنا مشہور قلعہ تعمیر کیا اور غربی اندلس پر رندہ تک سواحل بر نجہ سے بیرہ تک قابض ہو گیا۔ ہاشم بن عبدالعزیز وزیر السلطنت نے اس کی سرکوبی پر کمر ہمت باندھی اور اس کے سر پر پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔

ابن حفصون کی فتوحات

بالآخر ۲۷۰ھ میں اسے سمجھا بجھا کر قرطبہ لے آیا، چند روز بعد ابن حفصون قرطبہ سے بھاگ کر قلعہ بشتر جا پہنچا، اتنے میں امیر محمد اس دار فانی سے رحلت کر گیا۔ ابن حفصون کو اپنے مقبوضات کے وسیع کرنے کا موقع مل گیا قلعہ حامیہ ریہ، رندہ اور رنجہ پر قبضہ کر لیا، امیر منذر نے ۲۷۳ھ میں ابن حفصون پر فوج کشی کی، اور اس کے تمام قلعوں کو بزور تیغ فتح کر لیا، اس کے گورنر "ریہ" کو قتل کر ڈالا، ابن حفصون نے مجبور ہو کر مصالحت کی درخواست پیش کی امیر منذر نے مصالحت کر لی مگر تھوڑے ہی دن بعد ابن حفصون نے پھر عہد شکنی کی اور علم مخالفت و بغاوت بلند کر دیا۔ منذر نے اس کا دوبارہ محاصرہ کیا اتفاق یہ کہ اسی محاصرہ کے اثنا میں امیر منذر راہی ملک بقا ہو گیا۔ اور امیر عبداللہ محاصرہ اٹھا کر قرطبہ چلا آیا، امیر منذر کے انتقال سے ابن حفصون اور نیز تمام باغیوں کے کاموں میں استقلال و استحکام کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ شاہی فوجیں اور ارکین دولت متواتر اس پر حملہ آور ہوتے رہے اور برابر اس کا محاصرہ کئے رہے۔ لیکن کامیاب نہ ہوئے۔

ابن حفصون اور ابن اغلب

انہی لڑائیوں کے اثناء میں ابن حفصون نے ابن اغلب گورنر افریقہ سے خط و کتابت شروع کی اور اس سے میل جول و مراسم اتحاد پیدا کر کے اندلس میں جہاں پر کہ وہ قابض تھا دعوت عباسیہ کا اعلان و اظہار کیا مگر ابن اغلب افریقہ کا نظام حکومت درہم برہم اور خراب ہونے کی وجہ سے اس کام کو دشوار خیال کر کے رک گیا، ابن حفصون نے اہل قرطبہ سے مراسم پیدا کر کے اس کے قریب ایک قلعہ بلایہ نامی تعمیر کرایا۔ امیر عبداللہ کو اس کی خبر لگی فوج کشی کر دی۔ چنانچہ بلایہ اور رنجہ کو فتح کر کے ابن حفصون کے خاص قلعہ کا قصد کیا اور ایک مدت تک محاصرہ کئے رہا، جوں ہی مراجعت کی ابن حفصون نے تعاقب کیا امیر عبداللہ نے پلٹ کر اس شدت کا حملہ کیا کہ ابن حفصون مقابلہ کی تاب نہ لا سکا کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا ہوا، امیر عبداللہ نے نہایت بے رحمی سے اس کے لشکر کو پامال کیا، اسی مہم کے سلسلہ میں اس کے صوبجات میں سے بیرہ کو فتح کر لیا۔ اور ہر سال اس کے حصار اور اس سے جنگ کرنے کو فوجیں بھیجتا رہا۔

ابن حفصون و بادشاہ جلالقہ

پس جب کہ[1] .... اور اثنی[2] .... عمر بن حفصون اور بادشاہ جلالقہ سے باہم عہد و پیمان ہوا اس کے امراء کو یہ امر ناگوار گذرا، عہد نامہ کو بادشاہ جلالقہ کے پاس بھجوا دیا۔ وزیر السلطنت احمد بن ابی عبیدہ فوجیں مرتب و آراستہ کر کے عمر بن حفصون کے محاصرہ کرنے کو بڑھا عمر بن حفصون نے ابراہیم بن حجاج باغی اشبیلیہ سے فوجی امداد طلب کی، ابراہیم فوجیں تیار کر کے عمر بن حفصون کی کمک پر آ گیا وزیر السلطنت سے اور ان دونوں باغیوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ وزیر السلطنت نے ان دونوں سرکشوں کو شکست فاش دی ابراہیم بن حجاج نے اس واقعہ کے بعد سر اطاعت خم کر دیا، امیر عبداللہ نے اسے اشبیلیہ کی سند حکومت مرحمت فرمائی۔

---

[1] [2] اصل کتاب میں اسی صورت سے جگہ خالی ہے۔ مترجم

ابن حفصون کا انتقال باقی رہا ابن حفصون اس نے اظہار اطاعت کی غرض سے دولت شیعہ سے خط و کتابت شروع کی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بانیان دولت شیعہ نے قیروان کو اغالبہ کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ عمر بن حفصون نے اندلس میں عبید اللہ شیعی کی دعوت کا اظہار و اعلان کیا مگر کچھ عرصہ بعد جب کہ اللہ جل شانہ نے خلیفہ الناصر لدین اللہ اموی کی حکومت و سلطنت کو استحکام و استقلال عنایت فرمایا اور باغیوں کا خاطر خواہ استیصال ہو گیا۔ اس وقت عمر بن حفصون بھی علم حکومت کا پھر مطیع و منقاد ہو گیا۔ حتیٰ کہ اسی حالت پر ۳۰۶ھ میں بغاوت و سرکشی کے سینتیسویں سال مر گیا۔

سلیمان بن عمر بن حفصون کی سرکشی و قتل اس کے بجائے اس کا بیٹا جعفر متمکن ہوا خلیفہ ناصر نے اس جانشینی کو بحال قائم رکھا۔ جعفر دو یا تین برس حکومت کرنے پایا تھا کہ اس کے بھائی سلیمان بن عمر کی سازش سے خود اس کے ایک سپاہی نے اسے مار ڈالا۔ سلیمان اس وقت ناصر کی خدمت میں تھا یہ خبر پا کر قلعہ ببشتر کی طرف گیا اور اپنے بھائی کی جگہ اہل ببشتر پر حکومت کرنے لگا۔ یہ واقعہ ۳۰۸ھ کا ہے۔ سلیمان نے ببشتر پر قبضہ کرنے کے بعد خلیفہ ناصر کو اس واقعہ سے مطلع کیا خلیفہ ناصر نے اسے بھی ببشتر کی سند حکومت عطا کی جیسا کہ اس کے بھائی جعفر کو مرحمت فرمائی تھی۔ چند روز بعد سلیمان نے مخالفت و بغاوت کا اظہار کیا۔ ناصر نے گوشمالی کی غرض سے فوجیں بھیجیں جس کی وجہ سے مطیع ہو گیا لیکن پھر بدعہدی کی دوبارہ فوجیں گئیں پھر عفو تقصیر کرا کے مطیع ہو گیا۔ مگر ناصر کو اس اظہار اطاعت پر اطمینان حاصل نہ ہوا اپنے وزیر السلطنت عبدالحمید بن بسیل کو افواج شاہی کا افسر بنا کر سلیمان کے سر کرنے کو بھیجا' وزیر السلطنت نے سلیمان کو شکست دے کر قتل کر ڈالا' سر اتار کر قرطبہ لے آیا۔

ابن حفصون کا زوال مولدون اور نو مسلموں نے سلیمان کی جگہ اس کے دوسرے بھائی حفص بن عمر کو اپنا امیر بنایا اس نے بھی بغاوت کی اور اپنی بدعہدی و مخالفت پر اڑا رہا۔ ناصر نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں' مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ حفص نے امان کی درخواست کی۔ ناصر نے اسے امان دی۔ چنانچہ حفص نے اپنی حکومت کے ایک سال بعد قرطبہ میں آکر قیام کیا اور ناصر موکب ہمایوں کے ساتھ ببشتر کی طرف گیا۔ سرزمین ببشتر کو ایک طرف سے چھان ڈالا۔ عمر بن حفصون اور اس کے بیٹوں جعفر و سلیمان کی نعشوں کو نکلوا کر قرطبہ میں لا کر صلیب پر چڑھایا۔ تمام گرجاؤں اور قلعوں کو جو اطراف ریہ میں تھے منہدم و مسمار کرا دیا۔ صوبہ مالقہ میں بیس یا کچھ زیادہ قلعے تھے یہ سب بھی زمین کے برابر کرا دیئے گئے۔ اس واقعہ سے بنی حفصون کی حکومت ختم ہو گئی اور صفحۂ ہستی سے ان کی حکمرانی کا نام و نشان مٹ گیا۔ یہ واقعہ ۳۱۵ھ کا ہے والبقاء اللہ وحدہ۔

باغیان اشبیلیہ صوبہ اشبیلیہ کے باغیوں کا سرغنہ ابن عبید' ابن خلدون ابن حجاج اور ابن مسلمہ تھے۔ سب سے پہلے اشبیلیہ میں امیہ بن عبدالغافر بن ابی عبیدہ نے علم بغاوت بلند کیا تھا۔ امیہ کا دادا ابو عبیدہ' عبدالرحمٰن داخل کی طرف سے اشبیلیہ کا گورنر تھا۔ ابن سعید بروایت مورخین اندلس حجازی' محمد بن اشعب اور ابن حبان تحریر کرتا ہے کہ جس وقت اندلس میں فتنہ و بغاوت کی وجہ سے

نظام حکومت اور امور سیاست میں امیر عبداللہ کی حکومت کے زمانہ میں خلل واقع ہوا اور امراء و رو سار بلاد، خودسری و خودمختاری کی جانب مائل ہوئے اس وقت اشبیلیہ کے نامی سرداروں میں سے امیہ بن عبدالغافر، کریب ابن خلدون حضرمی اور اس کا بھائی خالد، اور عبداللہ بن حجاج تھے۔ امیر عبداللہ نے اپنے بیٹے محمد کو جو کہ ناصر کا باپ تھا اشبیلیہ کا امیر مقرر کر کے روانہ کیا۔ چونکہ مذکورہ اشخاص دولت حکومت کا نام و نشان مٹانے کے درپے تھے۔ اس وجہ سے ان لوگوں نے محمد بن امیر عبداللہ پر حملہ کر دیا اور قصر امارت میں اس کا اس کی ماں کے ساتھ محاصرہ کر لیا۔ محمد بن امیر عبداللہ بہزار دقت و خرابی بسیار اپنی جان بچا کر اپنے باپ امیر عبداللہ کے پاس بھاگ آیا۔ امیہ ابن عبدالغافر مذکورہ لوگوں کی رائے سے اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ چند روز بعد امیہ نے سازش کر کے عبداللہ بن حجاج کو قتل کرا دیا۔ ابراہیم بن حجاج (برادر عبداللہ) اپنے مقتول بھائی کے قصاص کے لئے اٹھ کھڑا ہوا، امیہ کا قصر امارت میں محاصرہ کر لیا، امیہ اس امر کا احساس کر کے کہ ابراہیم نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ مرنے پر کمر بستہ ہو کر اس طرح باہر نکلا کہ اپنے اہل و عیال کو قتل کر کے مال و اسباب میں آگ لگا دی۔ بعد میں شمشیر بکف ہو کر میدان میں آ گیا۔ آخر کار ابراہیم مارا گیا عوام الناس نے سر اتار کر پھینک دیا۔ یہ واقعات ۲۸۰ھ کے ہیں۔

کریب ابن خلدون

ابن خلدون اور اس کے رفقاء نے ان واقعات سے امیر عبداللہ کو مطلع کیا اور یہ بھی لکھ بھیجا کہ "امیہ کو حکومت سے اتار کر مار ڈالا گیا ہے۔ اپنی جانب سے کسی کو امیر مقرر کر کے روانہ کیجئے۔" امیر عبداللہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے ابن خلدون کی اس گذارش کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اپنی جانب سے اشبیلیہ کی امارت پر اپنے چچا ہشام بن عبدالرحمن کو بھیجا ہشام کے پہنچتے ہی ان لوگوں نے پھر سرکشی کی اور اسے نکال دیا، اس مخالفت کا بانی مبانی کریب ابن خلدون تھا چنانچہ یہی اہل اشبیلیہ پر حکمران ہوا۔ ابن حیان نے لکھا ہے کہ ابن خلدون کا خاندان حضرموت کا ہے۔ یہ لوگ اشبیلیہ میں نہایت شرف و عزت سے ریاست سلطانیہ کے بازو اور مد مقابل شمار کئے جاتے تھے ابن حزم لکھتا ہے کہ ابن خلدون، وائل ابن حجر کی اولاد سے تھا۔ اس کا نسب کتاب الجمہرہ میں لکھا ہوا ہے۔ ایسا ہی حبان نے بنی حجاج کی بابت لکھا ہے۔

کریب کا قتل

حجازی تحریر کرتا ہے کہ جس وقت عبداللہ بن حجاج مارا گیا اس کا بھائی ابراہیم اس کی جگہ متمکن ہوا، بنی خلدون نے امیہ کے قتل کی تحریک شروع کی چنانچہ امیہ پر جو کچھ گذرنے والا تھا وہ گذرا اور کریب ابن خلدون حکمت عملی سے حکومت پر قابض ہو گیا اور اہل اشبیلیہ پر ظلم و جور شروع کر دیا۔ اس سے اہل اشبیلیہ کو اُس سے نفرت پیدا ہو گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابراہیم کو اپنی غرض حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آ گیا، اس وقت کریب اہل اشبیلیہ سے شدت و سختی کے ساتھ پیش آیا اور ابراہیم نرمی و ملاطفت اور دلجوئی کرتا اور سفارشی بن کر اپنی نیک سیرتی کا ان پر اثر ڈالتا۔ اس کے بعد ابراہیم نے کریب ابن خلدون پر سختی کرنے کی غرض سے امیر عبداللہ سے سند حکومت طلب کی امیر عبداللہ نے ابراہیم کے نام کی سند حکومت لکھ کر بھیج دی۔ جس وقت ابراہیم نے سند حکومت پا کر عوام الناس پر اس امر کو ظاہر کیا تو عوام تو کریب کے ظلم و

جور سے پہلے سے اکتائے ہوئے تھے۔ سب کے سب کریب پر ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر ڈالا۔ کریب کے مارے جانے سے ابراہیم بن حجاج کی حکومت کرنے کے راستے کھل گئے۔ اس کی حکومت و امارت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ امیر عبداللہ کی ماتحتی میں حکمرانی کرنے لگا۔ شہر قرمونہ کی قلعہ بندی کی۔ اس میں گھوڑوں کے اصطبل بنوائے۔ قرمونہ اور اشبیلیہ کے درمیان اس کی آمد و شد رہتی تھی۔ بعد میں ابراہیم ابن حجاج نے وفات پائی۔

حجاج ابن مسلمہ اس کی جگہ حجاج ابن مسلمہ متمکن ہوا مگر کچھ عرصہ بعد صرف اشبیلیہ کی حکومت حجاج ابن مسلمہ کے قبضہ اقتدار میں رہ گئی اور قرمونہ پر محمد بن ابراہیم بن حجاج حکمرانی کرنے لگا۔ ناصر نے اپنی جانب سے اسے سند حکومت عطا فرمائی پھر اس نے بدعہدی کی، ناصر نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں، ابن حفصون، حجاج بن مسلمہ کی کمک پر آیا شاہی فوج نے ان باغیوں کو شکست دی حجاج بن مسلمہ نے اپنے بیٹے کو اپنا شفیع بنا کر شاہی دربار میں بھیجا۔ سفارش مقبول نہیں ہوئی۔ تب ابن مسلمہ نے خفیہ طور سے اپنے ایک رفیق کو روانہ کیا، اس رفیق نے دار الامارت میں پہنچ کر ناصر سے سازش کی اور اپنے نام کی سند حکومت حاصل کر کے شاہی فوج لئے ہوئے اشبیلیہ آیا۔ ابن مسلمہ اپنے رفیق سے باتیں کرنے اور اسے لینے کو شہر سے باہر آیا۔ لشکریوں نے اس کے ساتھ بدعہدی کی، اور اسے اشبیلیہ سے بے دخل کر کے قرطبہ لے آئے۔ شاہی گورنر نے بلامزاحمت اشبیلیہ میں جا کر قیام کیا۔ ان بغاوتوں کا محرک امیر عبداللہ کا ایک قریبی رشتہ دار تھا اس تحریک فتنہ پردازی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے اس کے رفقاء نے دھوکہ دے کر مار ڈالا۔

محمد بن امیر عبداللہ کا انجام مطرف نے اپنے بھائی محمد کی شکایتوں سے اپنے باپ امیر عبداللہ کے کان بھرنا شروع کیا، سنتے سنتے امیر عبداللہ کے دل میں اپنے بیٹے محمد کی جانب سے غبار پیدا ہو گیا۔ غضب آلود نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ محمد کو جب اس امر کا احساس ہوا تو وہ بخوف جان ابن حفصون کے پاس بھاگ گیا۔ کچھ روز بعد امان حاصل کر کے پھر واپس آیا۔ مطرف نے پھر شکایتیں شروع کر دیں۔ حتیٰ کہ امیر عبداللہ نے محمد کو ایک محل سرا میں قید کر دیا۔ اتفاق سے انہی دنوں امیر عبداللہ کو کسی لڑائی میں جانا پڑا۔ چنانچہ مطرف کو اپنی جگہ مامور کر کے چلا گیا۔ مطرف کو اپنی دلی خواہش پوری کرنے کا موقع مل گیا، بیچارے محمد کو سخت سخت ایذائیں دے کر مار ڈالا۔ امیر عبداللہ کو اپنے بیٹے محمد کے مارے جانے کا دلی ملال ہوا۔ اس کے بیٹے عبدالرحمٰن کو شاہی محل میں داخل کر لیا اور خاص اہتمام سے اس کی پرورش کرنے لگا۔ اس وقت اس کی عمر صرف بیس دن کی تھی۔

مطرف بن امیر عبداللہ کا قتل اس کے بعد امیر عبداللہ نے اپنے بیٹے مطرف کو لشکر صائفہ کے ساتھ ۲۸۲ھ میں جہاد کے لئے روانہ کیا عبدالملک بن امیہ وزیر السلطنت بھی اس مہم میں مطرف کے ہمراہ تھا مطرف نے ایک روز موقع پا کر بحالت غفلت وزیر السلطنت کو عداوت سابقہ کی بنا پر مار ڈالا۔ امیر عبداللہ کو اس سے برہمی پیدا ہوئی۔ اسی وقت مطرف کو گرفتار کرا کے محمد اور وزیر السلطنت عبدالملک کے خون کے معاوضہ میں بہت بری طرح سے قتل کرا دیا۔ اور وزیر السلطنت

عبدالملک کی جگہ اس کے بیٹے امیہ بن عبدالملک کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔

امیہ بن عبدالملک کا خاتمہ

امیہ نے عہدۂ وزارت سے سرفراز ہو کر متکبرانہ روش اختیار کی اپنے ہم چشموں اور وزیروں سے ٹکر لینے لگا۔ ان لوگوں نے امیر عبداللہ سے اس کی شکایت کی کہ اس نے درپردہ ایک گروہ سے آپ کے بھائی ہشام بن محمد کی امارت کی بیعت لی ہے۔ اس بیان کی تائید میں چند شہادتیں بھی پیش کیں۔ جن پر قاضی نے اعتماد کر لیا .... چغلی کرنے والوں نے وزیر السلطنت کے بعض دشمنوں کو پیش کر کے یہ کہلا دیا کہ ہمارے روبرو ہشام کی بیعت، وزیر السلطنت نے لی ہے۔ اس سے رہی سہی کسر جاتی رہی۔ امیر عبداللہ نے اسی وقت امیہ کو گرفتار کرا کے قتل کر ڈالا یہ واقعہ ۲۸۴ھ کا ہے

امیر عبداللہ کی وفات

آخری تیسری صدی ماہ ربیع الاول میں امیر عبداللہ[1] نے اس دارفانی سے اپنی حکومت کے چھبیسویں سال رحلت کی اس کی جگہ اس کا پوتا عبدالرحمٰن بن محمد تخت حکومت پر متمکن ہوا یہ محمد وہی ہے جسے مطرف نے اپنے باپ امیر عبداللہ کے زمانہ غیر موجودگی میں قتل کر ڈالا تھا۔

باب ۳

خلفائے بنی امیہ

خلیفہ عبدالرحمٰن ناصر بن عبداللہ ۳۰۰ھ تا ۳۵۰ھ

تخت نشینی

عبدالرحمٰن ناصر کی تخت نشینی بھی عجائبات روزگار سے ہے یہ ایک نو عمر اور نوجوان شخص تھا اس کے اور اس کے باپ کے متعدد چچا موجود تھے۔ اس کے باوجود اس نے امارت حاصل کرنے کی کوشش کی اور کسی کے کان پر مخالفت کی جوں تک نہ رینگی۔ بلکہ سب نے اس کی حکومت کو اپنے لئے مبارک و محمود تصور کیا۔ اس وقت اندلس میں آئے دن کی بغاوتوں کی وجہ سے تہلکہ پڑا ہوا تھا عبدالرحمٰن

---

[1] امیر عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمٰن داخل کی عمر بوقت وفات بیالیس برس کی تھی گیارہ لڑکے چھوڑ کر مرا۔ اس کے زمانۂ حکومت میں بے حد بغاوتیں ہوئیں امراء بلاد نے خود مختاری و سرکشی شروع کر دی تمام سرزمین اندلس میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہو رہی تھی۔ خراج کی کمی، خرچ کی زیادتی سے خزانہ خالی ہو گیا تھا۔ یہی امور تھے جس سے اسلام اور مسلمانوں کو اس درجہ نقصان پہنچا کہ ڈوبنے کے بعد پھر نہ ابھر سکے۔ مترجم
ملخص از تاریخ ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۰۸ و نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۶۶۔

ناصر نے تخت حکومت پر متمکن ہوتے ہی تمام اختلافات کا خاتمہ کرا دیا۔ اور سارے مخالفین کو ٹھنڈا کر دیا۔ حتیٰ کہ ان باغیوں اور مخالفوں کو اپنی ناکامی کا یقین ہو گیا اور ان لوگوں نے مجبوراً اطاعت قبول کر لی۔

حکومت کا استحکام

بنی حفصون کا نام و نشان صفحہ ہستی سے اسی نے نیست و نابود کیا جو باغیوں کا سردار اور سرغنہ تھا۔ اہل طلیطلہ کو اسی نے اپنے علم حکومت کا مطیع بنایا حالانکہ اس سے پیشتر وہ لوگ بدعہدی اور مخالفت پر مدت دراز سے اڑے ہوئے تھے۔ اندلس اور اس کے تمام صوبجات کا نظام حکومت اسی کے زمانۂ حکومت کے پہلے بیس برس میں درست ہوا تقریباً پچاس سال اس نے حکمرانی کی۔ اسی کے زمانہ میں بنی امیہ کی حکومت کو ان اطراف میں استقلال حاصل ہوا۔

امیر المومنین کا لقب

یہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے کو "امیر المومنین" کے لقب سے ملقب کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مشرق میں قوائے خلافت کمزور ہو چکے تھے اور ترکی غلام، خلفاء عباسیہ پر غالب ہو گئے تھے۔ اسی زمانہ میں یہ خبر بھی گوش گذار ہوئی تھی کہ مونس مظفر نے اپنے آقائے نامدار خلیفہ مقتدر کو سنہ ۳۲۰ھ میں قتل کر ڈالا ہے۔ ان اسباب اور وجوہات سے عبدالرحمٰن ثالث نے خلیفہ کا لقب اختیار کیا۔ یہ بنفس نفیس لڑائیوں میں دشمنوں کے مقابلہ پر جاتا تھا۔ جہاد اور کفار کے ملک پر چڑھائی کرنے کا بے حد شوقین تھا۔ سنہ ۳۲۷ھ عام الخندق میں اسے کفار کے مقابلہ میں شکست ہوئی اس واقعہ سے اس کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ اب بنفسہٖ لڑائیوں پر نہ جاتا تھا بلکہ ہر سال فوجیں جہاد کی غرض سے روانہ کرتا تھا۔

فرانس کی پامالی

چنانچہ عساکر اسلامیہ نے ملک فرانس کو اس قدر پامال کیا تھا کہ اس سے پیشتر اس طرح کبھی اسے تاخت و تاراج نہیں کیا گیا تھا۔ سرحدی عیسائی امرا اور حکمرانوں کو اپنے زوال حکومت کا یقین ہو گیا تھا۔ اظہار محبت اور مراسم اتحاد قائم کرنے کے لئے ان کے وفد (ڈیپوٹیشن) تحائف و نذرانے لے کر اس کے دربار میں حاضر ہوتے تھے۔ اسے خوش کرنے کے لئے روم اور قسطنطنیہ کے سلاطین بڑے بڑے تحائف بھیجتے تھے۔ ملوک جلالقہ و گان کے شہزادے دور و دراز مسافت طے کر کے اس کی دست بوسی کے لئے آتے تھے اور اس میں اپنی وہ عزت افزائی سمجھتے تھے۔ سرحدی بلاد کے شہروں میں سے سبتہ کو اس نے سنہ ۳۱۹ھ میں اہل سبتہ سے چھین لیا۔ بنو ادریس اور ملوک زناتہ بربر نے اس کی اطاعت قبول کی اور ان میں سے بہت سے اس کے دربار خلافت میں چلے آئے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

وزارت عظمیٰ

عبدالرحمٰن ناصر کے رعب و داب کا سکہ شروع شروع یوں بیٹھا تھا کہ اس نے رعایا کے بہت سے ٹیکسوں میں کمی کر دی تھی۔ موسیٰ بن محمد بن یحییٰ کو حجابت کا عہدہ عنایت کیا تھا قلمدان وزارت عبدالملک بن جہور بن عبدالملک بن جوہر اور احمد بن عبدالملک بن سعد کو مرحمت فرمایا تھا اس نے ایک قیمتی نذرانہ دربار شاہی میں پیش کیا تھا جس میں متعدد اقسام چیزیں تھیں۔

نذرانہ

ابن حبان نے اس نذرانہ کو ذکر کیا ہے اس نذرانہ سے دولت امیہ کی دولتمندی اور امارت کا کافی ثبوت ملتا ہے۔

(وہو ہذا:)

سونا خالص عمدہ پانچ لاکھ مثقال[1] (اٹھاون من ۲۴ سیر) چاندی خالص چار سو رطل[2] (چار من ۵ سیر) چاندی کے سکہ رائج دو سو توڑے[3] (دو لاکھ چالیس ہزار) عود ہندی جو مجالس میں شمع کی طرح جلائی جاتی تھی۔ بارہ رطل (ساڑھے چودہ سیر) عود[4] غرقی کے ٹکڑے ایک سو اسی رطل (تقریباً دو من) برادہ عود ایک سو رطل (تقریباً ایک من ۶ سیر) مشک[5] خالص اپنے جنس میں نہایت اعلیٰ درجہ کا ایک سو اوقیہ (تقریباً چھ سیر) عنبر اشب اصلی بلا آمیزش جیسا کہ پیدا ہوتا ہے۔ پانچ سو اوقیہ (تقریباً تیس سیر) اس کے علاوہ عنبر کا ایک ٹکڑا عجیبۃ الشکل تھا جس کا وزن سو اوقیہ (چھ سیر) کافور عمدہ تیز خوشبو کا تین سو اوقیہ (۱۸ سیر) از قسم لباس تیس ریشمی تھان مختلف رنگ و بناوٹ کے جن پر سونے کا کام بنا ہوا تھا جو خلفاء کے لباس کے لائق تھا، دس پوستین فنک[6] خراسانیہ کی قیمتی نفیس کھالوں کی، چھ پردے عراقی، اڑتالیس بغدادی جھولیں ریشمی طلائی آرائش و زینت کے لئے گھوڑوں پر ڈالنے کے لئے، انیس بڑی جھولیں اونٹوں کے لئے، دس قناطیر سمور[7] جس میں سو کھالیں تھیں، بٹا ہوا ریشم چار ہزار رطل (سوا اکتالیس من) ریشم صاف کے لچھے جیسے بٹ سکتے تھے ایک ہزار رطل (دس من سوا چھ سیر) فرش ریشمی تیس عدد مختلف اقسام کے قیمتی و نفیس فروش ایک ہزار، جانماز مختلف اقسام کی ایک سو عدد، جانمازیں ریشم کی پندرہ عدد جو چیزیں سواری کے وقت آرائش کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ سلطانیہ ڈھالیں ایک لاکھ عمدہ اور نفیس تیروں کے پھل، ایک لاکھ شاہی[8] سواری کے لئے عربی اصیل گھوڑے پندرہ راس، خچر سواری کے باساز و براق بیس راس اس کے علاوہ بہت سے خچر جن کی زینیں جعفری ریشم کی تھیں ایک سو راس گھوڑے وہ تھے جن سے لڑائیوں اور معرکوں میں کام لیا جا سکتا تھا خدام کئی قسم کے چالیس سلیقہ شعار خادم، بیس خادمائیں لباس و زیورات کے ساتھ دوسری قسم کی اشیاء جو تعمیرات میں کار آمد تھیں، عمدہ و نفیس پتھر کے ستون جن کی تیاری میں ایک سال میں اسی ہزار دینار[9] (سات لاکھ بیس ہزار روپیہ) خرچ ہوئے تھے بیس ہزار، کمان بنانے

---

[1] مثقال ساڑھے چار ماشہ رائج الوقت کے برابر ہوتا ہے مترجم

[2] رطل تقریباً ۳۲ تولہ کا ہوتا ہے۔ مترجم

[3] ایک توڑا بارہ سو کا ہوتا ہے۔ مترجم

[4] ابن فرضی نے بحوالہ اس خط کے جسے وزیر السلطنت نے اس تحفہ کے ساتھ روانہ کیا تھا تحریر کیا ہے کہ عود غرقی جو نہایت قیمتی تھا چار سو رطل بھیجا تھا جس میں سے ایک ٹکڑا ایک سو اسی رطل کا تھا دیکھو المقاری جلد اول صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ لیدن

[5] ابن فرضی بسند اس خط کے جو اس تحفہ کے ساتھ بھیجا گیا تھا تحریر کرتا ہے کہ مشک خالص نفیس دو سو بارہ اوقیہ تھا دیکھو المقاری جلد اول صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ لیدن

[6] فنک بہ تحریک و فتح نون ایک جانور کا نام ہے جس کی کھال کی پوستین بنائی جاتی اور یہ جانور خراسان میں زیادہ بکثرت ہوتا ہے (اقرب الموارد جلد ۲ صفحہ ۹۴۶ مطبوعہ بیروت)

[7] سمور ایک بری جانور کا نام ہے جو بلی سے مشابہت رکھتا ہے اس کی کھال کی پوستین بنائی جاتی ہے۔ اقرب جلد ا صفحہ ۵۳۹

[8] ابن الفرضی لکھتا ہے کہ ایک سو راس گھوڑے بھیجے گئے جن میں سے پندرہ راس گھوڑے خاص ناصر کی سواری کے لئے عربی النسل اصیل تھے اور پانچ راس باساز و براق شاہی جلوس کے لئے جن کی زین اور اس کی بیٹھک عراقی و ریشمی کپڑے کی بنی ہوئی تھی باقی اسی راس گھوڑے وہ اظہار تزک و احتشام کے لئے تھے نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۳۱ مطبوعہ لیدن

[9] دینار سونے کا سکہ ہے ۴۰ ماشہ کا ہوتا تھا جس کی قیمت تقریباً نو روپیہ ہوگی۔ مترجم

کی لکڑیاں جو نہایت سخت اور پرانی تھیں جن کی قیمت پچاس ہزار دینار (چار لاکھ پچاس ہزار روپیہ تھی۔ اس ہدیہ کے بھیجنے میں پینتالیس ہزار دینار (چار لاکھ پانچ ہزار روپیہ) صرف ہوئے تھے۔ ماہ جمادی الاولی ۳۲۷ھ کی آٹھویں تاریخ کو یہ ہدیہ خلیفہ ناصر کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔ خلیفہ ناصر نے وزیر السلطنت کا شکریہ ادا کیا اور اس کی قدر افزائی فرمائی۔

قاضی بن محمد اور محمد بن عبد الجبار کا قتل

محمد بن عبد الجبار بن امیر محمد اور عبد الجبار نے جو کہ خلیفہ ناصر کے باپ کا چچا تھا دربار خلافت میں اپنے بھائی قاضی بن محمد کی یہ شکایت کی کہ قاضی بن محمد خلافت مآب کی مخالفت پر کمربستہ و آمادہ ہے اور اپنی خلافت و امارت کی بیعت لینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ قاضی نے بھی محمد بن عبد الجبار کی اسی قسم کی شکایت خلافت مآب کی خدمت میں جڑ دی۔ خلیفہ ناصر نے دونوں کی شکایتوں کی خفیہ طور پر تفتیش شروع کی' اصل واقعہ کا پتہ چل گیا اور اس کے نزدیک دونوں کی مخالفت اور بغاوت کی قلعی کھل گئی اس نے ان دونوں کو ۳۰۸ھ میں قتل کر ڈالا۔

بنی اسحاق مروان

اسحاق بن محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن ولید بن ابراہیم بن عبد الملک بن مروان کا دادا (اسحاق بن ابراہیم) زمانہ حکومت بنی امیہ میں اس ملک میں آیا تھا اور اس زمانہ سے برابر عزت و احترام کے ساتھ رہا۔ حتیٰ کہ حکومت و ریاست اسحاق کے خاندان میں ٹھہر گئی۔ جن دنوں سرزمین اندلس میں آتش فتنہ و فساد مشتعل ہو رہی تھی اس نے ابن حجاج کے پاس اشبیلیہ میں جا کر قیام کیا، پھر جب ابن حجاج مر گیا اور ابن مسلمہ اس کی جگہ حکمران ہوا تو ابن مسلمہ نے اسے متہم اور ملزم قرار دے کر گرفتار کر لیا۔ اس گرفتاری و مصیبت میں اس کا بیٹا اور اس کا داماد یحییٰ بن ہشام بن خالد بن ابان بن خالد بن عبد اللہ بن عبد الملک بن حرث بن مروان بھی شریک تھا۔ ابن مسلمہ نے ان دونوں کو تو مار ڈالا۔ باقی رہا اسحاق اور اس کا ایک دوسرا بیٹا احمد ثانی یہ دونوں باپ اور بیٹے ابن حفصون کے سفیر کی سفارش کی وجہ سے بچ گئے۔ اس کے بعد خلیفہ ناصر نے اشبیلیہ کو ابن مسلمہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس وقت اسحاق دارالخلافت قرطبہ میں آ رہا، خلیفہ ناصر نے اسے عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا اور اس کے بیٹے احمد اور احمد کے بیٹوں محمد و عبد اللہ کو بھی اس جلیل القدر عہدہ سے محروم نہ رکھا۔ ان لوگوں نے بڑے بڑے نمایاں کام کئے ذمہ داری اور مہتم بالشان امور کو انجام دیا۔ فتوحات کے دائرہ کو وسیع کیا۔ جس سے یہ لوگ حکومت و سلطنت کے دایاں بازو شمار کئے جانے لگے، یہاں تک کہ ان لوگوں کا باپ اسحاق راہی ملک عدم ہو گیا۔

بنی اسحاق کی جلاوطنی

چنانچہ یہ لوگ اس کی جگہ اسی رتبہ و منزلت پر متمکن ہوئے۔ بعدہٗ اس خاندان کے بڑے اور بزرگ شخص عبد اللہ کا انتقال ہوا۔ خلیفہ ناصر کی خدمت میں یہی اپنے خاندان میں پیش پیش تھا خلیفہ ناصر نے اس کے پس ماندگان خاندان کو رتبۂ وزارت سے ممتاز کیا۔ چند دن بعد ناصر نے بغاوت کا الزام ان کے سر تھوپا۔ لوگوں کی بن آئی، چغلی اور شکایتیں کرنے لگے۔ اس سے ناصر کے دل میں بھی غبار آ گیا۔ ان لوگوں کو ناصر نے قرطبہ سے نکال کر ادھر ادھر جلاوطن کر دیا چنانچہ ان میں سے امیہ نے شنترین میں جا کر قیام کیا اور ۳۲۵ھ میں خلیفہ ناصر کی اطاعت سے منحرف ہو کر باغی ہو گیا۔ خلیفہ ناصر کو اس کی خبر لگی تو اس نے فوجیں آراستہ کر کے امیہ پر

چڑھائی کردی، امیہ اس کی آمد سے مطلع ہو کر دارالحرب میں چلا گیا اور ذمیر بادشاہ جلالقہ کے پاس جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ تھوڑے دن بعد ذمیر نے اس سے کج ادائی شروع کی، اسے یہ امر ناگوار گذرا بلا کسی عہد و پیمان کے خلیفہ ناصر کے پاس چلا آیا۔ خلیفہ ناصر نے اس کی تقصیر معاف کردی اور اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ یہاں تک کہ اس نے وفات پائی۔

احمد بن اسحاق کا قتل

احمد پر یہ گذری کہ جس زمانہ میں اس کے خاندان پر ادبار آیا اسی زمانہ میں خلیفہ ناصر نے اسے سرقسطہ کی حکومت سے معزول کر دیا۔ نوبت بحال ہونے کی نہ آئی روز بروز شاہی عتاب اس پر بڑھتا گیا، لگانے بجھانے والے لگاتے بجھاتے رہے، بالآخر شاہی حکم سے مارڈالا گیا، باقی رہا محمد یہ خلیفہ ناصر ہی کی خدمت میں رہا، یہاں تک کہ جب خلیفہ ناصر کے موکب ہمایوں نے سرقسطہ کی جانب کوچ کیا، لوگوں نے اس کی بھی شکایت جڑ دی۔ محمد بخوف جان بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی زمانہ فراری میں اہلِ سرقسطہ کے چند لوگوں سے ملاقات ہوگئی ان لوگوں نے اسے مار ڈالا۔

خلیفہ ناصر اور ابن حفصون

خلیفہ ناصر کے عہد خلافت میں سب سے پہلے جو قلعہ فتح ہوا وہ ایج تھا اس کے سر کرنے پر بدر (خلیفہ ناصر کا خادم) اور خلیفہ ناصر کا حاجب مامور کیا گیا تھا ان دونوں نے جان پر کھیل کر اس قلعہ کو ابن حفصون کے قبضہ سے ۳۰۰ھ میں نکال لیا۔ اس کے بعد خلیفہ ناصر نے بنفس نفیس جہاد کی غرض سے کوچ کیا۔ ابن حفصون کے تیس قلعوں سے زیادہ بزور تیغ فتح کئے۔ انہی میں قلعہ ہبیرہ بھی تھا۔ ابن حفصون کے بلاد مقبوضہ ناصر کے موکب ہمایوں کے جولانگاہ بنے ہوئے تھے۔ آئے دن کی لڑائی اور محاصرہ سے ابن حفصون کا ناک میں دم آگیا تھا۔ حتیٰ کہ سعید بن مزیل نے اسے قلعہ منتلون و قلعہ سمنان سے بھی سمجھا بجھا کر بے دخل کر دیا، پھر ۳۰۱ھ میں ناصر نے اشبیلیہ کو احمد بن مسلمہ کے قبضہ سے نکال لیا، جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ پھر ۳۰۴ھ میں فوجیں آراستہ کر کے ابن حفصون کے قلعوں کی طرف بڑھا، سر کرتا ہوا جزیرۂ خضراء تک پہنچا۔ ساحلی مقامات پر قبضہ کر لیا۔ جنگی کشتیوں کے بیڑوں پر قابض ہو گیا اور ان میں جس چیز کی کمی تھی اسے پورا کیا۔ ابن حفصون نے برائے نام مزاحمت کی۔ ناصر نے ڈانٹ بتلائی۔ ابن حفصون نے یحییٰ بن اسحاق مروانی کی زبانی مصالحت کا پیام دیا ناصر نے منظور کر کے صلح نامہ پر دستخط کر دیئے۔

بدر کی فتوحات

ان واقعات کے بعد اسحاق بن محمد قرشی نے باغیان مرسیہ اور بلنسیہ پر فوج کشی کی، نہایت سختی سے ان کے اطراف و جوانب کو تاراج کر کے اربولہ کو فتح کر لیا۔ اسی زمانہ میں بدر (ناصر کے آزاد غلام) نے شہر لبلہ پر چڑھائی کی، عثمان بن نصر باغی کو گرفتار کر کے قرطبہ کی طرف بھیج دیا۔ اس کے بعد ۳۰۵ھ میں اسحاق، شہر قرمونہ پر جنگ کے لئے پہنچا اور اسے حبیب بن سوارہ کے قبضہ سے نکال لیا، حبیب بن سوارہ نے بھی بغاوت کی تھی اور اس شہر کو اپنا ٹھکانہ بنا رکھا تھا۔ اس کے بعد قلعہ سمرنہ کو ۳۰۶ھ میں اور ۳۰۹ھ میں قلعہ طرسوس کو سر کیا، اسی زمانہ میں احمد بن اضحیٰ ہمدانی باغی قلعہ جامہ نے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی، اور آئندہ اطاعت کی ضمانت و طمانیت کی غرض سے اپنے بیٹے کو شاہی عمال کے حوالہ کر دیا۔

ابن حفصون کی سرکشی و اطاعت

۳۱۴ھ میں ابن حفصون نے پھر علم بغاوت بلند کیا، شاہی افواج

مقیم مجمرہ نے اس کی سرکوبی پر کمر باندھی، نہایت مستعدی سے اس کا محاصرہ کر لیا۔ ابن حفصون اپنے کیے پر پشیمان ہو کر حفص کو امان حاصل کرنے کی غرض سے ناصر کے دربار میں بھیجا۔ ناصر نے اسے امان دی۔ ابن حفصون قلعہ کو حوالہ کر کے قرطبہ چلا آیا اور ناصر نے بشتر پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

مطرف بن منذف کی بغاوت

اس واقعہ کے بعد ۳۲۵ھ میں امیہ بن اسحاق نے شترین میں بغاوت کی، اس کی بغاوت کی کیفیت اوپر بیان ہو چکی ہے۔ محمد بن ہشام تجیبی نے سرقسطہ اور مطرف بن منذف تجیبی نے قلعہ ایوب میں بغاوت کا مادہ پھیلایا۔ خلیفہ ناصر نے اس سے مطلع ہو کر بذاتہ ان لوگوں کی گوشمالی کے لئے کوچ کیا۔ سب سے پہلے قلعہ ایوب پر چڑھائی کی اور پہلے ہی حملہ میں مطرف کو قید حیات سے سبک دوش کر دیا۔ اس کے ساتھ یونس بن عبدالعزیز بھی مارا گیا۔ اس کا بھائی ایک قصبہ میں جا کر پناہ گزین ہوا جب نجات کی صورت نظر نہ آئی تو خلیفہ ناصر سے امان کی درخواست کی، معافی کا خواستگار ہوا۔ خلیفہ ناصر نے اس کی تقصیر معاف کر دی۔ اس واقعہ میں مطرف کے ہمراہ جس قدر البتہ کے عیسائی تھے وہ بھی تہ تیغ کیے گئے۔ اسی سلسلہ میں سوبہ البتہ کے تیس قلعے جو انھی عیسائیوں کے قبضے میں داخل تھے فتح کر لئے گئے۔

ملکہ طوطہ کی بدعہدی

اس اثناء میں طوطہ (طوطا) ملکہ بشکنس کی بدعہدی کی خبر لگی، خلیفہ ناصر نے اس سے جنگ کرنے کو نبلونہ پر فوج کشی کی، اور اس کی سرزمین کو تاراج اور اپنی غارت گری اور قتل سے وہاں کے رہنے والوں کو پامال کر کے واپس آیا۔

محمد بن ہاشم کی گرفتاری و رہائی

اس کے بعد ۳۲۷ھ میں جلیقہ پر جہاد کرنے کی غرض سے جنگ خندق میں شریک ہوا۔ اس جنگ میں خلیفہ ناصر کو شکست ہوئی، مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا، محمد بن ہاشم تجیبی کفار کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا۔ خلیفہ ناصر نے اس کی رہائی میں بڑی جدوجہد کی، دو برس تین ماہ بعد قید فرنگ سے اس نے نجات پائی۔ اس غیر متوقع حادثہ سے ناصر نے بذاتہ جہاد میں شرکت ترک کر دی۔ لیکن فوجیں اور لشکر بھیجتا رہا۔

باغیان ماردہ کا انجام

۳۳۳ھ میں ایک باغی نے اطراف ماردہ میں علم بغاوت بلند کیا، شاہی لشکر اس کی گوشمالی پر مائل ہوا اور اس باغی کو اس کے ہمراہیوں کے ساتھ گرفتار کر لایا، قرطبہ پہنچتے ہی تمام باغیان ماردہ مثلہ کر کے قتل کر ڈالے گئے۔

امارت طلیطلہ

ابن حبان تحریر کرتا ہے کہ ویرنیقوش جبار نے جو کہ رومہ کا سپہ سالار تھا طلیطلہ کو آباد کیا تھا اور اسے رومہ کا مستقر حکومت بنانا چاہتا تھا۔ چند روز بعد کدانیہ میں سے برباط نے یہاں پر بغاوت کی اور اس پر قابض ہو گیا۔ سپہ سالاران رومہ اس کے محاصرہ اور جنگ کے لئے برابر آتے رہے، مگر کسی کو کامیابی نہ ہوئی اس اثنا میں برباط کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے برباط پر حملہ کر دیا اور پہلے ہی حملہ میں قتل کر کے اس مقام پر قبضہ کر لیا۔ زیادہ زمانہ نہ گذرنے پایا تھا کہ یہ بھی مار ڈالا گیا۔ اس کے مارے جانے سے اس کی عنان حکومت پھر رومہ کے سپہ سالار کے قبضۂ اقتدار میں چلی گئی

اس کے بعد یہاں کے رہنے والوں نے بغاوت کی اور اپنے میں سے ایک شخص انیش نامی کو اپنا امیر بنایا۔ لیکن یہ بھی مارڈالا گیا اور اس کی حکومت پر پھر رومہ کے سپہ سالار قابض ہوگئے، سب سے پہلے جس نے اس کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی وہ شنتیلہ تھا، رفتہ رفتہ اہل اندلس بھی اس کے مطیع ہوگئے اس وقت اس نے ملوک رومہ سے قطع تعلق کرلیا، ان پر فوج کشی کی، رومہ کا محاصرہ کیا اور رومہ کے بہت سے شہروں کو فتح کرکے طلیطلہ کی جانب واپس ہوا بشکنس نے اس سے بغاوت کی، اس نے اپنے زور تیغ سے بشکنس کو بھی دبالیا اور نہایت بے رحمی سے انھیں تہ تیغ کیا وہ لوگ بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپے۔ اس کے بعد شنتیلہ اپنی حکومت کے نو سال بعد مرگیا۔ اس کی جگہ قوط (گاتھ) بر لبیلہ چھ سال تک حکمرانی کرتا رہا اس نے کوئی نمایاں کام نہیں کیا۔

اہل طلیطلہ کی بغاوتیں اس کے بعد انھی میں سے خندس نامی ایک شخص حکمراں ہوا اس نے افریقہ پر فوج کشی کی تھی۔ خندس کے بعد قنتبان تخت حکومت پر متمکن ہوا اس نے متعدد گرجا تعمیر کرائے۔ اسے نبی کریم صلعم کے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی تھی۔ بلبیسان جو کہ قوم قوط کا ایک معزز و محترم فرد تھا اس سے کہتا تھا کہ میں نے مطربوس عالم کی کتاب میں بروایت دانیال نبی یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ پیروان نبی (جس کے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی ہے) اندلس پر ایک روز قابض ہوجائیں گے۔ تھوڑے دن حکومت کرکے یہ بھی دنیا سے کوچ کرگیا، تب اس کی جگہ اس کا بیٹا [ل] ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سولہ سال تک حکمراں رہا یہ نہات بد خلق اور ظالم تھا اس کے بعد لزریق تخت نشین ہوا غرض اس زمانہ سے طلیطلہ برابر فتنہ و فساد اور طرف داری کا مرکز بنا رہا۔ عبدالرحمٰن داخل بھی اس کے پیچھے سات سال تک حیران و پریشان رہا۔ ہشام حکم اور عبدالرحمٰن اوسط کے عہد حکومت میں بھی یہاں بغاوت پھوٹی۔

خلیفہ ناصر کی طلیطلہ پر فوج کشی حتیٰ کہ خلیفہ ناصر کا دور حکومت آیا اس نے اسے بزور و جبر اپنے علم حکومت کا مطیع بنا لیا، فتح ماردہ، بطلیوس اور شنترین کے بعد ناصر نے اس پر فوج کشی کی، اس کا محاصرہ کرلیا، باغیان حکومت چاروں طرف سے اس کی حمایت کے لئے آئے، خلیفہ ناصر نے ان لوگوں کی معقول طور سے مدافعت کی اور ان پر غالب آیا۔ امیر ثعلبہ بن محمد بن عبدالوارث والی طلیطلہ مجبور ہوکر مصالحت کی گفتگو اور امان کی درخواست دینے کے لئے دربار ناصر میں حاضر ہوا، خلیفہ ناصر نے امان دی اور تقصیروں کو عفو فرما کر مظفر و منصور صوبہ طلیطلہ میں داخل ہوا اور ایک سرے سے اسے چھان ڈالا حتیٰ کہ کوئی چپہ زمین ایسا باقی نہ رہا کہ جس جگہ کو اس نے اپنے گھوڑے کے سموں سے نہ روندا ہو۔ اس وقت سے اہل طلیطلہ علم حکومت کے مطیع ہوئے اور بعد کو بھی مطیع رہے۔

خلیفہ ناصر اور سرحدی امرا اندلس کی اندرونی بغاوتوں اور اس کے امراء کی خودسریوں کو دور کرنے کے بعد ناصر کو سرحد بربر بلاد مغرب کے سر کرنے کا خیال پیدا ہوا، اس نے لشکر کو

[ل] اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ خالی ہے۔ مترجم

جو کہ ملک سبتہ میں بنی عصام کے زیر حکومت تھا فتح کر لیا۔ بربر کے سرحدی امراء نے اسے قبضہ کی غرض سے طلبی کے خطوط لکھے۔ اتفاق سے ابراہیم بن محمد امیر بن ادریس کو اس کی اطلاع ہو گئی چنانچہ ابراہیم نے خلیفہ ناصر کے آنے سے پیشتر بڑھ کر سبتہ پر محاصرہ کیا۔ اس کے بعد اس سے اور ناصر سے قبضہ سبتہ کے معاملہ میں خط و کتابت شروع ہوئی۔ ابراہیم نے سبتہ میں ناصر کی حکومت تسلیم کی اور ناصر نے اپنی طرف سے اسے سبتہ کی سند حکومت عطا کی۔ اس کے دیکھا دیکھی ارارسہ سے ادریس بن ابراہیم والی ارشکول نے بھی نذرانے و تحائف بھیج کر خلیفہ ناصر سے سند حکومت حاصل کر لی' محمد بن خزر امیر مغراوہ اور موسیٰ بن ابی العافیہ امیر کناسہ نے بھی ادریس بن ابراہیم کی پیروی کی۔

ان دنوں مغرب کی زمام حکومت امیر کمناسہ کے قبضہ میں تھی المغرب الاوسط کے بلاد تنس' وہران سرشال اور بطحاء بھی اسی کے زیر حکومت تھے ان لوگوں نے بھی نذرانے اور تحائف خلیفہ ناصر کے دربار میں بھیجے خلیفہ ناصر نے اسے قبول کیا۔ ان لوگوں کو جائزے اور معقول صلے مرحمت کئے' ان کی حکومتوں کی بنیاد کو مستحکم اور مضبوط کیا۔ اسی طرح ملوک ادراسہ کی ایک جماعت نے بھی خلیفہ ناصر کے دربار میں اسی قسم کا رسوخ پیدا کیا جن میں قاسم بن ابراہیم اور حسن بن عیسیٰ وغیرہ تھے۔ والی فاس نے بھی بہت بڑا تحفہ ایوان خلافت ناصر میں بھیجا تھا۔ ناصر نے اسے بھی اپنی جانب سے سند حکومت عطا کی۔ الغرض جس وقت المغرب الاقصیٰ میں خلیفہ ناصر کی حکومت کا یوں زور شور ہوا تو عبیداللہ المہدی نے ایک بڑی فوج کے ساتھ اپنے نامور سپہ سالار ابن بصل گورنر تاہرت کو ۳۲۱ھ میں ملک مغرب سر کرنے کے لئے بھیجا موسیٰ بن ابی العافیہ نے ناصر کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کی درخواست کی۔ ناصر نے قاسم بن طملس کو افواج شاہی کا افسر بنا کر موسیٰ کی کمک پر متعین کیا اور جنگی کشتیوں کا بیڑا بھی اس کے ہمراہ روانہ فرمایا قاسم کوچ و قیام کرتا ہوا سبتہ پہنچا' یہاں پر یہ خبر سننے میں آئی کہ موسیٰ بن ابی العافیہ نے غنیم کی فوج کو شکست دیدی ہے۔ اس وجہ سے قاسم آگے نہ بڑھا' قرطبہ کی جانب لوٹ کھڑا ہوا جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے۔

احمد بن عبدہ اور اردون کی جنگ

اوائل چوتھی صدی ہجری میں قوم جلالقہ پر اردون بن رذمیر بن برمند بن قربولہ بن اوفولس بن بیطر حکمراں ہوا' اس نے ۳۰۲ھ میں بلاد اندلوسیہ کے سرحد جونی کی طرف ابتدائے زمانہ حکومت خلیفہ ناصر میں پیش قدمی کی۔ اطراف ماردہ میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا قلعہ حنش پر قابض ہو گیا' خلیفہ ناصر نے اپنے وزیر السلطنت احمد بن عبدہ کو افواج اسلامیہ کا افسر بنا کر اردون کے بلاد مقبوضہ کی طرف معاوضہ لینے کی غرض سے روانہ کیا۔ احمد نے نہایت دلیری و مردانگی سے اردون کے مقبوضات پر تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا۔ اس کے بعد دوبارہ ۳۰۵ھ میں اردون کے ملک پر پھر چڑھائی کی اس معرکہ میں چونکہ اس کا جام حیات لبریز ہو گیا تھا شہید ہو گیا۔ تب خلیفہ ناصر نے اپنے آزاد غلام بدر کو اردون کے مقبوضات پر جہاد کے لئے مامور کیا بدر ہوشیاری اور مردانگی سے اس مہم کو انجام دے کر واپس ہوا۔

خلیفہ ناصر اور اردون کی جنگ

اس کے بعد خلیفہ ناصر بذاتہ ۳۰۸ھ میں جلیقہ کے ملک پر جہاد کرنے کی غرض سے چڑھ گیا' اردون نے سانجہ بن غرسیہ بادشاہ بشکنس دوالی

بنبلونہ سے امداد طلب کی۔ چنانچہ یہ سب مجموعی قوت سے مقابلہ پر آئے مگر ناصر کی مردانگی اور جرأت کے آگے ایک کی بھی نہ پیش گئی۔ سب کے سب بہت برے طور سے شکست کھا کر بھاگے، خلیفہ ناصر نے جی کھول کر ان کے شہروں اور مقبوضات کو تاراج اور پامال کیا، ان کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا اور کئی قلعوں کو منہدم کرا دیا۔ اس کے بعد مقبوضات غرسیہ پر متواتر اور مسلسل جہاد کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اذفونش نے وفات پائی اس کا بیٹا فرویلہ تخت آرائے حکومت ہوا۔

اذفونش بن اردون ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ جس وقت فرویلہ بن اردون بن رذمیر بادشاہ جلالقہ ۳۱۳ھ میں حکمراں ہوا، اس کا بھائی اذفونش بھی دعوے دار سلطنت ہوا، اس کا بھائی شانجہ بھی اس جھگڑے میں شریک ہو گیا، غرسیہ کو موقع مل گیا۔ اس نے ان کے دارالحکومت پر قبضہ کر لیا اور اذفونش نے اپنے برادر زادہ کو مار کر نکال دیا۔[ل] ..... اور شانجہ کا داماد تھا۔ ان لوگوں میں باہم نفاق پیدا ہو جانے سے مجموعی قوت ختم ہو گئی۔ کچھ دن بعد پھر متفق الکلمہ ہوئے، شانجہ کو حکومت و سلطنت کے بارے سبکدوش کر کے شہر لیون سے نکال دیا۔ شانجہ نے اندرونی جلیقہ میں جا کر پناہ لی۔ اس کا بھائی رذمیر بن اردون اس کے مقبوضات پر جن کی سرحد غربی جلیقہ میں قلنبریہ تک تھی حکمراں ہوا، اس واقعہ کے بعد ہی شانجہ مر گیا اس نے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔ اب اذفونش مستقل طور پر حکمراں ہو گیا تھا۔ اس کی حکومت کا سکہ رعایا کے دلوں پر بیٹھ گیا تھا۔ فوجیں آراستہ کر کے اپنے بھائی رذمیر پر چڑھائی کر دی، شہر سینٹ باذکش پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد اذفونش پر اس کی قوم ترک رہبانیت کی (درویشی) کی وجہ سے نفرین کرنے لگی اذفونش نے مجبور ہو کر رہبانیت اختیار کر لی۔ اس کے بعد دوبارہ ترک رہبانیت کر کے شہر لیون پر قابض ہو گیا۔ ان دنوں اس کا بھائی رذمیر بسمورہ کی طرف جنگ کرنے گیا ہوا تھا، یہ خبر پا کر واپس آیا اور اذفونش پر لیون میں محاصرہ کیا۔ حتیٰ کہ بزور تیغ ۳۲۰ھ میں لیون کو فتح کر کے اذفونش کو جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد اسے اپنے باپ کی اولاد کی طرف سے مخالفت اور دعوے داری حکومت کا خطرہ پیدا ہوا۔ ایک جماعت کو گرفتار کر کے ان کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔

ملکہ لشکنس کی سرکشی و اطاعت غرسیہ بن شانجہ بادشاہ لشکنس کے مرنے پر اس کی بہن طوطہ تخت حکومت پر متمکن ہوئی۔ ۳۲۵ھ میں ملکہ طوطہ نے بدعہدی کی، خلیفہ ناصر نے یہ خبر پا کر اس پر فوج کشی کر دی اطراف بنبلونہ کو خوب خوب پامال کیا۔ اور کئی بار اس پر حملہ آور ہوا، انہیں غزوات کے اثناء میں محمد بن ہشام نے سرقسطہ میں علم بغاوت بلند کیا مگر محاصرہ و جنگ سے گھبرا کر سر اطاعت جھکا دیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ایسا ہی امیہ بن اسحاق نے مقام شنترین میں سر اٹھایا تھا۔

محمد بن ہشام کی سرکشی محمد بن ہشام کی بغاوت و سرکشی کا واقعہ یہ ہے کہ ۳۲۲ھ میں خلیفہ ناصر نے وخشمہ پر

ل اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

چڑھائی کی، محمد بن ہشام کو سرقسطہ سے اس مہم میں شریک ہونے کے لئے بلا بھیجا. محمد بن ہشام نے اس حکم کی تعمیل نہ کی، اس پر خلیفہ ناصر کو طیش آ گیا، لوٹ کر سرقسطہ کی طرف آیا اور محمد بن ہشام کے مقبوضہ قلعوں کو بزور تیغ فتح کر لیا، اس کے بھائی یحییٰ کو قلعہ روطہ سے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ببنلونہ کی جانب کوچ کیا ملکہ طوطہ بنت انیشر نے نذرانہ اطاعت پیش کر کے اسے اپنا حاکم بالادست تسلیم کر لیا۔ اور اپنے بیٹے غرسیہ بن شانجہ کو حکومت ببنلونہ پر مامور کیا۔

خلیفہ ناصر اور رذمیر کی جنگ

خلیفہ ناصر نے ملکہ طوطہ کے مقبوضات سے اعراض کر کے التبہ اور اس کے مضافات کی طرف قدم بڑھایا۔ چنانچہ اس سرزمین کو بھی خاطر خواہ پامال کیا، متعدد قلعوں کو مسمار اور منہدم کر دیا، بعد میں جلیقیہ نے پھر پیش قدمی شروع کی اس وقت رذمیر بن اردون اس پر حکمرانی کر رہا تھا۔ رذمیر نے اس پیش قدمی میں اپنے ساتھ دخشمہ کو شریک کر لیا تھا خلیفہ ناصر کو اس کی خبر لگ گئی۔ قلعہ برجمث پر پہنچ کر ان دونوں کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار رذمیر کو شکست ہوئی اور بہزار خرابی اپنی جان بچا کر بھاگا، خلیفہ ناصر نے اس قلعہ کو اور اس کے علاوہ اور بہت سے قلعوں کو ویران اور خراب کر ڈالا۔ رذمیر اور خلیفہ ناصر سے متعدد لڑائیاں ہوئیں ان لڑائیوں میں کامیابی کا سہرا خلیفہ ناصر ہی کے سر رہا ان پیہم کامیابیوں کے بعد خلیفہ ناصر بہ نفس نفیس جنگ خندق میں شریک ہوا۔ اور اس لڑائی کے بعد پھر اور کسی جنگ پر بذاتہ نہیں گیا لشکر ہمیشہ بھیجتا تھا اس کے رعب و داب کا سکہ عیسائی بادشاہوں کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا۔

قسطنطین بن الیون کی سفارت

۳۳۶ھ میں قسطنطین بن الیون بن متل بادشاہ قسطنطنیہ نے اظہار محبت و نیاز مندی کی غرض سے سفیر بھیجا اور اس کی معرفت نذرانے و تحائف روانہ کئے۔ خلیفہ ناصر نے دربار عام میں اس سفارت کے پیش کئے جانے کا حکم دیا۔ تمام افسران فوجی اور ملکی کے نام فرامین جاری کرا دیئے کہ دربار عام میں مناسب ساز و سامان اور آلات حرب سے مسلح ہو کر آئیں قصر خلافت شاہانہ شان و شوکت سے آراستہ کیا گیا۔ دروازوں اور محرابوں پر عمدہ عمدہ پردے لٹکائے گئے۔ وسط میں تخت خلافت بچھایا گیا، جس پر بہت سے آب دار ہیرے اور جواہرات جڑے ہوئے تھے. تخت شاہی کے اردگرد شاہزادے، خلافت مآب کے بھائی، اعمام (چچا)، رشتہ دار، وزراء اور خدام علی قدر مراتب و درجات کھڑے ہوئے بادشاہ قسطنطنیہ کے سفیر دربار میں داخل ہوئے تو دربار کی شان اور خلافت مآب کی جبروت سطوت سے حیرت زدہ ہو گئے مگر پھر ذرا سنبھلے اور شاہی تخت کے قریب جا کر اپنے بادشاہ قسطنطین کا پیام پہنچایا، خط پیش کیا۔ خلیفہ ناصر نے حاضرین جلسہ کو اشارہ کیا کہ اس جلسہ میں حسب موقع و مناسب خطبہ (اسپیچ) دیا جائے جس میں اسلام و خلافت اسلامیہ کی عظمت بیان کی جائے اور ملت اسلامیہ کے اعزاز دشمنان دین کی ذلت و خواری پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا جائے۔

منذر بن سعید بلوطی

چنانچہ حاضرین جلسہ جس میں بڑے بڑے نامی خطیب (اسپیکر) حاضر تھے. تعمیل حکم پر تیار ہوئے لیکن جلسہ کے رعب (یا سلطان کی سطوت) سے اپنے پورے مافی الضمیر

کو ادا نہ کر سکے۔ دو چار فقرے یا چند کلمے کہنے پائے تھے کہ زبان میں لکنت اور پاؤں میں لغزش پیدا ہو گئی لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑے۔ ساتھی لوگوں میں ابو علی القالی وافد عراق تھا جو کہ حکم ولیعہد کے حاشیہ نشینوں اور مصاحبوں میں سے تھا اس خدمت کے انجام دینے کو فخریہ کھڑا ہوا۔ جب تمام خطیبوں کو جو کہ مشہور اسپیکر اور پہلے سے اس خدمت کے انجام دینے کو آمادہ ہو رہے تھے اس حکم کی تعمیل میں ناکامی ہوئی تو منذر بن سعید بلوطی نامی ایک شخص جو پہلے سے اس خدمت کے لئے تیار بھی نہ ہوا تھا اور نہ اس نے اس سے پہلے ایسی شان و شوکت کی محفل دیکھی تھی اٹھا اور نہایت متانت و سنجیدگی سے حسب حال وموقع تقریر کی اور اس خدمت کو پورے طور سے انجام دیا۔ ختم تقریر پر فی البدیہہ چند اشعار بھی پڑھے جس سے حاضرین جلسہ اس کی ظاہری حالت سے بے حد متعجب ہوتے اور اسے اس خدمت کی بجا آوری کا فخر و مباہات حاصل ہوا۔ خلیفہ ناصر نے اس کی برجستہ تقریر اور فصاحت و بلاغت پر متحیر اور خوش ہو کر قاضی القضاۃ کا معزز عہدہ عطا فرمایا۔ اس واقعہ سے منذر عزت اور سربرآوردگی میں مشہور ہوا۔ اس کے حالات مشہور ہیں اور اس کا خطبہ بھی جو اس جلسہ میں اس نے دیا تھا ابن حبان کی تصانیف میں مذکور ہے۔

خلیفہ ناصر کی جوابی سفارت

ان سفیروں کی واپسی خلیفہ ناصر نے بھی ہشام بن کلیب جاثلیق کو مراسم اتحاد مضبوط اور رشتہ مستحکم کرنے کی غرض سے کچھ نذرانے اور تحائف دے کر قسطنطنیہ بھیجا دو برس بعد ہشام قسطنطنیہ سے اندلس واپس آیا، بادشاہ قسطنطنیہ نے پھر اس کے ساتھ اپنے سفیر بھیجے۔ اس کے بعد ہو تو بادشاہ صقالبہ، بادشاہ جرمن، انوو بادشاہ فرانس جو کہ سبرت کے اس طرف تھا اور کلدہ بادشاہ فرانس اقصائے مشرق کے ایلچی آئے، خلیفہ ناصر نے ان لوگوں سے بھی ملاقات کی اور بادشاہ صقالبہ کے سفیروں کے ساتھ ربیع اسقف کو روانہ کیا دو برس بعد وہ واپس آیا۔

خلیفہ ناصر کی اردون سے مصالحت

۳۴۴ھ میں اردون بن رذمیر کا سفیر آیا۔ یہ رذمیر وہی ہے جس نے اپنے بھائی ارفونش کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دی تھیں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اردون کا سفیر مصالحت اور مراسم اتحاد قائم کرنے کا پیام لایا تھا۔ خلیفہ ناصر نے مصالحت کر لی اور دوستانہ مراسم قائم رکھنے کا عہد نامہ لکھ دیا۔ پھر ۳۴۵ھ میں اردون نے اس صلح نامہ میں فرولند بن عبد شلب سردار قشتیلیہ کو داخل کرنے کی درخواست پیش کی، خلیفہ ناصر نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت فرما کر فرولند کو بھی عہد نامہ میں شامل کرنے کی اردون کو اجازت دی، غرسیہ بن شانجہ نے اپنے باپ شانجہ بن فرویلہ کے بعد جلیقہ پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ کچھ روز بعد اہل جلیقہ اس سے باغی و منحرف ہو گئے۔

خلیفہ ناصر اور فرولند

فرولند سردار قشتیلیہ مذکور کو موقع مل گیا اس نے جلیقہ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور اردون بن رذمیر کی جانب مائل ہو گیا۔ غرسیہ بن شانجہ ملکہ طوطہ بنت انغیر والیہ البشکنس کا پوتا تھا۔ اسے اپنے پوتے غرسیہ کی تباہی و بربادی سے رنج و ملال ہوا، سامان سفر درست کر کے وفد کے طور ۳۴۷ھ میں خلیفہ ناصر کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اپنی اور اپنے بیٹے شانجہ بن رذمیر کی مصالحت اور اپنے پوتے غرسیہ کی اعانت کی درخواست پیش کی۔ ملکہ طوطہ کے ساتھ شانجہ اور غرسیہ بھی آئے ہوئے

تھے۔ خلیفہ ناصر ان لوگوں سے بعزت واحترام پیش آیا، ان کی درخواست کے مطابق ملکہ طوطہ اور شاہجہ کے ساتھ مصالحت کرلی، صلح نامہ کی تکمیل کرادی، غرسیہ بادشاہ جلیقہ کے ہمراہ فوجیں روانہ کیں عساکر اسلامیہ نے غرسیہ کو جلیقہ کا دوبارہ بادشاہ بنایا۔ چنانچہ جلیقہ نے اردون کی اطاعت سے منحرف ہوجانے کا اعلان کردیا غرسیہ نے خلیفہ ناصر کی خدمت میں شکریہ کا خط روانہ کیا اور نیز قرب وجوار کے لوگوں کو خلیفہ ناصر کی امداد واعانت اور فرولند سردار قشتیلیہ کی بدعہدی اور چیرہ دستی سے مطلع کیا اس سے لوگوں کو فرولند کی طرف سے نفرت پیدا ہوگئی۔ اس زمانہ سے خلیفہ ناصر مرتے دم تک غرسیہ کی ہمدردی اور اعانت میں مصروف رہا۔

ملوک برشلونہ وطرکونہ کی مصالحت

جن دنوں کلدہ بادشاہ فرانس مشرقی کا سفیر آیا تھا اسی زمانہ میں بادشاہ برشلونہ اور طرکونہ کے سفیر بھی مصالحت واتحاد قائم کرنے کی غرض سے آئے ہوئے تھے خلیفہ ناصر نے ان کی درخواست کے مطابق ان لوگوں سے بھی مصالحت کرلی۔ اس کے بعد رومہ کا سفیر اظہار محبت اور رسم ودوستی جاری رکھنے کے لئے حاضر ہوا خلیفہ ناصر نے اس سے بھی مراسم واتحاد جاری رکھنے کا عہد کرلیا۔

عبداللہ بن خلیفہ ناصر کی سازش وقتل

خلیفہ ناصر نے اپنے بیٹے حکم کو اپنا ولیعہد بنایا تھا اور اپنے تمام لڑکوں پر اسے فضیلت دے رکھی تھی۔ کاروبار سلطنت میں بھی اسے دخیل کرلیا تھا۔ اکثر امور سیاست کا انتظام اس کے سپرد تھا اگرچہ حکم کا بھائی عبداللہ، عقل وفراست میں حکم سے کم نہ تھا۔ لیکن باپ کا منظور نظر نہ تھا، یہ امر عبداللہ کو پسند خاطر نہ تھا۔ موقع کا منتظر تھا بالآخر اس دلی رنجش نے باپ کی مخالفت کرنے پر اُبھار دیا۔ اس نے اُن اراکین حکومت کو بھی اس مخالفت میں شریک کرنا چاہا جن کے دل پہلے سے اس مرض میں مبتلا ہو چکے تھے ان لوگوں نے نہایت خوشی سے عبداللہ کی درخواست کو منظور وقبول کیا۔ انھی لوگوں میں سے یاسر فتی وغیرہ تھے۔ شدہ شدہ اس کی خبر خلیفہ ناصر تک پہنچی خلیفہ ناصر نے تفتیش شروع کی تھوڑی ہی کوشش سے اصلی واقعہ کا انکشاف ہوگیا۔ فوراً اپنے بیٹے عبداللہ اور یاسر فتی کو اُن تمام اراکین دولت کے ساتھ جو اس سازش وفتنہ پردازی میں شریک تھے گرفتار کرلیا اور ۳۳۹ھ میں ان سب اجل رسیدوں کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔

تعمیرات

جس وقت خلیفہ ناصر کی حکومت اور سلطنت اندرونی اور بیرونی خدشات وخطرات سے محفوظ ہوگئی اور معقول طور سے اس کی امارت وحکمرانی کو استقلال واستحکام حاصل ہوگیا۔ اس وقت خلیفہ ناصر نے تعمیرات کی طرف توجہ فرمائی۔ خلیفہ ناصر کے دادا امیر محمد اور اس کے باپ عبدالرحمٰن اوسط اور اس کے دادا حکم نے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے محل سرا، صرف کثیر سے نہایت اعلیٰ درجہ کے بنوائے تھے۔ ان میں سے قصر الزہرا بھوالکامل اور قصر منیف بھی تھے۔ جب عبدالرحمٰن ناصر کا دور حکومت آیا تو اس نے بھی قصر الزام کے پہلو میں محل سرا تعمیر کرایا اور اس کا نام "دار الروضہ" رکھا۔ پہاڑ سے اس شاہی محل میں نل کے ذریعہ پانی لایا۔ مختلف ملکوں اور سرزمینوں سے بڑے بڑے مہندسوں اور انجینیروں کو طلب کیا۔ چنانچہ وہ لوگ دور دور دراز ملکوں سے قرطبہ میں آئے۔ حتیٰ کہ بغداد اور قسطنطنیہ کے مشہور مشہور کاریگرون

نے زحمت سفر گوارا کر کے قرطبہ میں آکر قیام اختیار کیا محل سراؤں کی تعمیر کے بعد حمام کی تعمیر کی جانب متوجہ ہوا۔ محل سراؤں کے باہر مینار نا عمدہ حمام تعمیر کرایا اور پہاڑ کی بلند چوٹی سے پانی لایا۔ حالانکہ دونوں کے درمیان فاصلہ کافی سے زیادہ تھا۔ اس کے بعد مدینۃ الزہرا کا بنیادی پتھر رکھا اور اس کی تکمیل تعمیر کے بعد اسے اپنا دارالحکومت اور مرکز سلطنت قرار دیا اس شہر میں بھی بڑی بڑی عمارتیں، عمدہ عمدہ محل سرائیں اور باغات جو اس سے قبل کی تعمیرات سے اعلیٰ درجہ کے تھے تعمیر کرائے ان باغات میں جانوروں کے رہنے کے لئے جال دار مکانات اور سائبان اس قدر وسیع بنوائے کہ ہر جانور اس کی فضا میں کود پھاند کر سکتا اور طبعی طور سے رہ سکتا تھا۔ اسی شہر میں "دار الصناعۃ" آلات حرب اور زیورات کے بنانے کا بھی بڑا کارخانہ جاری کیا صحن جامع قرطبہ میں بہت بڑا شامیانہ لوگوں کو تمازت آفتاب سے بچنے کے لئے بنوا کر نصب کرایا۔

خلیفہ ناصر کی وفات خلیفہ ناصر نے جس کی ذات سے اسلام کی شان، دین کی شوکت از سر نو قائم ہوئی تھی ایسی شان دار سلطنت چھوڑ کر ۳۰۵ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔

خلیفہ ناصر[1] کے چار قاضی تھے مسلم بن عبدالعزیز، احمد بن تقی بن مخلد ...... محمد بن عبداللہ بن ابو عیسیٰ اور منذر بن سعید بلوطی۔

---

[1] خلیفہ عبدالرحمٰن ملقب بہ الناصر الدین اللہ اموی ان تاج داروں میں تھا جس کے رعب داب کا سکہ تمام عالم میں چل رہا تھا۔ تخت نشینی کے وقت اس کی عمر اکیس سال کی تھی۔ زمانہ ایسا نازک تھا کہ تمام ممالک ہسپانیہ میں فتنہ و فساد کی گرم بازاری تھی افق سیاست آئے دن کی بغاوتوں اور سرحدی عیسائی امراء کے حملوں سے گرد آلود ہو رہا تھا عبدالرحمٰن ناصر نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد پہلے باغی صوبوں پر حملہ کیا اور انھیں بزور تیغ اپنا مطیع کیا۔ اس کے بعد سرحدی عیسائی ممالک پر جہاد کرنے میں مصروف ہوا۔ نوجوان بادشاہ اندلس اکثر لڑائیوں میں سپہ سالار میدانِ جنگ کی حیثیت سے اپنے لشکر کے ہمراہ جاتا تھا اس سے لشکریوں کے جوش دل کی عجیب کیفیت ہو جاتی تھی۔ اور ہر سپاہی ایسے امیر لشکر کے جلو میں سرفروشی اور جاں بازی کو اپنی سعادت سمجھتا تھا۔

پورے ستائیس سال کی جان توڑ کوششوں اور جانکاہ محنتوں سے عبدالرحمٰن ناصر نے اندلس کو اندرونی رقیبوں اور بیرونی حریفوں کی نظروں سے بچا کر ایک شائستہ اور محفوظ حکومت قائم کی اور اس زمانہ میں جب کہ اسے صحیح طور پر یہ خبر پہنچی کہ مختلف مقامی گورنروں کی خود مختاری اور اراکین سلطنت کی خود سریوں سے خلیفہ بغداد کا اقتدار ایوان خلافت کی چار دیواری کے اندر محدود ہو گیا ہے، افریقہ میں بربریوں کے نو نہاد خاندانی حکومت کے علوی حکمراں نے اپنے کو امیر المومنین کہلانا شروع کر دیا ہے، نیز مونس مظفر نے اپنے آقا کے نام وار خلیفہ مقتدر کو قتل کر ڈالا ہے۔ تب عبدالرحمٰن نے اپنے موروثی لقب کو بلا تکلف اختیار کر لیا اور خلیفہ عبدالرحمٰن ثالث الناصر لدین اللہ کے مبارک لقب سے مخاطب ہوا اور حق یہ ہے کہ عبدالرحمٰن نے جیسا لقب اختیار کیا تھا ویسا ہی اسے نبا ہا۔

قرطبہ اس کے زمانہ میں دلہن کی طرح آراستہ تھا۔ مدبرانہ نظم و نسق اور شائستہ قوانین جاری تھے۔ (باقی ص۳۱۸ پر)

باب ۳۱

الحکم (ثانی) المستنصر باللہ ۳۵۰ھ تا ۳۶۶ھ

تخت نشینی خلیفہ ناصر کی وفات پر حکم ملقب بہ المستنصر باللہ تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ عہدۂ حجابت (لارڈ چیمبرلین) جعفر مصحفی کو مرحمت فرمایا۔ اس نے مستنصر کو جس دن اس نے تخت حکومت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱۷) دنیا کے علوم اور فنون کا یہ مرکز بنا ہوا تھا طلبا دور دراز ملکوں سے تحصیل علم کے لئے یہاں آتے تھے غرض الٰہیات قانون، فلسفہ، طب، تجارت اور طبیعات غرض ہر شاخ علم کی تعلیم یہاں ہوتی تھی۔ ہر فن کے یگانہ روزگار یہاں موجود تھے۔ کاملین جنگ اور واقفین فنونِ جنگ کا بھی یہی دنگل تھا۔ ارباب قلم اور اصحاب شمشیر یہاں کے قیام کو باعث ناموری و فخر تصور کرتے تھے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اندلس کو اس وقت اور بلاد یورپ سے وہی نسبت تھی جو کہ دلہن کو معمولی مستورات سے ہوتی ہے اور قرطبہ کو اندلس سے وہی مناسبت تھی جو سر کو جسم سے یا قلب کو اعضاء بدنیہ سے۔ شہر قرطبہ کی لمبائی میں مختلف بیانات ہیں۔ مگر اکثر کا اتفاق اس پر ہے کہ دس میل سے کسی طرح کم نہ تھی جو اس زمانہ میں لندن کی لمبائی ہے۔

خلیفہ کے رعب داب کی یہ کیفیت تھی کہ عیسائی سلاطین اپنے جھگڑوں اور نزاعوں کے فیصلہ کرانے کے لئے خلیفہ ناصر کے دربار میں آتے تھے۔ قسطنطنیہ، فرانس، جرمنی اور اطالیہ کے بادشاہ مراسم اتحاد قائم کرنے اور باہم مصالحت رکھنے کی درخواست پیش کرنے کی غرض سے سفیر بھیجتے تھے۔ اس زمانہ میں کسی ملک کا ایسا کوئی خطہ نہ تھا جہاں پر خلیفہ ناصر کی سطوت و جبروت اپنی خوفناک شکل نہ دکھلا رہی ہو۔ خلیفہ ناصر کی عقل و دانش اور دولت و عظمت کا شہرہ تمام براعظم یورپ اور افریقہ میں عام ہو رہا تھا۔ ابن حبان تحریر کرتا ہے کہ جس وقت سفیران قسطنطنیہ تحائف و نذرانے لئے ہوئے سرزمین اندلس میں وارد ہوئے تو خلیفہ ناصر نے سرحد پر اور نیز سفر میں مہمان داری کرنے کی غرض سے یحییٰ بن محمد بن لیث کو روانہ کیا۔ پھر جب سفراء مذکور محلات قرطبہ کے قریب پہنچے تو سپہ سالاران لشکر نے یکے بعد دیگرے سفیروں سے ملاقات کی۔ اس کے بعد خواجہ سراؤں کے سردار یاسر اور تمام جو محلات شاہی کے داروغہ اور خلیفہ ناصر کے جلیس خلوت تھے ملے اور بہ نہایت احترام سے ولیعہد حکم کے ایوان خاص میں جو کہ شہر پناہ قرطبہ کے قریب تھا ٹھہرایا خواص و عوام کی آمد و رفت کی ممانعت کر دی گئی اور ان سفیروں کی حجابت پر منتخب ۱۲ آزاد غلام مقرر کئے۔ خلیفہ ناصر نے ان سفیروں کے ملنے اور کاغذات سفارت پیش کئے جانے کے لئے گیارھویں ربیع الاول ۳۳۸ھ اور بقول مورخ علامہ ابن خلدون ۳۳۶ھ (مطابق ۹۴۷ء) یوم شنبہ مقرر کیا۔ قصر قرطبہ محل سرا دا ہر شاہی شان و شوکت سے آراستہ کیا گیا وسط میں ایک جڑاؤ تخت بچھایا گیا۔ تخت کے دائیں بائیں جانب پہلے خلیفہ ناصر کے بیٹوں کی کرسیاں رکھی گئیں (باقی ص ۳۱۹ پر)

پر قدم رکھا تھا ایک تحفہ پیش کیا جس میں طرح طرح کی قیمتی قیمتی اشیاء تھیں جسے ابن حبان نے مقتبس میں تحریر کیا ہے۔ وہو ہذا:

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱۸) سب سے پہلے ولیعہد سلطنت حکم کی بعدہٗ عبداللہ کی پھر عبدالعزیز ابوالاصبغ پھر مروان کی کرسیاں رکھی گئیں۔ بائیں جانب منذر، عبدالجبار اور سلیمان کی کرسیاں حسب ترتیب بچھائی گئیں۔ عبدالملک بن خلیفہ ناصر علالت کی وجہ سے شریک دربار نہیں ہوا۔ ان شاہزادوں کے بعد وزراء حسب مراتب دائیں بائیں حاضر تھے۔ پھر حجاب (لارڈ چیمبرلین)، اس کے بعد وزراء کے لڑکے خدام اور وکلا صف بصف استادہ ہوئے تمام محل میں اندر سے صحن تک قیمتی قیمتی قالینوں اور اعلیٰ درجہ کے فروش کا فرش تھا دروازوں اور محرابوں پر ریشمی زردوزی کے پردے لٹکائے گئے۔ سفرائے قسطنطنیہ جس وقت اس شاہانہ دربار میں حاضر ہوئے دربار کی آراستگی دیکھ کر دنگ ہو گئے اور سب سے زیادہ حیرت تو ان پر خلیفہ ناصر کی سطوت و جبروت سے چھا گئی۔ جوں توں تخت شاہی کے قریب پہنچ کر اپنے بادشاہ قسطنطین بن لیون والی قسطنطنیہ کا خریطہ پیش کیا۔ غلاف آسمانی رنگ کا تھا جس پر سنہرے حرفوں سے بخط اغریقی (یونانی) لکھا ہوا تھا۔ غلاف کے اندر ایک صندوقچہ تھا اور یہ بھی رنگین تھا۔ نقرئی حروف سے بخط اغریقی تحریر تھا صندوقچہ پر سونے کی مہر لگی ہوئی تھی جس کا وزن چار مثقال تھا مہر کے ایک رخ میں مسیح کی صورت تھی دوسری جانب خود بادشاہ قسطنطنیہ کی تصویر اس کے بیٹے کے ساتھ منقوش تھی اس صندوقچہ کے اندر دوسرا چھوٹا صندوقچہ تھا یہ صندوقچہ شیشہ کا تھا طلائی و نقرئی مینا کار کام اس پر بنا تھا اس صندوقچہ کے اندر ایک ریشمی لفافہ تھا جس کے اندر خط رکھا ہوا تھا۔ عنوان خط کے ایک سطر میں قسطنطین در رومانس مومنین مسیح بادشاہ عظیم سلطنت روم لکھا ہوا تھا۔ اور دوسری سطر میں بزرگ قابل تعظیم مفتخر و شریف النسب عبدالرحمن خلیفہ و حاکم عرب در ملک اندلس اللہ تعالیٰ ان کی بقا کو دراز کرے مکتوب تھا۔

خلیفہ عبدالرحمن نے خط سن کر اشارہ کیا کہ خطباء اسپیکر یا لکچرار اور شعراء حسب موقع مناسب اسپیچ دیں اور قصائد پڑھیں ولیعہد حکم نے فقیہ محمد بن عبدالبر کشنیانی کو اس خدمت کے انجام دینے کو حکم دیا اگرچہ اسے اپنی قادر الکلامی کا بہت کچھ دعویٰ تھا۔ اور فی البدیہہ خطبہ دینے پر بہ نسبت اوروں کے بے حد مشتاق تھا مگر دربار کی شان و شوکت اور خلیفہ ناصر کی سطوت و جبروت سے کھڑے ہوتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا۔ تب ابو علی بغدادی اسمٰعیل بن قاسم قالی مؤلف امالی ولنوادر کھڑا ہوا یہ خلیفہ کے یہاں بطور وفد عراق سے آیا ہوا تھا اور ولی عہد سلطنت کا منظور و مقبول تھا۔ حمد و نعت کے بعد یہ بھی خاموش ہو رہا صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی فکر و اندیشہ میں مستغرق ہے ابن حبان وغیرہ نے ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ مورخ علامہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ دینے کے لئے ابو علی القالی کو پہلے سے اس خدمت پر مامور کیا گیا تھا۔ مطمح میں لکھا ہوا ہے کہ جس وقت ابو علی حمد و نعت پڑھ کر خاموش کھڑا رہ گیا۔ منذر بن سعید بلوطی جو زمرہ فقہاء میں حاضر دربار تھا خود بخود اٹھ کھڑا ہوا اور ایسی تقریر شروع کی کہ جو ابو علی کے کلام سے چسپاں ہو گئی سامعین کو یہ معلوم نہ ہوا کہ حمد و نعت کسی اور کی ہے اور تقریر کسی اور کی۔ خطبہ اور اشعار جو منذر نے اس موقع پر پڑھے تھے کتاب نفح الطیب جزو اول صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۱ میں موجود ہیں۔ فمن شاء الاطلاع علیہا فلیرجع الیہ۔

مورخوں نے لکھا ہے کہ خلیفہ ناصر کے عہد حکومت میں دو کروڑ چون لاکھ اسی ہزار دینار (ایک دینار تقریباً نو روپیہ

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

"ایک سو فرانسیسی غلام عمدہ نسل کے گھوڑوں پر سوار تلواروں، نیزوں زرہوں، ڈھالوں، ہندی خودوں سے آراستہ پیراستہ، تین سو بیس مختلف اقسام کی زرہ، تین سو خود ایک سو "بیضہ ہندیہ"، پچاس خود خشبیہ (لکڑی والے) یہ لکڑی فرانس کی مشہور اور اعلیٰ درجہ کی طاشانیہ سے کہیں نفیس اور قیمتی تھی، تین سو فرانسیسی حربہ، ایک سو سلطانی ڈھالیں دس جوشنیں طلائی، پچیس طلائی سنگین جو بھینس کی سینگ کی بنائی گئی تھیں۔"

اہل جلالقہ کی سرکشی

خلیفہ ناصر کی وفات کے بعد جلالقہ کو ملک گیری کی خواہش دامن گیر ہوئی فوجیں آراستہ کر کے سرحد پر آپڑے خلیفہ حکم نے اس سے مطلع ہو کر بذاتہ اس مہم کے سر کرنے کے لئے کوچ کیا اور اس شدت سے جلالقہ پر حملہ کیا کہ اُن کے دانت کھٹے ہو گئے۔ بوریا بستر سنبھال کر سرحد بلاد اسلامیہ سے کوچ کر گئے۔ مصالحت کا پیام دیا اور اپنے اس خیال خام سے باز آئے جسے انھوں نے خلیفہ ناصر کی وفات کر جانے سے اپنے دماغوں میں پکانا شروع کیا تھا۔

بلاد جلیقہ پر فوج کشی

اس کے بعد اس کا آزاد غلام غالب؎ بلاد جلیقہ پر جہاد کے لئے کمر بستہ ہو کر نکلا فوجیں آراستہ کر کے دار الحرب میں داخل ہونے کی غرض سے شہر سالم کی طرف روانہ ہوا جلیقہ نے بھی اس خبر سے مطلع ہو کر فوجیں فراہم کیں۔ دونوں فوجوں کا ایک وادی میں مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد عساکر اسلامیہ نے عیسائیوں کو شکست دی اور ان کے لشکر گاہ کو لوٹ کر فرولند قومس کے شہر پر چڑھ گئے اسے بھی تاخت و تاراج کر کے مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوئے واپس ہوئے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱۹) کا ہوتا ہے، اندلس کا خراج تھا۔ بازار اور گذروں کی آمدنی سات لاکھ ہنیسٹھ ہزار دینار تھی۔ باقی رہے اخماس غنائم (مال غنیمت کا پانچواں حصہ) یہ خارج از شمار تھے۔ اس کا حصر کسی دفتر سے نہیں ہو سکتا خلیفہ ناصر اس خراج کو تین حصوں پر تقسیم کرتا تھا ایک ثلث آراستگی فوج اور درستی سامان جنگ پر صرف کرتا تھا اور ایک ثلث کو تعمیرات میں لگاتا تھا باقی رہا تیسرا ثلث وہ بیت المال میں جمع کیا جاتا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بعد وفات خلیفہ ناصر کاغذات میں سے ایک قلمی یادداشت بخط خاص خلیفہ ناصر نکلی جس میں مرحوم خلیفہ نے وہ دن کمال احتیاط سے لکھے تھے جو اس کے پچاس سالہ حکومت میں افکار سے خالی تھے شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ اس طویل اور دراز زمانہ میں اسے ایسے دن صرف چودہ (۱۴) نصیب ہوئے۔

وفات کے وقت اس کی عمر تہتر برس کی تھی۔ چہرہ کا رنگ سفید چمک دار حسین اور عظیم الجثہ تھا۔ پنڈلیاں پتلی اور چھوٹی۔ پیٹھ لمبی تھی۔ اہل اندلس کا بیان ہے کہ یہ پہلا خلیفہ ہے جو اپنے دادا کے بعد تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ ام ولد جانہ کے بطن سے تھا جن لوگوں نے امیر المومنین کا خطاب اختیار کیا۔ ان میں سے کسی نے اس کے زمانۂ خلافت کے برابر باستثنار مستنصر علوی والی مصر کے خلافت نہیں کی۔ وفات کے وقت اس کے گیارہ لڑکے موجود تھے۔ ماہ رمضان المبارک ۳۵۰ھ میں وفات پائی افسوس ہے کہ اس کے جانشین پھر ایسی قابلیت کے نہ ہو سکے۔ مترجم ملخص از کتاب نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۷ لغایتہ ۲۴۸ و کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۷۱ و تاریخ اسپین انگریزی۔

حاشیہ صفحہ ہذا

؎ بلاد اسلامیہ کے سرحد کا سپہ سالار تھا۔

شانجہ بن رذمیر کی عہد شکنی اسی زمانہ میں شانجہ بن رذمیر بادشاہ شکنس کو بدعہدی کا خیال پیدا ہوا اور خلاف عہد نامہ ممالک اسلامیہ کی جانب پیش قدمی شروع کی، خلیفہ حکم نے یحییٰ بن تجیبی والیٔ سرقسطہ کو افواج اسلامیہ کا افسر بنا کر اس مہم کے سر کرنے کے لئے روانہ کیا، بادشاہ جلالقہ شانجہ کی کمک پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوتی میدان یحییٰ کے ہاتھ رہا عیسائیوں کو بہت بری طرح شکست ہوئی، بھاگ کر فوریہ میں اپنی جان بچائی، عساکر اسلامیہ نے جی کھول کر شانجہ کے مقبوضات کو تاخت وتاراج کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس ہوئے۔

غالب اور وشقہ کی فتوحات انہی دنوں ہذیل بن ہاشم اور غالب (مولائے حکم) باجازت خلیفہ حکم سرحدی عیسائی مقبوضات پر جہاد کے لئے گئے اور کامیابی کے ساتھ واپس آئے، حکم کی فتوحات کی تمام سرحدی ملکوں میں دھوم مچ گئی۔ سرحدی اسلامی سپہ سالاروں کے حوصلے بڑھ گئے۔ ہر طرف سے فتح یابی اور کامیابی کی بشارتیں آنے لگیں۔ ان فتوحات میں سب سے بڑی اور نمایاں فتح قلہرہ مقبوضات شکنس کی فتح تھی جو غالب کے ہاتھ پر ہوئی، خلیفہ حکم نے قلہرہ کو از سر نو تعمیر کرایا اور اپنی خاص توجہ اس کی جانب صرف کی۔ اس کے بعد قطوبیہ کی فتح ہے قطوبیہ کے سر کرنے کا سہرہ سپہ سالار وشقہ کے سر پر باندھا گیا۔ اس کے فتح ہونے سے بہت سا مال، اسباب، آلات حرب ومحاصرہ اور غلہ کا بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ لگا۔ اس کے مضافات سے گائے، بکریاں، گھوڑے کھانے پینے کی چیزیں اور قیدی جو تعداد وشمار سے باہر تھے۔ عساکر اسلامیہ کے ہاتھ آئے، پھر ۳۵۵ھ میں غالب سپہ سالار افواج اسلامی نے بلاد التبہ پر چڑھائی کی، اس مہم میں یحییٰ بن محمد تجیبی اور قاسم بن مطرف بن ذی النون وغیرہ نامی گرامی اور ماہر سپہ سالار بھی شریک تھے، عساکر اسلامیہ نے پہلے قلعہ غرماج پر قبضہ حاصل کیا۔ اس کے بعد دشمن کے شہروں میں تاخت وتاراج کرتے ہوئے گھس پڑے اور کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔

مجوسیوں کا بحری حملہ وپسپائی اسی سنہ میں مجوسیوں کی کشتیوں کا بیڑا بحر کبیر کے ساحل سے آ لگا اور ان لوگوں نے خشکی پر اتر کر اشبونہ کے مضافات میں غارت گری اور لوٹ مار شروع کر دی۔ اہل اشبونہ مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے اور مجوسیوں سے لڑنے لگے، مجوسی گھبرا کر اپنی کشتیوں کی جانب واپس ہوئے۔ خلیفہ حکم کو اس کی خبر لگی تو اس بیدار مغز بادشاہ نے سپہ سالاروں کو سواحل کی محافظت کی ہدایت اور تاکید کی اور عبدالرحمٰن بن رماحس امیر البحر کو حکم دیا کہ جس قدر ممکن ہو جنگی کشتیوں کا ایک بیڑا مجوسیوں سے جنگ کرنے کو بھیج دو، اس حکم کے صادر ہوتے ہی یہ اطلاع پہنچی کہ سواحل کے ہر طرف سے عساکر اسلامیہ نے حملہ کر کے مجوسیوں کو ان کی پیش قدمی کا مزا چکھا کر اور ذلیل وخوار کر کے واپس کر دیا۔

خلیفہ حکم اور اردون بن اوفونش ان واقعات کے بعد اردون بن اوفونش معزول شہزادہ جلالقہ دربار حکم میں حاضر ہوا اور بہ کمال عجز والحاح یہ درخواست کی کہ مجھے تخت حکومت پر بحال وقائم ہونے میں مدد دیجئے۔ اردون کا چچا زاد بھائی شانجہ بن رذمیر باعانت خلیفہ ناصر

تخت حکومت پر متمکن ہو گیا تھا اور عیسائیوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی' اس وقت اردون اپنے داماد فرولند حکمران قشتیلیہ کے پاس چلا گیا تھا۔ خلیفہ ناصر کی وفات کے بعد اردون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا خلیفہ حکم بھی شانجہ کا معاون نہ ہو جائے جیسا کہ اس کا باپ خلیفہ ناصر اس کا معین ہوا تھا اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ سامان سفر درست کر کے بطور وفد خلیفہ حکم کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ گزیں ہو گیا خلیفہ حکم نے اس سے ملاقات کرنے کے لئے ایک خاص دن مقرر کیا اور جیسا کہ اس کے پہلے سفراء سلاطین کے آنے پر دربار سجایا گیا تھا اردون کے آنے پر بھی ایوان خلافت آراستہ کیا گیا۔ ابن حبان نے اس آراستگی واہتمام کو اسی طرح بیان کیا ہے جس طرح کہ پہلے دربار کا حال تحریر کیا ہے۔

خلیفہ حکم اور اردون کے مابین معاہدہ

الغرض خلیفہ حکم کی خدمت میں اردون باریاب ہوا' خلیفہ حکم نے بیٹھنے کی اجازت دی اس کے دشمن کے مقابلہ میں امداد کا وعدہ کیا اور چونکہ اردون خود دربار شاہی میں حاضر ہوا تھا۔ اس وجہ سے خلعت عنایت کیا' بعدہٗ اسلام کی دوستی اور فرولند قومس سے قطع تعلق کر لینے کی شرط پر عہد نامہ لکھا گیا۔ خلیفہ حکم نے توثیق عہد و قرار کی غرض سے اردون کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور اردون نے اپنے بیٹے غرسیہ کو مزید اطمینان کے لئے دربار خلافت میں بطور ضمانت کے پیش خدمت رہنے کا وعدہ کیا' چنانچہ تکمیل عہد نامہ کے بعد صلے اور جائزے اردون کو اور اس کے ہمراہیوں کو مرحمت ہوئے' واپسی کے وقت ان لوگوں کے ہمراہ قرطبہ کے چند ذمی مسیحی امراء اور ولید بن مغیث قاضی اصبغ بن عبداللہ بن جاثلیق اور عبداللہ بن قاسم مطران وغیرہ بھیجے گئے کہ اردون کے ملک میں پہنچ کر اس کی تخت نشینی کی رسم میں شریک ہوں اور اس کے رہن کو قرطبہ لے آئیں' یہ واقعہ ۳۵۱ھ کا ہے۔

خلیفہ حکم اور شانجہ کے مابین معاہدہ کی تجدید

انھیں دنوں اردون کے ابن عم شانجہ بن ردمیر نے پھر اہل جلیقہ و سمورہ کے سرداروں اور مسیحی علماء کو بطور وفد دربار شاہی میں اظہار اطاعت اور شاہنشاہی اقتدار تسلیم کرنے کی غرض سے روانہ کیا اور یہ امید ظاہر کی کہ جس طرح آپ کے بزرگ باپ خلیفہ ناصر نے مجھے تخت حکومت پر متمکن فرمایا تھا۔ اسی طرح آپ بھی مجھے بحال و قائم رکھیے۔ خلیفہ حکم نے ان لوگوں کے عہد و اقرار کو بہ چند شرائط قبول و منظور فرمایا۔ ان شرطوں میں سے اُن قلعوں اور بُرجوں کا منہدم کرنا تھا جو ممالک اسلامیہ کی سرحد پر بنائے گئے تھے۔

فرانسیسی اور ملوک برشلونہ و طرکونہ کی سفارتیں

اس کے بعد پریذیڈنٹ فرانس کی طرف سے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی سفارت آئی۔ اسی وقت ملوک برشلونہ اور طرکونہ نے بھی سفارتیں اظہار مودت کی غرض سے بھیجیں اور یہ درخواست کی کہ دونوں سلطنتوں میں جیسا کہ اس سے پیشتر رسم اتحاد تھی' وہی قائم و بحال رکھی جائے۔ سفارت کے ساتھ ان دونوں بادشاہوں نے کچھ تحفہ بھی بھیجا تھا وہ یہ تھا "صقالبہ کے خواجہ سراؤں کے لڑکے بیس نفر بیس قنطار[1] سمور کا اُون" پانچ قنطار قصدیر[2] دس

---

[1] ایک قنطار سو رطل کا ہوتا ہے اور ایک رطل برابر ہوتا ہے ۴۳ تولہ کے ۱۲ مترجم

[2] قصدیر یا قزدیر ایک معدنی جسم ہے۔ ۱۲ مترجم

صقلبی زرہیں اور دو سو فرانسیسی تلواریں"۔ خلیفہ حکم نے ان لوگوں کے تحائف کو قبول فرمایا اور ان شرائط سے مصالحت کر لی کہ یہ دونوں ان قلعوں کو منہدم ومسمار کرادیں جو حدود ممالک اسلامیہ کے قریب واقع ہیں اور یہ دونوں آئندہ اپنے کسی ہم مذہب کی مدد، خلافت مآب کے خلاف نہ کریں اور عیسائیوں کو مسلمان تاجروں کی مزاحمت اور ایذارسانی سے روک دیں۔

غرسیہ بن شانجہ سے تجدید معاہدہ اس کے بعد غرسیہ بن شانجہ بادشاہ بشکنش کے سفراء، روساء اور علماء نصاریٰ کے ایک گروہ کے ساتھ دربار حکم میں حاضر ہوئے، مصالحت کی درخواست پیش کی اگرچہ اس نے سفارت بھیجنے اور مصالحت کی درخواست کرنے میں توقف کیا تھا مگر خلیفہ حکم نے اپنی فیاضی اور عام اخلاق سے اسے محروم نہ کیا اس کی بھی درخواست منظور فرمالی۔ چنانچہ سفراء بادشاہ بشکنس نے کامیابی کے ساتھ مراجعت کی۔

لزریق بن بلاکش کی سفارت سنہ ...... میں مادر لزریق بن بلاکش (سردار مغربی جلیقہ جو سب میں سربرآوردہ اور ممتاز تھا) دارالخلافت قرطبہ میں خلیفہ حکم کی خدمت میں آئی خلیفہ حکم نے اس کی بڑی خاطر ومدارات کی، اراکین دولت کو استقبال کا حکم دیا اور اس سے ملنے کا ایک خاص دن مقرر کیا جس میں تمام شاہی محل اور دربار آراستہ کیا گیا چنانچہ مادر لزریق نے حاضر ہو کر مصالحت ومراسم اتحاد قائم رکھنے کی درخواست پیش کی۔ خلیفہ حکم نے اس کی خواہش اور استدعا کے مطابق اس کے بیٹے کے لئے عہدنامہ صلح لکھ دیا اور اسے بہت سامال وزر عطا کیا جو اس کے ہمراہی وفود میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ ایک خچر سواری کے لئے مرحمت ہوا جس کی زین اور لگام مطلائی اور جھول دیبا کی تھی۔ اس کے بعد خلیفہ حکم کے اراکین دولت نے اس سے بازدید کی ملاقات کی۔

ملوک زناتہ ومغراوہ اور مکناسہ کی اطاعت ان واقعات کے بعد خلیفہ حکم کی فوجیں حدود المغرب الاقصیٰ اور المغرب الاوسط کی جانب بڑھیں اور ملوک زناتہ، مغراوہ، اور مکناسہ کو خلیفہ حکم کے شاہنشاہی اقتدار کے تسلیم کرنے کا پیام دیا ان لوگوں نے بطیب خاطر اپنے کو خلیفہ حکم کے ظل حمایت میں داخل کر کے اس کے اقتدار شاہی کو تسلیم کر لیا اور اس کے نام کا خطبہ اپنے یہاں کی جامع مساجد میں پڑھنے لگے۔ اسی وجہ سے حکومت شیعہ اور دولت امویہ اندلوسیہ میں عداوت پیدا ہو گئی اور ان ملکوں میں ایک کا دوسرے سے تصادم ہوا۔

بنی آل خزر اور بنی ابی العافیہ کے وفود ان کے ملوک میں سے بنی آل خزر اور بنی ابی العافیہ بطور وفد کے دربار حکم میں حاضر ہوتے تھے۔ چنانچہ خلیفہ حکم نے ان لوگوں کو معقول صلے عنایت کئے، نہایت احترام سے ٹھہرایا اور نہایت عزت سے واپس کیا۔ ان کے سرداروں میں سے بنی ادریس کو سرحد پر سرسبز وشاداب مقام پر چند روز رہنے کے لئے جگہ دی پھر بلا دریا انھیں قرطبہ لے آیا اور جلا وطن کر کے اسکندریہ کی جانب روانہ کر دیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ اسے تحریر کریں گے۔

علم وادب کی سرپرستی خلیفہ حکم، علوم اور فنون کا شیدائی، اہل علم وفضل کا قدردان اور عزت کرنے والا تھا،

ہر قسم کی کتابوں کا بے حد شائق تھا۔ اس نے ایک بہت بڑا کتب خانہ بنوایا تھا۔ جس میں بے شمار کتابیں تھیں اس سے پیشتر ملوک اندلس میں سے کسی نے اس قدر کتابیں نہیں جمع کی تھیں۔

ابن حزم کہتا ہے کہ مجھے خواجہ سرا تلمید نے جو کتب خانہ واقع مکان بنی مروان کا داروغہ تھا اطلاع دی ہے کہ حکم کے شاہی کتب خانہ میں صرف دواوین کی فہرست کی چوالیس جلدیں تھیں، ہر فہرست میں بیس بیس اوراق تھے جس میں سوائے دواوین کے اسمائے اور کتابوں کے نام نہ تھے۔ حکم نے دارالحکومت قرطبہ میں علم و فضل کا بازار لگا دیا تھا، دور دراز ملکوں سے اہل علم و فضل اس کی کشش مقناطیسی سے کھنچے آتے تھے۔ ابو علی القالی مولف کتاب الامالی بغداد جیسے اسلامی دارالسلطنت سے قرطبہ چلا آیا۔ خلیفہ حکم نے اس کی بے حد عزت اور قدر افزائی کی، اہل اندلس نے اس کے علم سے فائدہ اٹھایا، بہ نظر قدر افزائی خلیفہ حکم نے اسے اپنے مخصوص مصاحبوں میں داخل کر لیا اور اس کے علم سے مستفید ہوا۔ نادر، نایاب اور نئی کتابوں کے بہم پہنچانے کے لیے تمام عالم میں معتبر آدمیوں اور تجار کو روانہ کیا کہ جس قدر نادر کتابیں دستیاب ہوں زر کثیر ان کی خریداری میں صرف کر کے انہیں حاصل کر لیں اور قرطبہ بھیج دیں۔ جہاں کہیں سن پاتا کہ فلاں شخص نے فلاں کتاب تصنیف کی ہے فوراً اس سے قبل اشاعت اس کتاب کو خرید کر کے اپنے کتب خانہ میں داخل کر لیتا تھا۔

چنانچہ ابوالفرج اصفہانی مصنف کتاب الاغانی کے ساتھ یہی معاملہ پیش آیا، ابوالفرج خاندان بنی امیہ سے تھا۔ حکم نے ایک ہزار دینار سرخ اس کے پاس بھیج دیئے اور ایک نسخہ کتاب مذکور کا عراق میں شائع ہونے سے پیشتر منگوا کر اپنے کتب خانہ میں رکھ لیا۔ ایسا ہی واقعہ قاضی ابوبکر بہری مالکی کے ساتھ پیش آیا تھا۔ جب کہ اس نے مختصر ابن عبدالحکیم کی شرح لکھی تھی۔ بڑے بڑے خوش نویسوں، خطاط اور عمدہ عمدہ جلد سازوں کا دارالخلافت قرطبہ میں جمگھٹا رہتا تھا جو کتاب بہ قیمت نہ مل سکتی تھی اس کی نقل کر لی جاتی تھی غرض اندلس میں اس قدر کتابوں کا ذخیرہ فراہم ہو گیا تھا کہ خلیفہ حکم سے پہلے، اور اس کے بعد کبھی جمع نہیں ہوا البتہ خلیفہ ناصر عباسی ابن مستضی تاج دار سلطنت بغداد نے ایسا ہی ذخیرہ کتابوں کا جمع کیا تھا۔ اس زمانہ سے یہ کتابیں برابر محل سرائے شاہی قرطبہ میں رہیں۔ حتیٰ کہ زمانہ محاصرہ بربر میں بہ اجازت حکم واضح حاجب اکثر کتابیں فروخت کر دالی گئیں۔ واضح حاجب منصور بن ابی عامر کا خادم خاص تھا۔ باقی کتابیں جس وقت بربر نے قرطبہ میں قدم رکھا اور بزور تیغ اس پر قابض ہوئے کچھ جلا دی گئیں اور زیادہ تر لٹ گئیں جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

خلیفہ حکم کی وفات خلیفہ حکم کے عہد حکومت میں اس کی فوجیں بلاد سرحدی المغرب الاقصیٰ اور المغرب الاوسط کو برابر پامال اور تاراج کرتی رہیں۔ ملوک زناتہ، مغراوہ، اور مکناسہ نے نہایت خوشی سے اس کی حکومت اور شاہی اقتدار کو تسلیم کیا۔ اس کے نام کا خطبہ اپنے ہاں کے منبروں اور مسجدوں میں پڑھا۔ یہی وجہ تھی کہ حکم نے حکومت شیعہ سے جو کہ ان دنوں اس کے گرد و نواح میں پھیلی ہوئی تھی۔ مقابلہ کیا۔ ان کے ملوک و سلاطین آل خزر اور بنی ابی العافیہ بطور وفد اس کے دربار میں آئے، ان لوگوں کے وفد کی بے حد عزت کی اور معقول جائزے عنایت کئے۔ اس کے بعد خلیفہ حکم[1] المستنصر باللہ اموی

---

[1] خلیفہ حکم کی سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ حکم اس شان و شوکت اور رعب داب (باقی صفحہ ۳۲۵ پر)

تاجدار اندلس مرض فالج میں مبتلا ہوا۔ رفتہ رفتہ مرض نے اس قدر ترقی کی کہ صاحب فراش ہو گیا اور سولہ برس حکومت کر کے گوشۂ قبر میں جا چھپا۔

باب ۳۲

دورِ زوال

ہشام المؤید باللہ

تخت نشینی اس کے بعد اس کے بیٹے ہشام نے تخت خلافت پر قدم رکھا۔ یہ اس وقت کم سن تھا۔ قریب بلوغ پہنچ گیا تھا۔ خلیفہ حکم نے ہشام کے زمانہ ولیعہدی میں محمد بن ابی عامر کو ہشام کی وزارت پر متعین کیا تھا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۴) کا حکمراں نہ تھا جیسا کہ اس کا باپ خلیفہ ناصر تھا مگر پھر بھی اس کے جلال سے یورپ کے سلاطین مرعوب ہو رہے تھے۔ اور اس سے مراسم اتحاد قائم رکھنے کو باعث فخر و عزت سمجھتے تھے۔

خلیفہ حکم نے اپنے باپ کے انتقال کے دوسرے دن یوم پنج شنبہ کو تخت حکومت پر قدم رکھا تھا تمام ملک میں اپنی بادشاہی و تخت نشینی کے فرامین اور خطوط روانہ کئے۔ عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی نظام حکومت کے درست کرنے، شیرازہ سلطنت کو مستحکم اور مضبوط بنانے، تعمیرات عامہ اور ترتیب افواج کی جانب توجہ کی۔ ناصر کی وفات اور حکم کی تخت نشینی سے سرحدی عیسائی سلاطین اور امراء نے ممالک اسلامیہ کی طرف پیش قدمی شروع کی اور یہ خیال کر کے کہ خلیفہ ناصر کا تو انتقال ہو ہی چکا ہے اور اس کا جانشین محض کتابی کیڑا ہے۔ عہد شکنی پر آمادہ ہو گئے۔ خلیفہ حکم نے ان کے مقابلہ پر فوجیں بھیجیں، ان فوجوں کی سپہ سالاری کبھی تو وہ خود کرتا تھا اور گاہے اپنے نامور سورما اور جنگ آزما امراء و وزراء کو امیر لشکر مقرر کر کے روانہ کرتا تھا اور اس فوج کشی میں کامیابیاں حاصل کرتا تھا۔ انگریزی مورخوں کا خیال یہ ہے کہ خلیفہ حکم کتابی کیڑا تھا۔ اس کو مخالفین کے مقابلہ پر خلیفہ اعظم عبدالرحمٰن ثالث الناصر لدین اللہ کا بیٹا ہونا فتحیاب کرتا تھا۔ کیونکہ مخالفین کے دلوں پر اس کے باپ کے رعب کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ اگر ان کا یہ خیال صحیح تسلیم کر لیا جائے تو کسی طرح یہ نہیں سمجھ میں آتا کہ سرحدی عیسائیوں کو عہد شکنی پر تحریک کون کرتا تھا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ان احسان فراموشوں کو خلیفہ ناصر کی کفش برداری اور قتل و غارت گری بھول گئی تھی اور اس اتفاقی تبدیلی حکومت سے انھوں نے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے نتیجہ یہ ہوا کہ سب نے حاضر ہو کر پھر مصالحت کی درخواست کی اور اس کے شاہی اقتدار کو تسلیم کیا۔ جیسا کہ آپ اصل ترجمہ تاریخ میں ابھی پڑھ چکے ہیں۔ (باقی صفحہ ۳۲۶ پر)

محمد بن ابی عامر پہلے دفتر قضاء میں ملازم تھا، خلیفہ حکم نے اس کی ملازمت کو محکمۂ وزارت میں تبدیل کر دیا۔ رفتہ رفتہ تمام امور کا انتظام اس کے سپرد کر دیا گیا۔ آدمی ہوشیار اور کفایت شعار تھا، مستقل طور سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۵) آخر ماہ صفر ۳۵۱ھ میں اردون رادرڈونی بن اوفونش اپنے بیس مصاحبوں کے ساتھ بطور وفد ملک اندلس میں داخل ہوا۔ غالب ناصری اسے اپنے ہمراہ لئے ہوئے قرطبہ کی جانب روانہ ہوا، اثناء راہ میں محمد و زیاد پسران افلح ناصری عظیم فوج لئے ہوئے ملے، اگلے دن یہ دونوں اردون کے ساتھ قرطبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ خلیفہ حکم نے اس سے مطلع ہو کر ہشام مصحفی کو معہ بہت بڑی فوج باضابطہ کے اردون کے استقبال کا حکم دیا، چنانچہ غالب، محمد، زیاد اور ہشام مصحفی اردون اور اس کے بیس ہمراہیوں کو لے کر قرطبہ کے شہر پناہ کے اندر داخل ہوئے اردون نے باب سدہ اور باب جنان کے درمیان پہنچ کر دریافت کیا، "مرحوم خلیفہ ناصر کس جگہ مدفون ہوئے ہیں" اشارہ سے بتلایا گیا کہ قصر خلافت کے اس حصہ میں مدفون ہیں۔ اردون نے سنتے ہی سر سے ٹوپی اتار لی، مکان قبر کی طرف ذرا جھکا اور دعا کی، اس کے بعد سر پر پھر ٹوپی رکھ لی۔

خلیفہ حکم نے دار ناعورہ میں ٹھہرانے کا حکم دیا، اس مکان کو پہلے ہی سے فرش فروش اور فرنیچر سے آراستہ کر رکھا تھا۔ چنانچہ کمال عزت و احترام سے اردون اس مکان میں ٹھہرایا گیا۔ پنج شنبہ اور جمعہ دو دن بغرض آرام مقیم رہا۔ تیسرے روز یوم شنبہ کو خلیفہ حکم نے اردون کو دربار میں حاضر ہونے کی اجازت دی، جس طرح خلیفہ ناصر نے سفراء سلاطین کے حاضر ہونے پر دربار آراستہ کیا اور سجایا تھا اسی طرح خلیفہ حکم نے دربار کی آرائش میں اپنی توجہ صرف کی۔ قصر الزہراء کی مجلس شرقی میں تخت رکھا گیا اخوان الریاست اور ان کے بیٹے۔ بعدہٗ وزراء اور ان کے بیٹے پھر قاضی منذر بن سعید، حکام، فقہاء، ترتیب وار علی قدر مراتب اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے۔ باڈی گارڈ کا رسالہ اور فوج دو رویہ صف لبستہ کھڑی ہوئی۔ محمد بن قاسم بن طملس بادشاہ اردون کو لئے ہوئے قصر الزہراء میں داخل ہوا۔ اندلس کے ذمی عیسائی رؤساء کا ایک گروہ بھی اس کے ہمراہ تھا۔ انھی لوگوں میں ولید بن خیزران قاضی نصارائے قرطبہ اور عبید اللہ بن قاسم مطران طلیطلہ وغیرہ بھی تھے۔ اردون دونوں صفوں کے درمیان ہو کر گذرا۔ صفوف کی ترتیب زرق برق وردیاں، ہتھیاروں کی چمک دمک اور کثرت فوج سے ایسا متحیر ہوا کہ آنکھیں اوپر نہیں اٹھ سکتی تھیں رفتہ رفتہ باب الاقباء تک پہنچا جو قصر الزہراء کا پہلا دروازہ تھا۔ جو امراء وارکین اردون کو لانے گئے تھے سواریوں سے اتر پڑے۔ بادشاہ اردون اور اس کے خاص خاص سردار سواری ہی پر رہے۔ حتیٰ کہ باب السدہ پر پہنچے اس وقت اردون کے سرداروں کو پیادہ پا چلنے کا شاہی ملازمین نے اشارہ کیا۔ پس وہ سب کے سب پیادہ پا ہو گئے صرف اردون اپنے گھوڑے پر سوار رہا محمد بن قاسم بن طملس کے ہمراہ چلا جا رہا تھا۔ باڈی گارڈ کے مکان میں پہنچ کر قبلہ والا نوں میں سے بیچ کے ہال میں اتارا گیا وسط ہال میں ایک سنگی چبوترہ تھا جس پر نقرئی کرسی رکھی تھی اردون اس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے ہمراہی بھی اس کے گرد و پیش بیٹھ گئے۔ یہ وہی مکان تھا جہاں پر اس سے پہلے اس کا رقیب سلطنت، شانجہ بن رذمیر جب کہ وہ بطور وفد خلیفہ ناصر کے دربار میں حاضر ہوا تھا بٹھایا گیا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد خلافت مآب کے پیش گاہ سے اردون کی حاضری کی اجازت ہوئی۔ اردون (باقی صفحہ ۳۲۷ پر)

وزارت کا کام کرنے لگا اور خلیفہ حکم کی آنکھوں میں بھی عزیز اور موقر ہو گیا۔ جب خلیفہ حکم نے اپنا سفر دنیا تمام کیا اور ہشام کی حکومت کی بیعت لی گئی اور "المؤید" کا مبارک خطاب قبول کیا۔ اس وقت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۶) .... باادب تمام خاص دربار کے کمرے کی طرف چلا اس کے پیچھے پیچھے اس کے تمام ہمراہی آہستہ آہستہ چلے، جوں ہی اس صحن میں پہنچا، جو کہ مجلس شرقی کے مقابل تھا جہاں کہ شاہی تخت رکھا ہوا تھا اور خلیفہ حکم رونق افروز تھا اردون کھڑا ہو گیا۔ سر سے ٹوپی اُتار لی، گھٹنوں کے بل دونوں صفوں کے درمیان جو کہ دو رویہ صحن میں تھیں۔ چلنے لگا یہاں تک کہ صحن کو طے کر کے اس ہال (کمرہ) کے دروازہ پر پہنچا، جس میں شاہی تخت رکھا ہوا تھا۔ بے تامل سجدہ میں گر پڑا۔ پھر سر اٹھایا اور چند قدم چل کر پھر سجدہ کیا۔ مکرر سکرر سجدے کرتا ہوا تخت خلافت کے قریب پہنچا۔ خلیفہ حکم نے ہاتھ بڑھایا اردون دست بوسی کر کے الٹے پاؤں لوٹ کر اس گدے پر آیا جو تخت خلافت سے دس گز کے فاصلہ پر بچھا ہوا تھا یہ گدا دیبا کا تھا سنہرے کام سے بالکل لپا ہوا تھا، اردون، خلافت مآب کے اشارہ پر اس گدی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس کے اور ہمراہیوں نے اسی طرح خلافت مآب کی دست بوسی کی اور اُلٹے پاؤں لوٹ کر اردون کے پیچھے آ کر دست بستہ کھڑے ہو گئے، ولید بن خیزران قاضی نصاریٰ قرطبہ کو ترجمانی کی خدمت کے انجام دینے کا اشارہ ہوا، تھوڑی دیر کے بعد جب اردون کے چہرہ سے شاہی اجلال سے مرعوب ہونے کا اثر کم ہوا تو خلیفہ حکم نے ارشاد کیا۔ "ہمیں تمہارے آنے سے بہت بڑی مسرت ہوئی تمہاری اقبال مندی کی قوی دلیل یہ ہے کہ تمہاری نسبت ہمارے خیالات نہایت اچھے ہیں اور ہم تمہاری امید سے زیادہ تمہارے مقصد بر آری میں مدد کریں گے۔"

اردون کا چہرہ ان فقروں کے سننے سے فرط مسرت سے چمکنے لگا، جوش میں آ کر فرش کو چوم لیا جو شاہی تخت کے نیچے بچھا ہوا تھا اور عجز و الحاح سے عرض پرداز ہوا "میں امیر المومنین کا غلام ہوں اور امیر المومنین کے فضل و احسانات سے امید رکھتا ہوں کہ جہاں پر اور جس خدمت پر امیر المومنین اپنے احسانات و افضال سے اس بندہ درگاہ کو مامور کریں گے نہایت سچائی اور ارادت مندی سے اس خدمت کو انجام دے گا"۔ خلیفہ حکم نے جواب دیا۔ "تم ہمارے خیال کے نزدیک اس مرتبہ و عزت کے لائق ہو جس پر ہماری عنایات مبذول ہو سکتی ہیں۔ عنقریب ہمارے احسانات اور افضال تم پر اس قدر ہوں گے کہ تمہارے اہل ملت اور اہل خاندان تم پر رشک کریں گے اور تم دیکھ لو گے کہ ہمارے ظل عاطفت میں آ جانے سے کس قدر آرام اور آسائش پاؤ گے"

اردون یہ سُن کر فرط مسرت سے سجدہ میں گر پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر گذارش کی شانجہ میرا چچا زاد بھائی خلیفہ سابق کی خدمت میں فریادی بن کر حاضر ہوا تھا اس کی بڑی عزت افزائی ہوئی تھی وہ حقیقت میں مضطرب حاضر ہوا تھا اسے اس کی رعیت نے ظلم و بد اخلاقی کی وجہ سے معزول کر دیا تھا اور اس کی جگہ مجھے سرداری کے لئے منتخب کیا تھا۔ حالانکہ میں نے اس کی کوئی کوشش نہیں کی تھی۔ چنانچہ میں نے اُسے تخت حکومت سے اُتار دیا اور وہ مضطرب بحال پریشاں مرحوم خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا، مرحوم خلیفہ نے اس کی عزت و توقیر کی اور اُس کی خواہش کے مطابق اس کی مدد کی مگر اُس نے اپنے فرائض منصبی نہ ادا کئے اور نہ احسانات شاہی کا (باقی صفحہ ۳۲۸)

محمد بن ابی عامر نے خلیفہ کے بھائی کو جو کہ دعوے دار خلافت و امارت تھا۔ بڑی بڑی چالوں سے قتل کیا بعدہٗ جعفر بن عثمان مصحفی (خلیفہ حکم کے حاجب) غالب والی مدینہ سالم .... خواجہ سرایاں محل سرائے شاہی اور ان کے سرداروں فائق اور جوذر سے سازش کی اور اس معاملہ میں ان لوگوں کو شریک کر کے مغیرہ کو قتل کیا اور کامیابی کے ساتھ ہشام کی خلافت و امارت کی سب سے بیعت عامہ لے لی۔

(بقیہ حاشیہ ص ۳۲۷) شکریہ ادا کیا اور نہ ان حقوق کی نگہداشت کی جو اس پر مرحوم خلیفہ اور ان کے بعد امیر المومنین کے تھے۔ یہ ارادتمند بلا کسی ضرورت اور حاجت کے در دولت کی آستانہ بوسی کو حاضر ہوا ہے، محض شاہی عنایت کا امیدوار اور خلافت پناہی کے لطف و کرم کا خواستگار ہے۔ اس وقت تک میری جانب سے میری رعایا کے خیالات اچھے ہیں اور وہ بہ دل و جان میری حکومت کے خواہاں ہیں"۔
خلیفہ حکم نے ارشاد کیا۔ "ہم تمھارا مطلب سمجھ گئے۔ عنقریب تم ہمارے احسانات اور عنایات کا دو چند اس سے ثمرہ حاصل کرو گے۔ جس قدر کہ ہمارے نامور باپ نے تمھارے ہم چشم پر کئے تھے۔ اگرچہ اسے سبقت کی فضیلت حاصل ہے۔ مگر یہ فضیلت ایسی نہیں ہے کہ تمھارے کسی قسم کے حقوق نظر انداز کئے جائیں انشاء اللہ تعالیٰ، تم ہمارے حضور سے قابلِ رشک ہو کر اپنے ملک واپس جاؤ گے، ہم تمھارے ملک اور تمھاری حکومت کی بنیاد مستحکم کر دیں گے۔ جو لوگ تمھاری مخالفت کریں گے ہم انھیں اس مخالفت کا مزہ چکھائیں گے، ہم اپنے احسان اور فضل عام سے تمھیں اسی رتبہ پر پہنچائیں گے۔ جس پر کہ تم پہلے تھے اور جو بلاد تم سے چھین لئے گئے ہیں ہم اسے پھر تمھیں واپس دیں گے۔ واپسی کے وقت اسی مضمون کا فرمان لکھ کر ہم تمھیں عطا کریں گے تاکہ وہ تمھارے اور تمھارے چچا زاد بھائی کے حقوق کی نگہداشت اور تمھاری تقرری پر دلالت کرے۔ انشاء اللہ ہم تمھیں تمھاری امید سے زیادہ اپنی عنایتوں سے محفوظ اور مسرور کریں گے واللہ علیٰ ما نقول وکیل"۔
اردون نے یہ سن کر شکرانہ کا دوبارہ سجدہ کیا اور اجازت حاصل کر کے الٹے پاؤں دربار سے لوٹا تاکہ خلافت مآب کی طرف واپسی میں پیٹھ نہ ہو۔ دو خواجہ سرا اردون کے دونوں بازو پکڑ کر مجلس غربی کے صحن میں لائے۔ اب اردون کے ہوش و حواس درست ہو گئے تھے آنکھیں اٹھا کر پھر مجلس شرقی کی طرف دیکھا تو تخت شاہی کو خالی پایا، شاہی تخت کی طرف سجدہ کیا بعد ازاں وہی دونوں خواجہ سرا اردون کو اس ہال (کمرہ) میں لائے جو مجلس غربی سے ملا ہوا اور اسے ایک مخملی گدے پر جس پر طلائی کام بنا ہوا تھا، بٹھایا، اتنے میں جعفر حاجب (لارڈ چیمبرلین) آ پہنچا اردون دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا براہ عجز و الحاح دست بوسی کو بڑھا جعفر نے دست بوسی سے روک کر معانقہ کیا اور اس کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگا اور اسے خلافت مآب کے ایفاء وعدہ کا اچھی طرح سے یقین دلایا اس سے اردون کی مسرت اور خوشی دو چند ہو گئی۔ اس کے بعد حاجب نے اردون اور اس کے تمام ہمراہیوں کو علیٰ قدر مراتب خلعتیں دیں۔ چنانچہ اردون کامیابی کے ساتھ اپنے ملک واپس گیا۔ اس موقع پر بھی اہل علم نے خطبے دیئے شعراء نے قصائد پڑھے۔ تمام دار الخلافت قرطبہ میں مسرت کا اظہار کیا گیا۔ (دیکھو المقاری مطبوعہ لیدن جلد اول صفحات ۲۵۰ لغایۃ ۲۵۶)
مورخین لکھتے ہیں کہ خلیفہ حکم کثیر الاخلاق، نفیس مزاج، عالم، علوم و فنون کا شائق، (باقی ص ۳۲۹ پر)

محمد بن ابی عامر محمد بن ابی عامر کے اختیارات جو کہ ہشام کی کم سنی کی وجہ سے امور سیاسی میں پیش پیش ہو رہا تھا اور سلطنت و دولت کے سیاہ و سفید کرنے کا مختار ہو گیا تھا۔ خلیفہ حکم کی وفات کے بعد بے حد بڑھ گئے۔ اہل دولت، اراکین سلطنت کے ساتھ چالیں چلنے لگا ایک کو دوسرے سے لڑا دیا۔ بعض کو بعض کے ذریعہ سے قتل کرایا۔

منصور بن ابی عامر قبیلہ یمنیہ خاندان معافر سے تھا۔ اس کا نام محمد تھا عبداللہ بن ابی عامر بن محمد بن عبداللہ بن عامر محمد بن ولید بن یزید بن عبدالملک معافری کا بیٹا تھا۔ عبدالملک معافری (منصور کا جد اعلیٰ)، طارق فاتح اندلس کے ہمراہ اندلس آیا تھا۔ فتح اندلس میں اس نے بہت بڑا حصہ لیا تھا اور بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے، منصور ابن ابی عامر بھی بہت بڑا با اقبال شخص تھا، ایک چھوٹے عہدہ سے وزارت کے مرتبہ تک پہنچا، خلیفہ حکم جیسے شخص نے اپنے بیٹے ہشام کا قلمدان وزارت اس کے سپرد کیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

محمد بن عامر کی حکمت عملی خلیفہ حکم کے انتقال کر جانے پر خلیفہ ہشام نے محمد بن ابی عامر کو حجابت کا عہدہ عنایت کیا۔ محمد نے اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے خلیفہ ہشام کو ایسا کچھ دبا لیا کہ وزیروں کو بھی باریاب ہونا دشوار ہو گیا۔ کبھی اتفاق سے ان لوگوں کو ایسا دن نصیب ہوتا تھا کہ جس میں یہ لوگ دربار شاہی میں حاضر ہو کر سلام اور پھر اُلٹے پاؤں واپس آتے تھے، شاہی فوجوں کی تنخواہوں میں معقول اضافہ کیا۔ علماء کے مراتب بڑھائے، اہل علم کی قدر افزائی کی۔ اہل بدعات کا قلع قمع کیا۔ نہایت دانشمند، صائب الرائے۔ شجاع، فنون جنگ سے واقف اور مذہب کا بے حد پابند تھا، اراکین دولت اور رؤسا سلطنت میں سے جن لوگوں نے اس کی مخالفت اور اس کے کاموں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۸) علماء اور اہل ہنر کا قدر دان تھا۔ جو لوگ اس سے ملنے آتے تھے۔ ان کی کمال عزت کرتا تھا۔ کتابوں کے جمع کرنے کا بے حد شوق تھا۔ اس کے کتب خانہ میں چار لاکھ جلدیں مختلف علوم و فنون کی تھیں ابن فرضی اور ابن بشکوال تحریر کرتے ہیں کہ خلیفہ حکم کے کتب خانہ میں ایسی کتابیں بہت کم تھیں جس پر اُس نے حاشیہ یا نوٹ نہ لکھا ہو۔ کم از کم اس نے ہر کتاب پر اس قدر ضرور لکھ دیا تھا کہ یہ کتاب فلاں فن کی ہے فلاں شخص اس کا مؤلف ہے، مولف کی جائے ولادت اگر مر چکا ہے تو تاریخ وفات بھی لکھ دیتا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ حکم محض کتابوں کے جمع کرنے کا شائق اور کتابی کیڑا نہ تھا بلکہ اس کا وقت کتب بینی میں بھی صرف ہوتا تھا۔ افسوس ہے کہ حکم کی اس قدردانی علوم و فنون کو غیر تو ہیں براہ حسد و رشک عیب کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں سچ ہے سہ عیب نماید ہنرش در نظر یہ تھے سلاطین اندلس جن کے آگے بادشاہان یورپ زانوئے ادب تہ کرتے تھے اور اپنی نزاعوں اور قضایا اور خصومتوں کو فیصل کرانے کی غرض سے ان کے حضور میں بہ کمال ادب پیش کرتے تھے اور اسے باعث فخر سمجھتے تھے مگر افسوس ہے کہ ان میں خلاف شریعت کا رواج چل نکلا تھا جس کا ان کو احساس نہیں ہوا اور آخر میں یہی زوال سلطنت کا باعث ہوا والبقاء اللہ وحدہ۔ مرحوم نے قصر قرطبہ میں ۲ صفر ۳۶۶ھ کو سولہ سال حکومت کر کے بعارضہ فالج انتقال کیا۔

میں مزاحمت کی۔ ان لوگوں میں سے کسی کو بحکمتِ عملی معزول کیا، کسی کا درجہ توڑ دیا اور کسی کو کسی کے ذریعہ سے قتل کرا دیا۔ یہ تمام امور خلیفہ ہشام کے حکم اور شاہی فرمان کے ذریعہ سے سرانجام پاتے تھے۔ رفتہ رفتہ محمد بن ابی عامر نے اپنے تمام مخالفوں کا خاتمہ کر دیا اور ان کی جماعت کو منتشر کر دیا۔ سب سے پہلے قصر خلافت کے صقالبہ خدام اور خواجہ سراؤں کو نکالنے کی فکر کی چنانچہ حاجب مصحفی کو ان کے نکالنے اور بارگاہ خلافت سے مردود کرنے پر اُبھار دیا۔ حاجب مصحفی نے ان لوگوں کو ذلیل کر کے قصر خلافت سے نکال دیا، یہ لوگ تعداد میں آٹھ سو یا اس سے زائد تھے۔

اس کے بعد محمد بن ابی عامر نے غالب (حکم کے مولیٰ اور سپہ سالار افواج سرحدی) کی بیٹی سے عقد کر لیا اور حد درجہ اس کی اطاعت اور فرماں برداری کرتا رہا، اس کے ذریعہ سے اس نے مصحفی کے اقتدار کو گھٹایا اور اس کے اثر کو امور سلطنت سے محو و نیست و نابود کر کے معزول کر دیا۔ اس کے بعد غالب سپہ سالار افواج سرحدی کی اُکھاڑ پچھاڑ، جعفر بن علی بن حمدون والی مسیلہ کے ذریعہ سے کی۔ یہ جعفر وہی ہے جو شروع عہد حکومت حکم میں زناتہ اور بربریوں کو لے کر حکم سے لڑا تھا۔ غالب کی برخاستگی کے بعد اس نے جعفر پر بھی اپنا ہاتھ صاف کیا، عبدالودود ابن جوہر اور ابن ذی النون وغیرہ جیسے سرداران عرب سے سازش کر کے جعفر کی زندگانی کا بھی خاتمہ کر دیا۔ الغرض محمد بن ابی عامر نے ارکین سلطنت اور سردارانِ دولت کی اُکھاڑ پچھاڑ سے فارغ ہو کر لشکر کی آراستگی کی جانب توجہ کی سرحدی باشندوں زناتہ اور بربر سے شاہی لشکر مرتب کیا۔ صنہاجہ، مغراوہ، بنی بقرن، بنی برزال اور مکناسہ وغیرہ کو حکومت و سلطنت کے اہم اور ذمہ داری کے کام سپرد کئے۔ انھی لوگوں کو افواج شاہی کی سرداری عطا کی۔

محمد بن ابی عامر کا عروج

محمد بن ابی عامر نے انھیں چالوں اور حکمتِ عملیوں سے نوعمر خلیفہ ہشام کو شاہ شطرنج بنا کر قصر خلافت کی بساط پہ بٹھا دیا اور خود حکمرانی کی عبا پہن کر حکومت کرنے لگا۔ خلیفہ ہشام اپنی شان خلافت لئے ہوئے محل سرائے خلافت کی چار دیواری کے اندر بیٹھا رہا اور محمد بن ابی عامر نے بلاد ہسپانیہ میں اپنی حکومت اور رعب داب کا سکہ چلا دیا، تمام امور سلطنت کا نظم و نسق خود کرتا تھا، سرحدی عیسائی شہزادوں پر ہمیشہ فوج کشی اور جہاد کرتا تھا اہل بربر اور زناتہ کو لشکر کی سرداری اور بڑے بڑے مراتب دیتا تھا اور عرب نژادوں کے اثر کو آہستہ آہستہ گھٹاتا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ کمال استقلال اور استحکام کے ساتھ حکومت پر قابض ہو گیا جو ارکین دولت اس کے سدراہ تھے، ان کے نام و نشان کو مٹا دیا۔ خاص اپنی سکونت کے لئے ایک شہر موسوم بہ زاہرہ آباد کرایا۔ شاہی خزائن، میگزین اور ہر قسم کے اسباب وہیں اٹھا لے گیا۔ اور وہیں تخت حکومت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے لگا۔

محمد بن ابی عامر نے فقط اس پر اکتفا نہیں کیا تھا بلکہ یہ حکم بھی صادر کیا تھا کہ بادشاہوں کی طرح میری تعظیم و تکریم کی جائے اور انھی کی طرح مجھے آداب و القاب لکھے جائیں" بایں ہمہ الحاجب المنصور

کے لقب سے اپنے کو ملقب کرتا تھا، خطوط، فرامین اور نشقے اسی کے نام سے جاری کیے جاتے تھے منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا سکہ بھی اسی کے نام کا مسکوک کرایا گیا، جھنڈوں پر بھی اس کا نام لکھوایا گیا۔ اس کا خاص دفتر علیحدہ تھا۔ اس کی فوج بربریوں اور آزاد غلاموں سے مرتب تھی۔ نومسلموں اور غلاموں کو بڑے بڑے عہدے دیئے جاتے تھے۔ ان چالوں اور حکمت عملیوں سے جسے چاہا کر گذرا، جواں مرد اور دلیر تھا، جہاد اور جنگ کفار پر اکثر بذاتہ جاتا تھا۔ اپنے زمانۂ حکومت میں باون جہاد کیے، ایک جہاد میں بھی اس کا جھنڈا سرنگوں نہیں ہوا، اور نہ اس کی فوج برداشتہ خاطر اور بددل ہوئی، نہ تو اس کی فوج کو کوئی صدمہ پہنچا اور نہ اس کے کسی سریہ[1] کو ہلاکت کا سامنا ہوا، اس کی فوج ظفر موج سرحدی بلاد سے تجاوز کر کے سواحل بربر تک پہنچ گئی تھی۔ مدبرانہ چالوں سے ملوک بربر کو باہم لڑا کر ان کی قوت کو فنا کر دیتا تھا۔ یہی اسباب تھے جن سے اس کی حکومت کا سکہ تمام ملک مغرب میں کامیابی کے ساتھ چلا۔

فاس پر فوج کشی

ملوک زناتہ نے اپنی بد اقبالی کا یقین کر کے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی، اس کے شاہی اقتدار کو بخوشی خاطر تسلیم و قبول کر لیا تھا، اس کا بیٹا عبدالملک ملوک مغراوہ آل خزر کی سرکوبی کو فاس پر چڑھ گیا تھا۔ اس فوج کشی کا سبب یہ ہوا تھا کہ زیری بن عطیہ بادشاہ مغراوہ نے خلیفہ ہشام کو ناتجربہ کار حکمراں تصور کر کے خلیفہ ہشام کے ممالک محروسہ کو اپنے حدود مملکت میں ملا لیا تھا۔ عبدالملک نے ۳۵۶ھ میں زیری پر فوج کشی کی اور پہنچتے ہی فاس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا، کامیابی کے بعد اپنی طرف سے ملوک زناتہ کو ملک مغرب اور اس کے صوبجات بجلماسہ وغیرہ پر مامور کیا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ زیری بن عطیہ نے تاہرت میں جا کر پناہ لی۔ چنانچہ اسی زمانہ فراری میں مرگیا۔ اس کے بعد عبدالملک واضح کو ملک مغرب کی حکومت پر مامور کر کے قرطبہ کی جانب واپس ہوا۔

محمد بن ابی عامر کی وفات

محمدؒ بن ابی عامر ملقب بہ منصور اعظم جو درحقیقت اسم بامسمی تھا ایسے غلبہ اور رعب داب کی ستائیس[2] سال حکومت کر کے جہاد سے واپس آتے ہوئے

---

[1] سریہ اس فوج کو کہتے ہیں جو شبخوں مارنے کی غرض سے شب میں حملہ آور ہوتی ہے۔

[2] مؤلف کتاب نفح الطیب تحریر کرتا ہے کہ منصور اعظم کے حالات میں ابن سعید نے لکھا ہے کہ محمد بن عامر ملقب بہ منصور اعظم قریہ ترکش کا رہنے والا تھا اس کا مورث اعلیٰ عبدالملک طارق فاتح اندلس کے ساتھ اندلس آیا تھا۔ ابن حبان نے اپنی کتاب مخصوص دولت عامریہ میں، فتح نے مطمح میں، حجازی نے مسہب میں، ثم تندی نے طرف میں بالاتفاق تحریر کیا ہے کہ منصور اعظم قریہ ترکش کا اصلی باشندہ تھا۔ لڑکپن ہی سے قرطبہ چلا آیا تھا اور یہیں تعلیم اور تربیت حاصل کی۔ اس کے بعد محل سرائے خلافت کے قریب ایک دوکان لے کر خطوط نویسی کرنے لگا، خدام قصر خلافت کے خطوط اور اہل غرض و حاجت مندوں کی عرضیاں لکھ کر اپنی اوقات بسر کرتا تھا۔ اتفاق سے "سیدہ صبح" مادر موید (ہشام) نے حساب کے لکھوانے کے لئے منصور اعظم کو بلوا بھیجا۔ (باقی صفحہ ۳۳۲ پر)

مدینہ سالم میں پہنچ کر ۳۹۲ھ/۱۰۰۲ء میں راہی ملکِ عدم ہوا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۱) منصور اعظم نے دیانت داری اور مستعدی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ بعض خواجہ سراؤں نے بھی سلطانہ بیگم سے منصور اعظم کی تقریب اور توصیف کی، سلطانہ بیگم اس کی خدمت سے اس درجہ خوش ہوئیں کہ اُسے بعض مواضعات کا قاضی مقرر کر دیا۔ آدمی ہوشیار اور زمانہ کی رفتار سے آگاہ تھا نہایت دانائی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ تھوڑے دن میں اشبیلیہ کی زکوٰۃ اور وراثت کا سر دفتر مقرر کیا گیا۔ اُس نے اپنی خداداد قابلیت اور تحائف و نذرانوں سے سلطانہ بیگم کو اپنے اوپر اس قدر مہربان بنا لیا اور اس قدر رسوخ بڑھا لیا کہ کسی اور کو خواب میں بھی اس زمانہ میں یہ مرتبہ حاصل نہ ہوا تھا۔ اس کے باوجود اس نے مصحفی کی اطاعت اور فرمانبرداری میں بھی ذرّہ بھر بھی کوتاہی نہ کی، حتیٰ کہ ہشام تختِ حکومت پر جلوہ افروز ہوا ہشام کی عمر اس وقت بارہ برس کی تھی سلطانہ بیگم کو امورِ سلطنت میں پوری پوری مداخلت تھی اور محمد بن ابی عامر اپنے شریفانہ طرزِ عمل اور عاملانہ تدابیر سے اس کا پیش دست تھا۔

اتفاق سے اسی زمانہ میں عیسائیوں نے ممالکِ اسلامیہ پر فوج کشی کی مصحفی نے ان کی مدافعت پر محمد بن ابی عامر کو مامور کیا، محمد بن ابی عامر نے بہ عنایت اللہ جل شانہٗ عیسائیوں کو شکست دے دی۔ اس سے اس کی مقبولیت اور بڑھ گئی خواص و عوام اسے محبت کی نظروں سے دیکھنے لگے۔ داد و دہش کا مادہ بھی اس میں موجود تھا کچھ لوگوں کو اس سے محبت ہو گئی۔ غرض کسی کو اپنی مردانگی اور دلاوری سے، کسی کو اپنی داد و دہش سے، کسی کو پابندی شریعت اور قانون سے، کسی کو اپنی عاملانہ تدابیر سے اپنا ہمدرد اور بہی خواہ بنا لیا اور جن لوگوں نے اس کی ذرا بھی مخالفت کی یا اسے ان کی جانب سے خطرہ ہوا حکمت عملی سے حرفِ غلط کی طرح سے نکال کر پھینک دیا۔ مصحفی کے ذریعہ سے صقالبہ (محل سرائے خلافت کی متعلقہ فوج خواجہ سرایان صقالبہ یعنی سلیوں) کو نکلوا دیا اس کے بعد مصحفی کو جوڑ توڑ لگا کر غالب کے ذریعہ سے معزول کیا۔ پھر غالب کو جعفر کے ذریعہ اپنے تیرِ مقصود کا نشانہ بنایا چند روز بعد جعفر کو عبدالرحمٰن بن محمد ہاشم تجیبی کے ہاتھوں ذلیل و خوار کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ منصور اعظم اپنے ارادوں میں حد درجہ کا مستقل اور ان کے پورے کرنے میں نہایت مضبوط تھا۔ ان اشخاص کی معزولی و برطرفی اس وجہ سے نہیں ہوئی کہ یہ لوگ منصور اعظم کی ترقی کے سدِ راہ تھے بلکہ ملکی و سیاسی مصلحتوں نے منصور کو ان لوگوں کی معزولی اور برطرفی پر مائل اور آمادہ کیا تھا۔ ان لوگوں نے اپنی غرضوں کا ملک و دولت ہسپانیہ کو نشانہ بنا رکھا تھا اور منصور اعظم کو یہ باتیں پسند نہ آتی تھیں۔ اس کے زمانہ کو مورخین مغرب نے اندلس کے لئے نمونہ رحمتِ الٰہی شمار کیا تھا اس نے اندلس کے خود غرض قبائل عرب کو بربریوں اور اجنبیوں کے ذریعہ سے زیر و زبر کر کے اندلس کو پُر امن اور مہذب حکومت بنایا تھا۔ اس کے کارنامے ایسے ہیں جو آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں اس نے اپنے زمانہ حکومت میں ۵۶ جہاد سرحدی کفار پر کئے اور کسی میں بھی ناکامی نہیں ہوئی۔ بہ نفس نفیس لڑائیوں میں جاتا تھا عیسائی سرحدی سلاطین کو ایک دوسرے سے لڑا کر کمزور کر رکھا تھا۔ اس کی نسبت مطمح میں فتح تحریر کرتا ہے کانت ایامہ احمد ایام وسہام باسہ اشد سہام غزا الروم شاتیا وصائفہ ومضی فیما یروم زاجرا وعائفا اس عروج و سطوت اور ترقی کے باوجود اس نے اپنے نام سے "حاجب" کے لقب کو ترک نہیں کیا تھا۔ نیا باپ کی جانب (باقی صفحہ ۳۳۳ پر)

عبدالرحمٰن بن منصور کی ولیعہدی مظفر کے انتقال کے بعد عبدالرحمٰن، مظفر کا بھائی منصور کا دوسرا بیٹا جانشین ہوا۔ الناصر الدین اللہ کا بزرگ لقب اختیار کیا۔ اُس نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۲) سے معافری تھا اور ماں کی طرف سے تمیمی۔ لہٰذا دونوں جانب سے اسے شرافت نسبی حاصل تھی۔

منصور اعظم نے اپنے زمانہ حکمرانی میں رفاہ عام کے بھی بہت سے کام کیے تھے جس سے اس کی نیک نیتی اور نفع رسانی خلائق کا ثبوت ملتا ہے۔ ان میں سے ایک قرطبہ کے نہر اعظم کا پل ہے، ابتدائے ۳۷۸ھ میں اس پل کا بنیادی پتھر رکھا گیا ۳۷۹ھ کے نصف میں بن کر تیار ہوا۔ ایک لاکھ چالیس ہزار دینار (ایک دینار تقریباً ایک روپیہ کا ہوتا تھا) صرف ہوئے تھے۔ ایسا ہی ایک دوسرا پل نہر استجہ پر بغرض رفاہ خلائق تعمیر کرایا تھا، جامع مسجد قرطبہ کی عمارت میں بھی معقول اضافہ کیا تھا تمام ملک اندلس میں سڑکیں بنوائیں دشوار گزار پہاڑیوں کو کاٹ کر راستے بنوائے جس پر ہر کہ و مہ بآسانی سفر کر سکتا تھا۔ منصور اعظم کی واقف کاری، سیاست اور بیدار مغزی غیر معمولی تھی، اسے ملک کے تمام حالات معلوم ہوتے رہتے تھے ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ ایک روز شب کے وقت منصور اعظم اپنے محل سرا میں بیٹھا ہوا تھا۔ شدت کی بارش ہو رہی تھی، تند اور تیز ہوا ٹھنڈی چل رہی تھی تاریکی ایسی تھی کہ اپنا ہاتھ نظر نہ آتا تھا منصور نے دستہ فوج سواران میں سے ایک سوار کو طلب کر کے حکم دیا کہ اسی وقت طلیارش کے راستہ پر جا کر کھڑے رہو جو شخص سب سے پہلے تمہاری طرف سے ہو کر گزرے، اسے میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ یہ سوار گھوڑے پر سوار ہو کر طلیارش کے راستہ پر جا کر اُسی ابر بارش، برف اور طوفان میں کھڑا ہوا قریب فجر ایک ضعیف اور معمر شخص گدھے پر سوار آتا ہوا نظر آیا اس بوڑھے کے پاس لکڑی کاٹنے کے چند اوزار بھی تھے، سوار نے دریافت کیا "اے بوڑھے! تو ایسے وقت میں کہاں جاتا ہے؟" بوڑھے نے جواب دیا "لکڑیوں کے لئے جاتا ہوں" سوار نے اپنے دل میں یہ خیال کر کے کہ یہ بوڑھا غریب لکڑیوں کے کاٹنے کو پہاڑ کی طرف جا رہا ہے اس سے منصور کی کیا غرض ہو گی کچھ تعرض نہ کیا۔ بوڑھا آگے بڑھ گیا۔ پھر یہ سوار دل ہی دل میں سوچ کر منصور کی سطوت، اور جبروت سے ڈرا اور لپک کر اس بوڑھے کو جھٹ پٹ گرفتار کر لیا، بوڑھے نے منت و سماجت کی کہ مجھے چھوڑ دو، منصور کی کوئی غرض مجھ سے نہ نکلے گی میں اپنے پیٹ کے دھندے کے لئے جا رہا ہوں، سوار نے ایک بھی نہ سنی، کشاں کشاں منصور کی خدمت میں لایا، منصور اس وقت تک بیٹھا ہوا اس سوار کے آنے کا انتظار کر رہا تھا، ایک ساعت کو پلک نہیں جھپکائی تھی منصور نے بوڑھے کو دیکھتے ہی خدام کو جامہ تلاشی کا اشارہ کیا۔ خادم نے تلاشی لی، مگر کچھ برآمد نہ ہوا منصور نے کہا "اچھا اس کے گدھے کے پالان کی تلاشی لو"۔ خدام نے پالان کی تلاشی لی تو اس میں سے ایک خط برآمد ہوا یہ خط عیسائی جلا وطنوں نے ان عیسائیوں کو تحریر کیا تھا جو منصور کے یہاں فوجی خدمات پر مامور تھے مضمون یہ تھا کہ "موقع پا کر منصور کا کام تمام کر دو"۔ منصور نے مضمون خط سے مطلع ہو کر تمام عیسائیوں کے قتل کا حکم دیدیا انہی عیسائیوں کے ساتھ اس بوڑھے شخص کی بھی گردن ماری گئی۔

منصور اعظم میں فرو گذاشت، فیاضی اور رحم دلی کا مادہ بھی موجود تھا کتاب الازہار المنثورہ فی الاخبار المأثورہ کے زہرہ چالیسویں میں لکھا ہوا ہے کہ ایک مرتبہ منصور اعظم نے خزانہ شاہی کی جانچ کی تو اتفاق سے افسر خزانہ کے ذمہ تین ہزار دینار کا ناجائز خرچ نکلا، منصور نے افسر خزانہ کو اپنے روبرو طلب کر کے بیان لیا، افسر خزانہ نے غبن کا (باقی صفحہ ۳۳۴ پر)

امن وامان قائم رکھنے، ملک وحکومت پر متغلب ومتصرف رہنے اور خلیفہ ہشام کو بزور حکمت عملی وتدابیر مناسب دبائے رکھنے میں وہی رویہ اختیار کیا جو اس کے باپ اور بھائی کا تھا۔ چند روز بعد اس کے

(بقیہ حاشیہ ص۳۳۳) اقرار کیا، منصور بولا کیوں فاسق تجھ ایسے شخص کی کیا سزا ہے جس نے مسلمانوں کے مال کو غصب کیا ہو"۔ افسر خزانہ نے گذارش کی یہ ایک تقدیری امر تھا جو عقل پر غالب آ گیا "تنگ دستی تھی جس نے امانت اور دیانت کو فاسد کر دیا"، منصور نے قسم کھا کر کہا میں تجھ کو بے حد سزا دوں گا تاکہ دوسروں کو عبرت ہو" منصور نے یہ کہہ کر لہار اور داروغہ جیل کو طلب کر کے حکم دیا کہ اس خائن کے پاؤں میں بھاری بیڑیاں ڈال دو اور جیل پہنچا دو" چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی اور سرہنگ کشاں کشاں لے چلے۔ افسر خزانہ نے چلتے وقت دو شعر پڑھے جس کا ترجمہ یہ ہے افسوس صد افسوس میں نے اکثر دیکھا ہے"، کہ جو کام ہونے والا ہوتا ہے اس میں عقل جاتی رہتی ہے"، اصل یہ ہے کہ کسی شخص میں نہ کچھ قوت ہے اور نہ طاقت ہے"، جو قوت یا طاقت ہے وہ اللہ کی ہے"۔

منصور نے یہ سن کر ارشاد کیا "لوٹا لاؤ" جب وہ لوٹا لایا گیا تو اس سے دریافت کیا۔ تو نے تمثیلاً یہ کہا ہے یا کہ اعتقاداً اور قولاً' افسر خزانہ نے عرض کیا۔ میں نے اعتقاداً کہا ہے 'تمثیلاً نہیں کہا" منصور نے سرہنگوں کو حکم دیا کہ اس کی بیڑیاں کٹوا دو' فوراً بیڑیاں کاٹ ڈالی گئیں۔ افسر خزانہ نے خوش ہو کر دو شعر اور پڑھے۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ کیا تم نے ابن ابی عامر کی فروگذاشت نہیں دیکھی"، بالضرور اس کا احسان سب کی گردن پر ہے"، ایسا ہی اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے درگذر کرتا ہے"، تو اسے جنت میں داخل کرتا ہے"، منصور نے خوش ہو کر حکم دیا اسے رہا کر دو اور جس قدر اس نے روپیہ غبن کیا ہے اسے میرے مال سے پورا کر کے داخلِ خزانہ کر دو۔

منصور اعظم کے مزاج میں جہاں اس قدر فروگذاشت تھی وہاں وہ قوانین اور احکام شرعیہ کا بے حد پابند بھی تھا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی جرم میں اس کا بیٹا ماخوذ ہو کر قاضی کے روبرو پیش کیا گیا۔ قاضی نے حد شرع کے جاری کیے جانے کا حکم دیا منصور کا بیٹا یہ سمجھ کر کہ میرا باپ حکومت وسلطنت کے سیاہ سفید کرنے کا مختار ہے، مجلس قضا سے اپنے مکان پر چلا آیا، منصور کو اس کی خبر لگی تو اس نے بے حد ناراضگی ظاہر کی اور اسی وقت گرفتار کر کے قاضی کی خدمت میں بھیج دیا۔ قاضی نے شرعی حد کا نفاذ کیا چنانچہ اسی حد میں وہ مر بھی گیا۔ اور منصور نے اُف تک نہ کی۔ منصور اعظم جس وقت فوج کا جائزہ لیتا اور قواعد اور پریڈ کے میدان میں ہوتا اس وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ ایک غیر معمولی جنرل ہے جس سوار کی تلوار یا وردی خلاف قاعدہ ہوتی اسی تلوار سے اُس کا سر اتار لیا جاتا۔ ذرا بھی فروگذاشت نہ کرتا۔ غرض منصور اعظم عفو کرم اور پابندی قوانین کا ایک مجسم پتلا تھا جس میں دونوں رُخ نظر آتے تھے۔ منصور اعظم اپنے ارادہ میں مستقل اور مضبوط بھی تھا جس کام کو شروع کرتا اسے بغیر تمام کیے ہوئے نہ چھوڑتا تھا، اس سے اس کی عالی حوصلگی پر کافی طور سے روشنی پڑتی ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ وہ مجلس مشیران میں کسی مہم سلطنت پر بحث کر رہا تھا۔ اثناء بحث میں دفعتہً گوشت کے جلنے کی بو آئی۔ رفتہ رفتہ اس قدر بڑھی کہ تمام ایوان میں پھیل کر حاضرین کو پریشان کر دیا، ختم بحث کے بعد دریافت سے معلوم ہوا کہ منصور کے پاؤں میں کوئی بیماری تھی اور اس پر داغ دیا جاتا تھا۔ اللہ رے منصور کا استقلال اور مستقل مزاجی (باقی ص۳۳۵ پر)

دماغ میں رتبہ خلافت حاصل کرنے کی ہوس سمائی، چنانچہ خلیفہ ہشام سے جو کہ برائے نام حکومت وسلطنت کا مالک تھا۔ یہ درخواست پیش کی کہ مجھے آپ اپنا ولی عہد مقرر فرمائیے۔ خلیفہ ہشام نے اس درخواست کو

(بقیہ حاشیہ صہ ۳۳۴) کہ اس نے اُف تک نہ کی اور اُف کرنا تو درکنار پوری دل جمعی سے مسئلہ مبحوثہ پر بحث کرتا رہا اور کامل طور سے رد و قدح کرنے میں مصروف رہا ایسے مستقل مزاج شخص کے آگے کسی مزاحم کی مزاحمت کہاں تک چل سکتی ہے۔ اس کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ منصور اعظم درحقیقت منصور اعظم اور اسی مبارک لقب سے ملقب کئے جانے کا مستحق تھا جب تک اس کی فوج ظفر موج ششماہی یلغار پر رہتی تھی اس وقت تک تمام سرحد اندلس کے مسیحی علاقہ جات میں تہلکہ پڑا رہتا تھا اور عیسائی امراء کے آگے مجسم تصویر مرگ کھڑی رہتی تھی لیون کو اور گرد کی ریاستوں کے ساتھ تخت قرطبہ کا باج گذار صوبہ بنا لیا تھا کٹائیل بارسلونا۔ نادار کو متواتر وبہم شکستوں سے جاں بہ لب کر رکھا تھا۔ بلکہ پامپلوتا اور بارسلونا کے شہروں پر قبضہ بھی کر لیا تھا صاحب سطمح لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ اس کا سفیر غرسیہ والئ نشکنش کے پاس کسی ضرورت سے گیا ہوا تھا۔ غرسیہ نے اس کی بے حد خاطر ومدارات کی بڑی دھوم دھام سے دعوت کی اپنے تمام مقبوضہ علاقہ کی سیر کرائی۔ مدتوں اس کے ملک میں یہ سفیر سفر کرتا رہا۔ کوئی مقام ایسا نہ تھا جہاں پر یہ نہ گیا ہو۔ اتفاق سے ایک روز اس کا گذر ایک گرجا کی طرف ہوا۔ گوشہ کلیسہ میں ایک عورت قید نظر آئی۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ مسلمان عورت ہے اور ایک مدت دراز سے عیسائی راہبوں نے قید کر رکھا ہے۔ سفیر نے واپسی کے بعد اس واقعہ کو منصور سے بیان کیا۔ منصور نے اسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے فوجیں مرتب کر کے غرسیہ کے ملک پر جا پڑا۔ غرسیہ گھبرا کر منصور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دست بستہ ادب کے ساتھ فوج کشی اور ناراضی کا سبب دریافت کیا۔ منصور نے تیور چڑھا کر کہا "تو نے تو مجھ سے وعدہ واقرار کیا تھا کہ میں اپنے ملک میں کسی مسلمان کو قید نہ رکھوں گا۔ مگر دریافت سے معلوم ہوا کہ تو نے خلاف عہد نامہ فلاں گرجا میں ایک عورت کو قید کر رکھا ہے۔ واللہ میں اس وقت تک تیرے ملک سے نہ جاؤں گا جب تک اس گرجا کو منہدم کر کے اس عورت کو رہا نہ کر لوں گا" غرسیہ نے قسم کھا کر منت وسماجت سے اپنی ناواقفی ظاہر کی اور اُسی وقت منصور کی مرضی کے مطابق گرجا کو منہدم کرا کے اس عورت کو منصور کے لشکرگاہ میں پہنچا دیا۔

منصور اعظم کے نمایاں فتوحات اور اس کی زندگانی کے عمدہ کارناموں سے اندلس کے شمالی عیسائیوں کا سرکرنا ہے پہلے اس نے لیون کو زیر وزبر کیا اور اس کے لوہا لاٹ فصیلوں اور سنگین برجوں کو مسمار اور منہدم کر کے بارسلونا کی طرف بڑھا اور اس پر بھی قابض ہو کر گالیشیا پر جا پہنچا اور اسے بھی بزور تیغ فتح کر کے سینٹ یعقوب (دیاگو) کے مشہور اور عظیم الشان گرجا کو جا کر زمین دوز کر دیا، یہ گرجا بلاد اندلس میں بہت بڑا اور عظیم الشان تھا دور دراز ملکوں سے عیسائی راہب اس کی زیارت کو آتے تھے ہزاروں تارک الدنیا اور خدا پرست مسیحیوں کا یہ مرکز اور تمام یورپ کا قبلہ بنا ہوا تھا۔ عیسائیوں کا یہ خیال تھا کہ اس گرجا میں یعقوب حواری مسیح کی قبر ہے۔ مسیح علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کی نظر توجہ یعقوب پر خاص طور سے تھی، یہ بیت المقدس کا اسقف (مجاور) تھا۔ تلقین دین عیسائیت کی غرض سے اس مقام تک پہنچ کر پھر سرزمین شام کو واپس گیا تھا اور غالباً ۱۲ ؁ھ شمسی میں وہیں (باقی صہ ۳۳۶ پر)

قبولیت کا درجہ عنایت کیا' ارباب حل وعقد واصحاب شوریٰ کو جمع کر کے ابوحفص بن برد کو عہد نامہ لکھنے کا حکم دیا۔ اس وقت شہر میں خوب خوشی منائی گئی۔ تمام شہر میں چراغاں کیا گیا تھا۔ غرض ابوحفص نے حسب حکم ہشام' ناصر کی ولیعہدی کا فرمان اس مضمون کا تحریر کیا:۔

(بقیہ حاشیہ صـ۳۳۵) مر بھی گیا تھا اس کے ہمراہیوں نے اسے اس گرجا میں لا کر دفن کیا جو اس کے سفر کا منتہا تھا۔ اس وقت تک مسلمان بادشاہوں میں سے کسی نے مشکلات سفر اور دوری کی وجہ سے اس گرجا کا قصد تک نہیں کیا تھا۔ یہ شرف وعزت منصور کے لئے ازل سے مخصوص تھی۔ چنانچہ یوم شنبہ ماہ جمادی الآخر ۳۸۷ھ کی ۲۴ تاریخ کو لشکر صایفہ کے ساتھ قرطبہ سے منصور نے کوچ کیا' منصور کا یہ اڑتالیسواں جہاد تھا کوچ وقیام کرتا ہوا شہر قوریہ میں داخل ہوا اور اسے فتح کر کے غلیسیہ (گالیشیا) کی طرف بڑھا۔ یہاں پر عیسائی سرداروں کی ایک بڑی جماعت بغرض اظہار اطاعتِ حکومت حاضر ہوئی اور عساکر اسلامیہ کے ہمراہ شمالی عیسائیوں کے سرکرنے کے لئے روانہ ہوئی۔ منصور نے پہلے ہی سے دریائی سفر اور فوج کا انتظام کر لیا تھا۔ جنگی جہازوں کے کئی بیڑے موجود تھے آلاتِ حرب بھی کافی تھے' کمسریٹ کا انتظام بھی معقول تھا۔ فوج کی تعداد بھی کثیر اور معتدبہ تھی۔ یہاں سے روانہ ہو کر مقام برتقال کی طرف بڑھا اور نہر دویرہ کو عبور کر کے ایک بڑی نہر کو بذریعہ پل کے عبور کیا جو منصور کے حکم سے جنگی جہازوں کے بیڑے نے پیشتر سے تعمیر کر رکھا تھا۔ یہ پل عیسائیوں کے قلعہ کے مقابلہ پر بنایا گیا تھا۔

منصور کو قلعہ سے جس قدر سامانِ جنگ اور رسد وغلہ کا ذخیرہ ملا' لے کر دشمنانِ اسلام کے ملک میں قدم رکھا اور نہایت تیزی سے کئی دشوار گزار راستوں اور متعدد دریاؤں اور پہاڑی دروں کو طے کر کے ایک بہت بڑے کشادہ میدان میں پہنچا جو بلاد قرطاش میں واقع تھا پھر اس میدان سے ایک دشوار گذار پہاڑ کے قریب پہنچا جس کا صرف ایک ہی راستہ از حد چھوٹا اور تنگ تھا منصور نے سیپرس مائنرس پلٹن کو راستہ ہموار اور کشادہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ شاہی پلٹن نے نہایت تیزی سے سڑک درست کر دی منصور نے اس مصیبت سے بہ آسانی تمام نجات پائی اور نیز وادی منیہ کو بھی عبور کر کے کھلے ہوئے اور وسیع میدان میں پہنچا اس میدان کو طے کرنے کے بعد دیر قسطان اور بلنبو کے میدان میں وارد ہوا یہ مقام بحر محیط کے کنارہ پر واقع تھا۔ عیسائیوں سے مقابلہ ہوا کامیابی کا سہرہ منصور کے سر رہا شنت (سینٹ) بلا یہ کو فتح کر کے بحر محیط کے اس جزیرہ کی جانب بڑھا جہاں پر گرد ونواح کے شکست خوردہ عیسائی بھاگ کر پناہ گزیں ہوئے تھے' عیسائیوں نے جاتے وقت کشتیوں کو توڑ ڈالا۔ منصور کو اس دریا کے عبور کرنے میں بے حد پس وپیش ہوا مگر کچھ سوچ سمجھ کر گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا۔ اس کے ہمراہیوں نے بھی اپنے شیر دل افسر کو تیرتے ہوئے دیکھ کر اپنے اپنے گھوڑوں کو دریا میں ڈال دیا رکاب سے رکاب ملائے ہوئے بات کی بات میں دریا عبور کر کے جزیرہ میں جا پہنچے جس قدر عیسائیوں نے یہاں آ کر پناہ لی تھی ان سب کو قید کر لیا' مال واسباب لوٹ لیا اس کے بعد اسلامی لشکر بڑھتے بڑھتے کوہ مراسیہ تک پہنچا جسے بحر محیط کی طرف سے گھیرے ہوئے تھا مسلمانوں نے اسے بھی ایک سرے سے چھان ڈالا' جس قدر یہاں عیسائی تھے ان سب کو گرفتار کر کے اپنا حلقہ بگوش بنا لیا اور جس قدر مال واسباب پایا' سب پر قبضہ کر لیا اس کے بعد (باقی صـ۳۳۷ پر)

ولی عہدی کا فرمان

ہشام موید باللہ امیر المومنین..... بالعموم تمام آدمیوں سے اور بالخصوص بذات خاص بڑے غور و فکر اور مدتوں استخارہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ کس کو میرے بعد منصب امامت و خلافت دیا جائے اور کون شخص اس جلیل القدر عظیم الشان رتبہ

(بقیہ حاشیہ ص۳۳۶) بذریعہ دو رہبروں کے اسلامی لشکر نے دو پایاب مقام سے خلیج کو عبور کر کے نہر ایلہ کو بھی عبور کیا اور بہت بڑے مسطح قطعہ زمین میں پہنچے، جہاں پر عمدہ عمدہ عمارتیں بہ کثرت تھیں۔ قدرتی چشمے، خود رو سبزہ زار اور باغات تھے۔ اس مقام سے یعقوب حواری کی قبر دکھائی دیتی تھی جس کی زیارت کو عیسائی دور دراز ملکوں سے سفر کر کے آتے تھے۔ بلاد قبط، نوبہ، رومہ اور تمام یوروپ کے مسیحی راہب اور تارک الدنیا یہاں پر آ آ کر جمع ہوتے تھے، یہاں کے قیام کو باعث نزول برکت و رحمت خداوند تصور کرتے تھے۔

منصور نے اس مقام سے کوچ کر کے شہر سینٹ یعقوب پر پہنچ کر پڑاؤ کیا، یہ چہار شنبہ کا دن تھا ماہ شعبان ۳۸۷ھ کی صرف دو راتیں گذری تھیں عیسائیوں نے اس مقام کو پہلے ہی سے خالی کر دیا تھا عساکر اسلامیہ نے سوائے عمارتوں اور گرجاؤں کے کسی کو نہ پایا، عمارتوں اور گرجاؤں کو منہدم و مسمار کر دیا، مال و اسباب جس قدر پایا لے لیا بڑے گرجا کے قریب جس وقت منصور پہنچا ایک بوڑھا راہب یعقوب حواری کی قبر کے پاس بیٹھا ہوا نظر آیا منصور نے دریافت کیا تم یہاں کیوں ٹھہرے ہو؟ اور کیا کرتے ہو؟ بوڑھے راہب نے نہایت بے پروائی سے جواب دیا، یعقوب حواری کی تنہائی کے خیال سے یہاں ٹھہرا ہوا اپنے خداوند کو یاد کرتا ہوں، منصور کے دل میں اس استغناء کا بہت بڑا اثر پڑا، صرف اس کی جان بخشی ہی نہیں کی بلکہ ایک گارد زائر اور مزار کی حفاظت پر مقرر کر دیا تاکہ سپاہ جو شہر کو تاخت و تاراج کر رہی ہے اس مقام کے لوٹنے کی جرأت نہ کر سکے اور فتح مند گروہ کی غارت گری سے یہ محفوظ رہے۔ اس مقام کے قبضہ حاصل کرنے کے بعد منصور نے اپنی فوج ظفر موج کو تمام جزیرہ میں پھیلا دیا۔ بڑھتے بڑھتے اس کی فوج، جزیرہ سینٹ مانکس تک پہنچ گئی جو اس سرزمین کا منتہا تھا جس سے بحر محیط کی لہریں ٹکر کھا رہی تھیں اور جس کے آگے نہ تو سوار جا سکتا تھا اور نہ اسے کوئی پیادہ بہ آسانی عبور کر سکتا تھا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پر منصور سے پہلے کسی مسلم کا گذر نہیں ہوا۔

چونکہ منصور نے جاتے وقت بے حد دقت اٹھائی تھی، اس وجہ سے واپس ہوتے ہوئے برمند بن اردون کے ملک کا راستہ اختیار کیا اور اپنے ہمراہیوں کو اس کے ملک کے تاخت و تاراج کرنے کی ممانعت کر دی، رفتہ رفتہ قلعہ بلبقیہ کے قریب پہنچا، یہاں سے منصور نے ان عیسائی امراء کو ان کے بلاد کی جانب واپس جانے کا حکم دیا جو اس جہاد میں اس کے ہم رکاب تھے اور نامہ بشارت فتح دار الحکومت قرطبہ روانہ کیا واپسی کے وقت عیسائی امراء کو انعامات جائزے اور خلعے مرحمت فرمائے جس سے منصور کی عالی حوصلگی اور بلند ہمتی کا ثبوت ملتا ہے۔

اس معرکہ کے بعد یا کسی اور معرکہ کے بعد محمد بن ابی عامر نے "المنصور" کا خطاب اختیار کیا اور در حقیقت وہ اسی خطاب کا سزاوار تھا۔

افسوس ہے کہ ایسا اولو العزم عالی حوصلہ شخص جو انسانی حملوں سے ہمیشہ بچتا اور کامیاب ہوتا رہا موت کے

(باقی اگلے صفحہ پر)

کے لائق ہے۔ امیر المومنین پر اللہ تعالیٰ کا خوف بے حد غالب ہوا ہے اور وہ اُن قضا و قدر سے نہایت خائف و پریشان ہیں جو یک بیک نازل ہو جاتی ہیں اور پھر وہ کسی کے ٹلے نہیں ٹلتیں۔ ابھی اس جماعت سے علماء کا وجود مفقود نہیں ہوا کہ جن کے معدوم ہو جانے سے جہل و تاریکی کی گھنگھور گھٹا چھا جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے روبرو جاتے ہوئے ایسی حالت میں کہ ادائے فرائض منصبی سے قاصر رہے ہیں شرم آئے گی۔

میں نے قبائل قریش وغیرہ کی خوب خوب جانچ پڑتال کی کہ ان میں سے کون شخص ایسے امر عظیم الشان کے لائق ہے اور ایسے بار گراں کے اٹھانے کا کون شخص متحمل ہوگا۔ جس کی دیانت و امانت پر بھروسہ کر کے اللہ کے بندے اس کے سپرد کیے جائیں اور وہ اپنی ہوائے نفسانی اور خواہشات بے جا سے کنارہ کر کے اللہ تعالیٰ کی مرضی کا جویاں اور خواہاں رہے میں نے نزدیک و دور نظر دوڑائی، مگر میری نظر میں ایسا کوئی شخص نظر نہ آیا جسے میں اپنے بعد مسلمانوں کی خلافت اور امارت سپرد کر دوں۔ ایک شخص کے علاوہ جو نسباً بہترین شخص ہے اور بہ لحاظ رتبہ عالی اور بہ نظر منصب سب سے برتر ہے۔ اور اس میں خوف خداوندی کا مادہ بھی ہے۔ فروگذاشت بھی اس کے مزاج میں ہے، مردم شناسی اس کا خاص جوہر ہے اپنے ارادوں میں مضبوط، اخلاق حسنہ سے آراستہ ہے، اخلاق رذیلہ سے کوسوں بلکہ منزلوں دور ہے' وہ کون شخص ہے وہ میرا دوست، میرا ناصح مہربان ابو المظفر عبدالرحمٰن بن منصور بن ابی عامر، اللہ تعالیٰ اسے توفیق خیر عطا فرمائے امیر المومنین نے اسے مختلف مواقع پر جانچا ہے اور اکثر اوقات اس کا امتحان لیا ہے اس کی حالت پر گہری نظر ڈالی ہے اس کے اخلاق اور عادات پر بھی غور و فکر کی ہے، امیر المومنین کے خیال میں یہ نیک کاموں میں جلدی کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا بے حد شائق ہے اپنے مقاصد اور ارادوں کے پورے کرنے پر چیرہ دست ہے اور تمام خوبیوں اور محاسن کا جامع ہے وہ ایسا شخص ہے کہ منصور جیسا اس کا باپ ہے اور مظفر جیسا اس کا بھائی ہے۔ ایسی صورت میں کوئی ہرج نہیں ہے اگر وہ تمام ترقی کے زینوں کو دفعۃً طے کر جائے اور خیر و برکت کے مدارج یکبارگی حاصل کر لے۔ امیر المومنین نے (اللہ تعالیٰ اس کی تائید کرے) اس وجہ سے کہ اس میں علم کے بڑے بڑے اسرار مخفیہ اور غیب کے بہت سے رازہائے سربستہ کا ظہور ہوتا ہے یہ قصد فرما لیا ہے کہ ان کا ولیعہد ایک قحطانی نسل کا شخص ہو جس کی نسبت عبداللہ بن عمرو بن العاص اور ابو ہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۷) پنجہ سے نہ بچ سکا۔ کسٹائیل پر آخری جہاد کر کے واپسی کے وقت دفعۃً بیمار ہو کر ۳۹۲ھ / ۱۰۰۲ء میں مر گیا اور بہ مقام مدینہ سالم (میڈیناسلی) مدفون ہوا۔ نفح الطیب جلد اول مطبوعہ لیدن صفحہ ۲۵۷ لغایۃ ۲۷۶۔

لا تقوم الساعۃ حتی یخرج رجل من قحطان یسوق الناس بعصاہ ہیں جب کہ انتخاب خلیفہ کی بابت اختیار حاصل ہو گیا اور آثار سے اس کا ثبوت مل گیا اور کوئی دوسرا شخص اس کے سوا اس اہلیت کا نظر نہیں آتا، تو امیر المومنین اپنی حیات میں امور سلطنت کو اس کے سپرد کرتے ہیں اور بعد وفات یہ حکم دیتے ہیں کہ یہی میرا جانشین تخت خلافت ہو، امیر المومنین کا یہ فعل بطیب خاطر بلا جبر و اکراہ اور اجتہاداً ہے۔ امیر المومنین نے اس ولیعہدی کو بلا کسی شرط اور قید کے جائز اور نافذ فرمایا ہے۔ اور اس عہد نامہ کے ایفاء پر خفیہ، علانیہ قولاً اور فعلاً اللہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کو جو کہ امیر المومنین کے آباء واجداد سے ہیں اور نیز اپنے آپ کو ذمہ دار کیا ہے کہ آئندہ نہ تو اس میں کچھ تبدیلی کی جائے گی اور نہ کچھ تغیر پیدا کیا جائے گا اور نہ یہ عہد نامہ کالعدم کیا جائے گا اور نہ کسی اور امر پر محول کیا جائے گا۔ اس امر پر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کو گواہ کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ شہادت کے لئے کافی ہے اور اس پر اسے بھی گواہ کیا جاتا ہے، جس کا نام اس عہد نامہ میں آ گیا ہے اور وہ آج سے صاحب الامر قولاً و فعلاً مختار اور میرا ولی عہد موسوم بہ مامون ابو المطرف عبدالرحمٰن بن منصور ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے توفیق خیر عطا فرماتے اور اس کی گردن پر جس امر کا بار رکھا گیا ہے اسے پورا کرنے کی اسے قوت عطا کرے اور اسے اس کے فرائض منصبی کے ادا کرنے پر قدرت عنایت کرے۔ تحریر ماہ ربیع الثانی ۳۹۸ھ۔

تحریر عہد نامہ کے بعد وزراء قضاۃ اور تمام اراکین دولت نے بدست خاص اپنے اپنے دستخط کیے۔ اس روز سے یہ ولیعہد کہلایا جانے لگا۔ اس سے اہل دولت امویہ کو جوش پیدا ہوا اور وہ سب کے سب اس سے معاندانہ پیش آنے لگے۔ اسی سبب سے اس کی اور اس کی قوم کی حکومت ختم ہو گئی۔ ان اللہ وارث الارض ومن علیہا۔

ہشام کی معزولی اور مہدی کی بیعت

عبدالرحمٰن ملقب بہ ناصر لدین اللہ بن منصور اعظم کی ولیعہدی کی تقریب درجہ تکمیل پر پہنچنے کے بعد امویوں اور قریشیوں کو اس سے بے حد ناراضگی اور برافروختگی پیدا ہوئی عبدالرحمٰن ناصر کو گرانے کی فکریں کرنے لگے اور سب کے سب اس امر پر متفق ہوئے کہ عنان حکومت مضریہ کے قبضہ اقتدار سے نکال کر یمینیہ کے ہاتھ میں دی جائے چنانچہ ہر طبقہ کے لوگوں میں باہم سرگوشیاں ہونے لگیں، اتفاق سے اسی زمانہ میں عبدالرحمٰن ناصر لشکر صوائف کے ساتھ جلالقہ کے جہاد پر چلا گیا۔ مخالفین کو موقع مل گیا۔ ایک روز سب کے سب جمع ہو کر افسر اعلیٰ پولیس پر قرطبہ میں قصر خلافت کے دروازے پر جہاں کہ اس کا مرکز تھا ۳۹۹ھ میں ٹوٹ پڑے اور ہشام مؤید کو منصب خلافت سے معزول کر کے محمد بن ہشام بن عبدالجبار بن امیر المومنین الناصر لدین اللہ کو تخت خلافت پر جلوہ افروز کیا اور اس کی خلافت و امارت کی بیعت کر لی۔ محمد بن ہشام اسی شاہی خاندان کا ایک ممبر اور خلفاء گذشتہ کی یادگار تھا۔ اراکین دولت نے محمد کو تخت خلافت پر متمکن کرنے کے بعد "المہدی باللہ" کا لقب دیا۔

بنو عامر کا زوال

اس واقعہ کی خبر شدہ شدہ عبدالرحمٰن حاجب کو سرحد پر جہاں کہ وہ تھا پہنچ گئی۔ ہمراہیوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ عبدالرحمٰن نے اس زعم سے کہ امورِ سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا مالک تو میں ہوں اور میری موجودگی میں کسی کی کچھ پیش نہ جائے گی' قرطبہ کی جانب واپس ہوا' جوں ہی دارالخلافت کے قریب پہنچا فوج کا بڑا حصہ اور سردارانِ بربر' عبدالرحمٰن کے لشکرگاہ سے علیحدہ اور جدا ہو کر قرطبہ چلے آئے اور مہدی کے ہاتھ پر بیعت کر لی' جو اس وقت قرطبہ میں حکمرانی کر رہا تھا۔ ان لوگوں نے لگا بجھا کر مہدی کو عبدالرحمٰن ناصر کی مخالفت پر اُبھار دیا۔ چنانچہ مہدی کے اشارہ سے چند لوگ عبدالرحمٰن ناصر پر حملہ آور ہوئے اور اس کا سر اُتار کر مہدی اور مخالفین عبدالرحمٰن کے پاس لے آئے۔ عبدالرحمٰن کے مارے جانے سے عامریوں کی حکومت و دولت کا خاتمہ ہو گیا گویا کہ اس کا وجود ہی نہ تھا۔

بربریوں کی بغاوت

اس سے پیشتر بربریوں اور زناتہ کی فوجوں نے منصور کا حکمرانی اور سیاست میں ہاتھ بٹایا تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے کے بھی ہوا خواہ رہے۔ ان دنوں ان لوگوں کے رؤسا اور امراء زادی بن منا' صنہاجی' بنو ماکیر ابن زیری' محمد بن عبداللہ برزالی' نصیل بن حمید مکناسی اس کا باپ عبیدیوں سے عہد خلافت ناصر میں لڑا تھا) زیری بن غزانہ نیطی' ابو یزید بن دوناس یفرنی' عبدالرحمٰن بن عطاف یفرنی' ابو نور بن ابی قرہ یفرنی' ابو الفتوح بن ناصر' حزرون بن محسن مغراوی' مکساس بن سید الناس اور محمد بن عیسیٰ مغراوی وغیرہ اپنے قبائل اور خاندان کے ساتھ تھے۔ یہ لوگ عبدالرحمٰن ناصر کی چیرہ دستی اور امورِ سلطنت پر قابض ہونے سے ناراض ہو کر محمد بن ہشام سے جا ملے تھے باقی رہے امویہ وہ پہلے ہی سے خار کھائے بیٹھے تھے انھیں دولت و حکومت پر عامریوں کا تسلط کب پسند آ سکتا تھا انھوں نے نہایت خوشدلی سے محمد بن ہشام کی حکومت کا خیر مقدم کیا اہل شہر کے قلوب بھی عامریوں سے صاف نہ تھے۔ عامری عام طور سے آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتے تھے۔ تھوڑے دن میں اس حد تک یہ قضیہ بڑھا کہ عوام الناس ان لوگوں سے پریشان ہو کر اراکین دولت سے فریادیں کرنے لگے' ہر کہ و مہ کی زبان پر انھی لوگوں کا چرچا رہنے لگا۔ محمد بن ہشام نے ان سب واقعات سے مطلع ہو کر حکم دیدیا کہ کوئی عامری سوار ہو کر نہ نکلے اور نہ آلاتِ حرب سے مسلح ہو۔

مہدی کو معزول کرنے کی سازش

اسی زمانہ میں ان کے بعض رؤساء دروازہ محل سرائے شاہی سے بلاحضوری واپس کر دیئے گئے تھے' بازاریوں نے ان کے مکانات کو لوٹ لیا۔ زادی' ابو الفتوح ناصر اور اس کے چچا زاد بھائی حسامہ نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر محمد بن ہشام مہدی سے شکایت کی کہ بازاریوں نے ہم لوگوں کے مکانات کو لوٹ لیا ہے' مہدی نے ان کی فریادیں سنیں اور جن لوگوں نے اُن کے گھروں کو لوٹ لیا تھا ان کو سزائیں دیں مہدی کا سینہ ان لوگوں کی عداوت سے بھرا ہوا اور ان کی عادات بد سے اس کا دل بیزار تھا۔ اس کے بعد سچ یا جھوٹ کسی ذریعہ سے ان لوگوں تک یہ خبر پہنچی کہ مہدی ان لوگوں کے ساتھ بدعہدی کیا چاہتا ہے۔ یہ لوگ باہم ملنے جلنے لگے۔ در پردہ مشورہ ہونے لگا کہ مہدی کو معزول کر کے ہشام بن سلیمان ابن امیر المومنین ناصر الدین اللہ

کو عبائے خلافت پہنانا چاہیے۔ اس واقعہ سے ارا کین دولت کے کان آشنا ہو گئے۔ بانتہائی عجلت کے ساتھ اس کی روک تھام کی طرف متوجہ ہوئے، پہلے تو ان لوگوں کو حکمت عملی سے شہر قرطبہ سے نکال باہر کیا۔ اس کے بعد ہشام بن سلیمان اور اس کے بھائی ابو بکر کو مہدی کے پاس گرفتار کر لائے۔

مستعین کی بیعت

چنانچہ مہدی کے حکم سے ان دونوں ناکردہ گناہوں کی گردن ماری گئی۔ اور سلیمان بن حکم بخوف جان بھاگ کر بربر اور زناتہ کے لشکر میں پہنچا، اس وقت یہ سب کے سب قرطبہ کے باہر جمع ہو رہے تھے اور شاہی خاندان میں سے کسی ایک شاہزادے کو تخت نشین کرنے کی فکر میں کر رہے تھے۔ سلیمان کو دیکھتے ہی اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی۔ المستعین باللہ کے مبارک خطاب سے مخاطب کیا اور اس کے ہم رکاب طلیطلہ کی سرحد کی طرف گئے، ابن اوفونش کی پشت گرمی سے فوجیں آراستہ کر کے قرطبہ کے محاصرہ کے لئے کوچ کیا۔ اس فوج میں یا تو بربری تھے یا عیسائی۔ مہدی بھی یہ خبر پا کر بقصد جنگ قرطبہ کے باہر آیا اہل شہر ارا کین دولت اور فوج نظام سینہ سپر ہو کر اپنے جدید خلیفہ کے ساتھ لڑنے کے لئے نکلی، گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر قرطبہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ میدان مستعین کے ہاتھ رہا۔ تقریباً بیس ہزار اہل قرطبہ اس معرکہ میں کام آئے۔ ائمہ مساجد، دربان، موذن، اور علماء مشائخین قتل کئے گئے۔ آخر چوتھی صدی میں مستعین فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے قرطبہ میں داخل ہوا، محمد بن ہشام بن عبد الجبار ملقب بہ مہدی باللہ بھاگ کر طلیطلہ پہنچا۔

مستعین کی شکست

جس وقت مستعین نے بزور تیغ قرطبہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ محمد بن ہشام مہدی شکست کھا کر طلیطلہ چلا گیا۔ ابن اوفونش نے اسے بھی فوجی مدد دی۔ پس یہ بھی اس کی اعانت اور پشت گرمی پر فوجیں آراستہ کر کے قرطبہ کی جانب بڑھا مستعین سے معرکہ آرا ہوا، چنانچہ قرطبہ کے باہر مقام عقبۃ البقر آخری دروازہ سبتہ پر مستعین کو شکست ہوئی، مہدی مظفر و منصور قرطبہ میں داخل ہوا اور کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا۔

مہدی کا قتل

جوں ہی مہدی مظفر و منصور قرطبہ میں داخل ہوا مستعین نے مع فوج بربر قرطبہ سے نکل کر تمام ملک میں غارت گری کا بازار گرم کر کے مار دھاڑ شروع کر دی۔ نیک و بد کا امتیاز چھوڑ دیا۔ ایک مدت تک یہی کیفیت رہی۔ اس کے بعد جزیرہ خضراء کی جانب چلا گیا۔ مہدی اور ابن اوفونش تعاقب میں روانہ ہوئے مستعین اور بربری فوج لوٹ پڑی۔ مہدی اور ابن اوفونش پسپا ہو کر قرطبہ کی جانب بھاگے، مستعین نے تعاقب کیا۔ حتیٰ کہ مہدی اور ابن اوفونش نے مع اپنی رکاب کی فوج کے قرطبہ میں داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا، مستعین نے محاصرہ کر لیا۔ اہل قرطبہ کو بربریوں کے طول و شدت محاصرہ سے اضطراب پیدا ہوا، خادمان قصر خلافت ہشام کے حاشیہ نشینوں سے ملے اور یہ کہا کہ یہ سب مصیبتیں محمد بن ہشام کی بدولت ہم لوگوں کے سروں پر نازل ہوئی ہیں۔ اگر تم لوگ بھی ہمارے اس خیال سے متفق ہو تو آؤ محمد بن ہشام کا کام تمام کر کے ہشام کی خلافت کی دوبارہ بیعت کر لیں اور بربریوں کے ظلم و ستم سے اپنے کو نجات دیں۔ خدام خلافت اور ہوا خواہان ہشام نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے محمد بن ہشام کو قتل کر کے بالاتفاق

ہشام موید کی خلافت کی دوبارہ بیعت کی۔ اس کام کا بانی مبانی واضح عامری نامی ایک شخص تھا جو ہشام موید کی بحالی کے بعد اس کا حاجب بنایا گیا تھا۔ یہ شخص منصور بن ابی عامر کا آزاد غلام تھا۔

قرطبہ کا محاصرہ

اہل قرطبہ کو اس کارروائی سے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا۔ بربری فوجیں، محاصرہ پر اڑی رہیں اور مستعین دعوے دار خلافت انھی لوگوں میں گل چھرے اڑاتا رہا، رفتہ رفتہ سارے قصبات اور دیہات خراب اور ویران ہوگئے کبھی تو ہشام قرطبہ سے نکل کر بربریوں اور مستعین کا تعاقب کرتا تھا اور گاہے بربری اور مستعین ہشام اور اہل قرطبہ کو مارتے مارتے قرطبہ میں داخل کر دیتے۔ اس روزانہ جنگ اور آئے دن کی شکست سے اہل قرطبہ تنگ آگئے اور رسد و غلہ کا ذخیرہ بھی ختم ہو چلا۔ مستعین اور بربری اس وجہ سے کہ مضافات قرطبہ پہلے ہی سے ویران ہوگئے تھے کھیتیاں خراب ہوگئیں تھیں، ان کی رسد و غلہ سے پریشان ہو رہے تھے نہ تو محاصرہ اٹھا کر واپس آتے بنتا تھا اور نہ قرطبہ فتح ہوتا تھا۔ کچھ سوچ سمجھ کر مستعین اور بربریوں نے ابن اونش کو اپنی کمک کی غرض سے طلب کیا۔

ہشام کا قتل

ہشام موید اور اس کے حاجب واضح کو اس کی خبر لگ گئی۔ انھوں نے ابن اونش کو صوبہ قشتالہ دے کر مستعین کی مدد کرنے سے روک دیا۔ اس صوبہ کو منصور نے عیسائیوں سے فتح کیا تھا۔ بالآخر بربریوں اور مستعین نے بزور تیغ ۴۰۳ھ میں قرطبہ کو فتح کر لیا۔ ہشام موید مارا گیا اور مستعین مع اپنی بربری فوج کے قرطبہ میں داخل ہوا۔ سب اپنی عورتوں، لڑکوں، اور بچوں سے ملے۔ ایک مدت کے بچھڑے ہوئے اپنے اپنے مکانات میں آکر آباد ہوئے۔

امراء کی خود مختاری

اس واقعہ سے مستعین کے دماغ میں اپنی حکومت کے مستقل و مضبوط ہو جانے کا خیال جم گیا، بربریوں اور غلاموں کو بڑے بڑے شہروں کی حکومت پر مامور کیا، انھیں وسیع اور زرخیز صوبوں کی حکمرانی دی، چنانچہ بادیس بن حبوس کو غرناطہ کی، محمد بن عبداللہ برزالی کو قرمونہ کی، اور ابو نور بن ابی اثبل کو شریش کی حکومت عطا کی۔ اراکین دولت کا شیرازہ منتشر ہو گیا تمام بلاد اندلس میں پریشان ہو کر نکل گئے اور آخر کار اسی زمانہ سے طوائف الملوکی بھی شروع ہو گئی ابن عباد نے اشبیلیہ میں، ابن افطس نے بطلیوس میں، ابن ذی النون نے طلیطلہ میں، ابن ابی عامر بلنسیہ و مرسیہ میں، ابن ہود نے سرقسطہ میں اور مجاہد عامری نے دانیہ اور جزائر میں خود مختاری حکومت کا اعلان کر دیا جیسا کہ ہم ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے

ابن حمود کا قرطبہ پر قبضہ

جس وقت اراکین دولت قرطبہ منتشر اور متفرق ہوگئے بربریوں نے حکومت و سلطنت پر قبضہ کر لیا، علی بن حمود اور اس کا بھائی قاسم جو کہ ادریس کے پس ماندگان خاندان سے تھے اور بربریوں کے ساتھ سرحد سے آئے تھے، دعوے دار حکومت ہو گئے اور زیادہ تر بربریوں کی حمایت اور اعانت سے ۴۰۷ھ میں قرطبہ پر قبضہ حاصل کر لیا، مستعین کو قتل کر کے بنو امیہ کی بادشاہت کے آثار معدوم اور نیست و نابود کر دیئے۔ سات برس تک اسی صورت سے قرطبہ کی حکومت کا سلسلہ جاری رہا، اس کے بعد پھر بنی امیہ اٹھے اور اولاد ناصر میں سے ایک شخص حکومت و امارت کی عبا پہن کر تخت خلافت پر متمکن ہوا پھر تھوڑے دن بعد عنان حکومت ان کے قبضہ سے نکل گئی اور حکومت و سلطنت پر عرب، غلاموں اور

بربریوں نے قبضہ کرلیا۔ ملک اندلس چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہوگیا۔ ان لوگوں نے علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی خودسر حکومتیں قائم کرکے وہی القاب اور خطابات اختیار کئے جو خلفاء کے تھے، جیسا کہ ہم اسے کامل طور سے ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

المستظہر و مستکفی اہل قرطبہ نے سات سال کے بعد حمودیوں کو کرسی امارت سے اُتار دیا (قاسم بن حمود نے بربری فوج لے کر قرطبہ پر فوج کشی کی) اہل قرطبہ نے متفقہ قوت سے قاسم کو شکست دی اس وقت اہل قرطبہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ عنان حکومت اندلس بنوامیہ کے قبضہ اقتدار میں دی جائے وہی اس کے مستحق اور لائق ہیں۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن ہشام بن عبدالجبار (برادر مہدی) کو شاہی کے لئے منتخب کیا اور ماہ رمضان سنہ ۴۱۴ھ میں اس کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کی۔ المستظہر کا خطاب دیا۔ ابھی اس کی حکومت و خلافت کو دو ماہ بھی نہیں گذرے تھے کہ محمد بن عبدالرحمٰن بن عبیداللہ بن خلیفہ ناصر بدعوے خلافت مستظہر کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا اس کے باپ کو منصور نے مخالفت کی وجہ سے قتل کروایا تھا اس وقت سے یہ خاموش موقع اور وقت کا منتظر رہا۔ اب جب کہ بربروں سے دولت و حکومت خالی ہوگئی تو اس نے علم مخالفت بلند کردیا۔ عوام الناس اور بازاریوں کا جم غفیر اس کے ساتھ ہولیا۔ مستظہر کو اس کی روک تھام میں ناکامی ہوئی۔ محمد بن عبدالرحمٰن نے قرطبہ پر قبضہ حاصل کرکے "مستکفی" کا خطاب اختیار کیا اور بالاستقلال تخت حکومت پر بیٹھ کر قرطبہ میں حکمرانی کرنے لگا۔

معتلی بن حمود مستکفی کی بیعت خلافت کے چھ مہینے بعد قرطبہ کی عنانِ حکومت (سنہ ۴۱۶ھ میں) یحییٰ بن علی بن حمود یعنی معتلی کے قبضہ میں چلی گئی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا اور مستکفی بحال پریشان سرحدی بلاد کی طرف بھاگ گیا اور اسی زمانۂ فراری میں سفر آخرت اختیار کیا۔ چند روز بعد اہلِ قرطبہ نے معتلی بن حمود کو سنہ ۴۱۷ھ میں تخت خلافت سے اُتار دیا۔

المعتمد باللہ وزیر السلطنت ابو محمد جہور بن محمد بن جہور اور سرداران قرطبہ نے ہشام بن محمد برادر مرتضیٰ کی خلافت کی بیعت کرلی۔ ہشام بن محمد ان دنوں سرحد پر مقام لاردہ میں ابن ہود کے پاس مقیم تھا جب اسے یہ خبر لگی کہ میری خلافت کی بیعت لی گئی ہے تو سنہ ۴۱۸ھ میں لاردہ سے برنت چلا آیا۔ اور "المعتمد باللہ" کا خطاب اختیار کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن عبداللہ بن قاسم برنت پر قابض ہوگیا تھا۔ پس ہشام نے یہیں قیام اختیار کیا، تین برس تک سرحد ہی پر مارا مارا پھرا، رؤسا اور سرداران قبیلہ میں باہم اختلاف پڑا ہوا تھا، فتنہ و فساد کی گرم بازاری تھی بالآخر اس امر پر متفق ہوئے کہ ہشام (معتمد) کو قرطبہ میں لاکر ٹھہرانا چاہئے چنانچہ وزیر السلطنت ابو محمد جہور ارکین دولت کے ایک گروہ کے ساتھ ہشام کے پاس گیا اور سنہ ۴۲۰ھ میں لے قرطبہ لے آیا، تھوڑا ہی زمانہ گذرنے پایا تھا کہ سنہ ۴۲۲ھ میں لشکریوں نے اسے معزول کردیا، غریب معتمد نے لاردہ کا راستہ لیا اور وہیں سنہ ۴۲۸ھ میں مرگیا۔ اس کے مرنے سے خلافت امویہ کا دور ختم ہوگیا اور اس کی حکومت و سلطنت کا ٹمٹماتا ہوا چراغ گل ہوگیا واللہ غالب علی امرہٖ۔

لہ ملک اندلس جسے طارق و طریف سپہ سالاران لشکر اسلام نے بزمانہ گورنری موسیٰ بن نصیر گورنر (باقی صفحہ ۳۴۴ پر)

باب ۳۳
بنی حمود کا عروج

حمود بن میمون بربریوں اور مغاربہ کے ساتھ جو کہ مستعین کے ہواخواہ تھے دو بھائی عمر بن ادریس کی اولاد سے تھے ان میں سے ایک کا نام قاسم تھا دوسرے کا نام علی۔ یہ دونوں بیٹے حمود بن میمون بن احمد بن علی بن عبید اللہ بن عمر بن ادریس کے تھے۔ یہ لوگ بربریوں کے گروہ کے ساتھ بلاد غمارہ میں تھے، اور انھی کے ذریعہ سے انھوں نے ریاست و امارت حاصل کی تھی جو محمد اور عمر،

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴۳) افریقیہ عہد خلافت ولید اموی ۹۲ھ میں فتح کیا تھا تقریباً پچاس برس تک بطور ایک صوبہ کے خلافت دمشق کا ماتحت رہا اس زمانہ میں اکثر دربار خلافت سے اس صوبہ کا گورنر مقرر ہو کر آتا تھا اور گاہے گورنر افریقیہ اپنی جانب سے کسی شخص کو اس صوبہ پر مامور کر دیتا تھا۔ اس پچاس سال کے آخر میں طوائف الملوکی اور خود سری بھی شروع ہو گئی تھی۔ قبائل عرب آپس میں لڑنے بھڑنے لگے تھے۔ ایک دوسرے کو کاٹے کھاتا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ خلافت دمشق کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا تھا۔ تخت خلافت پر عباسیہ کا قبضہ ہو گیا تھا۔ عبدالرحمٰن نامی ایک شخص شاہزادگان بنو امیہ سے کسی نہ کسی طرح اپنی جان اس عام خونریزی سے بچا کر اندلس پہنچا اور اپنی مدبرانہ کارروائیوں اور پولٹیکل چالوں سے اندلس پر قابض ہو گیا۔ ان سب واقعات کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اس وجہ سے ہم ان کا اعادہ نہیں کرنا چاہتے۔

عبدالرحمٰن داخل بنو امیہ میں سے سب سے پہلے ۱۳۸ھ میں اندلس آیا تھا اور بنو امیہ کی مردہ شان و شوکت کو از سر نو زندہ کیا تھا بہت بڑے حوصلہ اور دماغ کا آدمی تھا۔ اندلس کی متعدد اور خود سر حکومتوں اور بغاوتوں کو سر کر کے اسی نے ایک مہذب اور شائستہ گورنمنٹ بنائی تھی۔ اسی نے تمام خود مختار اور جنگجو امراء کو زیر و زبر کر کے اندلس کو پُر امن اور انصاف پسند حکومت کا خطاب دیا تھا۔ اس کے بعد اس کے خاندان سے ۴۲۸ھ تک تیرہ اشخاص اور جانشین ہوئے جن کے زمانہ حکومت کے حالات علیحدہ علیحدہ تحریر کئے گئے۔ ان تیرہ اشخاص میں سے گنتی کے چند اشخاص ایسے گذرے ہیں جنھیں جہانداری اور حکومت کا سلیقہ تھا ورنہ سب کے سب نہیں تو ان میں سے اکثر ایسے تھے جو کہ امراء دولت اور افسران فوج کے ہاتھ کی کٹ پتلی یا موم کی ناک تھے۔ مگر وہ چند اشخاص ایسے تھے کہ جن کی ذات سے اندلس کا نام روشن ہو گیا تھا۔ تمام یورپ نے اس کا لوہا مان لیا تھا۔ علم و ہنر اور فنون کی قدر دانی میں شہرہ آفاق تھے تقریباً دو سو نوے ۲۹۰ برس بنو امیہ نے اس ملک پر حکمرانی کی اور اس مدت میں (باقی ص ۳۴۵ پر)

اولاد ادریس کے پس ماندگان خاندان میں ایک زمانہ تک قائم رہی۔ اسی وجہ سے بربریوں کا ان لوگوں کے ساتھ میل جول اور تعلق تھا اور یہی امران لوگوں کے فخر و مباہات کا باعث ہوا پس یہ لوگ بربریوں کے ساتھ بلاد غمارہ سے سرزمین اندلس میں آئے اور مستعین نے اُن مغاربہ کے ساتھ جنہیں سند حکومت دی

(بقیہ حاشیہ ص ۳۴۴) ان تاج داروں نے اندلس کو دلہن کی طرح آراستہ کردیا۔ قرطبہ کیا تھا تمام جہان کے علوم و فنون کا مرکز بنا ہوا تھا۔ دور دراز ملکوں سے طلبا ر علوم یہاں کی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ یورپ نے اسی کی شاگردی میں زانوئے ادب تہ کیا تھا۔ ان بادیہ نشینان عرب نے ملک اندلس میں جو نمایاں کام کئے تھے وہ آج بڑے سے بڑے سائنس اور طبیعات داں اور فرزانۂ روزگار فلاسفر سے نہیں بن پڑتا۔ بزم اور رزم دونوں کے وہ مالک تھے۔ ان کے ایک ہاتھ میں قلم ہوتا تھا تو دوسرے ہاتھ میں تلوار۔ تعمیرات کی طرف آنکھیں اٹھتی ہیں تو اس وقت تک وہ زبان حال سے اپنے بانیوں کی عظمت وجلال کا افسانہ کہہ رہی ہیں ؎

از نقش و نگارے در و دیوار شکستہ
آثار پدیداست صنادید عجم رانہیں، عرب را

وجہ تسمیہ اندلس

بنو امیہ کا دور حکومت تمام ہوتا ہے اور اس کے بعد سے طوائف الملوکی کا سلسلہ اور خود مختار ریاستوں کا آغاز ہوتا ہے لہذا اس موقع پر ہم سرزمین اندلس کے کچھ اوصاف بیان کرنا چاہتے ہیں اور مدینۃ الخلفاء، قرطبہ کی بعض تعمیرات پر بھی ایک سرسری نظر ڈالا چاہتے ہیں ؎

از در دوست چہ گویم بچہ عنواں رفتم ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم

مولف کتاب نفح الطیب تحریر کرتا ہے کہ سرزمین اندلس کے اوصاف کسی عبارت میں کامل طور سے بیان نہیں کئے جا سکتے اور نہ اس کی خوبی و لطافت پر کسی قسم کا غبار پڑ سکتا ہے۔ ابن سعید کہتا ہے کہ یہ ملک اندلس بن طوبان بن یافث بن نوح علیہ السلام کے نام سے موسوم ہوا کیونکہ اندلس نے اپنی سکونت کے لئے اس سرزمین کو منتخب کیا تھا جیسا کہ طوبان کے بھائی سبت بن یافث کے نام سے اندلس کے سامنے کی سرحد اس کی سکونت کے باعث سبتہ کہلائی۔ ابن غالب کا بیان ہے کہ اندلس یافث بن نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا جس نے ابتداءً اس سرزمین میں سکونت اختیار کی تھی۔

اوصاف اندلس

ابو عامر سلمی نے اپنی کتاب بدور القلائد و غرر الفوائد میں تحریر کیا ہے ملک اندلس بہترین ملکوں سے ہے اس کی ہوا اور سرزمین نہایت معتدل، اس کا پانی بے حد شیریں، ہوا پاکیزہ، اور حیوانات و نباتات نفیس ہیں یہ ملک اوسط الاقالیم سے ہے اور خیر الامور اوسطہا ایک مشہور مثل ہے۔ ابو بعید بکری تحریر کرتا ہے کہ ملک اندلس پاکیزگی میں شام ہے، ہوا کے لحاظ سے یمن کے مشابہ ہے۔ مسطح اور معتدل ہونے کے اعتبار سے ہند ہے۔ عمدگی اور لطافت میں اہواز ہے، زرخیزی میں چین ہے، اس کے سواحل اور اس کے معادن میں طرح طرح کے قیمتی جواہر مخزون ہیں۔ آثار قدیمہ بھی بکثرت ہیں۔ مسعودی نے مروج الذہب میں تحریر کیا ہے کہ بحر اندلس کے ساحل شنترین اور شدونہ میں عنبر بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ سونا، چاندی (باقی ص ۳۴۶ پر)

تھی ان لوگوں کو بھی سرداری وحکومت عطا کی ان میں سے علی کو طنجہ کی حکومت مرحمت فرمائی اور قاسم کو جزیرہ خضراء پر مامور کیا۔ قاسم سے علی بڑا تھا۔ چونکہ مغاربہ اور بربریوں کے دلوں میں اولاد ادریس کی ہوا خواہی ہے کہ اس کی حکومت اس طرف پہلے سے متمکن تھی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اس وجہ سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴۵) چاندی اور پارہ کی متعدد کانیں ہیں۔ زعفران بھی پیدا ہوتا ہے۔ بعض مبصرین کا بیان ہے کہ اندلس میں تمام قسم کی کانیں ہیں جو سبعہ سیارہ کے تاثیرات سے پیدا ہوتی ہیں۔ رانگ کو زحل سے تعلق ہے۔ اس کی بھی اندلس میں کان ہے، قرزدیر سفید (ایک قیمتی پتھر ہے) منسوب بلشتری ہے۔ اس کی کان بھی اندلس میں ہے۔ لوہا مریخ کی طرف منسوب ہے یہ بھی اندلس کی کان سے برآمد ہوتا ہے۔ سونا شمس کی جانب منسوب ہے، تانبا زہرہ کی جانب، پارہ عطارد کی جانب، اور چاندی قمر کی طرف اور ان سب چیزوں کی کانیں اندلس میں موجود ہیں۔ غرض کہ اندلس کیا ہے۔ ایک زرخیز ملک ہے جس کی ہوا بھی معتدل اور سرزمین بھی شاداب ہے۔

جزیرہ نمائے اندلس مثلثۃ الشکل ہے اور تین حصوں وسطی، شرقی اور غربی پر مشتمل ہے۔ وسطی میں قرطبہ، طلیطلہ، جیان، غرناطہ، مریہ اور القہ وغیرہ تھے۔ بظاہر یہ چھ شہر ہیں لیکن حقیقت میں ہر ایک مستقل مملکت کے حکم میں تھے۔

قرطبہ کے متعلقات سے استجہ، بلکونہ، قبرہ، رندہ، غافق، مدور، اسطبہ، بیانہ، جنانہ اور قیصر وغیرہ تھے۔

طلیطلہ کے مضافات سے وادی الحجارہ، قلعہ رباح اور طلمنکہ وغیرہ تھے مضافات جیان سے ابذہ، بیاسہ اور قسطلہ وغیرہ تھے۔ متعلقات غرناطہ سے وادی آش، منکب اور رلوشہ وغیرہ تھے۔ اعمال مریہ سے اندرش اور القہ کے مضافات سے بلش اور الحامہ وغیرہ تھے بلش میں بکثرت میوہ جات پیدا ہوتے تھے الحامہ میں گرم پانی کا چشمہ وادی کی صورت میں تھا۔

شرقی اندلس میں صوبجات مرسیہ، بلنسیہ، دانیہ، سہلہ اور ثغر اعلیٰ تھے، مرسیہ کے متعلقات سے اریولہ، لقنت، لورقہ وغیرہ شمار کئے جاتے تھے۔ بلنسیہ میں شاطبہ اور جزیرہ شقر تھا۔ دانیہ کے متعلق بھی چند شہر تھے جنہیں گردش زمانہ نے ویران وخراب کر ڈالا۔

سہلہ میں بھی کئی شہر آباد تھے۔ یہ صوبہ بلنسیہ اور سرقسطہ کے درمیان میں واقع تھا اسی وجہ سے اسے بعضوں نے ثغر اعلیٰ کے مضافات سے شمار کیا تھا اس صوبہ میں متعدد قلعے اور کئی شہر آباد تھے۔

ثغر اعلیٰ کے مضافات سے سرقسطہ، کورہ لاردہ، قلعہ بیضاء، کورہ تطیلہ اس کا شہر طرسونہ تھا، کورہ وشقہ اس کا شہر تمریط تھا، کورہ مدینہ سالم (میڈ ناسلی)، کورہ قلعہ ایوب (اس کا شہر ملیانہ تھا، کورہ بربطانیہ اور کورہ باروشہ تھا۔

غربی اندلس میں اشبیلیہ، ماروہ، اشبونہ اور شلب شمار کئے جاتے تھے مضافات اشبیلیہ سے سرش، خضراء اور لبلہ تھا۔ ماروہ کے مضافات سے بطلیوس، بابرہ وغیرہ تھے۔

اعمال اشبونہ میں شنترین سب سے بہتر اور عمدہ مقام تھا۔

صوبجات شلب سے سینٹ مریہ وغیرہ تھے۔

ان کے علاوہ جزیرہ نما اندلس میں بہت سے چھوٹے چھوٹے جزائر ہیں۔ اگر ان سب کے حالات (باقی صفحہ ۳۴۷ پر)

علی بن حمود کی حکومت میں کسی قسم کا زوال و تزلزل پیدا نہ ہوا اور اس کے رعب و داب کا سکہ چلنے لگا۔ دو برس تک اس نے حکمرانی کی حتیٰ کہ خود اس کے باڈی گارڈ نے اسے حمام میں ۴۰۸ھ میں قتل کر ڈالا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴۶) تحریر کیے جائیں تو مضمون کافی طویل ہو جائے گا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ اندلس کا طول تیس یوم کی مسافت کا تھا اور عرض نو ایام کے سفر کا تھا۔ جسے چالیس بڑی بڑی نہریں چند حصوں پر منقسم کرتی تھیں۔ نہروں کے علاوہ بہت سے قدرتی چشمے تھے، معادن کی کوئی حد نہ تھی۔ دار الحکومت کے اسی شہر تھے۔ دیہاتوں اور قصبات کا شمار حد سے باہر تھا صرف نہر اشبیلیہ کے کنارہ بارہ سو گاؤں آباد تھے اندلس کی آبادی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ قدم قدم پر مسافروں کے لئے بازار سرائیں اور مسافر خانے ملتے تھے۔ مسافر دو کوس بھی جنگل، پہاڑ اور ویرانہ میں نہیں چلنے پاتا تھا کہ اسے آرام کے لئے مکانات مل جاتے تھے اور صاحب جغرافیہ نے تحریر کیا ہے کہ ملک اندلس کا طول چالیس یوم کی مسافت کا تھا اور عرض اٹھارہ یوم کی مسافت کا۔

قرطبہ کی بعض عمارات اور جامع مسجد یوں تو قرطبہ اور بلاد اندلس کی تمام عمارتیں قابل الذکر ہیں خاص کر اس وجہ سے کہ ان سے عرب کی صناعی کا ثبوت ملتا ہے اور ان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عربوں نے ایک ہی صدی کے اندر کس قدر اور کس بلا کی ترقی کی تھی مگر اس موقع پر ہم صرف جامع مسجد قرطبہ اور اس کی بعض عمارتوں کا تذکرہ کر کے اپنے اس نوٹ کو ختم کرتے ہیں۔

جامع مسجد قرطبہ کا بنیادی پتھر عبدالرحمٰن داخل مجدد دولت امویہ اندلسیہ نے ۷۸۶ء / ۱۵۹ھ میں رکھا تھا اسی ہزار دینار خرچ کر چکا تھا مگر تعمیر تکمیل کو نہیں پہنچی تھی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے ہشام نے ۷۹۳ء / ۱۶۶ھ میں جامع مسجد کی تعمیر کی تکمیل کی۔ اس کے بعد ہر نئے حکمران نے اور کسی نے نام آوری کی غرض سے اور کسی نے نمازیوں کی آسائش کے خیال سے کچھ نہ کچھ جدید عمارتیں اضافہ کیں، رفتہ رفتہ یہ مسجد مسلمانان عرب کے ابتدائی کمالات کا ایک عمدہ نمونہ بن گئی۔ اس مسجد میں چھتوں کے مسقف اور ڈاٹ دار گنبدوں کی تعداد شرقاً و غرباً ۱۹ اور شمالاً و جنوباً ۱۲ تھی پیتل کے اکیس دروازے منقش و مشجر لباس پہنے ہوئے نمازیوں کا انتظار کرتے تھے۔ بارہ سو ترانوے مطلا ستون مسجد کی مقدس چھت کو اٹھائے ہوئے تھے خاص درجہ میں نقرئی فرش تھا۔ جا بجا پچی کاری کا نفیس اور عمدہ کام بنا ہوا تھا ستونوں پر سونے اور قیمتی قیمتی پتھروں سے خوش نما نقش و نگار بنائے گئے تھے۔ منبر ہاتھی دانت اور ایک خاص قسم کی لکڑی کے ۳۶ ہزار ٹکڑوں سے بنایا گیا تھا جو بوقت ضرورت علیحدہ ہو سکتا تھا یہ ٹکڑے سونے کی کیلوں اور پتھروں سے باہم ملائے گئے تھے۔ صحن مسجد میں چار وسیع اور خوبصورت حوض پانی سے لبریز رہا کرتے تھے ان حوضوں میں کلوں اور نلوں کے ذریعہ سے پانی قریب کی ایک پہاڑی سے لایا گیا تھا۔

مسجد کے بازو پر بے تعداد کمرے اور حجرے بنے ہوئے تھے جن میں طلباء اور مسافروں کی مہمان داری نہایت فراخ حوصلگی سے کی جاتی تھی۔ ایک سو پیتل کی لالٹینیں لگی ہوئی تھیں جن کے ذریعہ سے مسجد کی رات روز روشن ہو جاتی تھی۔ رمضان المبارک میں موم کی ایک بڑی بتی وزنی ۵۰ تار تمام رات جلا کرتی تھی تین سو آدمی صرف اس غرض کے لئے ملازم تھے کہ عود و عنبر بخورات لالٹینوں میں جلانے کے لئے (باقی صفحہ ۳۴۸ پر)

قاسم بن حمود المامون اس کی جگہ اس کا بھائی قاسم بن حمود حکمراں ہوا اس نے "المامون" کا خطاب اختیار کیا اس کی حکمرانی کے چار برس بعد یحییٰ بن علی نے ستبہ میں اس سے حکومت و ریاست کے بارے میں جھگڑا کیا۔ یحییٰ بن علی، غربی اندلس میں امیر اور اپنے باپ کا ولیعہد تھا قاسم نے اس کی سرکوبی کے لئے ۴۱۲ھ میں اپنی بربری فوج کو عساکر اندلس کے ساتھ روانہ کیا۔ یحییٰ نے

(بقیہ حاشیہ ص ۳۴۷) خوشبودار تیل بناتے رہیں۔ اللہ رے مسلمانوں کا عروج اور مسجد جامع کی شان و شوکت، جسے ان لوگوں نے خود اپنے ہاتھوں خاک میں ملا دیا اور اللہ تعالیٰ کی اس وعید کو ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم کو بھلا کر دنیا اور جاہ پرستی میں مصروف ہو گئے۔

قرطبہ کی مشہور عمارتوں میں قصر الازہار، قصر العاشقین، قصر السرور، اور قصر التاج وغیرہ تھیں۔ ایک محلسرائے شاہی کا نام دمشق تھا اس کی چھتیں سنگ مرمر کے ستونوں پر کھڑی تھیں اور فرش پر نہایت کاریگری سے پچی کاری کی گئی تھی۔ دیواروں پر سرسبز باغات کے نقشے کھینچے گئے تھے۔ دیکھنے والوں کو یہ تمیز نہیں ہو سکتی تھی کہ یہ اصلی باغات ہیں یا ان کے نقشے ہیں۔ مصنوعی جھیل، تالاب اور سنگِ مرمر کے متعدد حوض بہ کثرت تراش تراش کر بنائے گئے تھے جو گریشیا کے پہاڑوں سے بنوا کر قرطبہ میں منگوائے گئے تھے اور ان میں پانی آ آ کر جمع ہوتا تھا جس سے سلطانی باغات اور تمام شہر کی آب پاشی کی جاتی تھی۔ اس مرحوم شہر میں ۷۰۰، ۳ مسجدیں اور ۹۱۱ حمام تھے جس میں ہر خاص و عام غسل کر سکتے تھے۔ اسے آخر کار مہذب عیسائیوں نے جب کہ ان کی دوبارہ سلطنت قائم ہوئی مسلمانوں کی زندہ یادگار سمجھ کر مسمار کرا دیا۔

مدینۃ الزہرا وہ خوش نما شہر ہے جسے خلیفہ عبدالرحمٰن ثالث نے بطور سواد شہر قرطبہ کے پہلو میں اپنی محبوب بی بی زہرہ کے نام سے آباد کیا تھا۔ یہ شہر جبل العروس کے دامن میں جو شہر قرطبہ کے محاذ میں چند میل کے فاصلہ پر ہے آباد تھا۔ اسی شہر میں اس کا مشہور قصر قصر الزہرا تھا دس ہزار معمار و نجار اس کی تعمیر میں یومیہ کام کرتے تھے اور اینٹوں کے بجائے چھ ہزار سنگی سلیں روزانہ تیار ہوا کرتی تھیں۔ تین ہزار جانور بار برداری عمارت کے ضروری سامان وغیرہ لے جانے کے لئے مقرر تھے۔ چار ہزار ستون اس میں وہ کھڑے کئے گئے تھے جنھیں سلاطین قسطنطنیہ، روما، اور کارتج نے بطور تحفہ بھیجے تھے، پندرہ ہزار دروازے تھے جن پر لوہے اور چمکدار پیتل کے غلاف چڑھے ہوئے تھے۔

سلطانی کمرے کی چھت اور دیواریں بالکل مطلا تھیں اور اس میں ایک نہایت عمدہ فوارہ نصب تھا یہ فوارہ پورے پتھر کے ایک ٹکڑے سے تراش کر بنایا گیا تھا۔ اس فوارہ کو شاہ یونان نے ایک عدیم النظیر در یتیم کے ساتھ ہدیۃً بھیجا تھا، کمرے کے عین وسط میں ایک چھوٹا سا حوض پارہ سے لبریز بنایا گیا تھا اور ہر طرف آٹھ آٹھ دروازے تھے جن پر دندان فیل اور آبنوس کی نہایت صنعت سے گلکاری کی گئی تھی اور طرح طرح کے قیمتی پتھروں سے ان پر گل بوٹے بنائے گئے تھے جب آفتاب کی کرنیں ان دروازوں سے اندر داخل ہو کر اپنی حرارت سے پارہ کو متحرک کرتی تھیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا بجلی کوند رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس شہر کے عجائبات اور اس کی عمارتوں کی خوبیاں تحریر کرنے کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے ملتقط از نفح الطیب جلد اول صفحہ ۱۸ لغایتہ ۱۴، ۲۹ لغایتہ ۴۲، ۳۔

مالقہ کی پشت پناہی سے مقابلہ کیا اور اپنے بھائی ادریس کو جو اپنے باپ کے زمانہ سے یہیں تھا سبتہ کی جانب بھیج دیا۔ اس اثنا میں یحییٰ کی کمک پر زاوی بن زیری غرناطہ سے آگیا جو کہ ان دونوں بربر یوں کا دوسرا سردار تھا، یحییٰ نے اس کی اعانت اور پشت پناہی سے قرطبہ پر حملہ کیا اور ۱۲ھ میں اس پر قابض ہو گیا "المعتلی" کا مبارک خطاب اختیار کیا۔ ابو بکر بن ذکوان کو عہدۂ وزارت عطا فرمایا۔ مامون نے جان بچانے کی غرض سے اشبیلیہ کا راستہ لیا۔ اشبیلیہ پہنچ کر پھر اپنی حکومت و ریاست کی بنا ڈالی قاضی محمد بن اسمٰعیل بن عباد نے بیعت کرلی۔ بعض بربری فوجوں کو بھی اپنی داد و دہش سے دوبارہ ملا لیا اور انھیں فوج کی صورت میں آراستہ کر کے اپنے برادر زادہ پر چڑھائی کر دی، چنانچہ ۱۳ھ میں قرطبہ پر دوبارہ قابض ہو گیا، معتلی بھاگ کر مالقہ پہنچا۔

اہل قرطبہ کی بغاوت

زمانہ حکومت مستعین سے مامون کے عمال جزیرہ خضرا پر قابض ہو گئے تھے اور اس کا بھائی دریا کے اس پار طنجہ پر متصرف ہو گیا تھا۔ مامون نے اسے اپنے اور اپنے بیٹوں کے لئے مرکز بنا رکھا تھا اپنے مال و اسباب کو یہیں محفوظ رکھتا تھا رفتہ رفتہ یہ خبر قرطبہ تک پہنچی کہ اس نے جزیرہ خضرا کے دارالحکومت اور اس کے قلعوں پر قبضہ کر لیا ہے، بنو امیہ کے ساتھ تشدد اور سختی کا برتاؤ کرتا ہے۔ اہل قرطبہ نے متفق ہو کر اس پر حملہ کر دیا اور اس کی اطاعت و فرماں برداری کے طوق کو اپنی گردن سے اتار کر پھینک دیا، بنو امیہ میں سے مستظہر کے بعد مستکفی کی خلافت کی بیعت کی گئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ مامون اور بربری فوج نے شہر سے نکل کر جدال و قتال کا بازار گرم کر دیا، پچاس دن تک شہر کا محاصرہ کئے رہے اہل قرطبہ متفق اور جمع ہو کر ان کی مدافعت کو شہر سے باہر آئے اور نہایت مردانگی سے بزور تیغ ان کے محاصرہ کو ۱۴ھ میں اٹھا دیا۔ مامون بھاگ کر اشبیلیہ پہنچا اس وقت اشبیلیہ میں اس کا بیٹا محمد اور سرداران بربر سے محمد بن زیری موجود تھا۔ قاضی محمد بن اسمٰعیل بن عباد نے اسے سمجھایا کہ موقع اچھا ہے۔ شہر پر قبضہ کر لو اور مامون کو شہر میں داخل نہ ہونے دو، چنانچہ اہل اشبیلیہ نے محمد بن زیری کے اشارہ سے محمد بن قاسم مامون کو شہر سے نکال دیا اور مامون کو شہر کے اندر داخل نہ ہونے دیا اور اپنے شہر کا آپ بہ نگرانی محمد بن زیری انتظام کرنے لگے۔ کچھ روز بعد قاضی محمد بن اسمٰعیل نے محمد بن زیری کو بھی نکال باہر کیا۔

قاسم مامون کی اسیری

اس واقعہ کے بعد مامون سریش کی طرف چلا گیا، بربری فوجیں اس کی ہمراہی سے علیحدہ ہو کر یحییٰ معتلی (مامون کے بھتیجے) کے پاس چلی آئیں اور ۴۱۵ھ میں اس کی امارت و ریاست کی اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی، معتلی نے سامانِ جنگ درست کر کے اپنے چچا قاسم ملقب بہ مامون پر سریش میں چڑھائی کر دی اور کمال مردانگی سے سریش پر قبضہ کر کے مامون کو گرفتار کر لیا، اس زمانہ سے مامون اس کے پاس اور اس کے بعد اس کے بھائی ادریس کے پاس مالقہ میں برابر قید رہا حتیٰ کہ بحالت قید ۴۳۱ھ میں قید حیات سے ہمیشہ کے لئے سبکدوشی حاصل کرلی اور یحییٰ معتلی استقلال و استحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ محمد اور حسن پسران قاسم ملقب بہ مامون نے اپنے عم زاد بھائیوں

کو نظر بند کر کے جزیرہ روانہ کر دیا اور مغاربہ میں سے ابوالحجاج کو ان کی نگرانی کا حکم دیا، ایک مدت یہ دونوں اسی حالت سے رہے۔

مستکفی کی معزولی

اس کے بعد اہلِ قرطبہ نے مستکفی کو بارِ خلافت سے سبکدوش کر کے معتلی کی حکومت کے آگے سرِ اطاعت جھکا دیا۔ معتلی نے اپنی طرف سے ان لوگوں پر سردارانِ بربر سے عبدالرحمٰن بن عطاف یفرنی کو متعین کیا۔ غریب مستکفی بحالِ پریشان سرحدی شہروں کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ چنانچہ اسی حالتِ فراری میں مقام مدینہ سالم (میڈیناسلی) میں پہنچ کر جاں بحق ہو گیا۔

ابو محمد بن جمہور کا امارتِ قرطبہ پر قبضہ

۴۱۷ھ میں اہلِ قرطبہ نے معتلی کی اطاعت کو اپنے کاندھے سے اتار پھینکا۔ اس کے گورنر عبدالرحمٰن بن عطاف کو شہر سے نکال دیا، معتمد برادر مرتضیٰ کی امارت، خلافت کی بیعت کر لی اور کچھ دن بعد معزول بھی کر دیا جیسا کہ ہم اس کے حالات کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں۔ اس طوائف الملوکی اور آئے دن کی تبدیلی حکومت سے وزیر السلطنت ابو محمد بن جہور بن محمد بن جہور کی بن آئی۔ قرطبہ کی حکومت و سلطنت پر بلا تردد قبضہ کر لیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ اسے ملوک الطوائف میں بیان کریں گے۔

دولتِ بنی حمود کا زوال

معتلی اسی زمانہ سے جب کہ اہلِ قرطبہ نے اس کے گورنر کو نکال دیا تھا اہلِ قرطبہ کو اپنی غارت گری اور لڑائی کی دھمکی برابر دیتا چلا آتا اور متواتر فوجیں ان کے محاصرہ کو بھیج رہا تھا۔ آخر کار قرب و جوار کے تمام حکام شہر اور قلعہ نے زمامِ حکومت کو معتلی کے سپرد کر دیا۔ اس سے معتلی کا رعب داب بڑھ گیا۔ حکومت و امارت کو ایک گونہ استقلال حاصل ہو گیا۔ محمد بن عبداللہ برزالی کو اس کا عروج پسند نہ آیا۔ فوجیں آراستہ کر کے مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا اور قرمونہ پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ اسی زمانہ میں معتلی اشبیلیہ میں قاضی محمد بن اسمٰعیل بن عباد کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اتفاق سے ابن عباد کا ۴۲۶ھ میں انتقال ہو گیا۔ معتلی اپنے رکاب کی فوج لئے ہوئے برزالی کی مدافعت کے لئے قرمونہ کی طرف روانہ ہوا۔ برزالی نے متعدد گڑھے اثنائے راہ میں کھدوا رکھے تھے اور ان کو گھاس پھوس سے پاٹ رکھا تھا۔ جوں ہی معتلی کا گھوڑا اس موقع پر پہنچا، منہ کے بل خندق میں گر پڑا۔ معتلی کی فوج اس غیر متوقع واقعہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ اور بنی حمود کی دولت و حکومت شہر قرطبہ سے منقطع ہو گئی۔

ادریس بن علی کی مشروط بیعت

احمد بن موسیٰ بن بقیہ اور خادم نجی صقلی شروع سے دولت بنو حمود کا ہوا خواہ تھا۔ اس سانحہ کے بعد یہ لوگ مالقہ چلے گئے جو کہ بنی حمود کا مرکز حکومت تھا اور معتلی کے بھائی ادریس بن علی حمود کو سبتہ اور طنجہ سے طلب کر کے تخت حکومت پر متمکن کیا، اس شرط سے اس کے ہاتھ پر بیعت کی کہ سبتہ کی حکومت پر حسن بن یحییٰ مامور کیا جائے چنانچہ ادریس نے مالقہ میں کرسی حکومت پر اجلاس کیا اور "المتاید باللہ" کے لقب سے ملقب ہوا۔ مریہ معہ مضافات، رندہ اور جزیرہ والے بخوشی خاطر مطیع ہو گئے۔ ادریس نے حسبِ قرارداد شرط بیعت، حسن بن یحییٰ کو سبتہ کی حکومت عطا کی۔ خادم نجی اس کے ہم رکاب سبتہ گیا۔ اس کا ملوک الطوائف پر بہت بڑا اثر تھا۔

قرمونہ کا محاصرہ

اس کے باپ قاسم بن عباد کے رعب داب سے اس زمانہ کے امراء وحکمران تھراتے تھے بلوائیوں کے قبضہ سے اس نے بہت سے بلاد چھین لیے تھے اشبونہ اور استجہ کو محمد بن عبداللہ برزالی کے قبضہ سے اسی نے نکالا تھا اور چند فوجیں اپنے بیٹے اسمٰعیل کی افسری میں قرمونہ کے محاصرہ پر روانہ کی تھیں۔ محمد بن عبداللہ برزالی نے سپہ سالار قرمونہ اور زاوی سے امداد طلب کی ...... زاوی تو اپنی فوجیں آراستہ کر کے برزالی کی کمک پہ آیا اور سپہ سالار قرمونہ نے اپنا لشکر ابن بقیہ کی ماتحتی میں برزالی کی مدد پر روانہ کیا۔ دونوں حریفوں نے قرمونہ کے باہر صف آرائی کی متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسمٰعیل بن قاسم بن عباد کو شکست ہوئی، اثناء جنگ میں مارا گیا، سر اُتار کر ادریس مقاید باللہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ اس واقعہ کے دو دن بعد ۴۳۱ھ میں ادریس متاید مر گیا۔

یحییٰ بن ادریس

ابن بقیہ وغیرہ سرداروں نے اس کے بیٹے یحییٰ ملقب بہ حیون کو حکمرانی کی کرسی پر متمکن کرنے کا قصد کیا۔ نجی خادم نے اس سے مخالفت کی اور سبتہ سے حسن بن یحییٰ معتلی کو لئے ہوئے مالقہ آیا بربریوں نے اس کی امارت کی بیعت کر لی "مستنصر" کا لقب دیا اور ابن بقیہ کو مخالفت کی وجہ سے ختم کر دیا۔ یحییٰ بن ادریس بھاگ کر قمارش پہنچا اور وہیں ۴۳۴ھ میں مر گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ نجی نے اسے قتل کر ڈالا تھا۔ اس کے بعد نجی سبتہ کی جانب سرحدوں کی حفاظت کی غرض سے واپس آیا۔ اس کے ہمراہ حسن بن یحییٰ بھی تھا۔ نجی نے مطیفی کو اس کے تنفر ہونے کے باعث حسن کی وزارت پر مامور کیا، اہل غرناطہ اور بلاد اندلس کے ایک حصہ نے اس کی بیعت کی۔

ادریس بن یحییٰ کی گرفتاری

۴۳۸ھ میں اس کے چچا ادریس کی لڑکی نے حسن پر یلغار کیا ادھر اس نے حسن کو زہر دے کر مار ڈالا اُدھر سطیفی نے اس کے بھائی ادریس بن یحییٰ کو گرفتار کر لیا اور یحییٰ کو لکھ بھیجا کہ ابن حسن مستنصر تمہارے پاس سبتہ میں ہے۔ اس کی امارت کی بیعت لے لو۔ نجی نے اس غریب کو مکر و فریب سے مار کر مالقہ کی جانب کوچ کیا اور وہاں پہنچ کر خود دعوے دار حکومت ہو گیا۔ بربریوں اور فوج نے نجی کا اس ارادہ سے ساتھ دیا۔ اس کے بعد نجی، حسن و محمد پسران قاسم بن حمود کی بیخ کنی کے لئے جزیرہ گیا مگر وہاں سے خائب و خاسر ہو کر ناکام واپس ہوا۔ اثنا راہ میں قاسم کے کسی غلام نے نجی کو دھوکہ دے کر مار ڈالا اس واقعہ کی خبر مالقہ پہنچی تو عوام الناس سطیفی پر ٹوٹ پڑے اور اسے مار ڈالا

ادریس بن یحییٰ کی حکومت

ادریس بن یحییٰ معتلی کو قید خانہ سے نکال کر تخت حکومت پر بٹھایا، یہ واقعہ ۴۳۴ھ کا ہے غرناطہ، قرمونہ اور تمام اُن شہر والوں نے جو ان کے درمیان آباد تھے ادریس کے مطیع ہو گئے۔ ادریس نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر "عالی" کا لقب اختیار کیا۔ سبتہ کی حکومت سکوت و رزق اللہ نے باپ کے غلاموں کو دی۔ اس کے بعد اپنے چچا ادریس کے لڑکوں محمد اور حسن کو آئندہ خطرات کے خیال سے قتل کر ڈالا، اس سے سوڈائیوں میں شورش پیدا ہو گئی اور ان لوگوں نے متفق ہو کر ان دونوں مقتولوں کے بھائی محمد ثانی کی حکومت کا اعلان کر دیا۔ اگرچہ پہلے عوام الناس ادریس کا ساتھ دیئے ہوئے تھے مگر پھر ان لوگوں نے اسے محمد کے حوالہ کر دیا۔

محمد مہدی کی امارت اور وفات

محمد نے مالقہ میں ۴۴۴ھ میں بیعت لی تھی اور "مہدی" کا لقب اختیار کیا تھا اور اپنے بھائی کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا اس نے "سانی" کے خطاب سے اپنے کو مخاطب کیا۔ تھوڑے دن بعد مہدی کو بعض وجوہات سے سانی سے کشیدگی پیدا ہو گئی چنانچہ اسے سرحد کی طرف جلا وطن کر دیا، سانی نے غمارہ میں جا کر قیام کیا۔ اور عالی، قمارش چلا گیا۔ اہل قمارش نے شہر میں داخل ہونے سے روکا، عالی نے جھلا کر مالقہ پر محاصرہ کیا۔ اتنے میں بادیس نے غرناطہ سے مہدی پر اس وجہ سے کہ مہدی نے اپنے بھائی کے ساتھ بے عنوانی کی تھی چڑھائی کر دی۔ مگر مہدی کے حسن تدبیر سے بادیس نے مہدی کی بیعت کر کے غرناطہ کی جانب مراجعت کی اور مہدی اپنے مقبوضہ مالقہ میں ٹھہرا رہا، آہستہ آہستہ غرناطہ، حبان اور اس کے مضافات والے مہدی کے مطیع اور فرماں بردار ہو گئے حتیٰ کہ مہدی نے ۴۴۹ھ میں وفات پائی۔

محمد اصغر بن ادریس

ادریس مخلوع بن یحییٰ بن معتلی کی قمارش اور مالقہ میں بیعت لی گئی، اس نے اپنے غلاموں کو اس درجہ آزاد اور مطلق العنان کر دیا کہ اہل قمارش اور مالقہ کی ایک بڑی جماعت ان غلاموں سے تنگ آ کر بھاگ گئی۔ ۴۵۰ھ میں اس نے بھی سفر آخرت اختیار کیا تب محمد اصغر بن ادریس متایدِ تخت نشین ہوا اس نے بھی حسب دستور حکمرانان قدیم، اپنے کو ایک جدید خطاب سے مخاطب کیا، مالقہ، مریہ اور رندہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا پھر بادیس دوبارہ مالقہ کی طرف آیا اور ۴۵۱ھ میں اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ محمد اصغر حکومت و ریاست سے بے دخل ہو کر مریہ چلا گیا۔ اہل ملیلہ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر بلا بھیجا۔ چنانچہ محمد اصغر بحال پریشان ان لوگوں کے پاس گیا ان لوگوں نے اس کی امارت و حکومت کی ۴۵۹ھ میں بیعت کر لی، بنو ورقدی، قلوع جارہ اور اس کے قرب و جوار والوں نے اس کی حکومت کے اقتدار کو تسلیم کر لیا سنہ ...ھ[1] .... میں مر گیا۔

قاسم واثق

باقی محمد بن قاسم جو مالقہ میں قید تھا یہ ۴۴۱ھ میں جیل سے بھاگ کر جزیرہ خضرا پہنچا اور قبضہ حاصل کر کے "معتصم" کا خطاب اختیار کیا، ۴۴۰ھ میں اس نے وفات پائی، اس کے بعد اس کا بیٹا قاسم ملقب بہ واثق حکمران ہوا، ۴۵۰ھ میں یہ بھی رہگزارِ ملکِ عدم ہوا۔ اس وقت سے جزیرہ خضرا کی حکومت معتضد بن عباد کے قبضہ میں چلی گئی۔ سکوت برغواطی قاسم واثق کا حاجب۔ بعض کہتے ہیں، یحییٰ معتلی کا خادم انھی لوگوں کی طرف سے سبتہ کا گورنر تھا۔ جب معتضد بن عباد، جزیرہ پر قابض ہوا تو ادھر معتضد نے سکوت کو اطاعت و فرماں برداری کا پیام دیا۔ اُدھر سکوت، جزیرہ خضرا کی حکومت اور قبضہ کا دعوے دار ہوا، دونوں میں کشیدگی بڑھی، مدتوں لڑائی اور فساد کا سلسلہ قائم رہا۔ یہاں تک کہ مرابطین کا دورِ حکومت آ گیا اور ان لوگوں نے سبتہ اور اندلس پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔ والبقاء اللہ وحدہٗ سبحانہٗ تعالیٰ۔

---

[1] اصل کتاب میں صرف سنہ لکھا ہے اور جگہ خالی ہے۔ مترجم

باب ۳۴

ملوک الطوائف اندلس

بنو عباد ملوک اشبیلیہ

جب اندلس میں خلافت عربیہ کا شیرازہ منتشر ہو گیا اور بلاد اندلس میں مسلمانوں کی جماعت متفرق ہو گئی اس وقت اس ملک کی عنان حکومت غلاموں، وزیروں، ارکین دولت، سرداران عرب اور بربر کے قبضہ اقتدار میں چلی گئی، ان لوگوں نے اس ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ ہر شخص نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جداگانہ بنا لی۔ ایک دوسرے کو کھائے ڈالتا تھا اس نے ایک صوبہ پر قبضہ کر لیا تو دوسرے نے بڑھ کر دو صوبوں کو اپنا ورثہ سمجھ لیا غرض چھوٹی چھوٹی خود سر حکومتوں کی کوئی انتہا باقی نہ رہی تھی۔ ان بے اعتدالیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں نے سرحدی عیسائی بادشاہوں کو خراج دے کر اپنا معین و مددگار بنانا شروع کیا۔ عیسائی سلاطین تو ایسے ہی مواقع کے منتظر رہتے ہیں انہوں نے کھل کھیلنے شروع کر دیئے۔ کسی کو کسی کے مقابلے پر مدد دی کسی کا ملک چھین لیا۔ اہل اندلس اسی حالت بد میں مبتلا تھے کہ یوسف بن تاشفین امیر مرابطین کا دور دورہ شروع ہو گیا۔ اور ان سب کو اس نے دبا لیا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان خود سر حکمرانوں کے جداگانہ حالات یکے بعد دیگرے تحریر کئے جائیں۔

قاضی ابو القاسم محمد

بنو عباد ملوک اشبیلیہ کا پہلا حکمراں قاضی ابو القاسم محمد بن ذی الوزارتین ابو الولید اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن قریش بن عباد بن عمر اسلم بن عمر بن عطاف بن نعیم لخمی تھا۔ عطاف بن نعیم لخمی وہ شخص ہے جو لخمی طلیعہ کے ساتھ بلاد اندلس میں اولاً داخل ہوا تھا۔ اصل میں یہ لوگ لشکر حمص میں تھے عطاف اندلس میں داخل ہو کر قریہ طشانہ (اشبیلیہ کے پورب) میں قیام پذیر ہوا اور یہیں پر اس کی نسل نے ترقی کی۔ محمد بن اسماعیل بن قریش قریہ طشانہ کا (صاحب الصلوۃ) امام تھا اس کے بعد اس کا بیٹا اسماعیل ۴۱۳ھ میں وزارت اشبیلیہ پر مامور کیا گیا اور ۴۱۴ھ میں اس کا بیٹا ابو القاسم محمد عہدۂ وزارت اور قضاء اشبیلیہ پر مقرر ہوا اور ۴۳۳ھ میں اس نے وفات پائی۔

ابو القاسم محمد اور قاسم بن حمود

ابو القاسم محمد کی ریاست کی بنیاد پڑنے کا سبب یہ ہوا کہ یہ قاسم بن حمود ملقب بہ مامون کے مخصوص اصحاب میں سے تھا اسی نے اسے عہدہ قضاء اشبیلیہ پر متعین کیا تھا۔ ان دنوں سرداران بربرہ میں سے محمد بن زیری اس صوبہ کا والی تھا۔ جس وقت قاسم قرطبہ سے بھاگ کر اشبیلہ کی جانب آیا اور اشبیلیہ میں داخل ہونے کا

قصد کیا اس وقت قاضی ابوالقاسم محمد نے محمد بن زبیری کو اشبیلیہ کی حکومت پر قابض ہو جانے کی رائے دی۔ اور یہ اشارہ کر دیا کہ قاسم کو شہر اشبیلیہ میں داخل نہ ہونے دے۔ چنانچہ محمد بن زبیری نے حکومت اشبیلیہ کی طمع میں ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد اہل اشبیلیہ نے باشارہ قاضی ابوالقاسم محمد، محمد بن زبیری کو اشبیلیہ سے نکال دیا۔

ابوالقاسم محمد کا امارت اشبیلیہ پر قبضہ

محمد بن زبیری کے نکالے جانے کے بعد قاضی ابوالقاسم محمد نے اشبیلیہ میں مجلس شوریٰ قائم کی اور اس کے ذریعہ اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ اس مجلس شوریٰ کا ایک تو خود آپ ممبر تھا دوسرا ممبر ابوبکر زبیری معلم ہشام و مؤلف مختصر العین (لغت)، اور تیسرا ممبر محمد بن بریخ الہانی تھا۔ کچھ روز بعد قاضی ابوالقاسم محمد نے اپنی مدبرانہ چالوں سے ابوبکر اور محمد ممبران مجلس شوریٰ کو دبا لیا۔ نوبتیں مرتب کیں اور عہدہ قضا کا برابر انچارج رہا۔ قاسم مامون جب اشبیلیہ میں داخل نہ ہو سکا تو قرمونہ کی جانب روانہ ہوا اور قرمونہ پہنچ کر محمد بن عبداللہ برزالی کے پاس قیام اختیار کیا۔

محمد بن عبداللہ برزالی

محمد بن عبداللہ برزالی حکومت ہشام اور اس کے بعد زمانہ حکمرانی مہدی سے قرمونہ کا والی تھا ۴۰۴ھ زمانہ طوائف الملوکی میں خود مختاری حکومت کا دعویٰ کیا۔ اس دعویٰ کا محرک بھی وہی قاضی ابوالقاسم محمد بن عباد تھا اور اسی نے محمد بن عبداللہ برزالی کو قاسم مامون کی معزولی اور خود مختاری حکومت کی رائے دی تھی۔ چنانچہ قاسم مامون قرمونہ سے بھی بے دخل ہو کر شریش چلا آیا۔ اور محمد بن عبداللہ برزالی قرمونہ پر حکومت کرنے لگا۔

عباد بن ابوالقاسم

ابوالقاسم محمد کے بعد اس کا بیٹا عباد حکمران ہوا اس نے "المعتضد" کا لقب اختیار کیا اس کی محمد بن عبداللہ برزالی سے ان بن ہو گئی۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ محمد بن عبداللہ برزالی والی قرمونہ نے عباد اور قاسم بن حمود میں جھگڑا کرا دیا۔ چنانچہ قاسم بن حمود شریش سے جنگ کے ارادے سے چلا پہلے عبداللہ بن افطس والی بطلیوس سے معرکہ آرائی ہوئی۔ قاسم نے اپنے بیٹے اسماعیل کو ایک بڑی فوج کا افسر بنا کر عبداللہ بن افطس کی جنگ پر بھیجا اس مہم میں اسماعیل کے ساتھ محمد بن عبداللہ برزالی بھی تھا۔ مظفر بن افطس مقابلہ پر آیا مظفر نے اسماعیل اور محمد دونوں کو شکست دے کر محمد بن عبداللہ برزالی کو گرفتار کر لیا اور ایک مدت کے بعد رہا کر دیا۔ اس کے بعد قاسم بن حمود اور محمد بن عبداللہ برزالی کی آپس میں چل گئی۔ مدتوں دونوں میں نزاع قائم رہا فتنہ و فساد کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ اسمٰعیل نے محمد بن عبداللہ برزالی کو مار ڈالا۔

محمد بن عبداللہ برزالی کا قتل

ہوا یہ اسمٰعیل ایک مرتبہ شبخون مارنے کے ارادہ سے قرمونہ پر اپنی فوج لیکر چڑھ آیا اور موقع موقع سے چیدہ چیدہ جوانوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ محمد بن عبداللہ برزالی اس کی آمد سے مطلع ہو کر اپنی فوج کے ساتھ سوار ہو کر مقابلہ پر آیا۔ اسمٰعیل لڑتا ہوا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا۔ محمد بن عبداللہ برزالی جوش کامیابی میں بڑھتا چلا جاتا تھا یہاں تک کہ

کمین گاہ سے آگے بڑھ گیا۔ اسماعیل کے سپاہیوں نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ اور محمد بن عبد اللہ برزالی کو مار ڈالا۔ یہ واقعہ سنہ ۴۳۴ھ کا ہے۔

محمد بن عبد اللہ برزالی کے مارے جانے کے بعد اسماعیل نے قرمونہ پر قبضہ کر لیا۔ غلاموں اور بربریوں نے اسے حکومت و سلطنت کی طمع دی اس سے جس قدر مال و اسباب اور غلہ اٹھ سکا لے کر حملہ کے ارادے سے جزیرہ کی جانب چلا گیا۔ اس وقت اس کا باپ قلعہ فرج میں تھا یہ خبر پا کر چند سواروں کو اس کی جستجو میں روانہ کیا۔ کسی ذریعہ سے اسماعیل کو اس کی خبر لگ گئی قلعہ ورد کی طرف جھک پڑا والیٔ قلعہ نے موقع پا کر اسماعیل کو گرفتار کر لیا۔ اور پابہ زنجیر اس کے باپ کے پاس بھیج دیا۔ اس کے باپ نے اسے اور اس کے کاتب اور تمام ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد ان بربریوں کی سرکوبی کی جانب مائل ہوا جنھوں نے سرحد پر ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔

عزیز بن محمد والیٔ قرمونہ

ان لوگوں میں سب سے پہلے ہم والیٔ قرمونہ کا حال تحریر کرنا چاہتے ہیں قرمونہ میں مستظہر عزیز بن محمد بن عبد اللہ برزالی اپنے باپ کے بعد حکمراں ہوا تھا اور قرمونہ کے علاوہ استجہ اور مرور بھی اسی کے تحت حکومت میں تھے بموز اور وارکش کی عنان حکومت وزیر فوج رموی کے قبضہ اقتدار میں تھی جو کہ سرحدی بربری اور منصور کے ہوا خواہوں میں سے تھا۔ سنہ ۴۰۴ھ میں وزیر فوج نے نموز اور رواکش کی حکومت کا دعویٰ کیا تھا اور سنہ ۴۳۲ھ میں بار حکومت سے سبکدوش ہو کر گوشہ قبر میں جا چھپا تھا تب اس کی جگہ اس کا بیٹا عز الدولہ حاجب ابوالیاد محمد بن نوح حکمراں ہوا اس نے سنہ[1] .... میں وفات پائی۔ اور ابو ثور یزید بن ابی قرہ لیفرنی نے زمانہ طوائف الملوکی سنہ ۴۵۰ھ میں رندہ کو عامر بن فتوح کے قبضہ سے نکال لیا۔

عامر بن فتوح

عامر بن فتوح علویوں کا ساختہ پرداختہ تھا۔ معتضد ہمیشہ اس پر داؤ ڈالتا چلا آ رہا تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی حیلہ سے اسے بلا کر قید کر دیا اور دھوکہ دینے کی غرض سے اس کے بیٹے سے کہلا بھیجا کہ برزرہ خادمہ کے ساتھ تمہارے باپ نے برا کام کیا ہے تھوڑے دن بعد اس نے عامر کو رہا کر دیا۔ چونکہ اس کے بیٹے پر معتضد کا جادو چل گیا تھا اس وجہ سے اس کے بیٹے نے اسے مار ڈالا۔ قتل کے بعد معتضد کی چالاکی اور فریب دہی کی قلعی کھلی۔ سخت صدمہ ہوا چنانچہ اسی صدمہ سے سنہ ۴۵۱ھ میں مر گیا۔ اس کا بیٹا ابو نصر اس کی جگہ متمکن ہوا لیکن کسی قلعہ میں خود اس کے لشکریوں نے اس سے بے وفائی کی۔ گھبرا کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گیا اور جب وہاں بھی جانبری کی کوئی شکل نظر نہ آئی تو شہر پناہ کی فصیل سے بحالت اضطراب گر پڑا اور مر گیا۔ یہ واقعہ سنہ ۴۵۹ھ کا ہے۔

---

[1] اصل کتاب میں کچھ نہیں لکھا۔

عباد المعتضد کا قلعات پر قبضہ

سرلیش کو حزرون بن عبدون نے ۴۰۲ھ میں دبالیا تھا۔ ابن عباد (معتضد) نے اسے بھی گرفتار کر لیا۔ سرلیش کے خراج کا مطالبہ کیا اور تمام قلعوں کی جانچ پڑتال کی۔ اس کے بعد ان لوگوں سے مصالحت کر کے اُن لوگوں کو انھی بلاد کی سند حکومت عطا کی جو ان کے قبضہ میں تھے۔ ابن نوح کو ارکش پر، ابن حزرون کو سرلیش پر اور ابن ابی قرہ کو رندہ پر مامور کیا۔ اس تقرری سے یہ لوگ ابن عباد کے ہوا خواہ بن گئے۔ اور اس پر اعتماد کرنے لگے۔ چند روز بعد ابن عباد نے ان لوگوں کو دعوت کے بہانہ سے بلایا اور حمام میں لے جا کر حمام کا دروازہ بند کر دیا۔ سب کے سب مر گئے ان میں سے صرف ابن نوح نے اس مصیبت سے چھٹکارا پایا جس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے ابن عباد سے پہلے ہی سے سازش کر لی تھی۔ ان لوگوں کے مرنے کے بعد ابن عباد نے اپنے آدمیوں کو بھیج کر ان کے قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ اور ان کے مقبوضات کو اپنے صوبہ میں شامل کر لیا۔

بادلیس کی عباد پر فوج کشی

اس واقعہ کی خبر بادلیس تک پہونچی تو اس نے ان لوگوں کے خون کا بدلہ لینے کے ارادے سے ابن عباد پر فوج کشی کی مقتولوں کے قبائل اس سے مطلع ہو کر بادلیس کے پاس آ آ کر جمع ہو گئے اور اس کے ساتھ ابن عباد پر یلغار کر کے چڑھ آئے۔ مدتوں اس کا محاصرہ کئے رہے آخر کار ناکام واپس ہوئے۔ اور سرحد عبور کر کے سبتہ کی جانب بڑھے۔ سکوت نے ان لوگوں کو سبتہ میں داخل نہیں ہونے دیا۔ اکثر بھوک کی شدت سے مر گئے باقی ماندگان نے مغرب کا راستہ لیا۔ اور اسی زمانہ سے یہ لوگ مغرب میں جا کر آباد ہوئے اور ابن عباد استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

عباد کا اُدینہ اور شلطیش پر قبضہ

اُدینہ اور شلطیش پر عبد العزیز بکری قابض ہو رہا تھا۔ ابن عباد کی فوجیں اس پر محاصرہ ڈالے ہوئے تھیں وزیر السلطنت ابن جہور نے عبد العزیز کی سفارش کی معتضد (ابن عباد) نے اس کی سفارش پر مصالحت کر لی۔ زیادہ زمانہ نہ گذرنے پایا تھا کہ ابن جہور کا انتقال ہو گیا۔ ابن عباد نے عبد العزیز بکری سے پھر جھگڑا شروع کر دیا۔ بالآخر ۴۴۳ھ میں ادینہ اور شلطیش کو عبد العزیز سے خالی کرا لیا اور اپنے بیٹے معتمد کو اس کی حکومت پر متعین کیا۔

فتح شلب و سینٹ بریہ

اس مہم سے فارغ ہو کر معتضد (ابن عباد) نے شلب کا قصد کیا۔ شلب کی عنانِ حکومت ۴۱۹ھ سے مظفر ابو الاصبغ عیسیٰ بن قاضی ابو بکر محمد بن سعید بن مرین کے قبضہ اقتدار میں تھی ۴۴۲ھ میں اس نے وفات پائی۔ اسی زمانہ میں معتضد نے اس پر چڑھائی کی اور اسے مظفر کے بیٹے کے قبضہ سے نکال لیا اس کے بعد اپنے بیٹے معتمد کو طلب کر کے اس شہر کی حکومت بھی اسی کے متعلق کی چنانچہ معتمد نے یہیں قیام اختیار کر لیا اور اسے اپنا مرکز حکومت قرار دیا۔ پھر معتضد نے شلت (سینٹ) بریہ کی جانب

قدم بڑھایا۔ سینٹ بریہ میں معتصم محمد بن سعید بن ہارون کا پرچم اقبال کامیابی کے ساتھ ہوا میں لہرا رہا تھا جوں ہی معتضد اس کے قریب پہونچا غریب معتصم نے شہر خالی کر دیا۔ یہ واقعہ ۴۲۹ھ کا ہے۔ معتضد نے اسے بھی اپنے بیٹے معتمد کے مقبوضات میں شامل کر دیا۔

لبلہ اور مربہ پر قبضہ

لبلہ میں تاج الدین ابو العباس احمد بن یحییٰ تجیبی کی حکومت کا دور دورہ تھا۔ ۴۱۴ھ میں تاج الدین نے لبلہ میں اپنی حکومت کا اعلان کیا تھا۔ ادینہ اور شلطیش میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا تھا۔ ۴۳۳ھ میں اس کی وفات ہوئی۔ وفات کے وقت اپنے بھائی محمد کو حکومت و ریاست کی وصیت کر گیا تھا۔ معتضد نے لبلہ پہونچ کر اس کا محاصرہ کر لیا اور روزانہ کی لڑائیوں سے اسے تنگ کرنے لگا۔ محمد موقع پا کر قرطبہ بھاگ گیا قرطبہ پر اس کے بھائی خلف بن یحییٰ کا بیٹا فتح قابض تھا۔ معتضد نے اسے بھی خالی کرا لیا۔ غرض ان سب شہروں پر رفتہ رفتہ بنی عباد کا قبضہ ہو گیا اور یہ تمام شہر اس کے دائرۂ حکومت میں داخل ہو گئے۔ معتضد نے مربہ کو بھی اپنے علم حکومت کے تحت لے لیا تھا۔ اس صوبہ پر ابن رشیق نے فتنے کے دور میں قبضہ کیا تھا اور "خاصۃ الدولہ" کے نام سے موسوم کیا تھا۔ آٹھ سال حکومت کی اس کے بعد معتضد نے ۴۴۵ھ میں اسے ابن رشیق سے چھین لیا۔

عباد کا مرتلہ پر قبضہ

معتضد ہی نے مرتلہ کو ابن طیفور کے قبضہ سے ۴۳۶ھ میں نکالا تھا اور ابن طیفور نے اس پر عیسیٰ بن لنسب سے قبضہ حاصل کیا تھا۔ عیسیٰ بن لنسب لشکر شاہی کا ایک سپہ سالار تھا اول اول یہی اس پر قابض ہوا تھا مگر خوبی قسمت نے اسے اور اس کے بعد اس کے جانشین کو اس کی حکومت پر قابض نہ رہنے دیا۔ تھوڑے دن میں یہ سب ممالک جن کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے ابن عباد کے مقبوضات میں داخل ہو گئے۔

عباد بن ابو القاسم معتضد کی وفات

ابن عباد (معتضد) اور بادیس بن حبوس والی غرناطہ میں ناچاقی تھی۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں۔ ابھی کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہوا تھا کہ ۴۶۱ھ میں معتضد کو سفر آخرت درپیش آ گیا۔ چنانچہ یہ اپنے کام کو یوں ہی ناتمام چھوڑ کر دنیا سے کوچ کر گیا۔

معتمد بن معتضد

اس کے بعد اس کا بیٹا معتمد بن معتضد بن اسماعیل ابو القاسم بن عباد کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔

معتمد نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لینے کے بعد جہانداری میں اپنے باپ کا رویہ اختیار کیا اس کے علاوہ دار الخلافت قرطبہ کو بھی وزیر السلطنت ابن جہور کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس نے اپنے لڑکوں کو ملک کے مرکزی مقامات پر مامور کیا اور وہیں انھیں قیام کرنے کا حکم دیا۔ غربی اندلس میں ان کی حکومت کو کافی طور سے استحکام اور مضبوطی حاصل ہوئی۔ اس اطراف کے ملوک الطوائف پر اس کا رعب و داب چھا گیا تھا۔ ابن بادیس بن حبوس غرناطہ میں، ابن افطس بطلیوس میں اور

ابن صمادح مریہ میں اسی طرح اور ملوک الطوائف اپنے اپنے مقبوضات میں معتمد بن عباد کے علمِ حکومت کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر رہے تھے اس سے صلح و آشتی کے خواہاں تھے اس کی مرضی کے مطابق عمل کرتے تھے مگر یہ اور وہ سب کے سب سلاطین کفار کی خاطر و مدارات پر مائل تھے۔ اور انھیں خراج دے دے کر قوت بہم پہنچا رہے تھے۔ یہاں تک کہ سرحد بربر سے مرابطین کی حکومت کا ظہور ہوا یوسف بن تاشفین نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ مسلمانانِ اندلس کی امیدیں اس کی اعانت و امداد سے بر آئیں۔

معتمد کی یوسف بن تاشفین سے امداد طلبی

اسی زمانہ میں عیسائیوں نے خراج کی بابت ملوک الطوائف کو تنگ کرنا شروع کیا۔ ابن عباد (معتمد) نے اس یہودی سفیر کو گستاخانہ کلام کی وجہ سے قتل کر ڈالا جو خراج لینے کے لئے معتمد کے پاس آتا جاتا تھا۔ اس کے بعد دریا عبور کر کے یوسف بن تاشفین کی خدمت میں فریادی بن کر حاضر ہوا۔ معتمد کے جانے اور یوسف بن تاشفین کی مدد کرنے کے حالات آئندہ یوسف بن تاشفین کے حالات کے ضمن میں تحریر کئے جائیں گے۔

یوسف بن تاشفین کی اندلس سے واپسی

اس کے بعد فقہاء اندلس نے یوسف بن تاشفین کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ طرح طرح کا ٹیکس اور محصول اہل اندلس پر لگا ہوا معاف کر دیا جائے۔ اور حکام و امراء کے ناقابل برداشت مظالم سے انھیں نجات دلائی جائے۔ چنانچہ یوسف نے اہل اندلس کو ان تمام ٹیکسوں سے سبکدوش کر دیا جو درمیان میں لگائے گئے تھے۔ اور انھیں آئے دن کی طوائف الملوکی کی خونریزی سے نجات بھی دے دی۔ مگر جوں ہی یوسف بن تاشفین اندلس سے واپس ہوا اندلس کے طوائف الملوک اپنے پرانے رویہ پر آگئے۔ زمانہ قیام اندلس میں یوسف بن تاشفین نے اپنی فوج ظفر موج کو جہاد پر بھی کئی بار روانہ کیا تھا۔ اور اندلس کے اندرونی حصوں کو خود سر حکومتوں کے خار و خس سے صاف و پاک کر کے طالبان حکومت کو خلعت دیئے تھے اور انھیں انتظامی لحاظ سے سرحد بربر کی طرف منتقل کر دیا تھا غرض اس نے ایسے نازک وقت میں جب کہ اندلس امراء و حکام کی خود غرضیوں کی جولانگاہ بنا ہوا تھا بزورِ تیغ اندلس پر قبضہ حاصل کیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ ابن عباد بھی چند لڑائیوں کے بعد جس کو آپ آگے پڑھیں گے یوسف بن تاشفین کا مطیع ہو گیا۔ یوسف بن تاشفین نے اسے ۴۸۴ھ میں اغمات قریہ مراکش (مراکو) میں قید کر دیا۔ یہاں تک کہ ۴۸۸ھ میں مر گیا۔

امارت صوبہ سہلہ

اندلس میں اس کے علاوہ اور صوبے بھی تھے جن پر ابن عباد کا قبضہ نہ تھا ان میں سے ایک سہلہ تھا اس صوبے پر پانچویں صدی کی ابتداء میں ہذیل بن خلف ابن رزین ہشام کی دعوت کے بہانہ سے قابض ہو گیا تھا اور "مؤید الدولہ" کے خطاب سے اپنے کو مخاطب کرتا تھا ۵۰ھ میں عیسائیوں کے ہاتھ سے کسی لڑائی میں شہید ہو گیا۔ تب

اس کی جگہ حسام الدولہ عبدالملک بن خلف (مؤید الدولہ کا بھائی) متمکن ہوا اور یہی اس صوبے پر حکمرانی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مرابطین نے جس وقت کہ اندلس پر قابض ہوئے تھے اس صوبہ کو بھی اس کے قبضہ سے نکال لیا۔

امارت صوبجات برنث اور لبج

برنث اور لبج بھی ابن عباد کے مقبوضات سے خارج تھے اس پر عبداللہ بن قاسم فہری زمانہ طوائف الملوکی سے قابض تھا اور نظام الدولہ کے لقب سے اپنے کو ملقب کرتا تھا یہ وہی شخص ہے جس کے پاس معتمد مقیم تھا جس زمانہ میں اراکین دولت نے قرطبہ میں معتمد کی امارت کی بیعت کی تھی وہ اسی کے پاس سے قرطبہ آیا تھا ۴۳۱ھ میں نظام الدولہ نے انتقال کیا اس کی جگہ یمین الدولہ محمد اس کا بیٹا جانشین ہوا اور اس سے اور مجاہد سے متعدد لڑائیاں ہوئیں تھیں یمین الدولہ کے بعد اس کا بیٹا عضد الدولہ احمد حکومت و امارت کی کرسی پر جلوہ افروز ہوا اور ۴۴۵ھ میں وفات پائی تب اس کا بھائی جناح الدولہ عبداللہ حکمراں ہوا ۴۸۳ھ میں مرابطین نے اس سے عنان حکومت چھین لی۔

ان حالات میں ہم کہاں سے کہاں پہونچ گئے ہیں لہٰذا اس سے اعراض کر کے اب پھر ملوک الطوائف کے اکابر کے تذکرہ کی جانب اپنی توجہ مبذول کرتے ہیں واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

ابوالحزم جہور بن محمد بن جہور

جن دنوں قرطبہ میں فتنہ و فساد کی گرم بازاری تھی اس وقت اراکین دولت اور امرائے سلطنت کا سردار ابوالحزم جہور بن محمد بن جہور بن عبداللہ بن محمد بن معمر بن یحییٰ بن ابی المغافر بن ابی علبیدہ کلبی تھا۔ ابن بشکوال نے اس کا نسب اسی طرح تحریر کیا ہے۔ ابن جہور کا مورث اعلیٰ ابوعبیدہ کلبی اندلس آیا تھا اس کی پچھلی نسلوں کو قرطبہ میں دولت عامریہ کی وزارت کا شرف حاصل ہوا تھا جس وقت لشکریوں نے معتمد آخری خلیفہ اموی کو ۴۲۲ھ میں معزول کیا اس وقت جہور نے قرطبہ پر قبضہ کر لیا اور کسی فساد اور فتنہ میں مداخلت نہ کی۔ حکومت پر قابض ہو کر نظام سلطنت کو بگڑنے نہ دیا اور نہ اپنے مکان سے قصر خلافت میں آیا۔ اس کا رویہ نہایت عمدہ تھا اہل علم و فضل کی روش پر چلتا تھا۔ مریضوں کی عیادت کرتا تھا۔ جنازوں میں شریک ہوتا، اپنے محلہ مشرقی کی مسجد میں اذان دیتا تھا تراویح پڑھتا تھا اور تمام مسلمانوں سے ملتا جلتا رہتا تھا۔ دربان وغیرہ اس کے دروازہ پر نہیں تھے بمسلمانان قرطبہ نے بطیب خاطر اپنی عنان حکومت تا زمانہ تقرری خلیفہ اس کے سپرد کر دی اور محمد بن اسمٰعیل بن عباد نے یہ ظاہر کیا کہ ہشام مؤید میرے پاس اشبیلیہ میں ہے اور اس کی بابت بکثرت خط و کتابت کی اس لئے قرطبہ میں ہشام مؤید کا خطبہ پڑھا گیا

امارت قرطبہ پر ابن جہور کا قبضہ

اسی گھمنڈ پر محمد بن اسماعیل ہشام کو لئے ہوئے قرطبہ آیا مگر اہل قرطبہ نے نہ معلوم کیوں اسے قرطبہ میں داخل ہونے نہیں روک دیا اور خطبہ میں اس کے ذکر سے اعراض کیا اس وقت سے ابن جہور اہل قرطبہ پر تنہا بلا مزاحمت

غیرے حکومت کرنے لگا۔ بعدہ محرم ۴۳۵ھ میں بار حکومت سے سبکدوش ہو کر اپنے ہی مکان میں مدفون ہوا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالولید محمد بن جہور باتفاق سربرآوردگان قرطبہ حکومت کی کرسی پر بیٹھا اس نے اپنے باپ کی روش اختیار کی یہ بھی اہل علم و فضل کا قدردان تھا مکی بن ابی طالب مکی وغیرہ اہل علم کی خدمت میں تحصیل علم کی تھی۔ اس نے اپنا قلمدان وزارت ابراہیم بن یحییٰ کو سپرد کیا تھا۔ اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔

عبدالملک بن ابوالحزم جہور

غرض ابوالولید محمد کا زمانہ حکومت طوائف الملوکی کے بہترین زمانہ سے تھا۔ اہل قرطبہ راضی اور خوش تھے کسی کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں ملا کہ یہ بھی رہگزار ملک آخرت ہو گیا۔ اور عنان حکومت اس کے بیٹے عبدالملک کے حوالہ کی گئی اس نے کج ادائی اور بداطواری شروع کر دی لوگوں کو اس سے نفرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی۔ ابن ذی النون نے اس کا قرطبہ میں محاصرہ کر لیا اس نے محمد بن عباد سے ذی النون کے محاصرہ کی شکایت کی اور امداد کا خواستگار ہوا۔

عبدالملک کی معزولی و اسیری

محمد بن عباد نے اپنی فوجیں اس کی کمک پر بھیجیں مگر درپردہ یہ ہدایت کر دی تھی کہ قرطبہ میں داخل ہو کر اسے معزول کر دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ابن ذی النون کے محاصرہ کو محمد بن عباد کے لشکر نے اٹھا یا اور جب یہ قرطبہ میں داخل ہو گیا تو اہل قرطبہ سے سازش کر کے ۴۶۱ھ میں عبدالملک کو معزول کر دیا اور قرطبہ سے جلاوطن کر کے شلطیش لے جا کر قید کر دیا اور حالت قید میں ۴۶۲ھ میں مر گیا۔

محمد ابن عباد کی قرطبہ پر فوج کشی

محمد ابن عباد نے عبدالملک کی گرفتاری کے بعد اپنے بیٹے سراج الدولہ کو بلنسیہ سے طلب کر کے قرطبہ کی حکومت پر مامور کیا۔ سراج الدولہ کو قرطبہ جانے کے بعد کسی نے زہر دے دیا جس سے سراج الدولہ کی موت وقوع میں آئی نعش طلیطلہ اٹھا کر لائی گئی اور وہیں دفن کی گئی۔ سراج الدولہ کے مرنے کے بعد محمد بن عباد نے قرطبہ پر فوج کشی کی چنانچہ ۴۶۹ھ میں قرطبہ پر قابض ہو گیا۔ اور ابن عکاشہ کو قتل کر کے اپنے بیٹے فتح بن محمد ملقب بہ مامون کو قرطبہ کی حکومت دی۔ یوں ہی رفتہ رفتہ تمام غربی اندلس کے صوبجات اس کے قبضہ میں آ گئے یہاں تک کہ مرابطین نے اندلس میں داخل ہو کر ۴۸۴ھ میں اس صوبہ پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔ اسی ہنگامہ میں فتح مارا گیا اور اس کا باپ محمد بن عباد اغمات کی طرف جلاوطن کر کے بھیج دیا گیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اور آئندہ بھی لکھنے والے ہیں۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین۔

امارت غربی اندلس

ابو محمد عبداللہ کا صوبہ بطلیوس پر قبضہ

فتنہ اور طوائف الملوکی کے زمانہ میں ابو محمد عبداللہ بن مسلمہ تجیبی

معروف بہ ابن افطس نے غربی اندلس صوبہ بطلیوس پر قبضہ کرلیا تھا اور اپنی خودسری اور حکومت کا اعلان کردیا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا مظفر ابوبکر اس کی جگہ متمکن ہوا اس کی حکومت نہایت استقلال اور استحکام کے ساتھ قائم ہوئی اکابر ملوک الطوائف میں اس کا شمار تھا۔ مظفر سے اور ابن ذی النون سے متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں۔ ابن عباد سے بھی کئی بار معرکہ آرائی کی نوبت آئی تھی۔ اختلاف کا سبب یہ ہوا تھا کہ ابن عباد نے ابن تجیبی والئی ملیلہ کی مظفر کے مقابلے میں اعانت کی تھی۔ اس سے مظفر کو اشتعال پیدا ہوا۔ والئی ملیلہ کے متعدد قلعوں اور شہروں پر قبضہ کرلیا آخر کار مظفر لگاتار دو شکستیں اٹھا کر بطلیوس میں قلعہ بند ہوگیا ان دو پچھلی لڑائیوں میں ایک بڑی جماعت کام آئی یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے اس کے بعد ابن جہور نے ان دونوں میں مصالحت کرادی ۴۶۰ھ میں مظفر نے وفات پائی۔

متوکل ابوحفص عمر بن محمد اس کا بیٹا متوکل ابوحفص عمر بن محمد معروف بہ ساجہ تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ اسی کے زمانہ حکمرانی میں اور اسی کے ہاتھ سے یوسف بن تاشقین امیر مرابطین نے ۴۸۹ھ میں بطلیوس پر قبضہ حاصل کرکے اسے اس کی اولاد کے ساتھ قید حیات سے سبکدوش کیا تھا۔ ابن عباد نے پہلے متوکل کو یوسف بن تاشقین کی طرف سے بدظن کرکے کفار سے خط وکتابت کرنے کی رائے دی اور جب متوکل اس پر عامل و کاربند ہوگیا تو یوسف بن تاشقین کو لکھ بھیجا کہ جس قدر جلد ممکن ہو بطلیوس پر پہونچ کر قبضہ حاصل کرلیا جائے ورنہ متوکل پھر ہاتھ نہ آئے گا اور نہ اس صوبہ پر کسی طرح قبضہ ہوگا کیونکہ متوکل عیسائیوں سے خط وکتابت کررہا ہے چنانچہ یوسف بن تاشقین نہایت تیزی سے قطع مسافت اور منازل طے کرکے بطلیوس پہونچ گیا۔ اور ۴۸۹ھ میں متوکل کو اس کے لڑکوں کے ساتھ گرفتار کرکے عیدالاضحیٰ کے دن قتل کر ڈالا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کرنے والے ہیں ابن عبدون نے اس کے مرثیہ میں ایک قصیدہ کہا تھا جو نہایت مشہور اور کتب تواریخ میں مذکور ہے اس کا مطلع یہ تھا

الدھر یفجع بعد العین بالاثر فما البکاء علی الاشباح والصور

اس قصیدہ میں ابن عبدون نے ان مصائب کا تذکرہ کیا تھا جو اس زمانہ ادبار میں نازل ہوئے تھے جس سے جمادات تک رو پڑے تھے۔ ہم اسے لمتونہ کے حالات اور ان کی فتح اندلس کے ضمن میں بیان کریں گے۔ واللہ یفعل مایشاء ویحکم مایرید۔

امارت غرناطہ و بیرہ

صنہاجہ زادی بن زیری فتنہ بربریہ میں سردار صنہاجہ زادی بن زیری بن مناد تھا، زمانہ حکومت منصور میں زادی اندلس آیا تھا۔ جب بربریوں نے فتنہ وفساد کا بازار گرم کردیا اور شیرازہ خلافت بکھر گیا تو زادی اس گروہ کا سردار اور ان بلوائیوں

کا معتمد علیہ بن کر بیرہ کی جانب گیا۔ اور غرناطہ پہونچ کر قبضہ کرلیا۔ اور اسے اپنا مستقر حکومت بنالیا۔ اور جب عامری غلاموں نے مرتضیٰ مروانی کی خلافت کی بیعت کی (اس امر اہم کا متولی اور منتظم مجاہد عامری اور منذر بن یحییٰ بن ہاشم تجیبی ہوا تھا) اور بیعت کے بعد ان لوگوں نے غرناطہ پر چڑھائی کی تو زاوی بن زیری فوج صنہاجہ کو مرتب کرکے مقابلہ پر آیا اور سنہ ۴۲۰ھ میں ان لوگوں کو شکست دے کر مرتضیٰ کو قتل کر ڈالا مال و اسباب اور آلات حرب پر قبضہ کرلیا جو بے حد اور بے شمار تھے اس کے بعد کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا اندلس میں فتنہ و فساد کی وجہ سے بربر پر کسی قسم کا ادبار نہ آجائے اور میری عدم موجودگی سونا میں سہاگہ کا کام نہ دے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اپنے بیٹے کو غرناطہ پر مقرر کرکے اپنے قومی بادشاہ قیروان کی طرف کوچ کردیا۔ جوں ہی زاوی نے غرناطہ سے قدم باہر نکالا اس کے بیٹے نے ابن رضین اور چند مشائخین غرناطہ کو گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا۔ اہل غرناطہ کو یہ امر ناگوار گذرا ماکس بن زیری کو غرناطہ پر قبضہ کرلینے کا پیام دیا ماکس اس پیام کے بنا پر غرناطہ آیا اور اس پر قبضہ کرلیا اور زیری کے لڑکے کی حکومت کو معدوم اور نیست و نابود کردیا۔ یہاں تک کہ ۴۲۹ھ میں اس نے وفات پائی۔

بادیس بن ماکس

بادیس اس کا بیٹا حکومت و ریاست کی کرسی پر متمکن ہوا اس سے اور ابن ذی النون و ابن عباد سے متعدد لڑائیاں ہوئیں اس کے زمانہ حکمرانی میں اس کا اور اس کے باپ کا کاتب (سکریٹری) اسماعیل بن نغرلہ ذمی سیاہ و سفید کرنے کا مختار تھا پھر بادیس نے اسے ۴۵۹ھ میں معزول اور معتوب کرکے قتل کرادیا اس کے ساتھ اور بہت سے یہودی بھی مار ڈالے گئے تھے۔ بادیس نے ۴۶۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا اس کا پوتا مظفر ابو محمد عبداللہ بن بلکین بن بادیس حکمراں ہوا۔ اس نے اپنے دادا کی تقرری کے مطابق اپنے بھائی تمیم کو مالقہ کی حکومت پر مامور کیا۔ ۴۸۳ھ میں مرابطین نے ان دونوں کو معزول اور جلاوطن کرکے اغمات اور وریکہ کی طرف بھیج دیا۔ چنانچہ ان دونوں نے وہیں قیام کیا جیسا کہ آئندہ یوسف بن تاشفین کے تذکرہ میں آپ ان کے حالات کو پڑھیں گے۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین۔

امارت طلیطلہ

اسماعیل بن ظافر

ملوک طلیطلہ کا جد اعلیٰ اسماعیل بن ظافر بن عبدالرحمن بن سلیمان بن ذی النون تھا۔ یہ قبائل ہوارہ کا ایک نامور ممبر تھا دولت مروانیہ میں یہ ارکین سلطنت میں شمار کیا جاتا تھا۔ شنتریہ میں اس کی ریاست و امارت تھی اس نے زمانہ فتنہ سنہ ۴۱۹ھ میں قلعہ اقلنتین پر قبضہ کرلیا۔ شروع زمانہ فتنہ سے طلیطلہ یعیش بن محمد بن یعیش کے قبضہ تصرف میں تھا جو اس کا والی تھا جب یہ سنہ ۴۲۷ھ میں مرگیا تو بعض سرداران افواج طلیطلہ نے اسمٰعیل کو قلعہ اقلنتین سے طلیطلہ پر قبضہ کرنے کے لئے بلا بھیجا۔ چنانچہ اسماعیل قلعہ مذکور طلیطلہ آیا اور بلا مزاحمت قابض ہوگیا اسماعیل نے طلیطلہ پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے دائرہ حکومت کو جنجالہ (مضافات مرسیہ) تک بڑھالیا۔

اور نہایت کامیابی کے ساتھ اس پر حکومت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ۴۲۹ھ میں راہی ملک عدم ہوا۔

مامون ابو الحسن یحییٰ بن اسماعیل

تب اس کے بیٹے مامون ابو الحسن یحییٰ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس نے بڑے زور و شور سے حکومت کی۔ اس کی شوکت و عظمت تمام ملوک الطوائف سے بڑھی چڑھی تھی۔ اس سے اور سرحدی عیسائی امراء سے مشہور لڑائی ہوئی۔ ۴۳۵ھ میں بلنسیہ پر فوج کشی کی اور مظفر ذی السابقین (منصور بن ابی عامر کی اولاد) سے بلنسیہ کو چھین لیا۔ اس کے بعد قرطبہ کی جانب بڑھا اور اسے بھی ابن عباد کے ہاتھ سے نکال لیا۔ اسی ہنگامہ میں قرطبہ پر قبضہ کرنے کے بعد اس کے بیٹے ابو عمر کو قتل کر ڈالا پھر اسے بھی ۴۶۷ھ میں کسی نے زہر دے کر مار ڈالا۔

قادر یحییٰ بن اسماعیل

اس کے بعد طلیطلہ کی عنان حکومت اس کے پوتے قادر یحییٰ بن اسماعیل بن مامون یحییٰ بن ذی النون نے اپنے ہاتھ میں لی۔ اس وقت عیسائی سلاطین میں سے ابن اوفونش کا دور حکومت تھا چونکہ حکومت اسلامیہ مدبروں سے خالی ہو چکی تھی اور خلافت کا دور تمام ہو چکا تھا اور عرب کی حکومت کا شیرازہ بکھر گیا تھا۔ اس وجہ سے ابن اوفونش کا تمام ملک میں دور دورہ تھا چنانچہ ابن اوفونش نے فوجیں آراستہ کر کے طلیطلہ کی جانب ۴۷۸ھ میں پیش قدمی شروع کی قادر یحییٰ نے ابن اوفونش کے خوف سے طلیطلہ کو خالی کر دیا اور اس سے یہ شرط کر لی کہ بلنسیہ کو لینے میں تم میری مدد کرنا۔ بلنسیہ میں ان دنوں عثمان قاضی بن ابو بکر بن عبد العزیز (یہ بھی ابن ابی عامر کا ایک وزیر تھا) حکمرانی کر رہا تھا اہل بلنسیہ کو اس کی خبر لگ گئی ان لوگوں نے اس خوف سے کہ مبادا الفنش وغیرہ عیسائی ملوک اس پر قبضہ نہ کر لیں عثمان قاضی کو معزول کر دیا۔ قادر یحییٰ نے جھٹ پٹ قبضہ کر لیا۔ دو برس تک یہیں مقیم رہا۔ بالآخر ۴۸۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔

باب ۳۵

امارت شرقی اندلس

منصور عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن

ابن ابی عامر

عامری خدام نے ۴۱۱ھ میں بربریوں کے زمانۂ فتنہ میں منصور عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن ناصر بن ابی عامر کی حکومت کی مقام شاطبہ میں بیعت کی چنانچہ منصور نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ چند روز بعد اہل شاطبہ نے منصور کے خلاف علم بغاوت بلند کیا منصور شاطبہ کو خیر باد کہہ کر بلنسیہ چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اپنا دار الحکومت بنا لیا۔ اس کے وزیروں میں ابن عبدالعزیز نامی ایک شخص نہایت مدبر اور ہوشیار تھا اس نے خیران عامری (جو کہ عامر کا غلام آزاد تھا) کے ذریعہ سے اس واقعہ سے قبل اربولہ پر ۴۰۴ھ میں قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ اس کے بعد ۴۰۷ھ میں مرسیہ پر بعدہ حیان پر پھر مریہ پر ۴۰۹ھ میں قابض ہو گیا تھا اور ان مقامات کے رہنے والوں سے منصور عبدالعزیز کی حکومت کی بیعت لے لی تھی۔ تھوڑے دن بعد خیران نے منصور سے بدعہدی کی اور مریہ سے مرسیہ جا کر منصور کے برادر عم زاد محمد بن مظفر بن منصور بن ابی عامر کو حکومت کی کرسی پر بٹھا دیا۔

محمد بن مظفر کا قرطبہ سے اخراج

محمد بن مظفر قرطبہ میں قاسم بن حمود کے سایہ عاطفت میں رہتا تھا جس وقت اس نے خیران سے خط و کتابت کر کے اپنے مال و اسباب کے ساتھ مرسیہ جانے کا قصد کیا اس وقت قرطبہ کے رہنے والوں نے جمع ہو کر اس کا مال و اسباب چھین لیا اور قرطبہ سے بیک بینی و دو گوش نکال دیا۔ خیران نے محمد کو کرسی حکومت پر متمکن کر کے پہلے موتمن کے خطاب سے مخاطب کیا پھر معتصم کا لقب دیا بعد چندے ناراض ہو کر مرسیہ سے نکال دیا۔ بے چارہ محمد بحال پریشاں مریہ پہونچا۔ خیران نے آزاد غلاموں کو اشارہ کر دیا ان لوگوں نے اس کا مال و اسباب چھین کر مریہ سے نکال باہر کیا۔ محمد نے غربی اندلس کا راستہ لیا اور وہاں پہونچ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کے بعد خیران نے بھی مریہ میں ۴۱۹ھ میں وفات پائی۔

امیر عمید الدولہ ابو القاسم

امیر عمید الدولہ ابو القاسم زہیر عامری نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی اور فوجیں آراستہ کر کے غرناطہ پر چڑھائی کر دی۔ بادیس بن حبوس مقابلہ پر آیا اور امیر عمید الدولہ کو شکست دے کر ۴۲۹ھ میں جنگ کے دوران قتل کر ڈالا

اور مریہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد منصور عبدالعزیز والئ بلنسیہ نے اس صوبہ کو بادیس کے قبضہ سے ۴۵۷ھ میں نکال لیا۔ پھر جب مامون بن ذی النون نے وفات پائی اور اس کا پوتا قادر حکمراں ہوا تو بلنسیہ پر وزراء ابی ابن عامر سے ابو بکر بن عبدالعزیز حکومت کرنے لگا۔ ابن ہود نے اسے قادر سے مخالفت اور بدعہدی کرنے کی رائے دی۔ ابو بکر اس رائے کے مطابق قادر سے مخالفت کا اعلان کر کے ۴۶۸ھ میں خودسر ہو گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مقتدر نے دانیہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ ابو بکر دس سال حکومت کر کے ۴۷۸ھ میں گوشہ قبر میں جا چھپا اس کی جگہ قاضی عثمان اس کا بیٹا حکمرانی کی عبا پہن کر ایوان حکومت میں جلوہ افروز ہوا۔

بلنسیہ پر عیسائیوں کی فوج کشی

پھر جب قادر بن ذی النون نے طلیطلہ کو عیسائیوں کے حوالہ کر دیا تو بلنسیہ کی طرف قبضہ کرنے کے ارادے سے قدم بڑھایا۔ اس مہم میں اس کے ہمراہ الفنش عیسائی بھی تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اہل بلنسیہ نے اس خبر سے مطلع ہو کر عثمان قاضی بن ابی بکر کو معزول کر دیا اور عیسائیوں کے خوف سے قادر کو بخوشی خاطر اپنے شہر پر قبضہ دے دیا یہ واقعہ ۴۷۸ھ کا ہے۔ اس کے بعد ۴۸۳ھ میں قاضی جعفر بن عبداللہ بن حجاب نے قادر پر فوج کشی کی اور اثنائے جنگ میں قادر کو قتل کر کے بلنسیہ پر قبتصہ کر لیا۔ پھر عیسائیوں نے ۴۸۹ھ میں بلنسیہ پر حملہ کیا اور قاضی جعفر کو قتل کر کے قابض ہو گئے۔ اس کے بعد مرابطین نے اندلس میں داخل ہو کر اس صوبہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ پھر ۴۹۵ھ میں ابن ذی النون نے اپنے ایک سپہ سالار کو بلنسیہ پر قبضہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس سپہ سالار نے اس صوبہ کو ان لوگوں کے قبضہ سے نکال لیا۔

معن بن صمادح

معن بن صمادح سپہ سالار وزیر ابن ابی عامر نے زمانہ ۴۸۸ھ سے جبکہ منصور نے اسے سند حکومت دی تھی مریہ میں اقامت اختیار کی تھی اور اپنے کو ذوالوزارتین کے لقب سے ملقب کیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے اپنے آپ کو معزول کر کے اپنے بیٹے معتصم ابو یحییٰ محمد بن معن بن صمادح کو حکمراں بنایا۔ چنانچہ معتصم نے اس صوبہ میں چوالیس برس تک حکومت کی ابن شبیب والئ لورقہ فوجیں آراستہ کر کے مریہ پر چڑھ آیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ معتصم کے باپ نے حکومت سے کنارہ کشی کر لی تھی۔ معتصم نے یہ خبر پا کر کہ ابن شبیب والی لورقہ مریہ پر چڑھ آیا ہے مقابلہ کرنے کی غرض سے ایک بڑی فوج روانہ کی۔ ابن شبیب نے اس مہم میں منصور بن ابی عامر والی بلنسیہ و مرسیہ سے اپنے حریف کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی اور معتصم نے بادیس کو مدد کا پیام دیا۔ دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اس کا چچا صمادح بن بادیس بن صمادح دوسری جانب لورقہ کے بعض قلعوں پر چڑھ گیا اور بزور تیغ اہل قلعہ کو زیر کر کے قبضہ کر لیا اور قبضہ حاصل کرنے کے بعد واپس آیا۔ اس زمانہ سے معتصم ۴۸۰ھ تک مریہ پر کامیابی کے ساتھ حکومت کرتا رہا اور اسی سنہ میں وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا متمکن ہوا اسے یوسف بن تاشفین امیر مرابطین نے ۴۸۴ھ میں معزول کیا اور مریہ سے اسے

اس کے اہل و عیال کے ساتھ سرحد کی جانب جلاوطن کر دیا۔ اس نے سرحد پر پہنچ کر قلعہ میں آل حماد کے پاس قیام کیا اور یہیں اس نے اور اس کے لڑکوں نے وفات پائی۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

امارت سرقسطہ

منذر بن مطرف

منذر بن مطرف بن یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن محمد بن ہاشم تجیبی ثغر اعلیٰ کا گورنر تھا۔ اس کی اور منصور عبدالرحمٰن کی حکومت اور ریاست کی بابت اَن بن چلی آتی تھی۔ اس کے دارالحکومت ہونے کا اعزاز سرقسطہ کو حاصل تھا۔ جس وقت مہدی بن عبدالجبار کی حکومت کی بیعت لی گئی اور بنو عامر کا دور دورہ ختم ہو گیا اور بربریوں کا زور و شور اور فتنہ و فساد شروع ہوا اس وقت منذر مستعین کے علم حکومت کے ساتھ تھا یہاں تک کہ اسی طوائف الملوکی میں ہشام مارا گیا۔ منذر نے ان امور کے انجام پر نظر کر کے مستعین کی رفاقت ترک کر دی۔ بعد اس کے مروانیوں نے مرتضیٰ کی بشمول مجاہد اور ان لوگوں کے ساتھ جو غلاموں اور عامریوں میں سے ان کے پاس آ کر جمع ہو گئے تھے۔ بیعت کر لی۔ اور غرناطہ پر حملہ آور ہوئے زادی بن زیری فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور ان سبھوں کو شکست دی پھر مروانیوں اور ارکین دولت کو مرتضیٰ کی جانب سے شک پیدا ہوا۔ چند آدمیوں کو اس کے قتل پر مامور کر دیا۔ چنانچہ مریہ میں ان لوگوں نے اسے مار ڈالا۔ منذر کو اس وقت کھل کھیلنے کا موقع مل گیا چنانچہ سرقسطہ اور ثغر اعلیٰ کو دبا بیٹھا اور "المنصور" کا خطاب اختیار کیا۔ عیسائی سلاطین جلیقہ اور برشلونہ سے مصالحت کا عہد و پیمان کیا۔ بالآخر ۴۱۴ھ میں وفات پائی۔ اس کا بیٹا تخت حکومت پر متمکن ہوا اور "المظفر" کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔

بنو ہود

اسی زمانہ میں ابو ایوب سلیمان بن محمد بن ہود جذامی انہی لوگوں میں سے شہر تطیلہ پر قابض ہو رہا تھا۔ اسے شروع زمانہ فتنہ سے اس صوبہ کی حکمرانی دی گئی تھی۔ اس کا مورث اعلیٰ ہود وہ ہے جو اندلس آیا تھا۔ ازدونے اس کے سلسلہ نسب کو سالم مولیٰ (آزاد غلام) ابو حذیفہ تک پہونچایا ہے۔ یہ ہود عبداللہ کا بیٹا ہے اور عبداللہ موسیٰ کا اور موسیٰ سالم مولیٰ ابی حذیفہ کا اور بعضوں نے ہود کو روح بن اتباع کی اولاد سے شمار کیا ہے۔

سلیمان بن محمد بن ہود

سلیمان نے تھوڑے دن میں قوت بڑھا کر مظفر یحییٰ بن منذر کو مغلوب کر لیا ۴۳۱ھ میں اس کی زندگانی کا خاتمہ کر کے اسے دنیا کے تمام مخمصوں سے ہمیشہ کے لئے نجات دے دی۔ سرقسطہ اور ثغر اعلیٰ پر قابض ہو گیا اور اس کا بیٹا یوسف بن مظفر لاردہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد ان دونوں میں مخالفت پیدا ہو گئی

احمد مقتدر باللہ

اس اثنا میں سلیمان مر گیا اور احمد مقتدر باللہ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ مقتدر نے یوسف کے مقابلہ میں فرانس اور بشکنس سے امداد طلب کی چنانچہ فرانس اور بشکنس حسب وعدہ مقتدر کی کمک پر آئے۔ مسلمانوں اور عیسائیوں سے لڑائی جھگڑا

شروع ہو گیا۔ یوسف نے اس خبر سے مطلع ہو کر عیسائیوں اور نیز مقتدر کا سرقسطہ میں محاصرہ کر لیا۔ یہ واقعہ سنہ ۴۴۳ھ کا ہے۔ یوسف کو اس میں ناکامی ہوئی۔ عیسائی سلاطین اپنے اپنے بلاد کی طرف لوٹ گئے۔ اس کے بعد مقتدر باللہ احمد نے سنہ ۴۷۴ھ میں اپنی حکومت کے سینتیس ۳۷ سال پورے کر کے سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کی جگہ یوسف موتمن اس کا بیٹا تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔

یوسف موتمن بن احمد مقتدر

یوسف موتمن کو علوم ریاضیہ میں ید طولیٰ حاصل تھا اس فن میں اس نے بہت سی کتابیں تالیف کی تھیں ان میں سے استہلال اور المناظر ہیں۔ سنہ ۴۷۸ھ میں اس نے وفات پائی یہ وہی سنہ ہے جس میں عیسائیوں نے طلیطلہ کو قادر بن ذی النون کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ یوسف موتمن کے بعد سرقسطہ میں مستعین حکمراں ہوا۔ اس کے زمانہ حکومت میں واقعہ وشقہ پیش آیا تھا وشقہ کو عیسائی محاصروں کے پنجہ سے بچانے کی غرض سے مستعین نے سنہ ۴۸۹ھ میں کئی ہزار مسلمانوں کی جمعیت سے جو کہ شمار سے باہر تھے وشقہ پر چڑھائی کی۔ تقریباً دس ہزار مسلمان اس معرکہ میں کام آئے تھے (مستعین[1] کو ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا تھا) اس زمانہ سے مستعین سرقسطہ میں برابر حکمرانی کرتا رہا یہاں تک سنہ ۵۰۳ھ میں جن دنوں عیسائیوں نے سرقسطہ پر فوج کشی کی تھی سرقسطہ کے باہر جام شہادت نوش کر کے راہی عدم ہوا۔

عبد الملک بن یوسف موتمن

اس کی جگہ اس کا بیٹا تخت آرائے حکومت ہوا عماد الدولہ کا خطاب اختیار کیا۔ عیسائی باغیوں نے اسے سنہ ۵۱۲ھ میں سرقسطہ سے نکال کر قبضہ کر لیا۔ اس نے سرقسطہ کے قلعوں میں قلعہ روطہ میں جا کر پناہ لی اور وہیں قیام پذیر رہا۔ یہاں تک کہ سنہ ۵۱۳ھ میں اس نے وفات پائی۔ اس کا بیٹا احمد ملقب بہ سیف الدولہ اریکہ کی حکومت پر رونق افروز ہوا اس کے عہد حکومت میں عیسائیوں کی شورش حد سے بڑھ گئی۔ مسلمانوں کو بے حد ستانے لگے آخر کار اس نے عیسائیوں سے صلح کر لی اور قلعہ روطہ کو ان کے حوالے کر کے اپنے حشم و خدم کے ساتھ طلیطلہ چلا آیا اور وہیں سنہ ۵۳۶ھ میں مر گیا۔ انہی بنو ہود کے ممالک مقبوضہ سے شہر طرطوشہ تھا جسے لبقا یا عامری نے سنہ ۴۴۳ھ میں دبا لیا تھا پھر سنہ ۴۴۵ھ میں یہ مر گیا تب یعلی عامری اس پر قابض ہوا اس کا دور حکومت دراز اور طویل نہیں ہوا۔ اس کے بعد شبیل حکمراں ہوا عماد الدولہ بن احمد مستعین نے سنہ ۵۴۳ھ میں شبیل سے طرطوشہ چھین لیا اس وقت سے طرطوشہ پر عماد الدولہ کا اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کا قبضہ رہا یہاں تک کہ دشمنان اسلام نے اس شہر پر بھی اور بلاد شرقی اندلس کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ واللہ وارث الارض و من علیہا و ہو خیر الوارثین

امارت دانیہ و جزائر شرقیہ

عصام خولانی

جزیرہ سنہ ۴۵۰ھ میں عصام خولانی کے ہاتھ سے فتح ہوا۔ مورخین تحریر کرتے ہیں کہ عصام خولانی حج کے ارادے سے اپنی ذاتی کشتی پر سوار ہو کر اندلس سے روانہ ہوا

---

[1] دیکھو المقاری جلد اول صفحہ ۲۸۸

اتفاق یہ کہ ہوائے مخالف کی وجہ سے کشتی جزیرہ میورقہ کے ساحل پر جا لگی ایک مدت تک عصام اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اس ساحل پر ہوائے مخالف کی وجہ سے مقیم رہا۔ زمانہ قیام میں ان لوگوں کو اہل جزیرہ کے حالات سے مطلع ہونے کا موقع ملا اور اسے فتح کرنے کی ہوس ان کے دل میں سمائی چنانچہ عصام نے حج سے واپس ہو کر امیر عبداللہ والئی اندلس سے جزیرہ میورقہ کی سرسبزی و شادابی کا ذکر کیا اور اسے فتح کرنے کی رغبت دی۔

جزیرہ میورقہ کی فتح

امیر عبداللہ نے جنگی کشتیوں کا ایک بیڑا عصام کے ساتھ روانہ کیا اس مہم میں لشکر شاہی کے علاوہ، مجاہدوں کا ایک گروہ عظیم جہاد کے ارادے سے شریک ہوا۔ عصام نے پہنچتے ہی جزیرہ میورقہ پر محاصرہ ڈال دیا اور ایک مدت کے محاصرہ وجنگ کے یکے بعد دیگرے اس کے تمام قلعوں کو فتح کر لیا۔ تکمیل فتح کے بعد عصام نے امیر عبداللہ کی خدمت میں نامہ بشارت فتح روانہ کیا۔ امیر عبداللہ نے اس حسن خدمت کے صلہ میں عصام کو جزیرہ میورقہ کی گورنری عنایت فرمائی دس برس تک عصام نے اس جزیرہ پر حکمرانی کی۔ مسجدیں بنوائیں۔ حمامات تعمیر کرائے، سرائیں، پل اور سڑکیں درست کرائیں۔

امارت جزیرہ پر موفق کا تقرر

عصام کی وفات کے بعد اہل جزیرہ نے اس کے بیٹے عبداللہ کو اپنا حکمراں بنایا امیر عبداللہ والئی اندلس نے بھی اس کی امارت کو منظور اور تسلیم کیا۔ اس کے بعد عبداللہ درویشی اور زہد کی طرف مائل ہو گیا ۳۵۰ھ میں ترک امارت کر کے حج کے ارادے سے کشتی میں سوار ہو کر مشرق کی جانب چلا گیا پھر اس کی کوئی خبر معلوم نہیں ہوئی۔ خلیفہ ناصر مروانی نے اپنے خدام میں سے موفق کو اس جزیرہ کی سرداری و حکومت پر متعین و مامور کیا۔ موفق نے جزیرہ مذکور میں پہنچ کر جنگی کشتیوں کے متعدد بیڑے تیار کرائے فرانس کے مقبوضات پر بہت سے جہاد کئے ۳۵۹ھ عہد حکومت مستنصر میں اس نے وفات پائی۔ اس کے خادموں میں سے کوثر نامی ایک شخص اس کا جانشین ہوا۔ اس نے دشمنان اسلام پر جہاد کرنے میں وہی طریقہ اختیار کیا جو اس کے پیشرو (موفق) کا تھا۔ اس نے ۳۸۹ھ عہد امارت منصور میں انتقال کیا۔ منصور نے اپنے موالی (آزاد غلاموں) میں سے مقاتل کو اس جزیرہ کی حکومت دی۔ یہ بھی جہاد کا حد سے زیادہ شائق تھا۔ مقبوضات فرانس پر ہمیشہ جہاد کرتا رہتا تھا منصور اور اس کا بیٹا موید جہاد میں اس کی مدد کیا کرتا تھا ۴۰۳ھ زمانہ فتنہ میں رہگزار ملک آخرت ہوا۔

مجاہد بن یوسف

مجاہد بن یوسف بن علی عامری موالیوں میں ایک سر برآوردہ اور دلیر شخص تھا منصور نے اس کی پرورش کی تھی، قرآن، حدیث اور عربیت کی تعلیم دی تھی ان علوم میں مجاہد کو اعلیٰ درجہ کا کمال حاصل تھا جس دن مہدی ۴۰۰ھ میں مارا گیا اسی روز مجاہد قرطبہ سے چلا آیا اس نے اور نیز اور عامری موالیوں اور اکثر لشکریان اندلس نے مرتضیٰ کی امارت کی بیعت کر لی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ان لوگوں سے اور زادی سے غرناطہ کے باہر مڈبھیڑ ہوئی زادی نے ان لوگوں کو شکست دی اور ان کی جماعت کو منتشر کر کے مرتضیٰ کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

مجاہد بن یوسف کی فتوحات

اس واقعہ کے بعد مجاہد طرطوشہ چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا پھر اسے چھوڑ کر دانیہ جا کر مقیم ہوا اور وہیں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔

میورقہ، منورقہ اور یابسہ کو اپنے دائرہ حکومت میں داخل کرلیا۔ اور ۴۱۳ھ میں معیطی کو میورقہ کی حکومت پر مامور کیا مگر معیطی نے میورقہ پہونچتے ہی خودسر حکومت کا اعلان کردیا اہل میورقہ نے معیطی کو اس فعل سے بہت کچھ روکا لیکن معیطی نے ذرا بھی توجہ نہ کی۔ مجاہد کو اس کی خبر لگی تو اس نے اپنے برادر زادہ عبداللہ کو میورقہ کی حکومت پر مامور اور روانہ کیا معیطی یہ خبر پاکر بھاگ گیا۔ عبداللہ نے میورقہ میں پندرہ سال حکومت کی اس نے اپنے زمانہ حکومت میں سردانیہ پر براہ دریا بقصد جہاد فوج کشی کی تھی اور بزور تیغ کمال مردانگی سے اسے فتح کرکے عیسائیوں کو وہاں سے جلاوطن کردیا تھا اور والی سردانیہ کے لڑکے کو قید کرلیا تھا جو ایک مدت کے بعد زر فدیہ ادا کرکے رہا کرالیا گیا۔ مجاہد نے اس کے مرنے پر اپنے مولی اغلب کو ۴۲۸ھ میں میورقہ کی حکومت عنایت کی۔

علی بن مجاہد

مجاہد والیٔ دانیہ اور خیران مرسیہ اور ابن ابی عامر والی بلنسیہ میں باہم متعدد لڑائیاں ہوئیں یہاں تک کہ ۴۳۶ھ میں مجاہد ان لڑائیوں کو یوں ہی ناتمام چھوڑ کر راہی ملک بقا ہوگیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا علی ایوان حکومت میں رونق افروز ہوا۔ اقبال الدولہ کا خطاب اختیار کیا۔ اور مقتدر بن ہود سے سسرالی قرابت پیدا کی ۴۶۸ھ میں مقتدر نے اقبال الدولہ کو دانیہ سرقسطہ میں بلالیا اس کا بیٹا سراج الدولہ فرانس چلا گیا عیسائیان فرانس نے بچند شرائط جن کی پابندی کا اقرار خود سراج الدولہ نے کیا تھا سراج الدولہ کی امداد کی چنانچہ دانیہ کے بعض قلعوں پر اسے قبضہ مل گیا بعد چندے جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے مقتدر کی سازش سے ۴۶۹ھ میں اسے زہر دیا گیا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی۔ بعدہ علی (اقبال الدولہ) نے بھی مقتدر کے انتقال کے بعد ہی ۴۷۴ھ میں وفات پائی۔ بعضے کہتے ہیں کہ مقتدر کی حیات ہی میں یہ بجایہ چلا گیا تھا اور یحیی ابن حماد والیٔ بجایہ کے یہاں مقیم ہوا تھا اور اسی زمانہ فراری میں ہی سفر آخرت اختیار کیا تھا۔

اغلب کی معزولی

اغلب (مجاہد والیٔ میورقہ کا مولی) براہ دریا سرحدی عیسائیوں پر بکثرت جہاد کیا کرتا تھا۔ اور آئے دن عیسائیوں کو اپنے پرزور حملوں سے تنگ کیا کرتا تھا۔ مجاہد کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے علی (اقبال الدولہ) سے اغلب نے حج و زیارات کی اجازت حاصل کرکے مشرق کا راستہ لیا۔ اقبال الدولہ نے آل اغلب کو حکومت جزیرہ سے برطرف کرکے اپنے داماد ابن سلیمان بن مشکیان کو اغلب کی طرف سے جزیرہ پر مامور کیا۔ پانچ سال تک ابن سلیمان جزیرہ پر حکمرانی کرکے بار حیات سے سبکدوش ہوا اس کی جگہ مبشر ملقب بہ ناصر الدولہ کو زمام حکومت عطا ہوئی۔

ناصر الدولہ

ناصر الدولہ شرقی اندلس کا رہنے والا تھا عالم طفلی میں قید ہوکر آیا تھا اور مجاہد کی خدمت میں تعلیم و تربیت پائی تھی سن شعور کو پہونچنے کے بعد ایک چھوٹی سی فوج کی اسے سرداری مل گئی۔ جواں مرد اور دلیر تھا۔ اپنی مردانگی کی وجہ سے لوگوں کی آنکھوں میں بہت جلد محبوب ہوگیا اسری اور سردانیہ پر اکثر جہاد کیا کرتا تھا ابن سلیمان کے مرنے کے بعد انھی وجوہ سے جزیرہ میورقہ کی حکومت اسے مرحمت کی گئی پانچ سال تک حکومت کرتا رہا۔ اسی اثناء میں اقبال الدولہ کی حکومت کا دور تمام ہو گیا اور

مقتدر بن ہود نے اس کے مقبوضات پر قبضہ و تصرف حاصل کر لیا۔ مبشر نے بھی میورقہ کو اپنا موروثی ملک سمجھ لیا اور خود سر حکومت کا اعلان کر دیا۔ زمانہ طوائف الملوکی کا تھا اندلس میں ہر چہار طرف فتنہ و فساد کی گھنگور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔

میورقہ کا محاصرہ

ناصر الدولہ نے مستقل حکمراں ہونے کے بعد چند لوگوں کو اپنے آقائے نامدار کے اہل و عیال کے لینے کیلئے دانیہ روانہ کیا اہل دانیہ نے اقبال الدولہ علی کے اہل و عیال کو مبشر کے پاس بھیج دیا۔ مبشر نے ان لوگوں کی بے حد عزت کی اور بہ حسن سلوک ان لوگوں سے پیش آیا۔ اس وقت سے مبشر برابر سرحدی عیسائیوں پر جہاد کرتا رہا حتیٰ کہ عیسائی امراء برشلونہ جمع ہو کر اس پر حملہ آور ہوئے۔ دس ماہ کامل میورقہ کا محاصرہ کئے رہے بالآخر مبشر کو محاصرہ ختم کرنے میں ناکامی ہوئی دشمنان اسلام نے اسے بزور تیغ فتح کر کے مبشر کی حکومت کے بقیہ...... سال جی کھول کر تاخت و تاراج کیا۔

علی بن یوسف کا میورقہ پر قبضہ

مبشر نے زمانہ محاصرہ میں علی بن یوسف والیٔ مغرب لمتونہ سے عیسائیوں کی زیادتیوں کی شکایت کی تھی اور امداد مانگی تھی۔ اگرچہ اتفاق سے علی بن یوسف کی جنگی کشتیوں کا بیڑا جو مبشر کی کمک پر آیا تھا میورقہ پر عیسائیوں کے قابض ہو جانے کے بعد پہنچا مگر پھر بھی ہژبران اسلام نے خشکی پر قدم رکھتے ہی عیسائیوں کو اس جزیرہ سے نکال باہر کیا علی بن یوسف نے اپنی جانب سے النور بن ابی بکر لمتونی کو اس کی حکومت عنایت کی النور نے اپنے زمانہ حکمرانی میں اہل میورقہ کو بہت ستایا۔ دریا سے فاصلہ پر ایک جدید شہر آباد کرنے کا قصد کیا اہل میورقہ کو کشیدگی تو پہلے ہی تھی سب کے سب مخالف بن بیٹھے اور جمع ہو کر اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے گرفتار کر لیا۔ اور علی بن یوسف کے پاس امیر مقرر کرنے کا پیام بھیجا علی بن یوسف نے ان لوگوں کو محمد بن علی بن اسحاق بن غانیہ لمتونی والیٔ غربی اندلس کے پاس بھیج دیا۔ محمد نے اپنی جانب سے اپنے بھائی احمد بن علی کو مقرر کیا محمد قرطبہ کی حکومت پر تھا پس جب یہ میورقہ پہنچا تو اس نے النور کو پابہ زنجیر چند محافظوں کے ساتھ مراکش بھیج دیا اور خود میورقہ میں ٹھہرا ہوا دس برس تک حکومت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کا بھائی یحییٰ مر گیا اور ان کا بادشاہ علی بن یوسف تھا اسی زمانہ سے میورقہ میں بنی غانیہ لمتونی کا پرچم اقبال کامیابی کے ساتھ ہوا میں اڑنے لگا۔ علی بن یوسف کے زمانہ بادشاہت میں بنو غانیہ کی میورقہ میں بہت بڑی دولت و حکومت تھی، علی اور یحییٰ یہیں سے نکل کر بجایہ کی طرف بڑھ آئے تھے اور اسے موحدین کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ موحدین سے اور ان لوگوں سے افریقہ میں متعدد اور بکثرت لڑائیاں ہوئی تھیں جسے ہم اخبار لمتونہ کے بعد ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے میورقہ پر عیسائیوں نے موحدین کے ہاتھ سے ان کے آخری دور حکومت میں قبضہ حاصل کیا تھا۔ بقاء اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور ملک جسے چاہتا ہے اسے عطا کرتا ہے اور وہی غالب اور دانا ہے۔

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

باب ۳۶

باغیان امارت ملتونہ

قاضی مروان بن عبداللہ کی خود مختاری جس وقت ملتونہ دشمنان اسلام اور موحدین کی لڑائیوں میں مصروف ہو گئے اس وقت اندلس سے انھیں ایک گونہ دوری اور بے توجہی ہو گئی پس بعض اہالیان اندلس اپنی عادت قدیمہ پر آ گئے

۵۳۶ھ میں قاضی مروان بن عبداللہ بن مروان ابن خصاب نے بلنسیہ میں علم بغاوت بلند کیا اور خود سر حکمران بن کر حکومت کرنے لگا۔ مگر تین ہی مہینے بعد اہل بلنسیہ نے اسے حکومت و ریاست سے معزول کر دیا۔ یہ مریہ چلا آیا پھر مریہ سے ابن غانیہ کے پاس میورقہ بھیج دیا گیا۔ ابن غانیہ نے اسے جیل میں ڈال دیا۔

ابو جعفر احمد کی سرکشی مرسیہ میں ابو جعفر احمد بن عبدالرحمٰن بن ظاہر نے سر اٹھایا۔ کچھ عرصہ بعد اہل مرسیہ نے اسے معزول کر دیا بلکہ اس کی حکومت کے چوتھے مہینے اسے بار حکومت اور حیات سے ہمیشہ کے لئے سبکدوش کر کے گوشہ قبر میں لے جا کر آرام سے سلا دیا۔ مستعین بن ہود کا پوتا دو ماہ تک حکمرانی کرتا رہا پھر ابن عیاض نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

امیر بلنسیہ ابو محمد عبداللہ اہل بلنسیہ نے قاضی مروان کے بعد امیر ابو محمد عبداللہ بن سعید بن مردنیش جذامی کے ہاتھ پر امارت و ریاست کی بیعت کی اس نے اپنے زمانہ حکومت کو دشمنان دین پر جہاد کرنے میں صرف کیا ہمیشہ معرکہ کارزار میں کفار کے ساتھ تیغ و سپر رہتا تھا حتیٰ کہ ۵۴۲ھ میں کسی لڑائی میں عیسائیوں کے ہاتھ شہید ہو گیا۔ اہل بلنسیہ نے عبداللہ بن عیاض کی امارت کو تسلیم کر لیا جو ان دنوں مرسیہ پر قابض ہو رہا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ عبداللہ نے ۵۴۲ھ میں وفات پائی۔

محمد بن احمد اور عبدالمومن کی جنگ اہل بلنسیہ نے اس کے چچازاد بھائی محمد بن احمد بن سعید بن مردنیش کی امارت کی بیعت کی اس نے بیعت امارت لینے کے بعد شاطبہ، مدینہ شقر اور مرسیہ پر بھی قبضہ کر لیا ابراہیم بن ہمشک اس کے نامور سپہ سالاروں میں سے تھا اس نے اطراف اندلس میں غارتگری شروع کر دی۔ قرطبہ پر شبخون مار کر قابض ہو گیا مگر تھوڑے ہی دن بعد قرطبہ اس کے قبضہ سے نکل گیا تب اس نے غرناطہ پر ہاتھ مارا اور اسے موحدین کے قبضہ سے نکال لیا پھر اس نے اور نیز ابن مردنیش (محمد بن احمد) نے غرناطہ کے ایک قصبہ میں موحدین کا محاصرہ کر لیا۔ متعدد لڑائیوں کے بعد جو کہ دونوں حریفوں میں غرناطہ کے باہر ہوئی تھیں عبدالمومن نے غرناطہ کو ان سے واپس لے لیا۔ انھی

معرکوں میں ابراہیم اور ابن مردنیش نے عیسائی امراء اور سلاطین سے موحدین کی مدافعت کی غرض سے امداد طلب کی تھی چنانچہ عیسائی جوق جوق ابراہیم اور ابن مردنیش کی کمک پر آئے مگر عبدالمومن کی مہارت اور نبرد آزمائی کے آگے سب نے منہ کی کھائی اور نہایت بری طور سے شکست اٹھا کر بھاگے اور عبدالمومن نے انھیں بہت برے طریقہ سے قتل کیا۔

یوسف کا بلنسیہ پر قبضہ

انھی دنوں میں یوسف نے طویل محاصرہ اور شدید جنگ کے بعد بلنسیہ کو فتح کر کے خلیفہ مستنجد عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا اور ایک عرضداشت دربار خلافت بغداد روانہ کی۔ خلافت پناہی نے اس صوبہ کی سند حکومت یوسف کو لکھ کر بھیج دی اس کے بعد ۵۶۲ھ میں موحدین کی حکومت کی بیعت ہوئی۔ مظفر عیسیٰ بن منصور بن عبدالعزیز بن ناصر بن ابی عامر شاطبہ اور مرسیہ کی جانب مراجعت کرنے کے وقت بلنسیہ پر قابض ہو گیا تھا ایک مدت تک وہاں اس کا قبضہ رہا ۵۵۹ھ میں اس نے وفات پائی اس کے مرنے سے بلنسیہ کی عنان حکومت ابن مردنیش کے قبضہ میں چلی گئی

عبدالمومن کی مرابطین امراء پر فوج کشی

احمد بن عیسیٰ قلعہ مزمایہ پر قابض ہو رہا تھا اور اپنے متبعین کے ذریعہ سے مرابطین کی مخالفت کر رہا تھا۔ اتفاق زمانہ سے منذر ابن وزیر نے اسے دبا لیا پس یہ ۵۴۰ھ میں عبدالمومن کے پاس چلا گیا اور ملک اندلس پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی عبدالمومن نے اس کے ہمراہ چند فوجیں روانہ کیں جنھوں نے بنو غانیہ امراء مرابطین کو اندلس میں اپنے پرزور حملوں سے مغلوب کر دیا۔

محمد بن علی ابن غانیہ

میورقہ پر حکومت لمتونہ کے اضطراب کے زمانہ سے محمد بن علی بن غانیہ قابض تھا ۵۲۰ھ سے اس نے اس صوبہ پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ ۵۲۷ھ میں اپنے بھائی یحییٰ سے ملنے کے لئے بلنسیہ آیا تھا اور اپنی جگہ میورقہ میں عبداللہ بن تیما کو مامور کر آیا تھا اس کے زمانہ غیر حاضری میں بلوائیوں اور باغیوں نے سر اٹھایا۔ اس شورش کے رفع کرنے کی غرض سے محمد بن غانیہ بلنسیہ سے میورقہ پھر واپس آیا اور بدنظمی کو رفع دفع کر کے امن قائم کیا حتیٰ کہ ۵۶۷ھ میں اسے پُرامن و عافیت چھوڑ کر انتقال کر گیا۔

مرابطیون کا زوال

اس کا بیٹا ابراہیم ابو اسحاق متمکن ہوا اور اس نے ۵۸۰ھ میں وفات پائی۔ تب اس کا بھائی طلحہ کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا اور ۵۸۱ھ میں موحدین کی بیعت کی۔ اہل میورقہ کے چند امراء بطور وفد موحدین کے یہاں آئے موحدین نے ان وفود کے ہمراہ علی بن برتر کو روانہ کیا جوں ہی یہ میورقہ میں وارد ہوا طلحہ کے برادر زادگان علی و یحییٰ پسران اسحاق نے طلحہ کے خلاف بغاوت کر دی اور تخت حکومت سے اسے اتار دیا۔ اس کے بعد ان لوگوں کو یوسف بن عبدالمومن کے مرنے کا حال معلوم ہوا سب نے میورقہ چھوڑ کر افریقیہ کا راستہ لیا اسے آپ ان کی حکومت کے حالات میں پڑھیں گے۔ غرض اس طور سے مرابطین کی دولت و حکومت ملک مغرب اور اندلس سے منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے عنان حکومت ان کے قبضہ سے نکال کر موحدین کو عنایت فرمائی۔ ان لوگوں نے ان کو جہاں پایا قتل کیا رفتہ رفتہ ان کی حکومت کو استقلال اور استحکام ہو گیا اور یہ اس سرزمین کے حکمراں بن گئے۔

جنگ ارکہ

ان لوگوں نے اس ملک کے انتظام پر بنی عبدالمومن کے اعزہ کو مامور کیا یہ لوگ اپنے کو سادہ کے لقب سے ملقب کرتے تھے اس ملک کی حکومت و ریاست انہی لوگوں میں تقسیم ہو گئی انہی لوگوں میں سے یعقوب منصور نے معدی بلاد کے سر کرنے کے بعد بہ نظر جہاد ابن اوفونش بادشاہ جلالقہ پر عرب کو جمع کر کے چڑھائی کی۔ اطراف بطلیوس بمقام ارکہ[1] ۵۹۱ھ میں صف آرائی کی نوبت آئی اس کے بعد اس کا لڑکا

---

[1] جنگ ارکہ ابتدائی حالات کے لحاظ سے نہایت خطرناک تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس معرکہ میں مسلمانوں کو توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی۔ تقریباً ایک لاکھ چھیالیس ہزار عیسائی مارے گئے تیس ہزار گرفتار کر لئے گئے۔ ڈیڑھ لاکھ خیمے اسی ہزار گھوڑے ایک لاکھ خچر اور چار لاکھ گدھے بار برداری کے ہاتھ آئے۔ جواہرات اور قیمتی اسباب بے تعداد ملے۔ مال غنیمت کی ایسی کثرت ہوئی کہ ایک ایک درہم رحساب سکہ رائج الوقت تقریباً ۳۰۔ ۱ پر غلام بک گئے تلواریں نصف درہم پر اور گھوڑے پانچ پانچ درہم پر اور گدھے ایک ایک درہم پر فروخت ہوئے یعقوب منصور نے حسب شرع شریف مال غنیمت کو مجاہدین میں تقسیم کیا۔ الفنش عیسائی بادشاہ بحال پریشاں طلیطلہ کی طرف بھاگا۔ ڈاڑھی سر منڈوا کر صلیب توڑ ڈالی۔ فرش پر سونے، عورت سے مقاربت کرنے، گھوڑے پر سوار نہ ہونے کی قسم کھائی کہ جب تک میں اس کا بدلہ مسلمانوں سے نہ لوں گا اس وقت تک میں آرام نہ کروں گا۔ چنانچہ تمام جزائر اور بلاد عیسائی سے فوجیں فراہم کرنے لگا۔ یعقوب منصور نے اس سے مطلع ہو کر طلیطلہ پر چڑھائی کر دی اور محاصرہ کر کے روزانہ حملوں سے تنگ کرنے لگا۔ قریب تھا کہ شہر طلیطلہ فتح ہو جاتا کہ اوفونش کی ماں، لڑکیاں اور بیویاں برہنہ سر فریادی صورتیں بنائے ہوئے شاہی دربار میں حاضر ہوئیں۔ اور یہ درخواست پیش کی کہ یہ ملک ہمارے ہی لوگوں کے قبضہ میں رکھا جائے ہم لوگ علم حکومت کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ یعقوب منصور کو ان لوگوں کی حالت پر رحم آگیا ان کی درخواست منظور کر لی اور بہت سا مال و زر بطور انعام مرحمت کر کے رخصت کیا اور شہر طلیطلہ پر غالب اور متصرف ہو جانے کے بعد ان کے حوالہ کر کے قرطبہ کی جانب مراجعت کی۔ ایک مہینہ تک مال غنیمت لشکریوں پر تقسیم ہوتا رہا اسی اثنا میں الفنش کا سفیر پیام مصالحت لے کر حاضر ہوا یعقوب منصور نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا۔ اس وجہ سے مدت تک اندلس میں امن قائم رہا

المقا جلد اول صفحہ ۲۸۹، ۲۹۰

مطبوعہ لیدن (مترجم)

ناصر سنہ ۶۰۹ھ میں دریا کو مغرب کی جانب سے عبور کر کے ایک بڑی فوج کے ساتھ اندلس پہنچا مسلمانان اندلس سے اور اس سے مقام عقاب میں مڈبھیڑ ہوئی۔ چند لوگ ان میں سے اس معرکہ میں کام آ گئے۔ باقی کو اللہ تعالیٰ نے اس نقصان عظیم سے بچا یا۔

موحدین کا اندلس سے اخراج

یعقوب منصور کے بعد موحدین کی حکومت متزلزل اور مضطرب ہو چلی اور تمام بلاد اندلس میں ان لوگوں کی کمزوری کی وجہ سے جو سادہ کے لقب سے موسوم تھے امور سیاست میں ضعف پیدا ہو گیا اس کے ساتھ ہی مراکش (مراکو) میں بھی ان کی حکومت معرض خطر میں پڑ گئی ان لوگوں نے عیسائی سلاطین اور عیسائی امراء سے امداد طلب کرنا شروع کی اور بر وقت ضرورت مسلمانوں کے مقبوضہ قلعے دے دے کر ان کی فوجوں سے اپنی سیاست و حکومت قائم رکھنے لگے۔ اس سے رؤسا ملت اسلامیہ اور پس ماندگان عرب و دولت امویہ کو ناراضگی پیدا ہوئی۔ چنانچہ سب کے سب جمع ہو کر موحدین کی مخالفت پر کھڑے ہو گئے اور اندلس کے ملک سے بات کی بات میں انھیں نکال باہر کیا۔ اس عظیم اور مہتم بالشان امر کے انجام دہی پر محمد بن یوسف بن ہود جذامی اندلس میں کمر بستہ ہوا اور بلنسیہ میں زیان بن ابوالحملات مدافع بن یوسف بن سعد پس ماندۂ خاندان حکومت بنی مردنیش نے مستعدی کی تھی ان کے علاوہ اور بہت سے سرداروں نے بغاوت اور مخالفت کا علم بلند کیا تھا۔

ان واقعات کے بعد ابن ہود پر اسی کی حکومت میں پس ماندگان دولت عرب اور انہی کے نسب والوں میں سے محمد بن یوسف بن نصر معروف بہ احمر نے بغاوت کی یہ محمد اپنے کو شیخ کے لقب سے ملقب کرتا تھا اہل جبل سے اور اس سے لڑائیاں ہوئیں ان میں سے ہر ایک صاحب حکومت ہو جس کی وارث ان کی آئندہ نسلیں ہوئیں۔

سید ابوزید کا فرار

زید بن مردنیش، بنو مردنیش کے دس ممبران خاندان کے ساتھ بلنسیہ میں حکمرانی کر رہا تھا اس نے اس کی امارت حاصل کرنے میں موحدین سے اعانت و امداد لی تھی جس زمانہ میں اس کی عنان حکومت سید ابوزید بن محمد بن حفص بن عبدالمومن نے مستنصر کے انتقال کے بعد اپنے قبضہ اقتدار میں لی جیسا کہ آئندہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا اور یہ واقعہ ۶۳۵ھ کا ہے ان دنوں یہی زیان اس کا معتمد علیہ اور ہر کام کا منتظم و پیشوا تھا۔ سنہ ۶۲۶ھ میں جس وقت ابن ہود کی حکومت کی مرسیہ میں بیعت لی گئی تو زیان نے سید ابوزید کی مخالفت کا علم بلند کر دیا اور بلنسیہ سے نکل کر ندہ چلا آیا۔ سید ابوزید کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ نرمی اور ملاطفت سے واپس آنے کا پیام بھیجا۔ زیان نے انکاری جواب دیا اس پر سید ابوزید زیان کے خوف سے بھاگ کر عیسائی بادشاہ برشلونہ کے پاس چلا گیا اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ (اعاذنا اللہ من ذلک)

زیان اور ابن ہود کی جنگ

سید ابوزید کے چلے جانے کے بعد زیان نے بلنسیہ پر قبضہ کر لیا۔ اس سے اور ابن ہود سے مدتوں لڑائی اور جھگڑے کا سلسلہ قائم رہا۔ دوران اختلاف میں زیان کے پسران عم عزیز بن یوسف بن سعد نے جزیرہ شقر پر قبضہ کر لیا۔ اور ابن ہود کے علم حکومت کے تحت میں داخل ہو گئے۔ زیان نے اس سے مطلع ہو کر عزیز سے جنگ کرنے کی غرض سے سر شیش پر فوج کشی کی اتفاق وقت

سے زیان کو شکست ہوئی۔ ابن ہود اس کا تعاقب کرتا ہوا بلنسیہ تک چلا آیا اور مدتوں اس کا محاصرہ کئے رہا زیان نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے۔ اور شہر پناہ کی فصیلوں سے ان کی مدافعت کرتا رہا یہاں تک کہ ابن ہود محاصرہ اٹھا کر واپس آ گیا۔

عیسائیوں کی بلاد اسلامیہ پر فوج کشی

عیسائی سلاطین نے مسلمانوں کو باہم تیغ و سپر دیکھ بلاد اسلامیہ کی طرف پیش قدمی شروع کی چنانچہ بادشاہ برشلونہ نے انیشیہ پہونچ کر قبضہ کر لیا۔ زیان کو اس کی خبر لگی تو اس نے تمام مسلمانوں کو جو اس کے ساتھ تھے، مسلح کر کے انیشیہ پر عیسائیوں کو بے دخل کر دینے کی غرض سے ۶۳۴ھ میں چڑھائی کی۔ اس جہاد میں اہل شاطبہ اور جزیرہ شقر والے بھی شریک ہوئے تھے اس واقعہ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ ابو الربیع سلیمان اسی واقعہ میں شہید ہوئے ـــ مسلمانوں نے شکست اٹھانے کے بعد بلنسیہ میں آ کر دم لیا۔ عیسائی فوجیں برابر تعاقب کرتی چلی آئیں اور بلنسیہ پر پہونچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ اہل بلنسیہ نکل بھاگنے کی فکر کرنے لگے چند لوگ بطور وفد یحیٰی بن ابو زکریا والی افریقہ کی خدمت میں بھیجے۔ عیسائیوں کی زیادتیوں اور محاصرہ کی شکایت کی۔

امیر یحیٰی بن ابو زکریا

یحییٰ بن ابو زکریا نے بہت سا مال، اسباب جنگ، آلات حرب اور رسد غلہ اپنے عزیز یحییٰ نامی کے ہمراہ اہل بلنسیہ کے پاس روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ اندلس میں بنو عبد المومن کا دور حکومت ختم ہونے کے قریب پہونچ گیا تھا۔ یحییٰ محاصروں کی کثرت کی وجہ سے بلنسیہ میں نہ جا سکا بہ مجبوری دانیہ کی جانب لوٹ آیا اور عیسائیوں نے ۶۳۶ھ میں بزور تیغ بلنسیہ پر قبضہ حاصل کر لیا زیان بہ حال پریشان بلنسیہ سے نکل کر جزیرہ شقر چلا آیا اور امیر یحییٰ بن ابو زکریا کی ماتحتی میں حکومت کرنے لگا۔ اظہار اطاعت کی غرض سے بیعت کرنے کے لئے اپنے کاتب (سکریٹری) حافظ ابو عبد اللہ بن محمد انباری کو امیر یحییٰ کی خدمت میں روانہ کیا، اس نے ٹیونس پہونچ کر حق سفارت ادا کیا اور فی البدیہہ ایک قصیدہ جو کہ مشہور و معروف ہے جس میں جودت طبع دکھائی تھی بر دلیف سین پڑھا اس کا تذکرہ عنقریب موحدین میں دولت بنو حفص افریقہ کے ضمن میں تحریر کیا جائے گا۔

ابو بکر واثق

ابن ہود کے مرنے کے بعد اہل مرسیہ نے ابو بکر واثق (یہ بنی ہود کا آخری فرمانروا تھا) سے بغاوت کی۔ واثق کی طرف سے مرسیہ کا والی ابو بکر بن خطاب تھا۔ اہل مرسیہ نے زیان کو مرسیہ پر قبضہ کرنے کے لئے بلا بھیجا چنانچہ زیان نے مرسیہ میں داخل ہو کر قصر امارت کو لوٹ لیا اور ان لوگوں کو امیر یحییٰ بن ابو زکریا کی بیعت کرنے پر شرقی اندلس کے قبضہ کی شرط کے ساتھ آمادہ کیا۔ یہ واقعات ۶۳۷ھ کے ہیں۔

ابن عصام کی عہد شکنی

اس کے بعد ابن عصام نے اربولہ میں زیان سے بد عہدی کی اور اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا اور زیان کے ایک قریبی رشتہ دار نے شہر لقنت جا کر اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا۔ اس زمانہ میں یہ وہیں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ عیسائی بادشاہ برشلونہ نے ۶۴۳ھ میں اس کے قبضہ سے ان ممالک کو نکال لیا۔ اور یہ مرتا کھپتا ٹیونس چلا گیا اور

وہیں ۶۲۹ھ میں مرگیا۔

باقی رہا ابن ہود اس کے حالات آئندہ لکھے جائیں گے پھر ابن احمر کے خاندان اور آئندہ نسل میں حکومت و سلطنت کا سلسلہ قائم ہوا اور اس وقت تک موجود ہے۔ جسے ہم عنقریب تحریر کرنے والے ہیں کیونکہ یہی لوگ دولت و حکومت عرب کی یادگار اور لبقیۃ السلف ہیں۔ واللہ خیر الوارثین۔

باب ۳

دولت بنو ہود

محمد بن یوسف بن ہود کی بغاوت

جس وقت موحدین کی حکومت میں اضطراب اور تزلزل پیدا ہو چلا اور ابن سادہ میں اختلاف شروع ہو گیا جو بلنسیہ کے حکمران تھے اس وقت محمد بن یوسف بن محمد بن عبد العظیم بن احمد بن سلیمان مستعین بن محمد بن ہود نے مقام صخیرات صوبہ مرسیہ متصل رقوط میں علم بغاوت ۶۲۱ھ میں بلند کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مستنصر انتقال کر چکا تھا۔ اور موحدوں نے مراکش میں اس کے چچا مخلوع عبد الواحد بن امیر المومنین یوسف کی امارت کی بیعت کر لی تھی۔ اور عادل نے (اس کے بھائی منصور کا بیٹا) مرسیہ پر قابض ہو کر ابو محمد عبد اللہ بن ابی حفص بن عبد المومن والی حیان کے آگے گردن اطاعت جھکا دی تھی۔ اس معاملہ میں سید ابو زید بن محمد بن ابو حفص نے ان دونوں کی مخالفت کی۔ فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو گیا ہر ایک نے دوسرے کو دبانے کی غرض سے عیسائی سلاطین سے امداد کی درخواست کی اور اکثر بلاد اسلامیہ امداد و اعانت کے صلہ میں ان کے حوالہ کر دیئے۔ ان واقعات سے اہل اندلس کے دل رنج و غم سے بھر گئے اور وہ ان لوگوں کو باہر نکالنے کی فکریں کرنے لگے چنانچہ ابن ہود مذکور نے اس کام کا بیڑا اٹھایا

سید ابو العباس کی گرفتاری

یہ شخص بنی ہود ملوک الطوائف کی نسل سے تھا حکومت و سرداری حاصل کرنے کا ایک مدت سے خواہاں اور امیدوار تھا۔ چونکہ موحدوں کو اس کی طرف سے خطرہ تھا اس وجہ سے ان لوگوں نے اس معاملہ میں کئی بار اس کی آزمائش کی اور اس نے نہایت خوبصورتی سے اپنے جذبات کو چھپایا۔ بالآخر ۶۲۵ھ میں معدودے چند لشکریوں کے ساتھ بغاوت کی۔ سید ابو العباس بن ابی عمران موسیٰ بن امیر المومنین یوسف بن عبد المومن والی مرسیہ نے ایک فوج اس کی سرکوبی پر روانہ کی اس نے اسے شکست دے کر مرسیہ کی جانب کوچ کیا۔ اور پہنچتے ہی مرسیہ پر قبضہ کر کے سید ابو العباس کو گرفتار کر لیا۔ خلیفہ مستنصر عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جو ان دنوں خلفاء عباسیہ میں سے دار الخلافت بغداد میں تخت آرائے حکومت تھا۔

ابن ہود اور سید ابو زید کی معرکہ آرائی

اس کے بعد سید ابو زید بن محمد ابو حفص بن عبد المومن والی شاطبہ نے شاطبہ سے ابن ہود پر فوج کشی کی ابن ہود نے پہلے ہی میدان میں سید ابو زید کو شکست دیدی سید ابو زید شاطبہ لوٹ آیا اور مامون کی پشت پناہی سے پھر فوجیں مرتب کیں مامون اشبیلیہ کا حکمران تھا اپنے بھائی عادل کے بعد تخت حکومت پر جلوہ آرا ہوا تھا چنانچہ ابن ہود اور سید ابو زید سے معرکہ آرائی ہوئی اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں ابن ہود کو نیچا دیکھنا پڑا سید ابو زید ابن ہود کا تعاقب کرتا ہوا مرسیہ تک چلا آیا اور دنوں مرسیہ کا محاصرہ کئے رہا مگر کامیاب نہ ہو سکا آخر کار

محاصرہ اٹھا کر اشبیلیہ کی جانب واپس آیا اس کے بعد سید ابوزید سے زیان بن ابو الحملات مدافع بن حجاج بن سعد بن مردنیش نے بلنسیہ میں مخالفت اور بدعہدی کی اور بلنسیہ سے نکل کر رندہ کی طرف چلا آیا۔ یہ واقعہ ۶۲۶ھ کا ہے۔

ابن ہود کی بیعت

چونکہ بنو مردنیش بڑے جتھہ دار اور رعب وداب والے آدمی تھے اس وجہ سے ابوزید کو زیان کی مخالفت اور بلنسیہ سے رندہ چلے جانے سے خطرہ اور نظام حکومت کے درہم برہم ہونے کا خیال پیدا ہوا بمنت وسماجت واپسی کی تحریک کی زیان نے انکاری جواب دیا۔ ابوزید بلنسیہ سے نکل کر عیسائی بادشاہ برشلونہ کے پاس چلا گیا اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ (نعوذ باللہ) ابوزید کے چلے جانے کے بعد اہل شاطبہ نے ابن ہود کی امارت کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد اہل جزیرہ شقر نے اہل شاطبہ کی تقلید کی۔ اہل جزیرہ شقر کو ان کے حکام بنو عزیز بن یوسف عم زیان بن مردنیش نے اس امر پر ابھارا تھا۔ ان لوگوں کے بیعت کرنے کے بعد اہل خبیان اور اہل قرطبہ نے بھی ابن ہود کی امارت کو تسلیم کر لیا اور اس کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے اور امیر المومنین کے لقب سے یاد کرنے لگے۔

ابن ہود کا محاصرۂ بلنسیہ

اس اثناء میں مامون، اشبیلیہ سے مراکش چلا گیا اور اس کا بھائی اہل اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ زیان بن مردنیش نے اس سے چھیڑ چھاڑ شروع کی حالانکہ دونوں میں پہلے سے تعلقات تھے آخر کار ۶۲۹ھ میں زیان کو ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا۔ ابن ہود نے اس کا بلنسیہ میں محاصرہ کر لیا پھر محاصرہ اٹھا کر عیسائیوں پر حملہ کرنے کی غرض مارده پر چڑھ گیا۔ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی ابن ہود کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مسلمانوں کو بال بال بچا لیا۔ اس کے بعد دوبارہ مقام کوس میں اسے ناکامی ہوئی مگر اس کے چہرہ پر ذرا بھی شکن نہ آیا۔ دشمنان اسلام سے ان کے مقبوضات پر جا کر جھگڑتا اور ان سے جہاد کرتا رہا۔ ہر سال ان سے مڈبھیڑ ہوتی اور نہایت استقلال اور مردانگی سے ان کے مقابلے میں مصروف ومشغول رہتا تھا اس کے باوجود عیسائی سلاطین بلاد اسلامیہ کے سرحدوں اور دار الحکومتوں کو یکے بعد دیگرے ہڑپ کرتے جاتے تھے۔

ابو عمران کی اطاعت

پھر ابن ہود نے جزیرہ خضراء اور جبل الفتح پر جو کہ سبتہ کے پھاٹک تھے سید ابو عمران موسیٰ سے قبضہ لے لیا اور ان پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد سبتہ کی طرف قدم بڑھایا ابو عمران نے ابن ہود کی امارت وحکومت کو تسلیم کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

سالم بن ہود کی اشبیلیہ پر فوج کشی

ان واقعات کے بعد ۶۲۹ھ میں سلطان محمد بن یوسف بن نصر کی حکومت کا مقام ارجونہ میں اعلان کیا گیا۔ ارکین دولت نے بیعت کی اہل قرطبہ اور اس کے بعد اہل قرمونہ نے علم حکومت کے آگے گردن جھکائی۔ کچھ عرصہ بعد اہل اشبیلیہ نے بغاوت کر دی اور سالم بن ہود کو اپنے شہر کے دار الحکومت سے نکال کر ابن مروان احمد بن محمد باجی کو اپنا امیر بنا لیا۔ ابن ہود سے اور تو کچھ بن نہ آئی ایک فوج مرتب کر کے ابن احمد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ ابن احمد نے پہلے ہی حملہ میں اس فوج کو شکست دے دی۔ اور اس کے سپہ سالار کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ادھر باجی اور ابن احمر نے ابن ہود کی مخالفت پر باہم عہد وپیمان کیا ادھر ابن ہود نے الفنش سے ان لوگوں کی حرکات سے تنگ آ کر زیر کئے

کی غرض سے ایک ہزار دینار روزانہ دینے کے اقرار پر مصالحت کرلی۔ اس تبدیلی اور تغیرات سے اہل قرطبہ متاثر ہوکر ابن ہود کے علم حکومت کے مطیع ہوگئے ابن ہود نے فوجیں درست اور سامان جنگ فراہم کرکے باجی اور ابن احمر پر فوج کشی کردی مگر اتفاق سے خود ابن ہود کو شکست ہوئی۔ ابن احمر نے بڑھ کر اشبیلیہ کے باہر پڑاؤ کردیا اور موقع پاکر باجی کو مار ڈالا۔ اس کام کا بیڑا اس کے سسر اشقیلولہ نے اٹھایا تھا سالم ابن ہود نے یہ خبر پاکر اشبیلیہ پر فوج کشی کردی اور پہونچتے ہی محاصرہ کرلیا۔ اہل اشبیلیہ نے قلعہ بندی کرلی اور اسے شہر میں داخل نہیں ہونے دیا۔

ابن ہود کو عباسی اعزاز و خطاب

۶۳۱ھ میں دربار خلافت بغداد سے منجانب خلیفہ مستنصر عباسی ابن ہود کو خطاب عطا ہوا ابوعلی حسین بن حسین کردی ملقب بہ کمال، خلعت شاہی پھریرا اور فرمان لے کر آیا چنانچہ ابن ہود نے غرناطہ میں ابوعلی سے ملاقات کی۔ یہ دن نہایت چہل پہل کا تھا اظہار مسرت کے لحاظ سے تمام شہر میں چراغاں کیا گیا۔ ابوعلی نے دربار عام میں ابن ہود کو خلعت، پھریرا اور فرمان شاہی دیا۔ "المتوکل" کے لقب سے ملقب کیا۔ اس کے دیکھا دیکھی ابن احمر نے بھی تاجدار بغداد کے شاہی اقتدار کو تسلیم کرکے ابوعلی کے ہاتھ پر خلافت مآب کی بیعت کرلی۔

شعیب بن محمد کی سرکوبی

جس وقت ابن احمر نے باجی کے ساتھ بزدلی سے فریب اور دھوکہ کیا تھا۔ اس وقت شعیب بن محمد شہر اشبیلیہ سے نکل کر مضافات اشبیلیہ چلا گیا تھا اور وہاں جاکر قلعہ نشین ہوکر خود مہر حکومت کا اعلان کردیا تھا اور "المستنصر" کے خطاب سے اپنے کو مخاطب کرتا تھا۔ ابن ہود نے اس کا بھی محاصرہ کیا اور مضافات اشبیلیہ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ ان خانہ جنگیوں اور باہمی فسادات کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ دشمنان اسلام ہر چہار طرف سے نکل پڑے اور بلاد اسلامیہ کی سرحدوں کا محاصرہ کرلیا۔ رفتہ رفتہ سرحدوں سے آگے بڑھ کر بلاد اسلامیہ کے اندرونی حصوں میں گھس پڑے پھر قرطبہ پر بھی حملہ آور ہوئے۔ چنانچہ ۶۳۳ھ میں اس پر قابض ہوگئے۔

ابن احمر کی غرناطہ پر فوج کشی

پھر ۶۳۴ھ میں اہل اشبیلیہ نے خاندان عبدالمومن میں سے رشید کے ہاتھ پر حکومت و امارت کی بیعت کرلی اس کے بعد ابن احمر نے غرناطہ پر چڑھائی کی اور رشید کے قبضہ سے اسے نکال لیا۔ عبداللہ ابومحمد بن محمد بن عبداللہ بن عبدالملک اموی رمیمی وزیر السلطنت ملقب بہ ذوالوزارتین کو ابن ہود نے اپنے ممالک مقبوضہ میں سے صوبہ مریہ کی حکومت عطا کی تھی چنانچہ عبداللہ مریہ ہی میں برابر مقیم رہا۔ ۶۳۵ھ میں متوکل وارد مریہ ہوا۔ اسی زمانہ میں عبداللہ نے حمام میں وفات پائی مریہ میں مدفون ہوا بیان کیا جاتا ہے کہ متوکل نے اسے قتل کرایا تھا بہرکیف اس کے مرنے پر مؤید حکمراں ہوا ۶۴۳ھ میں ابن احمر نے اس صوبہ کو مؤید کے قبضہ سے نکال لیا

عزیز بن عبدالملک کا مرسیہ پر قبضہ

پھر جب متوکل نے انتقال کیا تو اس کا بیٹا ابوبکر محمد ولی عہد ہونے کے لحاظ سے تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ "الواثق" کا خطاب اختیار کیا اس کی حکومت کے چند مہینے بعد عزیز بن عبدالملک بن خطاب نے ۶۳۶ھ میں مرسیہ پر چڑھائی کی اور بزور تیغ اس پر قبضہ حاصل کرکے ابوبکر محمد کو جیل میں ڈال دیا۔ عزیز اپنے کو "ضیاء الدولہ" کے خطاب سے مخاطب کرتا تھا۔ اس کے بعد زیان

بن مردنیش نے مرسیہ پر قبضہ حاصل کر لیا اور ضیاء الدولہ عزیز بن خطاب کو چند ماہ حکومت کرنے کے بعد بار حیات سے سبکدوش کر دیا اور واثق کو قید کی مصیبت اور تکلیف سے نجات دی۔ مرسیہ میں زیان کو زیادہ دن حکومت کرنا نصیب نہیں ہوا ۶۳۸ھ میں محمد بن ہود (متوکل کا چچا) مرسیہ پر اپنی فوجیں مرتب کر کے چڑھ آیا اور زیان بن مردنیش کو بزور تیغ مرسیہ سے نکال باہر کیا۔ یہ اپنے کو بہاء الدولہ کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔

ابوبکر واثق کا مرسیہ پر قبضہ

بہاء الدولہ نے ۶۵۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا اس کا بیٹا امیر ابوجعفر جلوہ آرائے تخت حکومت ہوا۔ ۶۶۲ھ میں ابوبکر واثق نے جسے عزیز بن خطاب نے معزول کیا اور تخت حکومت سے اتارا تھا فوجیں فراہم کر کے حملہ کیا اور ابوجعفر کے قبضہ سے مرسیہ کو نکال لیا۔ اس وقت سے مرسیہ میں یہی حکمرانی کرتا رہا حتیٰ کہ الفنش اور برشلونی عیسائی سلاطین اسے تنگ اور زچ کرنے لگے ابوبکر نے ابن احمر سے خط و کتابت کی۔ ابن احمر نے اپنی طرف سے عبداللہ بن علی بن اشقیلولہ کو مرسیہ روانہ کیا ابوبکر نے مرسیہ کی عنان حکومت عبداللہ کے حوالہ کر دی چنانچہ عبداللہ نے مرسیہ میں ابن احمر کے نام کا خطبہ پڑھا اور چند روز بعد مرسیہ سے ابن احمر کے پاس جانے کے ارادہ سے نکلا اثناء راہ میں عیسائی لٹیروں نے عبداللہ پر شبخون مارا عبداللہ مارا گیا اور ابوبکر واثق پھر مرسیہ سہ بارہ واپس آیا اور حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ دشمنان اسلام نے مرسیہ کو ابوبکر کے قبضہ سے نکال لیا۔ اور اس کی جگہ ابوبکر کو اپنے مقبوضہ قلعوں میں سے ایک قلعہ موسوم بہ لیس دیا اسی قلعہ میں ابوبکر نے وفات پائی۔ واللہ خیر الوارثین۔

باب ۳۸

امارت بنو احمر

بنو احمر بنو احمر قرطبہ کے قلعوں میں سے ارجونہ کے رہنے والے تھے اس قلعہ میں ان کے اسلاف فوجی حیثیت سے آباد ہوئے تھے یہ لوگ بنو نصر کے لقب سے پکارے جاتے تھے اور نسباً سعدؓ بن عبادہ سردار خزرج کی طرف منسوب تھے۔

محمد بن یوسف بن نصر شیخ آخری دور حکومت موحدین ان لوگوں کا بزرگ اور سربرآوردہ خاندان محمد بن یوسف بن نصر نامی ایک شخص معروف بہ شیخ ملقب بہ ابی دبوس اور اس کا بھائی اسماعیل تھا۔ اطراف ارجونہ میں یہ لوگ باوجاہت اور صاحب اثر اشخاص شمار کئے جاتے تھے جس وقت موحدین کی ہوا اکھڑی اور ان کے قوائے حکمرانی کمزور ہو گئے اور اندلس میں بغاوت اور سرکشی کی گرم بازاری ہوئی اور ان لوگوں (موحدوں) نے اپنی کمزوری کی وجہ سے اندلس کے قلعوں کو عیسائی امراء اور سلاطین کے حوالہ کر دیا اس وقت اندلس کے تمام مسلمانوں کی جماعت کی طرف سے سیاسی امور کی انجام دہی پر محمد بن یوسف بن ہود آمادہ ہوا جس نے کہ مرسیہ میں موحدین کے خلاف علم حکومت بلند کیا تھا۔ اس نے تاجدار دولت عباسیہ کی حکومت کی بنا ڈالی تھی۔ اور اندلس کے تمام شرقی صوبوں پر قابض ہو گیا تھا۔

ابن احمر کا اشبیلیہ سے اخراج ۶۲۹ھ میں محمد بن یوسف معروف بہ شیخ نے یہ رنگ دیکھ کر ابن ہود (محمد بن یوسف بن ہود) کی مخالفت اور اپنی امارت کی بیعت لی۔ اور امیر ابو زکریا والی افریقہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ۶۳۰ھ میں جیان اور سرشیش نے اس کی اطاعت قبول کی اس نے اپنی حکومت جمانے میں اپنے اعزہ و اقارب بنو نصر اور اپنے سسرال والوں بنو اشقیلولہ عبداللہ اور علی سے اعانت و امداد حاصل کی تھی۔ پھر ۶۳۱ھ میں اس نے علم خلافت بغداد کی اطاعت کی بیعت کی یہ وہ زمانہ تھا کہ ابن ہود کو دارالخلافت بغداد سے خلافت مآب کی جانب سے خطاب عطا ہوا تھا اس کے بعد ابو مروان باجی نے اشبیلیہ میں جس وقت کہ ابن ہود اشبیلیہ سے نکل کر مرسیہ کی جانب واپس جا رہا تھا علم مخالفت بلند کیا اس معاملہ میں محمد بن یوسف معروف بہ شیخ بھی باجی کا شریک تھا۔ چنانچہ ۶۳۲ھ میں باجی کے ساتھ محمد بن یوسف بھی داخل اشبیلیہ ہوا۔ اور اشبیلیہ پہونچنے کے بعد باجی کے ساتھ بدعہدی کی اور فریب دے کر اسے مار ڈالا۔ اس بدعہدی اور بزدلانہ حملہ کا بانی مبانی علی بن اشقیلولہ تھا اس واقعہ کے ایک ہی مہینہ بعد اہل اشبیلیہ نے پھر ابن ہود کی علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور ابن احمر محمد بن یوسف معروف بہ شیخ کو اشبیلیہ سے نکال باہر کیا۔

ابن احمر کا غرناطہ پر قبضہ

اس کے بعد ابن احمر نے ۶۳۵ھ میں غرناطہ پر بہ سازش اہل غرناطہ قبضہ حاصل کرلیا۔ ابتداً اس کی طرف سے ابن ابی خالد غرناطہ پر قبضہ کی غرض سے آیا تھا جب ابن احمر کو حبان میں یہ خبر پہونچی کہ ابن ابی خالد نے اہل غرناطہ کو میری بیعت پر راضی کرلیا ہے تو اس نے ابوالحسن علی بن اشقیلولہ کو غرناطہ کی جانب روانہ کیا اور اس کے بعد ہی خود بھی کوچ کرکے غرناطہ پہونچ گیا اور وہیں قیام اختیار کرکے اپنی سکونت کے لئے قلعہ حمرا تعمیر کرایا۔

اہل مریہ کی اطاعت

اہل مریہ نے ابن ہود کی وفات کے بعد ۶۳۹ھ میں رشید کی بیعت کی پھر اس سے محمد بن رمیمی نے قبضہ حاصل کیا۔ اس سے مؤید نے قبضہ حاصل کیا بعدہٗ ۶۴۳ھ میں اہل مریہ نے اسے معزول کرکے ابن احمر کے علم حکومت کی اطاعت اختیار کی۔

ابوعمرو بن جد

اس کے بعد ابوعمرو بن جد (پیچھے بن عبدالملک بن محمد حافظ ابوبکر) نے اپنی حکومت و سرداری کا جھنڈا کھڑا کیا اور اشبیلیہ پر قابض ہوکر امیر ابوزکریا بن حفص والئ افریقیہ کی ۶۴۳ھ میں بیعت کرلی۔ امیر ابوزکریا نے اسے اپنی جانب سے سند امارت دی۔ اہل اشبیلیہ کے امور سیاسی کا منتظم اور نگراں سپہ سالار شقاف تھا۔

مسلم امراء کی خانہ جنگی اور عیسائی

امراء اسلام تو اس نوبت پر پہونچ گئے تھے کہ انھوں نے جوش حکمرانی میں اپنی خود غرضیوں کا ملک اندلس کو نشانہ بنا رکھا تھا اور دشمنان اسلام ان خانہ جنگیوں اور باہمی اختلاف سے فائدہ پر فائدہ اٹھاتے جاتے تھے ۶۰۰ھ یا اس کے پہلے سے عیسائیوں نے بلاد اسلامیہ کو تکے بوٹی کرکے ہڑپ کرنا شروع کردیا۔ والی برشلونہ ایک بطریق کی اولاد سے تھا۔ جسے شاہ فرانس نے ابتداً بلاد اندلس کو مسلمانان عرب کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے برشلونہ پر مامور کیا تھا پس اس نے برشلونہ پر قبضہ کرلیا۔ مگر اس کے ساتھ ہی فرانس سے بھی دور ہوگیا۔ اس وجہ سے اس کی حکومت متزلزل اور ضعیف ہوگئی۔ ایک مدت بعد جب اہل اندلس میں نفاق پڑگیا اور عیسائی امراء اس موقع کو غنیمت سمجھ کر آہستہ آہستہ اندلس کے اندرونی حصوں میں گھس آئے۔ ان کا بادشاہ حاقم تھا۔ اس نے اکثر سرحد بلاد اسلامیہ پر قبضہ کرنے کے ارادے سے قدم بڑھایا۔

عیسائیوں کا قلعات پر قبضہ

چنانچہ ۶۲۶ھ میں ماردہ کو دبالیا۔ پھر ۶۲۶ھ میں میورقہ کو لے لیا۔[1] .... سرقسطہ اور شاطبہ پر بھی اس سے ڈیڑھ سو برس عیسائیوں کا قبضہ ہوچکا تھا۔ اس کے بعد ۶۳۶ھ میں طویل اور شدید محاصرہ کے بعد بلنسیہ کو بھی لے لیا۔ غرض رفتہ رفتہ جس قدر قلعے اور شہر ان مقامات کے درمیان تھے ان سب پر عیسائیوں کا قبضہ ہوگیا یہاں تک کہ مریہ اور اس کے قلعے بھی ان کے مطیع ہوگئے ابن اذفونش بادشاہ جلالقہ اور اس سے قبل اس کے آباؤ اجداد بھی ایسے ہی موقع کے منتظر تھے انھوں نے بھی بلاد اسلامیہ پر حملہ کیا اور اکثر قلعوں اور شہروں کو ایک ایک کرکے دبالیا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کے قبضہ سے بہت سے قلعے اور صوبے نکل گئے۔

ابن احمر اور ابن ہود

ابن احمر نے اپنے شروع زمانہ حکمرانی میں اس وجہ سے کہ اس کا اور چھوٹے چھوٹے خود سر حکمرانان اندلس سے جھگڑا ہو رہا تھا۔ ان امور کی جانب توجہ نہ کی بلکہ اپنی شوکت اور قوت بڑھانے

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

کی غرض سے عیسائی سلاطین سے امداد لی چنانچہ ان لوگوں کی اعانت سے اس کی فوجی قوت کما حقہ بڑھ گئی اور ایک طور سے اسے (ابن احمر کو) استقلال اور استحکام حاصل ہوگیا۔ پھر ابن ہود نے قرطبہ پر قبضہ کرا دینے اور ابن احمر کے شر سے محفوظ رکھنے کی شرط پر اونولش کو تیس قلعے دیئے۔ اس نے قرطبہ کو ابن ہود کے سپرد کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد ۶۳۳ھ میں پھر قرطبہ پر قبضہ کر لیا۔ (اللہ تعالیٰ کی مشیت نے کلمۃ الکفر کو پھر اس کی جانب لوٹا دیا)

عیسائیوں کی پیشقدمی

اس کے بعد ۶۴۶ھ میں اس نے اشبیلیہ پر فوج کشی کی اس واقعہ میں ابن احمر ابن ہود کی عداوت کے باعث اس کے ہمرکاب تھا دو برس تک محاصرہ کیئے رہے بالآخر صوبہ اشبیلیہ صلح سے فتح ہوگیا۔ اور اس کے قلعوں اور سرحدی شہروں کا معقول انتظام کیا گیا۔ اس سے فارغ ہو کر عیسائیوں نے طلیطلہ کو ابن کماشہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ اور ابن محفوظ نے شلیب اور طلیبرہ پر ۶۵۹ھ میں قبضہ کر لیا بعدہٗ ۶۶۵ھ تمام مرسیہ بھی مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا۔ یوں ہی رفتہ رفتہ عیسائیوں نے مملکت اندلس کے حصے بخرے کر لئے اور تمام شہروں اور اسلامی عدود پر یکے بعد دیگرے قابض ہوتے گئے یہاں تک کہ مسلمانوں کے قبضے میں نہایت کم بلاد باقی رہ گئے۔ ساحل بحر پر صرف رندہ (مغرب کی جانب سے) اور بیرہ کے درمیان (مشرق کی طرف سے) ان کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا جس کی مسافت طولاً مغرب سے مشرق تک دس منزل تھی اور عرضاً ساحل بحر سے اندرونی حصہ ملک تک ایک منزل یا اس سے کچھ زیادہ کی مسافت تھی۔

ابن احمر اور اہل جزیرہ

محمد بن یوسف معروف بہ شیخ ملقب بہ ابن احمر کو تمام جزیرہ پر قبضہ کر لینے کا شوق دامنگیر ہوا اہل جزیرہ نے اس کی مخالفت کی مگر اسی اثناء میں مجاہدین اور غازیان فی سبیل اللہ کا ایک جم غفیر آپہنچا جس میں قبیلہ زناتہ بنی عبد الواد توجین۔ مغراوہ اور بنی مرین کے نامی نامی جنگ آور اور سورما شریک تھے ان سب کا سردار کعب نامی ایک شخص تھا۔ بنی مرین کے آدمی اس گروہ میں زیادہ تھے۔ سب سے پہلے ادریس بن عبد الحق۔ رحو بن عبد اللہ بن عبد الحق ممبران خاندان حکومت کی اولاد باجازت اپنے چچا یعقوب بن عبد الحق سلطان مغرب تین ہزار کی جمعیت سے سرزمین اندلس میں اتر آئے۔ ابن احمر نے ان لوگوں کے آنے کو رحمت الٰہی کا ایک کرشمہ تصور کر کے بخوشی تمام اندلس میں آنے کی انہیں اجازت دی۔ اور ان لوگوں کے ذریعہ سے دشمنان اسلام کا ناک میں دم کر دیا۔ اس کے بعد مجاہدین کا یہ گروہ واپس چلا گیا۔

ابن احمر کا انتقال

کچھ دن بعد بنو مرین کے خاندان سے ایک بڑی جمعیت پھر اندلس آئی ان لوگوں کا سردار عبد الحق اسی خاندان کا ایک دلیر اور مردانہ شخص تھا ان لوگوں نے اندلس کا ارادہ اس وجہ سے کیا تھا کہ ان کا قومی سلطان انتظام و سیاست کے لحاظ سے ان پر سختی کرتا تھا اور مصالح ملکی کے لحاظ سے بعضوں کو معتوب اور معزول کرتا تھا یہ لوگ سیدھے اندلس چلے آتے تھے اور مسلمانان اندلس ان لوگوں کی شرکت و قوت سے خاصہ فائدہ اٹھاتے تھے۔ حکومت و دولت کو ایک طرح کی قوت حاصل ہو گئی تھی دشمنان اسلام کی مدافعت خاطر خواہ کر سکتے تھے۔ المختصر حکومت غرناطہ اسی شان و شکوہ سے جاری ہو اور قائم رہی یہاں تک کہ محمد بن یوسف (معروف بہ شیخ) ابن احمر بانی دولت بنو نصر نے ۶۷۱ھ میں وفات پائی اس کا بیٹا محمد معروف بہ فقیہ تخت آرائے حکومت ہوا۔

سلطان محمد فقیہ ابن احمر

سلطان محمد کو فقیہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ذی علم و کتب بینی کا بیحد شائق اور اہل علم کا

قدردان تھا اس کے باپ ابن احمر نے وصیت کی تھی کہ بوقت ضرورت ملوک زناتہ بنی مرین حکمرانان مغرب سے جنہوں نے دولت و حکومت موحدین سے حاصل کی ہے عیسائیوں کے مقابلے پر امداد کی درخواست کرنا اور ان کے ساتھ مراسم اتحاد و دوستی استحکام کے ساتھ قائم رکھنا اور ہمیشہ اس میں ان کی مداخلت سے فائدہ اٹھاتے رہنا اور ان کو راضی رکھنا۔ چنانچہ محمد فقیہ ابن شیخ، سلطان یعقوب بن عبدالحق بادشاہ مرین کی خدمت میں ایسے وقت میں بطور وفد حاضر ہوا جبکہ اسے مغرب کے تمام شہروں پر قبضہ مل گیا تھا اور مراکش بھی اس کی حکومت کے تحت آگیا تھا اور موحدین کی جگہ تخت حکومت پر جلوہ افروز ہو گیا تھا۔ سلطان یعقوب نے محمد فقیہ کی درخواست اعانت کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور بہ کمال خندہ پیشانی بنی مرین کے عساکر اسلامیہ اور مجاہدین کو اپنے بیٹے مندیل کی سپردگی میں ملک اندلس کو روانہ کیا اور ان کی روانگی کے بعد ہی خود بھی فوجیں آراستہ کر کے اندلس میں آ اترا اور جزیرہ خضراء کو ابن ہشام نئے دعویدار حکومت سے چھین کر محمد فقیہ کے حوالہ کیا اور وہیں ایک مدت تک مقیم رہا۔ اس مقام کو اس نے غازیان اسلام اور مجاہدین دین کے لشکر کا کیمپ مقرر کیا تھا۔ جب ۶۷۲ھ میں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں سلطان یعقوب ملک اندلس میں جہاد کے ارادے سے داخل ہوا۔ عیسائیوں کے بڑے بڑے سردار اور جنگجو سلاطین بھاگ کھڑے ہوئے ان کی جماعت منتشر ہو گئی۔ ہر ایک کو اپنے اپنے مقبوضات کے بچانے کی فکر ہو گئی۔

محمد فقیہ کی عیسائیوں سے مصالحت

اس کے بعد محمد فقیہ نے اس خوف سے کہ مبادا سلطان یعقوب ملک اندلس سے مجھے بیدخل نہ کر دے عیسائی سلاطین سے مصالحت کر لی حالانکہ محمد فقیہ اُن بنی مرین کے سرداروں اور لشکریوں کے قبضے میں تھا جنھوں نے بادشاہ سلطان مغرب اسے اس درجہ پر پہونچایا تھا اور وہ اس وقت تک اس ملک میں موجود تھے یہی سبب تھا کہ جس سے اسے اپنی غلطی کا احساس بہت جلد ہو گیا۔ اور عیسائی سلاطین کے مکر و فریب سے خائف ہو کر خود کردہ پرشیمان ہی نہیں ہوا بلکہ سلطان یعقوب کے ظل عاطفت میں جا کر پناہ لی مگر اس کے بعد ہی محمد فقیہ ایک دوسرے مرض میں مبتلا ہو گیا اور وہ یہ تھا کہ اس نے اپنے اعزہ بنو اشقلیولہ کی اطاعت کا طوق اپنی گردن میں ڈال لیا۔ ان میں سے عبداللہ مالقہ میں تھا علی وادی آش میں اور ابراہیم قلعہ قمارش میں۔ پھر ان لوگوں نے محمد فقیہ سے مخالفت شروع کی اور یعقوب بن عبدالحق سلطان بنی مرین سے سازش کر کے اس کی مخالفت اور اس سے مقابلہ میں امداد و اعانت کرنے پر اسے آمادہ و تیار کر لیا۔ ان لوگوں نے فقط اسی امر پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یعقوب بن عبدالحق کے سیاسی اقتدار کو اپنے مقبوضہ ممالک مالقہ اور وادی آش میں خلاصے طور سے بڑھا لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان یعقوب نے آخر کار ان ممالک کو فقیہ محمد سے لے لیا جیسا کہ آئندہ اخبار بنی مرین و بنی احمر میں ہم تحریر کرنے والے ہیں اس کے بعد بنی اشقلیولہ اور ان کے اعزہ بنو زرقار ملک اندلس کو خیر باد کہہ کر ملک مغرب چلے گئے یعقوب بن عبدالحق سلطان بنی مرین کی خدمت میں حاضر ہوئے یعقوب نے ان لوگوں کی بے حد قدر و منزلت کی جاگیریں عنایت کیں اپنے ملک میں ان لوگوں کو بڑے بڑے عہدوں پر مامور کیا جو آپ آئندہ پڑھیں گے۔

الغرض سلطان محمد فقیہ ابن احمر اسی حصہ ملک اندلس پر استقلال کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا جس قدر کہ دشمنوں اور غیروں کی دستبرد سے بچ گیا تھا اور انہی شہروں کی حکومت اس کی آئندہ نسلوں میں بطور وراثت چلی آئی نہ تو کثرت سے ان کے طرفدار تھے اور نہ ہوا خواہوں اور مددگاروں کا ہجوم تھا۔ البتہ وہ معدودے چند ان کے خیراندیش تھے جو امرائے زناتہ اور ارکین ملک و دولت اپنے اپنے ملک سے جلاوطن ہو کر یہاں چلے آئے تھے انہی لوگوں کے ذریعہ سے ان کا رعب داب جما

اور وہی اس کے غلبہ و نصرت کے باعث تھے۔ جلد اول میں ہم یہ بیان کر آئے ہیں کہ سرزمین اندلس میں قبائل کے مفقود اور طرف داری کے زائل ہو جانے سے دولت وحکومت اسلامیہ کو کھلا ہوا نقصان اٹھانا پڑا اور یہی امر اس کی تنزلی کا باعث ہوا۔

سلطان محمد فقیہ کی وفات

سلطان ابن احمر کے ہواخواہ اور طرف دار شروع زمانہ حکومت میں اس کے خاص اعزہ و اقارب بنو نصر اور اس کے سسرالی رشتہ دار بنو اشقیلولہ اور بنو مولی اور وہ خدام اور موالی تھے جو اسی کے گھرانے کے ساختہ پرداختہ تھے اور یہ لوگ سلاطین عیسائی اور ابن ہود و دیگر دعویداران سلطنت اندلس کی مخالفت کے باوجود ہر طرح سے کافی تھے۔ لہٰذا اوقات ان کے عوام وخواص کا جمع ہو جانا ہی دشمنان اسلام کی مدافعت کر دیتا تھا۔ اور ان کے دشمنوں کے دل اس امر کے تصور سے کہ ابن احمر کے طرف دار اور ہواخواہان بکثرت ہیں تھرا اٹھتے تھے یہی امر عصبیت اور طرف داری کا کام دیتا تھا۔

سلطان یعقوب بن عبدالحق چار و ناچار اندلس آیا تھا اس کے بعد اس کا بیٹا یوسف بھی اسی رویہ کا پابند رہا۔ کچھ عرصہ بعد بنو لعیم کی مخالفت اور بغاوت نے اُسے مصروف کر لیا اور سلطان محمد فقیہ ۷۰۱ھ میں اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔

محمد فقیہ کے عیسائیوں سے تعلقات

یہ وہی شخص ہے جس نے دشمنان اسلام کو طریف کے قبضہ میں مدد دی تھی اور اس کے لشکر کو زمانہ حصار طریف میں رسد وغلہ پہنچاتا تھا یہاں تک کہ سنہ[1] میں انھوں نے اسے فتح کر لیا یہ مقام فاصلے کی کمی کے باعث زقاق والی مغرب کے کیمپ ہونے کی عزت رکھتا تھا جب دشمنان اسلام نے اس پر قبضہ کر لیا تو ان لوگوں کی جاسوسی اور محافظت کرنے لگا جو جہاد کے ارادے سے اس جانب سے اندلس آتے تھے اس سے دشمنان اسلام کو بے حد مدد ملی۔

محمد مخلوع بن محمد فقیہ

محمد فقیہ کے انتقال کر جانے پر اس کا بیٹا محمد مخلوع عنان حکومت کا مالک ہوا۔ وزیر السلطنت محمد بن محمد بن حکم لخمی جو کہ رندہ کا رہنے والا اور یہاں کے خاندان وزارت سے تھا محمد مخلوع پر چھا گیا۔ نام کی بادشاہت محمد مخلوع کی رہی اور سیاہ وسفید کا اختیار وزیر السلطنت کے قبضہ میں رہا بالآخر ایک مدت کے بعد محمد مخلوع کا بھائی ابو الجیوش نصر بن محمد باغی ہو گیا فوجیں مرتب کر کے محمد مخلوع پر چڑھائی کر دی وزیر السلطنت کو قتل کر ڈالا اور اپنے بھائی محمد مخلوع کو ۷۰۸ھ میں جیل کی سیر کو بھیج دیا۔

رئیس ابو سعید بن اسمٰعیل

ان دونوں کے باپ سلطان محمد فقیہ نے رئیس ابو سعید بن رحمہ بن اسمٰعیل بن نصر کو مالقہ کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ مدت دراز سے یہ یہاں امارت کر رہا تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے سبتہ پر قبضہ کر لیا تھا اور عہد حکومت محمد مخلوع میں اس کے اشارہ سے بنو عزفی کے ساتھ اسی سبتہ میں بدعہدی کی تھی جیسا کہ اخبار سبتہ اور دولت بنی مرین میں تحریر کیا جائے گا اس نے اپنی بیٹی کا عقد اس سے (رئیس ابو سعید) کر دیا تھا چنانچہ اس کے بطن سے اس کا ایک لڑکا ابو الولید اسمٰعیل نامی پیدا ہوا تھا۔

جب ابو الجیوش نصر نے غرناطہ پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکومت وریاست پر جو وہاں تھی قابض ہو گیا اس وقت اس نے برے افعال اور طریقے اختیار کئے اس کے وزیر ابن حجاج نے بھی کج ادائی اور بدخلقی شروع کر دی رعایا پر ظلم وستم

---

[1] اصل کتاب میں کوئی سنہ نہیں لکھا ہے۔

ہونے لگا۔ ان اسباب سے سرداران بنی مرین کے دلوں میں کینہ پرورش پانے لگا اور رعایا نے بھی ان کے ظلم و ستم سے واویلا اور وامصیبتا کا شور مچانا شروع کیا۔

ابوالولید کا محاصرہ غرناطہ

اس زمانہ میں بنو ادریس بن عبداللہ بن عبدالحق مالقہ میں مجاہدین اور غازیان اسلام کی سرداری پر تھے عثمان بن ابوالعلی نامی ایک شخص انہی لوگوں میں سے ان کا امیر تھا۔ ابوالولید نے اسے سلطان ابوالجیوش نصر کی مخالفت پر ابھار دیا اور چونکہ عثمان اعزہ و اقارب کی کمی کے باعث ضعیف و کمزور ہو رہا تھا اس وجہ سے زمام اختیار اس کے ہاتھ سے اپنے قبضہ میں لے لی۔ ادھر ابوالولید نے ان لوگوں کو مسلح کر کے سلطان ابوالجیوش پر چڑھائی کر دی۔ ادھر سنہ ٧١٣ھ میں رئیس ابو سعید مالقہ سے علم حکومت لیے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور فوجیں لے کر غرناطہ پر چڑھ آیا۔ اس معرکہ میں ابوالجیوش کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی بہت بڑی خونریزی ہوئی اور مدتوں غرناطہ کا محاصرہ رہا ہزارہا اہل غرناطہ مارے گئے ——— آخرالامر اس امر پر مصالحت ہوئی کہ ابوالجیوش اپنے اہل و عیال کے ساتھ وادی آش چلا جائے چنانچہ ابوالجیوش غرناطہ کو حسرت و یاس سے اپنے حریف کے قبضہ میں چھوڑ کر وادی آش چلا گیا اور وہاں پہنچ کر اپنی نئی حکومت کی بنا ڈالی یہاں تک سنہ ٧٢٢ھ میں مر گیا۔

ابوالولید کا عروج

فتح یابی کے بعد ابوالولید نے غرناطہ میں قیام کیا اور اپنی اور اپنے لڑکوں کے لیے حکومت و سلطنت کی بنا رقائم کی ٧١٨ھ میں الفنش (الفنسو) عیسائی بادشاہ نے غرناطہ پر حملہ کیا۔ بنو ابوالعلا نے اس معرکہ میں بہت بڑا حصہ لیا اور بڑی بڑی آزمائشوں میں مبتلا ہوئے اس کے بعد غرناطہ کے باہر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ دشمن دین اپنے رفیق کے ساتھ مارا گیا عیسائی فوجیں کمال ابتری کے ساتھ پسپا ہوئیں یہ اللہ تعالیٰ

لہ علامہ ابوالعباس احمد بن محمد مقری نے کتاب نفح الطیب میں تحریر کیا ہے کہ جس وقت یادگار خاندان ملوک بنو احمر کا قدم تخت حکومت پر جم گیا اور ان تمام ممالک اندلس پر جو مسلمانوں کے قبضہ میں تھے وہ قابض ہو گئے مثلاً جزیرہ، طریف اور رندہ۔ ملوک نصاریٰ نے مجموعی قوت سے ٧١٩ھ میں غرناطہ پر حملہ کیا۔ یہ ٹڈی دل فوج بطرہ کی جانب سے آئی تھی۔ اس کی تعداد کا صحیح اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ پچیس عیسائی بادشاہ اس جنگ پر آئے تھے۔ بات یہ تھی کہ عیسائیوں کو مسلمانوں کے دوبارہ عروج سے کینہ پیدا ہوا اور انہیں اس امر کا اندیشہ ہوا کہ مبادا بڑھتے بڑھتے یہ ہم پر منہ نہ ماریں۔ اس خیال سے وہ لوگ متاثر ہو کر پوپ کی خدمت میں گئے اور سجدہ کر کے اس سے استدعا کی کہ آپ دعا کریں کہ ہم لوگ بقیہ مسلمانوں کو اندلس سے نکال کر پھینک دیں۔

چنانچہ پوپ نے ان کے سروں پر دست شفقت پھیر کر دعائیں دیں اور یہ لوگ بے شمار فوج لے کر غرناطہ پر چڑھ آئے۔ مسلمانان غرناطہ کو بے حد خوف پیدا ہوا جھٹ پٹ چند لوگوں کو بغرض استمداد بطور وفد (ڈیپوٹیشن) سلطان ابوسعید والی فاس کی خدمت میں روانہ کیا مگر اس دوا سے ان کے درد دل کا علاج نہ ہو سکا۔ اور عیسائیوں کا لشکر آ پہنچا۔ اہل غرناطہ کی رہی سہی قوت بھی جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے ملک و ملت کی حمایت پر شمشیر بکف نکل پڑے پس اس نے جس کے سوا کوئی دوسرا معین و ناصر نہیں ہے، مسلمانوں کی مدد کی اور نامی نامی عیسائی سردار مارے گئے۔ بہت بڑی فتحیابی عساکر اسلامیہ کو نصیب ہوئی

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھا ورنہ اہل غرناطہ کی پامالی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رہ گیا تھا اس واقعہ کے بعد ابوالولید نے خود عیسائی مقبوضات پر کئی بار جہاد کیا اس کی فوج زناتہ اور اندلس کے مسلمانوں سے تیار کی گئی تھی چونکہ زناتہ کا زمانہ بدویت اور غربت سے بہت قریب تھا اسی وجہ سے ان لوگوں نے بڑی دلیری اور بیحد مردانگی سے کام لیا۔ انہی لوگوں کی اعانت وامداد سے ابوالولید کا جاہ وجلال اس درجہ تک پہونچ گیا تھا کہ اس زمانہ میں دوسرے بادشاہوں کو خواب میں بھی نصیب نہیں ہوا تھا۔

محمد بن رئیس ابو سعید

اس کے بعد اسی کے قرابت داروں بنو نصر میں سے کسی شخص نے سنہ ۷۲۷ھ میں موقع پاکر دھوکے سے جس وقت کہ دربار شاہی سے اُٹھ کر محلسرا میں جارہا تھا دروازہ محلسرا پر نیزہ رسید کیا زخمی ہوکر گر پڑا لوگ اسے اس کے محلسرا میں اٹھالائے۔ قاتل نے عثمان ابی العلی کے مکان میں جا پناہ لی عثمان نے گرفتار کرا کے اسی وقت اسے قتل کر ڈالا۔ اور محمد بن رئیس ابو سعید کو جبل سلوباشہ سے نکال کر غرناطہ لایا اور تاج حکومت اس کے سر پر رکھا۔ اس نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی اپنے وزیر السلطنت ابن محروق کو ۷۲۹ھ میں محلسرائے شاہی میں طلب کر کے قتل کرا دیا۔ قتل کا سبب یہ تھا کہ وزیر السلطنت کی شکایتیں حد سے بڑھ گئی تھیں اور

(بقیہ حاشیہ) یہ دن جیسا کہ مسلمانوں کے لئے مسرت اور خوشی کا دن تھا ویسا ہی عیسائیوں کے حق رنج دہ اور مصیبت کا تھا۔

اس شکست سے عیسائی سرداروں کے چہروں پر ذرا بل نہ آیا کمال استقلال کے ساتھ جزیرہ کی جانب بڑھے سلطان ابن احمر نے ان کی مدافعت کی جانب توجہ فرمائی کئی جنگی کشتیاں جن پر ماہر فوجیں اور سامان حرب بکثرت تھا جزیرہ کی طرف روانہ کیا۔ عیسائیوں کو اس کی خبر لگ گئی۔ جزیرہ سے کنارہ کشی کر کے طلیطلہ کی طرف آئے بلاد اسلامیہ پر قبضہ کرنے اور مسلمانوں کے استیصال کی قسمیں کھائیں اور باہم دوبارہ عہد وپیمان کر کے بہت بڑے سامان جنگ کے ساتھ غرناطہ پر پھر آ اُترے جس طرف آنکھیں اٹھتی تھیں عیسائی ہی عیسائی نظر آتے تھے سلطان غرناطہ نے شیخ الغزاۃ شیخ العالم ابو سعید عثمانی بن ابو العلا مرینی کو عیسائیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔

چنانچہ ۲۰ ربیع اول ۷۱۹ھ میں فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ شب یکشنبہ میں دشمنان اسلام نے ایک دستہ فوج کو اسلامی لشکر گاہ پر شبخون مارنے کو بھیجا۔ عساکر اسلامیہ سے چند سوار اور تیر انداز ان کی روک تھام پر نکلے اور اس قدر تیر برسائے کہ دشمنان اسلام کو لوٹنا پڑا مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا صبح تک وہ بھاگتے جاتے تھے اور یہ ان پر تیر برساتے تھے اور تعاقب کیا تھے یہ پہلی فتح تھی جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اہل غرناطہ کو حاصل ہوئی روز یکشنبہ کو شیخ ابو سعید پانچ ہزار جنگ آوروں کو مرتب کر کے دشمنان اسلام کے لشکر کی طرف بڑھا۔ عیسائیوں کو اس جماعت قلیلہ کی مردانگی اور دلاوری سے سخت حیرت ہوئی نہایت تیزی سے مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے تین شبانہ روز تک سخت خونریز لڑائی ہوتی رہی بالآخر چوتھے روز دشمنان اسلام شکست کھا کر کمال ابتری سے بھاگے بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا سات ہزار عیسائی گرفتار کئے گئے۔ پچاس ہزار مارے گئے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ عساکر اسلامیہ میں سے سوائے تیرہ سواروں کے اور کسی نے جام شہادت نوش نہیں کیا۔ اس واقعہ سے عیسائیوں کی کمر ہمت ٹوٹ گئی مصالحت کی درخواست کی سلطان غرناطہ نے اسے قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور مصالحت کر لی۔ دیکھو تاریخ المقری جلد اوّل صفحہ ۲۹۳، ۲۹۴ (مترجم)

اس کا ذاتی اقتدار شاہ غرناطہ سے بدرجہا بڑھا ہوا تھا۔ تخت حکومت پر متمکن ہونے کے بعد ایک روز امور سلطنت میں مشورہ لینے کے حیلہ سے شاہی محل میں طلب کیا۔ جوں ہی مجلس سرائے شاہی میں داخل ہوا ایک خادم کو اشارہ کردیا اس نے اس قدر خنجر رسید کئے کہ وزیر السلطنت بے دم ہو کر زمین پر گر پڑا اور مر گیا۔ سلطان محمد کو اس کے مارے جانے سے اطمینان ہوا اور وہ استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔

عثمان بن ابی العلیٰ کی امارت سے دست برداری

اس کے بعد عثمان بن ابی العلیٰ سرداری اور امارت غزاۃ وزناتہ سے دست کش ہو کر خانہ نشین ہوگیا اور اسی حالت عزلت گزینی میں راہی ملک آخرت ہوا اس کا بیٹا ابو ثابت اس کی جگہ امیر مجاہدین اسلام مقرر کیا گیا اس تبدیلی سے عیسائیوں نے پھر چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مسلمانوں کو ایذائیں پہونچانے لگے۔ سلطان محمد سامان سفر درست کر کے سلطان ابوالحسن کی خدمت میں مغرب پہونچا۔ اور دشمنان اسلام کی زیادتیوں کی شکایت کی اور امداد کا خواستگار ہوا حالانکہ سلطان ابوالحسن ان دنوں اپنے بھائی محمد کے فتنہ وفساد کے ختم کرنے میں مصروف تھا مگر پھر بھی بنظر حمیت اسلام سلطان محمد کے ہمراہ فوجیں روانہ کیں اور اسے اپنی جانب سے اس لشکر کی امارت ۷۳۳ھ میں عنایت فرمائی۔

سلطان محمد کا قتل

بنو عثمان بن ابی العلیٰ کو سلطان محمد کا سلطان ابوالحسن سے ملنا اور سلطان ابوالحسن کا اس معاملہ میں مداخلت کرنا ناگوار گذرا اور اس سے ان کو طرح طرح کے خیالات پیدا ہوئے سب نے جمع ہو کر اس معاملہ میں مشورہ کیا اور پھر موقع پاکر جس روز سلطان محمد شلوبانہ سے غرناطہ آرہا تھا اسے ہر چہار طرف سے گھیر کر نیزے تان کر ٹوٹ پڑے اور مار ڈالا۔

ابوالحجاج یوسف

اس کے بعد اس کے بھائی ابوالحجاج یوسف کے سر پر تاج شاہی رکھا اس نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی اور اپنے بھائی سلطان محمد کے خون کا بدلہ لینے پر مستعد ہوا۔ بنو عثمان بن ابی العلیٰ کے سروں پر ادبار کی گھٹا چھاگئی غرناطہ سے جلاوطن کر کے تونس بھیج دیئے گئے غزاۃ اور مجاہدین کی سرداری بجائے ابو ثابت بن عثمان بن ابی العلیٰ کے بنو رحو بن عبداللہ بن عبدالحق میں سے یحییٰ بن عمر بن رحو کو مرحمت ہوئی اس کی ریاست وامارت زمانہ دراز تک قائم رہی۔

سلطان ابوالحجاج اور عیسائیوں کی جھڑپیں

پھر سلطان ابوالحجاج نے سلطان ابوالحسن والی مغرب کو عیسائیوں کی سرکوبی اور انہیں ہوش میں لانے کی غرض سے اندلس میں بلا بھیجا چنانچہ سلطان ابوالحسن نے جس وقت کہ تلمسان فتح ہوگیا تھا اپنے بیٹے کو عساکر اسلامیہ زناتہ اور متطوعہ (والنٹیرز) کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے اندلس کی جانب روانہ کیا اس نے عیسائیوں پر متعدد حملے کئے اور ایک مدت کے بعد بہت سا مال غنیمت لے کر ملک مغرب کی طرف واپس ہوا۔ واپسی کے وقت عساکر اسلامیہ پر عیسائیوں نے اپنے ملک کی سرحد پر شبخون مارا۔ بہت سے مجاہد اور غازی شہید ہوگئے۔

معرکہ طریف

اس زیادتی اور بزدلانہ حملہ کا بدلہ لینے کی غرض سے سلطان ابوالحسن نے ۷۴۱ھ میں بنفس نفیس چڑھائی کی۔ زناتہ، مغراوہ فوج نظام اور متطوعہ کی فوجیں رکاب میں تھیں کوچ در قیام کرتا ہوا طریف تک پہونچا اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ عیسائیوں نے یہ خبر پاکر بلاد عیسائی سے فوجیں فراہم کیں اور جمع

ہو کر مجموعی قوت سے حملہ آور ہوئے۔طریف کے باہر ایک میدان میں دونوں حریفوں نے صف آرائی کی اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی ایک کثیر گروہ شہید ہو گیا بیگمات اور حریم سلطانی ہلاک ہو گئیں شاہی خیمے لٹ گئے۔ مسلمانوں کے لئے یہ نہایت مصیبت اور آزمائش کا دن تھا

سلطان ابوالحجاج کا قتل

اس واقعہ کے بعد ہی دشمنان اسلام نے قلعہ سرحد غرناطہ پر قبضہ کر لیا اور جزیرہ خضراء کی جانب بڑھے چنانچہ ۷۴۳ھ میں صلح و آشتی کے ساتھ اسے بھی لے لیا۔ سلطان ابوالحجاج اسی حالت میں دبا دبایا حکومت کرتا رہا۔یہاں تک کہ ۷۵۵ھ میں عید کے دن جس وقت کہ صلوٰۃ العید ادا کر رہا تھا سجدہ کی حالت میں کسی نے نیزہ مارا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی۔

حاجب رضوان کا قتل

اس کا بیٹا تخت آرائے حکومت ہوا پھر اس کے مولی (خادم) رضوان نے جو اس کے باپ اور چچا کا حاجب تھا اسے شاہ شطرنج بنا دیا۔اور خود امور سلطنت پر قابض ہو کر سیاہ وسفید کا مختار بن بیٹھا۔اس کا بھائی اسماعیل قلعہ شاہی حمراء کے کسی محلسرا میں مقید تھا اس سے اور محمد بن عبداللہ بن اسماعیل بن محمد بن رئیس ابوسعید سے سسرالی رشتہ تھا اس وجہ سے کہ اس کے باپ (عبداللہ) نے اسمٰعیل کی بہن سے عقد کر لیا تھا اس کا دادا محمد بن رئیس وہی ہے جسے عثمان بن ابی العلیٰ نے جیل سے نکال کر تخت حکومت پر متمکن کیا تھا۔ اس محمد (بن عبداللہ بن اسماعیل بن رئیس ابوسعید) نے محلسرائے قلعہ حمراء کے بعض خدام کو ملا کر حاجب رضوان کو خود اس کے مکان میں قتل کرا دیا اور اپنے سسرالی رشتہ دار اسمٰعیل کو قید کی مصیبت سے نجات دے کر ستائیسویں رمضان ۷۶۰ھ کی رات میں تخت حکومت پر بٹھا دیا

رئیس ابویحییٰ

سلطان محمد مخلوع اس وقت حمراء کے باہر ایک باغ میں مقیم تھا۔یہ خبر پا کر وادی آش چلا گیا اور آش کو سرحد کی جانب سے عبور کر کے بادشاہ مغرب سلطان ابوسالم بن سلطان ابوالحسن مرینی کی خدمت میں جا پہونچا سلطان ابوسالم نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور اس کے قیام کو پسندیدہ نظروں سے دیکھا اس کے بعد شیخ الغزاۃ یحییٰ ابن عمر و کو دولت بنو احمر کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا۔غرناطہ سے دار الحرب ہوتا ہوا مغرب پہونچا۔اور سلطان ابوسالم کی خدمت میں قیام اختیار کیا سلطان ابوسالم نے اس کی بھی قدر افزائی کی اور اس کی جگہ غرناطہ میں فوج مجاہدین پر اپنی جانب سے ادریس بن عثمان بن ابوالعلیٰ کو مامور کیا۔ان دنوں غرناطہ میں رئیس ابویحییٰ اپنے بھائی اسماعیل کی حکومت وریاست کا انتظام کر رہا تھا اور یہی امور سیاست کا نگراں اور منتظم تھا۔ کچھ روز بعد لگانے بجھانے والوں نے لگانا بجھانا شروع کر دیا۔رئیس کو انجام کا خطرہ پیدا ہوا چنانچہ ۷۶۱ھ میں دھوکے سے اسماعیل اور اس کے تمام ساتھیوں کو قتل کر کے تخت حکومت پر متمکن ہو گیا۔

معرکہ وادی آش

رئیس نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لے کر عیسائی سلاطین کے عہد وپیمان کو توڑ ڈالا۔اور جو اس کے متقدمین سلاطین غرناطہ بطور خراج عیسائیوں کو دیتے تھے اس کا بھیجنا بھی بند کر دیا اس وجہ سے عیسائیوں نے فوج کشی پر کمر باندھی اور لشکر آراستہ کر کے چڑھ آئے۔مسلمانوں نے بھی فوج وسامان جنگ درست اور آلات حرب مہیا کر کے عیسائیوں کی روک تھام کے لئے کوچ کیا مقام وادی آس میں صف آرائی کی نوبت آئی عساکر اسلامیہ کی سرداری پر سلطان غرناطہ کے بعض امراء مامور تھے۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔

سلطان محمد مخلوع

اس کے بعد بادشاہ مغرب نے عیسائی سلاطین سے محمد مخلوع کو تخت حکومت پر متمکن کرنے کی سفارش کی اور کشتی پر سوار کر کے عیسائی بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ محمد مخلوع نے عیسائی بادشاہ سے ملاقات کی۔ عیسائی بادشاہ نے امداد کا وعدہ کیا باہم یہ شرط قرار پائی کہ ممالک اسلامیہ کے جتنے قلعے فتح کئے جائیں وہ سب محمد مخلوع کے مقبوضات میں شمار کئے جائیں پھر عیسائی بادشاہ نے چند قلعے فتح کرنے کے بعد بدعہدی کی۔ سلطان محمد مخلوع اس سے علیحدہ ہو کر مغربی سرحد کی طرف چلا گیا اور مملکت بنی مرین میں قیام اختیار کیا اس کے بعد سرحد رندہ سے فوجیں فراہم اور مرتب کر کے ۷۶۵ھ میں مالقہ پر فوج کشی کی اور بزور تیغ اسے فتح کر لیا۔ رئیس محمد بن اسماعیل یہ خبر پا کر غرناطہ سے عیسائی بادشاہ کے پاس بھاگ گیا ادریس بن عثمان شیخ الغزاۃ بھی بحالت قید اس کے ہمراہ تھا جو چند دن بعد قید سے بھاگ نکلا جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائیگا۔

سلطان محمد کا غرناطہ پر قبضہ

پھر سلطان محمد نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے رکاب میں تھے غرناطہ کی جانب قدم بڑھایا۔ رئیس کا حاجب گرفتار ہو کر پیش کیا گیا سلطان محمد نے اسے اور ان لوگوں کو جنہوں نے اس کے ساتھ ہو کر بازار کارزار گرم کیا تھا قتل کر ڈالا۔ اور فتح یابی کا جھنڈا لئے ہوئے غرناطہ میں داخل ہو کر حکومت کرنے لگا۔ لشکر مجاہدین پر شیخ یحییٰ بن عمر کو متعین کیا اور اس کے بیٹے عثمان کو اپنے مصاحبوں کے زمرہ میں داخل کر لیا ایک برس بعد ان دونوں کے سروں پر ادبار کی گھٹا چھا گئی۔ سلطان محمد نے ان دونوں کو گرفتار کر کے مریہ کی جیل میں ڈال دیا۔ پھر چند سال بعد جلاوطن کر دیا اور ان دونوں کے ایک قریبی رشتہ دار علی بن بدرالدین بن محمد بن رحو کو غزاۃ و مجاہدین پر مامور کیا تھوڑے دن بعد اس نے وفات پائی تب اس کی جگہ عبدالرحمٰن بن ابوالفلیون اس خدمت پر مامور کیا گیا۔ سلطان ابوعلی بن محمد بادشاہ مغرب کے دربار میں اس کی بڑی قدر و منزلت تھی سلطان محمد مخلوع کی ذات سے تخت حکومت حمراء جگمگا اٹھا اس کے رعب وداب کا سکہ عیسائی ملوک جلالقہ اور سرحدی ملوک مغرب کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا کیونکہ اس وقت ان لوگوں کی حکومت میں ایک گونہ کمزوری پیدا ہو چلی تھی جو اکثر سلطنتوں کو لاحق ہوا کرتی ہے۔

معزول بطرہ کی سلطان محمد سے امداد طلبی

جلالقہ نے ۷۶۸ھ میں اپنے بادشاہ بطرہ بن ادفونش سے بغاوت کی پھر بادشاہ بطرہ اور بادشاہ برشلونہ سے لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا۔ اس وجہ سے جلالقہ نے بطرہ سے سرکشی کی اور اس کے بھائی الفنش کو بلا کر اپنا حکمران بنا لیا بطرہ نے بلاد اسلامیہ میں جا کر پناہ لی اور سلطان محمد والی غرناطہ سے اپنے دشمن کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی چنانچہ سلطان محمد نے بلاد مقبوضہ الفنش پر حملہ کیا متعدد قلعوں کو فتح کیا اور بعضوں کو ویران و خراب کر ڈالا مثلاً جیان ابدہ اور اتر وغیرہ جو زبان حال سے حملہ آور فریق کی شکایت اور اپنی بربادی و خرابی کی حکایت بیان کر رہے ہیں ان کے علاوہ اندرونی ملک کو تاخت و تاراج کیا۔ قرطبہ کو بھی جا کر گھیر لیا اور اس کے گرد و نواح کو ویران و برباد کر کے مظفر و منصور مال غنیمت لے کر واپس ہوا۔

بطرہ اور الفنش کے مابین جنگ

اس کے بعد بطرہ بادشاہ فرانس کے پاس چلا گیا جو کہ شمالی جزیرہ اندلس میں جزیرہ ارکلیطرہ موسوم بہ نسر غالس پر حکمرانی کر رہا تھا۔ اور الفنش کی زیادتی

کی شکایت کی اور اپنی بیٹی کا عقد اس سے کر دیا اس نے اپنے بیٹے کو فرانسیسی بہادروں کی ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ بطرہ کی کمک پر مامور کیا۔ الفنش کو اس کے مقابلہ میں شکست ہوئی اور بطرہ نے اپنے پرزور حملوں سے تہ و بالا کر دیا۔ پھر جب فرانسیسی لشکر اپنے ملک کی جانب واپس ہوا تو الفنش نے بطرہ پر پھر فوج کشی کی اس سے دوبارہ ملک کے امن عامہ میں خلل واقع ہوا تمام ملک میں خونریزی کی ہوا چلنے لگی بالآخر الفنش نے اپنے بھائی بطرہ کا جلیقہ کے کسی قلعہ میں محاصرہ کر لیا اور اسے گرفتار کر کے مار ڈالا۔ اس کے مارے جانے سے الفنش جلالقہ کے ملک پر غالب ہو گیا اور استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔

سلطان محمد کی خودمختاری

سلطان محمد والی غرناطہ الفنش اور بطرہ کی مخالفت کو غنیمت شمار کر کے اپنی قوت اور فوج بڑھانے میں مصروف ہوا اور اس نے اس خراج کو بھیجنا موقوف کر دیا جو عیسائی سلاطین مسلمانوں سے اس زمانہ سے لے رہے تھے جب سے کہ اس کے اسلاف نے عیسائی سلاطین سے معاہدہ صلح کیا تھا۔ ۷۶۲ھ سے والی غرناطہ نے خراج کے نام سے عیسائیوں کو ایک حبہ نہ دیا اور اسی حالت پر قائم رہا۔

الفنش اور شاہ فرانس کی جنگ

بادشاہ فرانس جس نے بطرہ کی کمک پر فوجیں بھیجی تھیں اور جس نے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا تھا بطرہ کے قتل سے متاثر ہو کر الفنش سے بدلہ لینے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اتفاق سے اس کے بطن سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا تھا اس کے باپ نے یہ خیال قائم کیا کہ یہ لڑکا حکومت و سلطنت کا الفنش سے زیادہ مستحق ہے اس وجہ سے الفنش اور شاہ فرانس سے لڑائی اور خونریزی کا سلسلہ قائم ہو گیا۔ اور جلالقہ کو اس سبب سے کسی طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ ملا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے بہت سے مقبوضہ شہر ان کے قبضہ سے نکل گئے اور ملوک ابن احمر نے بھی خراج کا دینا بند کر دیا جیسا کہ ابھی اوپر ہم بیان کر آئے ہیں یہی حالت اس زمانہ تک قائم ہے

عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن کی گرفتاری

ملوک مغرب کا یہ حال ہے کہ جس وقت سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے استحکام و استقلال کے ساتھ حکومت و سلطنت کے زینہ پر اپنا قدم جما دیا اور اس کے جاہ و جلال کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا ان دنوں غازیان اندلس کی سرداری پر عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن مامور تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں یہ شخص سلطان کے نسب میں شریک اور ملک و خدمت میں اس کا ہمسر تھا اس وقت اتفاق سے کچھ کاغذات سلطان کے ہاتھ لگ گئے جنہیں عبدالرحمٰن اور ارکین دولت نے ایک دوسرے کے پاس بھیجا تھا اس سے سلطان کو خطرہ پیدا ہوا سلطان ابن احمر کے پاس عبدالرحمٰن کے قید کر لینے کو لکھ بھیجا۔ سلطان ابن احمر نے عبدالرحمٰن اور نیز امیر مسعود بن ماسی کو اس وجہ سے کہ یہ بھی فتنہ و فساد میں معقول حصہ لیتا تھا اور اس سے اور اہل دولت سے بھی خط و کتابت ہوا کرتی تھی گرفتار کر لیا۔

ابن احمر کی سرکشی اور اطاعت

جب سلطان عبدالعزیز نے ۷۷۴ھ میں وفات پائی اور اس کا بیٹا محمد سعید نافع تخت حکومت پر متمکن ہوا اور اس کے باپ کا وزیر ابوبکر بن غازی امور سلطنت کو انجام دینے لگا۔ اس وقت ابن احمر نے عبدالرحمٰن بن یفلوسن کو قید سے رہا کر دیا وزیر السلطنت

ابوبکر بن غازی کو یہ امر ناگوار گزرا ابن احمر کے چند چند قرابت دار رئیسوں کو مالی اور فوجی مدد دے کر ابن احمر سے لڑنے جھگڑنے کے لئے اندلس روانہ کیا کسی ذریعہ سے ابن احمر کو یہ خبر پہونچ گئی جھٹ پٹ فوجیں فراہم اور مسلح کر کے جبل الفتح پر جا اترا اس کی رکاب میں عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن اور امیر مسعود بن ماسی بھی تھا ابن احمر نے ان دونوں کو کشتیوں پر سوار کرا کے براہ دریا یلغار کرنے کا اشارہ کیا انھوں نے بلاد سبتہ پر پہونچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ ملک مغرب میں ایک تلاطم پیدا ہو گیا۔ اہل جبل الفتح نے شدت حصار اور روزانہ جنگ سے گھبرا کر امن کی درخواست کی اور ابن احمر کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔

ابوالعباس احمد کی امارت

سبتہ میں محمد بن عثمان بن کاس ابوبکر بن غازی وزیر السلطنت کا داماد مقیم تھا ابوبکر نے اسے امیر مسعود کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا جس وقت کہ ابن احمر جبل الفتح کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور طنجہ میں سلطان ابوالحسن کی اولاد زمانہ حکومت سلطان عبدالعزیز سے بخوف دعویٰ سلطنت مقید تھی سلطان ابن احمر نے محمد بن عثمان سے خط و کتابت شروع کی اور اسے ہر خط میں ایک کمسن چھوکرے کی بیعت پر نفرین کرنے لگا جو ابھی سن بلوغ کی حد تک بھی نہیں پہونچا تھا اور سلطان ابوالحسن کی اولاد میں سے کسی ایک کی بیعت امارت کرنے کی ترغیب دیتا تھا جو کہ طنجہ میں قید تھے تھوڑے دن بعد جب ان تحریرات سے محمد بن عثمان کے دل پر ایک خاص اثر پڑا تو سلطان ابن احمر نے مالی اور فوجی مدد دینے کا اقرار اور وعدہ کیا چنانچہ محمد بن عثمان نے سلطان ابوالحسن کی اولاد سے ابوالعباس احمد کو حکومت و سلطنت کے لئے منتخب کیا اور جیل سے نکال کر اس کے ہاتھ پر بیعت امارت کی ان نوجوانوں نے قید کے زمانہ میں باہم یہ عہد و پیمان کیا تھا کہ ہم میں سے .... جو شخص حکومت و ریاست کے زینہ تک پہونچ جائے تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ بقیہ لوگوں کو قید کی مصیبت سے رہا کر دے۔

ابوالعباس احمد کا فاس پر قبضہ

اس عہد و پیمان کے مطابق سلطان ابوالعباس احمد نے اپنی امارت کی بیعت لینے کے بعد پہلا جو کام کیا وہ یہ تھا کہ اس نے اپنے کل ہمراہیوں کو قید کی مصیبت سے نجات دے کر اندلس کی جانب بھیج دیا۔ ان لوگوں نے رہائی پا کر سلطان ابن احمر کے پاس جا کر قیام کیا۔ سلطان ابن احمر نے ان لوگوں کی بیحد عزت و توقیر کی اور ان لوگوں کے وظائف اور تنخواہیں مقرر کیں اور بہت سا مال و اسباب اور لشکر سلطان ابوالعباس اور اس کے وزیر محمد بن عثمان کے لئے روانہ کیا اور عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن کو ان دونوں کی موافقت اور ان کے ہر کام میں ان کی ہمدردی کرنے کو لکھ بھیجا ان سب نے متفق ہو کر دارالحکومت فاس کو جا کر گھیر لیا یہاں تک کہ ابوبکر غازی وزیر السلطنت نے سلطان ابوالعباس سے امن کی درخواست کی شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں پس سلطان ابوالعباس محرم ۷۷۶ھ میں مظفر و منصور دارالحکومت میں داخل ہوا۔ عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن اس کے ساتھ رخصت کرنے کی غرض سے مراکش اور اس کے مضافات تک گیا اور جیسا کہ اس کے پیشتر سے باہم عہد و پیمان تھا اس کی حکومت و سلطنت کا انتظام درست کر دیا۔ اس کے بعد سلطان ابوالعباس نے سعید بن عبدالعزیز کو ہدایا اور تحائف دے کر سلطان بن احمر کی خدمت میں روانہ کیا تاکہ دونوں میں مسلسل زمانہ دراز تک مراسم اتحاد اور دوستی قائم رہے۔

قلعہ مراکش کی فتح

اسی اثناء میں اس کی عبدالرحمٰن والی مراکش سے اَن بَن ہو گئی۔ متعدد مرتبہ اس کے محاصرہ اور جنگ کو گیا سلطان ابن احمر کبھی تو اسے مدد دیتا تھا اور لڑائی میں اس کا ہاتھ بٹاتا تھا اور کبھی کبھی دونوں میں صلح کرا دینے کی کوشش کرتا تھا۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالعباس نے ۸۸۴ھ میں مراکش پر پھر چڑھائی کی۔ کئی مہینے محاصرہ کئے رہا بالآخر بزور تیغ قلعہ مراکش کو فتح کر لیا۔ اور سلطان مراکش کو بارِ حیات سے سبکدوش کر کے فاس کی جانب واپس آیا۔ اس کے بعد تلمسان کی طرف رُخ کیا ابواحمد سلطان بنی عبدالواد والی تلمسان اس کی آمد کی خبر پا کر بھاگ گیا۔ سلطان ابوالعباس بلاجنگ وجدال باطمینان تمام تلمسان میں داخل ہوا۔

موسیٰ بن سلطان ابوعنان کی سبتہ و فاس پر فوج کشی

ان واقعات کے اثناء میں چند لوگوں نے جو فتنہ پردازی اور فساد انگیزی میں مشہور تھے سلطان ابوالعباس اور سلطان ابن احمر سے ناچاقی اور چشمک پیدا کرانے کی کوشش کی اور ایک حد تک کامل طور سے کامیاب بھی ہو گئے سلطان ابن احمر کو سلطان ابوالعباس کی طرف سے اس قدر برہم اور برانگیختہ کیا کہ انہی لوگوں کی تحریک و اشارہ سے سلطان ابن احمر سلطان ابوالعباس کے نظام سلطنت کو درہم برہم کر دینے پر آمادہ و مستعد ہو گیا چنانچہ انہی چیدہ و منتخب اشخاص میں سے جو طنجہ سے اس کے پاس چلے آئے تھے موسیٰ بن سلطان ابوعنان کو امارت فاس کے لئے منتخب کیا اور مسعود بن ماسی کو اس کی وزارت کا عہدہ عطا فرما کر ایک عظیم فوج کے ساتھ براہ دریا سبتہ کی طرف روانہ کیا۔ اہل سبتہ نے اخلاص مندی کے ساتھ گردن اطاعت جھکا دی۔ اور سلطان موسیٰ کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے سلطان موسیٰ نے سبتہ سے فاس کی جانب کوچ کیا اور سلطان ابن احمر نے سبتہ پر قبضہ کر کے اسے اپنے علم حکومت کے سایہ میں لے لیا۔ سلطان موسیٰ نے دارالحکومت فاس پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ چند دن کے حصار کے بعد اہل فاس نے امن کی درخواست پیش کی سلطان موسیٰ نے ان لوگوں کو امن دی اور بمصالحت ۷۸۶ھ میں فاس میں داخل ہو کر تخت حکومت پر متمکن ہو گیا۔

سلطان ابوالعباس کی گرفتاری

اس واقعہ کی خبر سلطان ابوالعباس کو اس وقت پہنچی جبکہ وہ ابی حمود اور بنی عبدالواد کے ارادے سے جہاں پر کہ وہ موجود تھے تلمسان سے روانہ ہو چکا تھا۔ مگر اس خبر کے سنتے ہی فوراً لوٹ کھڑا ہوا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگا جس وقت تازی سے آگے بڑھ کر تازی اور فاس کے درمیان پہنچا بنومرین اور اس کی تمام فوجیں علیحدہ ہو کر اپنے جھنڈوں کے ساتھ سلطان موسیٰ کے ساتھ جا ملیں اور اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ سلطان ابوالعباس بحال پریشان تازی کی جانب واپس ہوا۔ عامل تازی نے اسے مکر و فریب سے ٹھہرا لیا یہاں تک کہ سلطان موسیٰ کا ایلچی فاس سے تازی آیا اور اس نے اسے (ابوالعبّاس) کو گرفتار کر کے فاس کی جانب کوچ کیا۔ سلطان موسیٰ نے اسے اسی حالت میں اندلس روانہ کر دیا۔ سلطان ابن احمر والی اندلس نے اسے جیسا کہ اس سے پہلے نظر بند تھا نظر بند رکھا۔

سلطان ابن احمر اور وزیر مسعود کے مابین کشیدگی

سلطان ابوالعباس کی گرفتاری کے بعد سلطان موسیٰ کو ملک مغرب پر کامل قبضہ حاصل ہو گیا۔ مگر اس کے وزیر مسعود نے اس کا

اقتدار شاہ شطرنج سے زیادہ نہ بڑھنے دیا۔ امور سلطنت وسیاست کے سیاہ وسفید کا اختیار اپنے قبضہ میں رکھا۔ کچھ دن بعد سلطان ابن احمر سے قبضہ ستبہ کا مطالبہ کیا گیا سلطان ابن احمر نے قبضہ ستبہ سے دست کش ہونے سے انکار کیا اس وجہ سے دونوں میں فتنہ وفساد کی بنیاد پڑ گئی وزیر مسعود ابن ماسی نے سازش کر کے سلطان ابن احمر کے ہوا خواہوں اور اس کے خاندان والوں کو بغاوت پر ابھار دیا۔ ان لوگوں نے ستبہ کے ایک قصبہ پر قبضہ کر کے اسے اپنا مرکز بنا لیا اتنے میں سلطان ابن احمر کا جنگی کشتیوں کا بیڑا ساحل ستبہ سے آ لگا سب کا جوش بغاوت فرد ہو گیا اور امن وامان قائم ہو گیا۔

سلطان موسیٰ کی وفات

پھر سلطان ابن احمر کی خدمت میں اراکین دولت سلطان موسے کا ایک گروہ بطور وفد حاضر ہوا اور یہ درخواست کی کہ ان لوگوں میں سے جو اندلس میں خاندان حکومت فاس کے موجود ہیں کسی کو امیر فاس مقرر فرمائے۔ چنانچہ سلطان ابن احمر نے واثق محمد بن امیر ابوالفضل بن سلطان ابوالحسن کو والی فاس مقرر کر کے ان لوگوں کے ہمراہ روانہ کیا اور خود بھی رخصت کی غرض سے جنگی کشتیوں کے بیڑے کے ساتھ ستبہ تک آیا۔ واثق نے سلطان ابن احمر سے رخصت ہو کر غمارہ کا رخ کیا شدہ شدہ اس کی خبر مسعود بن ماسی تک پہونچی اس نے بھی فوجیں مرتب اور مسلح کر کے واثق کے روک تھام کی غرض سے باہر نکلا اور جبال غمارہ میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ اسی اثناء میں سلطان موسیٰ بن سلطان ابوعنان کی فاس میں انتقال کرنے کی خبر سننے میں آئی۔ مسعود محاصرہ اٹھا کر انتہائی تیزی کے ساتھ فاس کی جانب واپس ہوا۔ اور دارالحکومت میں پہونچ کر کرسی حکومت پر سلطان ابوالعباس کے ایک لڑکے کو جس کو کہ سلطان مذکور فاس میں چھوڑ گیا تھا متمکن کر دیا۔

سلطان ابوعنان اور مسعود بن ماسی کی مصالحت

اس کے بعد سلطان ابوعنان بن امیر ابوالفضل نے پہونچ کر فاس کے سامنے کوہ زرہون پر پڑاؤ کیا مسعود ابن ماسی بھی فوجیں لے کر سلطان ابوعنان کے رو در رو آ اترا سلطان ابوعنان کے امور سلطنت کا مہتمم احمد بن یعقوب صبیحی تھا کسی وجہ سے اس کے ہمراہیوں کو اس سے کبیدگی اور ملال پیدا ہوا ایک روز سب نے موقع پا کر گرفتار کر لیا اور شاہی خیمہ کے روبرو لا کر قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ سے سلطان کو سخت دشواری پیش آئی اس کے بعد سلطان ابوعنان اور مسعود بن ماسی سے خط وکتابت شروع ہوئی۔ بالآخر مسعود ابن ماسی نے اس شرط سے کہ عنان حکومت میرے قبضہ میں رہے سلطان ابوعنان کی امارت کی بیعت کر لی چنانچہ سلطان ابوعنان اپنے لشکرگاہ سے نکل کر مسعود ابن ماسی کے پاس گیا اور اس کے ساتھ ساتھ دارالحکومت میں داخل ہوا۔ مسعود ابن ماسی نے پہلے خود بیعت کی اس کے بعد اراکین دولت وحکومت سے سلطان مذکور کی حکومت وسلطنت کی بیعت لی۔

بنو ماسی کا زوال

سلطان ابوعنان کی رکاب میں سلطان ابن احمر کے لشکر کا بھی ایک حصہ تھا جس میں سلطان ابن احمر کے خادموں میں سے ایک نامور خادم تھا۔ مسعود نے ان سب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ سلطان ابن احمر کو اس کی خبر لگی بے حد بیزار ہوا۔ مگر پھر اپنے دل کو تسکین

دے کر ابوالعباس کو ایک فوج کی افسری کے ساتھ فاس کی جانب براہ دریا روانہ کیا اور سبتہ تک خود پہنچانے آیا۔ ابوالعباس نے جوں ہی سبتہ میں قدم رکھا مسعود ابن ماسی کی تمام فوج نے جو اس وقت سبتہ میں تھی بطیب خاطر سلطان ابوالعباس کی بیعت کر لی۔ سلطان ابن احمر کو اس سے بیحد مسرت ہوئی دو چار روز قیام کر کے غرناطہ کی طرف واپس ہوا اور سلطان ابوالعباس نے فاس کی جانب قدم بڑھایا مسعود بن ماسی کی فوج نے دامن کوہ غمارہ میں تلوار اور نیزوں سے استقبال کیا۔ لشکریوں نے سلطان ابوالعباس سے مل جانے کی بابت سرگوشیاں شروع کیں۔

مسعود بن ماسی کو اس کا احساس ہو گیا گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سلطان ابوالعباس نے تعاقب کیا اور ایک مقام پر پہونچ کر اسے گھیر لیا۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالعباس نے اسے گرفتار کر کے اسے اور اس کے سلطان کو قتل کر ڈالا۔ اور بقیہ خاندان کو بھی طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کر دیا کسی کو قتل اور کسی کو قید کیا۔ بنو ماسی کی تباہی کے بعد سارا ملک مغرب سلطان مذکور کا مطیع و منقاد ہو گیا۔ اور سلطان ابوالعباس جاہ و جلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ سلطان ابن احمر نے سبتہ سے اپنے لشکر کو واپس بلا لیا۔ اور اس کی عنان حکومت سلطان ابو العباس کو دوبارہ عنایت کی اس کے بعد سے دونوں میں مراسم اتحاد برابر قائم و جاری رہے۔

ابوالحجاج کے متعلق سلطان ابن احمر کی غلط فہمی

ان واقعات کے بعد سلطان ابن احمر بعزت و توقیر حکومت و سلطنت کرتا رہا۔ اپنے تمام زمانہ حکومت میں پھر کبھی کسی مصیبت اور دشواری میں مبتلا نہیں ہوا مگر ایک مرتبہ اس سے شکایت کی گئی کہ اس کا بیٹا ابوالحجاج یوسف حکومت کی خواہش میں حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے اس وقت سلطان ابن احمر اطراف اندلس میں کسی ضرورت سے سفر کر رہا تھا اس خبر کو سنتے ہی اسی وقت ابوالحجاج کو گرفتار کر لیا اور غرناطہ کی جانب واپس آیا۔ اس کے بعد جب اسے پورا پورا اور صحیح صحیح حال معلوم ہو گیا اور اس کی بے جرمی ثابت ہو گئی تو فوراً رہا کر دیا اور پہلے سے زیادہ عزت و توقیر کرنے لگا۔ اور یہیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جس وقت سلطان ابن احمر غرناطہ سے جبل الفتح کی طرف بغرض دریافت احوال سلطان ابوالعباس گیا ہوا تھا اور یہ ان دنوں جبل غمارہ کے دامن میں مسعود ابن ماسی سے تیغ و سپر ہو رہا تھا یہ خبر پہونچائی گئی کہ اس کے بعض حاشیہ نشینوں نے جو وزرار کی اولاد سے ہیں یعنی [1] .... ابن مسعود بلبنی [1] .... ابن وزیر ابوالقاسم بن حکیم وغیرہم نے دھوکا اور دغا دینے کا ارادہ کر لیا ہے اور مسعود ابن ماسی نے ان لوگوں کو اس امر پر ابھارا ہے۔ اور باہم چند علامتیں جن کو وہ لوگ جانتے ہیں مقرر کر رکھی ہیں۔

سلطان ابن احمر کی وفات

پس سلطان ابن احمر نے ان سب کو اسی وقت گرفتار کر لیا اور انہیں دم بھر کی مہلت نہ دی انہیں اور تمام لوگوں کو جنھوں نے اس معاملہ میں سازش کی تھی سزائے موت دی اور غرناطہ لوٹ آیا اس کے بعد اسی جاہ و جلال سے حکمرانی کرتا رہا یہاں تک کہ ۷۹۳ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔

ابوالحجاج یوسف بن سلطان بن احمر

اس کا بیٹا ابوالحجاج تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا اراکین دولت اور عوام الناس نے امارت و حکومت کی بیعت کی امور سیاست

---

[1] اصل کتاب میں اسی طرح جگہ خالی ہے۔

اسکے باپ کا مولیٰ (آزاد غلام) خالد انجام دینے لگا۔ اس نے اس کے بھائیوں سعد، محمد اور نصر کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ بحالت قید ان سب نے وفات پائی کسی کا کچھ حال معلوم نہیں۔

خالد اور یحییٰ بن صانع کا قتل اس کے بعد ابوالحجاج سے خالد کی یہ شکایت کی گئی کہ اس نے بہ سازش یحییٰ بن صانع یہودی طبیب شاہی امارت پناہ کو زہر دینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ ابوالحجاج نے اپنی حکومت کے پہلے یا دوسرے سال خالد کو گرفتار کر کے اپنے روبرو قتل کرا دیا۔ طبیب یحییٰ کو بھی گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اور اسی حالت میں ذبح کر ڈالنے کا حکم دیا۔ ۷۹۴ھ میں یہ بھی رہگزار عالم آخرت ہوا اس کا بیٹا محمد تخت آرائے حکومت و امارت ہوا۔ اس کی حکومت و سلطنت کے کاروبار کا انتظام محمد خصاصی سپہ سالار کرنے لگا۔ جو اس کے باپ کا ساختہ و پرداختہ تھا۔ اس وقت حکومت اندلس یہ اسی طریقہ پر قائم ہے۔ واللہ غالب علی امرہ۔

دولت امویہ کے حالات جو کہ دولت عباسیہ کی معاصر اور ہم چشم تھی اور ان ملوک اندلس کے واقعات جو کہ دولت امویہ کے بعد تخت آرائے حکومت ہوئے تھے ہم تحریر کر چکے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدر ان عیسائی سلاطین کے حالات بھی تحریر کئے جائیں جو جزیرہ اندلس میں مسلمانوں کے قرب و جوار میں موجود تھے لہٰذا ہم ان کے انساب اور دولت کے حالات کو "مشتے نمونہ از خروارے" جمع کر کے پیش کرتے ہیں۔

مترجم :۔ اندلس کا آخری دور عیسائیوں کا تسلط مسلمانوں کی جلاوطنی

علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون مغربی مؤلف کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر کے زمانہ تک سرزمین اندلس میں عربوں کی حکومت کا نام و نشان کسی قدر باقی رہ گیا تھا اس وجہ سے اندلس کی حکومت اسلامیہ کی تباہی عیسائیوں کی چیرہ دستی اور مسلمانوں کے جلاوطنی کے حالات انھیں تحریر کرنے کی نوبت نہیں آئی پس اگر مترجم بھی اصل کتاب کی تقلید کرتا تو اس لحاظ سے کہ مترجم اس زمانہ میں وجود میں آیا ہے جب کہ اندلس میں اسلام کا ایک بھی نام لیوا باقی نہیں رہا۔ اور اندلس میں حکومت اسلامیہ پر عیسائیوں کے ہاتھوں تباہی اور بربادی آچکی تھی ایک بہت بڑا نقص ترجمہ تاریخ میں باقی رہ جاتا اور ناظرین کو اس حسرتناک منظر کے دیکھنے کی تمنا ہی رہ جاتی لہٰذا مترجم اس کمی کو اور نقصان کو اور کتب تواریخ سے منتخب کر کے پورا کرتا ہے تاکہ آپ کی آنکھیں اسلام اور مسلمانوں کے اس مدّ و جزر کو بھی دیکھ لیں جو سرزمین اندلس میں بحالت غربت ان پر پیدا ہوا تھا۔

ملوک بنو احمر سلاطین غرناطہ کا عہد حکومت اندلس میں مسلمان عرب کی حکمرانی کی آخری رزم تھی ان کے قبضہ میں ملک کا بہت کم حصہ باقی رہ گیا تھا اور یہ بھی کب اور کیونکر ان کے ہاتھوں سے چھن گیا اسے آپ آئندہ پڑھیں گے بالفعل آپ ایک سرسری نظر سے پہلے اس منظر کو دیکھ لیں جس میں کہ بلاد اندلس یکے بعد دیگرے مسلمانوں کے قبضہ سے نکل نکل کر صلیبی حکومت کے تحت چلے جاتے ہیں اس کے بعد عبرت کی نگاہوں سے غرناطہ کی حکومت اسلامیہ کی بربادی اور تباہی کو ملاحظہ کیجئے گا۔

عیسیٰ ابن احمد رازی تحریر کرتا ہے کہ عہد گورنری عنبسہ بن سحیم کلبی میں جس وقت کہ مسلمانوں

نے سرزمین اندلس پر قبضہ حاصل کرلیا تھا اور عیسائیوں میں ان کی مدافعت کی قوت باقی نہیں رہی تھی اور مسلمانوں کی فتح یابی کا سیلاب اربولہ سرزمین فرانس تک پہونچ گیا تھا بلکہ انھوں نے جلیقہ سے بلبونہ کو بھی بزور تیغ تسخیر کرلیا تھا اور سوائے پہاڑی تنگ و تاریک دروں کے کوئی شہران حدود میں اسلام کے قبضے سے خالی نہ رہا تھا۔ اس وقت ایک بے دین شخص بلائے نامی مفتوح قوم گاتھ کا تین سو آدمیوں کی جمعیت سے اسی قدرتی قلعہ میں جاکر پناہ گزین ہوا لشکر اسلام اس سے برابر تیغ و سپر ہوتا رہا حتیٰ کہ اس کے ہمراہی شدت بھوک سے مرگئے۔ صرف تیس ۳۰ مرد اور دس عورتوں کی جمعیت اس کے پاس باقی رہ گئی عساکر اسلامیہ نے اس قلیل جماعت کو حقیر اور بے اصل تصور کرکے ان کے استیصال سے ہاتھ کھینچ لیا اور یہ لوگ اس تنگ و تاریک غار اور قدرتی سنگین قلعہ میں شہد چاٹ چاٹ کر زندگی گذارتے رہے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کو ان کی شورش اور سرکشی نے مجبور اور درماندہ کردیا۔ اور ان کی ایسی قوت بڑھی اور اتنی کثرت ہوئی کہ روز روشن کی طرح اسے لوگوں نے عیاں دیکھ لیا۔ ۱۳۵ھ میں بلائے مذکور انیس سال اس قسم کی زندگی بسر کرکے مرگیا۔ دو برس اس کے بیٹے نے بھی اسی طرح حکومت کی اس کے بعد اذفونش بن بطران بنی اذفونش کا دادا حکمراں ہوا۔ جس کی حکومت کا سلسلہ اس وقت تک چلا آتا ہے پس انھی عیسائیوں نے رفتہ رفتہ دشوار گزار کمینگاہوں سے نکل نکل کر جس قدر اسلامی مقبوضات ان کے شہروں میں تھے انھیں پھر واپس لے لیا۔

مسعودی ذکر غزوہ سمورعہد خلافت ناصر کے بعد تحریر کرتا ہے کہ سنہ ۳۳۰ھ میں عیسائیوں نے مسلمانوں کے قبضہ سے ان تمام شہروں اور قلعوں کو نکال لیا جو کہ ملک فرانس اور شہر اربونہ سے متصل اور ملے ہوئے تھے ۳۳۶ھ میں مسلمانوں کے قبضہ میں ملک اندلس کا شرقی حصہ طرطوشہ سے ساحل بحر روم تک اور پھر طرطوشہ سے شمالاً نہر عظیم نہر لاردہ تک باقی رہ گیا تھا۔

سب سے پہلے عیسائیان فرانس نے اندلس کے بڑے شہروں میں سے جس شہر کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکالا ہے وہ طلیطلہ ہے۔ اذفونش نے اسے سات برس کے مسلسل محاصرہ کے بعد نصف محرم ۴۷۸ھ تا ۴۸۵ھ میں قادر باللہ ابن مامون یحییٰ بن ذی النون حکمران طلیطلہ سے فتح کیا تھا اذفونش نے طلیطلہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد اہل شہر کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ شروع کیا علی الخصوص ان لوگوں کے ساتھ فیاضی کرنے لگا جو بطمع مال و زر عیسائی مذہب قبول کرتے جاتے تھے بعض بعض کو زبردستی عیسائی بنالیا۔ جس سے مسلمانوں کے دل رنجیدہ ہوئے ماہ ربیع الاول ۴۹۶ھ میں جامع طلیطلہ کی ہیئت تبدیل کرکے کلیسہ بنائے جانے کا حکم دیا اس کے شاندار میناروں پر صلیب لگائی گئی۔ توحید کی جگہ تثلیث قائم کی گئی۔ اور اذان کی بجائے ناقوس کی آواز بلند ہوئی۔

واقعہ طلیطلہ سے پیشتر عیسائیوں نے ۴۵۶ھ میں بطرنہ پر یلغار کیا تھا۔ اور اسی سنہ میں بلنسیہ بھی مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا تھا جس وقت عیسائیوں نے بلنسیہ کا محاصرہ کیا اور اہل بلنسیہ

اپنے ملک ودین کی حمایت پر کمربستہ ہو کر میدان جنگ میں آگئے۔ عیسائیوں نے یہ سمجھ کر کہ ہم بلنسیہ کے محاصرہ میں سخت غلطی واقع ہوئی اور ہم میں اہل بلنسیہ سے لڑائی کی طاقت نہیں ہے اہل بلنسیہ کو مکر وفریب سے اپنے لشکرگاہ میں ملنے جلنے کو بلایا اور جب اہل بلنسیہ اپنے امیر عبدالعزیز بن ابی عامر کے ساتھ عیسائی لشکرگاہ کے قریب پہنچے تو عیسائیوں نے کمینگاہ سے نکل کر کسی کو قید کسی کو قتل کرنا شروع کیا معدودے چند جن کی موت کا وقت نہیں آیا تھا بچ رہے امیر عبدالعزیز نے بہزار خرابی اپنی جان بچائی مگر بلنسیہ قبضہ اسلام سے نکل کر صلیبی گروہ کے پنجہ میں جا پھنسا اس کے بعد مسلمانوں نے پھر اسے واپس لے لیا۔ یہاں تک کہ عیسائیوں نے کئی مرتبہ کی ردو بدل کے بعد یوم سہ شنبہ سترھویں صفر ۶۳۶ھ میں بلنسیہ پر پھر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد پھر مسلمانوں کو بلنسیہ میں قدم رکھنا نصیب نہیں ہوا۔

ابن حیان لکھتا ہے کہ اردویلش عیسائی نے ۴۵۶ھ میں بربشتر قصبہ شہر برطانیہ پر جو کہ سرقسطہ کے قریب تھا ایک بڑی فوج سے چڑھائی کی۔ یوسف بن سلیمان بن ہود کسی وجہ سے اس کی حمایت کی طرف متوجہ نہ ہوسکا۔ اہل شہر نے اپنی آپ حمایت کرنے پر آمادگی ظاہر کی چالیس روز تک عیسائی محاصرہ کئے رہے اس اثنا میں بیرونی امداد نہ پہونچنے پر اور غلہ اور رسد کی کمی سے اہل شہر میں نفاق پھیل چلا کسی ذریعہ سے عیسائیوں کو اس کی خبر لگ گئی حصار اور جنگ میں سختی سے کام لینے لگے۔ بالآخر عیسائیوں نے اہل شہر کے باہمی نفاق سے فائدہ اٹھایا اور پانچ ہزار زرہ پوش جنگی سوار لے بیرون شہر تک پہونچ گئے اہل شہر پر بے حد خوف طاری ہوا اندرون شہر میں قلعہ بند ہوگئے دونوں فریقوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی پانچ سو عیسائی مارے گئے۔

اتفاق سے قناۃ[1] میں جس کے ذریعہ سے شہر میں نہر سے زمین کے اندر پانی آتا تھا ایک بڑا ٹکڑا پتھر کا گر گیا۔ جس کی وجہ سے پانی کا آنا شہر میں بند ہوگیا۔ اہل شہر نے پیاس کی شدت سے تنگ آکر صرف اپنی جانوں کی امان طلب کی چنانچہ عیسائیوں نے امان دی جب اہل شہر اپنا تمام اثاثہ اور مال وزر چھوڑ کر شہر سے باہر آئے تو عیسائیوں نے بدعہدی کی اور سب کو انتہائی بے دردی سے تہ تیغ کیا۔ قائد بن طویل اور قاضی بن عیسیٰ معدودے چند رؤسا کے ساتھ اس خوفناک واقعہ سے جاں بر ہوئے بے شمار مال واسباب عیسائیوں کے ہاتھ لگا۔ اس واقعہ میں تقریباً ایک لاکھ مسلمان قتل اور قید کئے گئے عیسائیوں نے ظلم وستم کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا طرح طرح کے وحشیانہ حرکات کئے جس سے تاریخی صفحات آج تک خالی ہیں پھر ۵۱۲ھ کے ماہ رمضان میں جا شہر

---

[1] القناۃ۔ کظیمۃ تحفر فی الارض لیجری فیھا الماء (کظیمۃ اس کو کہتے ہیں جو کہ زمین کے اندر پانی کے اجراء کے لئے بنایا جائے ہاور کظامہ اس کنویں کو کہتے ہیں جو دوسرے کنویں کے مقابلہ میں کھودا جاتا اور ان دونوں میں اس کے اندر اندر پانی آنے جانے کا راستہ رہتا ہے (اقرب الموارد)

کے دن سرقسطہ بھی مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا۔

ابن الیسع لکھتا ہے کہ دشمنان اسلام نے شہر نطیلہ اور طرسونہ پر ۵۲۴ھ میں مسلمانوں سے قبضہ حاصل کیا تھا پھر ۶۲۹ھ میں عیسائیوں نے ماردہ کو محمد بن ہود کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس کے عہد میں مصائب کے دروازے کھل گئے۔ اس کے بعد ۶۲۷ھ میں جزیرہ میورقہ پر عیسائیوں نے قبضہ کرلیا ابن ابار تحریر کرتا ہے کہ یہ افسوس ناک واقعہ یوم دوشنبہ چودھویں صفر سنہ مذکور میں واقع ہوا تھا یوم یکشنبہ ماہ شوال ۶۳۳ یا ۶۳۶ھ میں دشمنان اسلام نے دارالاسلام قرطبہ کو تاخت و تاراج کیا اور یوم شنبہ دسویں شوال ۶۶۴ھ یا ۶۶۸ھ میں مرسیہ پر قابض ہو گئے ۶۳۷ھ میں واقعہ قتندہ پیش آیا بیس ہزار مسلمان کھیت رہے اور عیسائیوں نے قتندہ پر قبضہ کر لیا میورقہ پر قبضہ کر کے عیسائیوں نے جزیرہ میورقہ کی طرف پیش قدمی شروع کردی اور تھوڑے دن کی جد و جہد سے ۶۲۷ھ میں اس پر بھی قابض ہو گئے اس کے بعد جزیرہ شقر کو بصلح و امان ۶۳۹ھ میں لے لیا۔

الغرض یوں ہی رفتہ رفتہ عیسائیوں نے ماہ رمضان ۶۴۵ھ تک تمام بلاد شرقی اندلس پر مسلمانوں سے قبضہ حاصل کر لیا۔ کسی پر بہ مکر و فریب اور کسی پر بزور تیغ اور کسی پر بہ امان و صلح امراء اسلام اس وقت خود غرضیوں میں مبتلا تھے۔ ایک کو دوسرے کے ساتھ کوئی ہمدردی باقی نہ رہی تھی تعلیم قرآن اور ارشادات نبی صلعم کو نسیاً منسیاً کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ انھی کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہو رہے تھے جن کو اس سے قبل انھوں نے زیر کیا تھا۔ اسی ۶۴۵ھ یوم دوشنبہ پانچویں شعبان میں عیسائیوں نے اشبیلیہ پر فوج کشی کی اور ایک برس پانچ ماہ کامل محاصرہ کے بعد بہ صلح فتح کر لیا۔ صلح کیا تھی حقیقت میں دھوکا تھا فریب تھا جسے صلح کا لباس پہنایا گیا تھا۔

الحاصل جس وقت ملک اندلس کے بڑے بڑے شہروں پر جو بجائے خود ایک ایک صوبہ تھے مثلاً قرطبہ، اشبیلیہ، طلیطلہ اور مرسیہ پر عیسائیوں نے قبضہ کرلیا اہل اسلام ہر چہار طرف سے سمٹ کر غرناطہ، مریہ اور مالقہ چلے آئے۔ مملکت اسلامیہ وسیع ہو جانے کے بعد پھر سمٹ کر مختصر ہو گئی۔ اور دشمنان اسلام وقتاً فوقتاً یکے بعد دیگرے اسلامی شہروں اور قلعوں کو لقمہ بناتے جاتے تھے اس چھوٹے سے قطعہ ملک پر جو عیسائیوں کے دست برد سے بچ رہا تھا ملوک بنی احمر قابض تھے اور وہی اس وقت دشمنان اسلام سے تیغ و سپر ہو رہے تھے۔ ہر وقت ہر لحظہ دشمنوں کا خطرہ پیش نظر رہتا تھا۔ کبھی شیر و غا ہو کر عیسائیوں سے لڑنے کو میدان جنگ میں آجاتے تھے اور جب کبھی کمزور پڑتے تھے تو ملوک فاس بنی مرین سے امداد کے خواستگار ہوتے تھے۔

آٹھویں صدی ہجری میں عیسائیوں نے اس پر بھی دانت لگایا اور فوجیں فراہم کر کے چڑھ آئے سلطان غرناطہ نے شیخ ابی اسحاق بن ابو العاص شیخ عبداللہ طنجانی اور شیخ ابن الزیات بلشی کو سلطان مغرب بنو مرین کی خدمت میں امداد کی غرض سے روانہ کیا ان لوگوں کی روانگی کے بعد عیسائیوں

کاڈی ول لشکر غرناطہ آپہونچا۔ تیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے تھے اتفاق سے سلطان مغرب نے سلطان غرناطہ کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت نہ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے اپنے فضل وکرم سے عیسائیوں کو شکست دی۔ اس واقعہ کے بعد عیسائیوں نے چند دنوں کے لئے اپنے ہاتھ پاؤں سمیٹ لئے اور اس وقت کا انتظار کرنے لگے جو کہ عام طور سے ہر حکومت وسلطنت کو ایک مدت کے بعد پیش آیا کرتا ہے۔

سلطان ابوالحسن[ف] علی بن سعد نصری غالبی احمری کے عہد حکومت میں مسلمانان اندلس پھر متفق الکلمہ ہو گئے۔ اگرچہ اس سے قبل کچھ دنوں کے لئے اس کے بھائی ابوعبداللہ محمد بن سعد معروف بہ زغل کی امارت وحکومت کی مالقہ میں بیعت کی گئی تھی اور عیسائی سرداروں نے ان دونوں بھائیوں کو بھڑکا کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہا تھا مگر زغل ان چالوں کو سمجھ گیا مالقہ سے اپنے بھائی ابوالحسن کے پاس چلا گیا۔ اور اہل مالقہ نے سلطان ابوالحسن کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ آتش فتنہ و فساد جسے عیسائی امراء مشتعل کر رہے تھے فرو ہو گئی۔

سلطان ابوالحسن نے نہایت استقلال کے ساتھ بلاد اندلس کے اس قدر حصہ ملک پر جو مسلمانوں کے قبضہ میں باقی رہ گیا تھا حکمرانی شروع کی۔ فوجیں بڑھائیں۔ دائرہ حکومت وسیع کیا وقتاً فوقتاً دشمنان اسلام پر بقصد جہاد فوج کشی کی۔ چنانچہ قرب وجوار کے عیسائی سلاطین نے بخوف جنگ مصالحت کا پیام دیا۔ اور اس کے رعب وداب سے مرعوب اور خائف ہو گئے تھوڑے دن کے بعد ادھر عیسائیوں میں نفاق پیدا ہو گیا بعض نے خود سری کے جوش میں حکومت قرطبہ پر قبضہ کر لیا۔ اور بعض نے اشبیلیہ کو دبا لیا۔ اور بعض نے سریش کو اپنا دارالحکومت بنا لیا۔ ادھر سلطان ابوالحسن بھی لذات دنیا اور عیش پرستی میں منہمک ہو گیا۔ جہاد سے دست کش ہو گیا فوج کی طرف توجہ کم کر دی ملک کا نظم ونسق وزیروں کے حوالہ کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ بدنظمیاں بڑھیں مظالم بڑھے خواص اور عوام کو ناراضگی پیدا ہو گئی اس کے علاوہ بڑے بڑے جنگ آور سورما سپہ سالاروں کو اس غلط خیال کی بنا پر کہ اب عیسائی سلاطین معاہدہ مصالحت کی وجہ سے حملہ آور نہ ہوں گے اور کسی قسم کی لڑائی نہ ہو گی۔ قتل کر ڈالا۔

اتفاق سے اسی زمانہ میں والی قشتالہ نے متعدد لڑائیوں کے بعد قشتالہ کے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا

ف سلطان ابوالحسن آخری فرمانروائے غرناطہ سلطان ابوعبداللہ کا باپ تھا اور سلطان سعد بن امیر علی بن سلطان یوسف بن سلطان محمد الغنی باللہ مخلوع بن سلطان ابوالحجاج کا بیٹا تھا سلطان محمد بن سلطان ابوالحجاج تک کے حالات آپ ترجمہ تاریخ میں پڑھ آئے ہیں سلطان محمد الغنی باللہ مخلوع سے سلطان ابوالحسن تک کے سلاطین غرناطہ کچھ ایسی حالت میں مبتلا رہے کہ ان کا عدم و وجود دونوں برابر تھے اس وجہ سے ان لوگوں کے ذکر سے اعراض کیا گیا ۱۲ منہ

اور اس نے نااتفاقی اور نفاق کو دور کر کے پھر سب کو متحد کر دیا۔ اس سے عیسائیوں کی قوت بڑھ گئی اور وہ پھر فتنہ انگیزی اور بلاد اسلامیہ پر قابض ہونے کی کوشش کرنے لگے۔ سلطان ابوالحسن کی دو بیویاں تھیں ایک تو اس کے چچا ابو عبداللہ الیسر کی لڑکی تھی جس کے بطن سے محمد اور یوسف دو بیٹے تھے اور دوسری بیوی عیسائی رومیہ عورت تھی۔ اس کے بطن سے بھی لڑکے تھے۔ ابوالحسن کا طبعی میلان اسی دوسری بیوی کی جانب تھا اور اسے وہ اپنی پہلی بیوی سے جو کہ اس کی بنت العم (چچا کی لڑکی) تھی زیادہ عزیز اور محبوب رکھتا تھا اندیشہ یہ ہوا کہ مبادا سلطان ابوالحسن رومیہ عیسائیہ عورت کی اولاد کو پہلی بیوی کی اولاد کو محروم کر کے جو کہ مسلمہ اور حرہ ہے تخت و تاج کا مالک نہ بنا دے۔ اس سے امراء دربار میں کیونکہ بعض کا میلان دوسری بیوی کی اولاد کی طرف تھا اور بعض کا رجحان پہلی بیوی کی اولاد کی جانب تھا۔ منافرت اور فتنہ و فساد برپا ہو گیا ان لوگوں کا ایک بربری قبیلہ زوجہ اولی کا طرف دار ہوا اور قرطبہ کا ایک قدیم خاندان بنی سراج رومیہ بیوی کا حامی ہوا۔ دونوں فریقوں میں لڑائی کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی آخر الامر موخر الذکر فرقہ کو اپنے ارادوں میں ناکامی ہوئی اور اس کے سردار و سرغنہ نہایت بے رحمی سے الحمراء کے ایک ایوان میں قتل کئے گئے جو اس وقت تک مقتولین کے نام سے معروف و مشہور چلا آتا ہے۔

عیسائی سلاطین کو ان واقعات کی خبر لگی تو انھوں نے اس نااتفاقی اور دولت اسلامیہ کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی چنانچہ انھوں نے فوجیں فراہم کر کے پہلے حمہ کی جانب قدم بڑھایا اور مکر و فریب سے زمانہ مصالحت میں والی قادش کے ہاتھ سے ۸۸۶ھ میں اسے لے لیا۔ اس کے بعد اس کے قلعہ کی طرف بڑھے اور اس پر بھی قبضہ کر کے شہر کا قصد کیا۔ اہل شہر کو اس ٹڈی دل فوج کے آنے کی کوئی خبر نہ تھی اور وہ لوگ خواب غفلت میں پڑے ہوئے سو رہے تھے۔ عیسائیوں نے ان پر دفعۃً حملہ کر کے قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا پس جس کی عمر کا جام لبریز ہو چکا تھا اس نے شربت شہادت نوش کیا اور باقی ماندگان اپنے مال و اسباب کو چھوڑ کر شہر سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ عیسائیوں نے شہر پہ اور جو کہ شہر میں تھا بلاتردد قبضہ کر لیا۔

اہل غرناطہ کو اس سانحہ افسوس ناک کی اطلاع ہوئی تو سب کے سب کمربستہ ہو کر عیسائیوں کی مدافعت کی غرض سے نکل پڑے۔ ان عیسائیوں کی تعداد جن کا تذکرہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں دس ہزار ہے جن میں کچھ سوار تھے اور کچھ پیادہ۔ عیسائی مال و اسباب لے کر شہر سے نکل رہے تھے کہ اتنے میں اہل غرناطہ پہونچ گئے۔ عیسائی لوٹ کر شہر میں داخل ہو گئے۔ اور مسلمانوں نے محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد مسلمانان اندلس یلغار کر کے حامہ (حمہ) پر چڑھ آئے رسد و غلہ اور پانی کی آمد و رفت بند کر دی پھر جاسوسوں نے خبر دی کہ عیسائیوں کا

جم غفیر اُن عیسائیوں کی کمک پر آرہا ہے جو کہ حامہ میں محصور ہیں۔ مسلمانوں نے یہ خبر پا کر محاصرہ اٹھالیا اور اس فوج کی جانب بڑھے جو اہل حامہ کی حمایت پر آ رہی تھی عیسائی یہ سُن کر بلا جدال و قتال اُلٹے پاؤں واپس ہوئے۔ عیسائیوں کے اس گروہ کا سردار والی قرطبہ تھا۔ اس کے بعد والی اشبیلیہ نے عیسائی مجاہدوں کا ایک بہت بڑا گروہ جمع کیا جس کی تعداد کئی ہزار تھی۔ اور انھیں مرتب کر کے حامہ کے عیسائیوں کی امداد کے لئے آیا۔

اس وقت مسلمانوں کا لشکر اسباب جنگ لینے اور رسد و غلہ کے انتظام کی غرض سے غرناطہ واپس آ گیا تھا۔ نووارد عیسائیوں کو شہر میں داخل ہونے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے شہر میں داخل ہو کر شہر کو خالی کر دینے اور قیام کرنے کی بابت باہم مشورہ کیا اور جب قیام کرنے کی رائے ہوگئی تو وہ تمام چیزیں کافی طور سے فراہم کرلیں جن کی وقتاً فوقتاً انھیں ضرورت ہوا کرتی تھی۔ بعدہٗ والی اشبیلیہ اپنا لشکر حامہ میں چھوڑ کر واپس ہوا اور ان کو بہت سامال و اسباب دے گیا اس کے بعد ہی مسلمانان غرناطہ اس کے حصار کو آئے اور نہایت سختی کے ساتھ محاصرہ ڈالا اور اس سمت داخل ہونے کا قصد کیا جس طرف سے محصور عیسائی غافل و بے پروا تھے مگر جوں ہی مسلمانوں کا ایک گروہ اس جانب سے داخل ہوا فتح مندی نے ان لوگوں سے منہ موڑ لیا۔ عیسائیوں کو ان لوگوں کے آنے کی خبر ہوگئی مجبوراً مسلمانوں کو لوٹنا پڑا۔ عیسائیوں نے بعضوں کو پہاڑ سے نیچے گرادیا اور اکثر کو قتل کر ڈالا۔ ان لوگوں میں زیادہ تر بسطہ اور وادی آش کے رہنے والے تھے۔ اس واقعہ سے مسلمانوں کی کمر بہت ٹوٹ گئی اور ان کی امیدیں حامہ کی واپسی کی منقطع ہوگئیں۔

ماہ جمادی الاولیٰ ۸۸۸ھ؁ میں یہ خبریں سننے میں آئیں کہ والی قشتالہ بہت بڑی فوج سے بلاد اسلامیہ پر چڑھ آیا ہے چنانچہ اسلامی فوجیں غرناطہ میں آ آ کر جمع ہونے لگیں۔ آپس میں عیسائیوں کی بابت صلاح و مشورے ہونے لگے۔ اس اثناء میں یہ اطلاع پہونچی کہ عیسائیوں نے لوشہ پہونچ کر محاصرہ ڈال دیا ہے اور اسے فتح کر کے حامہ میں ملحق کرنا چاہتے ہیں عساکر اسلامیہ کے ایک گروہ نے عیسائیوں پر حملہ کیا۔ لیکن بہت جلد ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا۔ عیسائیوں نے ان میں سے اکثر کو گرفتار کرلیا۔ اس کے بعد اہل غرناطہ کی ایک دوسری جماعت نے عیسائیوں پر حملہ کیا اور ان سے ایسی چھیڑ چھاڑ کی کہ مجبوراً عیسائیوں کو اپنے لشکر گاہ سے باہر آنا پڑا۔ مسلمانوں نے کمین گاہ سے نکل کر اتنا سخت اور ناقابل برداشت حملہ کیا کہ عیسائی فوج میدان جنگ سے تمام سامان حرب چھوڑ کر بھاگ نکلی جس پر مسلمانوں نے قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الاولیٰ سنہ مذکور کا ہے۔

انہی دنوں امیر ابو عبداللہ محمد اور ابوالحجاج یوسف نے اپنے باپ سلطان ابوالحسن کے خوف سے بھاگ کر وادی آش میں جاکر دم لیا۔ اہل وادی آش نے دونوں شاہزادوں

کی امارت کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد اہل مریہ، بسطہ اور غرناطہ نے بھی ان کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ اور بوڑھے باپ سلطان ابوالحسن نے مالقہ جا کر پناہ لی۔ اس نفاق اور باہمی اختلاف کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ ماہ صفر ۸۸۸ھ/۱۴۸۳ء میں عیسائی سلاطین نے اسی ہزار کی جمعیت سے مالقہ اور بلش کا قصد کیا۔ سلاطین اشبیلیہ، سریش، استجہ اور انتیقرہ اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہونے کو آئے ہوئے تھے۔ مسلمانان بلش اور مالقہ جمع ہو کر دشمنان اسلام کی مدافعت کو نکلے اور کمال مردانگی سے ہر مورچہ پر عیسائیوں کو شکست فاش دی۔ سلطان ابوالحسن اس وقت منکب کی طرف چلا گیا تھا۔ اس کا بھائی ابو عبداللہ محمد معروف بہ زغل مالقہ میں موجود تھا۔ اسی کی سپہ سالاری سے نامی نامی سورما میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تقریباً تین ہزار عیسائی قتل اور دو ہزار قید کئے گئے جن میں والی اشبیلیہ، والی سریش اور حکمران انتقیرہ وغیرہم اور تیس سرداروں کے ساتھ گرفتار ہو کر آئے تھے۔ بے حد مال و اسباب عساکر اسلامیہ کے ہاتھ لگا۔ اس واقعہ کے بعد ہی اہل مالقہ نے بلاد نصاریٰ پر بقصد جہاد فوج کشی کی۔ اس مہم کا ناکامی پر خاتمہ ہوا اکثر سپہ سالاران عرب و اندلس شہید ہوئے۔

اسی زمانہ سے غرناطہ کی حکومت دو حصوں پر منقسم ہو گئی۔ نصف پر سلطان ابو عبداللہ بن سلطان ابوالحسن قابض ہوا۔ اس کے قبضہ میں غرناطہ، مریہ، بسطہ اور اس کے مضافات رہے اور سلطان ابوالحسن مالقہ اور بلاد غربیہ پر حکمراں ہوا۔ اگر یہ دونوں باپ اور بیٹے اس قدرتی تقسیم پر قانع ہو کر اپنے کو دشمنانِ اسلام کے پنجہ غضب سے بچاتے تو عجب نہ تھا کہ اندلس سے مسلمانوں کو جلاوطنی کی نوبت نہ آتی مگر تقدیر الٰہی اس کے خلاف تھی۔ سلطان ابوالحسن نے منکب اور اس کے اطراف کی جانب قدم بڑھایا۔ اور اس کا بیٹا سلطان ابو عبداللہ غرناطہ اور جہت شرقیہ کی فوجیں لے کر اپنے باپ سے جنگ کرنے کو چڑھ آیا۔ مقام رب میں دونوں فریق نے صف آرائی کی اس معرکہ میں سلطان ابو عبداللہ کو شکست ہوئی۔

اس کے بعد سلطان ابو عبداللہ نے یہ خبر پا کر کہ میرے چچا زغل نے عیسائیوں سے ایک بہت بڑا میدان جیتا ہے اور بے حد مال غنیمت اس کے ہاتھ لگا ہے بقصد جہاد فوجیں آراستہ کیں۔ غرناطہ اور بلاد شرقیہ کے مسلمانوں کو مسلح اور مرتب کر کے ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں بلاد عیسائیہ پر چڑھائی کر دی چنانچہ قتل و غارت کرتا ہوا اطراف لشانہ تک پہونچ گیا۔ بہت سے عیسائیوں کو قتل اور بہتوں کو قید کر لیا۔ ان واقعات کی اطلاع عیسائی سلاطین کو ہوئی تو وہ سب کے سب جمع ہو کر اپنے نامور بادشاہ قرہ کی افسری میں سلطان ابو عبداللہ اور بلاد اسلامیہ کے درمیان حائل ہو گئے۔ مسلمانوں کو سخت مشکل کا سامنا

ہو گیا نہ تو اپنے ملک میں ان عیسائیوں کے درمیان میں حائل ہو جانے کے سبب سے واپس آسکتے تھے اور نہ آگے بڑھ سکتے تھے۔ عیسائیوں نے ہر چہار طرف سے گھیر کر قتل و قید کرنا شروع کر دیا۔ بدنصیبی سے سلطان ابوعبداللہ بھی قید ہو گیا۔ مگر کسی کو اس کا شعور نہ ہوا۔ ہنگامۂ جنگ فرو ہونے پر والی لشانہ نے سلطان ابوعبداللہ کو پہچان لیا بادشاہ قمرہ نے والی لشانہ سے سلطان ابوعبداللہ کے لینے کی خواہش کی۔ والی لشانہ سلطان ابوعبداللہ کے ساتھ بادشاہ کسٹائیل (قشتالہ) کے پاس بھاگ گیا۔ بادشاہ قشتالہ نے والی لشانہ کی بے حد عزت کی اور اسے اپنے تمام سپہ سالاروں کی افسری عنایت کی۔ جب کبھی لشکر کشی کرتا تو والی لشانہ کو نیک فال کے طور پر فوج کا سردار مقرر کر کے بھیجتا تھا۔

سلطان ابوعبداللہ کی گرفتاری کے بعد سرداران غرناطہ اور امرایان اندلس جمع ہو کر مالقہ میں سلطان ابوالحسن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسے مالقہ سے غرناطہ میں لائے حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حالانکہ سلطان ابوالحسن میں اس وقت حکمرانی کی قابلیت باقی نہیں رہ گئی تھی صرع (مرگی) یا صرع کی طرح کوئی عارضہ اسے لاحق ہو گیا تھا۔ بصارت بھی جاتی رہی تھی مگر پھر بھی اس آخری دور میں اس نے قلعہ الحمراء کے شاندار برجوں پر اپنی حکومت و امارت کا جھنڈا نصب کیا۔ مگر جب اس سے کام نہ چل سکا تو اپنی معزولی کا اعلان کر کے اپنے بھائی ابوعبداللہ معروف بہ زغل کو تاج و تخت حکومت حوالہ کر دیا اور خود منکب میں جا کر فروکش ہو گیا۔ اور بار حیات سے سبکدوش ہو کر راہی ملک آخرت ہوا۔ اور سلطان ابوعبداللہ معروف بہ زغل حکمرانی کرنے لگا۔ اس وقت تک سلطان ابوعبداللہ بن سلطان ابوالحسن بدستور دشمنان اسلام کے یہاں قید تھا۔

پھر ماہ ربیع الآخر ۸۹۱ھ میں عیسائیوں نے بہت بڑی جمعیت سے اطراف مالقہ پر چڑھائی کی اور ماہ جمادی الاولیٰ سنہ مذکور میں رندہ کا قصد کیا۔ اخیر میں شعبان سنہ مذکور میں والی غرناطہ نے بعض قلعوں کی درستی کی غرض سے کوچ کیا بائیسویں شعبان کو عیسائیوں سے مڈبھیڑ ہو گئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد عیسائیوں کو شکست ہوئی بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا آلات حرب اور رسد و غلہ کی کوئی انتہا نہ تھی مسلمانوں نے تمام مال غنیمت کو قلعہ میں لے جا کر رکھ دیا اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ رہے۔ ماہ رمضان تک کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں ہوئی۔ اس کے بعد عیسائیوں نے قلعہ قنبیل پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا محصورین نے اس امر کا احساس کر کے اب اس قلعہ کو عیسائیوں سے بچانا دشوار ہے۔ امان طلب کی اور اہل و عیال اور مال و اسباب کے ساتھ قلعہ کو دشمنان اسلام کے حوالہ کر کے

نکل کھڑے ہوئے۔

اہل قلعہ کے نکلتے ہی قرب وجوار کے تمام باشندوں میں ہل چل سی پڑ گئی اور وہ سب بھی اپنا بھرا گھر بار چھوڑ کر بخوف جان وعزت بھاگ نکلے۔ دشمنان اسلام نے متعدد قلعوں مثلاً قلعہ مشاقہ اور قلعہ لوز وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ اور بلاد اسلامیہ پر آئے دن طرح طرح کی مصیبتیں ڈالنے لگے۔ اس وقت ایسا کوئی شہر نہ تھا کہ یہ اس طرف گئے ہوں اور اس کا استیصال نہ کیا ہو یا جس جانب کا قصد کیا ہو اور اس جانب والوں نے ان کی اطاعت نہ کی ہو۔ اقبال ان کے آگے تھا اور فتح مندی ان کے رکاب میں تھی۔ اس قوت وشوکت کے باوجود عیسائیوں نے ایک چلتا ہوا فقرہ یہ تصنیف کیا کہ سلطان ابوعبداللہ کو جو ان کی قید میں تھا اور کٹھ پتلی کی طرح ان کے اشاروں پر ناچتا تھا مال واسباب اور خلعت وفوج دے کر شرقی بسطہ کی جانب رخصت کیا اور یہ اعلان کرا دیا کہ مسلمانوں میں سے جو شخص سلطان ابوعبداللہ کے علم حکومت کے تحت آجائے گا۔ اور اہل بلاد اسلامیہ میں سے جو جو اس کے مطیع ہوں گے وہ سب کے سب اس مصالحت اور عہد میں داخل ہوں گے جو سلطان ابوعبداللہ اور عیسائی سلاطین کے درمیان ہوا ہے۔

سلطان ابوعبداللہ عیسائی سلاطین سے رخصت ہو کر پہلے بلش کی طرف آیا۔ اہل بلش اس ظاہری مژدہ سے خوش ہو کر سلطان ابوعبداللہ کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔ تمام کوچہ اور بازاروں میں امان کی منادی کرائی گئی لوگ جوق جوق سلطان ابو عبداللہ کے ہاتھ پر بیعت کو آنے لگے۔ رفتہ رفتہ اس کا اثر سرزمین بیازین (غرناطہ کے مضافات) تک پہونچا۔ باشندگان غرناطہ دو فرقوں پر منقسم ہوگئے۔ کچھ لوگوں نے صلح پسندی اور حکومت اسلامیہ کے ضعیف ہو جانے کے سبب سلطان ابوعبداللہ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ اور بعض نے اس سے اختلاف کیا۔ باہم اس قدر نفاق بڑھا کہ ایک دوسرے کی بربادی کی فکریں کرنے لگے۔ اہل قلعہ نے اہل بیازین پر پتھر برسائے اور اہل بیازین نے بھی ان کا ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ غرض ان ناعاقبت اندیشوں نے باہم کشت وخون کر کے مجموعی قوت کو رفتہ رفتہ ختم کر دیا اور عیسائیوں کو اپنے ملک پر قبضہ کرنے کا خاصہ موقع دے دیا۔

اس برباد کن واقعہ کی تیسری ربیع الاول ۸۹۴ھ سے بنا پڑی اور مسلسل نصف جمادی الاولیٰ سنہ مذکور تک یہ فتنہ وفساد جاری رہا۔ اس اثنا میں یہ خبر سننے میں آئی کہ سلطان ابوعبداللہ جس کے علم حکومت کی اطاعت اہل بیازین نے قبول کی تھی لوشہ کی جانب آیا ہے اور لوشہ میں اس امید سے داخل ہوا ہے کہ اس سے اور اس کے چچا زغل والی قلعہ غرناطہ سے بایں شرط مصالحت ہو جائیگی کہ زمام حکومت اس کے چچا زغل

کے قبضہ اقتدار میں رہے اور اس کا بھتیجا ابو عبداللہ اس کے تحت حکومت اور سایہ عاطفت میں جس مقام پر چاہے یا کہ لوشہ ہی میں حکمرانی کرے اور بمقابلہ دشمنان اسلام دونوں مجموعی قوت سے میدان جنگ میں آئیں۔

اہل غرناطہ ابھی اسی خوش کن خیال میں مستغرق تھے کہ والی قشتالہ (کسٹائیل) عظیم فوج لے کر لوشہ پر یلغار کر کے آپہونچا۔ جہاں کہ سلطان ابو عبداللہ آیا ہوا تھا اور نہایت حزم و احتیاط سے محاصرہ کرلیا اہل غرناطہ وغیرہ اس خیال سے کہ مبادا اس میں کوئی چال نہ ہو اہل لوشہ کی اعانت پر نہ آئے صرف چند لوگ بیازین کے جو کہ پہلے سے بقصد جہاد آئے ہوئے تھے لوشہ کے بچانے کو لوشہ میں موجود تھے۔ اہل لوشہ میں اس قدر قوت کہاں تھی کہ وہ خود اپنی حفاظت کر سکتے مجبور ہو کر والی قشتالہ سے اپنے جان و مال اور اہل و عیال کی امان حاصل کر کے لوشہ کو دشمن کے حوالہ کر دیا چنانچہ والی قشتالہ نے چھبیسویں جمادی الاولیٰ ۸۹۴ھ / ۱۴۸۹ء میں لوشہ پر قبضہ کر لیا اور اہل لوشہ ہجرت کر کے غرناطہ چلے آئے۔

سلطان ابو عبداللہ لوشہ ہی میں مقیم رہا۔ اس سے اہل غرناطہ کو کامل یقین ہو گیا کہ لوشہ پر عیسائیوں کا قبضہ سلطان ابو عبداللہ کی سازش سے ہوا ہے اور یہ لوشہ میں عیسائیوں کو قبضہ دلانے ہی کی غرض سے آیا تھا۔ اہل بیازین اور غرناطہ والوں سے اس بابت بحث و مباحثہ ہوا جس سے وہ راز جو دلوں میں پوشیدہ تھا ظاہر ہو گیا۔ لوشہ پر قبضہ حاصل کر کے والی قشتالہ سلطان ابو عبداللہ کے ساتھ اپنے دارالحکومت واپس چلا گیا۔

پندرھویں جمادی الثانیہ سنہ مذکور میں والی قشتالہ نے بیرہ کی جانب قدم بڑھایا۔ اور اس کے شہر پناہ کی فصیل کو ایک جانب سے توڑ ڈالا۔ اہل بیرہ نے گھبرا کر بخوف جان امان طلب کی اور شہر کو والی قشتالہ کے حوالہ کر کے غرناطہ چلے آئے۔ اس کے بعد مشلین کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا اہل قلعہ نے پہلے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے لیکن قضا و قدر کو ان کی فتح یابی منظور نہ تھی اپنے ہر ارادے میں ناکام رہے اور آخر کار قلعہ کی کنجیاں عیسائیوں کے حوالہ کر کے غرناطہ چلے آئے۔

اہل قلنبیرہ نے بلا جد و جہد بغیر کسی لڑائی کے گردن اطاعت جھکا دی اور حملہ آور فرنگی کو قلنبیرہ سپرد کر کے غرناطہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔ ان مقامات کو فتح کر لینے پر دشمنان اسلام سنت فرید پر چڑھ آئے۔ ہر چہار طرف سے گھیر کر آتش بازی شروع کر دی۔ لشکریوں کے رہنے کے مکانات جلا دیئے۔ اہل شہر نے امان حاصل کی اور غرناطہ ہجرت کر آئے۔ اس کے بعد عیسائیوں نے صخرہ کی طرف کوچ کیا اور اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ بعدہٗ والی قشتالہ نے ان قلعوں اور مقامات کو آلات حرب، رسد،

غلہ اور فوج سے مضبوط اور مستحکم کیا اور محاصرہ غرناطہ کی غرض سے سواروں کی ایک بڑی فوج بھرتی کرنے کا حکم دے کر اپنے دارالحکومت واپس آیا سلطان ابو عبداللہ بھی اس کے ہمراہ تھا۔

قشتالہ میں واپس آ کر والی قشتالہ نے سلطان ابوعبداللہ سے جو اس کی قید میں تھا یہ معاہدہ کیا کہ جو شخص ابو عبداللہ کا مطیع ہوگا اور اس کی حکومت کی ہواخواہی کرے گا۔ اسے پورے طور سے امان دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی اعلان کرایا کہ اس سے قبل بلاد اسلامیہ کی جانب جو پیش قدمی کی گئی تھی وہ اس وجہ سے تھی کہ بادشاہ فرنش سے ناچاقی ہو گئی تھی چنانچہ سلطان ابوعبداللہ پھر بلش کی طرف آیا اور اس امر کو ظاہر کرنے لگا کہ جو شخص میرے علم حکومت کا مطیع ہو جائیگا وہ آئندہ عیسائیوں کے ہاتھوں سے محفوظ رہے گا۔ میرے پاس عیسائی سلاطین کے عہد نامے ہیں۔ مسلمانوں نے عام طور سے اسے فریب تصور کیا اور کسی نے ذرا بھی اس طرف توجہ نہ کی مگر معدودے چند مثلاً اہل بیازین وغیرہ اس فقرہ میں آ گئے اور انھوں نے ابو عبداللہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔

اہل بیازین اور اہل غرناطہ سے گفت و شنید شروع ہوئی۔ بظاہر باہم اتحاد قائم کرنے کی گفتگو ہوتی تھی لیکن دلوں میں کینہ و فساد بھرا ہوا تھا سولھویں شوال ۸۹۱ھ کو بحالت غفلت سلطان ابوعبداللہ بیازین چلا آیا اور تمام بازاروں میں صلح کی منادی کرادی۔ اہل غرناطہ نے پھر بھی اسے تسلیم نہ کیا اور جواب دیا کہ یہ معاہدہ صلح بھی لوشہ کے صلح نامہ کی طرح ہوگا۔ اس وقت سلطان ابوعبداللہ کا چچا "زغل" حمراء میں تھا ہر فریق اپنے بنائے ہوئے بادشاہ کی طرف داری میں بہ کمال جد و جہد مصروف ہو گیا رفتہ رفتہ بحث و مباحثہ نے لڑائی کی صورت اختیار کر لی۔ والی قشتالہ کو موقع مل گیا۔ اہل بیازین کی امداد کو فوجیں بھیجیں۔ آلات حرب بھیجے رسد و غلہ روانہ کیا۔ بہت بڑی خونریزی کا دروازہ کھل گیا۔ قتل و غارت کی کوئی حد نہ تھی ستائیسویں محرم ۸۹۲ھ/۱۴۸۶ء تک یہ سلسلہ قائم رہا۔

آخرالامر اہل غرناطہ نے بزور تیغ جبراً بیازین پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ والی غرناطہ نے بسطہ، وادی آش، مریہ، منکب، بلش اور مالقہ سے مسلمانوں کو جمع کیا اور سب سے اتفاق اور اتحاد کی قسمیں لیں کہ آئندہ دشمنان اسلام کے مقابلہ میں متحد الکلمہ ہو کر رہیں اور ہم میں سے جس کی طرف دشمنان اسلام ذرا بھی قدم بڑھائیں گے۔ سب کے سب متفق ہو کر لڑیں گے۔ والی بیازین سلطان ابوعبداللہ کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ والی قشتالہ کے پاس یہ واقعات لکھ بھیجے ادھر والی قشتالہ نے

جو ایسے ہی وقتوں کا منتظر تھا فوجیں آراستہ کر کے بلاد اسلامیہ کو پامال کرنے کی غرض سے اطراف بلش کی جانب کوچ کر دیا۔ ادھر والی بیازین نے اپنے وزیر کو مالقہ و قلعہ منشاۃ کی طرف عیسائی سلاطین کے عہد ناموں کو دے کر روانہ کیا۔ چنانچہ اہل مالقہ و قلعہ منشاۃ بخوف والی قشتالہ سلطان ابو عبداللہ کے مطیع ہو گئے۔

اس کے بعد سرداران مالقہ اور اہل بلش نے ایک جلسہ میں جمع ہو کر سلطان ابو عبداللہ کی اطاعت قبول کرنے پر بحث و مباحثہ کیا لیکن کوئی نتیجہ نہ پیدا ہوا۔ نہ وہ اپنے عہد و اقرار سے پھرے نہ یہ اس کے مطیع ہوئے ماہ ربیع الثانی ۸۹۳ھ/۱۴۸۷ء میں بادشاہ قشتالہ نے بلش اور مالقہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے فوج کشی کی۔ والی غرناطہ یہ خبر سن کر فوج اور وادی آش کے مجاہدین کے ساتھ چوبیس ربیع الثانی کو بلش کی حمایت کے لئے آ پہونچا مگر دشمنان اسلام نے عساکر اسلامیہ کے پہونچنے سے پیشتر بلش پر محاصرہ ڈال دیا تھا۔ اور خشکی اور دریا کے راستے روک لئے تھے۔ غازیان اسلام نے ایک پہاڑ پر جو کہ عیسائی لشکر کے سامنے تھا اپنا مورچہ قائم کیا اور بے ترتیبی کے ساتھ جب کہ عیسائیوں نے بلش پر حملہ کیا عیسائیوں پر حملہ آور ہوئے اتنے میں یہ خبر سننے میں آئی کہ اہل غرناطہ نے والی بیازین (سلطان ابو عبداللہ) کی حکومت و امارت کو تسلیم کر لیا ہے۔

اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ زغل (سلطان غرناطہ) کی فوج کے ہاتھ کے طوطے اُڑ گئے اور کمال ابتری سے بھاگ کھڑی ہوئی حالانکہ عیسائیوں کو گھر جانے سے سخت تشویش پیدا ہو گئی تھی۔ چونکہ روز ازل سے اس معرکہ میں شکست کھانا مسلمانوں کی قسمت میں لکھ گیا تھا۔ شکست اُٹھا کر غرناطہ کی طرف آئے تو اہل غرناطہ نے سلطان غرناطہ کی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ مجبوراً وادی آش کی جانب چلے۔ عیسائیوں نے اس امر کا احساس کر کے اس فوج کے ساتھ جسے اہل غرناطہ اور مجاہدین وادی آش کے مقابلہ کے لئے مرتب کیا تھا بلش پر حملہ کر دیا اور قتل و غارت کرتے ہوئے گھس پڑے بہت بڑی خونریزی ہوئی اور ناکامی کے ساتھ عساکر اسلامیہ کو شکست نصیب ہوئی۔ اہل بلش نے کمال جد و جہد سے امان حاصل کی اور یوم جمعہ دسویں جمادی الاولیٰ سنہ مذکور کو بلش سے دست کش ہو کر نکل کھڑے ہوئے۔ بلش کے فتح ہونے سے تمام بلاد شرقی، مالقہ اور قلعہ قمارس عیسائیوں کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گئے۔

اس کے بعد دشمنان اسلام نے مالقہ کا محاصرہ کر لیا۔ اہل مالقہ نے اس سے قبل والی بیازین (سلطان ابو عبداللہ) کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس اعتبار سے گویا صلح میں داخل ہو گئے تھے جس وقت عیسائیوں نے بلش پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ اہل مالقہ نے

بہ اظہار اخلاص مندی اپنے سپہ سالار کو بہمراہی وزیر والی بیازین ہدایا وتحائف دے کر والی قشتالہ کے پاس روانہ کیا تھا۔ والی قشتالہ نے ذرا بھی اس طرف توجہ نہ کی وجہ یہ تھی کہ کوہ فارہ جو کہ مالقہ کا قلعہ تھا اس وقت تک والی وادی آش کے علم حکومت کا مطیع تھا۔

والی قشتالہ نے مالقہ پہ پہونچ کر محاصرہ کر لیا۔ بری اور بحری راستے بند کر دیئے۔ مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ قائم رہا مگر محاصرین کی ایک بھی پیش نہ گئی۔ نہ ان کے سرنگوں، اور آتش بار برجوں نے کام دیا اور نہ ان کی توپ خانہ کی گولہ باری نے قلعہ کو سر کیا۔ تمام سرزمین اندلس کے نامی نامی عیسائی جنگ آور اور صف شکن دلاور مالقہ کے شہر پناہ پر جمع تھے لیکن یہ قلعہ کسی طرح سر نہ ہوتا تھا۔ آخر کار محاصرہ طویل ہونے کی وجہ سے غلہ ختم ہو گیا۔ اور بھوک کی شدت سے محصورین نے مویشی گھوڑے اور خچروں کو کھانا شروع کیا مگر حرف اطاعت زبان پر نہ لائے۔ سرحدی اسلامی سلاطین کو اپنی کمک پر بلایا اپنی زبوں حالت لکھی کسی نے کچھ نہ سُنی اور نہ کسی میں ہمدردی کا اثر پیدا ہوا۔ چندے اہل شہر نے ان مصیبتوں پر بھی صبر کیا اور استقلال کے ساتھ اپنے حریف کے مقابلہ پر اڑے رہے۔ پھر جب ضعف و ناتوانی اور فاقہ کشی سے تنگ آگئے اور بیرونی مدد کی توقع بھی جاتی رہی تو صلح کا پیام دیا۔

والی قشتالہ نے کہلا بھیجا " تم نے اس وقت امان طلب کی ہے جب کہ تم اپنا زور ختم کر چکے ہو، فاقہ کشی سے تنگ آگئے ہو۔ بیرونی امداد سے ناامید ہو گئے اور اپنی موت کا یقین کر لیا ہے۔ لہذا تمھاری سزا یہ ہے کہ تم لوگ بلا کسی شرط کے قلعہ کی کنجیاں ہمارے حوالہ کر دو اور شہر پناہ کے دروازے کھول دو۔ ہم تمھارے اور تمھارے سلطان کے ساتھ معاملہ اچھا کریں گے " اہل شہر نے گھبرا کر شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے قلعہ دار نے کنجیاں قلعہ کی حوالہ کر دیں عیسائیوں نے شہر میں داخل ہوتے ہی براہ دغا جیسا کہ ان کا رویہ ہے سب کو گرفتار کر لیا۔ یہ واقعہ اواخر ماہ شعبان ۸۹۲ھ / ۱۴۸۶ء کا ہے۔

فتح مند گروہ نے اگلے دن باشندگان شہر کی بابت یہ حکم صادر کیا کہ جو کچھ مال و متاع ان کے پاس اس وقت موجود ہے ابھی دے دیں اور اسی قدر آٹھ ماہ کے عرصہ میں ادا کریں ورنہ ہمیشہ کے لئے غلامیت قبول کریں۔ چنانچہ باشندگان شہر کی ایک فہرست تیار کی گئی اور جانچ پڑتال کرنے کے بعد سب کے سب شہر سے نکال باہر کئے گئے۔ مسلمانان مالقہ کے لئے یہ دن قیامت کے دن سے کم نہ تھا۔ ضعیف العمر، فاقہ کش مردوں۔ بے کس و بے پناہ عورتوں کی بہت بڑی جماعت لئے

ہوئے قافلہ کی طرح حسرت و یاس سے مالقہ کے درو دیوار کو دیکھتے ہوئے سیوائل کی جانب نکل گئے اور میعاد ختم ہونے کے بعد جب بقیہ زر فدیہ ادا نہ کر سکے تو بموجب عہد نامہ پندرہ ہزار آدمی ہمیشہ کے لئے نسلاً بعد نسلٍ غلام قرار دیئے گئے۔

۸۹۳ھ/۱۴۸۷ء میں والی قشتالہ بلش وغیرہ کی جانب بڑھا۔ اہل بلش نے صلح کی درخواست کی والی قشتالہ نے صلح سے انکار کر کے اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس قدر فتوحات بزور تیغ یا براہ مکر و فریب حاصل کرنے کے بعد والی قشتالہ اپنے دارالحکومت کو لوٹ گیا پھر اگلے سال ماہ رجب ۸۹۴ھ/۱۴۸۸ء میں لبسطہ (بازا) کے بعض قلعوں کو سر کرنے کے لئے آیا اور چند لڑائیوں کے بعد فتح کر کے ان پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد لبسطہ پر حملہ آور ہوا۔ والی وادی آش (زغل) نے والی قشتالہ کے مورچہ قائم کرنے کے بعد وادی آش، مریہ، منکب اور لبشرات کی فوجوں کو اپنے ایک نامور سپہ سالار کی افسری میں لبسطہ کی حمایت کے لئے روانہ کیا۔

مسلمانوں اور عیسائیوں میں سخت اور خونریز جنگ ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیوں کو لبسطہ کے قریب جانا نصیب نہ ہوا اور نہ اس کا محاصرہ کر سکے۔ رجب، شعبان اور رمضان اسی عنوان سے گزر گیا۔ شوال کے مہینے سے دشمنان اسلام نے محاصرہ میں شدت اور جنگ میں سختی شروع کی۔ ذیقعدہ اور ذی الحجہ میں بڑے بڑے حملے ہوئے۔ اندرون شہر سے اہل شہر محاصرین کی مدافعت کر رہے تھے اور باہر سے والی وادی آش کی فوجیں محاصرین کے حصار پر نرغہ کر رہی تھیں اور محاصرین کی چونکہ تعداد زیادہ تھی اس وجہ سے وہ دونوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ آخر ذی الحجہ میں محاصرہ کی تکلیف کے ساتھ غلہ و رسد کی کمی کی شکایت بھی بڑھی۔ بیرونی آمد و رفت عیسائیوں نے بند کر دی۔

محصورین کا یہ خیال تھا کہ موسم سرما کے آنے پر محاصرین محاصرہ اٹھا کر خود بخود چلے جائیں گے مگر ان کا یہ خیال غلط نکلا۔ والی قشتالہ نے قیام کا حکم دیا اور گرد و نواح کے علاقوں کو تاخت و تاراج کرنے لگا۔ انجام کار اہل شہر نے تنگ آ کر مصالحت کی گفتگو شروع کی۔ چند عیسائی سردار شہر کی حالت دیکھنے کو گفتگوئے مصالحت کے بہانہ سے شہر میں آئے۔ اہل شہر نے انہیں غلہ وغیرہ کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔ عیسائیوں نے یہ خیال کر کے کہ ابھی اہل شہر میں ہر قسم کی مقابلہ کی قوت ہے صرف اہل لبسطہ کو امان دی اور اہل وادی آش منکب، مریہ اور لبشرات کو جنہوں نے ان کی امداد و اعانت کی تھی اس شرط سے کہ وہ بلا کسی تحریک کے شہر حوالہ کر دیں امان دی اور اگر ایسا نہ کریں گے تو ان کو

امان نہ دی جائے گی۔

اہل شہر نے پہلے تو ان شرائط کو منظور نہ کیا۔ خط و کتابت کا سلسلہ طویل ہو گیا۔ اہل شہر نے یہ خیال کر کے کہ مبادا اصلی راز نہ ظاہر ہو جائے شرائط مذکورہ پر مصالحت کر لی۔ اہل بسطہ، وادی آش، مریہ، منکب اور لبشرات اس معاہدہ صلح کے مطابق دشمنان اسلام کے مطیع و منقاد ہو گئے۔ دسویں محرم ۸۹۵ھ/۱۴۸۹ء یوم جمعہ کو عیسائیوں نے قلعہ بسطہ میں قدم رکھا اور قابض ہو گئے اور منادی کرادی کہ جو شخص اپنی جگہ پر رہ جائیگا اسے امن ہے اور جو شخص بلا ہتھیار صرف اپنا مال و متاع لے کر نکلے گا اسے بھی امن ہے غرض قلعہ بسطہ پر قبضہ کرنے کے بعد عیسائیوں نے مسلمانوں کو قلعہ بسطہ سے نکال کر مضافات بسطہ میں آباد کیا۔ اس کے بعد والی قشتالہ نے مریہ کا قصد کیا اہل مریہ نے بھی گردن اطاعت جھکا دی۔ رفتہ رفتہ اسی طرح تمام بلاد اسلامیہ پر عیسائیوں کا تسلط ہو گیا۔ والی وادی آش (زغل) جب اس روز افزوں ترقی کو روک نہ سکا تو اس نے بھی والی قشتالہ سے مصالحت کر لی اوائل صفر سنہ مذکور میں اپنے تمام قلعوں کو دشمنان اسلام کے حوالہ کر دیا۔ پس چشم زدن میں ان تمام بلاد پر جو والی وادی آش کے تحت حکومت تھے صلیبی پھریرا اڑنے لگا۔

اس وقت مسلمانوں کے قبضہ میں صرف غرناطہ باقی رہ گیا تھا جس پر سلطان ابو عبداللہ جو عیسائیوں کے اشارہ سے کٹھ پتلی کی طرح حرکات کرتا تھا حکومت کر رہا تھا اور اپنے حریف چچا زغل کی معزولی اور عیسائیوں سے اس کی شکست کھانے کی خبریں سن سن کر مارے خوشی کے پھولا نہ سماتا تھا کیونکہ اسی نے عیسائیوں کو زغل کے علاقہ پر تاخت و تاراج کرنے پر اکسایا تھا اور اسی نے اسے بے دست و پا بنانے کی کوشش کی تھی مگر اس کی یہ مسرت اور خوشی چند روزہ تھی اسی سنہ میں بلاد مذکورہ کے فتح ہونے کے بعد والی قشتالہ (فرڈی ننڈ) نے سلطان ابو عبداللہ سے کہلا بھیجا کہ "آپ بھی قلعہ حمراء خالی کر دیجئے جس طرح آپ کے چچا نے اپنے مقبوضات میرے حوالہ کر دیئے ہیں اس کے عوض مجھ سے بہت سا مال و زر لیجئے اور اندلس کے جس شہر میں چاہیے بیٹھ کر آرام سے میرے زیر اثر حکومت کیجئے"

مورخین لکھتے ہیں کہ سلطان ابو عبداللہ نے عہد نامہ میں یہ بھی شرط لکھ دی تھی کہ اگر عیسائی سلاطین تمام علاقہ مقبوضہ زغل پر قبضہ کر لیں گے تو میں بھی بلا کسی حیلہ کے خود بخود غرناطہ سپرد کر دوں گا۔ چنانچہ اسی شرط کے بنا پر والی قشتالہ نے مقبوضات والی وادی آش کے سر کرنے کے بعد بطور یاد دہانی کے یہ تحریک پیش کی اور فوجیں آراستہ کر کے قبضہ حمراء کے ارادے سے چلا۔ اصل یہ ہے کہ سلطان ابو عبداللہ اور

بادشاہ قشتالہ میں باہم یہ معاملہ پہلے سے طے ہو چکا تھا اسی وجہ سے علی العموم لوگ اسے کفار کا خیر خواہ، قوم و ملک کا دشمن سمجھتے تھے۔

بہر کیف اصلیت جو کچھ ہو سلطان ابو عبداللہ نے غرناطہ کے رؤسا، امراء، ارکین دولت۔ سرداران لشکر اور علماء کو ایک جلسہ خاص میں جمع کر کے والی قشتالہ کا پیام ظاہر کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ اس تحریک کا بانی مبانی میرا چچا زغل ہے کیونکہ اس نے عیسائی بادشاہ کی اطاعت قبول کر کے غرناطہ کے قبضہ پر انھیں ابھارا ہے موجودہ حالت میں دو صورتیں ہیں والی قشتالہ کی اطاعت قبول کرنا یا برسرجنگ آنا۔ حاضرین نے بالاتفاق جنگ کی رائے دی اور تیاری جنگ میں مصروف ہو گئے۔ اتنے میں والی قشتالہ عیسائی فوجوں کو لئے ہوئے میدان غرناطہ میں آ اُترا۔ اور اہل غرناطہ سے کہلا بھیجا۔ "بہتر یہ ہے کہ تم لوگ میری اطاعت قبول کر لو ورنہ تمھاری کھیتیاں اور ہرے بھرے باغ تاخت و تاراج کر دوں گا۔" اہل غرناطہ نے جواباً مخالفت کا اعلان کیا۔ اس پر والی قشتالہ نے اپنی فوج کو میدان غرناطہ میں پھیلا دیا۔ جنہوں نے مور و ملخ کی طرح پھیل کر تمام کھیتیاں اور میوہ جات کے باغات کو نوچ کھسوٹ کر چٹیل میدان بنا دیا۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۸۹۵ھ/۱۴۸۹ء کا ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں اور عیسائیوں میں بکثرت لڑائیاں ہوئیں بعض قلعے ان لڑائیوں کی نذر ہو گئے بُرج ہمدان اور ملاحہ پر عیسائیوں نے قبضہ کر کے انھیں فوج و آلات حرب سے مستحکم کر کے اپنے ملک کی جانب واپس ہوئے۔

اہل شہر کی مردانہ ہمت سے سلطان ابو عبداللہ کی بھی کمر ہمت بندھی۔ آمادہ بجنگ ہو کر ان لوگوں کے ساتھ جو اس وقت اس کے رکاب میں تھے شمشیر بکف دشمنان اسلام کے علاقہ کی طرف بڑھا اور بعض ان قلعوں کو جو کہ عیسائیوں کے قبضہ میں تھے بزور تیغ فتح کر کے عیسائیوں کو تلوار کے گھاٹ اتارا اور مسلمانوں کو ان میں آباد کیا اور لوٹ کر غرناطہ آیا۔ پھر تیاری کر کے بشرات کی جانب کوچ کیا۔ اس کے بعض بعض دیہاتوں اور قصبات کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ عیسائی اور مرتدین مکانات چھوڑ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ قلعہ اندرش پر جا پہنچا عیسائی پھریرا اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اور اسلامی جھنڈا گاڑ دیا۔ اہل بشرات نے یہ رنگ دیکھ کر گردن اطاعت جھکا دی۔ اسلام اور مسلمانوں کا دور دورہ پھر شروع ہو گیا۔ عیسائیوں کی غلامی اور اطاعت سے مسلمانوں کو آزادی حاصل ہوئی۔

انھی مقامات میں سے کسی گاؤں میں سلطان ابو عبداللہ کا چچا ابو عبداللہ محمد بن سعد معروف بہ زغل اپنے چند آدمیوں کے ساتھ مقیم تھا۔ ماہ شعبان سنہ مذکور

میں اہل غرناطہ نے اس بنا پر اس کا بھی قصد کیا کہ اس نے بطمع مال وزر کفار سے مصالحت کر کے اپنے مقبوضات کو ان کے حوالہ کر دیا تھا۔ زغل نے یہ خبر پا کر مریہ میں جا کر پناہ لی۔ تمام مقبوضات بشرات تا حدود برجہ سلطان ابو عبداللہ کے زیر تسلط آ گئے اس وقت مسلمانان غرناطہ کا جوش وخروش اور اتفاق بآواز بلند کہہ رہا تھا کہ اگر چندے یہ حالت باقی رہی تو کم از کم غرناطہ کا ایک مرتبہ عالم شباب پھر آنے والا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ یہ ایک سنبھالا تھا جس طرح مدتوں کا بیمار جس کے تمام قوائے نفسانی اور اعضائے جسمانی پر بیماری کا تسلط ہو جاتا ہے اور طبیعت جو کہ محرک بدن ہے مرض کے مقابلہ سے عاجز ہو کر تمام بدن سے سمٹ کر قلب میں آ جاتی ہے اور اپنا عمل ترک کر دیتی ہے تو قریب موت انسان ذرا سنبھل جاتا ہے۔ چہرے کی زردی پر سرخی کے خطوط عیاں ہو جاتے ہیں۔ ہنستا ہے بولتا ہے اس کے اعزہ واقارب بظاہر صحیح و تندرست سمجھتے ہیں مگر چند ہی ساعت کے بعد دفعتہً قلب کی حرکت رک جاتی ہے اور وہ دم توڑ دیتا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کا یہ آخری سنبھالا تھا۔ نا اتفاقی اور حسد نے دلوں میں گھر کر لیا تھا۔ بربادی اور تباہی کی گھنگھور گھٹا سر پہ چھائی ہوئی تھی اس مرتبہ سلطان ابو عبداللہ کے چچا زغل نے عیسائیوں کو ابھارا اور ان کے دلوں پر یہ مرتسم کر دیا کہ اہل غرناطہ کا یہ جوش دودھ کا سا ابال ہے اٹھا اور فرو ہو گیا۔

چنانچہ ماہ رمضان سنہ مذکور میں عیسائیوں نے قلعہ اندرش کو مسلمانوں کے قبضہ سے پھر نکال لیا۔ اس مہم میں عیسائیوں کے ساتھ زغل بھی تھا۔ اس واقعہ سے قبل سلطان غرناطہ نے ہمدان کی طرف قدم بڑھایا۔ ہمدان میں اس وقت کسی چیز کی کمی نہ تھی فوج بھی حسب ضرورت موجود تھی غلہ اور آلات حرب بھی بکثرت تھے اہل غرناطہ نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا اور قلعہ شکن توپیں لگا دیں برج اوّل دوم اور سوم کو توڑ کر قلعہ پر دھاوا کیا قلعہ کی فصلیں اگرچہ لوہالاٹ تھیں۔ مگر مسلمانوں نے اس قدر اس پر گولا باری کی کہ بہت جلد اس میں ایک بڑا سا روزن ہو گیا عساکر اسلامیہ نے گھس کر اہل قلعہ کو جن کی تعداد تقریباً دو سو تھی گرفتار کر لیا مال واسباب اور آلات حرب جس قدر تھا سب پر قابض ہو گئے۔

پھر آخری ماہ رمضان سنہ مذکور میں بادشاہ غرناطہ نے بقصد منکب خروج کیا شہر شلوبانیہ پر پہنچتے ہی خفیف محاصرہ کے بعد اس پر قبضہ کر لیا۔ باقی رہا قلعہ وہ برابر لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ براہ دریا مالقہ سے امدادی فوج آ گئی اسی اثنا میں یہ خبر لگی کہ بادشاہ قشتالہ اپنی فوج کے ساتھ میدان غرناطہ میں آ گیا ہے۔ سلطان

غرناطہ یہ سنتے ہی قلعہ شلوبانیہ سے محاصرہ اٹھا کر کوچ و قیام کرتا ہوا تیسری شوال کو عیسائیوں کا ٹڈی دل لشکر پہونچنے کے بعد غرناطہ پہونچا عیسائیوں نے برج ملاحہ اور ایک اور برج کو منہدم و مسمار کر کے آٹھویں روز وادی آش کا راستہ لیا۔ اور وادی آش پہونچ کر مسلمانوں کو جلا وطن کر دیا۔ ایک شخص بھی اسلام کا نام لیوا کسی گوشہ شہر میں نہ رہا۔ اس کے ساتھ قلعہ اندرشں کو بھی زمین دوز کر کے اپنے ملک کی جانب واپس ہوئے۔

سلطان زغل یعنی ابو عبداللہ محمد بن سعد نے ان واقعات کو آنکھوں سے دیکھ کر سرحدی خشکی کا راستہ لیا۔ پہلے وہران پہونچا کچھ عرصہ یہاں قیام کر کے تلمسان چلا گیا اور وہیں اقامت اختیار کی۔ اس کے اہل و عیال بھی وہیں مقیم رہے یہ لوگ بنو سلطان اندلس کے نام سے معروف و مشہور تھے۔ انگریزی مورخ لکھتے ہیں کہ سلطان فیض (فاس) نے اس کی آنکھیں نکلوا لی تھیں مگر اس کا سبب کچھ تحریر نہیں کرتے اور اسلامی مورخ اس کا ذکر نہیں کرتے۔ اس بابت میں مؤخرالذکر کو سچا باور کرتا ہوں کیونکہ اہل البیت ادری مافی البیت۔ اسی وجہ سے میں نے سلطان زغل کے بقیہ حالات زندگی کو قلم بند نہیں کیا۔ وہی مورخ یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس نے اپنی زندگی دریوزہ گری سے بسر کی اور اس کی عبا پر عربی زبان میں لکھا ہوا تھا۔ "میں ہوں اندلس کا بد نصیب بادشاہ مجھ سے عبرت لو" میں نے ان واقعات کو بھی کسی عربی زبان کی تاریخ میں نہیں دیکھا معلوم نہیں یہ روایت کہاں تک صحیح ہے۔

اس کے بعد سلطان غرناطہ نے برشانہ کی جانب قدم بڑھایا اور محاصرہ کر کے قبضہ کر لیا۔ جس قدر وہاں پر عیسائی موجود تھے سب کو گرفتار کر لیا۔ مگر یہ قبضہ اور کامیابی عارضی تھی۔ اس کے تھوڑے ہی دن بعد عیسائی سلاطین کے جھرمٹ برشانہ کو چھڑانے کو آ پہونچے چنانچہ ماہ ذی قعدہ سنہ مذکور میں سلطان غرناطہ کو ان مقامات سے دست کش ہونا پڑا اور یہ مقامات مسلمانوں سے ایسے خالی ہو گئے کہ گویا کبھی یہاں ان کا وجود ہی نہ تھا۔ بارہویں جمادی الآخر ۸۹۶ھ / ۱۴۹۱ء میں دشمنان اسلام محاصرہ غرناطہ کے قصد سے لشکر آرائی کر کے میدان غرناطہ میں آ پہونچے۔ کھیتیاں پامال کر دیں۔ باغات اجاڑ ڈالے دیہاتوں اور قصبوں کو ویران کر دیا۔ شہر پناہ کی فصیلوں کے مقابلہ پر دمدمے اور دُھس بندھوائے خندقیں کھدوائیں سات مہینے کامل محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ قائم و جاری چونکہ البشرات اور غرناطہ کے درمیان کوہ شلیر کی طرف والا راستہ کھلا تھا اس وجہ سے مسلمانان

غرناطہ کو اس طویل حصار سے سوائے روزانہ جنگ کے اور کوئی خاص تکلیف نہیں پہونچی۔ یہاں تک کہ موسم سرما آگیا۔ سردی اور برف نے راستہ روک لیا۔ رسد و غلہ کی کمی اس پر روزانہ جنگ اور شدت محاصرہ، اس سے اہل غرناطہ تنگ آگئے عیسائیوں نے شہر کے اکثر بیرونی حصوں پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کو آمد و رفت اور زراعت وغیرہ سے روک دیا۔ اس سے اہل غرناطہ کا حال اور زیادہ زبوں ہو گیا۔ یہ واقعات اوائل ۸۹۶ھ ۱۴۹۱ء کے ہیں۔

اکثر اہل شہر شدت فاقہ سے گھبرا کر بشرات کی طرف بھاگ گئے۔ ماہ صفر سنہ مذکور میں عیسائیوں نے محاصرہ میں شدت کی۔ حتی الامکان ہر طرف کے راستے روک لئے۔ رسد و غلہ کی کمی قحط اور گرانی کی موجودگی نے مسلمانوں کی رہی سہی قوت بھی فنا کر دی۔ عوام الناس جمع ہو کر علماء کی خدمت میں گئے اور ان کی وساطت سے اہل دولت، ارباب مشورت اور سلطان سے عرض پرداز ہوئے۔ "دشمنان اسلام کی قوت یوماً فیوماً بڑھتی جاتی ہے اور ہم لوگ بے یار و مددگار ایسی بے کسی میں مبتلا ہیں کہ نہ پائے رفتن، نہ جائے ماندن کا مضمون ہے۔ ہم لوگ یہ سمجھتے تھے کہ فصل سرما آتے ہی دشمنان اسلام اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے جائیں گے۔ مگر ہمارا یہ خیال غلط ثابت ہوا انھوں نے کھیتیاں شروع کر دی ہیں بازار قائم کر لئے ہیں۔ مکانات بنوا لئے ہیں اور روز بروز ہم سے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں ہم اپنے اور اپنی اولاد کے لئے کیا طریقہ اختیار کریں"۔

سلطان ابو عبداللہ نے اراکین دولت کو ایک جلسہ میں جمع کر کے عیسائیوں سے مقابلہ کرنے اور قلعہ حمراء سپرد کر دینے کی بابت مشورہ کیا باکاخرسب نے یہ رائے قائم کی کہ قلعہ حمراء عیسائیوں کے حوالہ کر دیا جائے اور بنظر احتیاط صلح وادی آش کے شرائط سے اس کے شرائط زیادہ سخت اور مضبوط کر دی جائیں تاکہ عیسائیوں کو بدعہدی کا موقع نہ ملے پس باتفاق جملہ ارباب مشورہ عہد نامہ لکھا گیا اور اہل غرناطہ کو سنا کر بادشاہ قشتالہ کو دے دیا گیا بادشاہ قشتالہ نے ان شرائط کو منظور کر لیا۔ اور سلطان غرناطہ نے حمراء سے اپنا قبضہ اٹھا لیا۔ ۲ر ربیع الاول سنہ مذکور میں عیسائیوں نے بخوف بدعہدی پانچ سو سرداران غرناطہ کو بطور ضمانت اپنے لشکر میں نظر بند کیا۔ اس کے بعد ہنستے ہوئے اور مسلمانوں کی حالت پر قہقہہ مارتے ہوئے حمراء میں قدم رکھا۔

عہد نامہ میں سرسٹھ شرطیں تھیں۔ ان میں سے ایک شرط یہ تھی کہ ہر خورد و کلاں کو اس کی جان کی اور اس کے مال کی مع اس کے اہل کے امن دی جائے اور وہ لوگ اپنے اپنے مکانات اور محلوں میں اپنی اپنی جائدادوں پر قابض رہیں۔ اور ایک شرط یہ تھی کہ مسلمانان غرناطہ اپنی شریعت پر قائم رکھے جائیں ان پر جو حکم کیا جائے وہ انھی کی شریعت کے مطابق ہو۔ اوقاف اور مسجدیں بدستور بحال رکھی جائیں۔ کبھی کوئی عیسائی کسی مسلم کے مکان میں نہ جائے اور نہ مسلمانوں پر کوئی دوسرا شخص سوائے مسلم کے حاکم مقرر کیا جائے۔ غرض اسی قسم کی بہت سی شرطیں تھیں جس سے اہل غرناطہ نے اپنے جان و مال اور مذہب کی حفاظت کرنا چاہی تھی مگر عیسائیوں نے قبضہ کے بعد سب شرائط کو پس پشت ڈال دیا اور اسے ایسا بھلا دیا کہ گویا کوئی اقرار ہوا ہی نہ تھا جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے۔

اہل غرناطہ کی مصالحت سے مطلع ہو کر اہل بشرات نے بھی انہی شرائط پر عیسائیوں سے مصالحت کر لی اور اہل غرناطہ کی طرح خط غلامی یا اطاعت لکھ دیا۔

اس صلح اور معاہدہ مصالحت میں موسیٰ نے شرکت نہیں کی اور نہ اسے یہ پسند آیا کہ قلعہ حمراء میں میری آنکھوں کے سامنے عیسائی کونسل اجلاس کرے موسیٰ وہی شخص ہے جس نے اہل غرناطہ کو عیسائیوں کی مخالفت پر ابھارا تھا اور ان کے مردہ تنوں میں دوبارہ مردانگی کی روح پھونکی تھی۔ کہتے ہیں کہ موسیٰ اسی غم و غصہ میں سر سے پا تک سلاح جنگ زیب بدن کر کے ایک گھوڑے پر سوار ہوا اور شہر سے باہر نکل گیا۔ پھر اس کا کچھ پتہ و نشان نہ ملا۔

بعض مورخین کا قول ہے کہ آگے بڑھ کر دشمنوں کی ایک جماعت سے مڈبھیڑ ہو گئی سب پر ایک ساتھ موسیٰ نے حملہ کیا۔ اکثر کو تہ تیغ کیا باقی ماندگان میں سے کچھ تو زخمی ہوئے اور کچھ سینہ سپر ہو کر لڑتے رہے آخر کار موسیٰ بھی زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرا عیسائیوں نے اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہا جس طرح دلیر اور مغلوب دشمن کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مگر موسیٰ نے نہایت نفرت کی نگاہوں سے دیکھ کر منہ پھیر لیا اور فوراً بڑھ کر ایک عیسائی پر وار کر دیا یہ عیسائی تو سیدھا اپنے ٹھکانے کو چلتا نظر آیا دوسرا بڑھا اس کا بھی یہی حال ہوا تھوڑی دیر تک موسیٰ گھٹنوں کے بل کھڑا ہوا لڑتا رہا یہاں تک کہ اس کے اعضا نے جواب دے دیا۔ تب موسیٰ نے آخری کوشش کی اور اپنے مقام

سے اُچھل کر اپنے آپ کو دریائے زنبل میں گرا دیا۔ دریائے زنبل نے فوراً اسے اپنی آغوش میں لے لیا اور حملہ آور عیسائی منہ تکتے رہ گئے۔

عیسائیوں نے حمرا پر قبضہ کرنے کے بعد حسب ضرورت ترمیم شروع کی فصیلوں کو درست کرایا زمانہ محاصرہ اور جنگ میں جو مقامات ٹوٹ گئے تھے انہیں از سرِ نو بنوایا۔ دن کو عیسائی کونسل حمرا میں اجلاس کرتی تھی اور رات کے وقت بدعہدی کے خوف سے اپنے لشکرگاہ واپس چلی جاتی تھی رفتہ رفتہ جب انہیں مسلمانوں کی جانب سے اطمینان ہوگیا تو بے خوف وخطر رہنے لگے شہر میں اپنی جانب سے احکام مقرر کئے۔

غرناطہ اور سلطان ابوعبداللہ کی حکومت کا یہ دم واپسیں تھا۔ بدقسمتی سے یا کسی گھمنڈ پر اہل غرناطہ نے یہ شرط بھی کرلی تھی کہ ایک مدت معینہ کے لئے باہم صلح ہے اگر اس عرصہ میں کوئی بیرونی مدد کہیں سے آجائے گی تو تیغ وسپر ہوکر قسمت کا فیصلہ کریں گے ورنہ قلعہ حمرا کی طرح شہر بھی سپرد کر دیا جائے گا چنانچہ اہل غرناطہ نے سلاطین فاس، ترکی اور حکمران مصر سے امداد کی درخواست کی اور جب وہاں سے صدائے برنخاست کا مضمون ہوا تو عیسائیوں نے تخلیہ شہر کا دباؤ ڈالا اور بہ جبر سلطان ابوعبداللہ کو غرناطہ سے منتقل کر کے بشرات لاکر ٹھہرایا پھر بشرات سے دھوکہ دے کر اندرش لے آئے کہ بشرات کی زمام حکومت آپ کے قبضہ میں رہے گی مگر چند وجوہات کے باعث آپ کو اندرش میں قیام کرنا ہوگا سلطان ابوعبداللہ اس پر بھی راضی ہوگیا اور کشاں کشاں بشرات سے اندرش جا پہونچا۔

سلطان ابوعبداللہ کے نکلتے ہی عیسائیوں نے عساکر اسلامیہ کو بھی غرناطہ سے نکال باہر کیا۔ اس کے تھوڑے ہی دن بعد عیسائیوں نے بحکمت عملی سلطان ابوعبداللہ کو افریقہ کی جانب نکل جانے پر آمادہ کیا اور ایک پروانہ راہداری لکھ کر دے دیا کہ سلطان ابوعبداللہ سے کوئی شخص متعرض نہ ہو جہاں چاہیں چلے جائیں۔ پس سلطان ابوعبداللہ کشتی پر سوار ہو کر ملیلہ پہونچا چندے قیام کر کے فاس جاکر قیام پذیر ہوا زمانہ جلاوطنی میں بڑے بڑے مصائب کا سامنا ہوا۔ شدت سفر، فاقہ کشی، تہیدستی اور اس پر مستزاد یہ کہ کئی دفعہ بیمار بھی ہوا مگر تکلیف ومصیبت کے دن اُسے جھیلنے تھے قید حیات سے سبکدوش نہیں ہوا۔ فاس میں سلطان ابوعبداللہ نے دو ایک مکان اندلس کے طرز وانداز کے بنوائے اور سنہ ۹۴۰ھ / ۱۵۳۳ء میں اس دار فانی سے رحلت کر گیا، اس کے دو لڑکے تھے ایک کا نام یوسف تھا اور دوسرے کا احمد ان کی اولاد سنہ ۱۰۳۵ھ تک فاس میں موجود تھی جن کی اوقات بسری اوقاف کی آمدنی سے ہوتی تھی۔

اس کے بعد عیسائیوں نے آہستہ آہستہ یکے بعد دیگرے عہدنامہ مصالحت کے شرائط کے خلاف ورزی شروع کی آخر کار نوبت اس حد تک پہنچی کہ سنہ ۹۰۴ھ / ۱۴۹۸ء میں مسلمانوں

کو عیسائی مذہب قبول کرنے پر مجبور کرنا شروع کیا حالانکہ اہل غرناطہ نے جن شرائط پر اطاعت قبول کی تھی ان میں سے ایک شرط یہ تھی کہ باشندگان غرناطہ پر مذہباً کسی قسم کا دباؤ نہ ڈالا جائے گا اور وہ بدستور اپنے عقاید مذہبی پر قائم رکھے جائیں گے مگر عیسائی گورنمنٹ نے اس شرط کی طرف مطلقاً التفات نہ کی۔ ابتداً ہرننڈ وار کبپ بشپ اور اس کے ماتحت پادریاں نے یہ رویہ اختیار کیا کہ مسلمانوں کو بہ حکمت عملی اور تالیف قلوب سے عیسائی بنانے لگے اور جب اس میں ایک گونہ ان کو کامیابی ہو چلی تو ایک گشتی فرمان بایں مضمون جاری کیا کہ جن لوگوں کے آباؤ اجداد عیسائی تھے وہ جبراً گرجا آکر بپتسمہ لے لیں اور مذہب توحید کو چھوڑ کر تثلیثی ملت اختیار کریں۔ ایک بڑی جماعت جن کے مورث عیسائی مذہب رکھتے تھے جبراً عیسائی بنائے گئے۔

اس پر مسلمانان غرناطہ نے کسی قدر چون و چرا کیا مگر کمزوری اور کسی قسم کی قوت نہ ہونے کی وجہ سے خاموش ہو رہے کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ اس کے بعد پادریوں اور پرجوش عیسائیوں نے یہ شیوہ اختیار کیا کہ علی العموم مسلمانوں کو پکڑ لیتے تھے اور اس سے کہتے کہ تمہارا دادا نصرانی تھا مسلمانوں نے اسے مسلم بنا لیا تھا اب تم پھر مذہب عیسائی قبول کر لو اگر اس پر وہ بحث و مباحثہ کرتا تو بغاوت کا جرم لگا کے اسے قید کر دیتے رفتہ رفتہ عیسائیوں کے اس جوش نے اس قدر ترقی کی کہ بڑے بڑے پکے مسلمان دیندار عیسائیت نہ قبول کرنے کے سبب سے جرم بغاوت میں گرفتار کر لئے گئے اور مسلمان ہونے کی پاداش میں انہیں سخت سے سخت سزا دی جانے لگی۔

اہل بیازین (البیین) کو یہ امر ناگوار گذرا وہ اپنے مذہب کی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوئے اور عیسائی حکام کو قتل کر ڈالا غرناطہ اور اس کے مضافات میں بغاوت کا مادہ پھیل گیا۔ ہر کوچہ و بازار میں غدر پچ گیا۔ عیسائیوں نے اس امر کا احساس کر کے کہ معاملہ طول کھینچا چاہتا ہے یہ نرمی و ملاطفت مسلمانوں کے جوش کو فرو کیا اور سرِ دست تمام اختلافات کو رفع دفع کر دیا مگر یہ کارروائی اس وقت کے لئے کی گئی تھی کارڈی نل ژمی نس نے جو اس ہنگامہ کا بانی مبانی تھا اور جسے ملکہ ازابلہ نے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی غرض سے ہرننڈ وارک بشپ کی مدد کے لئے بھیجا تھا ملکہ ازابلہ کو سمجھا بوجھا کے ایک فرمان بایں مضمون لکھوایا کہ "پچھلے دنوں جن لوگوں نے حاکم وقت سے بغاوت کی تھی ان کی سزا یہ ہے کہ وہ قتل کئے جائیں اور اگر وہ مذہب عیسائی قبول کر لیں گے تو سزائے موت سے نجات مل جائے گی" اس فرمان کے جاری ہونے سے اکثر لوگ کیا دیہات کیا شہر والے عیسائی ہو گئے۔

چند لوگوں نے نصرانیت کے قبول کرنے سے انکار کیا باہر کا نکلنا بند کر دیا خانہ

نشین ہوگئے ایسا ہی لفیق اور اندرش کے دیہاتوں اور بعض بعض مقامات کے رہنے والوں نے بھی کیا۔ لیکن کوئی معقول نتیجہ پیدا نہ ہوا دشمنان اسلام نے انہیں ختم کرنے کی غرض سے فوجیں فراہم کیں اور ایک سرے سے بہتوں کو قتل کر ڈالا قید کرلیا صرف وہ لوگ اس مصیبت سے محفوظ رہے جنہوں نے کوہ بلنقہ کو مرکز بنا رکھا تھا اللہ تعالٰی نے اُن کے دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کی دشمنان اسلام سے بارہا تیغ و سپر ہوئے انہیں لڑائیوں میں والی قرطبہ مارا گیا۔

اس عارضی کامیابی سے مسلمانوں کو بجائے فائدہ پہونچنے کے سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا عیسائیوں کی جوش انتقام کی آگ بھڑک اٹھی کونٹ آف ٹنڈلا نے قلعہ گوجاکو یلغار کرکے چھین لیا کونٹ آف میرین نے ایک مسجد کو بارود سے اڑا دیا اس مسجد میں ایک بڑے صوبہ کی عورتیں اور بچے حفاظت کی غرض سے پناہ گزیں اور بند تھے شاہ فرڈی نند نے قلعہ فنجارن کو فتح کرلیا جو تمام کوہستان کا پھاٹک تھا ہزارہا مسلمان ان حملوں میں کام آگئے باقی ماندگان نے امان حاصل کی اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ فاس کی جانب جلاء وطن ہوکر چلے گئے ان جلاء وطنوں کو یہ حکم دیا گیا کہ خفیف مال و اسباب اپنے ہمراہ لے جائیں گرانبہا اسباب اور ذخیروں کو ہاتھ نہ لگائیں۔ چنانچہ ان جلا وطنوں نے کمال یاس و حسرت سے مصر، مراکو اور ترکی کا راستہ لیا اور وہاں پہونچکر صنعت و حرفت کو ذریعۂ معاش بنایا۔

ان واقعات سے گویا کوہستان بلنقہ کی مخالفت ختم ہوگئی تھی اور ان مسلمانوں نے عیسائی مذہب قبول کرلیا تھا جنھوں نے وطن کی محبت کو مذہب پر ترجیح دی تھی مگر صرف ظاہرداری کے لئے عیسائی بنے ہوتے تھے اس کے فرائض کو بجبر و اکراہ کمال بے دلی سے ادا کر رہے تھے۔ اور در پردہ نمازیں پڑھتے اور اللہ تعالٰی کی عبادت کرتے تھے۔ حاکم وقت کے ظلم سے بچنے کے خیال سے اپنے بچوں کو گرجا میں لے جاتے اور بپتسمہ دلاتے لیکن پادری کی نظروں سے غائب ہوکر یا کم از کم اپنے مکان پر پہونچ کر انکے منہ کو بڑی احتیاط سے دھو ڈالتے تھے اسی طرح پہلے گرجا میں نکاح کراتے پھر اپنے گھر پر آکر بموجب اسلام دوبارہ نکاح کرتے غرض اس صورت و حالت سے مسلمانوں نے تقریباً پچاس برس اور گذارے عیسائیوں کے دلوں میں کینہ اور تعصب کی آگ تو بھری تھی ان مسلمانوں کے دریافت حال کی غرض سے جاسوس اور مخبر مقرر کئے اور جب انہیں یہ معلوم ہوگیا کہ یہ لوگ بظاہر عیسائی ہیں اور ان کے دلوں میں اس وقت تک اسلام کی محبت بھری ہوئی ہے ان نرم دل پیروان عیسیٰؑ نے ان میں سے ایک بڑی جماعت کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال کر جلا دیا آلات حرب کا کیا ذکر ہے چھوٹے چاقو کے رکھنے کی ممانعت کر دی مسجدوں کو جبراً بند کر دیا۔ حمامات منہدم اور مسمار کرادیئے مسلمانوں کے علمی سرمایہ اور لاکھوں کتابوں کو جلاکر خاکستر کر دیا ان سب وحشیانہ

ظلموں سے بڑھ کر یہ ستم ڈھایا کہ وضع اور قطع اور نام و لباس تبدیل کر ڈالنے کا عام حکم دے دیا زبان، رسم و رواج بھی بدلنے پر مجبور کیا۔

اس نامنصفانہ اور وحشیانہ سلوک کا یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمانوں نے بحکم ہر کہ بجنگ آید بجنگ آمد، جمع ہو کر عیسائیوں سے کلہ بکلہ لڑنے پر کمر باندھ لی اور اس کوہستان بلنقہ کو اپنا مرکز بنا کے دشمنان اسلام سے تیغ و سپر ہونے لگے۔ کئی سال مسلسل یہ سلسلہ قائم رہا۔ سفاکی غارتگری کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ خونریزیوں اور شدید جسمانی سزاؤں کے مسلمان نشانہ بنے ہوئے تھے۔ اماں دے کے قتل کرنا، وحشیانہ کشت و خون عیسائیوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ کوہستان بلنقہ کے تمام دیہات اور اس کا سارا پر فضا میدان مذبح بنا ہوا تھا۔ جان بخشی اور عفو تقصیر کا ان لوگوں نے سبق ہی نہیں پڑھا تھا زندوں کو آگ میں ڈال دینا اُن کے نزدیک کوئی بات نہ تھی عورت، مرد اور بچوں کو آنکھوں کے سامنے ذبح کر لینا معمولی شغل تھا۔

اس کے باوجود مسلمانوں نے کمال استقلال سے ان سب ناقابل برداشت ظلموں اور وحشیانہ سلوک کا مقابلہ کیا اور سینہ سپر لڑتے اور مرتے کھپتے رہے متعدد مرتبہ اپنے مذہب اور ملک کی حمایت پر اٹھے جسے شاہ اسپین حد درجہ کی جدوجہد سے رفع دفع کرتا گیا آخر کار مسلمان اتنے کمزور ہو گئے کہ ان میں مقابلہ و جنگ کی قوت باقی نہ رہی اور نہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے کسی کو ان کا مددگار اور معین بنایا یہاں تک کہ عیسائیوں نے ان پس ماندگان کو بھی جنھیں سوائے جلا وطنی یا غلامیت کے کوئی چارۂ کار نہ تھا ۱۰۱۸ھ میں جلا وطن کر دیا۔

ہزاروں نے فاس کا راستہ لیا اور ہزاروں تلمسان کی جانب روانہ ہوئے۔ عوام الناس کا ایک گروہ ٹونس کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ ان غریب جلا وطنوں پر جنھوں نے تلمسان اور فاس کا رخ کیا تھا یہ آفت آئی کہ رہزنوں اور بادیہ نشینوں نے انہیں لوٹ لیا جان سے بھی گئے اور مال سے بھی۔ ان میں سے صرف چند لوگ جانبر ہوئے اور جن لوگوں نے ٹونس کی طرف سفر اختیار کیا تھا ان کا اکثر حصہ صحیح و سالم ٹونس پہونچا اور سلطان ٹونس کے حکم سے ان لوگوں نے ویران مقامات کو آباد کیا۔ کہتے ہیں کہ بیس ہزار سے زیادہ مسلمان تو پہلی لڑائیوں میں کام آئے تھے اور تقریباً پچاس ہزار خاص صوبہ بلنقہ میں اس دن تک کھیت رہے تھے جب کہ ڈون جون شاہ فلپ کے سوتیلے بھائی نے عیسائی رسولوں اور شہیدوں کی عزت میں مسلمان قیدیوں کو ذبح کر کے تہوار منایا تھا۔

خانہ بربادی اور جلا وطنی کے سلسلہ میں غرناطہ کے خاتمہ سے گیارہویں صدی کے عشرہ دوم تک (مطابق سترھویں صدی عیسوی) تیس لاکھ مسلمان جلا وطن اور خانہ برباد کئے گئے (انتہی ملخصاً من کتاب نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب من صفحہ ۷۲ ، ۹ الی صفحہ

۱۴۳ ہ من الباب الثانی من المجلد الثانی للشیخ العلامۃ ابو العباس احمد بن محمد المقری)

اندلس میں مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت گویا ایک خواب تھا کہ جب تک اس عالم میں رہے سب کچھ پیش نظر تھا مگر جوں ہی آنکھیں کھلیں نہ وہ منظر پیش نظر رہا اور نہ وہ عالم باقی رہا یا سراب کی سی کیفیت تھی کہ تشنہ لبوں کو دور سے پانی کی وادی معلوم ہوتی تھی اور جب قریب گئے تو سوائے تودہ ریگ کے اور کچھ نہ تھا۔ یہی حالت بعینہٖ مسلمانوں کی اندلس میں ہوئی کہ جب تک اس ملک کی زمام حکومت اس قوم کے قبضہ اقتدار میں رہی اس وقت تک یہ ملک شائستگی اور سچی تہذیب کا سرچشمہ، علوم اور فنون کا مرکز اور تمام یورپ کا استاد بنا رہا مگر جوں ہی مسلمانوں کو جلا وطنی اور خانہ بربادی نصیب ہوئی مملکت ہسپانیہ سے سونے کی چڑیا اڑ گئی اب کوئی شخص ممالک متمدنہ میں اسے شمار تک نہیں کرتا۔

مسلمانوں پر یہ عام مصیبتیں شاہ فرڈی ننڈ، ملکہ ازابلہ چارلس پنجم اور فلپ دوم کے ہاتھوں نازل ہوئیں ان لوگوں نے جو سلوک مسلمانان اندلس کے ساتھ کئے اسے منصفانہ یا دانشمندانہ سلوک سے تعبیر کرنا انصاف اور عقل کا خون کرنا ہے انہوں نے ان پر سخت وحشیانہ ظلم کئے اور ان سے حد درجہ کی دغا بازی کی اگر عیسائی سلاطین اس عہد نامہ کی شرائط کو پیش نظر رکھتے جو اُن سے اور آخری فرمانروائے غرناطہ کے درمیان ہوا تھا تو نہ اس قدر کشت و خون کی نوبت آتی اور نہ بغاوت کی آگ بھڑکتی۔ ان تمام خونریزیوں اور غارتگریوں کے ذمہ دار یہی نرم دل عیسائی سلاطین ہیں جنہوں نے طرح طرح کے وحشت ناک قوانین جاری کئے اور بزور تیغ دین عیسائی کی اشاعت کی۔

جس وقت ہم اندلس کے ان دونوں فاتحوں کا مؤرخانہ حیثیت سے موازنہ کرتے ہیں تو زمین و آسمان کا فرق محسوس ہوتا ہے مسلمانوں نے جس وقت اندلس کو فتح کیا تھا اس وقت تک ان کی عام حالت بادیہ نشینوں کی سی تھی وہ بادیہ عرب سے نکل کر آئے تھے جہاں پر تھوڑے دن پیشتر بات بات پر لڑ جانا اور اس لڑائی کا مدتوں کا قائم رہنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا مگر جب وہ فتح مندی کا جھنڈا لے کر اندلس کی تسخیر کو آئے تھے اس وقت شائستگی، تہذیب، ہمدردی انسانی اور مساوات کو بھی اپنے ہمراہ لائے تھے اس کی تعلیم انہیں اُن کے پاک مذہب سے ملی تھی یہی وجہ تھی کہ نہ تو انہوں نے اہل اسپین کی زبان تبدیل کرنے کا قانون جاری کیا تھا اور نہ انھوں نے ان کے رسم و رواج بدلے تھے اور نہ اُن کو جبراً مسلمان کیا تھا انھوں نے نہایت نیک نیتی سے اہل اسپین کے ساتھ حالانکہ ان کا شمار مفتوحہ اقوام میں تھا بلالحاظ مذہب و ملت مساوات اور یگانگت کا برتاؤ کیا اور ایسی تالیف قلوب کی اور اپنے اخلاق حسنہ کا ایسا سکہ جمایا کہ انہوں نے خود بخود بلا جبر و اکراہ مذہب اسلام کو قبول کرنا شروع کر دیا اور اپنی زبان سیکھنے کے بجائے عربی کی تعلیم کو باعث فخر و عزت سمجھنے لگے اب بھی

سیکڑوں کیا ہزاروں عربی کے الفاظ اسپین کی زبان میں موجود ہیں۔

اصل یہ کہ ان عربوں نے صرف ان کے ملک پر قبضہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ ان کے دلوں پر ان کی زبانوں پر قابض ہو گئے تھے جبر سے نہیں رضا مندی سے اور جب عیسائیوں نے بدنصیب وغربت زدہ مسلمانوں سے اندلس پر قبضہ حاصل کیا تو باوجود عہد واقرار کے کیا کچھ نہیں کیا مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنایا۔ رسم ورواج اور نام کے بدلنے پر مجبور کیا۔ ان کے بچوں کو گرجا میں لے جانے اور بپتسمہ دلانے کا حکم دیا۔ عیسائیوں کی طرح گرجا میں ان کے نکاح پڑھوانے پر زور دیا۔ انہیں خوش قطع اور خوش وضع لباس چھوڑنے کا حکم صادر کیا اور اہل اسپین کی طرح کوٹ پتلون پہننے اور ٹوپیاں دینے کا دباؤ ڈالا۔ ان کے حمامات مسمار کرا دیئے مسجدوں کو حکماً بند کر دیا اور بعض کو منہدم کرا کے کلیسا بنایا اور کسی کو عدالت کا کمرہ مقرر کیا۔ لاکھوں کتابوں کو جو مسلمانوں کا عمر بھر کا سرمایۂ علمی تھا جلا کر خاکستر کر دیا اور اس پر بھی جب ان کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا تو انہوں نے تمام مال واسباب چھین کر جلا وطن کر دیا۔ ع

ببیں تفاوت از کجاست تا بکجا

مسلمانوں پر یہ آفتیں صرف اس وجہ سے نازل ہوئیں کہ انھوں نے قرآن مجید سے کوئی تعلق نہ رکھا تھا ارشادات نبوی کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ اللہ کا خوف دلوں سے جاتا رہا تھا اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں خود غرضی آگئی۔ ہمدردی اور اخوت اسلامی جاتی رہی اولوالامر کی اطاعت سے سبکدوش ہو گئے۔ عیسائیوں کے دوست اور ہوا خواہ بن گئے اور باہم لڑ جھگڑ کر عیسائیوں کی بڑھتی ہوئی قوت کو مدد پہنچائی جس کی سخت ممانعت اور بے حد تاکید آئی ہے اللہ تعالیٰ نے ان پر وہ مصائب نازل کئے کہ جس کے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے دوران فتح اندلس میں اللہ جل شانہ نے اپنے قرآن مجید کی آیہ کریمہ " وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ (اور تم کو مالک بنایا ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے مال کا اور ایسی زمین کا جس پر کبھی تمہارے قدم نہیں گئے اور اللہ ہر چیز کے کرنے پر قادر ہے) کی پیشن گوئی پوری کی۔

پھر جب مسلمانوں نے اپنی حالت بدل دی تو بحکم اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۔ (بیشک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں تبدیل کرتا جب تک کہ وہ اپنی حالت آپ نہ بدلیں) طرح طرح

کی مصیبتوں میں اللہ تعالےٰ نے انہیں مبتلا کیا اور آخر کار وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ (نہ مانیں گے اگر تو مار دے گا اُن کو دکھ کی مار دنیا و آخرت میں اور نہیں ہے اُن کا روئے زمین میں کوئی حمایتی اور نہ مددگار) کی پیشن گوئی کو سچ کر دکھایا کسی نے ذرا بھی ان کی مدد نہ کی حالانکہ سلطان مراکو، سلطان ترکی، اہل تونس اور خدیو مصر کو بہت زیادہ موقع امداد کا حاصل تھا۔ واللہ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید (مترجم)

باب ۳۹

عیسائی فرمانروا

اس وقت چار عیسائی بادشاہ چاروں طرف سے بلاد اسلامیہ کو گھیرے ہوئے تھے اور ملت اسلامیہ ان لوگوں کے ساتھ دریا پار قیام کرنے میں عاجز ہو گئی تھی حالانکہ ان لوگوں نے ان اکثر شہروں کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا تھا جنھیں فتوحات اسلامی نے اپنے ابتدائے دور میں سر کیا تھا۔

شاہ قشتالہ ان چاروں عیسائی بادشاہوں میں سے بادشاہ قشتالہ (کسٹائل) کے مقبوضات وسیع اور بڑے تھے قشتالہ اور ترنتیرہ وغیرہ اس کی حکومت کے تحت تھے ترنتیرہ میں بسیطہ قرطبہ، اشبیلیہ، طلیطلہ اور جیان وغیرہ شامل تھے جس کی حد جوف جزیرہ سے مغرب سے مشرق تک پھیلی ہوئی تھی۔

شاہ پرتگال مغرب کی جانب سے بادشاہ پرتغال (پرتگیز) کی سرحد ملتی تھی اس کے مقبوضات کا رقبہ کم تھا صرف اشبونہ پر اس کا قبضہ تھا مجھے اس وقت تک یہ نہیں معلوم ہو سکا بادشاہ پرتغال کا نسب کیا ہے۔ گمان غالب یہ ہوتا ہے کہ یہ ان سرداروں کے اخلاف (پس ماندگان نسل) سے ہے جنھوں نے گزشتہ زمانہ میں بنو اوفونش کے مقبوضات پر قبضہ حاصل کیا تھا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ عجب نہیں کہ یہ ان کی اولاد سے ہوں اور ان کے بہترین نسب سے شمار کئے جاتے ہوں واللہ اعلم۔

شاہ بشکنش و شاہ برشلونہ بادشاہ قشتالہ کے مقبوضات سے جانب شرق بادشاہ نبرہ کا ملک ملا ہوا تھا اور یہی بادشاہ بشکنش کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا اس کے مقبوضات کا بھی رقبہ کم اور چھوٹا تھا صوبجات قشتالہ اور مقبوضہ جات بادشاہ برشلونہ کی درمیانی زمین اس کے قبضہ میں تھی بادشاہ نبرہ کا دار السلطنت شہر بنبلونہ تھا اس کے علاوہ جو بلاد تھے اس پر بادشاہ برشلونہ کا قبضہ تھا اب ہم ان لوگوں کے حالات زمانہ فتح اسلامی سے بیان کرنا چاہتے ہیں جس سے آپ کو بالتفصیل حالات سے آگاہی حاصل ہو جائے گی۔

ابن ناقلہ اور اوفونش جس وقت زمانہ فتح اسلامی میں مسلمانوں نے عیسائیوں کو ۹۲ھ میں مغلوب کر کے لرزلق (راڈرک) بادشاہ قوط (گاتھ) کو تہ تیغ کیا اور تمام جزیرۂ اندلس میں سیلاب کی طرح پھیل گئے اس وقت تمام عیسائی گروہ اندرونی بلاد اندلس سے سمٹ کر

ساحل سے بحر کی طرف بھاگ نکلے اور قشتالہ کی پرلی طرف کی سرحدوں کو عبور کر کے جلیقیہ جاکر جمع ہوئے۔ ان لوگوں پر تین شخصوں نے حکومت کی۔ ابن ناقلہ انیس سال حکومت کرتا رہا۔ ۱۳۳ھ/۷۵۰ء میں اس نے وفات پائی اس کی جگہ قافلہ تخت نشین ہوا دو برس حکومت کر کے یہ بھی مرگیا ان لوگوں نے ان دونوں کے بعد ادفونش بن بطرہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا اسی ادفونش کی اولاد اس وقت تک حکمرانی کی کرسی پر متمکن ہے۔ یہ نسباً عجم میں سے جلالقہ کے خاندان میں سے ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ابن جبان کا گمان یہ ہے کہ یہ قوط کی نسل سے ہے اور میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ قوم قوط (گاتھ) تباہ و برباد اور ہلاک ہوگئی اور یہ کم دیکھا گیا ہے کہ کوئی قوم تباہی و بربادی کے بعد پھر صحیح حالت پر آجائے بلکہ یہ دوسرے گروہ کا ایک نیا بادشاہ ہے۔ واللہ اعلم۔

ادفونش بن بطرہ کا انتقال

الغرض ادفونش بن بطرہ نے پس ماندگان اور بقیہ عیسائیوں کو ان بلاد کی حمایت کرنے پر جمع اور متفق کیا جو مسلمانوں کے قبضہ اور تصرف سے بچ رہے تھے اس وقت اسلامی فتوحات کا سیلاب جلیقیہ تک پہونچ گیا تھا اور جلیقیہ کی فتح کے بعد کچھ ایسے اتفاقات پیش آئے تھے کہ اسلامی دلاوروں نے تیغ و سپر رکھ دیئے تھے اتنے میں دولت اسلامیہ کے قوائے حکمرانی اندلس میں ضعیف ہوگئے اور عیسائیوں نے ان اکثر بلاد پر جنہیں مسلمانوں نے عیسائیوں سے چھین لیا تھا قبضہ حاصل کر لیا۔ اٹھارہ سال حکومت کرنے کے بعد ادفونش بن بطرہ نے ۱۴۲ھ/۷۵۹ء[1] میں وفات پائی

فرویلہ بن ادفونش

اس کا بیٹا فردیلہ حکمراں ہوا اس نے گیارہ سال حکومت کی اس کی شان و شوکت نے ترقی کی اور اس کی حکومت میں بھی مضبوطی پیدا ہوئی۔ اسی زمانہ میں اتفاق وقت سے عبدالرحمٰن داخل کو نظام حکومت کی درستی کی ضرورت پیش آگئی پس فردیلہ نے شہریک، برتغال، سمورہ، سلمنقہ، شقرینہ اور قشتالہ وغیرہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا ۱۵۸ھ/۷۷۴ء میں یہ ہلاک ہوگیا اس کا بیٹا شیلون تخت آرائے حکومت ہوا دس سال تک اس کی حکومت رہی ۱۶۸ھ/۷۸۴ء میں یہ بھی مرگیا تب عیسائیوں نے ادفونش کے سر پر تاج شاہی رکھا۔

سمول ماط کی بغاوت

سمول ماط نامی ایک عیسائی نے اس سے بغاوت کی اور دفعتہً حملہ کر کے اسے مار ڈالا اور اس کی جگہ سات برس تک حکومت کرتا رہا اس واقعہ کے بعد ہی امیر عبدالرحمٰن کی حکومت اندلس میں ایک طاقت ور حکومت ہوگئی اس کی فوجوں نے سرزمین جلیقیہ پر جہاد کیا متعدد قلعے بزور تیغ فتح کئے ہزارہا قیدی اور بہت سا مال غنیمت عساکر اسلامیہ کے ہاتھ آیا۔ سمول کے بعد انھی عیسائیوں میں سے ادفونش نامی ایک دوسرے شخص نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

---

[1] میرے نزدیک یہ کاتب کی غلطی ہے ۱۴۲ھ کی جگہ ۱۵۳ھ/۷۶۹ء ہونا چاہیئے کیونکہ ۱۳۳ھ میں ابن قافلہ نے وفات پائی تھی اور دو برس تک اس کا بیٹا قافلہ حکمراں رہا اس حساب سے ۱۳۵ھ میں ادفونش تخت حکومت پر متمکن ہوا اٹھارہ برس اس نے حکومت کی اس لحاظ سے ادفونش کا انتقال ۱۵۳ھ میں ہوا نہ کہ ۱۴۲ھ میں۔ (مترجم)

رذمیر اور سانچہ

ابن حبان نے تحریر کیا ہے کہ رذمیر کی حکومت سنہ ۳۱۹ھ/۹۳۱ء عہد حکومت ناصر میں تھی خلیفہ ناصر نے اس پر بقصد جہاد فوج کشی کی تھی غزوۂ خندق میں مسلمانوں کو عیسائیوں کے مقابلے میں پسپا ہونا پڑا یہ واقعہ سنہ ۳۲۷ھ/۹۳۸ء کا ہے غزوۂ خندق شہر سنت ماکس کے قریب ایک میدان میں ہوا تھا جیسا کہ اپنے موقع پہ ذکر کیا گیا بعدہ سنہ ۳۳۹ھ/۹۵۰ء میں رذمیر عیسائی بادشاہ مرگیا اس کا بھائی سانچہ (سانکو) تخت حکومت پر متمکن ہوا اس کی دلیری اور مردانگی غیر معمولی تھی نہایت چالاک اور ہوشیار تھا مگر اس کے باوجود ارکین و سرداران دولت کے ہاتھوں اس کی حکومت کو بے حد نقصان اٹھانا پڑا اس کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہوگیا اس کے بعد بنو اذفونش کو جلالقہ میں پھر حکومت کرنا نصیب نہ ہوا لیکن زمانہ طوائف الملوکی کے بعد پھر اس کا دور دورہ ہوا اس کا ذکر اوپر کیا گیا۔

سانچہ کی خلیفہ ناصر سے امداد طلبی

ابن حبان نے نقل کیا ہے کہ اس گروہ کی بادشاہت میں فرد لند (فرڈی ننڈ) بن عبد شلب سردار البتہ وقلاع کے ہاتھوں انقلاب پیدا ہوا یہ ان تمام عیسائی سرداروں سے معظم و محترم تھا جو بڑے عیسائی بادشاہ کی طرف سے مختلف صوبوں کی گورنری پر مامور تھے اس نے صوبہ البتہ میں سانچہ کی مخالفت کا اظہار کیا اور اپنی کمک پر سانچہ کے مقابلے میں بادشاہ بشکنش کو لے آیا۔ سانچہ ان واقعات سے مطلع ہوکر خلیفہ ناصر کی خدمت میں فریادی بن کر دربار قرطبہ میں حاضر ہوا امداد کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ ناصر نے اسے مالی اور فوجی مدد دی اس امداد و اعانت کی بدولت خلیفہ ناصر کو سمورہ پر قبضہ مل گیا اور اس نے وہاں پر مسلمانوں کو ٹھہرایا۔

فرڈی ننڈ کی گرفتاری و مصالحت

سانچہ اور فردلند میں مدتوں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ فردلند انھی لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں گرفتار کر لیا گیا پھر بادشاہ بشکنش اور سانچہ میں اس شرط پر مصالحت ہوگئی کہ فردلند بن عبد سلب اس کا قیدی اس کے پاس بھیجدیا جائے چنانچہ سانچہ نے اسے رہا کر دیا۔ اس کے بعد سنہ ۳۵۲ھ/۹۶۳ء میں اردون اذفونش (اردونو) خلیفہ مستنصر کی خدمت میں فریادی صورت بنائے ہوئے حاضر ہوا اور سانچہ کے مقابلے میں امداد و اعانت کی درخواست کی مستنصر نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اپنے نامور سپہ سالار غالب کو اس کے کمک پر مامور کیا۔ اس واقعہ کے بعد ادھر سانچہ بادشاہ اذفونش مقام بطلیوس میں مرگیا۔ اس کا بیٹا رذمیر اس کی جگہ ان لوگوں پر حکومت کرنے لگا اُدھر فردلند بن عبد شلب سردار البتہ بھی وفات پاگیا اس کا بیٹا غرسیہ اس صوبہ کا مالک و سردار بنا لیا گیا۔

منصور بن عامر اور رذمیر کی جنگ

اتنے میں خلیفہ مستنصر نے وفات پائی اور رذمیر نے سرحدی شہروں کو تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا رفتہ رفتہ اس کی بدمعاملگی اور ایذا رسانی بڑھتی گئی یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے اس کی سرکوبی پر منصور بن عامر حاجب خلیفہ ہشام موید کو مامور کیا پس اس نے رذمیر کے مقبوضات پر خوب حملے کئے متعدد مرتبہ جہاد کے ارادے سے اس پر فوج کشی کی گئی بارسمورہ میں اس کا محاصرہ کیا بعدہ لیون کی جانب بڑھا اور اسے بھی اپنے محاصرہ میں لے

لیا اس واقعہ سے کچھ دن پہلے غرسیہ نے فرد لند والی البتہ پر بھی یلغار کیا تھا بادشاہ بشنش اس کی کمک پر آیا ہوا تھا منصور نے اپنے پرزور حملوں سے ان دونوں کو شکست فاش دی۔

رذمیر کی شکست واطاعت

اس کے بعد یہ دونوں متفق ہو کر رذمیر کے ساتھ منصور کے مقابلہ پر آئے مقام سنت مانکس پر سخت اور خونریز جنگ ہوئی منصور نے اس میدان کو بھی جیت لیا اور ان سب عیسائی سلاطین کو شکست دے کر سنت مانکس پر قبضہ کر لیا اور فتحیابی کے بعد اس قلعہ کو منہدم اور شہر کو ویران کر ڈالا۔ ان پے در پے شکستوں سے جلالقہ کے چھکے چھوٹ گئے رذمیر کو بد اقبال اور بدبخت کہنے لگے اس کا چچا برمند بن اردون اس کے برخلاف علم مخالفت بلند کر کے حکومت وسلطنت کا دعویدار ہوا، عیسائیوں میں نفاق اور دشمنی کی آگ بھڑک اٹھی۔ اس کے بعد رذمیر نے ۳۷۴ھ / ۹۸۴ء میں منصور کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے بعد ہی مر گیا اس کے مرنے پر اس کی ماں بھی منصور کی مطیع وفرمانبردار رہی اور جلالقہ بالاتفاق برمند بن اردون کو اپنا بادشاہ بنائے رہے۔

برمند اور منصور کی جھڑپیں

منصور نے جلالقہ پر پھر چڑھائی کر دی، برمند کو یہ امر نہایت شاق گذرا بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے مگر کچھ بن نہ آئی اور منصور نے چیونی کو بزور تیغ فتح کر کے سمورہ کی جانب قدم بڑھایا برمند سمورہ کو چھوڑ کر بھاگ گیا اہل سمورہ نے شہر کو منصور کے حوالہ کر دیا منصور نے سمورہ کو تاخت وتاراج کر کے چٹیل میدان بنا دیا اس مقام کے سر ہونے سے جلالقہ کے قبضہ میں چند کوہستانی قلعوں کے علاوہ اور کوئی قلعہ باقی نہ رہا جو کہ ان کے ملک اور بحر اخضر کے درمیان میں حائل تھے بعدہ برمند کی یہ کیفیت رہی کہ کبھی مطیع اور فرمانبردار ہو جاتا تھا اور کبھی بدعہدی کر کے مخالفت کا اعلان کر دیتا تھا۔ منصور اس پر بذات خود حملہ کرتا رہتا تھا۔

برمند کی اطاعت

بالآخر برمند نے اپنی ناکامی کا یقین کر لیا اور ۳۸۵ھ / ۹۹۵ء میں منصور کے دربار میں حاضر ہو کر گردن اطاعت جھکا دی اور اپنے تمام مقبوضات کی زمام حکومت منصور کے حوالہ کر دی منصور نے اس کے ساتھ فیاضانہ سلوک کئے اسے اس کے مقبوضات کی سند حکومت عنایت کی اور اپنا باجگذار بنا کر پھر اس کے ملک کو واپس فرمایا۔ ۳۸۹ھ / ۹۹۸ء میں سرحدی شہروں کی حفاظت کے خیال سے مسلمانوں کی ایک جماعت کو سمورہ میں آباد کیا اور ابو الاحوص معن بن عبدالعزیز تجیبی کو اس کی سند حکومت عطا کی۔

منصور کی غلیسیہ پر فوج کشی

چونکہ غرسیہ بن فردلند نے مخالفین منصور کی اعانت کی تھی اس وجہ سے منصور نے اس کی گوشمالی کی طرف توجہ کی چنانچہ فوجیں مرتب کر کے شہر اشبونہ دار السلطنت غلیسیہ (گلیسیا) پر چڑھائی کر دی اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر کے اسے ویران اور خراب کر ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد غرسیہ کا انتقال ہو گیا اس کا بیٹا سانجہ تخت حکومت پر متمکن ہوا، منصور نے ان سب سلاطین پر جزیہ قائم کیا اور تمام اہل جلیقیہ کو اپنے علم حکومت کے سایہ میں لے لیا یہ لوگ منصور کے شاہی اقتدار کو اسی طرح تسلیم کرتے تھے جس طرح کہ صوبوں کے گورنر اپنے بادشاہ کے شاہی جاہ وجلال

کو مانا کرتے ہیں۔ صرف برمند بن اردون اور مسد بن عبد شلب والی غلیسیہ اس اثر سے محفوظ رہا کیونکہ یہ دونوں خود مختاری کے ساتھ حکمرانی کر رہے تھے اس کے ساتھ مسد بن عبد شلب نے مراسم اتحاد قائم کرنے کی غرض سے اپنی بیٹی کو ۳۸۳ھ/۹۹۳ء میں منصور کی خدمت میں بطور کنیز خدمت کرنے بھیجا پس منصور نے اسے آزاد کر کے اپنے حبالہ نکاح میں داخل کر لیا۔

برمند کی سرکشی واطاعت

کچھ عرصہ بعد برمند نے سرکشی کی منصور کو اس کی خبر لگی فوجیں آراستہ کر کے چڑھائی کر دی اور کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے سینٹ یاقب (سینٹ یعقوب یا یاگو) تک پہونچ گیا جہاں پر کہ ہر سال عیسائیوں کا جم غفیر حج وزیارت کو آتا تھا یہاں یعقوب حواری کی قبر تھی یہ مقام غلیسیہ کی انتہائی سرحد پر واقع ہے عیسائیوں نے منصور کی آمد کی خبر پاکر اس مقام کو خالی کر دیا تھا منصور نے سینٹ یعقوب کو منہدم کرا دیا اس کے دروازوں کو دارالحکومت قرطبہ اٹھا لایا اور جامع قرطبہ میں اس طریقہ کے مطابق کہ ہر حکمراں کچھ نہ کچھ اس کی عمارت میں اضافہ کرتا چلا آیا تھا بطور اپنی یادگار کے لگا دیا۔ برمند بن اردون نے منصور کی ان کامیابیوں سے متاثر ہو کر مصالحت اور شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے اپنے بیٹے بلانہ کو معن بن عبدالعزیز والی جلیقیہ کے ہمراہ بارگاہ خلافت قرطبہ کی جانب روانہ کیا منصور نے اپنی فیاضی اور سیر چشمی سے برمند کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اس سے مصالحت کر لی بلانہ کامیابی کے ساتھ اپنے باپ کے پاس واپس گیا۔

افونش بن برمند کی خود مختاری

اس کے بعد منصور سے عیسائی امراء میں سے ارغومس کے سر کرنے پر کمر ہمت باندھی جو اطراف جلیقیہ میں سمورہ وقشبلہ کے درمیان حکمرانی کر رہا تھا اس کا دارالحکومت سینٹ بریہ میں تھا۔ ۳۸۵ھ/۹۹۵ء میں اسے کمال مردانگی سے فتح کر کے دائرۂ حکومت اسلامیہ میں داخل کر لیا۔ پھر برمند بن اردون بادشاہ بنو ادفونش کا انتقال ہو گیا اس کا بیٹا افونش حکمراں ہوا اس نے خود مختاری کا اعلان کیا مسد بن عبد شلب آڑے آیا اس اختلاف کا فیصلہ کرنے کے لئے عبدالملک بن منصور کو حکم مقرر کیا منصور اصبغ بن سلمہ قاضی نصاریٰ کو ان دونوں کے جھگڑے کا فیصلہ کرنے پر متعین فرمایا اصبغ نے مسد بن عبد شلب کے حق میں فیصلہ کیا افونش بن برمند اس زمانہ سے مسد بن عبد شلب کی نگرانی میں حکمرانی کرتا رہا یہاں تک کہ ۳۹۸ھ/۱۰۰۷ء میں اوفونش نے مکر وفریب سے مسد کو مار کر اس کی حکومت کو نیست ونابود کر دیا اور اپنے باپ کے عہد حکومت کے امراء سے اور ان لوگوں سے جو اس کی قوم کے تھے مراسم شاہی کے بجا لانے کا خواستگار رہا۔

افونش اور عبدالملک مظفر کی جنگ

چنانچہ افونش کو اس ارادے میں کامیابی ہوئی اس نے اپنی جانب سے ان لوگوں کو مامور کیا جو اس کے پاس رہتے تھے اور جن پر اُسے اعتماد تھا رفتہ رفتہ اس کے زمانہ میں ملوک بنی ارغومس اور بنی فردلند وغیرہ کا ذکر معدوم ہو گیا جن کے حالات ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ ان لوگوں کی حکومتیں بنی افونش میں سے سانخہ بن کرزدمیر کے زمانہ حکمرانی میں تھیں۔ افونش نے ان سب چھوٹی چھوٹی حکومتوں کو ایک جا کر کے متفقہ قوت سے عبدالملک

منظفر بن منصور کے مقابلہ کی تیاری کی بادشاہ بشکنش نے فوجی اور مالی سددوی فلونیہ کے باہر ایک میدان میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد اس نے ان کو شکست دی اور بصلح قلعہ کو فتح کر لیا۔

سانجہ بن غرسیہ کا قتل

ان واقعات کے بعد منصور اور اس کے بیٹوں کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا چوتھی صدی کے شروع میں بربریوں کے فتنہ وفساد کی گرم بازاری ہوئی۔ سانجہ بن غرسیہ والی البتہ مسلمانوں سے بدلہ لینے کا موقع مل گیا۔ ہمیشہ ایک نہ ایک گروہ کو دوسرے کے خلاف ابھارا دیتا اور اس کی مدد کرتا تھا یہاں تک کہ اس کی بعض امیدیں پوری ہو گئیں اسی اثنا میں بادشاہ بشکنش نے اسے سنہ ۴۰۱ھ/۱۰۱۵ء میں مارڈالا اور عیسائیوں نے آہستہ آہستہ ان بلاد کو جو قشتالہ اور جلیقیہ میں واقع تھے اور جہاں پر یہ اس سے پیشتر مغلوب ہو چکے تھے دبالیا۔ افونش برابر جلیقیہ اور اس کے صوبوں پر حکمرانی کرتا رہا اور اسی کے خاندان میں سلسلہ حکومت قائم رہا یہاں تک اندلس میں طوائف الملوکی کا زمانہ آگیا اور لمتونہ ملوک مغرب میں سے مرالطبیوں نے ملوک الطوائف اندلس پر غلبہ حاصل کر کے تمام ملک اندلس کو اپنے علم حکومت کا مطیع بنالیا۔ اور عربوں کی حکومت ملک اندلس سے منقطع اور ختم ہو گئی۔

بنی افونش

تواریخ اور حالات لمتونہ میں لکھا ہوا ہے کہ جس بادشاہ قشتالہ نے ملوک الطوائف اندلس پر سنہ ۴۵۰ھ/۱۰۵۸ء میں خراج قائم کیا تھا وہ بطبین تھا بظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ یہ شخص سانجہ بن امرک پر جو کہ ان دنوں بنی افونش کا بادشاہ تھا قابض تھا اور یہ ان کی تاریخوں میں مذکور ہے اور جب یہ مرگیا تو زمام حکومت اس کے بیٹوں فردلند اور غرسیہ اور رذمیر نے اپنے اپنے ہاتھوں میں لی مگر ان سب کا نگراں اور ان کے کاموں کا منتظم فردلند تھا۔ اس نے سنت بریہ اور ابن افطس کے اکثر صوبوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ پھر یہ سانجہ، غرسیہ اور الفنش کو چھوڑ کر مرگیا۔ ان لوگوں میں نااتفاقی پیدا ہو گئی لڑنے بھڑنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت وسلطنت پر الفنش تن تنہا قابض ہو گیا اسی کے زمانہ میں ظاہر اسماعیل بن ذی النون نے سنہ ۴۶۷ھ/۱۰۷۴ء میں وفات پائی اور اسی نے سنہ ۴۷۸ھ/۱۰۸۵ء میں طلیطلہ پر قبضہ کیا تھا۔

الفنش کی امارت

ان دنوں جزیرہ اندلس میں اس کے قبضہ سے اس کی بڑی عزت تھی اس کے بطارقہ اور سرداران دولت سے برہانس ملقب بہ انبنذور تھا اس کے معنی "ملک الموت" ہیں اسی سے اور یوسف بن تاشفین سے مقام زلالہ میں مڈبھیڑ ہوئی اس لڑائی میں اسی کو شکست ہوئی تھی یہ واقعہ سنہ ۴۸۱ھ/۱۰۸۸ء کا ہے اُس نے ابن ہود کا سرقسطہ میں محاصرہ کیا چونکہ اس کے چچازاد بھائی رذمیر سے اور اس سے ان بن تھی اس نے میدان خالی دیکھ کر طلیطلہ پر چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی محاصرہ ڈال دیا مگر کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ اسی زمانہ میں قرنے بلیہ کا، غرسیہ نے مریہ کا، برہانس نے مرسیہ کا اور قسطلون نے شاطبہ و سرقسطہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد سنہ ۴۸۹ھ/۱۰۹۵ء میں الفنش نے بلنسیہ پر قبضہ کر لیا پھر مرالطبیوں نے ملوک الطوائف اندلس پر غالب ہو کر بلنسیہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ سنہ ۵۰۱ھ/۱۱۰۷ء میں الفنش مرگیا۔ جلالقہ کی زمام حکومت الفنش کی بیوی نے اپنے ہاتھ میں لی اور رذمیر سے اپنا عقد کر لیا مگر کچھ دن بعد

اس سے علیحدگی اختیار کر کے اپنے قیدیوں میں سے ایک قیدی کے ساتھ زن وشوئی کا تعلق پیدا کیا۔ اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جسے عیسائی سلیطین کے نام سے موسوم کرتے تھے۔

ابن رذمیر اور ابن ہود کی جنگ

سنہ ۵۰۳ھ/۱۱۱۰ء میں ابن رذمیر اور ابن ہود سے سرقسطہ کے باہر ایک لڑائی ہوئی جس میں ابن ہود عیسائیوں کے ہاتھوں شہید ہوا ابن رذمیر نے سرقسطہ کے قلعہ پہ اپنے اقبال کا جھنڈا گاڑ دیا۔ عماد الدولہ اور اس کا بیٹا رُوطہ کی طرف بھاگ گیا مدتوں وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ سلیطین نے بمصالحت اپنے پاس بلا کر اُسے قشتالہ کی جانب روانہ کیا۔ اس کے بعد رذمیر اور اہل قشتالہ میں لڑائیاں ہوئیں انہی لڑائیوں کے سلسلے میں بہ ہالش سنہ ۵۰۸ھ/۱۱۱۴ء میں مر گیا یہ واقعہ لمتونہ میں مرابطیوں کے آخری دور حکومت میں واقع ہوا پھر ان لوگوں کی حکومت موحدین کے ہاتھوں نیست ونابود ہو گئی۔ زمانہ حکومت منصور یعقوب بن امیر المومنین یوسف بن عبدالمومن میں عیسائیوں کی حکومت ان کے تین بادشاہوں الفنس بیوج اور ابن الرند میں محدود تھی ان میں سے الفنش طاقت وقوت اور ملک ودولت کے لحاظ سے پچھلے دو سے بڑا تھا۔ یہی عیسائی لشکر اور عیسائی امراء کا جنگ ارک میں جس میں منصور کو ان پر کامیابی نصیب ہوئی تھی سنہ ۵۹۱ھ/۱۱۹۵ء میں سردار اور میدان جنگ کا سپہ سالار تھا۔

بیوج والی لیون کی بدعہدی

بیوج والی لیون وہ ہے جس نے عام العقاب میں ناصر کے ساتھ بدعہدی کی تھی اس کی تفصیل یہ ہے کہ بیوج نے خط وکتابت کر کے ناصر سے مراسم اتحاد پیدا کئے اور بظاہر دوستی ناصر کے پاس آیا مشفقانہ نصیحت کی، ناصر نے براہ عزت افزائی بہت سا مال عنایت کیا اس کے بعد بیوج نے اپنے دارالحکومت میں واپس آکر ناصر کے مراسم واتحاد کو دور سے سلام کر کے رخصت کر دیا۔ معرکہ آرائی کی نوبت آئی نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ عقاب میں اسے دوبارہ شکست اٹھانا پڑی اس کے بعد ناصر نے وفات پائی مستنصر تخت حکومت پر جلوہ آرا ہوا اور بنی عبدالمومن کی ہوا بگڑ گئی۔

ہراندہ بن الفنش

الفنش نے ان قلعوں اور مقامات پر قبضہ کر لیا جن پر مسلمانوں کا پھریرا لہرا رہا تھا اس کے بعد الفنش نے بھی موت کا جام نوش کیا اس کا بیٹا ہراندہ تخت نشین ہوا۔ یہ احول (بھینگا) تھا اور اسی لقب سے ملقب کیا جاتا تھا یہ وہی شخص ہے جس نے قرطبہ اور اشبیلیہ کو بنو ہود کے قبضۂ اقتدار سے نکال کر اپنے دائرۂ حکومت میں داخل کیا تھا اسی کے عہد حکومت میں بادشاہ ارغون نے بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کی تھی جس سے تمام بلاد شرقی اندلس میں ایک عام ہل چل پڑ گئی تھی۔ شاطبہ، دانیہ، بلنسیہ، سرقسطہ اور مشرقی سرحد کے تمام شہر مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گئے اور مسلمانوں نے ہر چہار طرف سے سمٹ کر ساحل بحر کو اپنا مرکز اور ٹھکانہ بنایا ان بقیہ مسلمانوں پر ابن ہود کے بعد ابن احمر حکمراں ہوا۔ پھر ہراندہ مر گیا اس کا بیٹا تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ اور جب یہ بھی مر گیا تو اس کا بیٹا ہراندہ ثانی عیسائی گورنمنٹ کی عنان حکومت کا مالک ووارث ہوا۔

سلطان یعقوب بن عبدالحق

اس کے زمانہ حکومت میں سلطان بنو مرین، سلطان ابن احمر کی امداد واعانت کے لئے اندلس آیا تھا۔ ان دونوں اس کا بادشاہ یعقوب

بن عبدالحق تھا۔ عیسائی فوجوں سے ایک وسیع وادی میں معرکہ آرائی ہوئی عیسائی لشکر پر بنی اذفنش کے غلاموں میں سے ایک سفلہ سپہ سالاری کر رہا تھا جو عیسائیوں کا نہایت معتمد علیہ اور مایہ ناز شخص تھا۔ سلطان یعقوب بن عبدالحق نے اسے شکست دی جس سے عیسائیوں کی جماعت منتشر ہو گئی مگر فتنہ و فساد کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ سلطان یعقوب نے کبھی اور کسی وقت بھی اندلس کو اپنا مرکز حکومت یا جائے سکونت نہیں بنایا ہمیشہ اپنے ملک اور دارالحکومت میں بیٹھا ہوا وقتاً فوقتاً عیسائیوں کے مقبوضات پر تاخت و تاراج کرتا تھا اور اپنے آئے دن کے جہاد اور فوج کشی سے سرکش عیسائیوں کی سرکوبی میں مصروف رہا یہاں تک عیسائی سلاطین نے مصالحت کا پیام دیا اور باہم مصالحت ہو گئی۔

ہرانده اور سلطان یعقوب

اسی زمانے میں ہرانده بادشاہ قشتالہ اور اس کے بیٹے سانجہ میں باہم مخالفت پیدا ہو گئی۔ ہرانده بطور وفد کے سلطان یعقوب کی خدمت میں اپنے بیٹے سانجہ کی زیادتیوں کی شکایت کرنے کے لئے حاضر ہوا اور دست بوسی کے بعد امداد و اعانت کی درخواست کی سلطان یعقوب نے اپنی فیاضی اور دریا دلی سے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا مالی اور فوجی مدد دی ہرانده نے مال کے بدلے اپنے تاج کو جو کہ اس کے اسلاف کے زمانہ سے محفوظ چلا آتا تھا بطور رہن کے بارگاہ سلطانی میں حاضر کیا یہ تاج سلاطین بنی عبدالحق حکمرانان بنی مریم کے خزانہ شاہی میں اس وقت تک موجود ہے۔ اس کے بعد ہرانده سنہ ۶۸۳ھ/۱۲۸۴ء میں مر گیا۔

سانجہ بن ہرانده کی عہد شکنی

اس کا بیٹا سانجہ مستقل طور سے حکمرانی کرنے لگا۔ سلطان یعقوب کے انتقال کے بعد سانجہ بھی بارگاہ سلطانی میں درخواست مصالحت پیش کرنے کے لئے حاضر ہوا چنانچہ سلطان یوسف بن یعقوب نے اس سے مصالحت کر لی۔ مگر سانجہ نے ایفاء عہد نہ کیا۔ صلحنامہ کے خلاف آتش جنگ کو مشتعل کر کے طریف کا محاصرہ کر لیا اور قابض ہو گیا۔

بطرہ بن ہرانده

سنہ ۶۹۳ھ/۱۲۹۳ء میں یہ بھی مر گیا اس کا بیٹا ہرانده تخت نشین ہوا اور سنہ ۷۱۲ھ/۱۳۱۲ء میں بار حکومت سے سبکدوش ہو کر اس نے بھی ملک عدم کی راہ اختیار کی اس کا بیٹا بطرہ تخت حکومت پر متمکن ہوا یہ ایک نو عمر چھوکرا تھا اس کے چچا جبران نے اس کی نگرانی اور اس کی حکومت و سلطنت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا جس وقت عیسائیوں نے غرناطہ پر سنہ ۷۱۸ھ/۱۳۱۸ء میں چڑھائی کی تھی تو یہ دونوں چچا اور بھتیجے بھی آئے ہوئے تھے بطرہ کے بعد اس کا بیٹا ہنشہ تخت نشین ہوا یہ بھی صغیر السن تھا اس کی کفالت اس کے ارکین دولت نے کی جب یہ سن شعور کو پہنچا تو بذات خاص حکمرانی کرنے لگا۔ اس نے سلطان ابوالحسن پر جب کہ وہ طریف کا سنہ ۷۵۱ھ میں محاصرہ کئے ہوئے تھا فوج کشی کی تھی اور حملہ آور ہوا تھا اتفاق سے طاعون جارف میں مر گیا۔

بطرہ اور قمط کی جنگ

تب اس کا بیٹا بطرہ وارث تاج و تخت ہوا بطرہ اور قمط برشلونہ کی باہم چل گئی بطرہ نے کئی بار قمط پر فوج کشی کی اور اس کے صوبجات پر قبضہ کر لیا بلنسیہ کا بھی کئی مرتبہ محاصرہ کیا بالآخر سنہ ۷۷۸ھ/۱۳۷۶ء میں قمط کو فتحیابی ہوئی اس نے قشتالہ کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔

بلنسیہ کا بھی کئی مرتبہ محاصرہ کیا بالآخر ۷۷۸ھ/۱۳۷۶ء میں قمط کو فتحیابی ہوئی اس نے قشتالہ کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا عیسائیوں کے مختلف فرقوں اور گروہوں نے بھی بطرہ کے ظلم و تشدد کی بنا پر قمط کی اعانت کی بطرہ گھبرا کر فرانس کے اس گروہ میں چلا گیا جو قشتالہ کے اس پار اندرونی حصہ میں لیمانیہ و قرطانیہ کے اطراف میں ساحل بحر اخضر اور جزیرہ تک آباد تھے اس کے بادشاہ بلنس غالس نے ایک بہت بڑی فوج بطرہ کی کمک کے لئے تیار کر کے قشتالہ پر فوج کشی کی چنانچہ قشتالہ اور قرنتیرہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور بطرہ کو ان بلاد کی عنان حکومت سپرد کر کے اپنے ملک کی جانب واپس ہوا۔ ان لوگوں کی واپسی سے چند دن قبل ایک وباء عظیم ان لوگوں میں پھیل گئی جس سے ان کا ایک بڑا گروہ ہلاک ہو گیا تھا۔

بطرہ کا قتل

اس کے بعد بطرہ اور اس کے بھائی قمط میں جنگ و جدال کا سلسلہ مسلسل جاری رہا یہاں تک کہ قمط کو فتحیابی نصیب ہو گئی اور بطرہ ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہو گیا کچھ روز بعد جس وقت بطرہ کو اس امر کا احساس ہوا کہ قمط عنقریب مجھے گرفتار کرے گا خفیہ طور سے اپنے کسی ہوا خواہ کو لکھ بھیجا کہ میں تمہارے پڑوس میں پناہ گزیں ہوا چاہتا ہوں اس نے اقراری جواب دیا اتفاق سے قمط کو اس کی خبر لگ گئی قمط نے اسی ہوا خواہ کے مکان میں بطرہ کو ۷۸۲ھ/۱۳۸۰ء میں حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور بنو افونش کے تمام مقبوضہ شہروں پر قابض ہو گیا۔

قمط اور بلنس غالس کے مابین جھڑپیں

بطرہ کا بیٹا اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد اپنے وزیر کے ساتھ قرمونہ میں پناہ گزیں اور قلعہ نشین ہو گیا تھا قمط نے حکمت عمل سے اسے قرمونہ سے نکال لیا اور اس طور سے آہستہ آہستہ قشتالہ کی حکومت پر قابض ہو گیا۔ بلنس غالس بادشاہ فرانس نے اس لڑکے کے ذریعہ سے جو کہ بطرہ کی بیٹی کے بطن سے تھا قمط سے جھگڑا شروع کیا جیسا کہ نواسوں کی وراثت کے بارے میں عجمیوں کی عادت ہے چنانچہ قمط اور بلنس غالس میں مدتوں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا جس کی وجہ سے وہ لوگ مسلمانوں سے غافل ہو گئے اور ان لوگوں نے اس خراج کا دینا بند کر دیا جو عیسائیوں نے ان پر ان کی کمزوری کی وجہ سے قائم کر دیا تھا اس کے بعد ۷۹۱ھ/۱۳۸۸ء میں قمط مر گیا اس کا بیٹا سانجہ تخت حکومت پر متمکن ہوا اس کا دوسرا بیٹا غرمس غرناطہ کی طرف بھاگ گیا کچھ روز بعد اطراف قشتالہ کی جانب لوٹ آیا۔ اس وقت (آٹھویں صدی ہجری میں) مملکت قشتالہ کی یہی کیفیت ہے اور اسی صورت سے وہاں کی حکومت قائم ہے اور الفنش بادشاہ فرانس کے ساتھ انکی مخالفت چل رہی ہے اسی وجہ سے ان کی دشمنی سے مسلمانان اندلس محفوظ ہیں واللہ من ورائہم محیط۔

شاہ برتغال

بادشاہ برتغال کا رقبہ حکومت جس کی سلطنت غربی اندلس اطراف اشبونہ میں ہے' بادشاہ قشتالہ کی بہ نسبت کم ہے صرف صوبجات جلیقیہ اس کے قبضہ میں ہیں اس کے باوجود اس کا بادشاہ اس وقت خود مختار ہونے کے باعث دوسروں سے ممتاز سمجھا جاتا ہے اور نسباً ابن افونش کا شریک ہے میں نہیں جانتا اس کا نسب بنو ادفونش سے کس طرح ملتا ہے۔

شاہ برشلونہ

بادشاہ برشلونہ جس کی حکومت کا سکہ شرقی اندلس میں چلتا ہے یہ ایک وسیع حکومت اور

عظیم مملکت کا مالک ہے۔ ارغون، شاطبہ، شہر قسطہ، بلنسیہ، جزیرہ دانیہ، میورقہ اور منورقہ وغیرہ اس کے علم حکومت کے مطیع ہیں۔ نسباً ان کا فرانس سے تعلق ہے۔ اس کے بادشاہ کا حال جیسا کہ ابن حیان نے نقل کیا ہے یہ قوم قوط (گاتھ) جن لوگوں کی حکومت اس سے پہلے اندلس میں تھی وہی لوگ مملکت فرانس کے قدیمی بادشاہ تھے۔

اہل فرانس اور قوم قوط کے مابین کشیدگی پھر اہل فرانس اور قوم قوط میں مخالفت پیدا ہوئی تھی ان لوگوں نے ان کے عہد و اقرار ناموں کو ناقابل عمل تصور کر کے داخل دفتر کر دیا برشلونہ مملکت فرانس کا ایک صوبہ تھا جس وقت اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو آفتاب اسلام کی روشنی سے منور کیا اور فتوحات اسلامیہ کا سیلاب تمام بلاد اندلس میں چشم زدن میں پھیل گیا تو اسی عداوت کی وجہ سے فرانس نے قوط کی اعانت و مدد نہ کی۔ مسلمانوں نے قوم قوط کے سر کرنے کے بعد فرانس پر دھاوا کیا اور برشلونہ کو ان کے قبضہ سے نکال کر دائرۂ حکومت اسلامیہ میں شامل کر لیا پھر اس کی سرحدوں سے بڑھ کر اس سے ملے ہوئے براعظم پر بھی قابض ہو گئے اور اس کے دار الحکومت جزیرۂ اربونہ کو بھی فرانس سے چھین لیا اس کے علاوہ اور شہروں پر بھی قابض ہو گئے اور اس کے دیگر شہروں کو بھی فرانس سے چھین لیا جو اس کی سرحدوں سے ملے ہوئے تھے۔

عیسائیوں کا برشلونہ پر قبضہ اس کے بعد جس وقت مشرق میں دولت امویہ کا خاتمہ ہوا اور دولت عباسیہ نے عنان حکومت اپنے قبضۂ اقتدار میں لی اس وقت اندلس میں عربوں پر بھی مصیبتیں نازل ہوئیں باہم خانہ جنگیوں میں مصروف ہو گئے فرانس نے موقع پا کر اپنے ان شہروں کو جن پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا تھا برشلونہ تک پھر واپس لے لیا اور تقریباً دوسری صدی میں ان پر قابض ہو گئے ان لوگوں نے اس صوبہ پر اپنی طرف سے ایک عیسائی امیر کو مقرر کیا جو بادشاہ رومہ فرانس کا مطیع اور ماتحت تھا اس وقت اس کا بادشاہ قارلہ اکبر تھا یہ بہت بڑا جابر اور سرکش تھا کچھ عرصہ بعد ان کے بادشاہوں کی کمزوری اور اختلاف کی وجہ سے ان میں بھی اختلافات پیدا ہو گئے جیسا کہ مسلمانوں میں اسلامی سلاطین کے ضعف کی وجہ سے ان میں مخالفت اور چھوٹی چھوٹی متعدد حکومتیں قائم اور پیدا ہو گئی تھیں گورنران صوبجات نے اپنے اپنے مقبوضہ ممالک کو دبا لیا اور خود سر حکومت کے دعویدار بن گئے انھی میں سے ملوک برشلونہ تھے انہوں نے بھی اپنے مقبوضہ صوبہ کو اپنا ملک سمجھ کر خود مختار حکومت کی بناء ڈال دی۔ اور ملوک بنی امیہ ابتداً ملوک برشلونہ سے مصلحتاً مصالحت اور اتحاد کا برتاؤ اس وجہ سے رکھتے تھے کہ مبادا بادشاہ رومہ یا بادشاہ قسطنطنیہ دوسری جانب سے ان لوگوں کا معین و حامی نہ ہو جائے۔

منصور کا برشلونہ پر تسلط پھر جب منصور بن ابی عامر کا دور حکومت آیا تو اسے برشلونہ پر عیسائیوں کا تسلط پسند نہ آیا فوجیں تیار کیں آلات حرب سے انہیں آراستہ کیا اور خود امیر لشکر ہو کر ان پر بقصد جہاد فوج کشی کر دی چنانچہ ملوک برشلونہ کے بلاد کو تاخت و تاراج کرتا ہوا برشلونہ تک پہنچ گیا اور اسے بھی فتح کر کے اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ ان دنوں اس کا بادشاہ بردیل بن طیر

تھا اس کی حالت اس وقت ویسی ہی تھی جیساکہ اور ملوک نصاریٰ کی تھی۔ بردیل نے وفات کے وقت تین بیٹے چھوڑے قلبہ بہمند اور اد منقود۔ پھر ادمنقود نے عبدالملک بن منصور سے بدعہدی کی عبدالملک نے اس پر جہاد کیا اور اس کے شہروں میں سے کسی شہر کی سرحد میں اسے گرفتار کرلیا اس کے بعد بربریوں کے فتنہ کی گرم بازاری ہوئی ادمنقود اس فتنہ میں بربریوں کا شریک اور ان کا ہوا خواہ تھا۔

یلتنیفر بن بہمندو

انہی لڑائیوں میں اومنقود نے سنہ ۴۰۰ھ میں ملک عدم کا سفر اختیار کیا بہمندو تنہا برشلونہ پر حکمرانی کرنے لگا سنہ ۴۱۰ھ (۱۰۰۹) میں یہ بھی راہگزار ملک عدم ہوا اس کا بیٹا یلتنیفر تخت نشین ہوا چونکہ یہ کم سن تھا اس کی ماں امور سیاست کی نگراں ہوئی۔ اس سے اور ملوک طوائف اندلس یحییٰ بن منذر سے لڑائی ہوئی تھی یہ وہی عیسائیہ ملکہ ہے جس نے سرحد طرطوشہ پر قبضہ کر لیا تھا سلسلۂ حکومت بہمندہی کی نسل میں قائم رہا۔ موحدوں کے آخری دور حکومت میں اس کا بادشاہ جامعہ بن بطیرہ بن ادفونش بن بہمند تھا اسی نے بلنسہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکالا ہے ان دنوں (یعنی آٹھویں صدی ہجری میں) ان کے بادشاہ کا نام بطرہ ہے مجھے اس کے نسب کی کوئی ذاتی اطلاع نہیں ہوئی کہ کس طرح پر اس کا نسب اس کی قوم سے ملتا ہے اس صدی (آٹھویں) کے تیسویں سال میں اس نے تخت حکومت پر قدم رکھا تھا اور اس وقت تک یہ زندہ ہے اس کا بیٹا اس کے ضعیف و معمر ہونے کی وجہ سے اس پر غالب ہے واللہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین۔

باب ۱۴

امارت افریقیہ

افریقیہ میں اسلامی فتوحات کی ابتدا

ان حکمرانان عرب میں سے جنہوں نے علم خلافت عباسیہ کے زیر اثر بلاد اسلامیہ پر حکمرانی کے پہلے ہم بنو اغلب والیان افریقیہ کے حالات تحریر کرتے ہیں اور ان کی ابتدائے حکومت اور تمام احوال لکھنا چاہتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی سرح

عہد خلافت عثمانؓ بن عفان کے تذکرہ میں عبداللہ بن ابی سرح کے ہاتھوں افریقیہ کی فتح کی کیفیت ہم تحریر کر آئے ہیں کہ یہ بیس ہزار صحابہ اور سرداران عرب کی جمعیت سے افریقیہ پر حملہ آور ہوئے تھے عیسائیوں کے اس گروہ کو جو کہ وہاں پر فرانس، روم اور بربر کا موجود تھا منتشر و پراگندہ کیا تھا ان کے دارالسلطنت سبیطلہ کو منہدم و مسمار کر کے ان کے مال و اسباب چھین لئے تھے ان کی عورتیں اور لڑکیاں لونڈیاں بنالی تھیں۔ ان کی حکومت کے شیرازہ کو درہم و برہم کر دیا تھا سواران عرب نے افریقیہ کے میدانوں کو اپنی جولانگاہ بنالیا اور اہل کفر کو اس سختی سے قتل و قید کرنا شروع کیا کہ اہل افریقیہ نے عبداللہ بن ابی سرح فاتح افریقیہ کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ تین سو قنطار سونا آپ ہم سے لے کر عرب کے ساتھ اپنے ملک کو واپس جائیں چنانچہ عبداللہ بن ابی سرح نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور ۲۷ھ میں مصر کی جانب واپس ہوئے۔

معاویہ بن خدیج

۴۳ھ میں امیر معاویہ بن ابی سفیان نے معاویہ بن خدیج کونی گورنر مصر کو افریقیہ پر جہاد کرنے کی ہدایت کی معاویہ بن خدیج نے فوجیں آراستہ کر کے افریقیہ کی طرف قدم بڑھایا۔ جلولہ پر پہنچ کر ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ رومیوں کے اس لشکر سے مقابلہ ہوا جسے بادشاہ قسطنطنیہ نے افریقیہ کی حمایت کی غرض سے روانہ کیا تھا مقام قصر احمر میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا نہایت سخت اور خونریز لڑائی کے بعد مسلمانوں نے عیسائیوں کو شکست دی اور انتہائی ابتری کے ساتھ انہیں ان کے ملک کی جانب لوٹا دیا جلولاء پر اسلامی جھنڈا نصب کر دیا گیا بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا اطراف و جوانب کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا اور واپس آئے۔

عقبہ بن نافع

۴۵ھ میں معاویہ بن ابی سفیان نے عقبہ بن نافع بن عبداللہ بن قیس فہری کو افریقیہ کے سر کرنے پر مامور کیا اور معاویہ بن خدیج کے قبضہ سے اس کی عنان حکومت نکال لی پس عقبہ بن نافع نے قیروان کو آباد کیا بربریوں سے معرکہ آرا ہوئے اور ان کے

ملک کو معقول طور سے پامال کیا۔

ابوالمہاجر

پھر معاویہ بن ابی سفیان نے مصر اور افریقہ کی حکومت پر مسلمہ بن مخلد کو مامور کیا اُس نے عقبہ کو حکومت افریقہ سے معزول کرکے اپنے غلام ابوالمہاجر دینار کو ۵۵ھ میں اس کی سند حکومت عطا کی۔ ابوالمہاجر نے مغرب پر جہاد کیا فتح کرتا ہوا تلمسان تک پہونچا عقبہ نے قیروان کو اپنی معزولی کی وجہ سے خراب و ویران کرڈالا۔ مگر ابوالمہاجر کی ترقی کو نہ روک سکا اس کے ہاتھ پر متعدد لڑائیوں کے بعد جس میں اسے فتحیابی نصیب ہوتی تھی کسیلہ اوربی مشرف باسلام ہوا۔

عقبہ بن نافع کی افریقہ روانگی

جس وقت یزید بن معاویہ نے عنان حکومت وسلطنت اپنے قبضۂ اقتدار میں لی اس وقت عقبہ بن نافع ۶۲ھ میں افریقہ کی جانب واپس ہوا چنانچہ عقبہ نے افریقہ میں داخل ہوکر بربریوں کو مرتد پایا۔ اس نے ان لوگوں پر حملہ کی تیاری کی۔ زہیر بن قیس بلوی کو مقدمہ (ہراول) پر متعین کیا۔ رومی اور فرانسیسی لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ متعدد لڑائیوں کے بعد ان کے قلعوں ملبنس اور باغایہ کو فتح کرلیا زاب کے دارالسلطنت ازنہ پر بھی بزور تیغ قابض ہوگیا اس کے بادشاہ کو جو کہ بربری نسل سے تھا قید کرلیا۔ بیحد مال غنیمت ہاتھ لگا اس کے بعد طنجہ کی جانب کوچ کیا اس کے بعد بلیان بادشاہ غمارہ اور والی طنجہ نے علم حکومت اسلام کے آگے گردن اطاعت جھکادی۔ ہدایا اور تحائف پیش کئے بلاد بربر اور اس کے پار مغرب کے سر کرنے کی بھی رہنمائی کی، دلیلی، صنذرہون بلاد مصامدہ اور بلاد سوس وغیرہ کو فتح کرنے کی راہیں بتلائیں۔ یہ لوگ اس وقت تک مجوسی مذہب کے پابند تھے، عیسائی مذہب میں داخل نہیں ہوئے تھے چنانچہ عقبہ نے ان بلاد کی جانب قدم بڑھایا۔ بہت بڑی اور نمایاں فتح نصیب ہوئی۔ ہزاروں مردوں اور عورتوں کو لونڈی غلام بنایا۔ بے حد مال و اسباب ہاتھ آیا۔ حد سے زیادہ ان لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آیا فتح کرتا ہوا سوس پہونچا۔ مسوفہ اہل شام سے سوس کی سرحد پر لڑائی ہوئی میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا عقبہ بحر محیط پر چند روز قیام کرکے واپس ہوا اور اپنی فوج ظفر موج کو قیرواں میں آملنے کی ہدایت دی۔

معرکہ تہودا

چونکہ کسیلہ بادشاہ اوربہ اور برانس بربری کو محاصرہ اور جنگ کی وجہ سے عقبہ بن نافع کی جانب سے دلی کینہ پیدا ہوگیا تھا ان لوگوں نے واپسی کے وقت موقع پاکر مقام تہودا میں عساکر اسلامیہ سے چھیڑ چھاڑ کی عقبہ تین سو کبار صحابہ اور تابعین کے ساتھ شہید ہوئے اسی لڑائی میں محمد بن اوس انصاری چند مسلمانوں کے ساتھ قید کرلیا گیا تھا جس کو والی قفصہ نے رہا کر کے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے قیروان بھیجدیا۔ اسی اثنا میں زہیر بن قیس بھی قیروان واپس آیا ان واقعات کو سن کر آگ بگولا ہوگیا اور برانس کی سرکوبی کے قصد سے فوج کی درستی کا حکم دیا حنش بن عبداللہ صنعانی نے اس لڑائی سے مخالفت کی اور اس کے لشکر سے علیحدہ ہوکر مصر کا راستہ لیا۔ چند لوگوں نے اس کی متابعت کی مجبوراً زہیر کو بھی ان لوگوں کے ساتھ نکلنا پڑا برقہ میں پہونچکر بہ انتظار امداد قیام پذیر ہوا زہیر کے چلے آنے کی وجہ سے ان لوگوں نے جو اس وقت قیروان کسیلہ سے امن کی درخواست کی کسیلہ نے ان لوگوں کو امان

دی قیروان آیا اور یہ لوگ اس کے سایہ حمایت میں مقیم رہے۔

زہیر بن قیس بلوی

جس وقت عبدالملک بن مروان نے عنان خلافت اپنے قبضۂ اقتدار میں لی اس وقت اس نے برقہ میں زہیر بن قیس بلوی کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور بربریوں کے میدان جنگ کا زہیر کو افسر اعلیٰ مقرر کیا زہیر سنہ ۶۷ھ میں افریقہ پر حملہ آور ہوا مقام ممس اطراف قیروان میں کسیلہ سے مڈبھیڑ ہوئی نہایت سخت اور خونریز لڑائیوں کے بعد زہیر نے کسیلہ کو شکست دی اور دوران جنگ میں اسے قتل کر ڈالا اس کے علاوہ اور بہت سے سرداران بربر اور ان کے نامی نامی جنگجو کھیت رہے اس کے بعد مشرق کی جانب واپس ہوا اور بولا کہ میں اس اطراف میں جہاد کی غرض سے آیا تھا۔ مگر اب مجھے اب یہ خوف پیدا ہو چلا ہے کہ میرا نفس دنیا کی جانب مائل ہو رہا ہے چنانچہ مصر کی طرف کوچ کیا سواحل برقہ پر بادشاہ قسطنطنیہ کی جنگی کشتیوں کے بیڑے نے مزاحمت کی جو زہیر کی روک تھام کے لئے روانہ کیا گیا تھا زہیر نے کمال مردانگی سے مقابلہ کیا۔ عیسائیوں کی جمعیت بہت زیادہ تھی زہیر کو اس واقعہ میں شہادت نصیب ہوئی۔

حسان بن نعمان غسانی

عبدالملک بن مروان نے عبداللہ بن زبیر کی شہادت اور مستقل حکومت حاصل کرنے کے بعد حسان بن غسانی کو افریقہ پر جہاد کرنے کا حکم دیا ایک بڑی فوج سے اس کی مدد کی چنانچہ حسان بن نعمان قیروان میں داخل ہوا اور بزور تیغ قرطاجنہ کو فتح کر کے ویران کر ڈالا جس قدر رومی اور فرانسیسی قرطاجنہ میں تھے صقلیہ اور اندلس کی جانب بھاگ گئے اس کے بعد پھر عیسائیوں نے صطفور اور تبزوت میں متفق ہو کر عساکر اسلامیہ کا مقابلہ کیا حسان نے اس معرکہ میں بھی ان لوگوں کو شکست دی عیسائیوں نے باجہ اور بونہ میں جا کر پناہ لی اس کے بعد حسان نے کاہنہ ملکہ جراوہ کے ارادے سے کوہ اوراس کی طرف قدم بڑھایا ان دنوں ملوک بربر میں سے اس کی قوت و شوکت بہت بڑھی تھی اس سے اور عساکر اسلامیہ سے لڑائیاں ہوئیں۔ میدان بربریوں کے ہاتھ رہا مسلمانوں کو شکست ہوئی ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا خاتمہ جنگ کے بعد کاہنہ نے خالد بن یزید قیسی کے علاوہ سب کو رہا کر دیا انھیں اپنے دونوں لڑکوں کے ساتھ دودھ پلایا اور انھیں ان کا رضاعی بھائی بنایا اور عرب کو افریقہ سے نکال دیا۔

کاہنہ کا قتل

حسان نے شکست کھا کر برقہ پہنچ کر دم لیا خلیفہ عبدالملک کا فرمان پہنچا لکھا تھا کہ جب تک دارالخلافت سے امدادی فوجیں نہ پہنچیں تم برقہ میں قیام پذیر رہو چنانچہ سنہ ۷۴ھ میں دارالخلافت دمشق سے امدادی فوجیں وارد برقہ ہوئیں حسان نے سامان جنگ درست کر کے افریقہ کی جانب کوچ کیا اور خالد بن یزید سے در پردہ خط و کتابت کر کے اسے ملا لیا اور اسے کاہنہ کے خلاف ابھار دیا۔ ایک روز بحالت غفلت خالد نے کاہنہ کا کام تمام کر دیا حسان نے کوہ اوراس بار ہو کر قبضہ کر لیا اور اس کے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر کے قیروان کی جانب واپس ہوا اس واقعہ کے بعد سے بربریوں کو جان و مال کی امان دی گئی۔ ان پر اور رومیوں اور فرانسیسیوں پر جو ان کے ساتھ تھے خراج مقرر کیا گیا اور یہ شرط لکھائی گئی کہ بارہ ہزار بربر جوان ہمیشہ ہر جہاد میں عساکر اسلامیہ کے ہمرکاب رہا کریں خلیفہ عبدالملک نے حسان کی واپسی کے بعد عساکر اسلامیہ میں سے صالح نامی ایک شخص کو حسان کی جگہ افریقہ پر مامور و متعین کیا۔

موسیٰ بن نصیر

ولید بن عبدالملک نے تخت خلافت پر متمکن ہو کر اپنے چچا عبداللہ کو جو کہ مصر کا گورنر تھا (بعضے کہتے ہیں کہ عبدالعزیز کو) لکھ بھیجا کہ موسیٰ بن نصیر کو جہاد کی غرض سے افریقیہ کی جانب روانہ کرو۔ موسیٰ کا باپ نصیر معاویہ کا محافظ (باڈی گارڈ) تھا چنانچہ عبداللہ نے موسیٰ بن نصیر کو افریقیہ کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا۔ یہ کوچ و قیام کرتا ہوا قیروان پہنچا قیروان میں صالح گورنری کر رہا تھا جسے حسان کے بعد خلیفہ عبدالملک نے مامور کیا تھا۔ موسیٰ نے اسے بھی فوج کے ایک حصہ کا سردار مقرر کیا۔ بربریوں کی اس وقت یہ کیفیت تھی کہ ان لوگوں نے عہد و اقرار بھلا کر بلاد اسلامیہ پر حملے شروع کر دیے تھے۔

موسیٰ بن نصیر کی فتوحات

موسیٰ نے ملک افریقیہ میں اپنی فوج کو پھیلا دیا جزیرۂ میورقہ کی جانب اپنے بیٹے عبداللہ کو براہ دریا حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا جو بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا تب اسے دوسری جانب بڑھنے کا حکم دیا اسی طرح اپنے دوسرے بیٹے مروان کو ایک سمت کی طرف حملہ آور ہونے کا اشارہ کیا اور خود بھی ایک جانب بڑھا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا ہزاروں کو گرفتار کر کے غلام بنا لیا مال غنیمت سے جو خمس نکالا گیا تھا اس میں ستر ہزار قیدی تھے۔ موسیٰ نے ان اطراف سے ایک گونہ فراغت حاصل کر کے طنجہ پر فوج کشی کی درعہ اور صحرائے تافیلات کو فتح کیا اور اپنے بیٹے کو سوس کی جانب روانہ کیا۔ بربریوں کو اس کی شوکت و جلالت اور جنگ و جدال سے اپنی ناکامی کا یقین ہو گیا سب نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں مصامدہ نے بطور ضمانت اپنے سرداروں اور امیروں کے لڑکوں کو عساکر اسلامیہ کے حوالہ کر دیا موسیٰ نے ان لوگوں کو طنجہ میں ٹھہرایا یہ واقعہ ۸۸ھ کا ہے۔

فتح اندلس

اس کے بعد موسیٰ نے طنجہ کی گورنری پر طارق بن زیاد لیثی کو مامور کیا۔ طارق نے طنجہ سے اندلس کی طرف قدم بڑھایا۔ اندلس کے فتح کی بلیان (جولین) بادشاہ غمارہ (والی قلعہ سیوطا) نے طارق کو ترغیب دی تھی چنانچہ ۹۰ھ میں اندلس فتح ہوا اس کے بعد ہی موسیٰ بن نصیر بھی اندلس جا پہونچا اور اس کی فتح کی تکمیل کی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں فتح اندلس کے بعد موسیٰ بن نصیر افریقیہ پر اپنے بیٹے عبداللہ کو اور اندلس پر اپنے دوسرے بیٹے عبدالعزیز کو مامور کر کے مشرق کی جانب واپس ہوا اتنے میں ولید نے وفات پائی اور سلیمان نے تخت خلافت پر ۹۶ھ میں قدم رکھا۔ اس نے موسیٰ سے ناراض ہو کر اسے قید کر دیا۔

محمد بن یزید

سلیمان نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد موسیٰ کو قید کر دیا اور اس کے بیٹے عبداللہ کو حکومت افریقیہ سے معزول کر کے اس کی جگہ محمد بن یزید (قریش کے غلام) کو سند حکومت عطا کی محمد بن یزید سلیمان کی وفات تک افریقیہ کی گورنری پر مامور رہا۔

اسماعیل بن مہاجر

سلیمان کی وفات کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے عبائے خلافت زیب تن کیا انہوں نے افریقیہ کی گورنری پر اسماعیل بن عبداللہ بن ابی مہاجر کو متعین کیا یہ شخص نہایت نیک دل، خلیق اور عادات حسنہ کا مخزن تھا اسی کے زمانۂ گورنری میں تمام بربری مشرف باسلام ہوئے

یزید بن ابی مسلم

یزید بن عبدالملک نے تخت خلافت پر متمکن ہو کر افریقہ کی سند حکومت یزید بن مسلم (یہ حجاج کا غلام اور سکرٹیری تھا) کو عطا کی۔ ۱۰۱ھ میں یزید بن ابی مسلم وارد افریقہ ہوا اس نے بربریوں کے ساتھ بڑی بدخلقی کی کج ادائی سے پیش آیا۔ ان لوگوں پر دائرۂ اسلام میں داخل ہو جانے کے باوجود جزیہ مقرر کیا جیسا کہ حجاج نے عراق میں کیا تھا۔ بربریوں نے اسے اس کی حکومت کے ایک مہینہ بعد قتل کر ڈالا اور محمد بن یزید کو جو کہ اسماعیل کے پہلے گورنر تھا اپنا امیر حکمراں بنایا اور یزید بن عبدالملک کی خدمت میں لغرض اظہار اطاعت یزید بن ابی مسلم کے قتل کر ڈالنے کی معذرت لکھی یزید بن عبدالملک نے انکی معذرت کو قبول فرمایا اور محمد بن یزید کو گورنری افریقہ پر بحال و قائم رکھا۔

بشیر بن صفوان کلبی

اس کے بعد یزید بن عبدالملک نے افریقہ کی گورنری پر بشیر بن صفوان کلبی کو متعین کیا چنانچہ ۱۰۳ھ میں بشیر بن صفوان افریقہ وارد ہوا انتظام حکومت کو درست کر کے بغاوتوں اور خود سریوں کو رفع دفع کیا اور بنفسہ ۱۰۹ھ میں صقلیہ پر جہاد کی غرض سے حملہ آور ہوا۔

عبیدہ بن عبدالرحمٰن

پھر ہشام بن عبدالملک نے بشیر بن صفوان کو حکومت افریقہ سے معزول کر کے اس کی جگہ عبیدہ بن عبدالرحمٰن سلمی برادر زادہ ابوالاعور کو سند حکومت عطا کی۔ ۱۱۰ھ میں عبیدہ وارد افریقہ ہوا۔

عبیداللہ بن حجاب

کچھ دن بعد عبیدہ بن عبدالرحمٰن مذکور کو ہشام بن عبدالملک تاجدار خلافت امویہ نے معزول کر کے عبیداللہ بن حجاب (بنو سلون کے غلام) کو گورنری افریقہ پر مامور کیا عبیداللہ بن حجاب مصر کا والی تھا ہشام نے اسے افریقہ کی گورنری پر جانے کا حکم دیا عبیداللہ نے مصر پر اپنے بیٹے ابوالقاسم کو اپنا قائم مقام بنا کر افریقہ کی جانب کوچ کیا۔ ۱۱۶ھ میں افریقہ پہونچا جامع تونس تعمیر کرائی۔ جنگی و بحری کشتیوں کے بنانے کے لئے ایک کارخانہ بنایا۔ طنجہ کی حکومت پر اپنے بیٹے اسماعیل کو مامور کیا اور عمر بن عبیداللہ بن مرادی کو اس کے ہمراہ بھیجا۔ اندلس کی امارت عقبہ بن حجاج قیسی کو دی اور حبیب بن عبیدہ بن عقبہ بن نافع کو ملک مغرب پر جہاد کرنے کا حکم دیا چنانچہ حبیب بن عبیدہ جہاد کرتا ہوا اقصائے سوس اور سرزمین سوڈان تک پہونچ گیا بہت سا مال غنیمت از جنس سیم و زر لونڈی غلام لے کر واپس ہوا تمام بلاد مغرب اور قبائل بربر کو زیر و زبر کر دیا۔ اس کے بعد دوبارہ براہ دریا ۱۲۲ھ میں صقلیہ پر جہاد کیا اس مہم میں عبدالرحمٰن بن حبیب بھی اس کے ہمرکاب تھا سرقوسہ پر پڑاؤ کر دیا جو کہ صقلیہ کا بہت بڑا شہر تھا۔ نہایت سختی سے تمام جزیرہ پر تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا آخرالامر اہل صقلیہ نے جزیہ دینا قبول کیا۔

محمد بن عبداللہ والی طنجہ کا قتل

چونکہ محمد بن عبداللہ والی طنجہ نے بربریوں کے ساتھ بدسلوکی شروع کر دی تھی اور ان میں سے جو لوگ مشرف باسلام ہو گئے تھے ان پر بھی جزیہ قائم کرنے کا بایں گمان فاسد ارادہ کیا تھا کہ یہ مال غنیمت ہے اس وجہ سے بربریوں کو اشتعال پیدا ہوا اور سب کے سب متفق ہو کر بغاوت کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے اس اثناء میں یہ خبر لگی کہ لشکر اسلام حبیب بن عبیدہ کی سرکردگی میں صقلیہ پر جہاد کرنے کو گیا ہوا ہے میسرہ مظفری صفریہ خوارج

کے علم حکومت کا مطیع ہو کر طنجہ پر چڑھ آیا اور محمد بن عبداللہ کو قتل کر کے طنجہ پر قابض ہو گیا۔ بربریوں نے بھی اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس کی حکومت و خلافت کی بیعت کر کے "امیرالمومنین" کے لقب سے مخاطب کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ یہ باتیں تمام قبائل افریقہ میں پھیل گئیں۔

غزوۃ الاشراف

عبیداللہ بن حجاب نے ان واقعات سے مطلع ہو کر خالد بن حبیب فہری کو باقیماندہ لشکر اسلام کی افسری کے ساتھ جو اس وقت اس کے ساتھ تھا اس طوفان بے تمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ کیا اور حبیب بن عبیدہ کو اس لشکر اسلام کے ساتھ جو اس کے رکاب میں تھا طلب کر کے خالد کی روانگی کے بعد ہی بطور کمک افریقہ کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ اطراف طنجہ میں میسرہ اور بربریوں کے عساکر اسلامیہ کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز لڑائی ہوئی پھر آپ ہی آپ فریقین جنگ سے ہاتھ کھینچ کر علیحدہ ہو گئے۔ میسرہ طنجہ کی جانب واپس ہوا بربر نے میسرہ کی کج ادائی کی وجہ سے میسرہ پر پلٹ کر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر کے اس کی جگہ خالد بن حبیب زناتی کو اپنا امیر بنایا۔ تمام بربر نے اس کی امارت کو تسلیم کیا۔ اتنے میں خالد بن حبیب لشکر عرب اور فوج ہشام لئے ہوئے پہونچ گیا ایک دوسرے سے گتھ گئے اس معرکہ میں ان لوگوں کو شکست ہوئی۔ خالد بن حبیب اور اور عرب کا ایک گروہ کھیت رہا۔ اسی مناسبت سے اس لڑائی کا نام غزوہ الاشراف رکھا گیا۔

ان واقعات سے عبیداللہ بن حجاب سے افریقہ باغی ہو گیا۔ اس کی خبر اندلس پہونچی تو اہل اندلس نے اپنے گورنر عقبہ بن حجاج کو معزول کر کے عبدالملک بن قطن کو اپنا امیر بنا لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

کلثوم بن عیاض

جس وقت ہشام بن عبدالملک کے دربار خلافت میں مغرب میں عساکر اسلامیہ کی شکست اور عبیداللہ بن حجاب سے افریقہ کی بغاوت کی خبر موصول ہوئی تاجدار خلافت اموی نے عبیداللہ بن حجاب کو واپس آنے کے لئے لکھا اور افریقہ کی حکومت پر ۱۲۳ھ میں کلثوم بن عیاض کو متعین فرمایا۔ اس کے مقدمۃ الجیش (ہراول) پر بلج بن بشر قشیری تھا۔ کلثوم نے قیروان پہونچ کر اہل قیروان کے ساتھ بُرے برتاؤ کئے۔ اہل قیروان نے حبیب بن عبیدہ سے شکایت کی حبیب اس وقت تلمسان میں مقیم تھا اور بربریوں کا موافق اور ہوا خواہ تھا چنانچہ حبیب نے کلثوم بن عیاض کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور آئندہ ایسے افعال کے ارتکاب سے منع کیا اور کسی قدر دھمکی بھی دی۔

کلثوم بن عیاض نے معذرت کی اور قیروان پر عبدالرحمٰن بن عقبہ کو اپنا نائب مقرر کر کے براہ سبتہ کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ تلمسان پہونچا۔ حبیب بن عبیدہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔

دو دو ہاتھ دونوں لڑ گئے پھر متفق ہو کر دونوں خود کردہ پر پشیمان ہو کر اسلام کی طرف لوٹے۔

بربریوں کا وادی طنجہ پر حملہ

بربریوں نے ان لوگوں پر وادی طنجہ یعنی وادی سیبوا میں حملہ کیا بلخ کو جو کہ ہراول کا افسر تھا شکست ہوئی۔ بھاگ کر کلثوم کے پاس پہونچا۔ بربری بھی تعاقب کرتے ہوئے پہونچ گئے۔ نہایت سختی سے لڑائی ہونے لگی۔ کلثوم اور حبیب بن عبیدہ کام آئے۔ لشکر اسلام کا اکثر حصہ کھیت رہا۔ اہل شام نے بلخ بن بشیر کے ساتھ سبتہ میں جا کر پناہ لی۔ بربریوں نے پہونچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ محصورین نے عبدالملک بن قطن امیر اندلس سے اندلس میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی عبدالملک نے ان لوگوں کو صرف ایک برس قیام کی اجازت دی اور اس امر پر ان سے ضمانت لے لی۔ انقضائے مدت کے بعد عبدالملک نے ان لوگوں سے ایفائے عہد کا مطالبہ کیا۔ ان لوگوں نے پہلے کچھ حیلہ و حوالہ کیا جب اس سے کام نہ چلا تو ایک روز ان لوگوں نے اسے قتل کر ڈالا اور بلخ نے اندلس پر قبضہ کر لیا۔

بلخ بن بشر

عبدالرحمٰن بن حبیب بن عبیدہ بن عقبہ بن نافع بھی جس وقت اس کا باپ حبیب کلثوم کے ساتھ مارا گیا تھا اور بلخ نے اندلس پہونچ کر قبضہ کر لیا اس امید موہوم پر کہ کبھی نہ کبھی میں بھی حکومت اندلس پر قابض ہو جاؤں گا اندلس چلا گیا اور اسی فکر میں ڈوبا رہا جب ابوالخطار حنظلہ کی جانب سے امیر اندلس ہو کر وارد اندلس ہوا تو عبدالرحمٰن حکومت اندلس سے ناامید ہو کر ۱۲۶ھ میں تونس کی جانب واپس آیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ہشام نے وفات پائی تھی اور ولید بن یزید تخت خلافت پر متمکن ہو چکا تھا۔ عبدالرحمٰن حکومت و سلطنت کا دعویدار ہو گیا اور قیروان کی طرف کوچ کر دیا۔ حنظلہ نے یہ سُن کر عبدالرحمٰن کی روک تھام کے لئے اپنے لشکر کے چند سرداروں کو عبدالرحمٰن کے پاس بھیجا۔ عبدالرحمٰن نے بلطائف الحیل ان لوگوں سے ملاقات تک نہ کی اور نہایت تیزی سے قیروان کی جانب سفر کرنے لگا۔ حنظلہ اس امر کا احساس کر کے کہ عنقریب مسلمانوں میں باہم خونریزی کا سلسلہ جاری ہوا چاہتا ہے ۱۲۷ھ میں افریقہ سے مغرب کی جانب واپس ہوا اور عبدالرحمٰن نے دارالامارت میں داخل ہو کر افریقہ کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور مروان بن محمد کو اپنی جانب سے افریقہ کی گورنری پر مامور کیا۔

عبدالرحمٰن بن حبیب اور خوارج کی جنگ

اس کے بعد خوارج ہر چہار طرف سے عبدالرحمٰن پر ٹوٹ پڑے عمر بن عطاب ازدی نے طبیناش میں، عروہ بن ولید صفری نے تونس میں، ثابت صنہاجی نے باجہ میں اور عبدالجبار بن حرث نے طرابلس میں علم مخالفت دپیکار بلند کیا۔ یہ لوگ فرقہ اباضیہ سے تھے۔ عبدالرحمٰن نے ۱۳۱ھ میں ثابت اور عبدالجبار پر فوج کشی کی اور ان دونوں کو شکست دے کر اثنائے جنگ میں دونوں کو ملک عدم پہونچا دیا۔ اسی زمانے میں عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی الیاس کو عمر بن عطاب کی گوشمالی کی غرض سے طبیناس روانہ کیا تھا۔ الیاس نے بھی عمر کو شکست دے کر مار ڈالا اس کے بعد عبدالرحمٰن نے عروہ کی سرکوبی کے لئے تونس پر چڑھائی کی اور اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ ان

لوگوں کے مارے جانے سے خوارج کی جمعیت منتشر ہوگئی۔

عبدالرحمٰن اور فرانسیسیوں کے مابین جھڑپیں

پھر ۱۳۵ھ میں عبدالرحمٰن نے بربر سے جنگ کرنے کے لئے اطراف تلمسان پر چڑھائی کی بربر کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی عبدالرحمٰن کامیابی کے ساتھ واپس ہوا۔ اس کے بعد ایک فوج کو براہ دریا صقلیہ کی طرف روانہ کیا اور دوسری فوج کو سردانیہ کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ فرانسیسیوں سے بہت سخت لڑائی ہوئی خوب خوب انھیں نیچا دکھایا یہاں تک کہ عیسائیان فرانس نے جزیہ دینا قبول کیا۔ ان واقعات کے بعد بنو عباس کی حکومت کا دور آگیا عبدالرحمٰن نے اظہار اطاعت کی غرض سے خلیفہ سفاح کی خدمت میں عرضداشت روانہ کی اس کے بعد ابو جعفر منصور کے دربار میں بھی اطاعت و فرمانبرداری کی عرضی بھیجی۔

خلیفہ منصور اور عبدالرحمٰن کے مابین کشیدگی

بنو امیہ کی ایک بڑی جماعت افریقہ چلی آئی۔ ان لوگوں میں سے جو کہ افریقہ میں اس کے پاس چلے آئے تھے قاضی و عبدالمومن پسران ولید بن یزید تھے ان کے ہمراہ انکی چچازاد بہن بھی چلی آئی تھی عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی الیاس کا عقد اس سے کر دیا کچھ عرصہ بعد عبدالرحمٰن تک یہ خبر پہونچائی گئی کہ قاضی و عبدالمومن حکومت و سلطنت کے دعویدار ہیں عبدالرحمٰن یہ سنتے ہی ان دونوں بھائیوں کو قتل کرا دیا عبدالرحمٰن کے اس فعل سے مقتولوں کی چچازاد بہن کو بیحد ناراضگی پیدا ہوئی اپنے شوہر الیاس کو اس کے بھائی عبدالرحمٰن کی جانب سے برانگیختہ کر دیا اور اس کے دل میں بھائی کی جانب سے کینہ و عداوت کا بیج بو دیا۔ اتفاق سے انھی دنوں عبدالرحمٰن نے تھوڑے سے تحائف ایک معذرت نامہ کے ساتھ خلیفہ ابو جعفر منصور کی خدمت میں روانہ کئے تھے خلیفہ منصور نے معذرت قبول نہ کی۔

عبدالرحمٰن کا قتل

اس پر عبدالرحمٰن نے خلیفہ منصور کو برے الفاظ سے مخاطب کیا منصور نے تہدید آموز فرمان تحریر کیا اور خلعت بھیجا عبدالرحمٰن نے بغاوت کا اظہار کر دیا اور برسر منبر خلعت کو پھاڑ ڈالا۔ اس کے بھائی الیاس کو جو اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے موقع کا متلاشی تھا موقع مل گیا۔ سرداران لشکر کو ملا جلا کر عبدالرحمٰن کی مخالفت اور خلیفہ منصور کی دوبارہ حکومت و خلافت تسلیم کرنے پر ابھار دیا۔ اس معاملہ میں اپنے بھائی عبدالوارث کو شریک اور رازدار بنالیا۔ عبدالرحمٰن کو ان دونوں کے ارادہ سے آگاہی ہوگئی الیاس کو تونس جانے کا حکم دیا روانگی کے وقت رخصت کرنے کی غرض سے آیا اس کے ساتھ اس کا بھائی عبدالوارث بھی تھا۔ الیاس و عبدالوارث نے عبدالرحمٰن کو مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۱۳۶ھ میں عبدالرحمٰن کی حکومت کے دسویں سال واقع ہوا۔

حبیب بن عبدالرحمٰن

عبدالرحمٰن کے مارے جانے کے بعد اس کا بیٹا حبیب تونس کی طرف بھاگ گیا الیاس اور عبدالوارث نے ہر چند اس کی تلاش کی قصر امارت کے دروازے بند کرالئے گئے مگر حبیب ہاتھ نہ آیا اس کا چچا عمران بن حبیب تونس میں تھا۔ الیاس نے حبیب کا تعاقب کیا عمران اور الیاس میں خوب خوب لڑائیاں ہوئیں بالآخر اس پر مصالحت ہوگئی کہ قفصہ، قسطیلہ

اور نفزاوہ حبیب کو دیا جائے۔ ٹونس، اصطفورہ یعنی تبرزو اور جزیرہ پر عمران کا قبضہ رہے باقی بلاد افریقہ الیاس کے زیر حکومت تصور کیا جائے اس صلح کی تکمیل ۱۳۸ھ میں ہوئی چنانچہ حبیب نے اپنے بلاد کی طرف جو کہ بروئے صلحنامہ اسے ملے تھے کوچ کیا اور الیاس نے اپنے بھائی عمران کے ساتھ ٹونس کا راستہ لیا۔ اثنائے راہ میں الیاس نے عمران کے ساتھ دغا کی اور اسے شرفاء کے ایک گروہ کے ساتھ مار کر قیروان کی جانب لوٹ آیا اور اظہار اطاعت کی غرض سے ایک عرض داشت معرفت عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم قاضی افریقہ دربار خلافت ابوجعفر منصور میں روانہ کی۔ اس کے بعد حبیب نے ٹونس پہونچ کر قبضہ کر لیا۔ الیاس کو اس کی خبر لگی تو اس نے ٹونس پہونچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ حبیب نے میدان خالی دیکھ کر چپکے سے قیروان کا راستہ لیا اور پہونچتے ہی قابض ہوگیا جیل کے دروازے کھول دیئے۔ الیاس اس واقعہ سے مطلع ہوکر بہ تلاش حبیب قیروان کی طرف لوٹا اس کے اکثر ہمراہی اس سے علیحدہ ہوکر حبیب سے جا ملے۔

الیاس بن حبیب کا خاتمہ

جس وقت دونوں چچا بھتیجے ایک دوسرے کے مقابلہ پر آئے۔ حبیب نے اپنے چچا الیاس کو جنگ کی غرض سے للکارا۔ چنانچہ دونوں شمشیر بکف میدان میں آگئے حبیب نے نہایت تیزی سے اپنے چچا کا کام تمام کر دیا اور مظفر و منصور قیروان میں داخل ہوکر قبضہ کر لیا یہ واقعہ آخر ۱۳۸ھ کا ہے اس کا دوسرا چچا عبدالوارث بربر کے قبائل سے قبیلہ ورفجومہ میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔

عاصم بن جمیل

اس قبیلہ کا سردار ان دنوں عاصم بن جمیل نامی ایک شخص تھا۔ اسے نجوم میں مہارت حاصل تھی اس نے دعوئ نبوت کیا تھا عبدالوارث کو اسی نے امان دی تھی۔ حبیب نے یہ خبر پاکر ان لوگوں پر چڑھائی کی ان لوگوں نے حبیب کو قابس کی جانب شکست دی ان سے ان لوگوں کی حکومت مستقل اور مستحکم ہوگئی۔ قیروان کے عربوں نے عاصم بن جمیل کو قیروان پر حکومت کرنے کے لئے لکھ بھیجا مگر شرط یہ کی کہ خلیفہ منصور کی حکومت تسلیم اور اس کی حمایت کرنا ہوگی عاصم نے اس شرط کو منظور نہ کیا۔ فوجیں آراستہ کرکے قیروان پر چڑھ آیا عربوں کو اس معرکہ میں شکست ہوئی کمال ابتری سے پسپا ہوئے۔ عاصم نے مسجدوں کو ویران و مسمار کر دیا اور ان کی توہین کی۔

حبیب بن عبدالرحمٰن کا قتل

اس کے بعد حبیب بن عبدالرحمٰن کے ارادے سے قابس کی طرف بڑھا دونوں حریفوں میں لڑائی ہوئی میدان عاصم کے ہاتھ رہا حبیب شکست کھا کر کوہ اوراس چلا گیا اہل کوہ نے اسے اپنے یہاں پناہ دی اتنے میں عاصم آپہونچا دونوں میں لڑائی ہوئی میدان اہل جبل اور اس کے ہاتھ رہا۔ ایک گروہ اس کے ہمراہیوں کا مارا گیا اس کے بعد ۱۴۰ھ میں عبدالملک نامی ایک شخص حبیب بن عبدالرحمٰن کو قتل کرکے ورفجومہ اور قیروان پر قابض ہوگیا۔ الیاس کی حکومت افریقہ پر ڈیڑھ سال رہی اور حبیب کی امارت تین سال۔

عبدالملک بن ابی الجعد ورفجومی

عبدالملک بن ابی الجعد، حبیب بن عبدالرحمٰن کو قتل کرکے قبائل ورفجومہ میں قیروان کی طرف چلا گیا اور پہونچتے ہی قیروان پر

قابض ہو گیا۔ اور ورنجومہ نے تمام افریقہ پر قابض ہو کر اہل قیروان کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ جیسا کہ اس سے پیشتر عاصم نے اہل قیروان کے ساتھ زیادتیاں کی تھیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ان لوگوں نے آفت مچائی۔ اہل قیروان بخوف جان ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ یہ خبر تمام ملکوں میں پھیل گئی عبد الاعلیٰ بن سمح مغافری اباضی نے اطراف طرابلس میں اس کی مخالفت کا علم بلند کیا اور بڑھ کر طرابلس پر قبضہ کر لیا۔

عبد الاعلیٰ مغافری

جس وقت عبد الاعلیٰ نے شہر طرابلس میں اپنی حکومت و ریاست کا جھنڈا گاڑا۔ عبد الملک بن ابی الجعد نے ۱۴۱ھ میں عبد الاعلیٰ سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں چنانچہ ابو الخطاب عبد الاعلیٰ نے عبد الملک کی فوجوں سے مقابلہ کیا اور انہیں شکست دے کر نہایت سختی سے قیروان تک تعاقب کرتا چلا گیا جب شکست خوردہ جماعت کو قیروان میں بھی پناہ نہ ملی تو ابو الخطاب عبد الاعلیٰ نے قیروان پر قابض ہو کر اہل ورنجومہ کو نکال باہر کیا اور عبد الرحمٰن بن رستم کو اپنا نائب مقرر کر کے طرابلس کی جانب اس لشکر سے لڑنے کو کوچ کیا جو کہ ابو جعفر منصور کی طرف سے آرہا تھا

محمد بن اشعث خزاعی

جب کہ افریقہ میں فتنہ و فساد کی جس قدر گرم بازاری ہو سکتی تھی ہوئی اور قبائل ورنجومہ نے قیروان پر قبضہ حاصل کر لیا اس وقت لشکر افریقہ سے چند لوگ بطور وفد دربار خلافت عباسیہ میں حاضر ہوئے اور خلیفہ ابو جعفر منصور سے ورنجومہ کی ان زیادتیوں اور ظلم کی شکایت کی جو ان پر ہو رہے تھے اور امداد و اعانت کی درخواست کی۔ خلیفہ منصور نے مصر و افریقہ کی حکومت پر محمد بن اشعث خزاعی کو مامور کر کے اوّل افریقہ کی داد رسی کی ہدایت فرمائی محمد بن اشعث دربار خلافت سے رخصت ہو کر مصر میں وارد ہوا اور ابو الاحوص عمرو بن احوص عجلی کو اپنی جانب سے افریقہ کی عنان حکومت سپرد کی چنانچہ ابو الاحوص نے فوجیں آراستہ کر کے مقدمۃ الجیش کے ساتھ کوچ کیا۔ مقام سرت میں ابو الخطاب عبد الاعلیٰ سے مڈبھیڑ ہوئی اس مہم میں ان لوگوں کے ساتھ اغلب بن سالم بن عقال بن خفاجہ بن سوادہ تمیمی بھی تھا۔ بہت بڑی خونریزی کے بعد عساکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی لیکن خاتمہ جنگ کے بعد ہی ابو الخطاب عبد الاعلیٰ دوبارہ خم ٹھونک کر میدان سرت میں آگیا ایک دوسرے سے گتھ گئے آخرکار ابو الخطاب عبد الاعلیٰ کو شکست ہوئی اس کے بہت سے ہمراہی مارے گئے یہ واقعہ ۱۴۴ھ کا ہے

محمد بن اشعث کی فتوحات

اس واقعہ کی خبر عبد الرحمٰن بن رستم تک پہونچی تو وہ قیروان سے تاہرت کی طرف بھاگ گیا اور وہاں پہونچ کر ایک شہر آباد کر کے قیام پذیر ہو گیا اور محمد بن اشعث نہایت حزم و احتیاط سے اپنے فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے میں مصروف ہوا طرابلس کو فتح کیا اور ابو الخارق غفار طائی کو اس کی حکومت عطا کی۔ طبنہ اور زاب پر اغلب بن سالم کو مقرر کیا کچھ دن بعد مضریہ نے اس سے مخالفت و بغاوت کی اور ۱۴۸ھ میں اسے نکال دیا پس اغلب بن سالم نے مشرق کا راستہ لیا اور جب محمد بن اشعث مشرق کی جانب روانہ ہوا مضریہ پر عیسیٰ بن موسیٰ خراسانی مامور کیا گیا۔

اغلب بن سالم بن عقال

ابو جعفر منصور نے اغلب بن سالم بن عقال بن خفایہ تیمی کو اس کے بعد افریقہ کی حکومت عنایت کی یہ شخص ابو مسلم خراسانی کے ہمراہیوں میں سے تھا اور محمد بن اشعث کے ساتھ افریقہ آیا تھا محمد بن اشعث نے اسے طبنہ اور زاب کی حکومت پر مقرر کیا تھا اس مرتبہ جوں ہی اغلب قیرواں میں داخل ہوا فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ امن چین سے ہر شخص اپنے مکان میں رہنے لگا۔

اغلب کی معزولی

اس کے بعد ابو قبرہ یفرنی نے بربریوں کو ایک جا کر کے اغلب پر چڑھائی کر دی اغلب خونریزی و جنگ کے خوف سے بھاگ کھڑا ہوا فتنہ و فساد فرد ہو گیا[1]...

...... لشکریوں کو اغلب کا یہ فعل ناگوار گذرا اسے اپنی سرداری سے معزول کر دیا اور حسن بن کرب کندی سے خط و کتابت شروع کی جو کہ ان دنوں قابس میں تھا۔ چند نامہ و پیام کے بعد سارا لشکر حسن بن حرب کے پاس چلا گیا پھر وہ ان کے ساتھ ساتھ قیروان کی طرف گیا اور قیروان پر قابض ہو گیا۔

اغلب کا خاتمہ

اغلب نے میدان خالی دیکھ کر قابس کا راستہ لیا قابس پہونچکر فوجیں فراہم کیں اور سنہ ۱۵۰ھ میں حسن بن حرب سے جنگ کرنے کے لئے واپس ہوا دونوں فریقوں نے ایک میدان میں صف آرائی کی۔ اغلب نے حسن کو شکست دے کر قیروان کی طرف قدم بڑھایا۔ حسن نے پلٹ کر قیروان کے باہر اغلب پر پھر حملہ کر دیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی اثنا جنگ میں اغلب نے ایک تیر آ کر لگا جس سے وہ تڑپ کر مر گیا۔

ابو المخارق غفار طائی اور حسن کی جنگ

اس کے ہمراہیوں نے ابو المخارق عفار طائی کو اپنا امیر بنایا جو کہ طرابلس کی حکومت پر تھا اور نہایت مردانگی سے حسن پر حملہ آور ہوئے حسن شکست کھا کے ٹونس کی جانب بھاگا اور جب وہاں بھی اسے پناہ نہ ملی تو کتامہ میں جا کر دم لیا ابو المخارق کے سوار اس کے تعاقب میں تھے دو مہینے بعد کتامہ سے پھر ٹونس کی طرف واپس ہوا شاہی لشکر نے اسے گرفتار کر کے قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اغلب کے ہمراہیوں نے اسے اس مقام پر قتل کیا تھا جہاں پر کہ اغلب مارا گیا تھا ان واقعات کے بعد ابو المخارق غفاری طائی افریقہ پر حکمرانی کرتا رہا یہاں تک کہ وہ حوادث پیش آئے جسے ہم ذکر کرنے والے ہیں۔

عمر بن حفص ہزار مرد

خلیفہ ابو جعفر منصور نے اغلب بن سالم کے مارے جانے کی خبر سن کر اس کی جگہ افریقہ پر عمر بن حفص ہزار مرد کو مامور کیا۔ عمر بن حفص قبیصہ بن ابی صفرہ برادر مہلب کی اولاد سے تھا۔ چنانچہ سنہ ۱۵۱ھ میں عمر بن حفص وارد افریقہ ہوا۔ تین برس تک کمال انتظام سے حکومت کرتا رہا اس کے بعد شہر طبنہ کے بنانے کی غرض سے طبنہ کی طرف روانہ ہوا اور قیروان پر اپنی جگہ ابو حازم حبیب بن حبیب مہلبی کو مامور کیا عمر حفص کی روانگی طبنہ کے بعد بربریوں نے افریقہ میں یورش کی۔ اہل افریقہ کو دبا لیا قیروان کی طرف بڑھے۔ ابو حازم سے لڑائی ہوئی۔ ان لوگوں نے ابو حازم کو مار ڈالا۔

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔

ابو حاتم یعقوب بن حبیب

اس کے بعد بربر اباضیہ نے طرابلس میں جمع ہو کر ابو حاتم یعقوب بن حبیب اباضی کو اپنا امیر مقرر کیا ابو حاتم بنی کندہ کا خادم تھا۔ ان دنوں طرابلس کی حکومت پر جنید بن یشار اسدی عمر بن حفص کی طرف سے مامور تھا عمر بن حفص نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں چنانچہ ابو حاتم سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ابو حاتم نے شاہی لشکر کو شکست دے کر قابس میں ان پر محاصرہ ڈال دیا اس واقعہ سے تمام افریقیہ میں بغاوت پھیل گئی۔ پھر بربریوں نے فوجیں فراہم کر کے طبنہ کی جانب کوچ کیا اور عمر بن حفص کا اس میں محاصرہ کر لیا۔ محاصرین میں ابو قرہ یعقوبی چالیس ہزار صفریہ کی جمعیت سے، عبدالرحمٰن بن رستم پندرہ ہزار باضیہ کے ساتھ اور مسور زناتی دس ہزار اباضیہ کو لے کر آیا ہوا تھا ان کے علاوہ صنہاجہ، زناتہ اور ہوارہ کے بہت سے خوارج آئے ہوئے تھے جو شمار اور تعداد سے باہر تھے۔ عمر بن حفص نے نہایت دانائی سے ان لوگوں کی مدافعت کی ان کے سرداروں کو مال وزر دے کر ان کی مجموعی قوت اور اتحاد کو توڑ دیا۔ ابو قرہ کے ہمراہیوں کو بھی ایک مقدار کثیر مرحمت کی۔ یہ لوگ بلا جدال وقتال لوٹ کھڑے ہوئے مجبوراً ابو قرہ نے بھی ان کی متابعت کی۔ عمر بن حفص نے اس امر کا احساس کر کے ایک فوج عبدالرحمٰن بن رستم کے مقابلہ پر بھیج دی۔ یہ اس وقت مقام تھودا میں تھا عبدالرحمٰن شکست کھا کے تاہرت کی جانب بھاگا عبدالرحمٰن کی شکست سے اباضیہ پر طبنہ کا محاصرہ رکھنا دشوار ہو گیا۔ بدرجہ لاچاری محاصرہ اٹھا لیا۔

ابو حاتم کا قیروان کا محاصرہ

ابو حاتم نے قیروان پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ آٹھ مہینے تک نہایت شدت سے محاصرہ کئے رہا۔ عمر بن حفص نے یہ خبر پا کر کوچ کیا۔ اور طبنہ کی محافظت کے لئے فوجیں بھیج دیں۔ ابو قرہ اس سے مطلع ہو کر طبنہ آ پہنچا اہل طبنہ نے اسے ناکامی کے ساتھ پسپا کر دیا۔ ابو حاتم اور اس کے ہمراہی جو کہ قیروان کا محاصرہ کئے ہوئے تھے یہ خبر پا کر کہ عمر بن حفص ان کی طرف آ رہا ہے جنگ و مقابلہ کے ارادے سے عمر بن حفص کی جانب بڑھے عمر بن حفص کو جاسوسوں نے حریف کی نقل وحرکت سے مطلع کر دیا۔

عمر ابن حفص کا خاتمہ

پس عمر بن حفص اربس سے ٹونس کی طرف جھک پڑا اور وہاں سے ایک غیر متعارف راستہ طے کر کے قیروان پہنچ گیا اور ہر چہار طرف سے اس کو گھیر لیا۔ ابو حاتم اور بربر بھی اس کے پیچھے پیچھے قیروان آ پہنچے اور عمر بن حفص کے لشکر کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت قیروان ایک نقطہ کی طرح دو دائروں کے درمیان میں تھا۔ محصورین اور محاصرین کی قوتیں ایک دوسرے کا حصار اٹھانے میں صرف ہو رہی تھی آخر کار عمر بن حفص مرنے پر کمربستہ ہو کر ابو حاتم کا حصار اٹھانے کی غرض سے نکل کھڑا ہوا میدان ابو حاتم کے ہاتھ رہا عمر بن حفص عین معرکہ میں مارا گیا یہ واقعہ آخر ۱۵۴ھ کا ہے۔ اس کی جگہ اس کا مادری بھائی حمید بن صخر امیر لشکر ہوا۔ اس سے اور ابو حاتم سے اس شرط سے کہ قیروان میں خلافت عباسیہ کا شاہی اقتدار تسلیم کیا جائے مصالحت ہو گئی چنانچہ شاہی لشکر کا کثیر حصہ طبنہ چلا آیا۔ ابو حاتم نے قیروان کے دروازہ کو جلا دیا اور شہر پناہ کو توڑ ڈالا۔

یزید بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب

جس وقت خلیفہ منصور تک یہ خبر پہونچی کہ اہل افریقہ نے عمر بن حفص گورنر افریقہ کے خلاف بغاوت کردی ہے اور طبنہ اور قیروان میں اس کا محاصرہ کرلیا ہے تو خلافت پناہی نے ساٹھ ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے یزید بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب بن ابی صفرہ کو عمر بن حفص کی کمک پر روانہ کیا اس کی خبر عمر بن حفص تک پہونچی تو اسی گھمنڈ میں یہ مرنے پر کمربستہ ہوکر میدان جنگ میں آگیا یہاں تک کہ مارا گیا اس کے بعد یزید بن حاتم قیروان کے قریب پہونچا اس وقت ابو حاتم یعقوب بن حبیب قیروان پر قابض تھا اس نے قیروان پر اپنی جگہ عمر بن عثمان فہری کو مامور کیا اور فوجیں آراستہ کرکے یزید کے مقابلے کے قصد سے طرابلس کی جانب بڑھا جوں ہی ابو حاتم نے قیروان سے کوچ کیا عمر بن عثمان نے علم مخالفت بلند کرکے اس کے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا۔

ابو حاتم اور یزید کی جنگ

اسی اثنا میں عبدالمخارق عفار بھی موقع پاکر نکل کھڑا ہوا ابو حاتم کو مجبوراً ان لوگوں کی طرف واپس ہونا پڑا یہ دونوں آمد کی خبر سن کر قیروان سے نکل بھاگے سواحل کتامہ سے ساحل جیجل پر جاکر پناہ لی ابو حاتم ان کا تعاقب چھوڑ کر قیروان کی طرف جھکا اور عبدالعزیز بن سبع مغافری کو قیروان پر مامور کرکے یزید کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا یزید کو اس کی خبر لگی تو اس نے طرابلس کا راستہ لیا۔ ابو حاتم کوچ و قیام کرتا ہوا جبال نفوسہ تک پہونچا یزید کی فوجوں نے پیچھا کیا ابو حاتم نے انھیں شکست دی تب یزید بنفسہ ابو حاتم کے مقابلہ کو روانہ ہوا بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ بربر کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی ابو حاتم مع تین ہزار ہمراہیوں کے کھیت رہا۔ یزید بعوض خون عمر بن حفص شکست خوردہ گروہ کو دور تک قتل کرتا ہوا تعاقب کرتا چلا گیا اس کے بعد قیروان کی جانب روانہ ہوا ۱۵۵ھ کا نصف دور تمام ہوتے ہوتے قیروان پہونچا۔

یزید کا محاصرۂ کتامہ

عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن فہری ابو حاتم کے ساتھ تھا خاتمہ جنگ کے بعد اس نے کتامہ جاکر پناہ لی۔ یزید نے اس کی گرفتاری اور تلاش پر فوج کے چند دستوں کو مامور کیا انھوں نے اس کا کتامہ میں محاصرہ کرلیا اور کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے کتامہ میں گھس پڑے عبدالرحمٰن بھاگ گیا تمام وہ لوگ جو اس کے ہمراہ تھے مارے گئے۔ ان مہمات سے فارغ ہوکر یزید انتظام حکومت کی طرف متوجہ ہوا ابوالمخارق عفار کو زاب پر متعین کیا اور خود طبنہ میں قیام پذیر ہوا متعدد لڑائیوں میں جو اسے ورجومہ کے ساتھ پیش آئیں بربریوں کو خوب خوب پامال کیا اور عہد خلافت ہارون الرشید سنہ ۱۷۰ھ میں راہی ملک آخرت ہوا۔ عنان حکومت اس کے بیٹے داؤد نے اپنے ہاتھ میں لی۔ بربر نے اس پر حملہ کیا یہ بھی ان پر حملہ آور ہوا اس کے بعد واپس ہوکر قیروان آیا اس کے بقیہ حالات ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

روح بن حاتم

یزید بن حاتم کے مرنے کی خبر رشید تک پہونچی تو اس کے بھائی روح بن حاتم کو جو کہ فلسطین کا گورنر تھا دارالخلافت میں طلب کرکے اس کے بھائی یزید کی ماتم پرسی کی اور سند حکومت افریقہ عنایت فرماکر روانگی کا حکم دیا۔ سنہ ۱۷۱ھ کے نصف میں روح وارد افریقہ ہوا۔ داؤد بن یزید نے دارالخلافت بغداد کا راستہ لیا۔ چونکہ یزید نے خوارج کو بے حد ذلیل اور حد درجہ پامال کیا تھا اور

اپنے رعب و داب کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھا لیا تھا اس وجہ سے روح کا زمانۂ حکومت نہایت سکون اور امن سے گزرا۔ صرف ایک عبدالوہاب بن رستم وہبیہ سے خطرہ کا اندیشہ تھا اس سے بھی صلحاً مصالحت کر لی اس کے بعد ماہ رمضان ۱۷۴ھ میں اس نے وفات پائی۔ اس سے پیشتر خلیفہ رشید نے روح کے عزیزوں میں سے نصر بن حبیب کو حکومت افریقہ کی سند خفیہ طور سے عنایت کر دی تھی اس لحاظ سے روح کے بعد نصر نے عنان حکومت افریقہ اپنے ہاتھ میں لی اور حکمرانی کرنے لگا یہاں تک کہ فضل کو افریقہ کی گورنری مرحمت ہوئی۔

فضل بن روح

جس وقت روح بن حاتم نے وفات پائی اس کی جگہ نصر بن حبیب حکمرانی کرنے لگا روح کا بیٹا فضل سیدھا دارالخلافت چلا گیا خلیفہ رشید نے اسے اس کے باپ کی جگہ افریقہ کی سند حکومت عطا کی پس فضل ماہ محرم ۱۷۷ھ میں قیروان واپس آیا۔ ٹونس کی حکومت پر مغیرہ نے اپنے بھائی بشیر بن روح کے بیٹے کو مامور کیا۔ چونکہ مغیرہ ایک نوعمر شخص تھا لشکریوں نے اسے ذلت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور فضل سے ان لوگوں کو اس کی بدخلقی اور ظالمانہ حرکات کی وجہ سے منافرت پیدا ہوئی فضل نے بھی ان لوگوں پر نصر بن حبیب کی محبت اور ہوا خواہی کا الزام لگایا اتنے میں اہل ٹونس نے مغیرہ سے مستعفی ہونے کی تحریک کی مغیرہ نے اس سے انکار کیا اس پر اہل ٹونس نے علم مخالفت بلند کر کے مغیرہ کو معزول کر دیا اور عبداللہ بن جارود کو اپنا امیر بنا لیا۔

عبداللہ بن جارود

عبداللہ بن جارود عبدربہ انباری کے نام سے مشہور و معروف تھا اہل ٹونس نے بغرض اظہار اطاعت اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے مغیرہ کو اپنے شہر سے نکال دیا اور براہ چاپلوسی فضل کو لکھ بھیجا جسے آپ چاہیں ٹونس کی حکومت پر مقرر فرمائیں۔ اہل ٹونس پر اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن یزید بن حاتم کو مقرر کیا چنانچہ عبداللہ فضل سے رخصت ہو کر ٹونس کی جانب روانہ ہوا جوں ہی ٹونس کے قریب پہونچا عبداللہ بن جارود نے ایک گروہ کو عبداللہ بن یزید سے ملنے اور ٹونس آنے کی وجہ دریافت کرنے کی غرض سے بھیجا۔ ان لوگوں نے براہ کینہ عبداللہ بن جارود کو خوش کرنے کے لئے عبداللہ بن یزید کو مار ڈالا۔ اس وجہ سے عبداللہ بن جارود کو مجبوراً مخالفت کا اظہار کرنا پڑا۔ عبداللہ بن یزید کے قتل کا محرک سپہ سالاران خراسانیہ میں سے محمد بن فارسی ہوا تھا۔ عبداللہ بن جارود نے اظہار مخالفت کے بعد تمام بلاد کے سپہ سالاران اور عمال کو فضل کی مخالفت پر ابھار دیا۔ سب کے سب فضل سے باغی اور منحرف ہو گئے عبداللہ بن جارود کی جمعیت بڑھ گئی۔

عبداللہ بن جارود اور فضل کا مقابلہ

فضل نے اس طوفان کی روک تھام کی غرض سے حملہ کیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ نکلا عبداللہ بن جارود نے تعاقب کیا قریب قیروان پھر مقابلہ ہوا عبداللہ بن جارود نے جنگ کے بجائے چند لوگوں کو فضل اور نیز اس کے اہل و عیال کو قابس تک پہونچا دینے کے لئے مامور کر دیا پھر اسے اثنار راہ سے واپس کر کے ۱۷۸ھ کا نصف دور تمام ہوتے ہوتے قتل کر ڈالا۔

اب عبداللہ بن جارود کو پورے طور سے جمعیت حاصل ہوگئی تھی لوٹ کر تونس آیا مگر آرام سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا لشکر کے ایک حصہ کو جس کا سردار مالک ابن منذر تھا فضل کے واقعہ قتل سے برہمی پیدا ہوئی رفتہ رفتہ کینہ و عداوت انتہا تک پہونچ گئی۔ ایک روز متفق ہو کر قیروان پر یورش کر کے اُسے لے لیا۔ عبداللہ بن جارود نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر تونس سے قیروان کی طرف کوچ کیا اور پہونچتے ہی ان سب کو مع مالک بن منذر کے قتل کی سزا دی ان کے علاوہ چند نامی نامی سرداروں کو بھی قتل کرادیا باقی ماندگان نے اندلس میں جا کر پناہ لی اور اپنی سرداری و حکومت پر علا بن سعید کو مامور کیا پھر چند روز بعد قیروان کی طرف واپس آئے اور افریقہ میں بغاوت کا ایک طوفان برپا ہو گیا۔

ہرثمہ بن اعین

خلیفہ رشید نے فضل بن روح کے مارے جانے اور افریقہ میں بغاوت پھوٹ نکلنے سے مطلع ہو کر فضل کی جگہ ہرثمہ بن اعین کو سند حکومت عنایت کی۔ اور عبداللہ بن جارود کے پاس یحییٰ بن موسیٰ کو اس وجہ سے کہ اہل خراسان کی آنکھوں میں اس کی عزت و توقیر تھی علم خلافت کی اطاعت کا پیام دے کر روانہ کیا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ یقطین کو بھیجا تھا عبداللہ بن جارود نے علا بن سعید کی مہم سے فارغ ہونے کی شرط پر علم خلافت کے مطیع ہونے کا اقرار کیا یقطین (یا یحییٰ) تاڑ گیا کہ عبداللہ بن جارود مغالطہ دے رہا ہے، فوراً عبداللہ بن جارود کے دوست و مصاحب محمد بن فارسی سے سازش کرنے کی بناء ڈالی دی اور بہت سا مال دینے کے وعدہ پر ملالیا عبداللہ بن جارود کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی گھبرا کر اپنی حکومت کے ساتویں مہینے ماہ محرم ۱۷۹ھ میں علا بن سعید کے خوف سے قیروان سے نکل بھاگا۔ محمد بن فارسی اس کے ساتھ تھا۔ دونوں قیروان سے نکل کر جنگ کے ارادے سے سامان جنگ اور فوج کی درستگی میں لگ گئے۔

عبداللہ بن جارود کی اسیری

ایک روز عبداللہ بن جارود نے محمد بن فارسی کو تنہائی میں مشورہ کی غرض سے بلایا۔ فریق مخالف نے پہلے ہی سے اس کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو ان دونوں کے قتل پر مامور کر رکھا تھا۔ اس شخص نے محمد بن فارسی کو مار ڈالا باقی رہا عبداللہ بن جارود وہ اور اس کے ہمراہی بھاگ کھڑے ہوئے۔ علا بن سعید اور یقطین قیروان کی طرف بڑھے علا بن سعید پہلے پہونچ کر قابض ہو گیا عبداللہ بن جارود کے ہمراہیوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ عبداللہ بن جارود بھاگ کر ہرثمہ کے پاس پہونچا ہرثمہ نے اسے خلیفہ رشید کی خدمت میں بھیج دیا اور یہ لکھ بھیجا کہ علا بن سعید نے اسے قیروان سے نکالا ہے خلیفہ رشید نے علا کے بھیجنے کا فرمان روانہ فرمایا چنانچہ ہرثمہ کو ہمراہی یقطین دربار خلافت کی طرف روانہ کیا خلیفہ رشید نے عبداللہ بن جارود کو جیل میں ڈال دیا۔ اور علا کے ساتھ حسن سلوک پیش آیا یہاں تک کہ مصر میں اس نے وفات پائی۔

قصر کبیر کی تعمیر

ان واقعات کے بعد ہرثمہ نے قیروان کی جانب کوچ کیا سفر و قیام کرتا ہوا ۱۷۹ھ میں وارد قیروان ہوا۔ لوگوں کو امان دی۔ آتش بغاوت فرو ہو گئی۔ اپنے آنے کے ایک برس بعد مقام منستیر میں ایک بڑا محل تعمیر کرایا اور طرابلس کا شہر پناہ دریا کے متصل بنوایا۔ اس

وقت ابراہیم بن اغلب زاب اور طبنہ کی گورنری پر تھا اس نے ہرثمہ کی خدمت میں ہدایا اور تحائف بھیجے ملاطفت آمیز اور خوشامدانہ خطوط لکھے۔ ہرثمہ نے اسے اس کے عہدہ پر بحال رکھا۔ اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا رعایا کے ساتھ عادلانہ برتاؤ کیئے۔

ہرثمہ کی عراق کو مراجعت

چند روز بعد ہرثمہ کی مخالفت پر عیاض بن وہب ہواری اور کلیب بن جمیع کلبی اٹھ کھڑے ہوئے دونوں نے متفق ہو کر بہت بڑا لشکر جمع کر لیا۔ ہرثمہ نے ان دونوں کی سرکوبی پر سپہ سالاران خراسانیہ میں سے یحییٰ بن موسیٰ کو مامور کیا۔ یحییٰ کی حسن کارگذاری سے عیاض اور کلیب کی جمعیت منتشر ہو گئی ان کے بہت سے ہمراہیوں کو مار ڈالا۔ اور آتش بغاوت فرو کر کے قیروان کی جانب واپس ہوا ہرثمہ نے اس امر کا احساس کر کے کہ افریقہ میں آئے دن میری مخالفت پر علم بلند ہوا کرتا ہے حکومت افریقہ سے استعفاء پیش کیا خلیفہ رشید نے استعفاء منظور فرما لیا۔ ہرثمہ افریقہ سے اپنی حکومت و گورنری کے ڈھائی برس بعد عراق لوٹ آیا۔

محمد بن مقاتل کعبی

اس کے بعد خلیفہ رشید نے افریقہ کی گورنری پر محمد بن مقاتل کعبی کو مامور کیا۔ محمد بن مقاتل خلیفہ رشید کا ساختہ پرداختہ تھا ماہ رمضان ۱۸۱ھ میں وارد قیروان ہوا چونکہ محمد بن مقاتل میں بری عادات کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں لشکریوں نے اس سے مخالفت کا اعلان کر کے مخلد بن مرہ ازدی کو اپنا سردار بنایا محمد بن مقاتل نے اس کی روک تھام کی غرض سے فوجیں روانہ کیں مخلد کو شکست ہوئی اور دوران جنگ مارا گیا اس کے بعد ۱۸۳ھ میں تمام بن تمیم تمیمی نے تونس میں علم مخالفت بلند کیا عوام الناس کا جم غفیر جمع ہو گیا تمام نے سب کو فوجی لباس پہنا کر قیروان کی جانب کوچ کیا۔ محمد بن مقاتل اس سے مطلع ہو کر فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ دونوں حریفوں کا ایک میدان میں مقابلہ ہوا میدان جنگ تمام کے ہاتھ رہا محمد بن مقاتل شکست کھا کر قیروان کی جانب بھاگا تمام تعاقب کرتا ہوا قیروان پہونچ گیا بالآخر تمام نے محمد بن مقاتل کو افریقہ چھوڑ کر چلے جانے کی شرط سے امان دی چنانچہ محمد بن مقاتل نے افریقہ کو خیر باد کہہ کر طرابلس کا راستہ لیا۔

ابراہیم بن اغلب کی قیروان پر فوج کشی

رفتہ رفتہ یہ خبر ابراہیم بن اغلب کے پاس پہونچی وہ محمد بن مقاتل کے اس فعل سے بہت ناراض ہوا فوراً فوجیں آراستہ کر کے قیروان کی طرف بڑھا۔ تمام مقابلہ سے جی چرا کر تونس کی طرف بھاگا ابراہیم نے قیروان پر قبضہ کر لیا اور محمد بن مقاتل کو طرابلس سے طلب کر کے آخر ۱۸۳ھ میں قیروان کی امارت دوبارہ عنایت کی تمام نے سامان جنگ درست کر کے ان لوگوں پر پھر حملہ کیا ابراہیم بن اغلب اپنے سرداران لشکر کے ساتھ مقابلہ پر آیا تمام کو اس معرکہ میں شکست ہوئی ابراہیم تعاقب کرتا ہوا تونس تک پہونچا تمام نے امن کی درخواست کی ابراہیم نے اسے امن دیا اور اس کے ساتھ قیروان آیا اور قیروان سے بغداد کی طرف روانہ کر دیا خلیفہ رشید نے اسے جیل میں ڈال دیا۔

باب ۱۴

امارت افریقیہ (۳)

دولت بنو اغلب

ابراہیم بن اغلب

جس وقت محمد بن مقاتل نے قیروان کی عنان حکومت دوبارہ اپنے ہاتھ میں لی اہل ملک کو اس کی حکومت سے ناراضگی پیدا ہوگئی۔ نامہ و پیام کر کے ابراہیم بن اغلب کو خلیفہ رشید سے سند حکومت افریقیہ کی درخواست دینے پر آمادہ کیا ابراہیم نے دربار خلافت میں حکومت افریقیہ کی اس شرط سے درخواست کی کہ ایک لاکھ دینار جو مصر سے افریقیہ بغرض انتظام روانہ کیا جاتا ہے موقوف کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ چالیس ہزار دینار سالانہ افریقیہ سے بطور خراج دربار خلافت میں بھیجا کروں گا۔ کسی ذریعہ سے خلیفہ رشید کو اس کی دولت مندی اور تمول کا حال معلوم ہوگیا۔ اپنے مصاحبوں سے اس معاملہ میں مشورہ کیا ہرثمہ نے ابراہیم بن اغلب کی درخواست منظور کر لینے اور سند حکومت عطا فرمانے کی رائے دی چنانچہ خلیفہ رشید نے نصف ۱۸۴ھ میں سند حکومت افریقیہ لکھ کر ابراہیم کے پاس روانہ کردی۔ ابراہیم سند حکومت افریقیہ حاصل کر کے کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا انتظام ملکی اور فوجی کو معقول طور سے سنبھالا محمد بن مقاتل افریقیہ سے مشرق چلا آیا تمام ملک مغرب میں ابراہیم بن اغلب کی گورنری سے امن وچین کی منادی پھر گئی۔

عباسیہ شہر کی تعمیر

قیروان کے قریب عباسیہ نامی ایک شہر آباد کیا اور اپنے جملہ ارا کین حکومت کے ساتھ عباسیہ اُٹھ آیا ۱۸۶ھ میں سرداران عرب میں سے ایک شخص حمدیس نامی نے ٹونس میں علم خلافت کے خلاف بغاوت کی۔ سیاہ پھریرا اتار کر پھینک دیا۔ ابراہیم بن اغلب نے عمران بن مجالد کو افواج شاہی کا افسر بنا کر حمدیس کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد حمدیس کو شکست ہوئی۔ تقریباً اس کے دس ہزار ہمراہی کھیت رہے۔ اس واقعہ کے بعد ابراہیم نے المغرب الاقصیٰ کے نظم و نسق کی طرف توجہ کی یہ وہ زمانہ تھا کہ اس ملک میں دعوت علویہ بذریعہ ادریس بن عبداللہ ظاہر ہو چکی تھی عبداللہ نے پیک اجل کو لبیک کہہ کر ملک عدم کا راستہ لیا تھا۔ اور بربریوں نے اس کے چھوٹے بیٹے کو اس کا قائم مقام بنایا تھا اس کا غلام راشد اس کی کفالت و نگرانی کر رہا تھا یہاں تک کہ ادریس بڑا ہوا اور اس کی حکومت کو راشد کی وجہ سے استحکام و استقلال ہوگیا۔

بہلول بن عبدالرحمن مظفر کی اطاعت

ابراہیم بن اغلب ہمیشہ بربریوں کو مال و زر دے کر ملاتا جلاتا رہتا

تھا۔ آخر کار راشد مارا گیا اور اس کا سر اتار کر ابراہیم کے پاس لایا گیا۔ راشد کے مارے جانے کے بعد ادریس کی حکومت و ریاست کا انتظام سرداران بربر میں سے بہلول بن عبدالرحمن مظفر کرنے لگا۔ اس نے بھی نہایت دانائی سے حکومت و سلطنت کے نظام کو درست کیا۔ ابراہیم بن اغلب ہمیشہ اسے بھی اپنے عاملانہ تدابیر اور حکمت عملی سے ملاتا رہا۔ خطوط اور تحائف برابر بھیجتا رہا۔ بہلول آخر انسان ہی تھا کہاں تک ابراہیم کے احسانات کو فراموش کرتا دعوت ادارسہ سے اعراض کر کے علم حکومت عباسیہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ ادریس نے اس سے مطلع ہو کر اس سے مصالحت کر لی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے ذریعہ سے اس کے لطف و عنایت کا خواستگار ہوا جس کے باعث وہ اس کی ایذا رسانی سے باز رہا۔

اہل طرابلس کی سرکشی و اطاعت

اس کے بعد اہل طرابلس نے ۱۸۹ھ میں ابراہیم بن اغلب سے مخالفت کا اظہار کیا اور اس کے گورنر سفیان بن مہاجر کو حملہ کر کے دارالامارت سے مسجد کی طرف نکال دیا اور اس کے بہت سے ہمراہیوں کو مار ڈالا پھر اسے طرابلس چھوڑ کر چلے جانے کی شرط پر امان دی چنانچہ سفیان اپنی حکومت کے چند مہینے بعد طرابلس سے نکل کھڑا ہوا اہل طرابلس نے اپنی سرداری و حکومت پر ابراہیم بن سفیان تمیمی کو مامور کیا۔ ابراہیم بن اغلب نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر فوجیں روانہ کیں۔ شاہی فوجوں نے ابراہیم بن سفیان کو شکست دی اور بزور و جبر طرابلس میں داخل ہو گئیں۔ طرابلس میں داخل ہو کر ابراہیم بن سفیان کو حاضر کرنے پر اہل طرابلس کو مجبور کیا۔ تھوڑی سی رد و کد کے بعد آخری سنہ ذی الحجہ مذکور میں اہل طرابلس نے ابراہیم کو پیش کیا۔ ابراہیم بن اغلب نے اس کی اور اہل طرابلس کی خطائیں معاف کر دیں اور ان لوگوں کو ان کے وطن کی جانب واپس کر دیا۔

عمران بن مجالد اور ابن اغلب کی جنگ

پھر ۱۹۵ھ میں عمران بن مجالد ربعی نے تونس میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اس بغاوت میں قریش بن تونسی بھی شریک تھا۔ نہایت قلیل مدت میں ان دونوں کی جمعیت بڑھ گئی۔ عمران نے قیروان کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو گیا۔ قریش بھی تونس سے قیروان آ رہا۔ ابراہیم نے عباسیہ کے ارد گرد خندقیں کھدوائیں، دھس اور دمدمے بندھوا کر قلعہ نشین ہو گیا عمران اور قریش پورے ایک سال تک ابراہیم کا محاصرہ کئے رہے۔ ابراہیم کی عمران و قریش سے متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن فتح مندی کا سہرا ابراہیم بن اغلب کے سر رہا۔ زمانہ محاصرہ میں عمران اسد بن فرات قاضی کو بھی بغاوت پر ابھار رہا تھا مگر اسد نے اس سے انکار کیا اسی اثناء میں خلیفہ رشید نے بہت سا مال وزر ابراہیم کے پاس بھیج دیا۔ ابراہیم نے داد و دہش شروع کر دی جس کی وجہ سے بہت سے عمران کے ہمراہی اس کے پاس چلے آئے اور عمران کا کارخانہ درہم برہم ہو گیا پریشان ہو کر زاب چلا گیا اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ابراہیم بن اغلب نے وفات پائی۔

عبداللہ بن ابراہیم کی معزولی

ابراہیم بن اغلب نے اس مہم سے فارغ ہو کر اپنے بیٹے عبداللہ کو ۱۹۶ھ میں طرابلس کی حکومت پر روانہ کیا لشکریوں نے بغاوت کی اور دارالامارت میں اس کا محاصرہ کر لیا پھر اس شرط پر کہ عبداللہ طرابلس چھوڑ کر چلا جائے عبداللہ کو امان دی۔ چنانچہ عبداللہ نے طرابلس کو چھوڑ دیا۔

بہت سے آدمی اس کے پاس آ آ کر جمع ہو گئے۔ داد و دہش شروع کر دی یہی سبب تھا کہ ہر طرف سے بربری اس کے پاس کھینچ آئے۔ عبداللہ نے ان سب کو مسلح کر کے طرابلس پر چڑھائی کر دی اور فوج طرابلس کو شکست دے کر شہر پر قبضہ کر لیا اس کے بعد اس کے باپ (ابراہیم بن اغلب) نے اسے معزول کر کے سفیان بن مضاء کو سند حکومت عطا کی۔ سفیان کے خلاف طرابلس میں ہوارہ نے علم بغاوت بلند کیا لشکریوں میں بھی پھوٹ پڑ گئی سفیان بھاگ کر ابراہیم بن اغلب کے پاس پہونچا ابراہیم نے اسے اپنے بیٹے عبداللہ کے ساتھ تیرہ ہزار فوج کی جمعیت کے طرابلس کی جانب واپس کیا۔ ہوارہ مقابلہ پر آئے بے حد پامال ہوئے نہایت سختی سے قتل اور قید کئے گئے کامیابی کے بعد طرابلس کا شہر پناہ از سر نو درست کرایا گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر عبدالوہاب بن عبدالرحمٰن بن رستم تک پہونچی بربریوں کو جمع کر کے طرابلس پر چڑھ آیا مدتوں محاصرہ کئے رہا عبدالوہاب نے باب زناتہ کی آمد و رفت روک رکھی تھی اور دروازہ ہوارہ پر لڑائی کا ہنگامہ گرم کئے رہا۔ اسی اثناء میں اس کے باپ کے مرنے کی خبر پہونچی اس نے اپنے حریف کو مضافات طرابلس دے کر مصالحت کر لی شہر طرابلس اور دریا پر اپنا قبضہ رکھا۔ تکمیل صلحنامہ کے بعد عبداللہ نے قیروان کی جانب کوچ کیا۔ ابراہیم کی وفات ماہ شوال ۱۹۶ھ میں ہوئی تھی۔

ابوالعباس عبداللہ

ابراہیم بن اغلب نے وفات کے وقت اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ عبداللہ اس وقت طرابلس میں تھا بربری اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اور اپنے دوسرے بیٹے زیادۃ اللہ کو عبداللہ کی امارت کی بیعت کرنے کی وصیت کی تھی چنانچہ زیادۃ اللہ نے اس وصیت کی تعمیل کی، قیروان میں لوگوں سے اپنے بھائی عبداللہ کی امارت کی بیعت لی اور یہ واقعہ لکھ بھیجا۔ ابوالعباس عبداللہ ماہ صفر ۱۹۷ھ میں وارد قیروان ہوا۔ مگر اپنے بھائی زیادۃ اللہ کے ساتھ اس نمایاں کارگذاری کی کوئی خاص قدر نہ کی جو اس نے ابراہیم کی وفات کے بعد اس کی غیر حاضری کے زمانہ میں کی تھی بلکہ اکثر اس کے رتبہ کو خلاف اس کی کسر شان کیا کرتا تھا۔ اس کے زمانہ حکومت میں کسی قسم کا فتنہ و فساد وقوع میں نہیں آیا وجہ یہ تھی کہ اس کے باپ نے حکومت و امارت کے نظام کو معقول طور سے درست اور مضبوط کر دیا تھا۔ فی نفسہ یہ شخص ظالم اور جابر تھا یہاں تک اس کا زمانہ وفات آگیا کہا جاتا ہے کہ اہل حمود اور ہیریک کے اولیا صالحین میں سے حفص بن حمید کی دعوت کے زمانہ میں اس کی موت وقوع میں آتی تھی یہ ایک جماعت کے ساتھ بطور وفد (ڈیپوٹیشن) عبداللہ کی خدمت میں عبداللہ کے جور و ستم کی شکایت کرنے کو آیا تھا۔ عبداللہ نے کچھ سماعت نہ کی حفص نے عبداللہ کے دربار سے نکل کر عبداللہ کے خلاف لوگوں کو ابھارنا شروع کیا اتفاق سے اسی زمانہ میں عبداللہ کے کان میں ایک زخم ہو گیا جس کی وجہ سے ماہ ذی الحجہ ۲۰۱ھ میں اپنی حکومت کے پانچ سال پورے کر کے مر گیا۔

زیادۃ اللہ بن ابراہیم

ابوالعباس عبداللہ کے مرنے کے بعد اس کا بھائی زیادۃ اللہ حکمراں ہوا خلیفہ مامون کی جانب سے تقرری کا فرمان صادر ہوا اور یہ لکھ بھیجا کہ منبروں پہ عبداللہ بن طاہر کے حق میں دعا کی جائے۔ زیادۃ اللہ کو اس سے بے حد ملال پیدا ہوا۔ شاہی قاصد کے ساتھ

چند دینار جو کہ ادارسہ کے مسکوک کئے ہوئے تھے دارالخلافت بغداد روانہ کئے۔ اس سے اس امر کا اظہار مقصود تھا کہ آئندہ ہم خلافت عباسیہ کے علم حکومت کے مطیع نہ رہیں گے بلکہ حکمرانان ادارسہ کے علم حکومت کے سایہ میں رہنا پسند کریں گے اس کے بعد اس کے اعزار واقارب سے اغلب کے بھائیوں اور اس کے بھائی ابوالعباس محمد کے بیٹے اور ابومحمد بھر اور ابراہیم ابو اغلب وغیرہم نے حج کرنے کی اجازت طلب کی زیادۃ اللہ نے ان لوگوں کو سفر حج کی اجازت دے دی چنانچہ وہ لوگ بعد ادائے فرض حج واپس ہوکر مصر میں مقیم ہوئے یہاں تک کہ زیادۃ اللہ اور فوج میں ان بن ہوگئی اور باہم لڑائیاں شروع ہوگئیں۔

زیاد بن سہل کی بغاوت وقتل

زیادۃ اللہ نے اپنے اعزا واقارب کو جو مصر میں مقیم تھے بلا بھیجا اور اپنے بھائی اغلب کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ فتنہ وفساد کی گرم بازاری ہوئی ہر امیر نے ایک ایک صوبہ کو دبالیا اور اس پر قابض ہوکر حکمرانی کرنے لگا۔ پھر اس پر بھی ان کو قناعت نہ ہوئی سب کے سب جمع ہوکر قیروان پر حملہ آور ہوئے اور اس کا محاصرہ کرلیا۔ سب سے پہلے بغاوت اور مخالفت کا بانی مبانی اور آتش فساد کا مشتعل کرنے والا زیاد بن سہل بن صقلبیہ تھا ۲۰۷ھ میں اس نے حملہ کیا تھا اور شہر باجہ پر محاصرہ ڈالا تھا زیادۃ اللہ نے اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں چنانچہ زیادۃ اللہ کی فوج نے زیاد کو شکست دی اور اثنار جنگ میں گرفتار کرکے مار ڈالا اس کے ساتھ اس کے بہت سے ہمراہی بھی مارے گئے۔ اس کے بعد منصور ترمذی نے طبنہ میں سر اٹھایا فوجیں آراستہ کرکے ٹونس پر چڑھ آیا اور قابض ہوگیا۔

زیادۃ اللہ اور منصور کی جنگ

ٹونس کا گورنر اسمٰعیل بن سفیان نامی ایک شخص تھا منصور نے اسے قتل کرکے لشکریوں کو پھر اپنا مطیع بنالیا۔ زیادۃ اللہ نے اس واقعہ سے مطلع ہوکر ایک عظیم فوج کو اپنے چچا زاد بھائی غلبون کی افسری میں جو اس کا وزیر بھی تھا اور جس کا نام اغلب بن عبداللہ بن اغلب تھا روانہ کیا اور چلتے چلتے بتاکید کہدیا کہ اگر تم لوگ میدان جنگ سے شکست اٹھا کر آؤ گے تو تمہاری جان کی خیر نہیں میں تم لوگوں کو قتل کرڈالوں گا۔ اتفاق یہ پیش آیا کہ منصور نے ان لوگوں کو شکست دے دی۔ ان لوگوں کو اپنی جانوں کا خطرہ ہوا۔ چنانچہ بخوف جان ان لوگوں نے وزیر غلبون کی رفاقت ترک کردی بلاد افریقہ میں پھیل گئے باجہ، جزیرہ، صطفورہ اور رابس وغیرہ پر قابض ہوگئے۔ تمام افریقہ میں بدامنی پھیل گئی پھر یہ سب منصور کے پاس جاکر جمع ہوئے منصور نے ان لوگوں کو مرتب کرکے قیروان کی طرف کوچ کیا اور پہونچتے ہی قابض ہوگیا زیادۃ اللہ کا عباسیہ میں چالیس دن تک محاصرہ کئے رہا قیروان کی شہر پناہ بنوائی جسے ابراہیم بن اغلب نے خراب ومسمار کرادیا تھا۔ اس کے بعد زیادۃ اللہ نے اس پر فوج کشی کی۔ دونوں میں مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں بالآخر منصور کو شکست ہوئی بھاگ کر ٹونس پہونچا زیادۃ اللہ نے قیروان کی شہر پناہ منہدم کرادی۔ سپہ سالاران لشکر نے بھاگ بھاگ کر ان شہروں میں جاکر دم لیا جس پر وہ قابض ہوگئے تھے چنانچہ عامر بن نافع ازرق سبط میں جاکر قلعہ نشین ہوا۔

عامر بن نافع کی سرکوبی

زیادۃ اللہ نے ۲۰۹ھ میں ایک فوج محمد بن عبداللہ بن اغلب کی ماتحتی عامر کی سرکوبی کے لئے روانہ کی عامر نے اس فوج کو شکست دے دی فوج

واپس آئی۔ منصور بھی ٹونس کی جانب واپس ہوا۔ اس وقت زیادۃ اللہ کی زیر حکومت افریقہ میں صرف تونس ساحل، طرابلس اور نفزاوہ باقی رہ گئے تھے۔ باغی فوج نے زیادۃ اللہ کے پاس کہلا بھیجا کہ "اگر تم افریقہ سے کوچ کر جاؤ تو تمہیں امان دی جائے"۔ زیادۃ اللہ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ پھر یہ خبر مشہور ہوئی کہ نفزاوہ کے بربریوں کے ورغلانے پر عامر بن نافع نفزاوہ کی جانب بڑھ رہا ہے۔ زیادۃ اللہ نے دو سو جنگ آوروں کو عامر بن نافع کے روک تھام کی غرض سے نفزاوہ کی طرف روانہ کیا عامر یہ خبر پا کر نفزاوہ سے لوٹ آیا اور انہیں قسطیلہ کی جانب شکست دے کر پھر واپس آیا۔ پھر نفزاوہ سے نکل کھڑا ہوا۔ سفیان نے قسطیلہ پر قبضہ کر کے شیرازہ حکومت کو درست و مرتب کر لیا۔ یہ واقعات ۲۰۹ھ کے ہیں اس کے بعد زیادۃ اللہ نے قسطیلہ، زاب اور طرابلس پر قبضہ حاصل کر کے حکومت و امارت کے نظام کو درست کیا۔

منصور طنبذی کی عہد شکنی و قتل

پھر منصور طنبذی اور عامر بن نافع میں باہم مخالفت پیدا ہو گئی۔ منصور ہمیشہ عامر کو حسد کی آنکھوں سے دیکھتا اور ہر کام میں اسے دباتا تھا عامر نے اس امر کا احساس کر کے لشکر کو ملا لیا۔ ایک روز سب کو جمع کر کے منصور کا اس کے قصر میں جو کہ طنبذہ میں تھا محاصرہ کر لیا۔ منصور نے اس شرط پر کہ افریقہ چھوڑ کر میں مشرق کی طرف روانہ ہو جاؤں گا امن کی درخواست کی عامر نے یہ درخواست منظور کر لی چنانچہ منصور طنبذہ سے نکل کر مشرق کی جانب روانہ ہوا پھر کچھ سوچ سمجھ کر لوٹا۔ عامر نے دوبارہ محاصرہ کر لیا۔ منصور دوبارہ سپہ سالاران لشکر میں سے بذریعہ عبدالسلام بن مفرج سپہ سالار، امن کا خواستگار ہوا۔ عبدالسلام نے عامر کی خدمت میں منصور کی درخواست امن پیش کی۔ عامر نے اس شرط سے امن دیا کہ منصور افریقہ چھوڑ کر کشتی پر سوار ہو کر مشرق چلا جائے۔ اس شرط کے مطابق عامر نے منصور کو اپنے چند معتمد علیہ سرداروں کے ہمراہ ٹونس کی جانب روانہ کیا اور در پردہ اپنے بیٹے کو کہلا بھیجا کہ جس وقت منصور تمہارے پاس سے ہو کر گذرے دھوکہ سے موقع پا کر مار ڈالنا۔ عامر کے بیٹے نے منصور اور اس کے بیٹے کے ساتھ یہی برتاؤ کیا۔ اس کا اور اس کے بیٹے کا سر اتار کر اپنے باپ عامر کی خدمت میں بھیج دیا۔

زیادۃ اللہ کی ٹیونس پر فوج کشی

اس واقعہ کے بعد عامر بن نافع شہر ٹونس ہی میں مقیم رہا یہاں تک کہ ۲۱۳ھ میں انتقال کیا۔ عبدالسلام بن مفرج باجہ کی طرف لوٹ آیا اور وہیں اقامت اختیار کی یہاں تک کہ فضل بن ابی العین نے جزیرہ شریک میں ۲۱۸ھ میں علم بغاوت بلند کیا۔ عبدالسلام بن مفرج ربعی فضل کی کمک کے لئے روانہ ہوا اسی اثناء میں زیادۃ اللہ کی فوجیں بھی پہونچ گئیں دونوں فوجیں جی توڑ کر لڑیں عبدالسلام مارا گیا فضل ٹونس کی طرف شکست کھا کر بھاگا اور وہاں جا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ زیادۃ اللہ کی فوجوں نے ٹونس پہونچ کر محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ اسے فتح کر لیا۔ ہزار ہا اہل ٹونس مارے گئے۔ بہتیرے بھاگ گئے خاتمہ جنگ کے بعد زیادۃ اللہ نے امن کی منادی کرا دی۔ اہل ٹونس پھر اپنے اپنے مکانات میں آ آ کر رہنے لگے۔

قسنطیل بطریق

۲۱۹ھ میں اسد بن فرات نے صقلیہ کو بزورِ تیغ لڑ کر فتح کیا۔ صقلیہ صوبجات روم میں سے تھا اس کا حکمران' بادشاہ قسطنطنیہ کے زیر حکومت تھا۔ ۲۱۱ھ میں ایک بطریق جس کا نام قسنطیل تھا صقلیہ کا حکمران مقرر کیا گیا اس نے ایک رومی سپہ سالار کو جو نہایت شجاع اور دلیر تھا بحری فوج کا سردار بنایا۔ اس سپہ سالار نے سواحل افریقہ پر لوٹ مار شروع کر دی۔ نظام حکومت کو درہم برہم کر دیا ایک مدت کے بعد بادشاہ روم نے قسنطیل کو اس سپہ سالار کے گرفتار کر لینے اور قتل کر ڈالنے کو لکھ بھیجا کسی ذریعہ سے اس کی خبر سپہ سالار تک پہونچ گئی۔ فوراً بغاوت کا اظہار کر دیا اس کے ہمراہیوں کو بھی یہ سُن کر جوش اور تعصب پیدا ہوا سامان' جنگ اور سفر کا درست کر کے صوبہ صقلیہ کے شہر سرقوسہ کی طرف کوچ کر دیا اور پہونچتے ہی قابض ہو گیا۔ قسنطیل اس واقعہ سے مطلع ہو کر مقابلہ پر آیا۔ لڑائیاں ہوئیں۔ میدان سپہ سالار کے ہاتھ رہا۔ قسنطیل شکست کھا کر بھاگا سپہ سالار کی فوج نے تعاقب کیا شہر قطانیہ پہونچ کر اسے گرفتار کر لیا گیا اور وہیں مار ڈالا گیا۔ سپہ سالار نے صقلیہ پہونچ کر قبضہ کر لیا اور شاہی لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔ اطراف جزیرہ کی حکومت بلاطہ نامی ایک شخص کو دی۔ اس کا چچا زاد بھائی میخائیل شہر بلیرم میں حکومت کر رہا تھا اس نے اور اس کے چچا زاد بھائی نے سپہ سالار مذکور سے مخالفت کا اظہار کیا بلاطہ نے سرقوسہ کو دبا لیا۔

اسد بن فرات

سپہ سالار جنگی کشتیوں کا بیڑا مرتب کر کے زیادۃ اللہ کی خدمت میں امداد کی غرض سے افریقہ میں حاضر ہوا۔ زیادۃ اللہ نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت فرمایا اور ایک عظیم فوج اس کی کمک پر روانہ کی اس فوج اور مہم کی افسری اسد بن فرات قاضی قیروان کو مرحمت کی۔ ماہ ربیع ۲۱۲ھ میں یہ مہم روانہ ہوئی۔ اسد کوچ و قیام کرتا ہوا شہر مازر میں پہونچ کر قیام پذیر ہوا۔ اس کے بعد فوج کو درست و مرتب کر کے بلاطہ پر حملہ کیا۔ بلاطہ کی رکاب میں رومیوں کا بہت بڑا لشکر تھا اور روم کے بہت سے نامی نامی سپہ سالار سورما اس کی کمک پر آئے ہوئے تھے۔ بلاطہ کو اس معرکہ میں شکست ہوئی۔ رومی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ بہت سا مال غنیمت فتح مند گروہ کے ہاتھ لگا بلاطہ نے بھاگ کر قلوریہ میں دم لیا۔ مگر اس جان باختہ کو وہاں بھی پناہ نہ ملی مارا گیا۔ عساکر اسلامیہ نے جزیرہ کے متعدد قلعوں پر قبضہ کر لیا اور جوش کامیابی میں فتح کرتے ہوئے قلعہ کرات تک پہونچ گئے۔

قلعہ کرات کا محاصرہ

قلعہ کرات میں بہت سے رومی گرد و نواح کے آ آ کر جمع ہو گئے تھے۔ پہلے تو ان لوگوں نے قاضی اسد بن فرات کو صلح اور ادائے جزیہ کا دھوکہ دیا مگر جب قرائن سے آمادہ بجنگ نظر آئے تو قاضی اسد نے محاصرہ کا حکم دیا۔ عیسائیوں نے شہر پناہ اور قلعہ کے دروازے بند کر لئے قاضی اسد نے نہایت ہوشیاری سے حصار کر کے قرب وجوار کے شہروں پر تاخت و تاراج کی غرض سے اپنی فوج کو متعدد دستوں پر منقسم کر کے پھیلا دیا۔ مال غنیمت کی بیحد کثرت ہوئی اس کے بعد اسلامی لشکر نے سرقوسہ کا بری اور بحری محاصرہ کر لیا۔ سرقوسہ کو افریقہ سے اچانک مدد پہونچ گئی اس کے بعد اہل افریقہ نے بلیرم کو اپنی حفاظت میں لے کر عساکر اسلامیہ پر حملہ کیا۔ عساکر اسلام اس وقت سرقوسہ کا محاصرہ کئے تھیں

رومیوں نے محاصرہ اٹھا دینے کی انتہائی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ مسلمانوں نے نہایت مضبوطی اور احتیاط سے محاصرہ کر رکھا تھا پھر اتفاق وقت سے عساکر اسلام میں وبائی بیماری پھیل گئی جس سے ایک بڑی جماعت نے جان بحق تسلیم کر دی۔

اسد بن فرات کی وفات

اسد بن فرات امیر افواج اسلامیہ نے اسی زمانہ میں وفات پائی شہر قصریانہ میں مدفون ہوا اسی اسلامی فوج میں وہ سپہ سالار بھی تھا جس کی کمک پر اسلامی لشکر آیا ہوا تھا اہل قصریانہ نے اسے دھوکہ دے کر مار ڈالا اس کے بعد قسطنطنیہ سے ایک تازہ دم فوج عیسائیوں کی کمک پر آ گئی۔ ہنگامہ کارزار پھر گرم ہو گیا۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی بقیہ نے قصریانہ کی جانب پناہ گزین ہونے کی غرض سے قدم بڑھایا۔

زہیر بن عوف اور عیسائیوں کی جنگ

اس کے بعد احمد بن حواری امیر عساکر اسلامیہ نے وفات پائی اس کی جگہ زہیر بن عوف کو افواج اسلامی کا امیر مقرر کیا گیا۔ رومیوں اور مسلمانوں سے پھر معرکہ آرائی شروع ہوئی رومیوں نے کئی مرتبہ عساکر اسلامیہ کو شکست دی اور ان کے لشکر گاہ میں ان کا محاصرہ کر لیا۔ طول جنگ اور شدت حصار سے مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہو چلا۔ اسی اثناء میں ان مسلمانوں نے جو کہ بیس میں تھے فصیلوں اور شہر پناہ کی دیواروں کو منہدم کر کے مارز کی جانب کوچ کیا مگر عیسائی فوجوں کی کثرت کی وجہ سے اپنے محصور بھائیوں تک نہ پہنچ سکے۔ لشکر اسلام اسی حالت میں ۲۱۴ھ تک مبتلا رہا۔ ہلاکت کی نوبت پہنچ گئی تھی کہ چند جنگی کشتیاں افریقہ سے بطور کمک کے آ گئیں اور اندلس کا ایک جنگی بیڑا جو بقصد جہاد نکلا ہوا تھا آ پہنچا لشکر اسلام کو محاصرہ میں دیکھ کر تین سو کشتیاں ساحل جزیرہ سے لگا دی گئیں۔ مجاہدین اسلام خشکی پر اتر پڑے رومیوں کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ محاصرہ اٹھا کر چلتے نظر آئے۔

بطریق صقلیہ کا خاتمہ

مسلمانوں نے ۲۱۷ھ میں شہر ملیرم کو امان کے ساتھ فتح کر لیا بعدہٗ ۲۱۹ھ میں شہر قصریانہ پر دھاوا کیا چنانچہ ۲۲۰ھ میں رومیوں کو شکست دے کر قصریانہ پر بھی قابض ہو گئے پھر طرمیس کی طرف اسلامی فوج کا ایک دستہ بھیجا گیا۔ دوسرا دستہ زیادۃ اللہ نے فضل بن یعقوب کی افسری میں سرقوسہ پر شبخون مارنے کے لئے روانہ کیا یہ دونوں دستے بہت سا مال غنیمت لے کر کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔ اس کے بعد ایک اور سریہ[1] روانہ کیا گیا۔ بطریق صقلیہ نے اس سے مقابلہ کیا مسلمانوں نے ایک میدان میں جس کے اردگرد بڑی دلدل تھی پناہ لی بطریق نے ہر چند کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا ناکام ہو کر واپس ہوا جوں ہی بطریق واپس ہوا اہل سریہ نے حملہ کر دیا۔ بطریق اس حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا دوران جنگ میں گھوڑے سے گر پڑا۔ ایک مسلمان سپاہی نے نیزہ مارا مر گیا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ آلات جنگ، مال و اسباب اور بہت سے مویشی لے کر اپنے لشکر گاہ میں واپس آئے۔

ابراہیم بن عبداللہ کی صقلیہ پر فوج کشی

ان واقعات کے بعد زیادۃ اللہ نے ابراہیم بن عبداللہ بن اغلب کی افسری میں افواج اسلامیہ کو صقلیہ کی جانب روانہ کیا اور اس کی سند حکومت بھی اسے عطا کی۔ نصف رمضان سنہ مذکور میں ابراہیم نے صقلیہ کی طرف کوچ کیا۔

[1] سریہ اس فوج کو کہتے ہیں جو شب خون مارنے کی غرض سے رات کے وقت غنیم کی طرف روانہ کی جائے۔ (مترجم)

ابراہیم کی روانگی کے بعد جنگی کشتیوں کا ایک بیڑا براہ دریا روانہ کیا گیا رومیوں کی جنگی کشتیوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ بہت سے رومی مارے گئے بے حد مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ پھر جنگی کشتیوں کا ایک دوسرا بیڑا قصورہ کی جانب روانہ کیا۔ رومیوں کا بیڑا مقابلہ پر آیا۔ اور پہلے ہی حملے میں شکست نصیب ہوئی۔ مسلمانوں نے اسے بھی لوٹ لیا اس سے بھی کسی قدر مال غنیمت ہاتھ آیا۔ پھر ایک سریہ جبل النار اور ان قلعوں کی طرف روانہ کیا جو اس کے گردونواح میں تھے۔ ہزارہا قیدی ہاتھ آئے مال غنیمت کا کوئی حد و شمار نہ تھا۔

قصریانہ پر قبضہ

انہی دنوں ابراہیم بن عبداللہ بن اغلب نے ۲۲۱ھ میں جنگی کشتیوں کا ایک بیڑا جزیرہ کی طرف روانہ کیا۔ وہ بھی بہت سا مال غنیمت لے کر واپس ہوا اس کے علاوہ دوسرے اور بھیجے ایک لوقلقلہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اور دوسرے کو قصریانہ پر شبخون مارنے کا اشارہ کیا۔ ان دونوں سریوں میں مسلمانوں کو مصائب اور شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد ایک دوسرا واقعہ پیش آیا جس میں فتحمندی کا جھنڈا مسلمانوں کے ہاتھ رہا رومیوں کے بیڑے سے نو کشتیاں عساکر اسلامیہ کے ہاتھ لگیں۔ اس کے بعد ایک مسلمان سپاہی کو قصریانہ کے ایک چور دروازہ کا پتہ لگ گیا اس نے اپنے امیر کو بتلایا امیر عساکر اسلام نے اسلامی فوج کو اسی راہ سے شہر میں داخل کر دیا۔ رومیوں نے شہر کو چھوڑ کر قلعہ میں پناہ لی دو چار روز تک لڑتے رہے بالآخر امن کے خواستگار ہوئے۔ مسلمانوں نے انہیں امن دیا اور کامیابی کے ساتھ قصریانہ اور قلعہ پر قبضہ کر کے بہت سا مال غنیمت لئے ہوئے شہر بلیرم کی جانب واپس ہوئے۔

زیادۃ اللہ کی وفات

یہاں تک کہ ان لوگوں کو زیادۃ اللہ کے مرنے کی خبر موصول ہوئی۔ ابتداً تو ہمت ہارے لیکن پھر اپنے دلوں کو مضبوط کر کے صبر و تحمل کا پتھر اپنے کلیجوں پر رکھ کے جہاد میں مصروف ہو گئے۔ زیادۃ اللہ کی وفات ۲۲۳ھ کے نصف میں جب کہ اس نے اپنی حکومت کے ساڑھے اکیس سال پورے کر لئے تھے وقوع میں آئی۔

ابو عقال اغلب بن ابراہیم بن اغلب

زیادۃ اللہ بن ابراہیم کے مرنے کے بعد اس کا بھائی اغلب حکمراں ہوا اس کی کنیت ابو عقال تھی۔ اس نے لشکریوں کے ساتھ نہایت اچھے برتاؤ کئے۔ زیادتیاں اور مظالم موقوف کر دیئے۔ عمال کی تنخواہیں بڑھا دیں رعایا پر ظلم و ستم کرنے سے انہیں روک دیا۔ کچھ عرصہ بعد قسطنطنیہ میں خوارج زاوغہ، لواتہ اور لبرکاسہ نے ابو عقال کی مخالفت پہ کمر باندھی اس کے گورنر کو مار کر خود قابض ہو گئے۔ ابو عقال نے ان لوگوں کی سرکوبی پر فوجیں روانہ کیں چنانچہ ابو عقال کی فوج نے تمام باغیوں کا قلع قمع کر دیا۔ اس کے بعد ۲۲۴ھ میں ابو عقال نے ایک سریہ صقلیہ کی طرف روانہ کیا جو بہت سا مال غنیمت لے کر مظفر و منصور واپس آیا۔ ۲۲۵ھ میں صقلیہ کے چند قلعوں نے مسلمانوں سے امن کی درخواست کی۔ مسلمانوں نے انہیں امن دیا اور بصلح و امان فتح کر لیا۔ پھر مسلمانوں کی جنگی کشتیوں کا ایک بیڑا قلوریہ کی طرف روانہ کیا گیا۔ قلوریہ بھی سر ہو گیا بادشاہ قسطنطنیہ کا بیڑا قلوریہ کی حمایت پر آیا مسلمانوں نے اسے بھی شکست دے دی۔ پھر ۲۲۶ھ میں مسلمانوں کا سریہ قصریانہ مضافات صقلیہ کی طرف روانہ کیا گیا بعدہ قلعہ قیروان کی جانب بھیجا گیا۔ مسلمانوں نے اس کے

گرد و نواح کو جی کھول کر پامال کیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ ان واقعات کے تمام ہونے پر ابوعقال اغلب بن ابراہیم نے ماہ ربیع میں اپنی حکومت و امارت کے دو برس سات مہینے پورے کر کے انتقال کیا۔

ابوالعباس محمد بن اغلب بن ابراہیم

ابوعقال اغلب کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا ابوالعباس محمد حکمرانی کی عبا پہن کر کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔ اہل افریقہ نے اس کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ ۲۲۷ھ میں شہر تاہرت کے قریب ایک شہر جدید موسوم عباسیہ آباد کیا جسے افلح بن عبدالوہاب ابن رستم نے جلا دیا تھا اور والی اندلس کی خدمت میں اس کامیابی کی خوش خبری بھیجی تھی والی اندلس نے ایک لاکھ درہم بطور صلہ مرحمت کئے تھے۔

ابن جواد کی معزولی

اس کے زمانہ میں ابن جواد کی معزولی کے بعد ۲۳۴ھ میں سحنون عہدہ قضاء کا متولی ہوا اور ابن جواد کو درّے لگوائے جس کے صدمہ سے وہ مرگیا پھر ۲۴۰ھ میں سحنون بھی مرگیا۔

ابوجعفر کا خروج

اس کے بعد ابوالعباس پر اس کے بھائی ابوجعفر نے حملہ کیا اور اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملی سے ابوالعباس کو دبا لیا اور اس کے وزراء و اراکین دولت کو قتل کرا دیا۔ اسی حالت میں ایک مدت گزری۔ پھر ابوالعباس خواب غفلت سے بیدار ہو کر نظام حکومت درست کرنے کی جانب متوجہ ہوا۔ خفیہ طور سے فوجیں مرتب کیں آلات حرب فراہم کئے اور ۲۳۳ھ میں اعلان جنگ کر کے اپنے بھائی ابوجعفر کے مقابلہ پر آگیا اور اس کی حکومت و ریاست کو نیست و نابود کر کے اس کی امارت کے سولھویں مہینے افریقہ سے مصر کی جانب نکال باہر کیا۔

ابوابراہیم احمد

ابوالعباس محمد بن ابی عقال کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ابوابراہیم احمد حکمراں ہوا اس نے نہایت نیک نیتی اور حسن سیرتی سے حکومت شروع کی۔ لشکریوں کی تنخواہیں بڑھائیں۔ عمارات کے بنوانے کا بے حد شائق تھا۔ افریقہ میں تقریباً دس ہزار سنگی قلعے بنوائے جن کے دروازے لوہے کے تھے غلاموں کی ایک فوج تیار کی۔ اطراف طرابلس میں بربر کے خوارج نے اس پر حملہ کیا اور اس کے گورنر کو دبا لیا۔ ان دنوں اس کی گورنری پر اس کا بھائی عبداللہ بن محمد بن اغلب تھا اس نے ان لوگوں کی سرکوبی پر اپنے دوسرے بھائی زیادۃ اللہ کو روانہ کیا چنانچہ زیادۃ اللہ نے پہنچتے ہی ان لوگوں کو زیر کر کے اپنے بھائی ابراہیم کو اس کی فتح کی خوش خبری لکھ بھیجی۔

اسی کے زمانہ حکومت ماہ شوال ۲۴۷ھ میں صقلیہ کے شہروں میں سے قصریانہ فتح ہوا۔ نامۂ بشارت فتح خلیفہ متوکل کی خدمت میں روانہ کیا اور وہاں کے چند قیدیوں کو بطور ہدیہ دربار خلافت میں بھیجا۔ اس کے بعد ابوابراہیم اپنی حکومت و ریاست کے آٹھ سال پورے کر کے ۲۴۹ھ میں بار حیات سے سبکدوش ہوگیا۔

زیادۃ اللہ اصغر

ابوابراہیم کی وفات کے بعد اس کا بیٹا زیادۃ اللہ زمام حکومت کا مالک ہوا۔ یہ زیادۃ اللہ اصغر کے نام سے موسوم تھا۔ اس نے اپنے اسلاف کا رویہ اختیار کیا۔

اس کا زمانہ حکومت دراز نہیں ہوا۔ اپنی حکومت کے ایک ہی برس بعد انتقال کر گیا۔

ابوالغرانیق بن ابی ابراہیم بن احمد

زیادۃ اللہ کے انتقال کے بعد اس کا بھائی ملقب بہ ابوالغرانیق کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا۔ حکمران ہوتے ہی لہو و لعب میں مصروف و منہمک ہو گیا۔ اس کے زمانے میں فتنہ و فساد اور لڑائیوں کے دروازے کھل گئے۔ جزیرہ مالطہ ۲۵۵ھ میں فتح ہوا۔ رومیوں نے جزیرہ صقلیہ کے اکثر مقامات پر قبضہ کر لیا۔ تب محمد نے ساحل بحر پر مغرب میں برقہ سے پندرہ یوم کی مسافت پر جانب غرب چند قلعے اور محافظت کی غرض متعدد منارے بنوائے جو اس وقت (یعنی مورخ ابن خلدون کے زمانہ) تک موجود ہیں گیارہ برس اس نے حکومت کی۔ نصف ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔

فضل بن جعفر ہمدانی

۲۲۸ھ میں فضل بن جعفر ہمدانی براہ دریا فوجیں لے کر روانہ ہوا مسینہ کے گھاٹ پر پہنچ کر کشتی سے خشکی پر اتر پڑا۔ اور اس کا محاصرہ کر لیا اہل شہر نے قلعہ بندی کر لی فضل نے اپنی فوج کے چند دستوں کو شبخون مارنے کی غرض سے اس کے اطراف و جوانب میں پھیلا دیا۔ جو بہت سا مال غنیمت لے کے واپس آئے اس کے بعد اثنائے جنگ میں اپنے رکاب کی فوج سے ایک گروہ کو علیحدہ کر کے حکم دیا کہ اس پہاڑ سے گزر کر شہر پر حملہ آور ہو جس کے دامن میں یہ آباد تھا۔ چنانچہ اس دستہ فوج نے ایسا ہی کیا۔ حریف کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی انتہائی ابتری سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ فضل نے کامیابی کے ساتھ شہر کو فتح کر کے اپنی فتح یابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

فضل اور بطریق صقلیہ کی جنگ

پھر ۲۳۲ھ میں فضل نے شہر لسی کا محاصرہ کیا اہل شہر نے بطریق صقلیہ کی خدمت میں یہ حالات لکھ بھیجے امداد کی درخواست کی۔ بطریق صقلیہ نے ان کی درخواست منظور کر لی اور یہ ہدایت کی کہ جس وقت تم پہاڑ پر آگ روشن کرو گے فوراً ہم عساکر اسلام پر حملہ آور ہوں گے اور اسی وقت تم بھی حملہ کر دینا دو طرفہ جنگ سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ جائیں گے۔ اور بات کی بات میں ہم ان پر فتح یابی حاصل کر لیں گے۔ فضل کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔ فضل نے اسی سمت میں جس طرف سے بطریق حملہ کرنے والا تھا متعدد کمین گاہوں میں نامی نامی جنگ آور سورما کو بٹھلا دیا اور پہاڑ پر آگ روشن کرا دی بطریق صقلیہ نے آگ روشن دیکھ دیکھ کر فوج کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے لشکر اسلام پر حملہ کرنے کی غرض سے بڑھا جوں ہی کمینگاہ سے آگے بڑھا مجاہدین اسلام نے کمینگاہ سے نکل کر حملہ کر دیا جس سے معدودے چند جانبر ہوئے اور سب کے سب کھیت رہے اور اہل شہر پر فضل نے حملہ کر دیا اہل شہر نے گھبرا کر امان حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ فضل نے قبضہ کر لیا۔

عباس بن فضل بن یعقوب

۲۳۳ھ میں مسلمانوں نے ملک انکبردہ براعظم کی جانب قدم بڑھایا اور اس کے شہروں میں سے ایک شہر پر قبضہ حاصل کر کے وہیں قیام پذیر ہو گئے ۲۳۴ھ میں زغوش نے مصالحت کا پیام دیا اور امان حاصل کر کے شہر کو مسلمانوں کے حوالہ کر دیا اہل اسلام اس کے مال و اسباب کو اٹھا لائے

اور شہر کو منہدم اور خراب کر دیا۔ اس واقعہ سے قبل ۲۲۳ھ میں امیر صقلیہ محمد بن عبداللہ بن اغلب کا انتقال ہو چکا تھا اور مسلمانوں نے متفق ہو کر عباس بن فضل بن یعقوب کو اپنا امیر بنا لیا تھا چنانچہ محمد بن اغلب نے اس تقرری کو پسند کر کے صقلیہ کی سند حکومت عباس کے پاس بھیج دی تھی۔ سند حکومت آنے سے پیشتر عباس جہاد کرتا اور فوجوں کو شبخوں مارنے کی غرض سے بھیجتا تھا جو اکثر اوقات مال غنیمت لے کر واپس آتی تھیں۔ لیکن جس وقت سند حکومت آ گئی تو بنفسہ جہاد کی غرض سے نکلا اس کے مقدمۃ الجیش پر اس کا چچا ریاح تھا۔ اطراف صقلیہ کو خوب خوب تاخت و تاراج کیا۔ متعدد فوجیں اور سرایا روانہ کئے قسطانیہ، سرقوسہ، بوطیف اور عوزس اس کے لشکر ظفر پیکر کی جولانگاہ بنے ہوئے تھے عساکر اسلام نے ان مقامات سے بے حد مال غنیمت حاصل کیا۔ شہروں کو ویران و خراب کر کے جلا دیا۔ چند قلعے فتح کئے۔ اہل قصریانہ کو ان معرکوں میں شکست دی۔ ان دنوں اس شہر کو بادشاہ صقلیہ کے دارالسلطنت ہونے کا شرف حاصل تھا۔ اور اس سے قبل بادشاہ مذکور سرقوسہ کو اپنا قصر حکومت بنائے ہوئے تھا۔ جب مسلمانوں نے اسے فتح کر لیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو بادشاہ مذکور نے قصریانہ کو اپنا دارالحکومت بنایا۔

فتح قصریانہ

قصریانہ کے فتح ہونے کے حالات یہ ہیں کہ عباس گرمی اور سردی کے موسم میں سرقوسہ اور قصریانہ پر جہاد کرنے کی غرض سے فوجیں بھیجتا رہا یہ فوجیں عیسائیوں پر فتحیابی حاصل کر کے مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس آیا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایام سرما کے جہاد میں چند قیدی گرفتار ہو کر آئے۔ جس وقت ان لوگوں کو قتل کرنے کے لئے پیش کیا گیا ایک قیدی نے جس کے چہرے سے ہیبت و ریاست نمایاں تھی گذارش کی" اے امیر مجھے آپ قتل نہ کیجئے میں آپ کو قصریانہ پر قبضہ دلا دوں گا، عباس نے اس کے قتل سے ہاتھ روک لیا اس قیدی نے شہر قصریانہ کا خفیہ راستہ بتلا دیا۔ چنانچہ اسلامی دلاور رات کے وقت اس راہ پر آئے قیدی ان لوگوں کو ایک چھوٹے دروازے سے شہر میں لے گیا جوں ہی وسط شہر میں پہونچے تو تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ دو چار سپاہیوں نے لپک کر شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ عباس بھی اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ شہر میں قتل و غارت کرتا ہوا گھس پڑا عیسائی جنگ آوروں کو تہ تیغ کیا بطریقوں کی لڑکیوں کو قیدی بنایا اور اس قدر مال غنیمت ہاتھ آیا کہ جو احاطہ تحریر سے باہر ہے۔

عباس بن فضل کی فتوحات

اس واقعہ سے صقلیہ میں رومیوں کو شکست اور ذلت نصیب ہوئی بادشاہ روم نے براہ دریا ایک بڑی فوج ایک بطریق کی ماتحتی میں صقلیہ کی حمایت کے لئے روانہ کی ساحل سرقوسہ پر پہونچ کر کشتیوں نے لنگر ڈالا۔ عباس کو اس کی خبر لگی تو وہ بھی فوجیں آراستہ کر کے ملیرم سے آ پہونچا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد عباس نے عیسائیوں کو شکست دی۔ بقیہ کشتیوں پر سوار ہو کر اپنے ملک کی طرف بھاگے مسلمانوں نے انکی کشتیوں میں سے تین کشتیاں یا اس سے زائد کشتیاں مع مال و اسباب کے لوٹ لیں یہ واقعہ ۲۲۷ھ کا ہے اس کے بعد عباس نے صقلیہ کے متعدد قلعوں کو بزور تیغ فتح کیا۔ رومی عیسائیوں کی کمک پر قسطنطنیہ سے فوجیں آئیں اس وقت عباس قلعۂ روم کا محاصرہ کئے ہوئے تھا عیسائی فوجیں سرقوسہ میں اتر پڑیں۔ عباس نے اسی مقام سے جہاں پر کہ محاصرہ ڈالے ہوئے تھا۔ عیسائی فوجوں پر حملہ کیا اور پہلے ہی حملے میں انھیں پسپا کر کے قصریانہ کی جانب واپس گیا اور اس کی قلعہ بندی

کر کے محافظت کی غرض سے ایک جری فوج کو اس میں ٹھہرا دیا۔ پھر سنہ ۲۴۷ھ میں سرقوسہ پر چڑھائی کی بہت سا مال غنیمت لے کر واپس ہوا اثناء راہ میں علیل ہوا سنہ مذکور کے نصف میں وفات پائی اور اطراف سرقوسہ میں دفن کیا گیا عیسائیوں نے اس کی نعش کو قبر سے نکال کر جلا دیا یہ واقعہ اس کی امارت کے گیارہویں سال وقوع پذیر ہوا۔

عبداللہ بن عباس

ان واقعات کے بعد صقلیہ پر برابر جہاد جاری رہا اور فتحیابی کے جوش میں لشکر اسلام حملہ آور ہوتا رہا چنانچہ سرحد روم کو شمال کی جانب عبور کر گیا سرزمین قلوریہ اور انکبردہ پر جہاد کیا اور اس کے متعدد قلعوں کو فتح کر کے وہیں سکونت پذیر ہو گیا عباس کے مرنے پر مسلمانوں نے متفق ہو کر اس کے بیٹے عبداللہ کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا اور والی افریقہ کو اطلاعی رپورٹ بھیج دی عبداللہ نے زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لینے کے بعد متعدد سرایا سرحدی عیسائی امراء کے ملکوں کی طرف روانہ کیے کئی قلعے بزور تیغ فتح ہوئے۔

محمود بن خفاجہ کی فتوحات

عبداللہ کی حکومت کے پانچویں مہینے خفاجہ بن سفیان نصف سنہ ۲۴۸ھ میں افریقہ سے وارد صقلیہ ہوا اور اپنے بیٹے محمود کو ایک سریہ کا افسر مقرر کر کے سرقوسہ کی جانب روانہ کیا محمود اطراف سرقوسہ میں داخل ہو کر تاخت و تاراج کرنے لگا رومیوں کا ٹڈی دل لشکر یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر محمود فتحمندی کے ساتھ واپس ہوا اس کے بعد شہر نوطوس کو سنہ ۲۵۵ھ میں فتح کر کے سرقوسہ اور جبل النار پر پھر چڑھائی کی اہل طرمیس نے گردن اطاعت جھکا دی امن کے خواستگار ہوئے لیکن چند روز بعد عہد شکنی کر کے بغاوت کا اعلان کیا خفاجہ نے اپنے بیٹے محمد کو افواج اسلامیہ کا افسر بنا کر اہل طرمیس کے سر کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ محمد نے اہل طرمیس کو بزور تیغ پھر زیر کیا اور بہت سے مرد اور عورتوں کو قید کر لایا اس کے بعد خفاجہ نے غوش پر جہاد کی غرض سے حملہ کیا اور نہایت مردانگی سے اسے فتح کر لیا۔ اس اثنا میں خفاجہ ایک مرض میں مبتلا ہو کر بلیرم کی جانب واپس ہوا۔ پھر سنہ ۲۵۳ھ میں سرقوسہ اور قطانیہ پر حملہ آور ہوا اس کے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر کے وہاں کی زراعت کو پھر خراب کر ڈالا۔ متعدد سرایا سرزمین صقلیہ کی جانب روانہ کیے لشکر اسلام کے ہاتھ مال غنیمت سے پر ہو گئے۔

طرمیس کی فتح

سنہ ۲۵۴ھ میں قسطنطنیہ سے ایک بطریق اہل صقلیہ کی کمک پر آیا مسلمانوں سے صف آرائی کی نوبت آئی۔ مسلمانوں نے اسے شکست دی اور خفاجہ نے اطراف سرقوسہ کو جی کھول کر لوٹا اور بلیرم کی جانب واپس ہوا۔ پھر سنہ ۲۵۵ھ میں اپنے بیٹے محمد کو عساکر اسلامیہ کا افسر بنا کر طرمیس کی طرف روانہ کیا۔ کسی جاسوس نے چور دروازہ کا پتہ بتلا دیا عساکر اسلامیہ کا ایک گروہ اس دروازہ سے شہر میں داخل ہو کر قتل و غارت میں مصروف ہو گیا دوسری جانب سے محمد بن خفاجہ بقیہ لشکر اسلام لئے ہوئے شہر میں بزور تیغ گھس پڑا۔ شور و غل سے کانوں کے پردے پھٹے پڑتے تھے گرد و غبار کی وجہ سے کچھ سوجھائی نہ دیتا تھا لشکر اسلام کا سابق گروہ انہیں دشمنان اسلام کا معین و مددگار تصور کر کے بھاگ کھڑا ہوا۔ محمد بن خفاجہ بھی ان لوگوں کو واپس ہوتا دیکھ کر لوٹ پڑا۔ طرمیس کے سر نہ ہونے کا سبب یہ ہوا۔

خفاجہ بن سفیان کا قتل

اس کے بعد خفاجہ نے فوجیں آراستہ کر کے سرقوسہ پر جہاد کیا اور اس

کا محاصرہ کر کے اور اس کے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر کے واپس ہوا۔ اثنائے راہ میں اسی کے لشکر میں سے کسی نے مکر و فریب سے اسے مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۲۵۵ھ کا ہے۔ لوگوں نے اس کے بیٹے محمد کو اپنا امیر مقرر کیا اور محمد بن احمد امیر افریقہ کو اطلاعاً لکھ بھیجا۔ اس نے محمد کو اس کی سرداری پر بحال رکھا اور سند حکومت تحریر کر کے بھیج دی۔

ابراہیم بن احمد برادر ابوالغرانیق

ابوالغرانیق کی وفات پر اس کا بھائی ابراہیم عنان حکومت افریقہ کا مالک ہوا ابوالغرانیق نے اپنے بیٹے ابوعقال کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اور اپنے بھائی ابراہیم سے بحلف یہ اقرار لیا تھا کہ میرے بیٹے ابوعقال سے حکومت و امارت کے لئے لڑائی جھگڑا نہ کرنا۔ اور نہ اس سے کسی قسم کی مخالفت کرنا بلکہ بطور نائب کے اس کے کاموں کو انجام دینا یہاں تک کہ ابوعقال سن شعور کو پہونچ جائے۔ جب ابوالغرانیق کا انتقال ہو گیا تو اہل قیروان نے عداوت اور ابراہیم کے حسن سیرت اور عدالت کے باعث اسے امارت پر ابھارنا شروع کیا پہلے ابراہیم نے انکار کیا مگر جب اہل قیروان کا اصرار زیادہ ہوا تو ان کی درخواست کو منظور کر کے ابوالغرانیق کی وصیت کو جو وہ اپنے بیٹے ابوعقال کے بارے میں اسے کر گیا تھا پس پشت ڈال دیا۔ اپنے مکان مسکونہ سے اٹھ کر قصر امارت میں چلا آیا اور نہایت عمدگی اور ہوشیاری سے امارت کرنے لگا۔ عادل، عالی حوصلہ بلند خیال اور نہایت دلیر تھا۔ بغاوت اور فساد کی جڑ بنیاد اکھاڑ کر پھینک دی مظلوموں کی داد فریاد سننے کو دربار عام کرتا تھا۔ تمام ملک میں امن و امان ہو گیا۔ سواحل بحر پر تحفظ کی غرض سے بہت سے قلعے اور منارے بنوائے۔ سواحل سبتہ پر دشمنان اسلام کے ڈرانے کے لئے آگ روشن کی جاتی تھی اس کی روشنی اسکندریہ تک پہونچتی تھی۔ اسی نے سوسہ کا شہر پناہ بنوایا تھا اسی کے زمانہ حکومت میں عباس بن احمد بن طولون اپنے باپ والی مصر سے مخالف ہو کر ۲۶۵ھ میں علیحدہ ہو گیا تھا اور برقہ پر محمد بن قہرب سالار ابن اغلب کے ہاتھ سے قبضہ لے لیا تھا اس کے بعد لبدہ پر قابض ہوا۔ پھر طرابلس کا محاصرہ کیا محمد بن قہرب نے نفوسہ سے امداد طلب کی چنانچہ یہ اس کی کمک پر آئے عباس بن احمد بن طولون سے قصر حاتم میں ۲۶۷ھ لڑائی ہوئی۔ عباس کو شکست ہوئی۔ اور یہ شکست کھا کر مصر کی جانب واپس ہوا۔

بغاوتوں کا استیصال

اس کے بعد وزواجہ نے علم مخالفت بلند کیا اور ضمانت دینے سے انکار کیا۔ ان کی دیکھا دیکھی ہوارہ بعدہ لواتہ نے بھی ایسا ہی کیا۔ محمد بن قہرب انہی بغاوتوں اور لڑائیوں میں مارا گیا۔

ابراہیم نے اپنے بیٹے ابوالعباس عبداللہ کو ۲۶۹ھ میں ایک بڑی فوج کے ساتھ ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی ۲۸۰ھ میں خوارج نے بکثرت حملے کئے۔ ابراہیم نے اپنی فوجوں کو تمام ملک میں پھیلا دیا۔ آتش بغاوت فرو ہو گئی۔ امن و امان قائم ہو گیا۔ مصلحت وقت کے لحاظ سے سوڈانی غلاموں کو سوار فوج میں بھرتی کر لیا جس کی تعداد تیس ہزار تھی۔ اور اور ۲۸۱ھ میں ٹونس چلا آیا۔ اور وہیں محلسرا بنوائی۔

پھر ۲۸۳ھ میں ابن طولون سے جنگ کرنے کی غرض سے مصر کی جانب کوچ کیا۔

اثناء راہ میں نفوسہ نے چھیڑ چھاڑ شروع کی وہ انہیں شکست دے کر سرت تک پامال کرتا ہوا چلا گیا۔ جب دشمنوں کی جمعیت منتشر ہو گئی تو واپس ہوا۔

محاصرۂ طرایہ

اور واپسی کے بعد اپنے بیٹے ابو العباس عبداللہ کو س۲۸۷ھ میں صقلیہ کی جانب روانہ کیا یہ ایک سو ساٹھ کشتیوں کا بیڑا لئے ہوئے صقلیہ پہونچا طرایہ کا محاصرہ کر لیا۔ اہل بلیرم اور کبرکیت نے عہد شکنی کی۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں ان لوگوں میں باہم نفاق کا مادہ پھیل گیا۔ ابو العباس نے ایک کو دوسرے کے مقابلہ پر ابھارنا شروع کر دیا مگر چند روز بعد وہ سب کے سب ابو العباس سے جنگ کرنے پر متفق ہو گئے۔ اہل بلیرم نے براہ دریا ابو العباس پر حملہ کیا ابو العباس نے انہیں پہلے ہی حملہ میں پسپا کر کے ان کے مال واسباب اور آلات حرب کو لوٹ لیا اور ان کے سرداروں کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے اپنے باپ کی خدمت میں بھیج دیا۔ باقی ماندگان میں سے کچھ سرداروں نے قسطنطنیہ کا راستہ لیا اور کچھ لوگ طرمیں کی جانب بھاگ گئے۔ ابو العباس نے ان لوگوں کا تعاقب کیا اور اس کے اطراف وجوانب کو تاخت وتاراج کر کے مال غنیمت سے اپنے لشکریوں کو مالا مال کر دیا۔

مسینی اور ربو پر فوج کشی

اس کے بعد اہل قطانیہ کے محاصرہ کے لئے بڑھا اہل قطانیہ نے قلعہ بندی کر لی ابو العباس نے مسلمانوں کی خونریزی کے خیال سے محاصرہ اٹھا لیا پھر س۲۸۸ھ میں بقصد جہاد فوجیں آراستہ کیں ومقس پھر مسینی پر فوج کشی کی اس کے بعد براہ دریا ربو کی طرف بڑھا اور اسے بزور تیغ فتح کر کے اپنی کشتیوں کو مال غنیمت سے پُر کر کے مسینی کی جانب لوٹ آیا اور اس کے شہر پناہ کو منہدم و مسمار کرا دیا اتنے میں طبنہ سے چند جنگی کشتیاں اہل ربو کی کمک پر آئیں ابو العباس نے انہیں بھی شکست دی اور انکی تیس کشتیاں گرفتار کر لیں اس کے بعد ابو العباس نے روم کی سرحد کی جانب قدم بڑھایا اور دریا کے پار فرانسیسیوں کے گروہ پر حملہ آور ہوا دو چار حملے کر کے صقلیہ کی جانب واپس ہوا۔

امیر ابراہیم کی معزولی کا فرمان

اسی سنہ میں خلیفہ معتضد کا قاصد اہل تونس کی شکایت کی وجہ سے امیر ابراہیم کی معزولی کا پیام لایا۔ امیر ابراہیم نے اپنے بیٹے ابو العباس کو صقلیہ سے بلا لیا اور جب یہ آ گیا تو وہ باظہار جلاوطنی صقلیہ کی جانب روانہ ہو گیا ابن الرقیق نے ایسا ہی بیان کیا ہے۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ امیر ابراہیم ظالم، خونریز اور تند خو تھا۔ آخر عمر میں اسے مالیخولیا ہو گیا تھا جس کے سبب اس نے بے حد خونریزی کی اور اپنے بہت سے خدم لونڈیاں اور اپنی عورتوں اور بیٹیوں کو قتل کر ڈالا تھا اور اپنے بیٹے ابو الاغلب کو محض ایک شک سے جو اسے اس کی جانب سے پیدا ہو گیا تھا مار ڈالا۔ ایک روز اس کا رومال گم ہو گیا تھا اس کی سزا میں تین سو خادموں کو قتل کرا دیا۔ یہ بیان ابن الرقیق کا ہے لیکن ابن اثیر نے اس کے عقل وداد اور حسن سیرت کی تعریف وتوصیف کی ہے اور تحریر کیا ہے کہ اس کے زمانہ حکومت میں جعفر بن محمد امیر صقلیہ کے ہاتھ سے سرقوسہ فتح ہوا تھا نو ماہ تک یہ اس کا محاصرہ کئے رہا۔ بادشاہ قسطنطنیہ نے محصورین کی کمک کے لئے براہ دریا فوجیں روانہ کیں اس نے ان کو بھی شکست دی اور شہر کو بزور تیغ فتح کر کے جی کھول کر تاخت وتاراج کیا۔

ابراہیم کی فتوحات

سب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ افریقہ سے براہ دریا صقلیہ آیا تھا اور طرانیہ پر اتر کر بلیرم کی جانب گیا پھر دمشق گیا اور اس کا سترہ یوم تک محاصرہ کئے رہا اس

کے بعد مسینی کو فتح کیا اور اس کے شہر پناہ کو منہدم کرا دیا پھر آخر شعبان ۲۸۹ھ میں طرمیس پر قابض ہوا۔ انھیں دنوں بادشاہ روم نے قسطنطنیہ پہونچ کر اسے فتح کیا تھا پھر اس نے اپنے پوتے اور اپنے بیٹے ابوالعباس عبداللہ کے بیٹے زیادۃ اللہ کو قلعہ ہبقش کی جانب روانہ کیا اور دوسرے بیٹے ابومحرز کو رمطہ کی طرف بھیجا۔ زیادۃ اللہ نے قلعہ ہبقش کو فتح کیا اور ابومحرز نے اہل رمطہ سے جزیہ لے کر مصالحت کر لی اس کے بعد دریا کو عبور کر کے فرانس کے مقبوضات بری میں داخل ہوا قلوریہ کو بزور تیغ فتح کیا۔ بہت سے فرانسیسی قتل و قید کئے گئے۔ اہل فرانس کے دلوں پر اس کے رعب و داب کا سکہ بیٹھ گیا۔

ابراہیم کی وفات

ان پیہم کامیابیوں کے بعد ابراہیم صقلیہ کی جانب واپس ہوا۔ عیسائیوں نے جزیہ دے کر مصالحت کی درخواست پیش کی لیکن اس نے ان کی بدعہدیوں، عہد شکنیوں کی وجہ سے ان کی درخواست منظور نہ کی فوجیں آراستہ کر کے کنسہ کی طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کر لیا اہل کنسہ نے امن کی درخواست کی اس نے قبولیت کا درجہ عنایت نہ کیا اور اسی حالت محاصرہ میں اپنی امارت کے اٹھائیسویں سال آخری ۲۸۹ھ میں انتقال کر گیا۔ اہل لشکر نے ابراہیم کے پوتے ابومضر کو حفاظت لشکر و مقابلہ دشمنان اسلام کی غرض سے عارضی طور پر اس کے بیٹے ابوالعباس کے آنے تک کے لئے اپنا امیر بنا لیا۔ ابوالعباس ان دنوں افریقہ میں تھا ابومضر نے اہل کنسہ سے جزیہ لے کر مصالحت کر لی ان میں سے کسی کو اپنے دادا ابراہیم کے مرنے کی خبر کانوں کان نہ ہونے دی اور چندے قیام کر کے جب کہ اہل سرایا واپس آ گئے محاصرہ اٹھا کر کوچ کر آیا۔ اپنے دادا ابراہیم کی نعش کو بلیرم میں لا کر دفن کیا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ قیروان لا کر ابراہیم کی نعش کو دفن کیا۔

کتامہ میں شیعی کا ظہور

اسی کے زمانہ حکومت میں ابوعبداللہ شیعی کتامہ میں ظاہر ہوا اور لوگوں کو بظاہر اہل بیت کی محبت کی دعوت دینے لگا مگر در پردہ پسران اسماعیل میں سے عبیداللہ مہدی کی حکومت کی بنا ڈال رہا تھا۔ کتامہ نے اس کی ترغیب و تحریک سے اس کی اتباع کی اور یہ وہ امور تھے جس کی وجہ سے شیعی کو توبہ کی ضرورت محسوس ہوئی اور مجبوراً صقلیہ کی جانب جانا پڑا۔ موسیٰ بن عباس والی صقلیہ نے شیعی کی نقل و حرکت سے مطلع ہونے کی غرض سے جاسوس مقرر کئے۔ ابراہیم نے بھی ایک سفارت تہدید آموز شیعی کے پاس انکجان روانہ کی مگر شیعی نے اس کی طرف ذرا توجہ نہ کی اور ایسا جواب دیا کہ جس سے ابراہیم کو بے حد ناراضگی پیدا ہوئی جب شیعی کی کامیابی کا زمانہ قریب آیا اور خلیفہ معتضد کا فرمان ابراہیم کے پاس آیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو شیعی نے توبہ کا اظہار کیا اور صقلیہ کی جانب چلا گیا۔ اس کے بعد افریقہ میں ابوعبداللہ شیعی کی لڑائیاں قبائل کتامہ کے ساتھ ہوئیں یہاں تک کہ شیعی ان پر غالب آ گیا اور ان لوگوں نے اس کی اتباع کر لی۔ ابراہیم نے در پردہ اپنے بیٹے ابوالعباس کو شیعی سے جنگ کرنے کی ممانعت کی تھی اور صقلیہ میں اس کے پاس چلے جانے کی بھی ہدایت کی تھی۔

ابوالعباس عبداللہ بن ابراہیم برادر ابوالغرانیق

۲۸۹ھ میں ابراہیم کے انتقال کر جانے پر جیسا کہ

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اس کا پوتا زیادۃ اللہ امیر لشکر بنایا گیا اور اس کا بیٹا ابو العباس تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ افریقہ کی حکومت کا انتظام کیا۔ مالی حالت درست کی۔ تمول اور دولت مندی کی زیادتی ہوئی تمام عمال کے نام گشتی فرامین روانہ کئے جو سب کے سامنے پڑھے گئے عدل و انصاف کرنے اور نرمی و ملاطفت سے پیش آنے اور جہاد کرنے کا وعدہ کیا تھا کیونکہ زیادۃ اللہ لذات و تعیش اور لہو و لعب میں مصروف اور منہمک ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ اپنے باپ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا اس وجہ سے ابو العباس (اس کے باپ) نے اسے قید کر دیا۔ اس کی جگہ صقلیہ کی حکومت پر محمد بن سرقوسی کو متعین کیا۔

ابو العباس نہایت نیک سیرت، عادل اور فنون جنگ سے واقف تھا اس کا زمانہ حکومت بہترین زمانہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس نے ٹونس کو اپنے قیام کے لئے منتخب و پسند کیا تھا جب اس نے وفات پائی تو ابو عبداللہ شیعی کتامہ پر غالب ہو گیا ایک بڑی جماعت نے اس کی حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ میلہ پر فوج کشی کی اور بزور تیغ اسے فتح کر لیا۔ موسیٰ بن عیاش کو بار حیات سے سبکدوش کیا۔ اہل کتامہ سے فتح بن یحییٰ امیر مسالہ مدتوں ابو عبداللہ سے لڑتا رہا۔ پھر اس نے اسے مغلوب کر دیا اور اپنی قوم پر غالب ہو گیا۔

بکیر ابو حول اور عبداللہ شیعی کی جنگ

فتح نے ابو العباس کے پاس سفارت روانہ کی اور بکیر ابو حول کو شیعی کی جنگ پر بھیجنے کی ترغیب دی چونکہ بکیر دیکھنے کے وقت اپنی ایک آنکھ دبا لیتا تھا اس وجہ سے اسے لوگ احول کہتے تھے چنانچہ ابو العباس نے ٹونس سے ۲۸۹ھ میں اس پر چڑھائی کی پہلے سطیف میں داخل ہوا اس کے بعد بلزمہ پر جا پہنچا اور ان تمام لوگوں کی گردنیں ماردیں جو اس کی دعوت میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ ابو عبداللہ شیعی فوجیں فراہم کر کے مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی معرکہ میں شکست کھا کے تاوزرت سے انکجان کی جانب بھاگا۔ ابو حول نے شیعی کے قصر کو منہدم کرا دیا۔ اس کے بعد ایک شبانہ روز پھر لڑائی ہوتی رہی ابو احول کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ ابو حول نے ٹونس جا کے دم لیا اور کتامہ کے ساتھ ان کی جائے سکونت پر واپس آیا۔ جس وقت ابو حول اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے دوبارہ فوجیں مرتب کر کے ابو عبداللہ شیعی کی جنگ پر روانہ کیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا سطیف پہنچا۔ پھر وہاں سے ابو عبداللہ سے جنگ کے ارادے سے کوچ کیا۔ ابو عبداللہ نے یہ خبر پا کر ابو حول پر حملہ کر دیا۔ ابو حول کو اس غیر متوقع حملہ سے ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا لوٹ کر سطیف آیا اور فوجیں درست کر کے پھر حملہ آور ہوا۔ اسی اثناء میں زیادۃ اللہ نے اپنے باپ کے ملازموں کو ملا لیا۔ چنانچہ ان ناحق شناسوں نے ماہ شعبان ۲۹۰ھ میں بحالت خواب ابو العباس کا کام تمام کر دیا۔ پھر کیا تھا زیادۃ اللہ کو قید سے رہائی مل گئی۔

ابو مضر زیادۃ اللہ

زیادۃ اللہ کی رہائی کے بعد اہل دولت اور ارکین سلطنت نے حکومت و امارت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی اس نے ان غلاموں کو جنہوں نے اس کے باپ کو قتل کیا تھا سزائے موت دی۔

لذات و عیش پرستی لہو و لعب اور مسخروں گویوں کی صحبت میں پڑ گیا۔ کاروبار نظم ونسق سلطنت کو یک قلم ترک کر دیا اور اپنے بھائی ابو حول کو محبت آموز خط لکھ کر بلا بھیجا اور جب وہ آ گیا تو اس کی گردن ماردی اور اپنے چچاؤں بھائیوں کا بھی کام تمام کر دیا۔ ان وجوہات سے عبداللہ شیعی کے کاروبار کو استحکام ہو گیا۔ زیادۃ اللہ نے شب کے وقت شیعی کی مخالفت کی غرض سے رقادہ کی جانب کوچ کیا اور شیعی نے شہر سطیف کو فتح کر کے اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔ زیادۃ اللہ نے اس سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں اور اپنے خادموں میں سے ابراہیم بن حبش نامی ایک خادم کو ان افواج کی سرداری عنایت کی چالیس ہزار فوج کی جمعیت سے ابراہیم نے شیعی کی جنگ کرنے کی غرض سے کوچ کیا مقام قسطیلہ میں پہونچ کر قیام پذیر ہوا چھ ماہ تک ٹھہرا رہا۔ ایک لاکھ فوج اس کی رکاب میں جمع ہو گئی پہلے اس نے کتامہ پر حملہ کیا مگر اتفاق وقت سے اس فوج کو شکست ہوئی بھاگ کر باغایہ پہونچا پھر وہاں سے قیروان چلا آیا۔

ابو عبداللہ شیعی کی فتوحات

ابو عبداللہ نے شہر طبنہ کو فتح کر کے فتح بن یحیٰی مسالتی کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا یہ ان دنوں وہیں موجود تھا اس کے بعد بلزمہ کو فتح کیا اور اس کی شہر پناہ کو منہدم کرا کے زمین دوز کرا دیا اس کے بعد امراء کتامہ سے عروجہ بن یوسف باغایہ پہونچا اور اس فوج پر جو کہ ہارون کی ماتحتی میں حفاظت کی غرض سے وہاں مقیم تھی حملہ آور ہوا انہی دنوں عبداللہ شیعی نے بھی تیجس کے محاصرہ کے لئے فوجیں روانہ کیں چند دن بعد بصلح و آشتی اسی نے فتح کر لیا اسی زمانہ میں قیروان میں بازاریوں اور اوباشوں کی کثرت ہو گئی تھی زیادۃ اللہ نے داد و دہش کا دروازہ کھول دیا فوجیں آراستہ کیں آلات حرب سے سب کو مسلح کر کے ۲۹۵ھ میں فرانس کی جانب کوچ کیا جس وقت قریب اربس پہونچا شیعی کا رعب اس کے دل پر غالب ہوا اس کے خاندان والوں نے واپس جانے کی رائے دی اس لئے وہ رقادہ کی جانب واپس ہو گیا اور اپنے خاندان کے سربر آوردہ اشخاص میں سے ابراہیم بن ابی اغلب کو اپنی فوج کی سرداری عنایت فرمائی اس واقعہ کے بعد ابو عبداللہ نے باغایہ پر فوج کشی کی اور بصلح و امان اسے فتح کر لیا اس کا گورنر بھاگ گیا اس کے بعد عبداللہ نے اپنی فوجوں کو آراستہ کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا کوچ و قیام کرتا ہوا بعانہ تک پہونچا اور قبائل مقرہ پر حملہ کیا۔ نیفاش پر قابض ہو گیا۔ ابراہیم بن ابی اغلب نیفاش پر چڑھ آیا اہل نیفاش نے ابراہیم کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا اور اس کے ہراول کو لڑ کر شکست دے دی مگر ابراہیم نے پہونچتے ہی اسے بزور تیغ فتح کر لیا جس قدر حریف کی فوج وہاں موجود تھی سب کو تہ تیغ کیا۔

اس کے بعد ابو عبداللہ شیعی لشکر کتامہ آراستہ کر کے باغایہ کی طرف بڑھا پھر سکایہ اس کے بعد سبیبہ اور تمود کی جانب کوچ کیا اور یکے بعد دیگرے ان مقامات پر قابض ہو گیا اور یہاں کے رہنے والوں کو امن دیا ابراہیم بن ابی اغلب نے ان واقعات سے مطلع ہو کر اربس سے کوچ کر دیا۔ پھر ابو عبداللہ نے قسطیلہ اور قفصہ پر دھاوا کیا اور ان لوگوں کو امن دیا وہ لوگ اس کی دعوت میں داخل ہو گئے اور یہ باغایہ کی جانب واپس ہوا پھر باغایہ سے انکجان چلا آیا ابراہیم بن ابی اغلب نے میدان خالی دیکھ کر باغایہ پر حملہ کیا اہل باغایہ مقابلہ پر

آئے متعدد لڑائیاں ہوئیں ناکامی کے ساتھ اربس واپس آیا پھر ابو عبداللہ نے جمادی الاول ۲۹۶ھ میں اربس پر چڑھائی کی اور فتح کرتا ہوا ناریہ ہو کر گذرا اور اہل قمودہ کو امان دے دی۔

زیادۃ اللہ کی روانگی طرابلس

جس وقت زیادۃ اللہ کو قمودہ تک ابو عبداللہ شیعی کے پہنچنے کی خبر موصول ہوئی اپنا مال و اسباب لاد پھاند کر بقصد مشرق طرابلس چلا آیا اور ابو عبداللہ شیعی نے میدان خالی دیکھ کر افریقیہ کی طرف رخ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر عروبہ بن یوسف اور حسن بن ابی خزر تھا ماہ رجب ۲۹۶ھ میں رفادہ پہنچا اہل قیروان اس سے ملنے کے لئے آئے اور سب نے عبداللہ مہدی کی امارت و خلافت کی بیعت کی جیسا کہ ہم ان کے حالات اور حکومت کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں

زیادۃ اللہ سترہ دن تک طرابلس میں قیام کر کے واپس ہوا اس کے ساتھ ابراہیم بن ابی اغلب بھی تھا۔ چونکہ اس کی نسبت لوگوں نے زیادۃ اللہ سے یہ جڑ رکھا تھا کہ اس نے قیروان سے روانہ ہونے کے بعد اپنی حکومت و ریاست کی بنا ڈالنے کی فکر تھی اس وجہ سے زیادۃ اللہ نے اس سے علیحدہ ہو کر مصر کی جانب کوچ کیا رفتہ رفتہ مصر کے قریب پہنچا والی مصر عیسیٰ برشدی نے بلا اجازت خلیفہ شہر میں داخل نہ ہونے دیا آٹھ روز تک شہر کے باہر ٹھہرا رکھا۔

بنو اغلب کا زوال

تب زیادۃ اللہ مجبور ہو کر ابن فرات وزیر خلیفہ مقتدر کی خدمت میں گیا اور شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی وزارت پناہ نے تا صدور حکم خلافت مآب رقہ میں قیام کرنے کے لئے لکھ بھیجا ایک برس تک رقہ میں مقیم رہا اس کے بعد خلیفہ مقتدر کا فرمان صادر ہوا جس میں خلافت مآب نے زیادۃ اللہ کو افریقہ واپس جانے اور افریقہ میں خلافت عباسیہ کی حکومت قائم کرنے کی غرض سے نوشتری کو مالی اور فوجی مدد دینے کا حکم دیا تھا چنانچہ زیادۃ اللہ رقہ سے مصر آیا مصر پہنچ کر اسے طویل بیماری لاحق ہو گئی جس سے اس کے بال گر گئے

بیان کیا جاتا ہے کہ اسے زہر دیا گیا تھا بہر کیف مصر سے اس نے بیت المقدس کی جانب کوچ کیا اور وہاں راہی ملک عدم ہو گیا اس کے مرنے سے تمام بنو اغلب متفرق اور منتشر ہو گئے اور ان کا دور حکومت منقطع ہو گیا۔ والبقاء للہ وحدہٗ واللہ سبحانہ تعالیٰ۔ اعلم۔

باب ۴۲

امارت صقلیہ

دولت بنو کلبی

حسن بن محمد بن ابی خزر کی معزولی

جس وقت عبید اللہ مہدی کو افریقیہ پر قبضہ حاصل ہوگیا اس وقت اس نے صوبجات افریقیہ پر عمال مقرر کئے جزیرہ صقلیہ پر حسن بن محمد بن ابی خزر کو مقرر کیا جو کہ سرداران کتامہ میں سے ایک نامور شخص تھا حسن ۲۹۷ھ میں مع اپنی فوج کے مازر پہونچا۔ اپنے بھائی کو کبر کیت کا حاکم بنایا اور صقلیہ کے عہدۂ قضا پر اسحاق بن منہال کو مقرر کیا پھر ۲۹۸ھ میں دمشق پر حملہ آور ہوا اور اس کے گردونواح کو تاخت و تاراج کر کے واپس آیا۔ اہل صقلیہ کو اس کی بدخوئی اور ظلم کی شکایت پیدا ہوئی سب نے جمع ہو کر اس پر حملہ کر دیا اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

احمد بن قہرب

اس کے بعد انجام کا خیال کر کے عبید اللہ مہدی کی خدمت میں معذرت کی عرضداشت روانہ کی مہدی نے ان کی معذرت قبول کر لی اور احمد بن قہرب کو ان کا امیر مقرر کر کے روانہ کیا اس نے ایک سریہ سرزمین قلوریہ کی جانب بھیجا اس سریہ نے قلوریہ کو جی کھول کر پامال کیا اور بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس ہوا۔ پھر ۳۰۰ھ میں اپنے بیٹے علی کو قلعہ طرمین جدید کی طرف روانہ کیا تاکہ اسے اہل صقلیہ کی آئندہ سرکشی اور بغاوت کے زمانہ میں اپنا مرکز بنائیں اس کا بیٹا چھ ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رہا اس کے بعد اس کی فوج نے اس سے بغاوت کر دی اس کے خیموں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اس کے قتل پر مستعد و آمادہ ہو گئے۔ اہل عرب نے اس فعل سے انہیں باز رکھا۔

احمد بن قہرب اور حسن ابی خزر کی جنگ

اس نے لوگوں کو خلیفہ مقتدر کی اطاعت کی ترغیب کی ان لوگوں نے بطیب خاطر اسے منظور کر لیا۔ مہدی کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا قلعہ کے برجوں پر خلافت عباسیہ کے پھریرے چڑھا دیئے گئے پھر اس نے جنگی کشتیوں کا ایک بیڑا افریقیہ کی جانب روانہ کیا۔ مہدی کے بیڑے سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ مہدی کا امیر البحر حسن ابی خزر تھا۔ احمد بن قہرب کے بیڑہ کو اس جنگ میں کامیابی حاصل ہوئی مہدی کا بیڑا جلا دیا گیا اور حسن بن ابی خزر مارہ ڈالا گیا۔ کامیابی کے بعد احمد بن قہرب کا بیڑا صفاقس کی جانب روانہ ہوا ساحل پر پہنچتے ہی اسے ویران و خراب کر ڈالا پھر یہاں سے روانہ ہو کر طرابلس میں لنگر انداز ہوا رفتہ رفتہ اس کی خبر قائم بن مہدی تک پہونچی سن کر دم بخود ہو گیا پھر دار الخلافت

بغداد سے خلافت مآب کی خوشنودی کا فرمان خلعت اور پھریرے کے ساتھ صادر ہوا۔

احمد بن قہرب کا قتل

احمد بن قہرب مارے خوشی کے پھولے نہ سمایا۔ اس کے بعد ایک بیڑا قلوریہ کی طرف روانہ کیا تمام سرزمین قلوریہ میں لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا اس کے اطراف و جوانب کو تاخت و تاراج کر کے واپس ہوا۔ پھر دوبارہ ایک دوسرا بیڑا افریقہ کی جانب بھیجا۔ اس معرکہ میں مہدی کے بیڑے کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اس سے احمد بن قہرب کا شیرازۂ حکومت درہم برہم ہو گیا۔ اہل کبرکیت اس سے باغی ہو گئے۔ مہدی سے خط و کتابت کر کے سازش کر لی رفتہ رفتہ مادۂ بغاوت اتنا ترقی پذیر ہوا کہ آخر ۳۰۳ھ میں لوگوں نے احمد بن قہرب کو گرفتار کر کے مہدی کے پاس بھیج دیا مہدی نے حکم دیا کہ اسے اس کے خاص مصاحبین کے ساتھ حسن بن ابی خنزر کی قبر پر لے جا کر قتل کر ڈالو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

ابو سعید بن احمد کا امارت صقلیہ پر تقرر

احمد بن قہرب کے قتل کے بعد مہدی نے صقلیہ کی حکومت پر ابو سعید بن احمد کو مقرر کیا اور کتامہ کی ایک فوج اس کی رکاب میں روانہ کی۔ چنانچہ ابو سعید نے براہ دریا صقلیہ کی جانب کوچ کیا۔ طرابنہ پہونچ کر قیام پذیر ہوا۔ اہل صقلیہ نے اس سے سرکشی کی قلعہ نشین ہو کر لڑنے لگے اہل کبرکیت اور طرابنہ والے بھی اہل صقلیہ کی دیکھا دیکھی بغاوت و سرکشی پر آمادہ ہو گئے باہم متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابو سعید نے اپنی مردانہ ہمت سے ان سب کو شکست دی اور اثناء جنگ میں ہزاروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اہل طرابنہ نے پریشان ہو کر امن کی درخواست کی ابو سعید نے امن دیا مگر اس کی شہر پناہ کے دروازوں کو توڑ ڈالا۔ مہدی کو ان واقعات کی خبر لگی تو اس نے ابو سعید کو اہل طرابنہ کی عفو تقصیر کا حکم روانہ کیا۔

سالم بن ارشد امیر صقلیہ

پھر مہدی نے ابو سعید کے بعد سالم بن ارشد کو صقلیہ کی حکومت مرحمت کی اور ۳۱۳ھ میں ایک بڑی فوج کے ساتھ صقلیہ کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ سالم نے دریا عبور کر کے سرزمین انکبردہ میں قدم رکھا اور جی کھول کر اسے تاخت و تاراج کیا متعدد قلعوں کو فتح کر کے واپس ہوا۔ پھر دوبارہ اسی سرزمین کی طرف قدم بڑھایا اور شہر ادرنت کا مدتوں محاصرہ کئے رہا اہل ادرنت موقع پا کر شہر خالی چھوڑ کر چلے گئے سالم بھی جو کچھ ہاتھ لگا اسے لے کر چلتا بنا۔ غرض اہل صقلیہ ہمیشہ ان شہروں پر جو جزیرہ صقلیہ اور قلوریہ کے رومیوں کے قبضہ اقتدار میں تھے لوٹ مار اور قتل و غارت کرتے رہتے تھے۔ اور اس کے گرد و نواح کو اپنے حملوں کی جولانگاہ بنائے رکھتے تھے۔

فتح جنوہ

۳۲۲ھ میں مہدی نے ایک فوج یعقوب بن اسحاق کی ماتحتی میں براہ دریا جنوہ کی جانب جہاد کی غرض سے روانہ کی یعقوب مردانہ وار سرزمین جنوہ میں داخل ہو کر اپنے پرزور حملوں سے اہل جنوہ کو مجبور کر کے واپس ہوا۔ پھر آئندہ سال مہدی نے ایک دوسرا لشکر جنوہ کی طرف روانہ کیا اس لشکر نے شہر جنوہ کو فتح کر کے سردانیہ کی طرف قدم بڑھایا۔ چنانچہ سردانیہ کی چند کشتیاں جلا کر خاک سیاہ کر کے مظفر و منصور واپس ہوا۔

اہل کبرکیت کی بغاوت

۳۲۵ھ میں اہل کبرکیت نے اپنے امیر سالم بن راشد سے بغاوت کی۔ اور اس کی فوج سے معرکہ آرا ہوئے۔ سالم بذاتہ ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اہل کبرکیت کو سالم نے شکست دی اور اس کا اس کے شہر میں محاصرہ کرلیا۔ اس نے قائم سے امداد کی درخواست کی قائم نے خلیل بن اسحاق کی افسری میں اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں جس وقت خلیل صقلیہ وارد ہوا، اہل صقلیہ نے سالم بن راشد کی شکایتیں پیش کیں عورتیں بچے اور بوڑھے فضل ورحم کے خواستگار ہوئے۔ اہل کبرکیت اور اہل صقلیہ نے بھی اسی قسم کی درخواستیں گذرانیں خلیل کا دل ان لوگوں کی فریاد اور شکایتوں سے بھر آیا۔ سالم کو کسی ذریعہ سے ان واقعات کی خبر لگ گئی اس نے حکمت عملی سے ان لوگوں کو یہ سمجھایا کہ خلیل تم لوگوں سے تمہاری اس دلیری کا انتقام لینے آیا ہے جو تم لوگوں نے شاہی لشکر کے ساتھ کیا ہے۔

اہل صقلیہ کی سرکشی

اہل صقلیہ یہ سنتے ہی پھر بغاوت پر آمادہ ہوگئے اور وہی ہنگامہ بغاوت و سرکشی دوبارہ گرم کرنے پر تل گئے۔ اسی اثناء میں خلیل نے شہر کبرکیت کے گھاٹ پر ایک جدید شہر موسوم بہ خالصہ کے تعمیر کی بناڈالی اس سے اہل شہر کو سالم کے کہنے کا یقین ہوگیا۔ جنگ پر تیار ہوگئے۔ خلیل نے ان لوگوں سے جنگ کرنے کی غرض سے نصف ۳۲۶ھ میں کوچ کیا آٹھ ماہ کامل محاصرہ کئے روزانہ جنگ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ موسم سرما آگیا اور وہ محاصرہ اٹھا کر خالصہ چلا آیا۔ واپسی کے بعد اہل صقلیہ نے پھر مخالفت پر کمر باندھی۔ ادھر اہل صقلیہ نے بادشاہ قسطنطنیہ سے امداد کی درخواست کی بادشاہ قسطنطنیہ نے فوجی اور مالی مدد دی ادھر قائم کو مدد کے لئے لکھ بھیجا قائم نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔

خلیل بن اسحاق

پس خلیل نے ابی ثور اور قلعہ بلوط کو فتح کر کے قلعہ بلاطنوبر پر محاصرہ ڈال دیا یہاں تک کہ ۳۲۷ھ ختم ہوگیا خلیل نے قلعہ بلاطنوبر سے محاصرہ اٹھا کر کبرکیت کو جاکر گھیرا اور اپنی فوج کے ایک حصہ کو ابی خلف بن ہارون کی افسری میں محاصرہ پر چھوڑ کر کوچ کیا۔ اس محاصرہ کا سلسلہ ۳۲۹ھ تک قائم رہا۔ اکثر اہل شہر طویل محاصرہ اور روزانہ جنگ سے گھبرا کر روم کی طرف بھاگ گئے باقی ماندگان نے امن کی درخواست کی ابی خلف نے قلعہ حوالہ کردینے کی شرط پر اہل شہر کو امان دی۔ مگر جس وقت اہل شہر نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور اسے ابی خلف کے حوالہ کردیا اس وقت ابی خلف نے ان لوگوں کے ساتھ بدعہدی کی جس سے گردونواح کے تمام قلعہ والے کانپ اٹھے اور جان کے ڈر سے سب نے اطاعت قبول کی۔ خلیل آخر ۳۲۹ھ میں افریقہ کی جانب واپس ہوا اس کے ہمراہ علیحدہ ایک کشتی میں بہت سے سرداران اہل کبرکیت بھی افریقہ کی طرف روانہ کئے گئے۔ خلیل نے کچھ راستہ طے کرنے کے بعد کشتی کو ڈبو دینے کا اشارہ کردیا جس سے یہ سب کے سب ڈوب کر مرگئے۔

حسن بن ابی الحسن کلبی کا امارت صقلیہ پر تقرر

خلیل کے بعد صقلیہ کی زمام حکومت عطاف ازدی کو مرحمت ہوئی پھر ابویزید کا جھگڑا پیش آگیا قائم اور

منصور اس کے رفع کرنے میں مصروف و مشغول ہوئے یہاں تک کہ ابو یزید کا فتنہ ختم ہو گیا تب منصور نے صقلیہ کی حکومت پر حسن بن ابی الحسن کلبی کو جو کہ اس کا پروردہ اور ساختہ اور اس کے نامی سرداروں میں سے تھا مامور کیا اور اس کی کنیت ابوالغنائم تھی۔ اراکین دولت و اعیان سلطنت اسے عزت کی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ ابو یزید کی مدافعت میں اس نے بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے۔ اس کی گمنوری کا سبب یہ ہوا کہ اہل بلیرم نے عطاف ازدی کو اس کی کمزوری طبیعت کی وجہ سے بے حد دبا لیا تھا اور دشمنان اسلام نے اس کی معذوری اور اہل شہر کی سرکشی کے باعث اہل شہر کو کمزور کر رکھا تھا ان وجوہ سے اہل شہر بلیرم نے ۳۳۵ھ میں عید الفطر کے دن عطاف پر حملہ کر دیا۔ اس بغاوت و شورش کے بانی مبانی اہل بلیرم میں بنو الطبر ہوئے تھے۔ عطاف کسی صورت سے اپنی جان بچا کر قلعہ میں پناہ گزین ہو گیا اور منصور کی خدمت میں ان واقعات کی اطلاع کر کے امداد و اعانت کا خواستگار ہوا منصور نے حسن بن علی مذکور کو صقلیہ کی سند حکومت مرحمت فرمائی۔

حسن بن ابی الحسن اور بنو الطبر

چنانچہ حسن سامان سفر درست کر کے براہ دریا مازر کی طرف روانہ ہوا۔ ساحل مازر پر پہونچ کر لنگر زن ہوا۔ اہل مازر میں سے کوئی شخص برسر مقابلہ نہ آیا۔ رات کے وقت اہل کتامہ کی ایک جماعت ملنے کے لئے آئی اور معذرت کی کہ ہم لوگ بنو الطبر کے خوف سے دن کو نہیں آسکے۔ بنو الطبر نے جاسوسوں کو حسن کی خبر گیری پر مقرر کیا۔ ان لوگوں نے واپس ہو کر بنو الطبر کو حسن کے جلال و شوکت اور کثرت فوج سے ڈرایا اور انھیں حسن سے ملنے اور معذرت کرنے پر تیار کیا بنو الطبر اسی اُدھیڑ بُن میں پڑے ہوئے تھے کہ حسن اپنے رکاب کی فوج کے ساتھ شہر میں گھس پڑا حاکم شہر اور عمال ملنے کے لئے آئے بنو الطبر کو اس سے ایک گونہ اضطراب پیدا ہوا نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔ اتنے میں ان کا سردار اسماعیل ان لوگوں کے پاس آگیا اور جو لوگ ان لوگوں سے منحرف ہو گئے تھے وہ بھی اس سے آملے ایک خاصہ گروہ جمع ہو گیا۔

حسن کے خلاف سازش

اسماعیل نے اس خیال سے کہ حسن اپنے خادم کو سزا نہ دے گا اور اس سے اہل شہر برانگیختہ اور بد دل ہو جائیں گے۔ یہ جال پھیلایا کہ اپنے کسی غلام سے حسن کے ایک خادم پر یہ دعویٰ کرا دیا کہ کل آپ کا فلاں غلام میری بیوی کو غیر مشروع فعل کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔ حسن اس چال کو تاڑ گیا۔ مدعی کو طلب کر کے اس کے دعوے پر قسم کھلوائی اور ثبوت لینے کے بعد اپنے خادم کو کماحقہ سزا دی۔ عوام الناس اس انصاف سے بے حد خوش ہوئے۔ طبری اور اس کے ہمراہیوں سے علیحدہ ہو گئے اس سے اسماعیل کا گروہ ٹوٹ گیا۔ بنو الطبر متفرق اور منتشر ہو گئے۔ حسن نے خوشی اور خوش اسلوبی سے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور عمدگی کے ساتھ نظم و نسق کرنے لگا۔ رومیوں نے اس کے رعب و داب سے متاثر ہو کر تین برس کا جزیہ ادا کر دیا۔

حسن کی فتوحات

ان واقعات کے بعد بادشاہ روم نے ایک بطریق کو ایک بڑی فوج کی افسری کے ساتھ براہ دریا صقلیہ کی جانب روانہ کیا۔ یہ بطریق اور سرد غرس جمع ہو کر صقلیہ پر حملہ آور ہوئے۔ حسن نے منصور کو اس سے مطلع کر کے امداد کی درخواست کی منصور نے سات ہزار سوار اور ساڑھے تین

ہزار پیادوں کو اس کی کمک پر روانہ کیا حسن نے اپنی فوج کو چاروں طرف سے جمع کر کے دریا اور خشکی کی طرف سے روک تھام کی غرض سے کوچ کیا اور سرزمین قلوریہ کی طرف متعدد سرایا بھیجے ابراجہ پہونچ کر پڑاؤ کر دیا اور چاروں طرف سے اس کا محاصرہ کر لیا۔ رومی یہ خبر پا کر چڑھ آئے مگر اپنی فتحیابی سے مایوس ہو کر تاوان جنگ دے کر مصالحت کر لی۔

یوم عرفہ اس کے بعد حسن نے رومیوں کے ایک قلعے پر فوج کشی کی رومی بلا جنگ وجدال قلعہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ پھر حسن نے قلعہ قیشانہ پر پہونچ کر محاصرہ ڈال دیا ایک ماہ کامل محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا۔ بالآخر اہل قلعہ نے جزیہ اور تاوان جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ حسن اپنے جنگی کشتیوں کے بیڑے کے ساتھ لوٹ کر مسینی چلا آیا اور موسم سرما ختم ہونے تک وہیں مقیم رہا۔ اسی مقام پر منصور کا قلوریہ کی جانب واپسی کا فرمان صادر ہوا چنانچہ حسن نے دریا کو خراجہ کی جانب سے عبور کیا اور رومی اور سردغرس مقابلہ پر آئے حسن نے انھیں شکست دے کر مال غنیمت سے اپنے لشکریوں کو مالا مال کر دیا۔ یہ واقعہ یوم عرفہ ۳۴۰ھ کا ہے اس کے بعد خراجہ پر پہونچ کر اس کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ بادشاہ روم قسطنطین نے زر نقد دے کر مصالحت کر لی۔ حسن ربو کی جانب واپس ہوا۔ ربو پہونچ کر وسط شہر میں ایک مسجد بنوائی اور رومیوں سے یہ شرط کر لی کہ رومیوں میں سے کوئی شخص آئندہ کسی قسم کا مسجد سے تعارض نہ کرے اور قیدیوں میں سے جو شخص اس میں داخل ہو وہ مامون سمجھا جائے۔

محاصرہ رمطہ منصور کے مرنے پر اس کا بیٹا معز حکومت پر متمکن ہوا حسن نے صقلیہ پر اپنے بیٹے احمد کو مقرر کر کے معز کی طرف کوچ کیا۔ معز نے احمد کو لکھ بھیجا کہ صقلیہ میں جس قدر رومیوں کے قلعے باقی رہ گئے انھیں بہت جلد فتح کر لو۔ احمد نے اس حکم کے مطابق رومیوں کے مقبوضہ قلعوں پر جہاد کیا ۳۵۱ھ میں طربین وغیرہ کو فتح کر کے رمطہ کی طرف بڑھا۔ مدتوں اس کا محاصرہ کئے رہا قسطنطنیہ سے چالیس ہزار فوج اس کی حمایت و اعانت کے لئے آئی۔ احمد نے بھی معز سے امداد طلب کی معز نے بہت سا مال و اسباب اور ایک عظیم لشکر اس کے باپ حسن کے ساتھ اس کی کمک پر روانہ کیا۔ رومیوں کا امدادی لشکر مسینہ کے گھاٹ پر اترا ہوا تھا۔ مسلمانوں نے رمطہ پر یلغار کیا۔ زمانہ حصار میں لشکر اسلام کا سردار حسن بن عمار اور حسن بن علی کا بیٹا تھا رومیوں نے پہونچ کر محاصرہ کر لیا۔

جنگ مجاز رمطہ اس وقت نقطہ کی طرح دو دائروں سے گھرا ہوا تھا۔ رمطہ کو اسلامی لشکر محاصرہ میں لئے ہوئے تھا اور اسلامی لشکر پر رومی فوجیں محاصرہ ڈالے ہوئے تھیں۔ ادھر اہل شہر شہر پناہ کا دروازہ کھول کر مسلمانوں کے لشکر پر حملہ آور ہوئے ادھر رومیوں نے باہر سے عساکر اسلامیہ پر دھاوا کیا مسلمانوں پر یہ وقت نہایت آزمائش اور امتحان کا تھا پہلے سب نے مرنے اور مرجانے کا عہد و پیمان کیا اس کے بعد مجموعی قوت سے رومیوں پر دھاوا کیا پہلے ہی حملہ میں رومیوں کے سپہ سالار منویل کے گھوڑے کو مار گرا دیا۔ منویل سنبھل نہ سکا زمین پر آ رہا۔ ایک سپاہی نے پہونچکر سر اتار لیا اس کے ساتھ بطریقوں کا ایک گروہ مارا گیا رومی لشکر شکست کھا کر بھاگا لشکر اسلام کی و غارت کرتا ہوا تعاقب میں بڑھا مال

غنیمت اور قیدیوں سے مالا مال ہوگیا۔ رومیوں کی شکست کے بعد مسلمانوں نے بزورِ تیغ رمطہ کو فتح کرلیا اور جو کچھ اس میں تھا سب کو لوٹ لیا رومیوں کا بقیہ گروہ صقلیہ اور جزیرہ رتق کی کشتیوں پر سوار ہوکر روم کی طرف بھاگا۔ امیر احمد نے اپنے بیڑے کو تعاقب کا حکم دیا اور خود ایک کشتی پر سوار ہوکر رومیوں کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ زیادہ مسافت طے نہ ہوئی تھی کہ رومی کشتیوں کو مسلمانوں نے گرفتار کرکے جلادیا۔ عیسائیوں کی ایک بڑی جماعت ماری گئی اس واقعہ کو جنگ مجاز کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۳۵۴ھ میں لڑائی ہوئی تھی حریف کے ایک ہزار نامی سردار اور ایک سو بطریق گرفتار کئے گئے تھے عام قیدیوں کا کوئی شمار نہ تھا مال غنیمت کی کوئی حد نہ تھی۔

امیر احمد بن حسن

امیر احمد ان سب کو لئے لادے شہر بلیرم پہونچا۔ صقلیہ میں اس کی خبر لگی تو حسن جوشِ مسرت میں استقبال کیلئے نکلا اثنار راہ میں فرطِ مسرت سے بخار آگیا اور اسی حالت میں جاں بحق تسلیم کردی۔ مسلمانوں کو حسن کی اس شادی مرگ سے بیحد ملال ہوا مگر چارہ کار ہی کیا تھا صبر و شکر کرکے اہل صقلیہ نے بالاتفاق اس کے بیٹے احمد کو اس کا جانشین بنایا۔ اس جانشینی کے بعد معز نے اہل صقلیہ کی حکومت پر یعیش (حسن کے خادم) کو مقرر کیا۔ اس سے حکومت و امارت کا بار نہ اٹھ سکا کتامہ اور دوسرے قبائل میں لڑائی جھگڑا شروع ہوگیا جو اس کے دبانے سے نہ دب سکا روز بروز بڑھتا گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر معز تک پہونچی تو اس نے صقلیہ کی گورنری پر ابوالقاسم علی بن حسن کو اس کے بھائی احمد کی نیابت میں متعین کیا۔ پھر ۳۵۹ھ میں احمد نے طرابلس میں وفات پائی۔

ابوالقاسم علی بن حسن

اس کا بھائی ابوالقاسم علی مستقل طور سے حکمراں ہوگیا۔ یہ زندہ دل اور نیک سیرت شخص تھا۔ ۳۷۹ھ میں ایک بڑی فوج کے ساتھ بادشاہ فرانس نے ابوالقاسم پر فوج کشی کی قلعہ رمطہ پر محاصرہ ڈالا۔ اور اسے مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس واقعہ میں عساکر اسلامیہ کو نقصان اٹھانا پڑا۔ امیر ابوالقاسم یہ خبر پاکر شاہ فرانس کے مقابلے کے ارادے سے بلیرم سے روانہ ہوا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا امیر ابوالقاسم بلا جنگ و جدل لوٹ کھڑا ہوا۔ فرانسیسی فوجیں اپنے جنگی بیڑے سے امیر ابوالقاسم کی واپسی کو دیکھ رہی تھیں فوراً بادشاہ بردویل کو اس سے مطلع کیا بادشاہ بردویل نے تعاقب کا حکم دے دیا۔ چنانچہ نہایت تیزی سے مسافت طے کر امیر ابوالقاسم کو جاکر گھیر لیا۔ سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ امیر ابوالقاسم شہید ہوگیا۔ مسلمانوں کو اس سے بہت صدمہ ہوا۔ مگر پھر مرنے پر کمربستہ ہوکر فرانسیسیوں سے مقابل ہوئے۔ اور لڑ کر انھیں بہت بری طور سے شکست دی۔ بردویل بہ ہزار خرابی اپنی جان بچا کر اپنے خیمہ میں پہونچا اور کشتی پر سوار ہوکر رومہ کی طرف روانہ ہوگیا۔

مسلمانوں نے امیر ابوالقاسم کے بعد اس کے بیٹے جابر کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا جابر نے اسی وقت لشکر اسلام کو واپسی کا حکم دیا مال غنیمت کی فراہمی کی جانب ذرا بھی توجہ نہ کی۔

امیر ابوالقاسم نے ساڑھے بارہ برس حکمرانی کی۔ عادل، نیک سیرت اور ہوشیار شخص تھا۔

جب اس کا چچازاد بھائی جعفر بن محمد بن علی بن ابوالحسن جو کہ عزیز کے وزیروں اور مصاحبوں سے تھا حکمراں ہوا تو کل بدنظمیاں رفع و دفع ہوگئیں۔ فتنہ و فساد فرو ہوگیا یہ شخص علم دوست اور اہل علم کا

قدر رواں تھا ۳۷۵ھ میں اس نے وفات پائی اس کا بھائی عبداللہ اس کی جگہ حکمراں ہوا اس نے اپنے مرحوم بھائی کی روش اختیار کی ۳۷۹ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ اس کا بیٹا ثقۃ الدولہ ابوالفتوح یوسف بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابوالحسن کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا اپنے گزشتہ بزرگوں کا رویہ اختیار کیا انھیں کے قدم بقدم چلتا رہا یہاں تک کہ ۳۸۸ھ میں بعارضہ فالج مبتلا ہوا بدن کا نصف حصہ بائیں جانب والا نقل وحرکت سے بے کار ہوگیا۔

تاج الدولہ جعفر بن ثقۃ الدولہ یوسف

اس کے بیٹے تاج الدولہ جعفر بن ثقۃ الدولہ یوسف نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی۔ نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے حکمرانی کرنے لگا۔ اس کے بھائی علی نے ۴۰۵ھ میں بربریوں اور غلاموں سے سازش کرکے مخالفت کا علم بلند کیا۔ تاج الدولہ نے یہ خبر پاکر اس کی سرکوبی پر کمر باندھی دونوں بھائیوں میں خوب خوب لڑائیاں ہوئیں آخرکار تاج الدولہ کو فتح نصیب ہوئی۔ علی مارا گیا۔ بربری اور غلام نکال باہر کئے گئے فساد و بغاوت کا مادہ منقطع ہوگیا۔ چند روز بعد پھر اس کی حکومت میں خلل پیدا ہوا اس کا کاتب (سیکریٹری) اور اس کا وزیر حسن بن محمد باغانی اس فساد و بغاوت کا بانی مبانی تھا اس نے عوام الناس کو تاج الدولہ کے خلاف ابھار کر بغاوت کا علم بلند کیا۔ اور شاہی قصر کا محاصرہ کرلیا۔ تاج الدولہ نے ہنگامہ بغاوت فرو کرنے کی غرض سے ابوالفتوح ثقۃ الدولہ کو پالکی میں سوار کرا کے محل سے باہر نکالا ثقۃ الدولہ نے ان لوگوں کو نرمی سے مخاطب کیا اس سے ان کا جوش فرو ہوگیا۔

اسد الدولہ اکحل

ثقۃ الدولہ نے باغانی کو گرفتار کرکے بلوائیوں کے حوالہ کردیا ان لوگوں نے اسے اور اس کے پوتے ابورافع کو مار ڈالا اور اس کے بیٹے جعفر کو معزول کرکے ابن جعفر کو ۴۱۰ھ میں حکمرانی کی کرسی پر متمکن کیا اس نے اسد الدولہ بن تاج الدولہ کا خطاب اختیار کیا "اکحل" کے نام سے معروف ومشہور تھا۔ جعفر نے معزولی کے بعد مصر کا راستہ لیا۔ اکحل کے حکمراں ہوتے ہی فتنہ وفساد جاتا رہا۔ نظم حکومت جیسا کہ چاہیے تھا درست ہوگیا۔ اس نے امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا اختیار اپنے بیٹے جعفر کو دے دیا تھا جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا۔ اس نے کج ادائی اور ظلم کا برتاؤ شروع کردیا۔

امیر اکحل کا قتل

اہل صقلیہ کو ہر امر میں دبانے اور اہل افریقہ کو ان کے مقابلہ میں بڑھانے لگا۔ لوگوں کو اس سے شکایت کا موقع مل گیا۔ معز والی قیروان کی خدمت میں وفود (ڈیپوٹیشن) بھیجے اور اس کی شکایت کی اور اس کی حکومت و امارت کی اطاعت کا اظہار کردیا معز نے کشتیوں کا ایک بیڑا جس میں تین سو سوار تھے اپنے بیٹوں عبداللہ اور ایوب کی ماتحتی میں صقلیہ کی جانب روانہ کیا۔ اہل صقلیہ نے ان کے ہمراہ ہوکر اپنے امیر اکحل کا محاصرہ کرلیا اور اسے قتل کرکے سر اتار کر ۴۱۷ھ میں معز کے پاس بھیج دیا۔

صمصام بن تاج الدولہ

تھوڑے دن کے بعد اہل صقلیہ کو اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی رفع ندامت کی غرض سے سب کے سب جمع ہوکر اہل افریقہ پر ٹوٹ پڑے ان میں سے تقریباً

تین سو آدمیوں کو مار ڈالا۔ باقی ماندگان کو اپنے ملک سے نکال باہر کیا۔ اور صمصام برادر اکحل کو اپنا امیر بنالیا نظام سلطنت پھر درہم برہم ہوگیا۔ بازاری اوباش، شرفاء اور امراء پر غالب ہو گئے۔ اہل بلیرم یہ دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور صمصام کو معزول اور اپنے شہر سے نکال کر سرداران لشکر سے ابن الثمنہ نامی ایک شخص کو اپنا امیر و سردار بنایا۔ اس نے "القادر باللہ" کا لقب اختیار کیا۔

عبداللہ بن اکحل کا قتل

اس واقعہ سے قبل مازر میں اکحل کا بیٹا عبداللہ مستقل طور سے حکمران ہو گیا تھا مگر ابن الثمنہ نے عنان حکومت پر قابض ہوتے ہی ابن اکحل (عبداللہ) کو مغلوب کر دیا اور بہ حکمت عملی اسے قتل کر کے جزیرہ کی حکومت پر استقلال کے ساتھ قابض ہو گیا یہاں تک کہ یہ جزیرہ اس کے قبضہ سے نکال لیا گیا۔

ابن الثمنہ اور میمونہ بنت جراس

ابن الثمنہ نے صقلیہ کی حکومت پر مستقل طور پر متمکن ہونے کے بعد میمونہ بنت جراس سے نکاح کیا پھر اس سے کسی معاملہ میں مشتبہ ومشکوک ہو کر زہر دیدیا مگر کچھ سوچ سمجھ کر طبیبوں کو طلب کر کے معالجہ کرایا۔ صحت یاب ہو گئی ابن الثمنہ نے میمونہ سے معذرت کی خود کردہ پر پشیمان ہوا میمونہ نے معذرت قبول کر لی۔ اور اپنے بھائی سے ملنے کی غرض سے قصریانہ جانے کی اجازت طلب کی۔ ابن الثمنہ نے اجازت دے دی۔ میمونہ نے اپنے بھائی کے پاس پہونچ کر تمام واقعات بتلائے۔ اس کے بھائی نے میمونہ کے نہ بھیجنے کی قسم کھائی اس سے ابن جراس (میمونہ کے بھائی) اور ابن الثمنہ میں مخالفت پیدا ہو گئی۔ رفتہ رفتہ لڑائی کی نوبت پہونچی ابن الثمنہ کو شکست ہوئی بھاگ کر رومیوں کے پاس پہونچا۔ اور ان سے امداد کا خواہاں ہوا۔ قمص اور جاز بن نبقر بن جزہ اپنے سات بھائیوں اور فرانس کے ایک گروہ کے ساتھ صقلیہ کی طرف آیا۔ ابن الثمنہ نے ان لوگوں سے صقلیہ پر قبضہ دلا دینے کا اقرار کیا ان سب نے پہلے قصریانہ پر چڑھائی کی۔ ابن جراس اس سے مطلع ہو کر مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی۔ ابن الثمنہ شکست کھا کر افریقیہ میں عمر بن خلف بن کمی کے پاس چلا آیا۔ تونس میں قیام اختیار کیا۔ اور اس کے عہدہ قضاء کا متولی ہوا۔

امارت کلبی کا زوال

اس وقت سے رومیوں نے صقلیہ کے شہروں پر قبضہ کرنا شروع کیا آہستہ، آہستہ تمام شہروں اور مشہور مقامات پر قابض ہو گئے صرف قلعے اور دشوار گزار گھاٹیاں باقی رہ گئیں۔ آخر کار ۴۶۴ھ میں ابن جراس اہل وعیال اور مال کے ساتھ بصلح وامان قلعوں کو دشمنوں کے حوالہ کر کے نکل کھڑا ہوا اور زجار نے سب پر قبضہ کر لیا۔ ابن جراس کے نکلتے ہی کلمۃ الاسلام اس ملک سے منقطع ہو گیا اور حکومت کلبیین کا خاتمہ ہو گیا۔ پچانوے برس کی مدت میں ان میں دس شخصوں نے حکومت کی۔

زجار قلعہ ملیطو سرزمین قلعہ قلوریہ میں ۴۹۴ھ میں مر گیا۔ اس کا بیٹا زجار ثانی حکمران ہوا اس کا دور حکومت طول وطویل گزرا۔ اسی کے لئے شریف ابو عبداللہ ادریسی نے کتاب ترجمۃ المشارق فی اخبار الآفاق تالیف کی اور بنظر شہرت قصار زجار کے نام سے موسوم کیا۔ واللہ مقدر اللیل والنہار۔

امارت جزیرہ اقریطش، دولت بنو بلوطی

جزیرہ اقریطش (کریٹ) بحر روم کے جزائر میں سے ایک جزیرہ صقلیہ اور قبرس کے درمیان اسکندریہ کے مقابلے پر واقع ہے۔ قرطبہ کے غربی شہر پناہ کی دیوار کے نیچے کے رہنے والوں نے اس جزیرہ کو آباد کیا تھا۔ ان لوگوں کا محلہ حکم ابن ہشام کے قصر سے متصل تھا۔ ان لوگوں نے ۲۰۲ھ میں بغاوت کی۔ حکم نے ان کی سرکوبی کی جانب توجہ کی چنانچہ بہت بڑی اور خونریز جنگ ہوئی حکم نے ان کے محلہ کو مسمار و منہدم کرا دیا۔ ان کی مسجدیں ویران کر دیں اور باقی ماندگان کو قرطبہ سے جلا وطن کر کے سرحد کی جانب نکال دیا۔ یہ لوگ فاس وغیرہ میں مقیم ہوئے اور کچھ جلا وطنوں نے اسکندریہ کا راستہ لیا۔ اسکندریہ میں پہنچ کر متفرق طور پر یہ لوگ قیام پذیر ہو گئے۔

ابو حفص بلوطی

کچھ روز بعد ان میں سے ایک شخص اسکندریہ کے ایک بازاری شخص سے لڑ پڑا باہم گتھ گئے اس شخص نے کسی طرح اپنے کو چھڑا کر اپنے ہم وطنوں سے جا کر فریاد کی وہ لوگ اس کی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ چنانچہ اکثر اہل شہر کو لوٹ لیا۔ باقی ماندگان اہل شہر کو نکال کر ناکہ بندی کر لی اور ابو حفص عمر بن شعیب بلوطی معروف بہ ابوالفیض نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنا لیا۔ ان دنوں مصر کی گورنری پر عبداللہ بن طاہر تھا۔ یہ خبر پا کر فوجیں آراستہ کر کے باغیان اسکندریہ پر حملہ آور ہوا۔ اور ہر چہار طرف سے محاصرہ کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ بالآخر ان لوگوں نے امن کی درخواست کی عبداللہ نے انہیں امان دی مگر اسکندریہ سے نکال کر جزیرہ اقریطش کی جانب بھیج دیا۔ پس ان لوگوں نے اس غیر آباد جزیرے کو آباد کیا اس وقت ان کا امیر و سردار ابو حفص بلوطی تھا۔ اس کے بعد اس کی اولاد تقریباً ایک سو برس یا کہ اس سے کچھ زائد دن تک حکمراں رہی یہاں تک کہ ارمانوس بن قسطنطین بادشاہ قسطنطنیہ نے اس کی اولاد میں سے عبدالعزیز بن شعیب کے قبضہ سے اس جزیرہ کو ۳۵۰ھ میں نکال لیا۔ اور مسلمانوں کو یہاں سے جلا وطن کرا دیا۔ واللہ یعید الکرۃ و یذھب آثار الکفرۃ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

باب ۴۳

امارت یمن و دول اسلامیہ

عہد نبوی میں یمن کے حالات

ہم اوپر اخبار نبویہ کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں کہ ملک یمن دائرہ حکومت اسلامیہ میں یوں داخل ہوا تھا کہ اس کا گورنر باذان جو کسرائے فارس کی جانب سے یہاں کا حکمران تھا دعوت اسلامیہ میں شامل ہوا اس کے اسلام لانے سے اہل یمن بھی علم اسلام کے مطیع اور مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باذان کو یمن اور اس کے تمام گرد و نواح کی حکومت عطا فرمائی۔ باذان کا دارالحکومت مقام صنعا تھا جو کسی زمانہ میں ملوک تبابعہ کے دارالسلطنت ہونے کا اعزاز رکھتا تھا۔

شہربان بن باذان کا قتل

جب حجۃ الوداع کے بعد باذان نے وفات پائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کو ان صوبوں پر منقسم فرمایا جن پر اس سے پیشتر تقسیم تھا اور صنعاء کی عنان حکومت شہربان بن باذان کو مرحمت فرمائی۔ اس کے بعد ہم نے اسود عنسی کے حالات تحریر کئے ہیں اور یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ کیونکر اسود نے عمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمن سے نکال دیا تھا۔ اور صنعاء پر حملہ کر کے اس پر قابض ہو گیا تھا اور شہربان بن باذان کو قتل کر کے اس کی بیوی کو اپنی زوجیت میں داخل کر لیا تھا اور یمن کے اکثر شہروں پر قابض ہو گیا تھا۔

اسود عنسی

اس سے اکثر اہل یمن مذہب اسلام سے پھر گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب اور عمال اور ان لوگوں کے پاس خطوط روانہ کئے جو مذہب اسلام پر ثابت قدم رہ گئے تھے۔ ان لوگوں نے زوجہ شہربان بن باذان سے جسے اسود عنسی نے اپنی بیوی بنا لیا تھا اسود عنسی کے معاملہ میں اس کے چچازاد بھائی فیروز کے ذریعہ سازش کر لی۔ اس مہتم بالشان امر کا منتظم قیس بن عبد یغوث مرادی ہوا تھا اس نے اور فیروز نے اس کی بیوی کی اجازت سے (زوجہ شہربان بن باذان) اس کے گھر میں گھس کر مار ڈالا۔ اس کے مارے جانے سے عمال نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صوبجات پر پھر حکمرانی کرنے لگے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند ہی روز پیشتر واقع ہوا تھا۔ قیس نے صنعا پر قبضہ کر لیا اور اسود کے بقیۃ السیف لشکر کو جمع کر کے اپنی فوج درست کر لی۔

مہاجر بن امیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یمن کی حکومت پر فیروز کو مامور کیا اور لوگوں کو اس کی اطاعت کا حکم دیا اس سے اور قیس بن مکشوح سے لڑائی

ہوئی اس نے اسے ہزیمت دی۔ اس کے بعد ابوبکر صدیقؓ نے مہاجرین امیہ کو یمن کی عنان حکومت عطا کی اس نے یمن کے مرتدین سے لڑائی کی اور اسی طرح عکرمہ بن ابی جہل نے کیا۔ پھر عبیداللہ بن عباس اور ان کے بھائی عبداللہ بن عباس مامور کئے گئے اس کے بعد معاویہ نے صنعاء پر فیروز دیلمی کو متعین کیا۔ ۵۳ھ میں اس نے وفات پائی پھر عبدالملک نے یمن کو حجاج کی گورنری میں شامل کر دیا جب کہ اسے ۷۲ھ میں جنگ عبداللہ بن زبیر پر روانہ کیا تھا۔ پھر جب دولت عباسیہ کا دور حکومت شروع ہوا تو سفاح نے اپنے چچا داؤد بن علی کو یمن کی حکومت پر مامور کیا۔

محمد بن یزید بن عبیداللہ

جب ۱۳۳ھ میں اس نے وفات پائی تو اس کی جگہ محمد بن یزید بن عبیداللہ بن عبدالملک بن عبدالعار حکمراں ہوا غرض تاجداران دولت عباسیہ کی جانب سے یمن پر یکے بعد دیگرے گورنر حکمرانی کرتے رہے اور یہ لوگ صنعاء کو اپنا دارالحکومت بنائے رہے یہاں تک کہ مامون کی خلافت کا زمانہ آگیا اور ممالک اسلامیہ کے اطراف وجوانب میں طالبیوں کے ایلچیوں کا ظہور ہوا اور عراق میں بنو شیبان میں سے ابوالسرایا نے محمد بن ابراہیم طباطبا بن اسمٰعیل بن ابراہیم برادر مہدی النفس الزکیہ محمد بن عبداللہ بن حسن کی امارت کی بیعت کی۔ اس وقت امن عامہ میں خلل پڑ گیا اور طالبیوں نے اپنے عمال کو ہر چہار طرف پھیلا دیا۔ پھر یہ مارا گیا اور حجاز میں محمد بن جعفر صادق کی امارت کی بیعت لی گئی۔

ابراہیم بن موسیٰ کاظم

یمن میں ابراہیم بن موسیٰ کاظم نے ۲۰۰ھ میں حکومت کا دعویٰ کیا مگر کامیاب نہ ہوا چونکہ ابراہیم ظالم اور خونریز تھا "جزار" کے لقب سے ملقب تھا خلیفہ مامون نے شاہی فوجیں یمن کی بغاوت فرو کرنے کے لئے روانہ کیں چنانچہ اس نے یمن کے تمام گرد ونواح کو جی کھول کر تاخت وتاراج کیا نامی نامی رئیسوں اور سرداروں کو گرفتار کر کے دارالخلافت بغداد بھیج دیا۔ بغاوت وسرکشی کا مادہ منقطع ہو گیا امن وامان کی منادی پھر گئی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

محمد بن زیاد

جب سرداران یمن جن میں محمد بن زیاد بھی تھا جو کہ عبداللہ بن زیاد بن ابی سفیان کی اولاد سے تھا بطور وفد دارالخلافت بغداد میں خلیفہ مامون کی خدمت میں حاضر ہوئے خلافت مآب ان لوگوں کے ساتھ انتہائی لطف وعنایت سے پیش آئے اور زیاد کو علویوں کے ہاتھوں سے یمن کے بچانے کی خدمت سپرد کی چنانچہ سند حکومت عطا فرما کر زیاد کو یمن کی جانب واپس کیا۔ زیاد ۲۰۳ھ میں وارد یمن ہوا۔ اور تہامہ یمن کو بزور تیغ فتح کیا یہ وہ شہر ہے جو کہ ساحل غربی بحر عرب پہ واقع ہے زیاد نے یہاں پر ایک شہر زبید نامی آباد کرنے کی بنیاد ڈالی اور تعمیر اور آباد ہونے کے بعد اسے اپنے دارالحکومت ہونے کی عزت دی اپنے غلام جعفر کو جبال کی حکومت پر مامور کیا۔ تہامہ کو اس دلیر نے متعدد لڑائیوں کے بعد عرب سے فتح کیا تھا اور عرب تہامہ سے یہ شرط کر لی تھی کہ وہ آئندہ خیل پر سوار نہ ہوں گے۔ نہایت قلیل مدت میں اس نے پورے ملک یمن پر تصرف اور قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ صوبجات حضرموت، شحر اور دیار کندہ اس کے علم حکومت کے مطیع وفرمانبردار تھے حکومت وسلطنت میں اس کا رتبہ ملوک تبابعہ کے ہم پلہ تھا۔

بنو جعفر حمیری

صنعاء، دار الحکومت یمن میں بقیہ ملوک تبابعہ میں سے بنو جعفر حمیری زیر اثر حکومت دولت عباسیہ حکمرانی کر رہے تھے صنعاء کے علاوہ سجان الجران اور جرش میں بھی انہی کی حکومت کا جھنڈا گڑا ہوا تھا۔ بنو جعفر کا بھائی اسعد بن یعفر اس کے بعد اس کا بھائی حکومت کر رہا تھا۔ ان لوگوں نے محمد بن زیاد کے علم حکومت کے آگے اپنا سر نگوں کر لیا اس کے بعد اس کا بیٹا ابراہیم پھر اس کا بیٹا زیاد بن ابراہیم پھر اس کا بھائی ابوالجیش اسحاق بن ابراہیم یکے بعد دیگرے حکمراں رہا۔ ابوالجیش اسحاق بن ابراہیم کی حکومت کافی طویل ہوئی اس نے بہت بڑی عمر پائی۔ اس نے عمر کے اسی مرحلے طے کئے۔

یحییٰ بن حسین کا خروج

عمارہ کا بیان ہے کہ اس نے یمن، حضر موت اور جزائر بحیرہ پر اسی سال حکومت کی تھی اور جب اسے خلیفہ متوکل کے مارے جانے، خلیفہ مستعین کی معزولی اور غلاموں، خانہ زادوں کے خلفاء پر مستولی ہونے کی خبر پہونچی تو اس نے شاہی کا دعویٰ کیا۔ سلاطین عجم کی طرح مظلہ[1] میں سوار ہوا۔ اس کے زمانہ حکومت میں یحییٰ بن حسین بن قاسم رسی ابن ابراہیم طباطبا نے زیدیہ کی حکومت قائم کرنے کی غرض سے حملہ کیا زیدیہ اسے سندھ سے لے آئے تھے اس کا دادا قاسم ابوسرایا کے ساتھ اپنے بھائی محمد کے خروج و قتل کے بعد سندھ چلا گیا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا وہاں پہونچ کر اس کی نسل سے حسین پیدا اور حسین سے یحییٰ ظہور میں آیا۔ جس نے ۲۸۸ھ میں یمن میں بغاوت کی۔ صعدہ میں مقیم ہوا۔ زیدیہ کی حکومت کی بنا ڈالی۔ صنعاء پر فوج کشی کی اور اسعد بن یعفر کے قبضہ سے نکال لیا۔ پھر بنو اسعد نے صنعاء کو اس سے چھین لیا تب یہ صعدہ کی جانب لوٹ آیا۔ اس کے گروہ والے اسے امام کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ اس کی پچھلی نسلیں اس وقت تک وہاں موجود ہیں ان کے حالات ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

ابوالجیش اسحاق

اسی ابوالجیش اسحاق کے زمانے میں عبیدیوں کی حکومت کا بھی یمن میں ظہور ہوا۔ ۳۰۰ھ میں محمد بن فضل لاعہ اور جبال یمن پر جبال مدبجو تک قابض ہو گیا۔ ابوالجیش کے قبضہ میں سرجہ سے عدن تک بیس منزلیں اور مخلاف سے صنعاء تک پانچ منزلیں ملک یمن میں باقی رہ گئی تھیں پھر جس وقت محمد بن فضل نے اس دعوت کے ذریعہ ابوالجیش کو دبا لیا تو اطراف و جوانب کے حکمراں خود مختاری کے مدعی ہو گئے۔ بنی اسعد بن یعفر صنعاء میں۔ سلیمان بن طرف عثرہ میں اور امام رسی صعدہ میں خود سر حکومت کا دعویدار بن بیٹھا۔ ابوالجیش نے بہ نظر دور اندیشی ان لوگوں کے ساتھ مصالحت کا رویہ اختیار کیا۔ اس کے بعد ۳۷۱ھ میں انتقال کر گیا۔

تجارت و آمدنی

ابن سعید کہتا ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس کے ملک کے خراج کی تعداد چار کروڑ بیس لاکھ چھیاسٹھ ہزار دینار عشریہ تھا اس کے علاوہ سندھ کی کشتیوں اور عنبر پر جو کہ باب مندب اور عدن میں آتا تھا اور موتیوں کے مقامات پر جو محصول تھا اس کی بھی بہت بڑی تعداد تھی اور جزیرہ دہلک کا خراج ان سب سے علیحدہ تھا۔ ملوک حبشہ جو کہ دریا کے اس پار تھے اس سے مصالحت اور رسم اتحاد رکھتے

---

[1] ہوادار یا تام جھام

نجاح اور قیس

ابوالجیش نے وفات کے وقت ایک چھوٹا لڑکا چھوڑا تھا جس کا نام عبداللہ تھا بعضے ابراہیم اور بعضے زیاد بتلاتے ہیں اس کی بہن اور اس کے آزاد غلام رشید حبشی نے اس کی پرورش اور اس کے ملک کا انتظام کیا کاروبار سلطنت میں رشید حبشی سب کو دبائے رہا یہاں تک کہ ان کی حکومت ۴۰۷ھ میں ختم ہوگئی یہ لڑکا مرگیا تب بنی زیاد سے ایک دوسرے لڑکے کو جو پہلے لڑکے سے بھی کم سن تھا حکمراں بنایا ابن سعید کہتا ہے کہ عمارہ یعنی عمارہ مورخ یمن اس وجہ سے کہ حجاب اس کے متولی تھے اس کے نام سے واقف نہیں ہوسکا۔ بعضے کہتے ہیں کہ اس آخری لڑکے کا نام ابراہیم تھا۔ اس کی پھوپھی نے اس کی پرورش پرداخت کی تھی۔ اور مرجان نامی ایک شخص جو کہ حسن بن سلامہ کے آزاد غلاموں میں سے امور سلطنت کا منتظم تھا، یہی ان کی دولت وحکومت پر غالب ہوگیا تھا۔ اس کے دو کارپرداز تھے ایک کا نام قیس تھا دوسرے کا نام نجاح۔ بادشاہ کا لڑکا اسی کی کفالت ونگرانی میں دیا گیا اور اس کے ساتھ زبید میں ٹھہرایا گیا نجاح نے آہستہ آہستہ تمام ان صوبوں پر قبضہ کرلیا جو زبید کی حکومت سے خارج تھے ان میں کرارہ اور لحم بھی تھے قیس اور نجاح میں انہی اسباب سے چشمک پیدا ہوگئی۔

قیس اور نجاح کی جھڑپیں

قیس سے کسی نے یہ جڑ دیا کہ بادشاہ کے لڑکے کی پھوپھی، نجاح کی طرف مائل ہے اور اسے اپنا کاتب (سکریٹری) بنالیا ہے قیس یہ سن کر آگ بگولا ہوگیا موقع پاکر باجازت اپنے آقا مرجان بادشاہ کے لڑکے کی پھوپھی کو گرفتار کرکے زندہ دفن کرادیا اور خود سر حکومت کا مدعی ہوکر مظلہ میں سوار ہوا اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا۔ نجاح اس سے مطلع ہوکر باغی ہوگیا فوجیں آماستہ کرکے قیس پر چڑھ آیا قیس بھی مقابلہ کی غرض سے فوجیں مرتب کرکے نکل پڑا دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر قیس کو شکست ہوئی پانچ ہزار فوج کے ساتھ کھیت رہا۔ نجاح نے سنہ ۴۱۲ھ میں زبید پر قبضہ کرلیا اور قیس کو دفن کراکر حکومت کرنے لگا۔ اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا۔

نجاح کی امارت

دربار خلافت بغداد میں اطلاعی عرضداشت روانہ کی اسے حکومت یمن کی سند بھیج دی گئی اسی وقت سے یہ تہامہ کا مستقل مالک تسلیم کیا گیا اہل جبال اس کے نام سے تھراتے تھے۔ کچھ روز بعد حسن بن سلامہ کے دائرہ حکومت سے تمام پہاڑوں کو نکال لیا۔ سرحدی بادشاہ اس کے رعب وداب سے ڈرتے تھے اسے صلیحی نے جو عبیدیوں کا بانی مبانی تھا ۴۵۲ھ میں ایک لونڈی بھیج کر قتل کرادیا اس کے بعد زبید میں اس کا غلام کہلان حکمراں ہوا پھر صلیحی نے زبید کو اس کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

قاضی محمد بن علی ہمدانی

قاضی محمد بن علی ہمدانی حران صوبہ ہمدان کا رئیس تھا۔ نسباً بنی ایام کی جانب منسوب کیا جاتا ہے اس کا ایک بیٹا علی نامی پیدا ہوا ان دنوں صاحب دعوت عامر بن عبداللہ زواحی تھا[1]۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس علم جفر کی ایک کتاب تھی جو اس کے زعم میں اس کے موروثوں کے ذخیروں سے تھی اس نے یہ خیال قائم کیا کہ علی بن قاضی کا اس کتاب میں تذکرہ

---

[1] زواحہ ایک گاؤں حران کے علاقہ میں تھا جہاں کا یہ رہنے والا تھا اسی مناسبت سے اس کی جانب منسوب ہوا۔ منہ رحمۃ اللہ

ہے۔ اس داعی (ایلچی) نے اس کتاب کو قاضی کو پڑھ کر سنایا۔ قاضی نے اس مضمون کو ذہن نشین کر لیا۔ جس وقت علی سن شعور کو پہونچا تو داعی (عامر) نے اس کا نام جفر میں دکھلا کر اس کے اوصاف بتلائے اور اس کے باپ قاضی سے کہا کہ اپنے بیٹے کی کامل حفاظت و نگرانی کرنا یہ ملک یمن کا بادشاہ و حکمراں ہوگا۔

علی بن قاضی محمد

چنانچہ علی نے فقیہانہ صلاحیت کے ساتھ زندگی بسر کرنا شروع کی۔ پندرہ برس تک براہ طائف وسروات لوگوں کے ساتھ حج کرتا رہا اس سے اس کی بڑی شہرت ہوئی اس نے لوگوں کے دلوں میں یہ خیال قائم کر دیا کہ یہ سلطان یمن ہے۔ اتنے میں داعی (ایلچی) عامر زواحی نے وفات پائی وفات کے وقت علی کے حق میں اپنی کتابوں کی وصیت کر گیا اور اس سے دعوت عبیدیہ کے قائم رکھنے کا اقرار لے لیا۔

ابن قاضی محمد کا یمن پر قبضہ

اس کے بعد علی اپنی عادت کے مطابق ۴۲۸ھ میں لوگوں کے ساتھ حج کرنے کو گیا اس کی قوم ہمدان میں سے ایک جماعت اس کے ساتھ تھی اس نے ان لوگوں کو اپنی امداد اور اس پر قائم رکھنے کی ترغیب دی ان لوگوں نے بطیب خاطر اسے منظور کیا اور اس کے ہاتھ پر اس امر کی بیعت کر لی یہ لوگ اس کی قوم کے سرداروں میں سے تھے اور تعداد آساٹھ نفر تھے۔ واپسی کے بعد علی نے مسار میں قیام اختیار کیا۔ یہاں ایک قلعہ تھا جو دامن کوہ حرام میں نہایت مستحکم اور مضبوط بنا ہوا تھا علی نے اس قلعہ کو اپنا مرکز بنایا اور اس کی ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کر لی اس وقت اس کا رعب و داب بڑھنے لگا مستنصر والی مصر سے خط و کتابت کر کے اظہار دعوت کی اجازت حاصل کر لی۔

دعوت عبیدیہ کا اعلان

چنانچہ دعوت عبیدیہ کا اعلان کر کے یمن پر قبضہ کر لیا۔ اور قلعہ مسار سے صنعاء میں جا کر قیام پذیر ہوا محلسرائیں بنوائیں۔ حکمرانان یمن جن کو اس نے دبا لیا تھا وہیں آ کے رہنے لگے۔ بنو طرف، ملوک عترہ و تہامہ کو شکست دی۔ نجاح جو بنو زیاد کا غلام اور زبید کا بادشاہ تھا اس کے مار ڈالنے کی فکر کی، بڑی جد وجہد سے ایک لونڈی کے ذریعہ سے اسے نجاح کے قتل میں کامیابی ہوئی اس لونڈی کو اس نے نجاح کے پاس بطور تحفہ روانہ کیا تھا جیسا کہ ہم اوپر ۴۵۲ھ میں بیان کر آئے ہیں۔

اسماء بنت شہاب

ان واقعات کے بعد علی با جازت مستنصر والی مصر، مکہ معظمہ کی طرف دعوت عباسیہ کو مٹانے اور امارت حسینہ کو نیست و نابود کرنے کی غرض سے روانہ ہوا اور صنعاء پر اپنے بیٹے مکرم کو اپنا نائب بنایا۔ روانگی کے وقت اپنے ہمراہ اپنی بیوی اسماء بنت شہاب کو بھی لیتا گیا۔ اتفاق سے اس پر سعید بن نجاح نے شبخوں مارا اور اسماء کو قید کر لے گیا اس نے اپنے بیٹے مکرم کو لکھ بھیجا کہ میں ایک بھنگی غلام سے حاملہ ہو گئی ہوں تمہیں لازم ہے کہ قبل وضع حمل میری خبر لو ورنہ یہ وہ داغ ہوگا جسے زمانہ محو نہ کر سکے گا۔

مکرم اور سعید بن نجاح کی جنگ

مکرم یہ سن کر ۴۷۵ھ میں صنعاء سے تین ہزار کی جمعیت سے روانہ ہوا بیس ہزار حبشی مقابلہ پر آئے لیکن میدان مکرم کے ہاتھ رہا حبشیوں کو بڑی شکست ہوئی سعید بن نجاح بھاگ کر جزیرہ دہلک پہونچا مکرم اپنی ماں کی خدمت میں

حاضر ہوا دیکھا کہ وہ ایک طاق کے قریب بیٹھی ہوئی ہے جس میں صلیحی اور اس کے بھائی کا سر رکھا ہوا ہے مکرم نے ان سروں کو اتار کر دفن کرایا اور اپنے ماموں اسعد بن شہاب کو صوبہ تہامہ پر جیسا کہ وہ پیشتر تھا مقرر کیا زبید میں قیام کرنے کی ہدایت کی اور اپنی ماں کو لے کر صنعاء کی جانب کوچ کیا۔ یہ عورت نہایت دانشمند اور مدبر تھی مکرم کے ملک کا یہ انتظام کرتی تھی کچھ عرصہ بعد اسعد بن شہاب نے تہامہ کا تمام مال جمع کر کے اپنے وزیر احمد بن سالم کی معرفت صنعاء روانہ کیا اسماء نے اسے وفود عرب پر تقسیم کر دیا۔ پھر ۴۷۹ھ میں اسماء نے وفات پائی۔

صنعاء پر عمران بن فضل کا قبضہ

زبید مکرم کے قبضہ سے نکل گیا ۴۷۷ھ میں سعید بن نجاح نے اسے مکرم سے بزور واپس لے لیا۔ تب مکرم ۴۸۰ھ میں ذی جبلہ چلا آیا اور صنعاء پر عمران بن فضل ہمدانی کو متعین کیا۔ عمران صنعاء کو دبا بیٹھا دراختہ اس کی آئندہ نسلیں اس ملک کی حکمراں ہوئیں اس کے بعد اس کا بیٹا احمد حکمراں ہوا اس نے اپنے کو سلطان کے لقب سے ملقب کیا یہ اسی لقب سے مشہور و معروف ہوا اس کے بعد اس کے بیٹے حاکم بن احمد نے حکومت کی کرسی پر اجلاس کیا اس کے بعد صنعاء میں کوئی ایسا شخص نہیں گذرا جس کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا جاتا یہاں تک کہ بنو سلیمان نے جب کہ انہیں ہواشم نے مکہ میں مغلوب کیا تھا صنعاء پر قبضہ حاصل کیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔

مکرم کی ذی جبلہ کو روانگی

جب مکرم صنعاء سے ذی جبلہ چلا آیا تو اس کی ماں اسماء کے بعد اس کی بیوی سیدہ بنت احمد حکومت وسلطنت کا انتظام کرنے لگی یہ ذی جبلہ وہ شہر ہے جسے عبداللہ بن محمد صلیحی نے ۴۵۸ھ میں آباد کیا تھا۔ مکرم نے اپنی بیوی کے اشارہ و ہدایت کے مطابق صنعاء چھوڑ کر ذی جبلہ کی سکونت اختیار کی تھی یہاں پر اس نے دار العز نامی ایک بہت بڑا محلسرا بنوایا سعید بن نجاح کے قتل کی تدبیریں اور حیلے نکالے بالآخر اس میں اسے کامیابی ہوئی جیسا کہ نجاح کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔

منصور بن احمد اور سیدہ بنت احمد

مکرم جب تک زندہ رہا لذات دنیا میں مصروف اور اپنی بیوی کی حسن آرائی میں مشغول رہا۔ جس وقت اس کا ۴۸۴ھ میں زمانہ وفات قریب آیا تو اپنے ابن عم منصور بن احمد مظفر بن علی صلیحی والی قلعہ اشیح کو اپنا ولی عہد بنایا۔ مکرم کے انتقال کے بعد منصور اسی قلعہ میں مقیم رہا اور سیدہ بنت احمد ذی جبلہ میں ٹھہری رہی۔ منصور نے اس سے اپنے نکاح کا پیام دیا اس نے انکار کیا اس بنا پر اس نے اس کا ذی جبلہ میں محاصرہ کیا۔ سلیمان بن عامر (سیدہ کا رضاعی بھائی) یہ سن کر ذی جبلہ آیا اور اس سے یہ ظاہر کیا کہ مستنصر والی مصر نے تمہارا عقد منصور سے کر دیا ہے اور اس کے اس حکم سے اسے مطلع کر کے آیہ کریمہ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ کی تلاوت کی اور یہ کہا کہ امیر المومنین نے تمہارا نکاح اپنے داعی منصور ابی حمیر سبا بن مظفر بن علی صلیحی سے بعوض مہر ایک لاکھ دینار اور پچاس ہزار تحائف وہدایا کے کر دیا پس عقد نکاح منعقد ہو گیا چنانچہ منصور قلعہ اشیح سے ذی جبلہ میں آیا ہے سیدہ یہ سن کر راضی ہو گئی منصور اس سے دار العز میں ہم خواب ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ سیدہ اپنی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی کا لباس پہن کر منصور کے سرہانے کھڑی ہوگئی اور تمام شب کھڑی رہی منصور نے اس کی طرف آنکھ تک نہ اٹھائی۔ صبح ہوتے ہی اپنے قلعہ کا راستہ لیا اور سیدہ ذی جبلہ میں رہ گئی۔

مفضل بن ابی البرکات

سیدہ کے کاروبار سلطنت کا منتظم مفضل بن ابی البرکات نامی ایک شخص تھا جو صلیحی کا ہوا خواہ اور قبیلہ یام سے تھا۔ اس نے اپنے کنبہ والوں کو طلب کر کے ذی جبلہ میں ٹھہرایا اور ان کے ذریعہ سے حکومت و سلطنت کی نگرانی کرنے لگا۔ سیدہ موسم گرما میں تعکر چلی جاتی تھی یہاں اس کا خزانہ اور مال و اسباب کا ذخیرہ تھا پھر جب سردی کے ایام آجاتے تو ذی جبلہ واپس آتی۔ ایک مرتبہ مفضل بقصد جنگ نجاح اکیلا روانہ ہوا قلعہ تعکر میں فقیہ ملقب بہ جمل کو نقباء کی ایک جماعت کے ساتھ چھوڑ گیا انہی فقیہوں میں ابراہیم بن زید ابن عمر اور عمارہ شاعر تھا ان لوگوں نے جمل کے ہاتھ پر دعوت و حکومت امامیہ کے محو ونیست ونابود کرنے کی بیعت کی۔ کسی ذریعہ سے مفضل کو اس کی خبر لگ گئی اثناء راہ سے لوٹ آیا اور ان سب کا محاصرہ کر لیا۔ خولان یہ سن کر محصورین کے کمک کو پہونچ گیا۔ مفضل نے روزانہ جنگ سے محصورین کو تنگ کرنا شروع کیا ابھی کوئی نتیجہ نہ ظاہر ہونے پایا تھا کہ سنہ ۵۰۴ھ میں بحالت محاصرہ مفضل کا انتقال ہوگیا اس کے بعد سیدہ آگئی اور اس نے محصورین کو ایک اقرار پر قلعہ کے دروازے کھولنے پر راضی کیا چنانچہ محصورین نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے لڑائی موقوف ہوگئی اپنے وعدہ کو پورا کیا اور مفضل کے لڑکوں کی کفیل ہوئی۔

عمران بن ذر خولانی

اسی زمانے سے قلعہ تعکر پر عمران بن ذر خولانی اور اس کا بھائی سلیمان قابض ہوا اور عمران مفضل کی جگہ سیدہ پر غالب ہوگیا پھر جب یہ مرگئی تو عمران اور اس کا بھائی سلیمان قلعہ تعکر کا مستقل مالک بن بیٹھا۔ منصور بن مفضل بن ابی برکات نے ذی جبلہ پر قبضہ کر لیا اور اس نے اسے داعی ذریعی والی عدن کے ہاتھ فروخت کر ڈالا جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے اور قلعہ اشیح میں جا کر بیٹھ رہا جس پر داعی منصور سبا بن احمد کا قبضہ تھا اور یہ یوں ہوا کہ سنہ ۴۸۶ھ میں منصور کے مرنے پر اس کے لڑکوں میں مخالفت کا مادہ پھیلا۔

علی بن منصور سبا

ان میں سے علی نامی ایک لڑکے نے قلعے پر قبضہ کر لیا۔ ابن مفضل بن ابی البرکات اور سیدہ سے لڑنے لگا بالآخر یہ لوگ اس کی فتنہ انگیزی اور مدبرانہ چالوں سے تنگ آگئے مفضل سے کچھ بن نہ آئی تو پیں میں زہر رکھ کر بطور تحفہ اس کے پاس بھیجا جس کے کھانے سے وہ مرگیا اور لوگوں کو اس کے شر و فساد سے نجات مل گئی۔ بنو ابی البرکات نے اشیح اور اس کے قلعوں کو بنو مظفر سے چھین لیا۔ پھر اس نے قلعہ ذی جبلہ کو داعی ذریعی والی عدن کے ہاتھ ایک لاکھ دینار پر فروخت کر ڈالا اور ہمیشہ یکے بعد دیگرے قلعوں کو فروخت کرتا گیا یہاں تک کہ اس کے قبضہ میں سوائے قلعہ تعکر اور کوئی قلعہ باقی نہ رہ گیا جسے اسی برس کی حکومت کے بعد علی بن مہدی نے اس سے بزور لے لیا۔ اس نے سو برس کی عمر پائی تھی۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم بالصواب۔

باب ۴۴

امارت زبید

بنی نجاح کے حکمران

بنی نجاح ہرگاہ صلیحی نے کہلان کو ایک لونڈی کے ذریعہ سے ۴۵۲ھ میں زہر دے کر مار ڈالا- جسے اسی غرض کے حاصل کرنے کے لئے اس نے اس کے پاس بھیجا تھا اور زبید پر کامیابی کے ساتھ اس بزدلانہ حیلہ سے قبضہ حاصل کرلیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں- نجاح کے تین لڑکے تھے، مبارک، سعید اور جیاش، مبارک نے اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد خودکشی کرلی- سعید و جیاش نے جزیرہ دہلک میں جاکر پناہ لی اور وہیں قیام پذیر ہوکر لوگوں کو قرآن اور دیگر علوم کی تعلیم دینے لگے- کچھ روز بعد سعید اپنے بھائی جیاش سے رنجیدہ ہوکر زبید چلا آیا اور زمین کے اندر ایک تہ خانہ بناکر رہنے لگا- پھر اس کا غصہ ختم ہوا تو اپنے بھائی جیاش کو بلا بھیجا جیاش نے بھی زبید میں پہونچ کر اسی تہ خانہ میں قیام کیا-

صلیحی کا خاتمہ اس کے بعد مستنصر خلیفہ مصر کی حکومت کو ہواشم میں سے محمد بن جعفر امیر مکہ نے مکہ سے منقطع کردیا مستنصر نے صلیحی کو محمد بن جعفر سے جنگ کرنے کی تحریک کی اور اسے مکہ میں دوبارہ حکومت علویہ قائم کرنے کے لئے لکھا- اس حکم کے مطابق صلیحی فوجیں آراستہ کرکے صنعاء سے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوا سعید اور اس کے بھائی جیاش کو موقع مل گیا تہ خانہ سے نکل کر ظاہر ہوگئے- کسی ذریعہ سے اس کی خبر صلیحی تک پہونچی صلیحی نے ایک فوج جس میں پانچ ہزار سوار تھے سعید اور جیاش کو زیر کرنے اور قتل کر ڈالنے کی غرض سے روانہ کی مگر سعید اور جیاش تہ خانے سے نکل کر صلیحی کے تعاقب میں انتہائی سرگرمی سے کوچ کرچکے تھے رفتہ رفتہ اس کے لشکر کے قریب پہونچ گئے مقام لجم میں صلیحی پر ان دونوں بھائیوں نے شبخون مارا صلیحی کو اس کی خبر تک نہ تھی اور وہ مکہ کی طرف بڑھ رہا تھا لشکر میں بھگدڑ مچ گئی ساری فوج تتر بتر ہوگئی صلیحی اثنائے جنگ میں مارا گیا- جیاش نے خود اپنے ہاتھ سے ۴۷۳ھ میں اس کی زندگانی کا خاتمہ کیا اس کے بعد عبداللہ صلیحی برادر علی ایک سو ستر ممبران خاندان صلیحی کے ساتھ مارا گیا- علی کی بیوی اسماء بنت عمہ شہاب اور ایک سو پینتیس ملوک قحطانیں جنھیں اس نے یمن میں مغلوب کردیا تھا گرفتار کرلئے گئے خاتمہ جنگ کے بعد ایک دستہ فوج اس لشکر کے زیر کرنے کے لئے روانہ کیا گیا جسے صلیحی نے جیاش اور سعید سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تھا- صلیحی کے اس لشکر نے ان واقعات سے مطلع ہوکر ہتھیار ڈال دیئے اور سعید و جیاش کے علم حکومت کے آگے اپنا سر جھکادیا

سعید بن نجاح کا زبید پر قبضہ

اس کے بعد سعید نے زبید کی جانب کوچ کیا اس وقت زبید کی حکومت پر اسعد بن شہاب برادر زوجہ صلیحی مامور تھا اسعد یہ خبر پاکر زبید چھوڑ کر صنعاء کی طرف بھاگ گیا سعید کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے زبید میں داخل ہوا اسماء زوجہ صلیحی اس کے آگے آگے ایک ہودج میں تھی اور صلیحی اور اس کے بھائی کا سر اسماء کے روبرو ہودج میں رکھا ہوا تھا سعید نے زبید میں پہونچ کر اسماء کو اسی مکان میں اتارا اور صلیحی اور اس کے بھائی کے سروں کو مکان کے ایک طاق میں جس کے قریب اسماء بیٹھی تھی رکھدیا۔ لوگوں کے دل سعید کے جلال و رعب سے کانپ اٹھے۔ اس نے اپنے کو نصیر الدولہ کے لقب سے ملقب کیا اور جس قدر قلعے صلیحی کے گورنروں کے قبضہ میں تھے سب پر بزور تیغ قبضہ کر لیا۔

مکرم اور سعید کی جنگ

اسماء نے ان واقعات سے اپنے بیٹے مکرم کو مطلع کیا مکرم نے ایک سرحدی قلعہ دار کو ملاکر سعید کے پاس بھیجا اس قلعہ دار نے سعید کو صنعاء پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی اور فتح کرا دینے کا ذمہ دار ہوا چنانچہ سعید نے بیس ہزار حبشیوں کی جمعیت سے صنعاء کے فتح کی امید میں کوچ کیا۔ مکرم بھی صنعاء سے اس کی جانب بڑھا۔ دونوں سے مڈبھیڑ ہوگئی اتفاق یہ کہ سعید اس معرکہ میں شکست ہوئی۔ میدان جنگ سے بھاگا زبید دونوں کے درمیان حائل ہوگیا مجبور ہوکر سعید نے جزیرہ دہلک کا راستہ لیا مکرم فتحمندی کے ساتھ زبید میں داخل ہوا اپنی ماں کی خدمت میں گیا دیکھا کہ وہ ایک طاق کے قریب بیٹھی ہوئی ہے اور طاق میں صلیحی اور اس کے بھائی کا سر رکھا ہوا ہے اتار کر دونوں سروں کو دفن کرایا۔ اور اپنے ماموں اسعد کو سنہ ۴۷۶ھ میں زبید کی حکومت پر مامور کیا۔

سعید بن نجاح کا قتل

اس مہم سے فارغ ہوکر مکرم نے عبداللہ بن یعفر والی قلعہ شعر کو لکھ بھیجا کہ تم سعید کو مکرم کے قبضہ سے ذی جبلہ کے نکال لینے کی ترغیب دو اور اسے یہ پٹی پڑھاؤ کہ مکرم اپنی خواہشات نفسانی میں مصروف ہے اور اس پر اس کی بیوی کی غالب ہو رہی ہے وہ تمہارا مقابلہ ہرگز نہ کر سکے گا۔ چنانچہ عبداللہ بن یعفر نے سعید کو کہہ سن کے ذی جبلہ کے قبضہ پر تیار کر دیا۔ سعید تیس ہزار حبشی فوج کے ساتھ ذی جبلہ کی جانب بڑھا۔ مکرم نے قلعہ شعر کے نیچے اپنی فوج کو کمین گاہ میں بٹھا دیا جوں ہی سعید کمین گاہ سے بڑھا مکرم کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر دفعتہً حملہ کر دیا سعید کی فوج گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی سعید مارا گیا۔ مکرم نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسی طاق میں لاکر رکھا جس میں اس کے باپ صلیحی کا سر رکھا گیا تھا۔ سعید کے مارے جانے سے مکرم کی حکومت کو استحکام حاصل ہوگیا حبشیوں کی حکومت کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔

جیاش کا فرار

جیاش خلف بن ابی الطاہر مروانی کے ساتھ جو اس کے بھائی کا وزیر تھا بھاگ کر عدن پہونچا اور جب عدن میں پناہ کی صورت نہ دیکھی تو دونوں ہندوستان چلے گئے چھ ماہ تک وہیں ٹھہرے رہے۔ وہیں ایک کاہن سے ملاقات ہوئی جو سمرقند سے آیا ہوا تھا اس کاہن نے ان لوگوں کی آئندہ بہبودی کی خوشخبری دی یہ دونوں پھر لوٹ کر یمن آئے وزیر خلف نے زبید میں پہلے سے پہونچ

کر موت کی خبر مشہور کر دی اور اپنی ذات کے لئے امن کی درخواست کی اس کے امن حاصل کرنے کے بعد ایک روز شب کے وقت بہ تبدیل لباس جیاش بھی آ پہونچا دونوں ایک مدت تک چھپے رہے ان دنوں زبید کی گورنری پر اسعد بن شہاب (مکرم کا ماموں) مامور تھا اور اس کی نیابت میں علی بن قم وزیر مکرم تھا اسے کسی وجہ سے مکرم اور اس کی حکومت سے بیزاری تھی وزیر خلف نے اس سے مطلع ہو کر اس کے بیٹے حسین سے راہ و رسم پیدا کی لہو ولعب میں اس کا شریک رہنے لگا۔ فرصت کے وقت دونوں شطرنج کھیلا کرتے تھے رفتہ رفتہ اس کی آمد و رفت حسین کے باپ (علی بن قم) کے پاس بھی شروع ہو گئی ایک نے دوسرے سے اپنے دلی منشا کا اظہار کیا چونکہ علی کے دل میں بھی آل نجاح کی ہوا خواہی سمائی ہوئی تھی باہم دونوں نے قسمیں کھائیں۔

جیاش کا زبید پر قبضہ

اس اثنا میں جیاش اپنے حبشی ہوا خواہوں کو جمع کر رہا تھا اور ان لوگوں کو مال و زر دیتا جاتا تھا یہاں تک کہ اس کے پاس پانچ ہزار حبشی جمع ہو گئے جیاش نے ۴۸۲ھ میں ان لوگوں کی پشت پناہی سے زبید پر حملہ کر دیا اور دارالامارت پر قبضہ کر کے وہیں سکونت پذیر ہو گیا۔ اسعد بن شہاب کو اس وجہ سے کہ کسی زمانہ میں اس سے مراسم تھے رہا کر دیا اس وقت سے زبید میں پھر عباسیوں کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور صلیحی خلفاء عبیدیین کا خطبہ پڑھتے تھے اور مکرم ہمیشہ عرب کو زبید پر حملہ کرنے کی غرض سے بھیجتا رہتا تھا یہاں تک کہ جیاش نے پانچویں صدی کے شروع میں وفات پائی۔ اس کی کنیت "ابن القطائی" تھی عدل و انصاف کی صفت سے متصف تھا۔

فاتک بن جیاش

اس کے بعد اس کا بیٹا فاتک امیر بنایا گیا۔ یہ ابھی بالغ بھی نہیں ہوا تھا محض ایک کمسن چھوکرا تھا۔ ارکین دولت اس کے ملک کا انتظام کرنے لگے۔ اس کا چچا ابراہیم اس سے جنگ کرنے کے لئے آیا۔ دونوں حریف کی فوجیں برسر پیکار ہوئیں عبدالواحد نے شہر پر حملہ کیا منصور (فاتک کے وزیر) نے فضل بن ابی البرکات والی تعکر سے امداد کی درخواست کی چنانچہ فضل اپنی فوج کے ساتھ اس کی کمک پر آیا مگر اثناء راہ سے یہ خبر پا کر کہ اہل تعکر نے بغاوت کر دی ہے لوٹ گیا منصور اس وقت سے برابر زبید میں حکمرانی کرتا رہا بالآخر ۵۱۷ھ میں ابو منصور عبیداللہ نے اسے زہر دے کر مار ڈالا اور امور سلطنت کی نگرانی کرنے لگا مگر درپردہ آل نجاح کی بیخ کنی کرتا جاتا تھا تھوڑے روز بعد فاتک کی ماں قتل کے ڈر سے بھاگ گئی اور بیرون شہر کا ہنگامہ فساد ختم ہو گیا۔

ابو منصور عبیداللہ

ابو منصور ایک جوانمرد اور شجاع اور صاحب عزم و ہمت شخص تھا۔ دشمنوں کے ساتھ ہمیشہ تیغ و سپر ہوتا رہا۔ ابن نجیب سفیر علویہ سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ یہ وہی شخص ہے جس نے زبید میں فقہ کا مدرسہ قائم کیا تھا اور حاجیوں کی آسانی کے لئے کئی تدبیریں نکالیں تھیں بعدہ مفارک بنت جیاش سے اس نے بحیلہ و مکر اپنا عقد کر لیا اس نے موقع پا کر اس کے عضو تناسل پر زہر آلود کپڑے سے مس کر دیا سارا گوشت سڑ کر گر گیا اور اس نے جان بحق تسلیم کر دی۔

علی بن مہدی خارجی کا زبید پر قبضہ

اس کے مرنے پر فاتک کے قلمدان وزارت کا زریق مالک ہوا جو نجاح کا آزاد غلام تھا۔ عمارہ کہتا ہے کہ یہ شخص

سبھی شجاع، دلیر اور جنگ آور تھا۔ اور فاتک کی ماں کے آزاد غلاموں سے اور اس کے مخصوص آدمیوں میں سے تھا عمارہ کہتا ہے کہ ۵۳۱ھ میں فاتک بن منصور نے وفات پائی اس کے بعد اس کا ابن عم حکمراں ہوا اس کا قلمدان وزارت قائم کو سپرد کیا گیا یہی اس کے امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا مالک تھا اور دشمنوں کے مقابلہ پر جاتا تھا۔ یہ اکثر اوقات مسجد میں رہتا تھا۔ علی بن نہدی خارجی نے بسازش اسے مسجد میں جب کہ نماز پڑھ رہا تھا جمعہ کے دن بارہویں صفر ۵۵۱ھ میں قتل کرادیا سلطان نے قاتل سے اس کے قصاص لینے کی طرف توجہ کی چنانچہ اہل مسجد کی ایک جماعت کو قتل کرادیا پھر آپ بھی اسی ہنگامہ میں مار ڈالا گیا۔ حکومت وسلطنت میں اضطراب پیدا ہوگیا علی ابن نہدی خارجی اس سے مطلع ہوکر چڑھ آیا اور زوروں سے ان لوگوں سے معرکہ آرا ہوا زمانہ دراز تک محاصرہ کئے رہا۔

بنی نجاح کا محاصرہ

محصورین نے شریف منصور احمد بن حمزہ سلیمانی بادشاہ صعدہ سے امداد کی درخواست کی شریف منصور نے اس شرط سے کہ یہ لوگ اسے زبید پر قبضہ دے دیں اور اپنے بادشاہ فاتک بن محمد کو مار ڈالیں مدد دی ان لوگوں نے فاتک بن محمد کی زندگی کا ۵۵۳ھ میں خاتمہ کرادیا اور شریف منصور کو اپنا حکمراں تسلیم کرلیا۔ اتفاق سے یہ بھی علی بن نہدی کے مقابلہ سے مجبور ہوگیا اور رات کے وقت چھپ کر زبید سے اپنا منہ کالا کرگیا۔ علی بن نہدی نے ۵۵۴ھ میں زبید پر قبضہ کرلیا اور زبید سے آل نجاح کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ والملک والبقاء اللہ۔

باب ۴۵

امارت عدن

دولت بنی زریع

علی بن محمد صلیحی

عدن ملک یمن کے عمدہ اور محفوظ ترین مقامات سے بحر ہند کے کنارہ پر واقع ہے عہد حکومت تبابعہ سے یہ شہر ہمیشہ تجارت کی منڈی ہونے کی عزت رکھتا تھا۔ اس شہر کے اکثر مکانات پتھر اور گچ کے ہیں اسی وجہ سے اس کی راستے گرم زیادہ رہتے ہیں۔ شروع زمانہ اسلام میں یہ شہر ملوک بنی معن کا دارالسلطنت تھا۔ بنی معن نسباً معن بن زائدہ کی جانب منسوب ہوتے ہیں یہ لوگ اس شہر پر عہد

خلافت مامون میں حکمراں ہوئے تھے اور بنی زیاد سے ان لوگوں نے اپنی حکومت علیحدہ کرلی تھی بنی زیاد نے ان سے خطبہ اور سکہ پر فقط قناعت کی تھی اور جب علی بن محمد صلیحی داعی غالب ہوا تو اس نے ان لوگوں کی رعایت کی اور عربی ہونے کے لحاظ سے ان لوگوں پر جزیہ مقرر کیا جسے یہ لوگ ادا کیا کرتے تھے اس کے بعد یہاں سے اس کے بیٹے احمد مکرم نے ان لوگوں کو نکال دیا اور اس شہر پر بنی مکرم حکمراں ہوئے جو کہ جم بن یام ہمدان کے خاندان سے تھے اور اس کے نزدیک و قریب ترعزیزوں میں سے تھے۔ ایک مدت تک یہ شہر ان کے علم حکومت کے سایہ میں رہا اس کے بعد ان لوگوں میں فتنہ وفساد اور جھگڑا پیدا ہو گیا یہ لوگ دو گروہوں پر منقسم ہو گئے ایک گروہ بنی مسعود بن مکرم کے نام سے مشہور ہوا دوسرا بنی ذریع بن مکرم کہلایا جانے لگا۔ بنی ذریع بن مکرم متعدد لڑائیوں اور جنگ عظیم کے بعد بنی مسعود پر غالب آگئے۔

ابن مسعود بن ذریع

ابن سعید کہتا ہے کہ سب سے پہلے ان میں سے ابن مسعود بن ذریع داعی وہ شخص ہے جو بنی صلیحی کے بعد کرسی پر متمکن ہوا اور اس کی آئندہ نسلیں اس سے وراثۃً حکومت و سلطنت کی مالک ہوئیں۔ اس سے اور اس کے ابن عم علی بن ابی الغارات بن مسعود بن مکرم صاحب زعارع سے لڑائیاں ہوئیں اس نے عدن کو اس کے قبضہ سے متعدد لڑائیوں اور بیشمار خرچ کے بعد نکال لیا مگر وہ اس فتح کے ساتویں مہینے ۵۳۳ھ میں مرگیا اس کی جگہ اس کا بیٹا متمکن ہوا۔ یہ قلعہ دملوہ میں رہا کرتا تھا جہاں پر کسی کے ارادہ کا بھی گزر بہ آسانی نہ ہو سکتا تھا اس کے بعد ابن بلال بن زریع نے جو اس کے حاشیہ نشینوں میں سے تھا اس شہر کو اپنے قبضہ میں لے لیا محمد بن سبا بخوف جان منصور بن مفضل بادشاہ جبال صلیحی کے پاس ذی جبلہ بھاگ گیا اس واقعہ کے تھوڑے ہی دنوں بعد اعز مرگیا تب بلال نے محمد بن سبا کو ذی جبلہ بلا بھیجا۔

محمد بن سبا

چنانچہ چند دن بعد محمد بن سبا عدن میں آپہنچا۔ اسی زمانہ میں مصر سے سند حکومت اعز کے نام آئی ہوئی تھی بلال نے اس کا نام مٹا کر محمد بن سبا کا نام لکھدیا اس کے القاب میں "الداعی المعظم المتوج المکنی بسیف امیر المومنین" وغیرہ الفاظ تعظیماً لکھے جاتے تھے بلال نے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا تھا اور جتنا مال وزر خزانہ شاہی میں تھا اسے جہیز میں دے دیا۔ اس کے بعد بلال نے لاتعداد اور بیشمار مال چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا محمد بن سبا اس کا مالک و وارث ہوا اس نے سب مال وزر کو داد و دہش اور سخاوت میں صرف کیا۔ منصور بن مفضل بن ابی البرکات سے قلعہ ذی جبلہ کو خرید لیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور قابض ہو گیا یہ قلعہ کسی زمانے میں صلیحی بادشاہوں کا دار الحکومت تھا۔ ذی جبلہ کی خریداری کے بعد سیدہ بنت عبداللہ صلیحی سے عقد کیا اور ۵۴۸ھ میں راہی ملک آخرت ہوا۔

عمران بن محمد

اس کے بیٹے عمران بن محمد بن سبا نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ یاسر بن بلال اس کی حکومت و سلطنت کا منتظم ہوا ۵۶۰ھ میں اس نے وفات پائی دو چھوٹے لڑکے چھوڑ گیا۔ ایک کا نام محمد تھا اور دوسرے کا نام ابو السعود۔ یاسر نے ان دونوں کو قصر امارت میں قید کر دیا اور حکومت و سلطنت پر قابض ہو گیا یاسر کے مزاج میں سخاوت کا مادہ زیادہ تھا شعراء کو جو اس کی مدح کرتے اور اس کے پاس بطور وفد حاضر ہوتے بہت جی کھول کر روپیہ دیتا تھا ابن قلاقس شاعر اسکندریہ نے مدح کی تھی اس کے اتن

قصاید میں سے جو اس نے اس کی مدح میں کہے تھے ایک شعر یہ ہے۔

سافر اذا حاذلت فتدرا   صار الھلال فصار بدرا

دولت بنی ذریع کا خاتمہ

یہ ملوک ذریعین کی آخری یادگار تھا جس وقت سیف الدولہ برادر صلاح الدین (فاتح بیت المقدس) یمن میں ۵۶۹ھ میں داخل ہوا تھا اور اس پر قابض ہوکر عدن کی جانب آیا اور اس پر قابض ہوا تو یاسر بن ہلال کو قید کر لیا۔ اسی زمانے سے دولت بنی ذریع کا سلسلہ ختم ہوگیا اور یمن علم خلافت عباسیہ کا مطیع ہوگیا اور اس کے گورنران بنو ایوب اس کی طرف سے اس ملک پر حکومت کرنے لگے جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

شہر جدہ جو عدن کے قریب واقع ہے اسے ملوک ذریعین نے آباد کیا تھا جب دولت بنی ایوب کا دور آیا تو وہ لوگ اسے چھوڑ کر پہاڑوں میں چلے گئے جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے۔

باب ۴۶

امارت یمن

دولت بنو مہدی خارجی

علی بن مہدی حمیری

یہ شخص خاندان سواحل زبید سے تھا۔ علی بن مہدی حمیری کے نام سے موسوم تھا اس کا باپ مہدی نیکی، دینداری اور تقویٰ اور زہد میں۔ مشہور زمانہ تھا اس کے بیٹے نے اسی کے طریقہ مذہب پر نشوونما پائی گوشہ نشینی اختیار کی اور تقوی و زہد میں بہت بڑا نام پیدا کیا پھر حج کرنے گیا۔ علماء عراق سے ملاقات کی۔ ان کے واعظین سے فیض صحبت حاصل کیا اور لوٹ کر یمن آیا حسب دستور سابق گوشہ گزیں ہوکر وعظ و پند کرنے لگا۔ حافظ فصیح اور بلیغ تھا۔ حوادث زمانہ کی پیشن گوئیاں کیا کرتا اور اس میں پورا اترتا تھا۔ اس وجہ سے لوگوں کو میلان طبع اس کی جانب زیادہ ہوا اور اسے ایک متبرک شخص تصور کرنے لگے۔ ۵۶۱ھ میں حج کرنے کو گیا تمام بیابانوں اور دیہاتوں میں وعظ کرتا پھرا جب موسم حج آیا تو اونٹنی پر سوار ہوکر لوگوں کو وعظ و پند کرتا رہا۔

علی بن مہدی کا خروج

پھر جب فاتک کی ماں اپنے بیٹے فاتک بن منصور کے

زمانہ حکومت میں غالب ہوئی تو اس کا حسن اعتقاد علی بن مہدی کی جانب اور بڑھ گیا۔ رفتہ رفتہ دامادی پیدا کر لیا جس سے اس کی حالت تبدیل ہوگئی۔ صاحب اثر تسلیم کیا جانے لگا۔ لوگوں کو وعظ میں کہا کرتا تھا "اب وقت قریب آگیا ہے" اس فقرہ سے وہ اپنے ظہور کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ باتیں مشہور ہوگئیں۔ چونکہ فاتک کی ماں اپنے اہل دولت وارکین حکومت کو اس کی خدمت میں حاضر ہونے کی ہدایت کیا کرتی تھی اس وجہ سے ۵۴۵ھ میں اس کے مرنے پر اہل جبال علی بن مہدی کی خدمت میں آئے اور اس کی امداد و نصرت کی قسمیں کھائیں۔

علی بن مہدی کا خروج

۵۲۵ھ میں علی نے تہامہ سے بغاوت کی گوداکی جانب بڑھا مگر شکست کھا کر جبال کی جانب واپس آیا اور وہیں ۵۴۱ھ تک مقیم رہا اس کے بعد مادر فاتک اسے اس کے وطن پھر واپس لائی اور ۵۴۵ھ میں خود مرگئی تب علی نے ہوازن کی طرف خروج کیا اور ان میں سے ایک بطن میں جو حیوان کے نام سے موسوم تھا اس کے ایک قلعہ موسوم بہ شرف میں قیام پذیر ہوا۔ یہ قلعہ ایک دشوار گزار پہاڑ پر واقع تھا اس کی چڑھائی بے حد مشکل تھی دن بھر میں بھی کوئی شخص اس پر چڑھ نہ سکتا تھا اثنا راہ میں بڑے بڑے عمیق اور تنگ غار اور تاریک وادیاں تھیں اس نے ان لوگوں کو انصار کا خطاب دیا اور جو لوگ اس کے ہمراہ تہامہ سے گئے ہوئے تھے انہیں اس نے مہاجرین کہنا شروع کیا۔ انصار میں سے ایک شخص کو جس کا نام سبا تھا اور مہاجرین میں سے ایک دوسرے شخص کو جس کا نام شیخ الاسلام تھا (اس کا اصلی نام توبہ تھا) عہدۂ حجابت عنایت کیا ان کے سوا اور لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ مگر آئے دن سرزمین تہامہ پر قتل و غارتگری کرتا۔ اطراف زبید کی ویرانی اور بربادی نے اسے معقول طور سے مدد دی چنانچہ اس نے اس کے قرب وجوار کو لوٹ لیا اور تمام راستوں کو مخدوش حالت میں چھوڑ دیا۔ اس لوٹ مار کا اثر آہستہ آہستہ قلعہ داثر تک پہونچ گیا جو زبید سے نصف منزل پر تھا تب اس نے مسرور کے قتل کی فکریں شروع کیں جو حکومت بنی نجاح کا وزیر تھا اور اس میں کامیاب بھی ہوگیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ مسرور کے قتل کرانے کے بعد اہل زبید کو اپنے حملوں اور غارتگری سے تنگ کرنے لگا۔ عمارہ کہتا ہے کہ اس نے زبید پر ستر حملے کئے تھے اور ایک زمانہ دراز تک اہل زبید کا محاصرہ کئے رہا۔

علی بن مہدی کا زبید پر قبضہ

اہل زبید پر شریف احمد بن حمزہ سلیمانی والی صعدہ سے امداد طلب کی۔ شریف احمد نے ان کی امداد پر کمر ہمت باندھی مگر اس کے سردار فاتک کے مار ڈالنے کی شرط کر لی تھی ان لوگوں نے اپنے بادشاہ فاتک کو ۵۵۳ھ میں مار ڈالا اور شریف احمد کو اپنی بادشاہت کی کرسی پر متمکن کیا۔ شریف احمد زبید کو دشمن کے حملوں سے نہ بچا سکا۔ تنگ آکر بھاگ کھڑا ہوا چنانچہ علی بن مہدی نے ماہ رجب ۵۵۴ھ میں زبید پر قبضہ کر لیا تین مہینے حکومت کر کے بار حیات سے سبکدوش ہوگیا۔

علی بن مہدی کے عقائد و کردار

اپنے کو "الامام المہدی امیر المومنین قامع الکفرۃ والملحدین" کے لقب سے مخاطب کرتا تھا۔ خوارج کے مذہب کا پابند تھا امیر المومنین عثمانؓ و علیؓ سے بیزاری ظاہر کرتا تھا گناہ کے ارتکاب پر کفر کا قائل تھا اس کے علاوہ بہت سے قواعد اور اصول اس نے اپنے مذہب کے بنائے تھے جس کے ذکر سے لاحاصل طوالت ہوگی شراب نوشی کے جرم پر قتل کرا دیتا تھا۔ عمارہ کہتا ہے کہ جو شخص اہل قبلہ میں سے اس کی مخالفت کرتا تھا اسے مار ڈالتا اس کی عورتوں کو جائز اور حلال سمجھتا اور ان کے

لڑکوں کو لونڈی اور غلام بنالیتا تھا اس کے مریدین اور معتقدین اس کے معصوم ہونے کے معتقد اور قائل تھے ان کے مال واسباب اس کے قبضہ میں رہتے جسے ان کی ضرورت کے وقتوں میں صرف کرتا تھا اس کی موجودگی میں وہ لوگ نہ توکسی مال کے مالک ہوتے اور نہ کسی گھوڑے اور ہتھیار کے۔ ہمراہیوں میں سے جو شخص میدان جنگ سے بھاگ نکلتا اسے مار ڈالتا تھا زانی، شراب خوار اور گانا سننے والوں کو سزائے موت دیتا تھا جو شخص نماز جماعت سے تاخیر کرتا اور جو شخص اس کے دوشنبہ اور پنجشنبہ میں حاضر نہ ہوتا یا بچھڑ جاتا اسے بھی سزائے موت دیتا۔ فروعات میں حنفی المذہب تھا۔

عبدالنبی بن علی

اس کے مرنے پر اس کا بیٹا عبدالنبی حکمراں ہوا۔ عبدالنبی نے زبید سے نکل کر پورے ملک یمن پر قبضہ کرلیا۔ ان دنوں یمن میں بائیس خودسر حکومتیں تھیں۔ عبدالنبی نے ان سب کو اپنا مطیع بنالیا صرف عدن باقی رہ گیا تھا اس پر بھی اس نے خراج قائم کر رکھا تھا۔ جب شمس الدولہ تورانشاہ (برادر سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس) ۵۶۶ھ میں یمن کی طرف آیا اور اس حکومت وسلطنت پر جو اس وقت یمن میں تھی قابض ہوا تو عبدالنبی کو گرفتار کرلیا اور طرح طرح کی آزمائش کی اور اس سے بے حد مال وزر وصول کیا اور عدن کی طرف بھیجدیا اس نے عدن پر قبضہ کرلیا پھر زبید میں آکر قیام پذیر ہوا اور اسے اپنا دارالحکومت بنایا پھر اسے ناپسند کرکے پہاڑوں میں ایسے مقام کی تلاش میں جہاں کی آب وہوا عمدہ اور صحیح ہو پھرتا رہا اس کے ساتھ ساتھ اطباء کا ایک گروہ اسی غرض کے لئے تھا۔ چنانچہ طبیبوں نے بالاتفاق مقام تعز کو منتخب کیا اس نے وہاں پر شہر آباد کیا۔ اور وہیں قیام پذیر ہوگیا اس وقت سے اس مقام کو اس کے دارالحکومت ہونے کا اعزاز حاصل ہوا اس کے بیٹوں اور اس کے خادموں بنی رسول نے بھی اسے اپنا مرکز حکومت بنا رکھا جیسا کہ آئندہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

دولت بنی مہدی خارجی کا خاتمہ

بنی مہدی کی حکومت وسلطنت ختم ہونے سے عرب کی حکومت کا یمن میں خاتمہ ہوگیا غز اور ان کے غلاموں کے قبضہ میں یہاں کی عنان حکومت چلی گئی۔ اب ہمیں یمن کی دارالحکومتوں اور اس کے شہروں کے حالات یکے بعد دیگرے تحریر کریں گے جیسا کہ ابن سعید نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

باب ۴

بلاد یمن

تہامہ وجبال
یمن جزیرہ عرب کا ایک ٹکڑا ہے جو سات صوبوں پر بادشاہ کی طرف سے منقسم تھا انھی میں سے تہامہ وجبال تھا۔ تہامہ میں دو حکومتیں تھیں ایک مملکت زبید دوسری مملکت عدن۔ تہامہ سے بلاد یمن کا وہ حصہ مراد ہے جو دونوں خشکیوں سے ساحل بحر کے نشیب میں واقع ہے جس کی ایک سمت حجاز سے ملی ہوئی ہے اور دوسری جانب آخر عمال عدن دورہ بحر ہند سے ملحق ہے۔ ابن سعید نے لکھا ہے کہ جزیرہ عرب اقلیم اول میں ہے جنوب کی طرف سے اسے بحر ہند گھیرے ہوئے ہے اور اس کے مغرب میں بحر سویس واقع ہے اور شرق کی طرف بحر فارس ہے۔ زمانۂ قدیم میں ملک یمن تبابعہ کا تھا۔ ملک حجاز سے زیادہ سرسبز و شاداب ہے، اس کے اکثر باشندے قحطانی ہیں ان کے علاوہ عرب اوائل کی اولاد بھی یہاں رہتی تھی۔ ان دنوں اس کی عنان حکومت بنی رسول خدام بنو ایوب کے قبضۂ اقتدار میں ہے۔ ان کا دارالحکومت تعز میں ہے پہلے یہ حرہ میں رہتے تھے۔ اور صعدہ یمن اور زبید میں امیہ زیدیہ حکمراں ہیں زبید مملکت یمن کا ایک حصہ ہے اس کے شمال میں ملک حجاز ہے جنوب میں بحر ہند اور مغرب کی طرف بحر سویس واقع ہے۔ محمد بن زیاد نے عہد حکومت خلیفہ مامون ۲۰۴ھ میں اسے آباد کیا یہ ایک شہر پناہ تھا جس کے چاروں طرف شہر پناہ کی بلند دیواریں کشیدہ قامت کھڑی ہوئی تھیں وسط شہر میں ایک نہر جاری تھی یہ شہر اس وقت حکومت بنی رسول میں داخل ہے۔ اس شہر پر ملوک بنی زیاد اور ان کے خدام کا قبضہ تھا پھر بنی صلیحی نے انھیں مغلوب کر دیا۔ ان لوگوں کے حالات اوپر بیان کئے گئے ہیں۔

صوبجات عثر، جلی اور سرجہ
عثر، جلی اور سرجہ زبید کے صوبجات اس کے شمال میں واقع ہیں صوبہ ابن طرف کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ سرجہ سے جلی تک کی مسافت سات یوم ہے اور مکہ تک کی آٹھ یوم کی مسافت ہے۔ اور عثر جو کہ والی ملک کا دارالحکومت ہے لب دریا آباد ہے سلیمان بن طرف نے اس شہر پر بزمانہ موجودگی ابوالجیش محاصرہ ڈالا تھا اس وقت اس کی آمدنی پانچ لاکھ دینار تھی کچھ دن ابوالجیش نے سلیمان کی علم حکومت کی اطاعت قبول کی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور بہت سامال و متاع بطور نذرانہ کے پیش کیا پھر اس مملکت پر سلیمانیوں کا قبضہ ہو گیا جو کہ حسن کی اولاد سے تھے اور مکہ میں امارت کر رہے تھے جس وقت کہ انھیں ہواشم نے مکہ سے نکال دیا تھا اس وقت انہوں نے یہاں پہنچ کر اپنی حکومت و امارت کی بناء ڈالی۔ غالب بن یحییٰ جو کہ انھی میں سے تھا والی زبید کو خراج دیا کرتا تھا اس سے محمد مفلح فاتکی نے مسرود کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی تھی اس کے مر جانے پر اس کے بیٹوں میں سے عیسیٰ ابن حمزہ حکمراں ہوا اور جب غز نے یمن پر

قبضہ حاصل کیا تو یحییٰ نے عیسیٰ کے بھائی کو گرفتار کر کے عراق بھیجدیا۔ برادر عیسیٰ بحیلہ و فریب قید سے نجات پا کر یمن کی جانب واپس ہوا اور اپنے بھائی عیسیٰ کو قتل کر کے ہجم پر جو کہ زبید کے صوبجات میں داخل تھا اس کی جگہ قابض ہو گیا۔

سریہ تہامہ

سریہ تہامہ یمن کے آخری صوبجات میں سے ہے یہ بھی کنارہ بحر پر آباد ہے اس میں شہر پناہ نہیں ہے مکان معمولی حالت کے ہیں۔ راجح بن قتادہ بادشاہ مکہ نے ۶۵۰ھ میں اس پر قبضہ حاصل کیا تھا اس کا ایک قلعہ شہر سے نصف منزل کے فاصلے پر تھا۔

زرائب زبید

زرائب زبید کے صوبجات شمالیہ میں سے ابن طرف کے مقبوضات میں داخل تھا اس شہر میں ابن طرف کے پاس بیس ہزار حبشی جمع رہتے تھے جو ہر وقت اس کے ساتھ مرنے اور مر جانے پر تیار رہتے تھے۔ ابن سعید صوبجات زبید کے تذکرہ میں تحریر کرتا ہے "اور وہ صوبجات جو درمیانی راستہ میں بحر و جبال کے درمیان ہیں وہ زبید کے محاذ میں شمالی جانب واقع ہیں۔ اور وہ مکہ کا راستہ ہے۔" عمار نے لکھا ہے کہ یہی جادہ سلطانیہ ہے اس سے دریا تک ایک دن یا اس سے کم کی مسافت ہے اور ایسا ہی جبال تک کا فاصلہ بیان کیا جاتا ہے درمیانی اور ساحلی دونوں راستے سریہ میں آ کر جمع ہو جاتے ہیں اور یہیں سے پھر ایک دوسرے سے علیحدہ بھی ہو جاتے ہیں۔

عدن

عدن ممالک یمن میں سے زبید کے وسط میں واقع ہے اور وہی اس صوبہ کا دارالحکومت ہے دہانہ بحر ہند پر یہ شہر آباد ہے۔ یہ شہر زمانہ حکومت تبابعہ سے تجارت کا مرکز بنا ہوا تھا۔ اس کا بُعد خط استوا سے تیرہ درجہ پر ہے۔ نہ تو یہاں کسی قسم کی زراعت ہوتی ہے اور نہ یہاں کوئی درخت ہے۔ یہاں کے رہنے والوں کی عام خوراک مچھلی ہے۔ یمن سے ہند کے جانے کا یہی راستہ ہے سب سے پہلے بنی معن بن زائدہ نے اس پر قبضہ حاصل کیا تھا یہ لوگ بنی زیاد کو خراج دیا کرتے تھے۔ اور پھر جب صلیحیوں نے اسے دبا لیا تو داعی نے اسے اس کی حکومت پر بحال رکھا پھر اس کے بیٹے احمد مکرم نے انھیں یہاں سے نکال دیا اور جشم بن یام میں سے بنی مکرم کو اس کی عنان حکومت عطا کی پھر ان لوگوں میں سے بنی زریع نے اس ملک کو عدل و انصاف سے خوب خوب آراستہ کیا اور وہ لوگ ان سے خراج لینے پر اکتفا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ شمس الدولہ بن ایوب نے اس شہر کو ان کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

عدن ابین مشہور مقامات میں سے سحر کی سمت میں ہے۔

زعزاع ابن ایوب کی وادیوں میں ایک رہائش کا مقام ہے بنی مسعود بن مکرم کے قبضہ میں تھا جو کہ بنی زریع کے مد مقابل تھے

جوہ ملوک زریعین نے عدن کے قریب آباد کیا تھا۔ بنو ایوب نے اسے اپنی قیام گاہ بنایا تھا۔ پھر یہاں سے تعز کی طرف چلے گئے۔

قلعہ ذی جبلہ

قلعہ ذی جبلہ ان قلعوں میں سے تھا جہاں پر کہ جعفر تبدیل آب و ہوا کی غرض سے مختلف موسموں میں جایا کرتا تھا اسے عبداللہ صلیحی برادر داعی نے ۴۵۸ھ میں آباد و تعمیر کرایا تھا اور اس کا بیٹا مکرم قلعہ صنعاء سے اسی قلعہ میں آ کر اقامت گزیں ہوا تھا اور سیدہ

بنت احمد سے جو کہ اس قلعہ پر قابض تھی عقد کر لیا تھا۔ یہ وہی عورت ہے جو ۵۸۰ھ میں اس قلعہ پر حکمراں ہوئی تھی۔ الغرض مکرم نے مرتے وقت عنان حکومت اور دعوت سبا بن احمد بن مظفر صلیحی کے سپرد کی یہ اس وقت اشیح کے جیل میں قید تھا۔ سیدہ نے جنب کے گرد و نواح میں سر اٹھایا اتنے میں ابن نجیب الدولہ داعی مصر سے آپہونچا۔ اور شہر جند میں فروکش ہو گیا۔ ہمدان کو ملا کر اپنی قوت بڑھائی۔ سیدہ نے اس سے جنب اور خولان میں معرکہ کارزار گرم کیا اور ابن نجیب براہ دریا کشتی پر سوار ہو کر بھاگا اور ڈوب کر مر گیا۔ سیدہ کے امور سلطنت کا انتظام اس کے شوہر مکرم کے مرنے کے بعد مفضل بن ابی البرکات کرتا تھا اور یہی اس پر غالب ہو گیا تھا۔

تعکر

تعکر بھی ان مقامات میں سے ہے جہاں کہ جعفر تبدیل آب و ہوا کی غرض سے جاتا تھا یہ بھی صلیحی کے مقبوضات میں داخل تھا پھر ان کے بعد سیدہ کے قبضہ میں چلا گیا اس کے بعد مفضل بن ابی البرکات نے سیدہ سے درخواست کر کے لے لیا اور وہیں جا کر سکونت اختیار کر لی۔ کچھ عرصہ بعد زبید کی طرف گیا اور بنی نجاح کا وہاں پر محاصرہ کر لیا اس محاصرہ و جنگ کی وجہ سے مفضل زیادہ دن تک تعکر سے غیر حاضر رہا اس وجہ سے تعکر میں فقہاء نے بغاوت کر دی اور اس کے نائب کو قتل کر کے انھی میں سے ابراہیم ابن زیدان کی امارت کی بیعت کر لی۔ ابراہیم بن زیدان عمارہ شاعر کا چچا تھا۔ مفضل اس سے مطلع ہو کر واپس ہوا اور ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا۔ جیسا کہ اس واقعہ کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

قلعہ خدو

قلعہ خدو عبداللہ بن یعلی صلیحی کے قبضہ میں تھا۔ یہ بھی جعفر کی تبدیل آب و ہوا کے مقامات میں سے تھا۔ مفضل نے خولان سے حصون[1] مخلاف میں بنی بجر، بنی بینہ، رواح اور شعیب کے ایک گروہ کو لے جا کر ٹھہرا دیا تھا۔ جب مفضل مر گیا اور اس کی نگرانی و حفاظت میں سیدہ تھی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں تو مسلم بن ذر نے خولان سے قلعہ خدو پر فوج کشی کی اور بزور تیغ عبداللہ بن یعلی صلیحی کے قبضہ سے نکال لیا۔ عبداللہ بحال پریشاں قلعہ مصدود بھاگ گیا قلعہ مصدود کو سیدہ نے مفضل کے لئے پہلے سے آراستہ کر رکھا تھا اور شہر جند اور یمن سے اپنے اراکین دولت کو قلعہ مذکور میں طلب کر لیا تھا۔

قلعۂ مصدود

قلعہ مصدود بھی ان قلعوں میں سے تھا جہاں پر کہ جعفر تبدیل آب و ہوا کی غرض سے جاتا تھا جن قلعوں میں جعفر بغرض تبدیل آب ہوا جاتا تھا وہ پانچ تھے ان میں سے ذو جبلہ تعکر اور قلعہ خدو تھے۔ جس وقت مسلم بن ذر نے قلعہ خدو کو عبداللہ بن یعلی صلیحی سے چھین لیا اور عبداللہ بحال پریشاں قلعہ مصدود میں جا کر پناہ گزیں ہوا اس وقت انھی میں سے ذکریا بن شکیر بحری نے اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ بنو صلیحی کے پہلے یمن میں بنو کردی حمیری کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا بنو صلیحی نے انھی کے قبضہ سے اس ملک کو نکالا تھا انھی قلعوں میں ان لوگوں کی تبدیلی آب و ہوا کے مقامات تھے معافر اور

---

[1] حصون جمع ہے حصن کی۔ قلعہ کو کہتے ہیں۔ مخلاف ان مقامات کو کہتے ہیں جہاں پر امراء و سلاطین موسم گرما یا سرما میں بغرض تبدیل آب و ہوا جایا کرتے ہیں۔

لشکر کی تبدیلی ہوا کا مقام قلعہ سمندان تھا پھر یہ قلعے منصور بن منفضل بن ابی البرکات کے مطیع ہو گئے۔ جو بنی زریح سے بذریعہ تیغ حاصل کئے گئے تھے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

صنعا

صنعا ملوک تبابعہ کا اسلام سے پیشتر دارالسلطنت تھا۔ یمن میں سب سے پہلے اسی شہر کی تعمیر کا بنیادی پتھر رکھا گیا۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ اسے عاد نے آباد کیا تھا ان کی زبان میں اوال من الاولیہ کے لقب سے یہ شہر مشہور کیا جاتا ہے اور قصر غمدان اسی شہر کے قریب ان سات مکانات میں سے ہے جنہیں ضحاک نے زہرہ (ستارہ) کے نام پر بنوایا تھا ایک عالم اس مکان کے حج کو آتا تھا۔ عثمان نے اسے منہدم اور مسمار کیا تھا۔ یمن کے شہروں میں اسے خاص قسم کی شہرت اور عزت حاصل تھی اور یہ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے آب و ہوا کے لحاظ سے معتدل ہے اول ماۃ رابعہ میں تبابعہ سے بنو یعفر یہاں پر حکمرانی کر رہے تھے ان کا دارالحکومت کہلان میں تھا۔ کہلان کو تمدن کے لحاظ سے کوئی خاص شہرت اور عزت حاصل نہیں ہوئی حتیٰ کہ صلیحی آ کر آباد ہوئے۔ پھر زیدیہ نے ان کے قبضہ سے اس کو نکال لیا۔ پھر بنی صلیحی کے بعد سلیمانیوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔

قلعہ کہلان

قلعہ کہلان مضافات صنعاء میں سے بنو یعفر تبابعہ کے قبضہ میں تھا ابراہیم نے اسے صنعاء کے قریب تعمیر کرایا تھا۔ صعدہ اور نجران بھی انہی کے زیر حکومت تھا مگر بنو یعفر نے اسی قلعہ کہلان کو اپنا مرکز اور جائے پناہ بنا رکھا تھا۔ بیہقی نے لکھا ہے کہ قلعہ کہلان کا سردار اسعد بن یعفر زمانہ ابوالجیش میں بنی رسی اور بنی زیاد سے معرکہ آرا ہوا تھا۔

قلعہ حمدان

قلعہ حمدان مضافات صنعاء میں سے تھا۔ اس میں بنی کردی حمیری کا خزانہ رہتا تھا حتیٰ کہ بنی صلیحی نے اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر مکرم نے ان کے بعض قلعے انہیں واپس کر دیئے۔ یہاں تک کہ ان کی حکومت علی بن مہدی کے ہاتھوں منقطع اور ختم ہو گئی ان لوگوں کی تبدیل آب و ہوا کے مقامات میں سے شہر ذی جبلہ معقل اور تعکر تھا اور یہ لشکریوں کے تبدیلی آب و ہوا کے مقامات تھے بادشاہ کا ایوان حکومت ہمدان میں تھا اور دملوہ سے زیادہ مضبوط قلعہ تھا۔

قلعہ منہاب

منہاب ایک قلعہ صنعا کے قلعوں میں سے جبال میں واقع ہے جس پر بنو نمیلیح نے قبضہ کیا تھا ان میں سے فضل بن علی بن راضی بن داعی محمد بن سبا بن زریح نامور حکمراں گزرا ہے صاحب الجزیرۃ بالسلطان اس کا لقب تھا قلعہ منہاب اس کے مقبوضات میں سے تھا اور ۵۸۶ھ تک بقید حیات تھا اس کے بعد اس کا بھائی اغرابو علی حکمراں ہوا۔

جبل الذبحرہ

جبل الذبحرہ صنعا کے قریب ایک مقام کا نام ہے۔ جسے جعفر مولی بنی زیاد سلطان یمن نے آباد کیا تھا۔ یہ بھی جعفر کی تبدیلی ہوا کا مقام تھا۔ اسی مناسبت سے اس کی جانب منسوب ہوا۔

عدن لاعہ

عدن لاعہ یمن کا پہلا مقام ہے جہاں پر کہ سب سے پہلے دعوت شیعہ کا اظہار ہوا تھا یہ مقام ذبجر کی جانب واقع ہے

یہیں سے محمد بن مفضل داعی کا ظہور ہوا۔ اسی شہر سے ابو عبداللہ شیعی صاحب دعوت شیعہ مغرب کی طرف روانہ ہوا تھا یہیں پر علی صلیحی نے زمانہ طفلی میں تعلیم پائی تھی محمد بن مفضل عہد حکومت ابوالجیش بن زیاد اور اسعد بن یعفر میں یہاں کا داعی تھا۔

بیجان کو عمارہ نے مخالیف جبلیہ میں ذکر کیا ہے نستوان بن سعید قحطانی نے اس پر حکمرانی کی تھی۔

قلعہ تعمر

تعمران پہاڑی قلعوں میں سے ایک مستحکم قلعہ ہے جو کہ بالائے تہامہ واقع ہیں یہ قلعہ ہمیشہ ملوک اور سلاطین کے محفوظ قلعہ ہونے کی عزت رکھتا تھا۔ یہ ان دنوں بنی رسول کا دارالحکومت ہے اور بڑے شہروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس میں ملوک یمن سے منصور بن مفضل ابی البرکات اور بنو مظفر نامور حکمراں گذرے ہیں اس قلعہ پر اور دوسرے قلعوں پر اس کا بیٹا منصور وراثتاً قابض ہوا پھر اس نے اسے اور دیگر قلعوں کو یکے بعد دیگرے داعی بن مظفر اور داعی زریعی کے ہاتھ فروخت کرنا شروع کیا حتیٰ کہ اس کے قبضہ میں صرف قلعہ تعمر رہ گیا اسے ابن مہدی نے اس سے چھین لیا۔

قلعہ معقل اشیخ

معقل اشیخ پہاڑی قلعوں میں سے ایک مشہور اور مضبوط ترین قلعہ ہے۔ اسی قلعہ میں بنی مظفر صلیحی کا خزانہ رہتا تھا۔ زمانہ حکومت مکرم والی ذی جبلہ سے جو کہ ان کا ابن عم تھا اس قلعہ پر ان کا قبضہ ہوا تھا اور مستنصر نے دعوت خلافت علویہ کا اسے منتظم مقرر کیا تھا سنہ ۴۸۶ھ میں اس نے وفات پائی اس کا بیٹا علی معقل اشیخ پر غالب ہوگیا مفضل کو اس کی سرکشی نے مجبور اور لاچار کر دیا تب مفضل نے بحیلہ ومکر اس کے قتل کی فکر کی چنانچہ زہر دے کر اسے مار ڈالا اس وقت بنی مظفر کے مقبوضہ قلعوں پر بنی ابو البرکات کا قبضہ ہوگیا اس کے بعد مفضل بھی مرگیا اس کا بیٹا منصور حکمراں ہوا چند دن بعد اسے اس کے باپ کے مقبوضات پر کامل طور سے استقلال و استحکام حاصل گیا اس وقت اس نے تمام قلعوں کو فروخت کرنا شروع کر دیا۔ ذی جبلہ کو داعی زریعی والی عدن کے ہاتھ ایک لاکھ دینار کے عوض فروخت کیا قلعہ ضیر کو بھی اس کے ہاتھ فروخت کیا۔ فروخت کرنے سے قبل اس نے اپنی بیوی سے اس قلعہ کے فروخت نہ کرنے کی طلاق کی قسم کھائی تھی۔ لیکن پھر اس قلعہ کو اپنے پاس نہ رکھ سکا اس وجہ سے اسے اپنی بیوی کو طلاق دینا پڑا۔ زریعی نے طلاق کے بعد اس سے عقد کر لیا۔ اس نے بڑی عمر پائی۔ بیس برس کی عمر میں حکمراں ہوا اور اسی برس تک حکمرانی کرتا رہا اس قلعہ کو علی بن مہدی نے اس سے چھین لیا۔

صوبہ صعدہ

صعدہ کی مملکت صنعاء کی مملکت سے ملی ہوئی ہے اور وہ اس کے شرق میں واقع ہے اس مملکت میں تین صوبے ہیں صوبہ صعدا۔ جبل قطابہ اور قلعہ تلا۔ ان کے علاوہ اور بھی قلعے ہیں جو کہ بنی رسی کے نام سے معروف ہیں ان کے حالات اوپر بیان کئے گئے حسن تلاہی میں موطی کا ظہور ہوا تھا جس نے قبضہ کے بعد بنو سلیمان زیدیہ کی امامت کا بنی رضا کے لئے پھر اعادہ کیا اور جبل قطابہ میں جاکر پناہ گزین ہوا اس کے بعد سنہ ۶۴۵ھ میں ان لوگوں نے احمد موطی کے ہاتھ پر بیعت کی یہ شخص فقیہ اور عابد تھا نورالدین بن رسول نے اسی قلعہ میں اس کا محاصرہ کیا تھا پھر ابن رسول سنہ ۶۲۵ھ میں انتقال کر گیا اور اس کا بیٹا مظفر قلعہ ذمولا کے محاصرہ میں مشغول ہوگیا۔ اس سے موطی کو موقع مل گیا اس قلعہ پر اور شہر یمن کے اور دوسرے قلعوں پر قابض ہوگیا۔ پھر فوجیں آراستہ کر کے صعدہ پر

فوج کشی کردی سلیمانیوں نے اطاعت قبول کی اس وقت ان کا امام اور سردار احمد متوکل تھا جیسا کہ اخبار بنی رسی میں تحریر کیا گیا باقی رہا جبل قطابہ وہ ایک بلند قلعہ ہے جو کہ صعدہ کے قریب واقع ہے۔

حران کا علاقہ

حران بلاد ہمدان کا ایک حصہ ہے۔ اور حران ہمدان قبیلے کی ایک شاخ ہے جن میں سے صلیحی تھا اور قلعہ مسار وہی ہے جہاں کہ صلیحی کا ظہور ہوا تھا اور ملک حران میں شمار کیا جاتا ہے۔ بیہقی کہتا ہے کہ ان کا مسکن جبال کے شرقی جانب یمن ہے اور یہ لوگ شروع زمانہ اسلام میں متفرق اور منتشر ہو گئے۔ سوائے یمن کے اور کہیں ان کا کوئی قبیلہ اور فرقہ باقی نہ رہا۔ ان کا یمن کے بڑے قبیلوں میں شمار تھا انھی لوگوں کی پشت پناہی سے مولی کا دم خم تھا ان لوگوں نے تقریباً تمام پہاڑی قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس میں ان لوگوں میں سے بکیل اور حاشد ملک کے جدا جدا حصوں پر قابض ہیں بکیل اور حاشد دونوں جشم ابن حیوان بن وثوق بن ہمدان کے بیٹے ہیں ابن حزم نے لکھا ہے کہ بکیل اور حاشد ہی سے ہمدان کے قبائل جاری ہوئے انتہیٰ اور ہمدان سے بنو زریع پیدا ہوئے جو کہ عدن اور جوہ کی سلطنت اور حکومت کے مالک ہوئے انھی میں سے بنو یام ہیں جو ہمدان کے قبائل میں داخل ہیں انتہیٰ پھر ہمدان سے بنو زریع کی سات شاخیں نکلیں اور یہ سب اس وقت اپنے ملک میں انتہائی درجے کے شیعہ میں ہیں اور ان لوگوں سے میں سے اکثر زیدیہ مذہب رکھتے ہیں۔

بلاد خولان

بلاد خولان کی نسبت بیہقی نے کہا ہے کہ یہ جبال یمن کے شرق میں بلاد ہمدان کے متصل واقع ہیں اور یہ وہی جذ اور تعکر وغیرہ قلعے ہیں۔ خولان ہمدان کے ساتھ یمن کے قبیلوں میں سب سے بڑے تھے ان کی بہت سی شاخیں ہیں جو کہ تمام بلاد اسلام میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر پھیل گئی ہیں اور ان میں سے کوئی شخص علاوہ یمن کے باقی نہ رہا۔

مخلاف بن اصبح

مخلاف بن اصبح وادی سحول اور ذو اصبح کو کہتے ہیں مورخین اسے اصبح کی جانب منسوب کرتے ہیں اس کا ذکر حمیر تبابعہ کے انساب میں تحریر کیا گیا اور مخلاف یحصب مخلاف بنی اصبح کے جوار میں واقع ہے۔

مخلاف بنی وائل

مخلاف بنی وائل کا شہر طویل مسافت پر واقع ہے اس کا حکمراں اسد بن وائل تھا اور بنو وائل ذی الکلاع کی ایک شاخ ہے اور ذو الکلاع کا تعلق سبا سے ہے ان لوگوں نے اس بلاد پر حسن بن سلامہ کے مرنے کے بعد قبضہ کر لیا تھا حتیٰ کہ پھر ان لوگوں نے شاہی حکومت کی اطاعت قبول کی۔ پھر انہوں نے مخلاف سہام پر شہر کدار اور وادی دوال پر شہر معتل کی تعمیر کرائی ۳۰۴ھ میں اس نے وفات پائی۔

بلاد کندہ

بلاد کندہ جبال یمن میں حضر موت اور جبال الرمل کے متصل واقع ہیں۔ اس میں ان کے بادشاہ تھے ان کا دارالسلطنت دمون میں تھا امراء القیس نے اس کا تذکرہ اپنے شعر میں کیا ہے

بلاد مذحج

بلاد مذحج میں عنس، زبید اور مراد جو کہ مذحج سے ہیں رہتے ہیں اور عنس کا ایک گروہ افریقہ میں وہاں کے بادیہ نشینوں اور خانہ بدوشوں کے ساتھ رہتا ہے اور حجاز میں زبید سے بنو حرب مکہ اور مدینہ کے درمیان رہتے ہیں اور بنو زبید کے جو لوگ شام اور جزیرہ میں ہیں وہ لوگ قبیلہ طے سے ہیں ان لوگوں سے ان کا نسباً کوئی تعلق نہیں ہے۔

بلاد بنو نہد

بلاد بنی نہد سروات اور تبالہ کے وسط میں واقع ہے اور سروات تہامہ و جبال اور نجد یمن اور حجاز کے درمیان ہے۔ اور بنو نہد قضاعہ سے ہیں انہوں نے یمن میں خثعم کے جوار میں سکونت اختیار کی تھی یہ لوگ وحشیوں اور چوپاؤں کی طرح ہیں عوام الناس انہیں سرو کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ ان لوگوں کا اکثر حصہ جبلہ اور خثعم کی آمیزش سے پیدا ہوا ہے۔ انھی کے بلاد سے تبالہ بھی ہے جہاں پر نہیر وائل کی ایک قوم رہتی ہے وہاں پر ان کا بڑا رعب و داب ہے۔ یہ وہی شہر ہے جس کا والی حجاج مقرر ہوا تھا پھر اس نے اس کی حکومت کو حقیر تصور کر کے چھوڑ دیا تھا۔

بلاد مضافہ یمن

اس کا اول یمامہ ہے۔ بیہقی نے کہا ہے کہ وہ ایک شہر ہے جو کہ کسی دوسرے شہر سے تعلق نہیں رکھتا اور تحقیق یہ ہے کہ یمامہ سرزمین حجاز میں داخل ہے جیسا کہ نجران یمن کے مضافات میں سے ہے ابن حوقل نے ایسا ہی کہا ہے۔ مملکت کے لحاظ سے یمامہ نجران سے پست درجہ پر ہے اس کی سرزمین چونکہ حجاز اور بحرین کے درمیان واقع ہے عروض کہتے ہیں اس کے مشرقی جانب بحرین ہے اور جانب مغرب اطراف یمن اور حجاز اور جنوب میں نجران اور شمال کی طرف نجد حجاز ہے۔ اس کے اطراف میں بیس منزلیں ہیں اور وہ مکہ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے اس دارالحکومت حجر (بالفتح) تھا۔

پہلے شہر یمامہ کو ملوک بنو حنیفہ کے مرکز حکومت ہونے کا اعزاز حاصل تھا اس کے بعد بنو حنیفہ نے حجر کو یہ عزت دی۔ دونوں میں ایک شبانہ روز کی مسافت کا فاصلہ ہے یمامہ کے باہر بنو یربوع تمیمی اور بنی اجل کے قبائل آباد ہیں۔ بکری نے کہا کہ اس کا نام جو ہے اور زرقاء کے نام سے یمامہ موسوم ہوا تبع آخر نے اسے اس نام سے موسوم کیا تھا اور یہ مع مکہ معظمہ کے اقلیم ثانی میں ہے اور ان دونوں کا خط استوار سے[1] بعد ...... اس کی منزلوں میں سے ایک منزل توضیح قرقرا ہے۔

طبری نے لکھا ہے کہ رمل عالج یمامہ میں داخل ہے اور شہر سرزمین وبار سے ہے۔ یمامہ اور طائف پر بنی مزان بن یعفر اور سکسک کا قبضہ تھا پہلے طسم اور جدیس نے انھیں ان شہروں میں مغلوب کر لیا تھا پھر بنو مزان پر غالب ہو گئے تھے اور یمامہ طسم اور جدیس کے مالک بن بیٹھے اور آخر ملوک بنی[2] .... پھر جدیس کو غلبہ و استیلا حاصل ہوا انھی میں سے یمامہ ہے جن کے نام سے جو شہر موسوم ہوا ان کے حالات معروف و مشہور ہیں اس کے بعد یمامہ پر طسم و جدیس کے بعد بنو حنیفہ کو قبضہ حاصل ہوا انھی میں سے ہوذہ بن علی بادشاہ یمامہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ہوذہ بن علی بادشاہ یمامہ عہد نبوت میں تھا گرفتار ہو کر آیا تھا اور دائرۂ اسلام میں داخل ہوا تھا، ردت (مرتد ہونے) کے زمانہ میں اسلام پر ثابت قدم رہا تھا انھی میں سے مسیلمہ تھا اس کے حالات و واقعات معروف و مشہور ہیں ابن سعید نے روایت کی ہے" میں نے عرب بحرین اور بعض مذحج سے دریافت کیا تھا کہ ان دنوں یمامہ کس کے قبضہ میں ہے انھوں نے جواب دیا عرب قیس غیلان کے قبضہ میں ہے بنو خلیفہ کا وہاں پر کوئی شخص باقی نہیں ہے۔

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے	[2] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

بلاد حضرموت

کی نسبت ابن حوقل نے لکھا ہے کہ یہ عدن کے شرق میں دریا کے قریب واقع ہے اس کا شہر چھوٹا ہے مگر اس کا صوبہ وسیع و عریض ہے۔ اس کے اور عمان کے درمیان میں دوسری جانب سے بہت بڑا ریگستان ہے جو احقاف کے نام سے معروف ہے یہ قوم ہود کے رہنے کا مقام تھا۔ یہاں پر ہود علیہ السلام کی قبر ہے۔

کوہ بشام

اس کے وسط میں کوہ بشام ہے اور یہ ملک اقلیم اول میں ہے اس کے بعد خط استواء سے بارہ درجہ پر ہے۔ اس کا شمار ملک یمن میں ہے ملک میں سرسبزی، شادابی، نخلستان اور اشجار اور کھیتیاں ہیں۔ اکثر اہالیان حضرموت علیؓ و فاطمہؓ کے احکام کے پابند ہیں اور بعض لوگ علی سے حکم مقرر کرنے کی وجہ سے بغض رکھتے ہیں اس وقت وہاں کے بڑے شہروں میں سے قلعہ بشام ہے جہاں پر کہ بادشاہ کے سپہ سواروں کا قیام رہتا ہے قوم عاد کے قبضہ میں اس ملک کے علاوہ شحر اور عمان بھی تھا پھر ان پر بنو یعرب بن قحطان غالب ہوگئے۔ کہا جاتا ہے کہ جس نے عاد کو جزیرۃ العرب کا پتہ بتایا تھا وہ رقیم بن ارم تھا یہ شخص بنو ہود کے ساتھ یہاں آیا تھا پھر لوٹ کر عاد کے پاس گیا اور اسے اس کی رہنمائی کی اور اس کے ٹروس میں جانے کی ترغیب دی پس جب عاد اس ملک میں داخل ہوا تو جو لوگ یہاں پر تھے ان پر غالب ہوگیا پھر ان پر ان کے بعد بنو یعرب میں قحطان غالب ہوگئے اور تمام بلاد کے حاکم بن بیٹھے اس کا بیٹا حضرموت ان بلاد پر حکمرانی کرنے لگا۔

قلعہ عمان

چنانچہ شحر ممالک جزیرہ عرب میں سے اسی کے نام سے حجاز اور یمن کی طرح موسوم ہوا۔ پہلے یہ حضرموت اور عمان کا قلعہ تھا اور شحر جسے کہتے ہیں وہ اس کا ایک قصبہ تھا جس میں نہ تو کاشتکاری ہوتی تھی اور نہ کوئی نخلستان تھا۔ یہاں کے رہنے والوں کا مال و متاع اونٹ اور بکریوں پر منحصر تھا، عام خوراک ان کی گوشت اور دودھ تھی اور چھوٹی مچھلیاں بھی ان کی خوراک میں داخل تھیں۔ مویشیوں کا چرانا اور ان کے دودھ اور اون سے اپنی گذر اوقات کرنا ان کا کام تھا۔ ان بلاد کو بلاد مہرہ بھی کہا کرتے ہیں یہاں پر ابل مہریہ (اونٹ مہریہ) پیدا ہوتے ہیں۔ اور کبھی شحر کو امان کے مضافات سے شمار کرتے ہیں حالانکہ وہ حضرموت سے متصل ہے کہا گیا ہے کہ اس کے متعلقات میں سے ہے ان شہروں میں لوبان بکثرت پیدا ہوتا ہے اور اس کے ساحل پر عنبر شحری اور یہ شرق کی جانب سے اس سے متصل ہے اور اس کے غرب میں ساحل بحر ہند ہے جس پر عدن واقع ہے اور اس کے مشرقی جانب بلاد عمان اور جنوب میں بحر ہند مستطیلاً چلا گیا ہے اور شمال میں حضرموت ہے گویا یہ اس کا ساحل ہے یہ دونوں ایک ہی بادشاہ کے قبضہ میں رہا کرتے ہیں اور وہ اقلیم اوّل میں ہے۔ حضرموت سے حرارت یہاں زیادہ ہے زمانۂ قدیم میں عاد کی حکومت یہاں تھی عاد کے بعد مہرہ نے جو کہ حضرموت یا قضاعہ سے تھے سکونت اختیار کی اور وہ لوگ وحشیوں اور چوپاؤں کی طرح ریگستان میں رہتے ہیں مذہباً خارجی ہیں اباضیہ کے عقائد کے پابند ہیں۔

بلاد شحر

سب سے پہلے قحطانیہ میں سے جس نے شحر میں سکونت اختیار کی وہ مالک بن حمیر تھا جو اپنے بھائی سے باغی ہوگیا تھا۔ مالک بن حمیر قعر عملان کا حکمراں تھا اپنے بھائی سے مدتوں لڑتا رہا بالآخر مالک مرگیا اس کے بعد اس کا بیٹا قضاعہ بن مالک حکمراں ہوا۔ سکسک ہمیشہ اس سے معرکہ آرا ہوتے رہے یہاں تک کہ انھوں نے اسے دبا لیا قضاعہ نے مجبوراً بلاد مہرہ کی حکومت پر اکتفا کیا اس کے بعد اس کا بیٹا الحاب پھر مالک بن الحاف

یکے بعد دیگرے حکمراں ہوئے یہ بلاد مہرہ سے عمان چلا آیا یہاں پر ان کی بہت بڑی حکومت تھی۔ بیہقی نے کہا ہے کہ مہرہ بن حیدان بن الحاف بلاد قفنانہ کا مالک ہوا تھا اس سے اور اس کے چچا مالک بن الحاف والی عمان سے لڑائیاں ہوئیں بالآخر یہ ان پر غالب آیا۔ اس وقت ان کے بلاد کے سوا اور کسی مقام پر ان کا نام لیوا باقی نہیں رہا۔

مرباط اور صقان

بلاد شحر میں شہر مرباط اور صقان مشہور شہروں میں سے ہیں۔ صقان ملوک تبابعہ کا دارالحکومت تھا اور مرباط ساحل شحر پر واقع ہے مگر یہ دونوں شہر ویران و خراب ہو گئے۔ احمد بن محمد بن محمود حمیری ملقب بہ ناخودہ بہت بڑا تاجر اور بے حد مالدار شخص تھا اسباب تجارت لے کر والی مرباط کے پاس جایا کرتا تھا رفتہ رفتہ ترقی کر کے عہدہ وزارت تک پہونچ گیا پھر جب یہ مرگیا تو احمد ناخودہ اس کے مال و متاع کا مالک ہوا اس نے اس شہر کو ویران کر دیا اور اس کے بعد ۶۱۹ھ میں صقان کو اجاڑ ڈالا۔ اور ساحل پر ایک شہر ضنفار (بضم ضاد) آباد کیا اور اسے اپنے نام کی مناسبت سے احمدیہ کے نام سے موسوم کیا اور قدیم شہر کو ویران و خراب کر دیا کیونکہ وہ اس کی طبیعت کے موافق نہ تھا۔

نجران

نجران کی نسبت صاحب کمائم نے تحریر کیا ہے کہ یہ ایک خطہ سرزمین یمن سے جدا اور علیحدہ ہے مگر اور لوگوں کا بیان یہ ہے کہ یہ خطہ سرزمین یمن میں داخل ہے۔ بیہقی نے لکھا ہے کہ اس کی مسافت بیس منزل کی ہے شرق و شمال میں صنعا ہے اور دو طرف سے اسے حجاز گھیرے ہوئے ہے اس میں دو شہر آباد ہیں ایک نجران دوسرا جرش۔ یہ دونوں شہر ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں دونوں شہر کے باشندے عادتاً اور رواجاً باہم مشابہ ہیں۔ یہاں کے رہنے والے جنگلیوں کی طرح ہیں۔ اسی میں نجران کا کعبہ تھا جو کعبہ یمن کی ہیئت پر تعمیر کیا گیا تھا عرب کا ایک گروہ اس کا حج کرنے کے لئے آتا تھا اور قربانیاں کرتا تھا۔ اسے وہ لوگ دیر کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ اسی میں قس بن ساعدہ عبادت کیا کرتا تھا

اسی ملک میں جرہم عرب قحطانیہ کا ایک گروہ آکر مقیم ہوا تھا ان پر حمیر غالب ہو گیا اور یہ سب تبابعہ کے گورنر اور ماتحت حکمراں ہو گئے۔ ان کا ہر بادشاہ افعی کے لقب سے ملقب ہوتا تھا انھی میں سے افعی نجران تھا اس کا نام فلمس بن عمرو بن ہمدان بن مالک بن شہاب بن زید بن وائل بن حمیر تھا۔ یہ شخص کاہن تھا یہ وہی شخص ہے جو اولاد نزار کا جب کہ وہ اس کے پاس لڑتے جھگڑتے آئے تھے حکم ہوا تھا۔ یہ ملکہ بلقیس کی طرف سے نجران کا والی تھا ملکہ بلقیس نے اسے سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا تھا چنانچہ یہ ایمان لایا اور اس نے اپنی قوم میں یہودیت کو پھیلایا۔ اس نے بہت بڑی عمر پائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بحرین اور مسلل دونوں اس کے قبضہ میں تھے۔ بیہقی نے کہا ہے کہ پھر نجران میں بنو مذحج نے قیام اختیار کیا اور اس پر غالب ہو گئے۔ انھی میں سے حرث بن کعب ہیں اور مورخین کا بیان ہے کہ جس وقت یمامہ سیل عرم سے ویران اور خراب ہو گیا تو یہاں کے رہنے والے نجران کی جانب چلے گئے مذحج سے اور ان سے لڑائیاں ہوئیں جس کی وجہ سے وہ لوگ منتشر ہو گئے۔

ابن حزم نے لکھا ہے کہ حرث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن ازد نے بطیح و آشتی مذحج کے

جوار میں سکونت اختیار کی تھی۔ کچھ عرصہ بعد ان لوگوں نے مذحج کو دبا لیا اور اس ملک کی عنان حکومت ان کے قبضہ میں چلی گئی۔ نجران میں عیسائیت فیمون کے ذریعہ داخل ہوئی تھی ان کے حالات کتب سیر میں مذکور اور معروف ہیں رفتہ رفتہ بنی حرث کی ریاست و حکومت بنی ریان تک پہونچ گئی پھر بنی عبدالمدان حکومت و سلطنت کے مالک بن بیٹھے۔ انہی میں سے یزید زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا۔ خالد بن ولید کے ہاتھ پر ایمان لایا تھا اور اپنی قوم کے ساتھ بطور وفد رسالت مآب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس کا ابن عبدالمومن نے ذکر نہیں کیا یہ اس کی بھول ہے۔ اس کے بھائی کا بیٹا زیاد بن عبدالرحمن بن عبدالمدان سفاح کا ماموں نجران اور یمامہ کا گورنر تھا اس نے دو بیٹے محمد اور یحییٰ چھوڑے تھے۔ اتنے میں چوتھی صدی شروع ہوگئی۔ اور عنان حکومت بنی ابوالجود بن عبدالمدان کے قبضہ اقتدار میں چلی گئی اور وہی یہاں کے حکمران ہیں۔ ان میں اور فاطمین میں لڑائیاں ہوئی تھیں کبھی یہ انہیں مغلوب کر دیا کرتے تھے۔ ان کا سب سے پچھلا حکمران عبدالقیس تھا جس کے ہاتھ سے علی بن مہدی نے نجران کو حاصل کیا ہے۔ عمارہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کی تعریف کی ہے۔ واللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

باب ۴۸

امارت موصل

دولت بنو حمدان

بنو تغلب بنو تغلب بن وائل قبیلہ ربیعہ بن نزار کا ایک بہت بڑا بطن تھا۔ کثرت و تعداد کے لحاظ سے انھیں اوروں پر فوقیت تھی۔ جزیرہ دیار ربیعہ میں ان کا وطن تھا۔ زمانہ جاہلیت میں یہ مذہب نصرانیت کے پابند تھے۔ قیصر کے ساتھ ان کے تعلقات تھے۔ غسان اور ہرقل کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے زمانہ فتوحات میں لڑے تھے پھر ہرقل کے ساتھ بلاد روم کی طرف کوچ کر کے چلے گئے تھے۔ چند روز بعد پھر اپنے بلاد کی طرف واپس آ گئے تھے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان پر جزیہ قائم کیا تھا۔ ان لوگوں نے گذارش کی تھی" اے امیرالمومنین ہم لوگوں کو جزیہ کے نام سے عرب میں ذلیل نہ فرمائیے بلکہ اسے دو چند کر کے صدقہ کے نام سے موسوم فرما دیجئے" چنانچہ آپ نے یہ درخواست منظور فرمالی۔ ان دنوں ان کا سپہ سالار حنظلہ بن قیس بن ہریرہ بنو مالک بن بکر بن حبیب بن عمر بن غنم بن تغلب سے تھا۔ ان کے گروہ سے عمرو بن بسطام، حکومت بنی امیہ کے زمانہ میں والی سندھ تھا۔ پھر ان میں سے اس کے بعد زمانہ اسلام میں تین خاندان سربرآوردہ ہوئے۔ آل عمر بن الخطاب عدوی، آل ہارون معمر، آل حمدان بن حمدون بن حارث بن لقمان بن اسد، ابن حزم نے کتاب الجمہرہ میں ان تینوں خاندانوں کو بطون بنو تغلب میں ذکر نہیں کیا اسی کتاب کے اسی مقام کے حاشیہ پر میں نے ان تینوں خاندانوں کو لکھا ہوا پایا ہے۔ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون کتاب میں الحاق کیا گیا ہے۔

بنی حمدان اس نے بنی حمدان کے ذکر میں لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ لوگ بنو اسد کے موالی (غلام) میں تھے پھر آخر حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ بخط مصنف یعنی ابن حزم لکھا ہے اور جب جزیرہ میں مذہب خارجیت ابن مروان بن حکم کے زمانہ حکومت میں پھیلا تو ان کی جماعت تتر بتر ہو گئی اور اس دعوت کا نام و نشان محو کر دیا گیا۔ اس کے تھوڑے دن بعد جزیرہ میں پھر اس دعوت کا اثر ظاہر ہوا چنانچہ قتل متوکل کے بعد جو فتنوں کا زمانہ تھا مساور بن عبداللہ بن مساور بجلی نے سرات سے خروج کیا اور اکثر صوبجات موصل پر قبضہ کر لیا۔ اور حدیثہ کو اپنا دار ہجرت بنایا ان دنوں موصل کی حکومت پر عقبہ بن محمد بن جعفر بن اشعث خزاعی تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس کے دادا محمد کو خلیفہ منصور نے افریقہ کی گورنری عنایت کی تھی اس

کے خلاف مساور نے خروج کیا تھا۔

حمدون بن حرث

اس کے بعد موصل پر ایوب بن احمد بن عمرؒ بن الخطاب تغلبی ۲۵۴ھ میں مامور کیا گیا اس نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے حسن کو بطور اپنے نائب کے اس صوبہ پر مقرر کیا کیا اس نے اپنی قومی فوج کو مرتب کر کے مساور پر چڑھائی کر دی انھی میں حمدون بن حرث بھی تھا ان لوگوں نے کمال مردانگی سے خوارج کو شکست دی اور ان کی جمعیت کو منتشر کر دیا۔ اس کے بعد خلافت مہتدی کے عہد میں عبداللہ بن سلیمان بن عمران ازدی کو اس صوبہ کی سند حکومت عطا ہوئی۔ خوارج نے اسے بھی نیچا دکھا دیا۔ اور مساور موصل پر قبضہ کر کے حدیثہ کی جانب واپس ہوا۔ پھر اہل موصل نے معتمد کے عہد حکومت ۲۵۹ھ میں بغاوت کی اور اپنے گورنر ابن اساتکین ہیثم بن عبداللہ بن معتمد عدوی تغلبی کو نکال دیا۔

حمدان بن حمدون

تب معتمد نے اس کی جگہ اسحاق بن ایوب کو آل خطاب سے مقرر کیا حمدان بن حمدون اس کے رکاب میں تھا مدتوں یہ اس کا محاصرہ کئے رہا۔ اس کے بعد اسحاق بن کنداجق کا جھگڑا پیش آ گیا اور یہ خلیفہ معتمد سے باغی ہو گیا اس کی مدافعت کی غرض سے علی بن داؤد والی موصل، حمدان بن حمدون اور اسحاق بن ایوب جمع ہوئے مگر اسحاق بن کنداجق نے ان سب کو شکست دے دی۔ سب کے سب متفرق ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اسحاق بن ایوب کا نصیبین تک اور پھر نصیبین سے آمد تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ اسحاق آمد پہونچا۔ عیسیٰ بن شیخ شیبانی اور اسحاق بن ایوب نے موسیٰ بن زرارہ والی اذرن کو امداد کا پیام دیا۔ موسیٰ نے ان دونوں کی امداد سے انکار کیا۔

حمدان کا موصل پر قبضہ

ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے ابن کنداجق کو موصل کی حکومت پر ۲۶۷ھ میں متعین فرمایا۔ اس نے جنگ کرنے کی غرض سے اسحاق بن ایوب، عیسیٰ بن شیخ، ابوالعز بن زرارہ اور حمدان بن حمدون ربیعہ اور تغلب کو یکجا کر کے حملہ کیا ابن کنداجق نے ان سب کو شکست دی سب کے سب نے بھاگ کر آمد میں عیسیٰ بن شیخ کے پاس جا کر پناہ لی۔ ابن کنداجق نے آمد پہونچ کر محاصرہ ڈال دیا مدتوں باہم لڑائیاں ہوتی رہیں۔ انھی واقعات کے اثناء میں جب کہ شاہی لشکر سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی مساور خارجی ۲۶۳ھ میں مر گیا۔ اس کے مرنے پر خوارج نے متفق ہو کر ہارون بن عبداللہ بجلی کو اپنا امیر بنا لیا۔ اس نے خوارج کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا۔ اس کے متبعین کی جماعت بڑھ گئی پھر اسی کے ہمراہیوں میں سے محمد بن خردان نامی ایک شخص نے اس پر حملہ کیا اور موصل میں سب کو نیچا دکھایا۔ حمدان بن حمدون یہ خبر پا کر اس کے پاس امداد حاصل کرنے کی غرض سے گیا۔ اس نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اس کے ہمراہ جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ چنانچہ حمدان کو پھر موصل پر قبضہ دلایا۔ پھر محمد حدیثہ چلا گیا اور اس کے ہمراہی اس سے علیحدہ ہو کر ہارون کے پاس چلے آئے۔ تب ہارون نے محمد کی جانب کوچ کیا اور اس پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ محمد کے مارے جانے کے بعد کراد جلالیہ اور اس کے ہمراہیوں کو جی کھول کر پامال کیا تمام گاؤں اور قصبات پر قبضہ کر لیا۔ اس کے عمال لوگوں سے زکوٰۃ اور عشر وصول کرتے تھے۔

ہارون الساری اور حمدان

اس کے بعد بنو شیبان نے ۲۶۳ھ میں فوجیں آراستہ کر کے ہارون پر فوج کشی کی۔ ہارون نے حمدان سے امداد کی درخواست کی مگر اس کے آنے سے پیشتر میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گیا ان واقعات کے تمام ہوتے ہوتے اسحاق بن کنداجق اور یوسف بن ابی الساج کے جھگڑے پیش آ گئے۔ یوسف بن ابی الساج نے ابن طولون کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا اور جزیرہ و موصل پر قابض ہو گیا پھر جب یہ یہاں سے واپس ہوا۔ تو اسحاق بن کنداجق نے ان صوبوں پر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ہارون بن سیما کو ۲۷۹ھ اس کی سند حکومت عطا کی ان صوبوں کے رہنے والوں نے اس جدید گورنر کو نکال دیا جدید گورنر نے بنو شیبان سے کمک طلب کی چنانچہ بنو شیبان اس کے ساتھ ساتھ کمک کی غرض سے موصل کی جانب آئے اہل جزیرہ و موصل نے یہ خبر پا کر خوارج اور بنو تغلب کو اپنا یار و مددگار بنا لیا۔ پس یہ لوگ بھی ہارون الساری اور حمدان کے ہمراہ لڑنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے دونوں فریقوں نے ایک میدان میں معرکہ آرائی کی کامیابی کا سہرا بنو شیبان کے سر پر باندھا گیا فریق ثانی کو شکست ہوئی اہل موصل نے ہارون بن سیما کے خوف سے دارالخلافت بغداد میں دوسرے گورنر کی تقرری کی درخواست کی اس پر خلیفہ معتمد نے علی بن داؤد ازدی کو موصل کی سند حکومت عطا فرمائی۔

حمدان کی پسپائی و فرار

جب خلیفہ معتضد نے جزیرہ کے اصلاح و انتظام اور بنو شیبان کی اطاعت قبول کر لینے پر ان کے رہن دینے کو کوچ کیا تو اسے حمدان بن حمدون اور ہارون الساری کی محبت و موالاۃ کی خبر لگی اور ان واقعات سے وہ مطلع ہوا جو کہ بنو شیبان سے سرزد ہوئے تھے۔ اس نے حمدان پر حملہ کر دیا اور اس کو شکست دے دی۔ حمدان شکست کھا کے ماردین چلا گیا اور وہیں اپنے بیٹے حسین کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اتفاق سے وصیف اور نصر قشوری کا دیر زعفران کی طرف گزر ہوا جہاں پر کہ حسین بن حمدان ٹھہرا ہوا تھا ان لوگوں سے اس نے امن طلب کیا ان لوگوں نے امن دیا اور خلیفہ معتضد کی خدمت میں بھیج دیا۔ خلیفہ معتضد نے قلعہ کو منہدم کر ڈالنے کا حکم صادر فرمایا۔ اس کے بعد وصیف اور حمدان سے مڈبھیڑ ہوئی۔ حمدان نے وصیف کو شکست دے کر غربی ساحل کی طرف دریا کو عبور کیا اور پھر مسلح ہو کر شاہی فوج کی جانب بڑھا۔

حمدان کی اسیری

اس واقعہ سے قبل اسحاق بن ایوب تغلبی نے علم حکومت کی اطاعت قبول کر کی تھی اور شاہی موکب کے ہمراہ موجود تھا۔ حمدان کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی اسحاق کے خیمہ میں پہونچ کر اس کے قدموں پر اپنے کو ڈال دیا۔ اسحاق نے اسے خلیفہ معتضد کے دربار میں لے جا کر پیش کر دیا۔ خلیفہ معتضد نے اسے قید کر دیا اس کے بعد نصر قشوری ہارون کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ خوارج کو شکست دی ہارون بھاگ کر آذربیجان پہونچا۔ اور جنگل و بیابان میں گھس گیا باقی ماندگان نے معتضد سے امن کی درخواست کی اور علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔

ہارون الساری کی گرفتاری

اس کے بعد ۲۸۳ھ میں خلیفہ معتضد نے ہارون کی جستجو اور گرفتاری

کے لئے کوچ کیا وصیف اور حسین بن ہمدان بن بکرین کو اپنی فوج ظفر موج کے مقدمہ پر مامور کر کے بڑھنے کا حکم دیا اور اس سے یہ اقرار کر لیا کہ ہارون کو دربار خلافت میں لا کر حاضر کر دو گے تو میں تمہارے باپ حمدان کو قید سے رہا کر دوں گا۔ انھوں نے ہارون کا تعاقب کیا اور انتہائی محنت و جانفشانی سے اسے گرفتار کر کے دربار خلافت میں لا کر حاضر کر دیا۔ خلیفہ معتضد نے اسے اور اس کے بھائیوں کو خلعت دیئے۔ زریں طوق عنایت فرمائے اور حمدان کو حسب اقرار قید سے رہا فرما دیا۔ اس کے بعد اسحاق بن ایوب عدوی جو کہ دیار ربیعہ کا والی تھا مر گیا خلیفہ معتضد نے اس کی جگہ عبداللہ بن ہثیم بن عبداللہ بن معتمد کو متعین فرمایا۔

ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان

جس وقت خلیفہ مکتفی تخت خلافت پر متمکن ہوا اس وقت ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان کو موصل اور اس کے مضافات کی سند حکومت عطا ہوئی۔ چونکہ اکراد ہزبانیہ نے اطراف موصل میں غارت گری کا بازار گرم کر رکھا تھا ان دنوں ان کی سرداری محمد بن سلال نامی ایک شخص کر رہا تھا اس وجہ سے ابوالہیجاء عبداللہ نے ان سے معرکہ آرائی کی اور ساحل شرقی کو عبور کر کے ان پر حملہ آور ہوا۔ مقام خازر میں بہت بڑی لڑائی ہوئی اس کا خادم سیما انھی لڑائیوں میں مارا گیا۔ لوٹ کر موصل آیا پھر خلیفہ مکتفی نے اس کی کمک پر فوجیں بھیجیں۔ چنانچہ ۲۹۴ھ میں باغیان علم خلافت عباسیہ کے تعاقب میں دوبارہ روانہ ہوا۔ مقام آذربیجان میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد محمد بن سلال اپنے اہل عیال کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ ابوالہیجاء عبداللہ نے محمد بن سلال اور اس کے ہمراہیوں کا خون مباح کر دیا محمد بن سلال نے یہ خبر پا کر امن کی درخواست کی ابوالہیجا نے اسے امن دیا اور اسے اپنے ہمراہ لئے موصل آیا۔ موصل میں پہونچنے پر تمام اکراد حمیدیہ امن کے خواستگار ہو گئے اور علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ اس واقعہ نے مخالفین کے دل ہلا دیئے اور ابوالہیجاء عبداللہ کی حکومت میں استقلال اور استحکام کی کیفیت پیدا کر دی۔

حسین بن حمدان کو امان

ان واقعات کے بعد ۲۹۶ھ میں دربار خلافت میں خلیفہ کے معزول کرنے کا واقعہ پیش آیا۔ وزیر السلطنت عباس بن حسن مارا گیا خلیفہ مقتدر معزول کیا گیا اور عبداللہ بن معتز کی خلافت کی چند دنوں کے لئے بیعت لی گئی پھر خلیفہ مقتدر تخت خلافت پر دوبارہ متمکن کیا گیا جیسا کہ یہ سب واقعات حالات دولت عباسیہ میں بیان کئے گئے اس زمانہ میں حسین بن حمدان دیار ربیعہ پر مامور تھا اور ان لوگوں میں داخل تھا جو اس فتنہ و فساد کے بانی مبانی ہوئے تھے اور قاتلین وزیر کے ساتھ اس کے قتل میں شریک ہوا تھا۔ ہنگامہ فرو ہو گئے پر خلیفہ مقتدر نے اس کی گرفتاری پر قاسم بن سیما کو سپہ سالاروں کی ایک جماعت کے ساتھ متعین کیا مگر یہ لوگ حسین کو گرفتار نہ کر سکے تب خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجاء عبداللہ گورنر موصل کو اس کی گرفتاری کے لئے لکھا ابوالہیجا قاسم کے ساتھ حسین کی گرفتاری کو روانہ ہوا تکریت کے قریب حسین سے مڈ بھیڑ ہو گئی حسین شکست کھا کے بھاگا۔ اور خلافت مآب سے امن کا خواستگار ہوا خلافت مآب نے اسے امن دیا اور خوشنودی مزاج کا خلعت عطا فرما کر صوبجات قم و کاشان کی حکومت عنایت کی

کچھ روز بعد پھر اسے دیار ربیعہ کی حکومت پر بھیجدیا۔

حسین بن حمدان کی بغاوت

۲۹۹ھ میں ابوالہیجاء عبداللہ نے موصل میں علم بغاوت بلند کیا جس کا سلسلہ ۳۰۲ھ تک جاری رہا۔ اس وقت حسین بن حمدان دیار ربیعہ میں تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ وزیر السلطنت عیسیٰ بن عیسیٰ نے حسین سے خراج کا مطالبہ کیا۔ حسین نے انکاری جواب دیا اس پر وزیر السلطنت نے حکم صادر کیا کہ اپنے تمام بلاد مقبوضہ کو شاہی عمال کے حوالہ کر دو حسین اس سے مطلع ہوکر باغی ہوگیا۔ وزیر السلطنت نے اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں حسین نے انہیں شکست دی تب وزیر السلطنت نے موسیٰ عجلی کو لکھ بھیجا کہ عساکر علویہ کی جنگ سے فارغ ہوکر حسین سے معرکہ آرا ہوا مونس عجلی اس وقت مصر میں علویہ فوجوں سے لڑ رہا تھا چنانچہ مونس ۳۰۳ھ میں حسین سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا حسین یہ خبر پاکر اپنے اہل وعیال کے ساتھ آرمینیہ کی جانب بھاگ گیا اور اپنے مقبوضہ بلاد کو یوں ہی چھوڑ گیا مونس نے اس کے تعاقب میں فوجیں روانہ کیں اس لشکر نے حسین کو جا کر گھیر لیا بہت بڑی لڑائی ہوئی وہ اور اس کا بیٹا اور اس کے تمام اہل وعیال اور ہمراہی گرفتار کر لئے گئے مونس ان لوگوں کے ساتھ بغداد واپس آیا خلیفہ مقتدر نے اسے جیل میں ڈال دیا۔

حسین بن حمدان کا قتل

اسی تاریخ میں خلافت مآب نے ابوالہیجا عبداللہ اور تمام بنو حمدان کو گرفتار کر کے جیل بھیجدیا تھا اس کے بعد ۳۰۵ھ میں خلافت مآب نے ابوالہیجاء کو رہا کر دیا اور ۳۰۶ھ میں حسین کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔ ۳۰۷ھ میں ابراہیم بن حمدان کو دیار ربیعہ کی حکومت عنایت کی اور اس کی جگہ داؤد بن حمدان کو مامور کیا۔

ابوالہیجا کی امارت موصل پر تقرری

۳۱۴ھ میں خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان کو دوبارہ گورنری موصل سے سرفراز فرمایا۔ ابوالہیجاء نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے ناصر الدولہ حسن کو حکومت موصل پر روانہ کیا اور خود بغداد میں ٹھہرا رہا اس کے بعد ابوالہیجاء کو یہ خبر لگی کہ عرب اور اکراد اطراف موصل اور صوبہ خراسان کے گرد و نواح میں ہنگامہ فساد برپا کئے ہوئے ہیں۔ اس پر ابوالہیجاء نے اپنے بیٹے ناصر الدولہ کو ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ ناصر الدولہ نے عرب پر جزیرہ میں فوج کشی کی اور خوب خوب ان کی گوشمالی کی پھر اپنی فوج ظفر موج کے ساتھ تکریت کی جانب آیا اور فوجوں کو از سر نو آراستہ کر کے شہر زور کی طرف روانہ ہوا اکراد جلالیہ پر متعدد حملے کئے حتیٰ کہ ان سرکشوں نے گردن اطاعت جھکا دی۔

ابوالہیجا کا قتل

ان واقعات کے بعد ۳۱۷ھ میں خلیفہ مقتدر اپنے بھائی قاہر کی وجہ سے معزول کیا گیا مگر دوسرے دن دوبارہ تخت خلافت پر متمکن ہوگیا۔ قاہر کا اس کے قصر میں محاصرہ کر لیا گیا قاہر نے ابوالہیجا کے دامن میں پناہ لی ان دنوں ابوالہیجا قاہر ہی کے پاس تھا اور ایک مدت دراز تک قاہر کی جانبری کی فکر میں وہیں ٹھہرا رہا لیکن کامیاب نہ ہوا اور عوام الناس قاہر سے بگڑ گئے ابوالہیجا محلسرا سے قاہر کو لگائے بجھانے والوں کی جستجو کرنے کے لئے نکلا۔ ایک گروہ نے اس کا تعاقب کیا اور مناسب مقام پر

پہونچ کر حملہ کر کے مار ڈالا یہ واقعہ نصف محرم سنہ مذکور کا ہے۔ خلیفہ مقتدر نے اپنے خادم نحریر کو حکومت پر مامور کیا۔

ابو العلاء سعید بن حمدان کا قتل

۳۲۳ھ میں ابو العلاء سعید بن حمدان نے موصل، دیار ربیعہ اور ان بلاد کی جو ناصر الدولہ کے قبضہ میں تھے گورنری کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ راضی نے اسے سند حکومت عطا فرمائی۔ ابو العلاء نے سامان سفر درست کر کے موصل کی جانب کوچ کیا ناصر الدولہ یہ خبر پا کر اس سے ملنے کے لئے نکلا۔ ابو العلاء دوسری راہ سے ناصر الدولہ کے مکان پر جا کر بیٹھ گیا اور قابض ہو گیا۔ ناصر الدولہ نے یہ سن کر اپنے غلاموں میں سے چند لوگوں کو ابو العلا کے قتل کرنے کو بھیج دیا چنانچہ ان لوگوں نے ابو العلا کو قتل کر ڈالا۔

ناصر الدولہ بن حمدان

خلیفہ راضی کو اس سے بے حد ناراضی پیدا ہوئی اپنے وزیر السلطنت ابن مقلہ کو موصل کی طرف روانہ ہونے کا اشارہ کیا وزیر السلطنت نے سامان جنگ اور سفر درست کر کے موصل کا راستہ لیا ناصر الدولہ نے مطلع ہو کر موصل چھوڑ دیا وزیر السلطنت ناصر الدولہ کا کوہ سن تک تعاقب کرتا چلا گیا مگر کامیاب نہ ہوا واپس آیا اور موصل میں قیام کر دیا۔ ابن حمدون کے بعض ہواخواہوں نے وزیر السلطنت کے بیٹے کو دس ہزار دینار دے کر ملا لیا۔ اس نے ان لوگوں کے کہنے سے اپنے باپ کو ایسے چند امور لکھ بھیجے کہ جس سے وزیر السلطنت گھبرا گیا اور موصل پر اراکین دولت میں سے جس پر اسے بھروسہ و اطمینان تھا اسے مامور کر کے نصف شوال سنہ مذکور میں بغداد کی جانب واپس ہوا۔ جوں ہی وزیر السلطنت نے بغداد کا رخ کیا ناصر الدولہ موصل میں پھر واپس آیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ موصل پر قبضہ کے بعد خلیفہ راضی کی خدمت میں عفو تقصیر کی درخواست بھیجی اور ادائے خراج کی ضمانت دی خلافت مآب نے اس کی درخواست منظور فرمائی اور وہ اپنے مقبوضہ ملک میں بدستور حکمراں بنا رہا۔

ناصر الدولہ کی شکست

۳۲۴ھ میں ناصر الدولہ نے دار الخلافت بغداد میں موصل کا خراج بھیجنے میں تاخیر کی خلیفہ راضی کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ فوجیں آراستہ کر کے تحکم کے ساتھ جو اس کی سلطنت کا منتظم تھا موصل کی جانب روانہ ہوا۔ آگے بڑھ کر خود موصل کی جانب چلا اور تحکم کو تکریت کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملے میں شکست کھا کر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نصیبین کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ تحکم نے اس کا تعاقب کیا اور اسے گرفتار کر لیا۔ اس کی گرفتاری کے بعد تحکم نے خلیفہ راضی کی خدمت میں نامہ بشارت فتح روانہ کیا۔ خلیفہ راضی کشتی پر سوار ہو کر موصل کی جانب چلا۔ ابن رائق جو کہ زمانہ غلبہ ابن بریدی سے بغداد میں روپوش تھا اس زمانہ غیر موجودگی کو غنیمت تصور کر کے اپنے مخفی مقام سے باہر نکل آیا اور بغداد پر قابض ہو گیا۔ جاسوسوں نے راضی تک اس خبر کو پہونچا دیا۔ راضی بجائے موصل جانے کے دریا سے خشکی پر اتر پڑا اور بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ تحکم کو نصیبین سے بلا بھیجا۔

ناصر الدولہ کی اطاعت

ناصر الدولہ کو ابن رائق کے حالات سے آگاہی ہو گئی تھی اس بنا پر دیار ربیعہ کی حکومت دوبارہ ملنے کی درخواست کی اور پانچ لاکھ درہم ادا کرنے کا اقرار کیا۔ خلافت

نائب نے فوراً یہ درخواست منظور فرمالی اور تحکم کے ساتھ بغداد کی جانب کوچ کیا۔ قریب بغداد ابوجعفر محمد بن یحییٰ بن شیرین، ابن رائق کی طرف سے پیام صلح لے کر حاضر ہوا کہ مجھے دیار مضر یعنی حران، الرہا، رقہ اور ان کے علاوہ قنسرین اور سرحد کی سند حکومت عطا فرمائی جائے میں بغداد سے علیحدہ ہو جاؤں گا خلافت مآب نے مصلحتاً یہ درخواست منظور فرمالی۔ چنانچہ ابن رائق نے بغداد کو چھوڑ کر اپنے صوبہ کی جانب کوچ کیا اور اور خلیفہ راضی و تحکم بغداد میں داخل ہوئے۔ اور ناصر الدولہ بن حمدان موصل کی طرف واپس ہوا۔

ابوبکر محمد بن رائق

ابن رائق نے دیار مضر و سرحد پر پہونچ کر ملک شام کا قصد کیا اور دمشق کو اخشید کے قبضہ سے نکال کر رملہ کی طرف بڑھا۔ اور اس پر بھی قابض ہو گیا اس کے بعد اخشید سے اور ابن رائق سے عریش مصر پر معرکہ آرائی ہوئی اخشید نے اس معرکہ میں اس کو شکست دی ابن رائق لوٹ کر دمشق آیا پھر دونوں میں اس امر پر مصالحت ہوئی کہ شام اور مصر کی سرحد رملہ مقرر کی جائے۔ یہ واقعہ ۳۲۸ھ کا ہے پھر ۳۲۹ھ میں خلیفہ راضی رہگزار عالم آخرت ہوا اور خلیفہ متقی نے تخت خلافت پر قدم رکھا تحکم مارا گیا اور بریدی بغداد میں داخل ہوا۔ تحکمی ترکوں نے بغداد سے نکل کر موصل کا راستہ لیا ان بھگوڑوں میں توزون اور جج بھی تھا۔ پھر یہ لوگ ابوبکر محمد بن رائق کے پاس چلے گئے اور اسے عراق کی ترغیب دی۔ ان لوگوں کے بعد خلافت و امارت پر دیلمی ترک قابض ہو گئے اور ابوالحسن بریدی واسط سے بغداد چلا آیا۔ چوبیس دن تک بغداد میں امیر الامراء کی حیثیت سے قیام پذیر رہا۔ اس کے بعد لشکریوں نے اس پر یورش کی اور اس کے خلاف شور و شر برپا کر دیا۔ مجبوراً واسط لوٹ آیا۔ کورتکین غالب و متصرف ہو گیا۔

ابوالحسن احمد کا بغداد پر قبضہ

پھر خلیفہ متقی کی رفاقت ترک کر کے ابن رائق کو طلبی کا خط لکھا۔ چنانچہ ابن رائق دمشق سے ماہ رمضان ۳۲۹ھ میں بغداد کی جانب روانہ ہوا اور دمشق پر ابوالحسن احمد بن علی بن حمدان کو اپنا نائب متعین کیا اور یہ شرط لگائی کہ ایک لاکھ دینار اسے بغداد پہونچنے پر ادا کرے یہ وہ زمانہ تھا کہ کورتکین اور دیلمیہ امور سیاست پر قابض ہو رہے تھے۔ ابن رائق نے پہونچتے ہی کورتکین کو گرفتار کر کے محلسرائے خلافت میں قید کر دیا۔ چند روز بعد لشکریوں نے اس پر بھی یورش کی ابوعبداللہ بریدی نے اس سے مطلع ہو کر اپنے بھائی ابوالحسن کو ایک بڑی فوج کی افسری کے ساتھ بغداد روانہ کیا۔ ابوالحسن اور اس کی فوج نے بغداد پر پہونچ کر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ متقی اور اس کا بیٹا ابوالمنصور بھاگ گیا۔ ابن رائق بھی ان دونوں سے جاملا پھر سب نے متفق ہو کر موصل کا راستہ لیا۔

خلیفہ متقی کی روانگی موصل

روانگی موصل سے پیشتر خلیفہ متقی نے ابن حمدان سے بریدیوں کے مقابلہ پر امداد طلب کی تھی چنانچہ ابن حمدان نے اپنے بھائی علی بن عبداللہ بن حمدان کو ایک بڑی فوج کے ساتھ خلیفہ متقی کی کمک پر روانہ کیا مقام تکریت میں جب کہ خلیفہ متقی اور ابن رائق بغداد سے شکست اٹھائے اور بھاگے آرہے تھے ملاقات ہوئی سیف الدولہ نے خلیفہ

متقی کی بے حد خدمت کی اور اس کے ساتھ ساتھ موصل کی طرف آیا دجلہ کے ساحل شرقی پر دونوں مقیم ہوئے ابن رائق اور امیر ابو منصور بھی ملنے کو دجلہ عبور کر کے آیا سیف الدولہ نے شاہزادہ کو دیکھ کر اشرفیاں بطور صدقہ لٹائیں۔ادھر ادھر کی باتیں کر کے شاہزادہ ابو منصور واپسی کے قصد سے گھوڑے پر سوار ہوا ابن رائق نے بھی سوار ہو کر روانہ ہونے کا ارادہ کیا۔ابن حمدان نے گفتگو کرنے کی غرض سے روکا ابن رائق نے معذرت کی۔

ابن رائق کا قتل

اس پر ابن حمدان کو شبہ ہوا اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا انھوں نے لپک کر اس کا سر اتار لیا اس کے بعد ابن حمدان نے خلیفہ متقی کو اس واقعہ سے مطلع کیا خلیفہ متقی نے اسے طلب فرما کر خلعت عنایت کیا۔ناصر الدولہ کا خطاب عطا فرمایا۔امیر الامراء کے عہدہ سے ممتاز کیا۔اور اس کے بھائی ابو الحسن کو بھی سیف الدولہ کے لقب سے مخاطب فرمایا۔ابن رائق کا واقعہ قتل ماہ رجب ۳۳۰ھ میں واقع ہوا تھا اور ناصر الدولہ کو گورنری اور سند حکومت غرہ شعبان میں مرحمت ہوئی تھی۔ابن رائق کے مارے جانے کے بعد اخشید نے مصر سے دمشق کی جانب حرکت کی پہونچتے ہی ابن رائق کے گورنر سے اسے چھین لیا۔اور ناصر الدولہ نے خلیفہ متقی کے ساتھ بغداد کی جانب کوچ کیا۔

ابن طیاب اور ابن مقاتل کی جنگ

جس وقت ابن رائق قتل کر ڈالا گیا ابو الحسن بریدی اس وقت بغداد میں حکومت کر رہا تھا۔لیکن تمام خواص وعوام سب کے دلوں میں اس کی طرف سے ناراضگی اور کشیدگی کا مادہ پیدا ہو رہا تھا۔بجکم بھاگ کر خلیفہ متقی کے پاس پہونچا۔توزون اور اس کے ہمراہیوں کو موصل میں جمع کر کے خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ کو بغداد پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی۔سب کے سب اس کی امداد اور کمک پر آمادہ و تیار ہو گئے۔دیار مضر یعنی الرہا، حران اور رقہ کے خراج اور مالی محکمہ پر ابو الحسن علی بن خلف بن طیاب کو مقرر کیا۔ابن رائق کی طرف سے ان بلاد پر ابو الحسن علی بن احمد بن مقاتل مامور تھا۔ابن طیاب اور ابن مقاتل سے لڑائی ہوئی ابن مقاتل کو اس معرکہ میں شکست ہوئی اثنار جنگ میں مار ڈالا گیا اور جب خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ کا موکب ہمایوں دار الخلافت بغداد کے قریب پہونچا تو ابو الحسن بریدی ایک سو دس یوم کے بعد بغداد چھوڑ کر واسط کی جانب بھاگ گیا۔خلیفہ متقی اپنے اعوان و انصار کے ساتھ دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا۔بنو حمدان بھی اس کے رکاب میں تھے۔توزون کو بغداد کے دونوں جانب کی افسری پولیس کا عہدہ عنایت ہوا۔یہ واقعہ سنہ مذکور کے ماہ شوال کا ہے۔

ابو الحسن بریدی اور سیف الدولہ کی جنگ

اس کے بعد بنو حمدان نے ابو الحسن بریدی کے ارادے سے واسط کی جانب کوچ کیا۔ناصر الدولہ نے مدائن میں پڑاؤ کیا اور اپنے بھائی سیف الدولہ کو بریدی سے جنگ کرنے کو بھیجا بریدی بھی یہ خبر پا کر واسط سے ان لوگوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہو چکا تھا نشیبی مدائن میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا شاہی لشکر کے ہمراہ توزون بجکم اور نامی نامی ترک تھے پہلے تو ان کو شکست ہوئی اور یہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے ناصر الدولہ نے اس امر کا احساس کر کے مدائن سے ان کی کمک کے لئے اپنے رکاب کی فوج بھیج دی۔

اس تازہ دم فوج کے آجانے سے شکست خوردہ لشکر کے پاؤں رک گئے اور انہوں نے مجموعی قوت سے بریدی کے لشکر پر حملہ کیا۔ بریدی کا لشکر اس سخت حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔

ابوالحسن بریدی کا تعاقب

بریدی اپنے چند سرداروں کے ساتھ واسط کی طرف بھاگا ناصر الدولہ نصف ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں بغداد کی جانب واپس ہوا اس کے ساتھ بریدی کے ہمراہیوں کا ایک گروہ پابزنجیر آیا ہوا تھا سیف الدولہ میدان کارزار میں قیام پذیر رہا جب اس کے زخم بھر گئے اور تکان جاتا رہا تب اس نے اپنی فوج کو از سر نو مرتب و مسلح کر کے واسط کی جانب کوچ کیا بریدی واسط چھوڑ کر بصرہ چلا گیا سیف الدولہ نے واسط پر قبضہ کر لیا اور پھر انتظام شہر سے فارغ ہو کر بریدی کے تعاقب میں بصرہ کی جانب روانہ ہوا اپنے بھائی ناصر الدولہ سے مالی مدد طلب کی ناصر الدولہ نے کسی مصلحت کے لحاظ سے مدد نہ دی بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس سے اور ترکوں سے بالعموم توزون اور حجج سے بالخصوص ناچاقی تھی چند روز بعد ابوعبداللہ کوفی بہت سا مال لے کر ناصر الدولہ کی جانب سے ترکوں میں تقسیم کرنے کی غرض سے سیف الدولہ کے کیمپ میں آیا توزون اور حجج نے روک ٹوک کی اور اس سے بد شہردنی پیش آنے کا ارادہ کیا۔ سیف الدولہ نے حکمت عملی سے ان دونوں کی نظروں سے ابوعبداللہ کو غائب کر دیا اور بحفاظت تمام اسے اپنے بھائی کے پاس واپس کر دیا اس کے بعد آخری ماہ شعبان میں ترکوں نے سیف الدولہ کے خلاف سرکشی کی۔ سیف الدولہ اپنے لشکرگاہ سے نکل کر بغداد چلا گیا ترکوں نے لشکرگاہ کے بازار کو لوٹ لیا اور اس کے ہمراہیوں کے ایک گروہ کو مار ڈالا۔

سیف الدولہ کی موصل کو روانگی

ابوعبداللہ کوفی نے ناصر الدولہ کے پاس پہنچ کر اس کے بھائی سیف الدولہ کے حالات سے مطلع کیا ناصر الدولہ نے ترکوں کی خودسری سے مطلع ہو کر موصل کی جانب روانہ ہونے کا قصد کیا خلیفہ متقی یہ سن کر سوار ہو کر اس کے پاس آیا اور اسے چندے صبر کرنے کی ہدایت کی مگر جوں ہی خلیفہ متقی ناصر الدولہ کے پاس سے لوٹ کر قصر خلافت میں آیا ناصر الدولہ نے اپنی امارت کے تیرہ مہینے بعد موصل کی جانب کوچ کیا۔ دیلمیوں اور ترکوں کو موقع مل گیا یورش کر کے اس کے مکان پر چڑھ آئے اور لوٹ لیا۔

سیف الدولہ کے روانہ ہونے کے بعد ترک اپنے کیمپ میں واپس ہوئے اور توزون کو اپنی امارت دی اور لشکر کی سرداری کا علم حجج کو دیا۔

نصف ماہ رمضان میں سیف الدولہ اپنے بھائی ناصر الدولہ کی روانگی کے بعد دارالسلطنت بغداد میں داخل ہوا پھر اسے توزون کی امارت کی خبر پہنچی اس کے بعد ترکوں میں نفاق پیدا ہو گیا توزون نے حجج کو گرفتار کر کے نیل کی سلائیاں اس کی آنکھوں میں پھروا دیں۔ سیف الدولہ بغداد سے روانہ ہو کر اپنے بھائی کے پاس موصل چلا گیا۔

عدل تحکمی

عدل تحکم کا خاص خادم تھا مگر پھر ابن رائق کے رفیقوں میں داخل ہو کر اس کے ساتھ ساتھ موصل چلا گیا اور جب ابن رائق مارا گیا تو ناصر الدولہ کے حاشیہ نشینوں میں شامل ہو گیا۔ ناصر الدولہ نے اسے علی بن خلف بن طیاب کے ہمراہ دیار مضر روانہ کیا۔ چنانچہ علی بن خلف نے دیار مضر پر قبضہ کر لیا اور ابن رائق کے نائب کو جو کہ دیار مضر پر مامور تھا قتل کر ڈالا۔ رحبہ متعلقات دیار مضر پر ابن رائق کی طرف سے ایک شخص مسافر بن حسین

نامی مامور تھا اس نے رحبہ پر قبضہ کرلیا اور خود سری کے ساتھ خراج وصول کر کے بیٹھ رہا۔ علی بن خلف نے اس کی سرکوبی پہ عدل تحکمی کو متعین کیا عدل تحکمی نے اپنے مدبرانہ چالوں سے ان بلاد پر قبضہ کرلیا، مسافر بھاگ گیا تحکمی ترک یہ خبر پاکر عدل کے پاس آکر جمع ہوگئے۔ ان لوگوں کے جمع ہو جانے سے عدل کی قوت بڑھ گئی طریق فرات اور خابور کے بعض حصہ پر قابض ہوگیا اس اثناء میں مسافر نے اپنی کچھ حالت درست کرلی اور بنی نمیر سے امداد حاصل کر کے قرقیسیا کی جانب چلا گیا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ لیکن تھوڑے ہی دن بعد عدل نے پھر اس کے قبضہ سے اسے نکال لیا۔

عدل تحکمی کا خابور پر قبضہ

اس کے بعد عدل نے خابور کے بقیہ حصہ پر قبضہ کر لینے کا قصد کیا اس کے خاندان والوں نے بنی نمیر سے امداد کی درخواست کی عدل نے چند روز تک ان کی امداد سے اعراض کیا حتیٰ کہ ہنگامہ فساد فرو ہوگیا تب عدل نے ایک روز سمصاب پر جو کہ خابور کا بہت بڑا مشہور مقام تھا شبخون کے ارادے سے کوچ کیا اہل سمصاب مقابلہ پر آئے عدل کے ہمراہیوں نے سرنگ کے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار میں بہت بڑا سا روزن کر دیا جس سے عدل اپنے ہمراہیوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا اور قبضہ کرلیا اس کے بعد اور مقامات پر قابض ہوگیا چھ مہینے تک خابور میں ٹھہرا۔ خراج وصول کرتا رہا مالی اور فوجی قوت بڑھ گئی۔ حوصلے بھی بلند ہوگئے بنو حمدان کے مقبوضات پر قبضہ کرنے کا شوق چرّایا۔

عدل تحکمی کی شکست و گرفتاری

چونکہ ان دنوں سیف الدولہ موصل اور بلاد جزیرہ میں موجود نہ تھا اس وجہ سے عدل نے پہلے نصیبین کے ارادے سے کوچ کیا۔ رحبہ اور حران کی طرف یانس موسیٰ کی موجودگی کے سبب سے نہ گیا کیونکہ وہ اپنی فوج اور بنی نمیر کے ایک گروہ کے ساتھ وہاں مقیم تھا عدل پہلے راس عین کی جانب گیا پھر راس عین سے نصیبین کی طرف روانہ ہوا رفتہ رفتہ عدل کی سرکشی کے حالات ابو عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان تک پہونچے فوجیں فراہم کر کے عدل کی طرف بڑھا۔ دونوں حریفوں کا ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوا۔ عدل کے اکثر ہمراہیوں نے ابن حمدان سے امن حاصل کرلیا اور اس کے لشکرگاہ میں چلے آئے۔ عدل کے ہمراہ معدودے چند نفر باقی رہ گئے ابن حمدان نے عدل کو اس کے بیٹے کے ساتھ گرفتار کرلیا اور اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور دونوں کو آخری ماہ شعبان سنہ ۳۳۱ھ میں بغداد روانہ کردیا۔

خلیفہ متقی کی موصل کو روانگی

جس وقت ناصر الدولہ اور سیف الدولہ خلیفہ متقی کی خدمت سے رخصت ہوکر بغداد سے واپس ہوئے توزون واسط سے بغداد میں آداخل ہوا اور حکومت وسلطنت پر قابض ہوگیا پھر بغداد سے واسط کی جانب چلا بصرہ پہونچا اس کے اور ابن بریدی کے درمیان اتحاد اور کمر بندی رشتہ قائم ہوا اس سے خلیفہ متقی کے خیالات میں تبدیلی واقع ہوگئی۔ توزون کے بعض ہمراہیوں کو موقع مل گیا چنانچہ انھوں نے خلیفہ متقی اور وزیر السلطنت کے کان بھرنے شروع کر دیئے اور ان دونوں کو ابن بریدی اور توزون کے مل جانے سے ڈرایا اتفاق سے انہیں دونوں ابن شیرزاد بھی توزون کے پاس چلا آیا تھا۔ اور توزون نے اسے واسط کی جانب روانہ کر دیا تھا۔ لگانے بجھانے والوں نے خلافت مآب سے ان سب واقعات کو بیان کیا اور ابن بریدی نے خلافت مآب کے ساتھ جو کچھ پہلے کیا تھا وہ سب یاد دلایا۔ خلافت مآب نے

ابن حمدان کو ایک لشکر بھیجنے کو لکھا بھیجا تاکہ اس کے ہمراہ موصل کی جانب روانہ ہو۔ چنانچہ ابن حمدان نے اپنے ابن عم حسین بن سعید بن حمدان کے ہمراہ ایک فوج روانہ کی ۳۳۲ھ میں یہ فوج بغداد پہونچی۔ خلیفہ متقی اپنے اہل و عیال اور اعیان دولت کے ساتھ جس میں وزیر السلطنت ابن مقلہ بھی تھا اس فوج کے ہمراہ موصل کی جانب روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا تکریت تک پہونچا۔

معرکہ تکریت

اس مقام پر سیف الدولہ خلیفہ متقی سے ملنے کے لئے آیا۔ اس کے بعد ناصر الدولہ بھی آ پہونچا۔ ان دونوں امیروں کے ساتھ ساتھ متقی نے موصل کی جانب کوچ کیا۔ جب یہ خبر توزون تک پہونچی تو وہ بھی تکریت کی طرف روانہ ہوا۔ تکریت کے قریب سیف الدولہ نے اس سے معرکہ آرائی کی۔ تین دن تک لڑائی قائم رہی آخر کار توزون نے اسے شکست دے کر اسے اور اس کے بھائی کے کیمپ کو لوٹ لیا۔ سیف الدولہ شکست کھا کر موصل کی جانب بھاگا۔ اور توزون اس کے تعاقب میں تھا۔ ناصر الدولہ اور خلیفہ متقی نے اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ نصیبین کی طرف کوچ کیا۔ پھر نصیبین سے رقہ کی طرف گیا۔ سیف الدولہ اسی مقام پر ان لوگوں سے آملا اور توزون نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

خلیفہ متقی اور توزون کی مصالحت

اس کے بعد خلیفہ متقی نے ایک عتاب آموز خط توزون کے پاس بھیجا جس میں اس نے توزون پر ابن بریدی سے ملنے کی وجہ سے ناراضگی ظاہر کی تھی اور یہ تحریر کیا تھا کہ اگر اب بھی تم اس کی تلافی کر دو تو با دولت و اقبال تم سے راضی ہو جائیں گے۔ اور سیف الدولہ و ناصر الدولہ سے مصالحت بھی کرا دی جائے گی۔ توزون نے ان باتوں کو منظور کر لیا۔ صلحنامہ لکھا گیا۔ ناصر الدولہ نے تین برس تک چھ لاکھ تیس ہزار سالانہ ادا کرنے کے لئے اپنے مقبوضات کی ضمانت دی۔ تکمیل صلحنامہ کے بعد توزون بغداد کی طرف واپس ہوا۔ اور خلیفہ متقی رقہ میں مقیم رہا۔

محمد بن نیال کا قتل

کچھ روز بعد ادھر خلیفہ متقی کو ابن حمدان کی بیوفائی اور کج ادائی کا احساس ہوا۔ ادھر سیف الدولہ کو یہ خبر لگی کہ محمد بن نیال ترجمان نے خلیفہ متقی کو سیف الدولہ کی جانب سے بدظن کر دیا ہے اور یہ وہی شخص تھا جس نے توزون اور خلیفہ متقی میں ناچاقی پیدا کرا دی۔ سیف الدولہ نے موقع پا کر محمد بن نیال کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

ابوعبداللہ اخشید کی طلبی

خلیفہ متقی کو اس سے شک اور بدظنی پیدا ہوئی۔ توزون کو مصالحت کے لئے لکھا اور اخشید محمد بن طغج والی مصر کو طلبی کا فرمان روانہ کیا۔ چنانچہ اخشید مصر سے خلیفہ متقی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوا۔ رفتہ رفتہ حلب پہونچا حلب میں سیف الدولہ کی طرف سے اس کا ابن عم ابوعبداللہ سعید بن حمدان حکومت کر رہا تھا۔ ابوعبداللہ اخشید کی آمد کی خبر پا کر ابن مقاتل کو جو دمشق میں ابن رائق کے ساتھ تھا اپنا نائب مقرر کر کے کوچ کر گیا۔ جس وقت ابوعبداللہ اخشید حلب کے قریب پہونچا ابن مقاتل اس سے ملنے کے لئے آیا اخشید نے اس کی بے حد عزت کی بڑی گرمجوشی سے پیش آیا اور محکمہ خراج مصر پر اسے مامور کیا۔ پھر حلب سے خلیفہ متقی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے رقہ کی جانب روانہ ہوا نصف محرم ۳۳۳ھ میں خلافت مآب کا شرف حضوری حاصل کیا۔ خلیفہ متقی نے اس کی بے حد عزت افزائی کی اس نے آداب شاہی میں ضرورت سے

زیادہ مبالغہ کیا۔ تحائف ہدایا پیش کئے وزیر السلطنت اور اراکین دولت کو بھی تحفے دیئے اور یہ درخواست کی کہ خلافت مآب میرے ہمراہ مصر یا شام میں چل کر قیام فرمادیں۔ خلیفہ متقی نے انکاری جواب دیا اور اسے یہ ہدایت کی کہ تم کبھی بھول کر بغداد کا قصد نہ کرنا اور توزون کی طرف مائل نہ ہونا اخشید نے اس کی کچھ سماعت نہ کی پھر خلیفہ متقی نے وزیر السلطنت ابن مقلہ کو توزون کے رعب وداب سے ڈرایا اور یہ حکم دیا کہ اخشید کے ساتھ مصر جاکر اسے اس کے تمام بلاد کی سند حکومت عطا کرو وزیر السلطنت نے بھی اس حکم کی تعمیل نہ کی۔

خلیفہ متقی کی معزولی

اس اثنا میں توزون کے قاصد پیام لے کر دربارِ خلافت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے یہ ظاہر کیا کہ توزون نے خلافت مآب اور وزیر السلطنت کے لئے حلف اٹھایا ہے خلیفہ متقی یہ سن کر فرطِ مسرت سے اچھل پڑا اور سامانِ سفر درست کر کے آخری محرم سنہ مذکور میں بغداد کی جانب کوچ کیا اور اخشید مصر کی جانب واپس ہوا۔ جس وقت خلیفہ متقی مقام ہیت پہنچا توزون نے حاضر ہو کر زمین بوسی کی۔ اس سے خلیفہ متقی کو یقین ہو گیا کہ توزون نے اپنے حلف کو پورا کیا اور اطاعت قبول کی۔ توزون نے خلافت مآب اور وزیر السلطنت کی نگرانی پر چند لوگوں کو مامور کیا مزید برآں خلیفہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھر وادیں اور بغداد کی طرف لوٹ آیا اور خلیفہ مستکفی کی خلافت کی بیعت کی۔

ابو عبداللہ بن سعید

رقہ سے خلیفہ متقی کے روانہ ہونے کے بعد ناصر الدولہ نے اپنے ابن عم ابو عبداللہ بن سعید بن حمدان کو رقہ، طریق فرات، دیار مضر، قنسرین، جند، عواصم اور حمص پر مامور کیا۔ جس وقت ابو عبداللہ بن سعید رقہ کے قریب پہنچا اہل رقہ کو خود مختاری کی خواہش پیدا ہوئی۔ آمادہ بجنگ ہوئے ابو عبداللہ کامیابی کے ساتھ ان لوگوں کو زیر کر کے حلب کی جانب روانہ ہوا اور اس سے پیشتر ان بلاد پر اس کی طرف سے محمد بن علی بن مقاتل مامور تھا۔

سیف الدولہ کا حلب و حمص پر قبضہ

رقہ سے خلیفہ متقی کی روانگی، اور شام کی جانب اخشید کی واپسی پر یانس مونسی تن تنہا حلب میں باقی رہ گیا سیف الدولہ کو دست درازی کا موقع مل گیا فوراً فوجیں مرتب کر کے حلب کی طرف بڑھا اور یانس مونسی کے قبضے سے اسے نکال لیا اس کے بعد حمص کی جانب قدم بڑھایا فوراً اخشید کی مولیٰ سے مڈ بھیڑ ہوئی سیف الدولہ نے اسے شکست دی۔ کافور نے دمشق کی جانب کوچ کیا اہل دمشق نے اسے دمشق میں داخل نہ ہونے دیا اتنے میں مصر سے اخشید ملک شام آگیا۔ اس وقت اس کی فوجی اور مالی حالت درست ہو گئی تھی سیف الدولہ کا پتہ لگا کے اس کے تعاقب میں روانہ ہوا مقام قنسرین میں فریقین نے صف آرائی کی مگر اتفاق ایسا آیا کہ خود بخود لڑائی سے رک رہے، سیف الدولہ جزیرہ کی جانب واپس ہوا اور اخشید دمشق کی طرف، اس کے بعد سیف الدولہ نے حلب کی جانب کوچ کیا رومیوں کی فوجیں یہ خبر پاکر حلب کی سرحد پر آگئیں سیف الدولہ سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا اور کمال مردانگی سے لڑ کر انہیں مار بھگایا۔

خلیفہ مستکفی اور ناصر الدولہ کے مابین مصالحت

ان واقعات کے بعد ناصر الدولہ بن حمدان کو ان حالات کی خبر لگی کہ توزون نے خلیفہ متقی کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھر وادیں اور خلیفہ مستکفی کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کر لی ہے۔ ناصر الدولہ نے خراج

کا بھیجا بند کر دیا توزون کے خدام یہ خبر پاکر ناصر الدولہ کے پاس چلے آئے ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو اپنی خدمت میں رکھ لیا اسی واقعہ نے گویا ان شرائط کا جو دربار خلافت بغداد اور ناصر الدولہ کے درمیان قرار پائے تھے خاتمہ کر دیا توزون اور خلیفہ مستکفی فوجیں آراستہ کر کے بقصد موصل روانہ ہوئے ناصر الدولہ اور ان دونوں سے خط و کتابت شروع ہوئی آخر الامر ۳۳۳ھ کے آخر میں شرائط صلح طے ہو گئے اور صلح نامہ مکمل اور مرتب ہو گیا خلیفہ مستکفی اور توزون بغداد کی جانب واپس ہوئے۔

خلیفہ مستکفی کی معزولی

اس واپسی کے بعد ہی توزون راہی ملک عدم ہوا اس کے بعد امور سلطنت کا انتظام ابن شیرزاد کرنے لگا اس نے واسط کی گورنری پر ایک سپہ سالار کو مقرر کیا اور تکریت کی حکومت پر ایک دوسرے سپہ سالار کو بھیجا جو سپہ سالار واسط کا گورنر ہو کر گیا تھا اس نے معزالدولہ بن بویہ کو دربار خلافت کے حالات لکھ بھیجے اور بغداد پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی معزالدولہ بغداد آیا اور حکومت و خلافت پر قابض ہو گیا۔ اسی نے خلیفہ مستکفی کو تخت خلافت سے اتارا تھا اور مطیع کی خلافت کی بیعت لی تھی۔ باقی رہا وہ سپہ سالار جو تکریت کا حکمراں ہو کر گیا تھا وہ ناصر الدولہ کے پاس موصل چلا گیا اور اس کے رفقاء میں داخل ہو گیا ناصر الدولہ نے اسے اپنی جانب سے تکریت کی سند حکومت عطا کی۔

معرکہ عکبرا

جس وقت معزالدولہ بن بویہ نے دارالخلافت بغداد پر قابض ہو کر خلیفہ مستکفی کو معزول کیا ناصر الدولہ بن حمدان کو اس سے سخت ناراضی پیدا ہوئی فوجیں آراستہ کر کے موصل سے عراق کی جانب روانہ ہوا معزالدولہ نے یہ خبر پاکر اپنے سپہ سالاروں کو ناصر الدولہ کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ دونوں فوجوں کا مقام عکبرا میں مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کی بنیاد پڑی۔ معزالدولہ خلیفہ مطیع کے ساتھ عکبرا کی طرف روانہ ہوا اس وقت ابن شیرزاد بغداد میں تھا اور وہیں انتظام کی غرض سے مقیم رہا۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد ناصر الدولہ سے جا ملا اور اس کی فوجوں کو داخل کر لیا چنانچہ ناصر الدولہ کی فوج نے غربی بغداد میں پڑاؤ کیا اور خود ناصر الدولہ مشرقی بغداد میں مقیم رہا چونکہ بغداد سے سلسلہ آمد و رفت منقطع ہو گیا تھا اس وجہ سے معزالدولہ اور خلیفہ مطیع کے لشکرگاہ میں گرانی شروع ہو گئی اور موصل سے رسد و غلہ جاری رہنے کی وجہ سے ناصر الدولہ کی فوج کو اس کا احساس تک نہ ہوا مزید براں ابن شیرزاد نے یہ کیا کہ معزالدولہ اور دیلم سے اہل بغداد کے خلاف امداد طلب کی اس سے اور بھی معزالدولہ کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو گئے اہواز کی جانب واپس چلے جانے کا قصد کیا مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر اپنے ہمراہیوں کو بالائے دجلہ کی جانب جانے کا اشارہ کیا ناصر الدولہ کی فوج نے بڑھ کر ان کی مدافعت شروع کی تھوڑے سے آدمی ناصر الدولہ کے رکاب میں رہ گئے دلاوران دیلم کو موقع مل گیا قریب ترین مقام سے ناصر الدولہ کے سر پر آپہنچے اور اس کو شکست دے دی۔

معزالدولہ کی موصل کو روانگی

معزالدولہ نے شرقی بغداد پر قبضہ کر لیا مطیع اپنے محلسرائے میں محرم ۳۳۵ھ میں پھر واپس آیا اور ناصر الدولہ عکبرا کی طرف لوٹ گیا۔ مصالحت کی گفتگو شروع کی توزونیہ کے ترکوں کو ناصر الدولہ کا یہ فعل ناگوار گذرا سب نے مشورہ کر کے اس کے قتل پر کمریں باندھ لیں ناصر الدولہ کو اس امر کا احساس ہو گیا نہایت تیزی سے موصل کی جانب کوچ کر دیا اس کے ہمراہ ابن شیرزاد بھی تھا۔ اس کے بعد معزالدولہ کے ساتھ مصالحت ہو گئی

باب ۴۹

امارت جزیرہ و شام

دولت بنو حمدان (۲)

سیف الدولہ کا دمشق پر قبضہ

۳۳۵ھ میں اخشید ابوبکر محمد بن طغج والی مصر و شام رہگزار ملک آخرت ہوا۔ حکومت و ریاست کی کرسی پر اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالقاسم انوجور متمکن ہوا۔ یہ ایک نوعمر شخص تھا۔ اس پر کافور اسود جو اس کے باپ کا خادم تھا غالب ہوگیا۔ سیف الدولہ اس واقعہ سے مطلع ہو کر دمشق کی جانب آیا۔ اور اس پر قابض ہوگیا۔ کچھ عرصہ بعد اہل دمشق کو سیف الدولہ سے بدظنی پیدا ہوئی اور ان لوگوں نے کافور کو بلا بھیجا۔ سیف الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی دمشق سے حلب کی طرف کوچ کر دیا۔ اہل دمشق نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا۔ سیف الدولہ نے جزیرہ کی جانب قدم بڑھایا۔ اور انوجور حلب میں مقیم رہا۔ اس کے بعد انوجور اور سیف الدولہ میں مصالحت ہوگئی انوجور مصر کی جانب واپس ہوا۔ سیف الدولہ حلب کی طرف لوٹ آیا۔ اور کافور نے تھوڑے دن دمشق کی حکومت پر بدر اخشیدی کو متعین کیا پھر ایک سال کے بعد اسے معزول کر کے ابوالمظفر طغج کو سند حکومت عطا کی۔

ناصر الدولہ اور سردار تکین

جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ناصر الدولہ کی رکاب میں ترکوں کا ایک گروہ تھا جو کہ توزون کے ہمراہیوں میں سے تھا اور وہ اس سے ناراض ہو کر ناصر الدولہ کے پاس چلے آئے تھے جب ناصر الدولہ اور معز الدولہ کے درمیان مصالحت کی سلسلہ جنبانی شروع ہوئی تو ان ترکوں نے ناصر الدولہ کے اس فعل سے ناراض ہو کر ہنگامہ کر دیا اور ناصر الدولہ پر قتل کرنے کی غرض سے ٹوٹ پڑے ناصر الدولہ نے ان لوگوں کے پنجہ سے اپنے کو نجات دیکر ساحل غربی سے عبور کیا اور[1] ...... قرامطہ نے اسے پناہ دی اور اسے ایک مقام محفوظ تک پہونچا دیا ان لوگوں میں سے جو ناصر الدولہ کے ہمراہ تھے ایک ابن شیرزاد بھی تھا ناصر الدولہ نے کسی مصلحت سے اسے گرفتار کر لیا۔ ترکوں نے جمع ہو کر تکین شیرازی کو اپنا امیر بنایا اور جو لوگ ناصر الدولہ کے ہمراہیوں میں سے بچھڑ گئے تھے۔ ان لوگوں کو گرفتار کر لیا اور ناصر الدولہ کا موصل تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ ناصر الدولہ نے موصل سے نکل کر نصیبین کا راستہ لیا اور ترکوں نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے (مترجم)

ناصر الدولہ نے معز الدولہ سے ترکوں کی زیادتیوں کی شکایت کی اور امداد کا خواستگار ہوا معز الدولہ نے اپنے وزیر ابو جعفر ضمیری کی افسری میں ناصر الدولہ کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ ترکوں نے موصل سے نکل کر ناصر الدولہ کے تعاقب میں نصیبین کی طرف قدم بڑھایا۔ سیف الدولہ یہ خبر پاکر سنجار چلا گیا پھر وہاں سے حدیثہ اور حدیثہ سے سن کا راستہ لیا۔ ترکوں کا گروہ اس کے تعاقب میں تھا اس مقام پر فوجیں موجود تھیں ان کی اور ترکوں کی برابر لڑائیاں ہوئیں جس میں ترکوں کو شکست ہوئی اور اس کا سردار تکین گرفتار ہو کر ناصر الدولہ کے پاس بھیج دیا گیا ناصر الدولہ نے اسی وقت اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور جیل میں ڈال دیا اس کے بعد ضمیری کے ہمراہ موصل میں آیا اور ابن شیر زاد کو ضمیری کے حوالہ کر دیا ضمیری نے اس کے ساتھ بغداد کی جانب کوچ کیا۔

جمان کی بغاوت

جمان نامی ایک شخص توزون کے مصاحبوں میں سے تھا جو ترکوں کے ہمراہ ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس چلا آیا تھا جب معز الدولہ اور ناصر الدولہ سے بغداد میں معرکہ آرائیاں ہونے لگیں تو ناصر الدولہ نے اسے مشکوک و مشتبہ ہو کر دیلمیوں کے ایک گروہ کے ساتھ مصلحتاً رحبہ کی مسند حکومت عطا کر کے۔ رحبہ بھیج دیا۔ رحبہ پہنچ کر اس کا اقتدار بڑھ گیا۔ سنہ ۳۳۶ھ میں اس نے ناصر الدولہ سے بغاوت کر دی اور دربار مضر پر قابض ہونے کا خواستگار اور مدعی ہو گیا چنانچہ فوجیں آراستہ کر کے رقہ کی طرف روانہ ہوا سترہ دن تک اس کا محاصرہ کئے رہا پھر وہاں سے شکست کھا کر واپس ہوا اس کے زمانۂ غیر حاضری میں اہل رحبہ نے اس کے ہمراہیوں اور عمال کو ان کی بدچلنی اور بداطواری کی وجہ سے نرغہ کر کے مار ڈالا۔ جب یہ رقہ سے واپس آیا اور ان حالات سے مطلع ہوا تو اہل رحبہ پر سختی شروع کر دی اور ان پر قتل و غارتگری کا ہاتھ بڑھایا۔

جمان کی شکست وخاتمہ

اس اثنا میں ناصر الدولہ بن حمدان نے جمان کی سرکوبی کے لئے ایک فوج اپنے حاجب (لارڈ چیمبرلین) کی افسری میں باروخ روانہ کی، دریائے فرات پر دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی بہت بڑی لڑائی ہوئی بالآخر جمان کو شکست ہوئی اثنار جنگ میں جمان دریائے فرات میں ڈوب کر مر گیا۔ باقی رہے اس کے ہمراہی انہوں نے باروخ سے امن کی درخواست کی باروخ نے ان لوگوں کو امان دی اور فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے ناصر الدولہ کی طرف واپس ہوا۔

ناصر الدولہ اور معز الدولہ

ان واقعات کے بعد ناصر الدولہ بن حمدان اور معز الدولہ بن بویہ میں پھر ان بن ہو گئی۔ ادھر معز الدولہ نے سنہ ۳۴۷ھ میں ناصر الدولہ سے جنگ کے ارادے سے دار الخلافت بغداد سے کوچ کیا۔ ادھر ناصر الدولہ نے موصل سے نصیبین کی جانب قدم بڑھایا۔ معز الدولہ نے پہنچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا اس سے رعایا کو بے حد تکالیف کا سامنا کرنا پڑا طرح طرح کے ظلم ان پر کئے گئے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا معز الدولہ نے ناصر الدولہ کے تمام بلاد پر قبضہ کر لینے کا پختہ ارادہ کیا تھا کہ اس اثنا میں یہ خبر گوش گذار ہوئی کہ خراسان کی فوج نے جرجان اور رے کا قصد کیا ہے۔ اسی وقت اس نے اپنے بھائی رکن الدولہ کو ایک فوج کا افسر مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ کیا اس کے بعد ناصر الدولہ نے چوسٹھ ہزار درہم سالانہ خراج ادا کرنے پر موصل، جزیرہ اور شام کی حکومت کی سند حاصل کی اور مصالحت کر لی شرائط صلح میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ مساجد میں اس کے اور اس کے بھائیوں رکن الدولہ اور عماد الدولہ کے ناموں کے خطبے پڑھے جائیں۔ صلح نامہ لکھے جانے اور مرتب ہونے کے بعد

معزالدولہ ماہ ذی الحجہ ۳۳۷ھ میں بغداد کی جانب واپس ہوا۔

سیف الدولہ کا محاصرہ مرعش

سرحدی بلاد کی زمام حکومت سیف الدولہ بن حمدان کے قبضۂ اقتدار میں تھی اور وہاں کے امور انتظامی کے سیاہ وسفید کا اسے اختیار حاصل تھا ۳۳۵ھ میں دو ہزار قیدیوں کی رہائی پر بذریعہ نصر ثملی رومی عیسائیوں سے مصالحت ہوگئی تھی مگر رومیوں نے اگلے سال ۳۳۶ھ میں بدعہدی کی اور شہر راسرعین میں داخل ہوکر اسے اپنے ظلم وستم کی جولانگاہ بنالیا۔ تین دن ٹھہرے رہے لوٹ مار کرتے رہے۔ رومی عیسائیوں کی تعداد آٹھ ہزار تھی دمستق ان کا سردار تھا۔ ۳۳۷ھ میں سیف الدولہ نے اس پر پیش قدمی کر کے معاوضہ لینے کی غرض سے بلاد روم پر بقصد جہاد چڑھائی کی رومی فوجیں مقابلہ پر آئیں گھمسان کی لڑائی ہوئی ان لوگوں نے اسے شکست دی رومیوں نے مرعش پہنچ کر محاصرہ ڈالا اور اس پر قابض ہوکر طرسوس کی جانب بڑھے رومیوں سے اور اہل طرسوس سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔

بلاد روم پر فوج کشی

ان واقعات پر سنہ مذکور تمام ہو جاتا ہے اور فریقین کی قسمتوں کا آخری فیصلہ یوں ہی ناتمام باقی رہ جاتا ہے کہ اس اثناء میں ۳۳۸ھ کا دور آجاتا ہے سیف الدولہ اپنی فوج ظفر موج لئے ہوئے یلغار کر کے رومی مقبوضات میں گھس جاتا ہے۔ ہر چہار طرف ہنگامہ حشر برپا ہو گیا بہت سے قلعے بزور تیغ فتح کر لئے بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا اور ہزاروں کو گرفتار کر کے لونڈی اور غلام بنالیا پھر جب سیف الدولہ بلاد روم سے واپس ہوا تو رومیوں نے ناکہ بندی کرلی اور نہایت سختی سے عساکر اسلامیہ کو پامال کرنے لگے کچھ قید ہوئے اور کچھ قتل کئے گئے جتنا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا اسے عیسائیوں نے واپس لے لیا سیف الدولہ معدودے چند آدمیوں کے ساتھ جانبر ہوکر نکل آیا۔

معرکہ حرث

اس جنگ کے بعد چندے خاموشی کا زمانہ رہا ۳۴۲ھ میں عیسائیوں نے پھر پیش قدمی شروع کی۔ شہر مرج کو بحالت غفلت لوٹ کر تاخت وتاراج کیا۔ اس کی خبر سیف الدولہ تک پہونچی تو اس نے اپنی فوج مرتب کر کے ۳۴۳ھ میں رومی مقبوضات پر حملہ کر دیا اور نہایت سختی سے انہیں پامال کرنے لگا اپنے گزشتہ نقصانات کی اس مال غنیمت سے تلافی کرلی ان لڑائیوں میں قسطنطین بن دمستق ان آدمیوں کے ساتھ جو قتل کئے گئے تھے قتل کیا گیا دمستق کو اس واقعہ جانکاہ سے بے حد صدمہ ہوا۔ جوش انتقام میں روم روس اور بلغار کی فوجیں فراہم کیں اور سرحدی بلاد اسلامیہ کے ارادے سے کوچ کیا۔ سیف الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی اس نے بھی عساکر اسلامیہ کو جمع کر کے دمستق کی گوشمالی کے خیال سے خروج کیا۔ حرث کے قریب دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد رومیوں کو شکست ہوئی مسلمانوں نے عیسائیوں کو قید وقتل کرنا شروع کر دیا عیسائیوں کی ایک بڑی جماعت قید ہوکر آئی جن میں بعض عیسائی شہزادے اور ان کے مذہبی پیشوا تھے انہیں قیدیوں میں دمستق کا داماد بھی تھا سیف الدولہ فتحیابی کا سہرا باندھے اور مال غنیمت اور قیدیوں کو لئے ہوئے واپس ہوا جتنے بھی رومی مقبوضات راستہ میں ملے انہیں تاخت وتاراج کرتا ہوا اذنہ کی جانب واپس ہوا کچھ دن تک وہاں مقیم رہا حتیٰ کہ اس کا گورنر طرسوس حاضر خدمت ہوا سیف الدولہ نے اسے انعام اور صلہ مرحمت فرما کے حلب کی طرف واپس ہوا۔

عیسائیوں کی طرسوس پر فوج کشی

رومیوں کو اس جنگ اور غیر متوقع شکست سے بے حد ملال ہوا

بحال پریشاں اپنے شہروں کی طرف لوٹے اور کچھ عرصہ بعد اپنی حالت درست کرکے طرسوس اور الرہا پر چڑھائی کردی مسلمانوں کو ان کی نقل وحرکت کی اطلاع تک نہ تھی جی کھول کر عیسائیوں نے ان شہروں کے علاقہ جات اور گرد ونواح کو لوٹا اور پامال کیا بہت سے مسلمانوں کو گرفتار کرکے واپس ہوئے۔

سیف الدولہ کی پیش قدمی و پسپائی

سیف الدولہ نے عیسائیوں کو اس پیش قدمی کی سزا دینے کی غرض سے سنہ ۳۴۶ھ میں بلاد روم پر بقصد جہاد حملہ کیا بے حد سختی سے کام لیا ہزارہا قصبات ودیہات اجڑ گئے متعدد قلعے مفتوح ہوئے عساکر اسلامیہ کے ہاتھ مال غنیمت سے مالا مال ہو گئے قیدیوں اور مال غنیمت کی کوئی انتہا نہ تھی الغرض سیف الدولہ قتل وغارت کرتا ہوا خرسنہ تک پہنچا اور خرسنہ پر اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑ کر واپس ہوا۔ واپسی کے وقت رومی عیسائیوں نے ناکہ بندی کرلی اہل طرسوس نے رائے دی کہ چونکہ رومی عیسائیوں نے ان راستوں کی ناکہ بندی کرلی ہے جس سے آپ بلاد روم میں داخل ہوئے تھے اس وجہ سے مناسب یہ ہے کہ آپ ہم لوگوں کے ساتھ تشریف لے چلیں مگر سیف الدولہ نے اہل طرسوس کی رائے کا کچھ خیال نہ کیا اور نہ ان کے ہمراہ واپس ہوا۔ آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیوں نے ہر چہار طرف سے آکر سیف الدولہ کو گھیر لیا جس قدر مال غنیمت رومی عیسائیوں سے عساکر اسلامیہ کے ہاتھ لگا تھا اسے پھر انہوں نے واپس لے لیا۔ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ جو تین سو سے متجاوز نہ تھی بہزار دقت وخرابی بسیار اپنے دار الحکومت واپس آیا اس کے بعد سنہ ۳۵۰ھ میں سیف الدولہ کا ایک سپہ سالار جو اس کے آزاد غلاموں میں سے تھا میافارقین کی طرف سے بلاد روم میں داخل ہوا۔ بہت سا مال غنیمت اور ہزاروں قیدی لے کر صحیح وسالم واپس آیا۔

ناصر الدولہ کی عہد شکنی

ناصر الدولہ اور معز الدولہ بن بویہ کی مصالحت اور ادائے خراج کے اقرار کا بیان ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اس مصالحت کے تھوڑے دن بعد ناصر الدولہ نے بدعہدی کی اور مخالفت کا علم بلند کردیا۔ سنہ مذکور نصف گذرا تھا کہ معز الدولہ نے ناصر الدولہ پر فوج کشی کردی اور پہنچتے ہی موصل پر قبضہ کرلیا ناصر الدولہ اسے چھوڑ کر نصیبین چلا گیا اس کے عمال اور سرداران لشکر مال واسباب اٹھا لائے ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو اپنے قلعوں زعفرانی اور کواسی میں ٹھہرایا اور عرب سے سازش کرکے معز الدولہ کے لشکر کی رسد بند کردی اس وجہ سے معز الدولہ کے لشکر گاہ میں بے حد گرانی ہوگئی۔ مجبوراً معز الدولہ نے نصیبین کی جانب کوچ کیا سبکتگین حاجب کبیر کو موصل کی حکومت پر چھوڑتا گیا اثنائے راہ میں یہ خبر لگی کہ ابو الرجا اور عبداللہ یہ خبر پاکر اپنا سارا مال واسباب چھوڑ کر بھاگ گئے معز الدولہ کے لشکر نے پہونچ کر ان دونوں کے خیموں کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد وہ دونوں معز الدولہ کے لشکر گاہ کی طرف لوٹے معز الدولہ کا لشکر ادھر غارتگری میں مصروف تھا ادھر دونوں بھائیوں نے بھی اپنی مٹھیاں گرم کرلیں اور سنجار کی طرف پھر لوٹے۔

معز الدولہ اور ناصر الدولہ کی مصالحت

معز الدولہ اس وقت نصیبین کے قریب پہونچ چکا تھا اور ناصر الدولہ یہ خبر پاکر نصیبین سے میافارقین بھاگ گیا تھا اس کے بہت سے ہمراہیوں نے معز الدولہ سے امان حاصل کرلی اور اس کے لشکر میں جاکر شامل ہوگئے۔ ناصر الدولہ اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس حلب چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا۔ سیف الدولہ نے معز الدولہ سے اپنے بھائی

ناصر الدولہ کے لئے مصالحت کی تحریک شروع کی۔ معزالدولہ نے اس وجہ سے کہ ناصر الدولہ نے ناحق عہد شکنی کی تھی مصالحت سے انکار کیا سیف الدولہ نے ملک کے خراج کی دو کروڑ نو لاکھ کی ضمانت لی معزالدولہ نے اس مصالحت کی بناء پر ناصر الدولہ کے ہمراہیوں کو رہا کر دیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۳۴۸ھ کا ہے چنانچہ اس مصالحت کے بعد معزالدولہ عراق کی جانب واپس ہوا اور ناصر الدولہ موصل کی طرف۔

عیسائیوں کی عین زربہ پر فوج کشی

ماہ محرم ۳۵۱ھ میں دمستق نے پھر سر اٹھایا۔ رومی عیسائیوں کو جمع کر کے عین زربہ پر چڑھائی کر دی پہلے اس پہاڑی پر قبضہ کر لیا جو کہ عین زربہ کے قریب تھی اور کسی قدر اس سے بلندی پر واقع تھی اس کے بعد عین زربہ پر محاصرہ ڈالا چاروں طرف سے "قلعہ شکن منجنیقیں نصب کرائیں اور شب و روز سنگ باری شروع کر دی اہل شہر نے پریشان ہو کر امن کی درخواست کی دمستق نے ان لوگوں کو امان دی اور کامیابی کے ساتھ شہر میں داخل ہوا اور شہر میں داخل ہونے کے بعد اہل شہر کو امن دینے پر نادم ہوا اس وجہ سے کہ اہل شہر کا حال بے حد زبوں اور ابتر ہو گیا تھا تمام شہر میں منادی کرا دی کہ تمام باشندگان شہر آج ہی اپنے اہل و عیال کے ساتھ شہر چھوڑ کر مسجد اقصیٰ چلے جائیں۔ اس منادی سے تمام شہر میں بھگدڑ مچ گئی کثرت اژدہام کے باعث ایک بڑا گروہ شہر پناہ کے دروازوں پر کچل کر مر گیا کچھ لوگ راہوں میں جان بحق تسلیم ہو گئے۔ دوسرے وقت تک باقی ماندگان میں سے جس قدر شہر میں پائے گئے وہ مار ڈالے گئے۔ رومی عیسائیوں نے اہل شہر کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور شہر پناہ کی فصیلوں کو منہدم کرا دیا۔ عین زربہ کے علاوہ اسی سلسلہ میں تقریباً چوّن قلعے عیسائیوں نے اور فتح کر لئے۔ بیس دن کے قیام کے بعد دمستق واپس ہوا اور اپنی فوج قیساریہ میں چھوڑتا گیا۔

ابن الزیات کا انجام

چونکہ ابن الزیات والی طرسوس نے سیف الدولہ بن حمدان کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا تھا اس وجہ سے دمستق نے یہ خیال کر کے کہ سیف الدولہ اس کے ساتھ ہمدردی نہ کرے گا آتے جاتے اس سے معارض ہوا اور لڑائی چھیڑ دی اس کا بھائی ان معرکوں میں مار ڈالا گیا اہل شہر نے سیف الدولہ کے نام کا خطبہ پھر پڑھنا شروع کیا اور اس کی حکومت اور اس کے اقتدار کو تسلیم کر لیا ابن الزیات گھبرا کر نہر میں کود پڑا اور ڈوب گیا۔

عیسائیوں کا حلب پر قبضہ

اس واقعہ کے بعد دمستق سرحدی بلاد کی جانب واپس ہوا اور نہایت تیزی سے حلب کی جانب بڑھا۔ سیف الدولہ فوجیں فراہم نہ کر سکا۔ اپنے تھوڑے سے ہمراہیوں کو لے کر مقابلہ پر آیا عیسائیوں نے اسے شکست دے دی۔ آل حمدان نہایت بے رحمی سے پامال کئے گئے۔ دمستق نے ان تمام چیزوں پر جو سیف الدولہ کے محلسرائے خارج حلب میں تھیں قبضہ کر لیا بہت سا مال و اسباب ہاتھ آیا آلات حرب کی کوئی حد نہ تھی۔ دمستق نے ان چیزوں پر قبضہ کر لینے کے بعد محلسرا کو مسمار کرا دیا اور اگلے دن شہر حلب کے محاصرہ پر فوج کو متعین کیا اہل شہر نے بھی مدافعت پر کمر ہمت باندھی۔ دمستق نے اپنے مورچہ کو مصلحتاً کوہ جبوش پر لے جا کر قائم کیا اور رسد و غلہ کی آمد و رفت بند کر دی جس سے شہر کے اندر لوٹ اور غارت گری شروع ہو گئی لوگ اپنے مال و اسباب بچانے کی غرض سے لڑنے بھڑنے لگے۔ فتنہ و فساد کے فرو کرنے

کے لئے محافظین شہر پناہ کی توجہ اس جانب متوجہ ہوئی۔

عیسائیوں کا ظلم وستم

دمستق نے اس امر کا احساس کر کے شہر پناہ پر قبضہ کر لیا اور کمال آسانی سے شہر کے اندر اپنی فوج کو اتار دیا پھر کیا تھا سارے شہر پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا۔ ان عیسائی قیدیوں نے بھی زغہ کر دیا جو حلب میں محبوس تھے قتل و غارتگری کا بازار گرم ہو گیا تقریباً دس ہزار مسلمان قید کر لئے گئے جن میں چھوٹے چھوٹے لڑکے اور نہایت کم سن لڑکیاں بھی تھیں۔ جس قدر مال رومی لے جا سکتے تھے لے گئے باقی کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ بقیۃ السیف مسلمانوں نے شہر کے ایک قلعہ میں جا کر پناہ لی اور چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی۔ عیسائی بادشاہ کا ہمشیرہ زادہ قلعہ کی طرف محاصرہ کی غرض سے بڑھا۔ اہل قلعہ نے منجنیق کے ذریعے سے ایک پتھر کھینچ مارا اتفاق سے یہ پتھر اس کے سر پر لگا فوراً تڑپ کر مر گیا دمستق عیسائی بادشاہ نے اس وجہ سے ان تمام مسلمان قیدیوں کو جو اس کے قبضہ میں تھے جن کی تعداد بارہ سو تھی آنکھوں کے روبرو قتل کرا دیا اور محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا سواد اور مضافات حلب سے متعارض نہیں ہوا اور اس امید پر کہ آئندہ میرا چچا زاد بھائی ان لوگوں کو اپنے ظلم وستم کا شکار بنانے کو آئے گا شہر کے آباد کرنے کا حکم دے گا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی امید پوری نہ ہونے دی۔

سیف الدولہ کی عیسائیوں پر فوج کشی

سیف الدولہ نے شکست کے بعد اپنی فوجی حالت درست کی اور عین زربہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس کی شہر پناہ درست کرائی۔ اس کے حاجب نے اہل طرسوس کو مسلح کر کے بلاد روم میں فوج کشی کی اور ان کے مقبوضات کو تاخت و تاراج کر کے واپس ہوا رومیوں نے یہ خبر پا کر قلعہ ستہ پر چڑھائی کر دی اور اس پر قابض ہو گئے اس کے بعد قلعہ دلوکر پر بھی قبضہ کر لیا اس کے علاوہ اور تین قلعوں کو بھی دبا لیا جو اس کے قرب و جوار میں تھے اس کے بعد نجا (سیف الدولہ کا غلام) قلعہ زیاد پر حملہ آور ہوا۔ رومیوں کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہوئی میدان نجا کے ہاتھ رہا رومی شکست کھا کے بھاگے۔ تقریباً پانچ سو عیسائی گرفتار ہوئے۔ اسی سنہ میں ابوفراس بن سعید بن حمدان گورنر منبج کو عیسائیوں نے گرفتار کر لیا باقی ماندگان بھاگ کھڑے ہوئے ۳۵۱ھ میں رومیوں نے بلوہ کر کے اپنے بادشاہ کو قتل کر ڈالا اور ایک غیر شخص کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا۔

اہل حران کی بغاوت

سیف الدولہ نے اپنے بھائی ناصر الدولہ کے بیٹے ہبۃ اللہ کو دیار مضر وغیرہ کی حکومت پر مامور کیا تھا اس نے اہل دیار مضر کے ساتھ برے برتاؤ کئے تجار کا مال و اسباب بظلم وستم چھیننے لگا۔ رؤساء اور امراء پر طرح طرح کے محاصل پر مقرر کئے اہل شہر وقت اور موقع کا انتظار کرنے لگے جب یہ اپنے چچا سیف الدولہ کے پاس چلا گیا تو اہل شہر نے اس کے عمال اور نائبوں پر حملہ کر دیا ان لوگوں کو مار بھگایا ہبۃ اللہ ان واقعات سے مطلع ہو کر سرکوبی کی غرض سے ان لوگوں کی طرف روانہ ہوا۔ دو ماہ کامل ان کا محاصرہ کئے ہوئے قتل و غارت کرتا رہا بعد اس کے سیف الدولہ ان واقعات سے مطلع ہو کر آ پہنچا اہل شہر نے اطاعت قبول کی اور ہبۃ اللہ کو شہر میں داخل کر لیا ہبۃ اللہ نے بھی شہر میں داخل ہوتے ہی قتل عام کا حکم دیا۔ بات کی بات میں بغاوت فرو ہو گئی۔

ہبۃ اللہ کی بغاوت

اسی سنہ میں سیف اللہ نے موسم گرما میں اپنی فوجیں بلاد روم پر جہاد کی غرض سے روانہ کیں چنانچہ اہل طرسوس ایک سرحد سے داخل ہوئے دوسری سرحد کی طرف سے نجانے قدم بڑھایا اور چونکہ سیف الدولہ اس سے دو برس پہلے سے عارضہ فالج میں مبتلا ہوگیا تھا اس وجہ سے بغرض معالجہ ایک سرحد پر اس نے بھی پڑاؤ کیا۔ اہل طرسوس نے نہایت مستعدی سے اپنے فرائض ادا کئے جہاد کرتے ہوئے قونیہ تک پہونچے اور مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوئے واپس ہوئے سیف الدولہ بھی حلب کی جانب واپس ہوا درد اور تکلیف کی اس درجہ زیادتی ہوئی کہ لوگوں نے اس کی موت کی خبر اڑا دی اس کے بھائی کا بیٹا ہبۃ اللہ حکمرانی کے شوق میں اٹھ کھڑا ہوا اور ابن نجا عیسائی کو جو کہ سیف الدولہ کے غلاموں میں سے تھا قتل کر ڈالا اور جب اسے اپنے چچا کی زندگی کا یقین ہوگیا تو حران کی جانب کوچ کر گیا اور وہاں پہونچ کر قلعہ نشین ہوگیا سیف الدولہ نے اس کے تعاقب پر نجا کو مامور کیا چنانچہ نجا ہبۃ اللہ کی جستجو اور گرفتاری کی غرض سے حران آیا۔ ہبۃ اللہ یہ خبر پاکر اپنے باپ کے پاس موصل چلا گیا اور نجا نے آخری شوال ۳۵۲ھ میں حران میں قیام کر دیا اور اہل حران سے دس لاکھ دراہم بطور تاوان اور جرمانہ کے پانچ دن کے اندر بزور و جبر وصول کئے اہل حران نے اپنے قیمتی قیمتی اسباب فروخت کر ڈالے اور جلا وطن ہو کر میافارقین کا راستہ لیا۔

نجا کی بغاوت

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ نجا کو جو کچھ اہل حران کے ساتھ کرنا تھا کر چکا اور ان کے مال و اسباب پر بزور و جبر قابض ہوگیا اس سے اس کی قوت بڑھ گئی اور خیالات میں معقول طور سے تبدیلی واقع ہوگئی۔ فوجیں آراستہ کر کے میافارقین کی طرف روانہ ہوا اور بلاد آرمینیہ کا قصد کیا۔ اکثر بلاد آرمینیہ پر عراق کا ایک شخص جو ابوالورد کے نام سے معروف و مشہور تھا ایک مدت سے قابض تھا۔ نجا نے ابوالورد کو زیر کر کے اس کے مقبوضات اور قلعوں اور شہروں پر قبضہ کر لیا۔ خلاط اور ملازکرد پر قابض ہوگیا اور ابوالورد کا بہت سا مال و اسباب ضبط کر کے ابوالورد کو مار ڈالا۔ ان واقعات کے بعد نجا نے سیف الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اتفاق وقت سے اسی زمانہ میں معز الدولہ بن بویہ نے موصل اور نصیبین پر قبضہ کر لیا تھا۔ نجا نے بنی حمدان کے مقابلہ پر اس سے امداد طلب کی۔ اس کے بعد معز الدولہ سے ناصر الدولہ نے مصالحت کر لی اور معز الدولہ بغداد کی جانب واپس ہوا۔ پس سیف الدولہ نے نجا کی سرکوبی کے لئے اپنی فوج کو کوچ کا حکم دیا۔ نجا مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ سیف الدولہ نے ان تمام بلاد پر جسے نجا نے ابوالورد سے چھین لیا تھا قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد نجا اور اس کے بھائیوں اور اس کے ہمراہیوں نے سیف الدولہ سے امن کی درخواست کی سیف الدولہ نے انھیں امان دی اور نجا کو بدستور اس کے عہدہ پر بحال رکھا اس واقعہ کے بعد ماہ ربیع الآخر ۳۵۳ھ میں نجا پر میافارقین میں اس کے غلاموں میں سے ایک غلام نے رات کے وقت اسی کے مکان میں حملہ کر کے اس کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا۔

جنگ معز الدولہ و ناصر الدولہ

ناصر الدولہ اور معز الدولہ کے درمیان دس لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت ہوگئی تھی۔ اس کے بعد ناصر الدولہ نے مقررہ خراج ادا کرنے کے لئے میں میں اپنے بیٹے ابوتغلب مظفر کے جانے کی اجازت طلب کی۔ معز الدولہ نے اس درخواست کو منظور نہ کیا۔

اور فوجیں مرتب کر کے نصف ۳۵۳ھ میں موصل کی جانب کوچ کر دیا۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر نصیبین چلا گیا معز الدولہ نے پہونچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر موصل سے ناصر الدولہ کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ روانگی کے وقت موصل کے مالی اور جنگی صیغوں پر اپنی جانب سے جدا جدا نائب مقرر کرتا گیا۔ ناصر الدولہ کو نصیبین میں بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا۔ معز الدولہ کی آمد کی خبر پا کر نصیبین کو خالی کر دیا۔ معز الدولہ نے پہونچ کر نصیبین پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان واقعات کے اثناء میں ابو ثعلب کو موقع مل گیا فوراً موصل پر آ پہونچا اور قتل و غارتگری کا ہنگامہ برپا کر دیا۔ اس کے اطراف و جوانب پر تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا معز الدولہ کے سپہ سالاروں اور عمال نے ابو ثعلب کے حملوں کا مقابلہ کیا اور اسے فاش شکست دے دی اس سے معز الدولہ کے قلب کو اطمینان حاصل ہوا اور قیام پذیر ہو کر[1] .... اس کے آئندہ حالات کا انتظار کرنے لگا۔

ناصر الدولہ اور معز الدولہ کی مصالحت

اس مرتبہ ناصر الدولہ موقع پا کر موصل آگیا اور معز الدولہ کے ہمراہیوں اور سپہ سالاروں پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور اس میں سے جو سپہ سالاروں کا سردار تھا اسے قید کر لیا مال و اسباب اور ان آلات حرب پر جسے معز الدولہ موصل چھوڑ گیا تھا قبضہ کر لیا اور نہایت تیزی سے تمام چیزیں قلعہ کواشی میں اٹھا لایا۔ اس واقعہ کی اطلاع معز الدولہ تک پہونچی۔ بے حد صدمہ ہوا۔ چونکہ ناصر الدولہ کی قوت بڑھ گئی تھی اور بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہو گئی تھیں معز الدولہ اس کی مہم کو سر نہ کر سکا۔ مصالحت کا نامہ و پیام بھیجا ناصر الدولہ نے پیام صلح پا کے اپنی رضامندی ظاہر کی چنانچہ ناصر الدولہ اور معز الدولہ کے درمیان اس طور سے مصالحت ہوئی کہ معز الدولہ نے ناصر الدولہ کو موصل دیار ربیعہ اور اس کے تمام صوبجات کی سند حکومت بہ ادائے خراج مقررہ مرحمت فرمائی اور ناصر الدولہ سے یہ اقرار لے لیا گیا کہ مصالحت کے بعد ان قیدیوں کو قید سے رہا کر دے جو کہ معز الدولہ کے ہمراہیوں میں سے اس کے قبضہ میں ہیں۔ الغرض صلح نامہ مکمل اور مرتب ہونے کے بعد معز الدولہ بغداد کی جانب واپس ہوا۔

عیسائیوں کا مصیصہ پر قبضہ

۳۵۳ھ میں دمستق عیسائی بادشاہ نے لشکر روم کے ساتھ بلاد اسلامیہ کے تاخت و تاراج کرنے کی غرض سے حملہ کیا مصیصہ پر پہونچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ اور نہایت شدت سے لڑائی شروع کر دی۔ اس کے قصبات اور مضافات کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ شہر پناہ کی دیواروں میں بہت بڑا روزن بنا لیا۔ اہل شہر کمال جد و جہد سے اس کی مدافعت کر رہے تھے چنانچہ ایک حد تک ان کو کامیابی بھی ہو گئی تب دمستق نے مصیصہ سے اذنہ اور طرسوس کی جانب کوچ کیا اس کے اطراف و جوانب میں اس کا جور و ستم حد سے بڑھ گیا۔ ہزارہا مسلمانوں کو تہ تیغ کیا۔ گرانی بہت بڑھ گئی۔ اشیاء خوردنی قریب قریب ناپید ہو گئیں۔ سیف الدولہ کا مرض قدیم پھر عود کر آیا جس کی وجہ سے وہ ان عیسائیوں کی سرکوبی کے لئے نہ اٹھ سکا خراسان سے پانچ ہزار پیادہ جہاد کی غرض سے آ پہونچے۔ سیف الدولہ نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی اور ان لوگوں کے آجانے کی وجہ سے عیسائیوں کی مدافعت پر اٹھ کھڑا ہوا اتفاق یہ کہ ان مجاہدین کے پہونچنے سے پیشتر رومی عیسائی اپنے بلاد کی جانب واپس ہو گئے تھے۔ ان مجاہدین کا گروہ گرانی اور غلہ کی کمی کی وجہ سے سرحدی بلاد میں متفرق اور منتشر ہو گیا۔

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے ۱۲ (مترجم)

دمستق کا طرسوس کا محاصرہ

رومی عیسائی پندرہ یوم کے بعد پھر واپس ہوئے اور دمستق نے اہل مصیصہ، اذنہ اور طرسوس کو اپنی واپسی کی دھمکی دی اور انہیں جلا وطن ہو کر چلے جانے کی تاکید کی۔ ان لوگوں نے سماعت نہ کی تب دمستق پھر ان لوگوں کی طرف لوٹ آیا اور طرسوس کا محاصرہ کر لیا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ ہزار ہا جانیں تلف ہوئیں مسلمانوں نے عیسائیوں کے بطریقوں میں سے ایک بطریق کو گرفتار کر لیا۔ دمستق گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ عیسائی ناکام ہو کر اپنے ملک کی طرف واپس ہوئے۔ اس کے بعد نقفور بادشاہ روم نے قسطنطنیہ سے ۳۵۴ھ میں اسلامیہ سرحدی بلاد کی جانب حملہ کیا۔ اور قیساریہ کے نام سے ایک شہر آباد کر کے قیام پذیر ہوا اور چاروں طرف فوجیں روانہ کیں۔

مصیصہ کا تاراج

اہل مصیصہ اور طرسوس نے مصالحت کا پیام بھیجا۔ رومی بادشاہ نے صلح سے انکار کیا اور بنفسہ فوج کے ساتھ مصیصہ کی طرف روانہ ہوا۔ اہل مصیصہ مقابلہ کی تاب نہ لا سکے رومی بادشاہ بزور جنگ شہر میں گھس پڑا۔ اور اسے خوب پامال اور تاخت و تاراج کیا۔ وہاں کے باشندوں کو بلاد روم کی طرف جلا وطن کر کے بھیج دیا۔ ان جلا وطنوں کی تعداد دو لاکھ تھی

اہل طرسوس کا انخلاء

[illegible] مہم سے فارغ ہو کر طرسوس کی طرف گیا اور اہل طرسوس کو اس شرط پر امن [illegible] کہ شہر پناہ کے دروازے کھلوا لئے کہ وہ لوگ جتنا مال و اسباب لے جا سکیں اپنے ساتھ اٹھا لے [illegible] اور طرسوس کو چھوڑ کر انطاکیہ چلے جائیں۔ چنانچہ اہل طرسوس اس شرط کے مطابق طرسوس کو خیرباد کہہ کر انطاکیہ کی جانب روانہ ہوئے بادشاہ روم نے چند دستہ فوج کو ان کی نگرانی پر مامور کر دیا تاکہ انطاکیہ کے سوا اور کسی طرف جانے نہ پائیں۔ اہل طرسوس کی جلا وطنی کے بعد عیسائی بادشاہ طرسوس کی تعمیر اور آبادی کی جانب متوجہ ہوا۔ ہر طرح سے اسے مضبوط اور مستحکم بنانے کی تدبیریں کیں گرد و نواح سے رسد و غلہ فراہم کر کے طرسوس میں جمع کیا اور جب اس انتظام سے فراغت پائی تو قسطنطنیہ کی جانب واپس ہوا۔ اس کے بعد دمستق بن شمیسق نے بقصد جنگ سیف الدولہ میا فارقین کا قصد کیا لیکن بادشاہ قسطنطنیہ نے روک دیا۔

رشیق نعیمی

جس وقت رومیوں نے طرسوس پر قبضہ کر لیا رشیق نعیمی ان کے سپہ سالاروں اور ان کے مدبرین میں سے چند نفر کے ساتھ انطاکیہ پہونچا۔ ابن ابی الاہوازی بھی جباۃ سے انطاکیہ میں اس کے پاس آ گیا اور اسے بغاوت پر ابھار دیا۔ اور اسے یہ سمجھایا کہ سیف الدولہ میا فارقین میں علیل ہے نقل و حرکت سے مجبور ہو رہا ہے شام سے واپس نہیں آ سکے گا۔ مزید براں جو کچھ اس کے پاس زر نقد تھا اس سے اس کی امداد کی۔ رشیق نے بغاوت پر کمر باندھ لی۔ اور انطاکیہ کو دبا بیٹھا اس کے بعد حلب کی طرف بڑھا۔ اس وقت حلب میں عرقویہ تھا۔

اہل انطاکیہ کی بغاوت

رفتہ رفتہ اس کی خبر سیف الدولہ تک پہونچی کہ رشیق نے بغاوت پر کمر باندھی ہے۔ ابن الاہوازی انطاکیہ چلا گیا ہے اور دیلم میں سے ایک شخص کو اس کی امارت پر مامور کیا ہے اس شخص کا نام وزیر تھا جس نے اپنے کو امیر کے لقب سے ملقب کیا۔ اور یہ خیال قائم کیا کہ یہ علوی ہے اس نے اپنے کو استاد کے نام سے موسوم کیا۔

اس نے اہل انطاکیہ کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے۔ عرقوبہ نے حلب سے اس کا قصد کیا۔ ان لوگوں نے اسے شکست دے دی اس کے بعد سیف الدولہ میا فارقین سے حلب آپہونچا اور فوجیں تیار کرکے انطاکیہ کی جانب کوچ کیا اور وزیر اور اہوازی سے مدتوں لڑتا رہا بالآخر یہ دونوں گرفتار کرکے سیف الدولہ کے روبرو پیش کئے گئے۔ سیف الدولہ نے وزیر کو سزائے موت دی اور ابن اہوازی کو چند سے قید رکھ کے قتل کر ڈالا۔ انطاکیہ کی بغاوت فرو ہوگئی

مروان قرمطی کی بغاوت

اس کے بعد حمص میں مروان قرمطی نے بغاوت کر دی۔ یہ قرامطہ کے متبعین میں سے تھا سیف الدولہ کی جانب سے یہ سواحل کی حکومت پر تھا جس وقت اس کی قوت بڑھ گئی اس نے حمص میں مخالفت کا اعلان کرکے قبضہ کر لیا اس کے علاوہ جن دنوں سیف الدولہ میا فارقین گیا ہوا تھا اور شہروں پر قابض ہوگیا سیف الدولہ نے اس کی سرکوبی پر عرقوبہ اور اپنے غلام بدر کو فوجیں لے کر روانہ کیا۔ دونوں فریق مدتوں گتھے رہے انہی لڑائیوں میں مروان کو ایک پتھر آلگا مگر پھر بھی ثابت قدمی سے مدتوں لڑتا رہا اس کے ہمراہی جی توڑ کر لڑ رہے تھے۔ ان لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں بدر گرفتار ہوگیا مروان نے اسے بار حیات سے سبکدوش کر دیا مروان اس واقعہ کے بعد چند روز زندہ رہا۔

رومیوں کا دارا پر قبضہ

۳۵۲ھ میں رومی عیسائیوں کے لشکر نے سرحدی بلاد اسلامیہ کی جانب قتل و غارت گری کی غرض سے حملہ کیا چنانچہ آمد پر پہونچ کر محاصرہ ڈال دیا اور اہل آمد کے قتل اور قید کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ مگر فتحیاب نہ ہوا اہل آمد نے قلعہ بندی کر لی تب عیسائیوں نے دارا کی طرف جو کہ میا فارقین کے قریب واقع تھا قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہوگئے باشندگان دارا نصیبین چلے گئے۔ ان دنوں سیف الدولہ وہیں موجود تھا ان لوگوں کے بھاگ آنے سے بے حد مغموم ہوا اسی وقت عرب کے نامی نامی جنگ آوروں کو ان کے ہمراہ لڑائی پر جانے کی غرض سے بلا بھیجا۔ رومی عیسائی یہ خبر پاکر الٹے پاؤں لوٹ گئے اور سیف الدولہ ان کی جگہ وہاں پر قیام پذیر ہوا۔ رومی عیسائی دارا سے نکل کر انطاکیہ پر جا پہونچے مدتوں اس کا محاصرہ کئے رہے اور اس کے گرد و نواح کو لوٹتے رہے۔ اہل انطاکیہ نے ناکہ بندی کر لی مجبوراً ناکام ہو کر طرسوس کی جانب واپس ہوئے۔

سیف الدولہ کی وفات

ماہ صفر ۳۵۶ھ میں سیف الدولہ ابوالحسن علی بن ابی الہیجا عبداللہ بن حمدان نے حلب میں سفر آخرت اختیار کیا۔ نعش میا فارقین اٹھالائی گئی اور وہیں دفن کر دی گئی اس کی جگہ تخت حکومت پر اس کا بیٹا ابو المعالی شریف متمکن ہوا۔

ناصر الدولہ کی اسیری

پھر اسی سنہ میں ماہ جمادی الاولیٰ میں ناصر الدولہ برادر سیف الدولہ کو اس کے بیٹے ابو تغلب نے موصل میں قید کر دیا ابو تغلب ناصر الدولہ کا لڑکا تھا قید کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ناصر الدولہ نے بڑھاپے کی وجہ سے بداخلاقی شروع کر دی۔ اس کی اولاد اور اس کے اراکین حکومت نے مخالفت کی ناصر الدولہ ان لوگوں کے ساتھ بھی سختی سے پیش آنے لگا اس سے ان لوگوں کے دل ناصر الدولہ سے بیزار ہوگئے اور جب ان لوگوں کے کانوں تک معز الدولہ ابن بویہ کے قصد کی خبر پہونچی تو ناصر الدولہ کی اولاد نے عراق کا قصد کیا ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو روکا اور یہ کہا کہ صبر کرو یہاں تک بختیار بن معز الدولہ داد و دہش کرنے لگے۔ جب

معزالدولہ کا ذخیرہ ختم ہو جائے گا اس وقت تم لوگوں کا فتحیاب ہونا آسان ہو جائے گا اور اگر میرا کہنا تم نہ سنو گے تو میں تم لوگوں کے خلاف معزالدولہ سے امداد طلب کر کے تم لوگوں کو بے حد زیر بار کروں گا اس پر ناصرالدولہ کی اولاد نے اصرار کیا ابو ثعلب کو موقع مل گیا اس نے اراکین دولت اور خادموں کو اپنے ساتھ ملا کر اپنے باپ کو گرفتار کر کے قلعہ میں نظربند کر دیا اور اس کی خدمت پر چند لوگوں کو مامور کر دیا اس معاملہ میں ابو ثعلب کے بعض بھائیوں نے ابو ثعلب کی مخالفت کی اس وجہ سے اس کے کاموں اور نظام حکومت میں ایک گونہ اضطراب اور اختلال پیدا ہو گیا مجبوراً اسے بختیار بن معزالدولہ سے ملنا پڑا۔ اپنے بھائیوں کے مقابلہ میں دلائل اور براہین پیش کرنے، غرض سے تجدید عہد نامہ کی درخواست کی پس بختیار بن معزالدولہ نے تیس لاکھ درہم سالانہ پر اسے سند حکومت دے دی۔

ابو المعالی شریف والی حلب

سیف الدولہ کے انتقال کے بعد جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اس کا بیٹا ابو المعالی شریف عنان حکومت کا مالک ہوا سیف الدولہ نے اپنے زمانہ حیات میں ابو فراس بن ابی العلاء سعد بن حمدان کو حلب کی حکومت پر متعین کیا تھا رومیوں نے اسے منبج کی لڑائی میں گرفتار کر لیا۔ پھر جب ۳۵۵ھ میں سیف الدولہ اور عیسائیان روم کے درمیان مصالحت ہوئی تو سیف الدولہ نے اس کا زر فدیہ ادا کر کے اسے قید فرنگ سے نجات دلائی تھی اور حمص کی گورنری پر متعین کر دیا تھا سیف الدولہ کی وفات کے بعد اسے ابو المعالی کی جانب سے منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی۔ حمص کو چھوڑ کر حمص ہی کے قریب ایک وادی کے کنارے صدد نامی ایک گاؤں میں قیام اختیار کیا اور مخالفت کا اعلان کر دیا۔

ابو فراس کا قتل

پس ابو المعالی نے بنی کلاب وغیرہ دیہاتی عربوں کو جمع کر کے عرقوبہ کے ساتھ ابو فراس کی جستجو اور گرفتاری پر روانہ کیا۔ چنانچہ عرقوبہ اس کی تلاش میں صدد پہونچا۔ ابو فراس کے ہمراہیوں نے ابو فراس کے لئے امن کی درخواست کی ابو فراس بھی انہی لوگوں میں تھا عرقوبہ نے انہیں امان دی اور جب وہ لوگ آزادانہ نکلنے لگے تو عرقوبہ نے ابو فراس کو گرفتار کرا کے قتل کر ڈالا اور سر اتار کر ابو المعالی کی خدمت میں بھیج دیا ابو فراس اس کا ماموں تھا۔

ابو ثعلب اور حمدان کی جنگ و مصالحت

ناصرالدولہ بن حمدان کی ایک بیوی فاطمہ بنت احمد کردی نامی تھی یہی ابو ثعلب کی ماں تھی اسی نے اپنے بیٹے ابو ثعلب کا اس کے باپ کی گرفتاری میں ہاتھ بٹایا جب ناصرالدولہ نظربند کر دیا گیا تو ناصرالدولہ نے اپنے بیٹے حمدان کو قید کی تکلیف سے نجات دینے کے لئے بلا بھیجا۔ اتفاق سے اس خط کے مضمون سے ابو ثعلب مطلع ہو گیا اس نے اپنے باپ کو قلعہ موصل سے قلعہ کواشی منتقل کر دیا۔ شدہ شدہ اس کی خبر حمدان تک گئی یہ اپنے چچا سیف الدولہ کی وفات کے وقت رحبہ سے رقہ چلا گیا تھا اور اس پر قابض ہو گیا تھا۔ جب اسے اس کے باپ کا یہ خط ملا تو فوراً نصیبین کی جانب کوچ کیا اور فوجیں مرتب کرنے لگا اور اپنے بھائی کے پاس کہلا بھیجا کہ پدر بزرگوار کو قید کی تکلیف سے نجات دے دو ورنہ خیر نہ ہوگی۔ ابو ثعلب یہ پیام پا کر آگ بگولا ہو گیا سامان جنگ درست کر کے حمدان سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر دیا۔ حمدان مقابلہ نہ کر سکا شکست کھا کے رقہ کی طرف چلا گیا ابو ثعلب بھی اس کے تعاقب میں رقہ پہونچا۔ کئی مہینے اس کا محاصرہ کئے رہا پھر دونوں میں مصالحت ہو گئی اور ہر ایک اپنے اپنے دارالحکومت واپس آیا۔ اس کے

بعد قید ہی کی حالت میں ناصر الدولہ ۳۵۸ھ میں راہگزار... عالم آخرت ہوا۔ موصل میں دفن کیا گیا۔

ابوالبرکات کی رحبہ پر فوج کشی

ابوثعلب نے اپنے بھائی ابوالبرکات کو ہمدان کے پاس رحبہ روانہ کیا اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ حمدان کے ہمراہی اور اعوان وانصار حمدان سے علیحدہ ہوگئے۔ حمدان نے بختیار کے سایہ عاطفت میں پناہ حاصل کرنے کے لئے عراق کا راستہ لیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا رمضان سنہ مذکور میں بغداد میں داخل ہوا تحائف اور ہدایا پیش کئے بختیار بن معز الدولہ نے ابوثعلب کے پاس نقیب احمد پدر شریف رضی کو اس کے بھائی حمدان سے مصالحت کر لینے کا پیام دے کر بھیجا اس نے اس تحریک کے مطابق مصالحت کر لی چنانچہ صلح ہو جانے کے بعد حمدان نصف ۳۵۹ھ میں رحبہ کی جانب واپس ہوا۔ ابوالبرکات نے اس کی رفاقت ترک کر دی چند روز بعد اس نے حمدان کو طلبی کا خط روانہ کیا حمدان نے حاضری سے انکار کیا اس پر ابوثعلب نے اپنے بھائی ابوالبرکات کو دوبارہ اپنی فوجوں کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے حمدان کی طرف روانہ کیا حمدان نے یہ خبر پا کر رحبہ چھوڑ دیا اور بیابان کا راستہ لیا ابوالبرکات نے رحبہ پر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ایک شخص کو مامور کر کے رقہ کی طرف کوچ کیا پھر رقہ سے عربان کی جانب روانہ ہوا۔ حمدان موقع پا کر رحبہ پہونچ گیا اور بزور تیغ شہر میں گھس کر ابوثعلب کے عمال اور حکام کو مار ڈالا۔ ابوالبرکات اس واقعہ سے مطلع ہو کر لوٹ پڑا۔ دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی حمدان نے ابوالبرکات کے سر پر ایک ایسی گہری چوٹ ماری جس سے اس کا سر پھٹ گیا۔ گھوڑے پر سے کھینچ کر زمین پر ڈال دیا اور جھٹ پٹ مشکیں باندھ کر گرفتار کر لیا۔ زخم کاری لگا تھا اسی دن مر گیا نعش موصل لائی گئی اور وہیں اپنے باپ کے پاس دفن کیا گیا۔

ابوفراس کی معزولی

تب ابوثعلب نے بذاتہ حمدان کو ہوش میں لانے کی غرض سے تیاری کی۔ اپنے بھائی ابوفراس محمد کو نصیبین کی حکومت پر مامور کیا پھر تھوڑے دن بعد اس وجہ سے کہ اس نے حمدان سے سازش کر لی تھی معزول کر دیا اور طلب کر کے گرفتار کر لیا بلاد موصل کے قلعہ تلاشی میں لے جا کر قید کیا اس واقعہ سے اس کے اور بھائیوں ابراہیم اور حسن پر برا اثر پڑا وہ لوگ اس سے ناراض اور کبیدہ خاطر ہو کر ماہ رمضان ۳۶۳ھ میں اپنے بھائی حمدان کے پاس چلے گئے۔ ابوثعلب اس سے مطلع ہو کر ان کے سر پر دھوکہ دینے کی غرض سے پہونچ گیا ان لوگوں نے مقابلہ سے جی چرایا۔ پھر ابراہیم اور حسن (اس کے دونوں بھائیوں) نے امن کی درخواست کی ابوثعلب نے انھیں امن دے دیا۔ اور ان کے خبث باطنی سے مطلع نہوا حمدان کے اکثر مصاحبوں نے ان دونوں کی اتباع کی۔ حمدان سنجار سے عربان واپس آیا اس اثنا میں ابوثعلب اپنے بھائیوں کے دغا اور فریب سے مطلع ہو گیا۔ دونوں یہ خبر پا کر بھاگ گئے اس کے بعد حسن نے امن کی درخواست پیش کی اور پھر ابوثعلب کی خدمت میں لوٹ آیا۔

ابوثعلب کا رحبہ پر قبضہ

حمدان نے رحبہ میں بطور نائب اپنے غلام نجا کو مامور کر رکھا تھا۔ نجا نے اس کے تمام اسباب اور مال وزر پر قبضہ کر کے اور سب مال لے کر حران بھاگ گیا اس وقت حران میں سلامہ برقعیدی ابوثعلب کی جانب سے امارت کر رہا تھا۔ حمدان رحبہ کی طرف واپس ہوا اور ابوثعلب قرقیسیا چلا گیا اور وہاں پہونچ کر رحبہ کی طرف فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ اس فوج نے فرات کو عبور

کرکے رحبہ پر قبضہ کر لیا۔ حمدان اپنی جان بچا کر اپنے بھائی ابراہیم کے ساتھ سنجار چلا گیا۔ والی سنجار نے ان دونوں کی بڑی آؤ بھگت کی یہ دونوں مدتوں وہاں ٹھہرے رہے اور ابو ثعلب موصل کی جانب واپس چلا آیا۔ یہ تمام واقعات آخر ۳۵۶ھ میں وقوع پذیر ہوئے تھے۔

عیسائیوں کا طرابلس اور حمص کا تاراج

۳۸۵ھ میں بادشاہ روم ملک شام میں داخل ہوا۔ کیوں کہ ملک شام میں کوئی ایسا شخص اس وقت موجود نہ تھا جو اسے ترکی بہ ترکی جواب دیتا یا اس کی مدافعت کرتا۔ جی کھول کر اطراف طرابلس کو تاخت و تاراج کیا۔ اہل طرابلس نے اپنے گورنر کو اس کے ظلم و ستم کی وجہ سے رقہ کی طرف نکال دیا تھا۔ رومیوں کو موقع مل گیا۔ طرابلس میں لوٹ مار کر کے رقہ کی جانب بڑھے اور ایک طویل محاصرہ کے بعد اس پر بھی قابض ہو گئے اور اسے خاطر خواہ تاخت و تاراج کیا۔ اس کے بعد حمص کی جانب کوچ کیا۔ اہل حمص نے ان عیسائیوں کے پہونچنے سے پہلے حمص خالی کر دیا تھا۔ رومی عیسائیوں نے پہونچتے ہی اسے جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اور بلاد سواحل کی طرف جھکے۔ ان شہروں میں سے اٹھارہ شہروں پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا اور عام طور سے قصبات اور دیہات کو پامال کیا۔ ان واقعات سے عیسائیوں کے حوصلے بڑھ گئے کوئی ان کی روک ٹوک کرنے والا نہ تھا۔

عیسائیوں کا حلب اور انطاکیہ کا محاصرہ

تھوڑے ہی دن میں تمام بلاد ساحل اور اطراف شام میں پھیل گئے صرف معدودے چند عرب باقی رہ گئے تھے جو وقتاً فوقتاً عیسائیوں کو اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کی زیارت کرا دیتے تھے پھر والی روم نے لوٹ کر حلب اور انطاکیہ کے حصار کے قصد سے فوجیں فراہم کیں مگر یہ سُن کر کہ وہ لوگ پورے طور سے مقابلہ پر آئیں گے اپنے ملک کو لوٹ گیا۔ اس کے ہمراہ مسلمان قیدیوں کا ایک بڑا گروہ تھا جو تعداد میں ایک لاکھ نفر تھے ان دنوں حلب میں قرعویہ نامی ایک شخص حکومت کر رہا تھا جو سیف الدولہ کا مولیٰ (آزاد غلام) تھا۔ اس نے عیسائیوں کے طوفان بے تمیزی کی خوب روک تھام کی انھیں ایام میں بادشاہ روم نے اپنی فوج کو شبخون مارنے کی غرض سے جزیرہ کی جانب روانہ کیا۔ یہ فوج کفر توثا تک قتل و غارت کرتی ہوئی پہونچ گئی اور اس کے اطراف و جوانب کو جی کھول کر پامال کیا۔ ابو ثعلب میں ان دشمنان اسلام کی مدافعت کی قوت ہی نہ تھی۔

قرعویہ کی خود سری

قرعویہ سیف الدولہ کا وہی غلام ہے جس نے سیف الدولہ کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ابو المعالی کی حکومت کی بیعت لی تھی۔ جب ۳۵۵ھ کا دور آیا تو قرعویہ نے ابو المعالی کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور اسے حلب سے نکال کر خود سر حکمراں بن بیٹھا۔ ابو المعالی حلب سے نکل کر حران کی طرف گیا۔ اہل حران نے بھی اسے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ تب ابو المعالی نے میافارقین کا راستہ اختیار کیا جہاں کہ اس کی والدہ تھی۔

ابو المعالی کی میافارقین میں آمد

ابو المعالی کی والدہ سعید بن حمدان برادر ابو فراس کی بیٹی تھی اس سے کسی نے یہ جڑ دیا کہ ابو المعالی تمہیں قید کرنے کے لئے آرہا ہے اس وجہ سے اس نے بھی چند دن تک میافارقین میں ابو المعالی کو داخل نہ ہونے دیا جب تک اسے

اپنا ذاتی اطمینان نہ ہوگیا اور اس کی طرف سے اس کے خیالات تبدیل نہ ہوگئے تب اس نے ابوالمعالی کو اور جن لوگوں سے یہ خوش تھی ان کو میا فارقین میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ رسد و غلہ کا انتظام کر دیا اور اور باقی ماندگان کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔

ابوالمعالی کی حماۃ کو روانگی

اس کے بعد ابوالمعالی نے جنگ قرعویہ کی تیاری کی یہ ان دنوں حلب میں تھا اس نے حلب کی قلعہ بندی کر لی تب ابوالمعالی حماۃ چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہوگیا۔ حران میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا حالانکہ اس کی طرف سے وہاں اس کا کوئی گورنر نہ تھا۔ اہل حماۃ نے مشورہ کر کے اپنے ہی لوگوں میں سے ایک شخص کو اپنا حکمران بنالیا۔ جو ان پر حکومت کرنے لگا۔

ابوثعلب کی روانگی میافارقین

ابوثعلب یہ سن کر کہ ابوالمعالی نے قرعویہ حلب کی طرف بارادہ جنگ کوچ کیا ہے فوجیں مسلح کر کے میا فارقین کی جانب روانہ ہوا۔ سیف الدولہ کی بیوی نے ابوثعلب سے مزاحمت کی اور اس کام میں آڑے آگئی بالآخر دونوں میں باہم پر مصالحت ہوگئی کہ زوجہ سیف الدولہ دو لاکھ دینار ابوثعلب کو بطور تاوان یا رجیہ جنگ ادا کرے اس کے بعد لگانے بجھانے والوں نے زوجہ سیف الدولہ سے یہ جڑ دیا کہ ابوثعلب عنقریب شہر پر قبضہ کرنے والا ہے۔ زوجہ سیف الدولہ یہ سن کر برہم ہوگئی۔ رات کے وقت اپنی فوج کو شبخون مارنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ ابوثعلب کے لشکر گاہ سے بہت سا مال و اسباب لوٹ لے گئی۔ ابوثعلب نے بمنت درخواست پیام بھیجا۔ زوجہ سیف الدولہ نے محض ان چیزوں کو جو اس کے سپاہی لوٹ لے گئے تھے واپس کر دیا اور ایک لاکھ درہم دے کر اس کے قیدیوں کو رہائی دی۔ پس ابوثعلب میا فارقین سے واپس ہوا۔

عیسائیوں کا انطاکیہ پر قبضہ

۳۵۹ھ میں عیسائی رومی لشکر نے انطاکیہ پر قبضہ کر لیا پہلے قلعہ لوقا پر پہونچ کر محاصرہ ڈالا۔ قلعہ لوقا انطاکیہ کے قریب ایک قلعہ تھا جس میں عیسائی رہتے تھے۔ رومی عیسائیوں نے عیسائیان لوقا سے سازش کر لی۔ اور اس امر پر انہیں راضی کر کے انطاکیہ بھیج دیا کہ وہ انطاکیہ جلا وطن ہو کر چلے جائیں اور یہ ظاہر کریں کہ ہم لوگ رومیوں کے ظلم و ستم سے تنگ آکر اپنی عزت اور جان بچانے کے خیال سے انطاکیہ بھاگ آئے ہیں اور پھر جب رومی لشکر انطاکیہ پر حملہ آور ہو تو اندرون شہر سے عیسائی رومی لشکر کو شہر پر قبضہ دلانے میں ہاتھ بٹائیں۔ چنانچہ اہل لوقا جلا وطن ہو کر انطاکیہ چلے گئے۔ اور ایک پہاڑ پر جو کہ انطاکیہ سے ملا ہوا تھا مقیم ہوئے۔ دو مہینے کے بعد بعفور والی روم کا بھائی چالیس ہزار کی جمعیت سے انطاکیہ پہ چڑھ آیا اور حملے شروع کر دیئے۔ اہل لوقا نے حسب قرارداد سابق اپنی جانب کی شہر پناہ پر رومی لشکر کو قبضہ دے دیا۔ اہل انطاکیہ اس امر کا احساس کر کے بدحواس ہو گئے عیسائیوں نے شہر میں گھس کر قتل و غارت گری شروع کر دی بیس ہزار مسلمانوں کو گرفتار کر کے اپنے دارالحکومت روانہ کر دیا اس کے بعد سامان جنگ درست کر کے حلب کے سر کرنے کو عیسائیوں نے قدم بڑھایا۔

عیسائیوں کا محاصرہ حلب

ان دنوں حلب میں ابوالمعالی شریف بن سیف الدولہ امیر قرعویہ اپنے ایک گورنر پر محاصرہ ڈالے ہوئے تھا یہ خبر پاکر کہ رومیوں کا ٹڈی دل لشکر حلب کی طرف آرہا ہے حلب کو چھوڑ دیا اور ایک سنسان میدان میں گھس گیا عیسائیوں نے پہونچتے ہی شہر حلب پر قبضہ کرلیا۔ قرعویہ اور اہل شہر نے قلعہ میں جاکر پناہ لی اور دروازے بند کرلئے۔ رومی عیسائی مدتوں قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے لڑتے رہے بالآخر قرعویہ نے بشرط ادائے خراج جو دونوں فریقوں کے درمیان طے پایا تھا مصالحت کرلی اس کے علاوہ ایک شرط یہ بھی قرار دی گئی تھی کہ رومی عیسائی لشکر سے مضافات فرات میں رسد بہم پہونچانے میں روک ٹوک نہ کی جائے۔ اس مصالحت میں حمص، کفرطاب، معرہ، افامیہ، شیزر اور جس قدر قلعے اور قصبے ان مقامات کے درمیان تھے داخل تھے مقامات مذکورہ بالا کے رہنے والوں نے بطور ضمانت چند رؤسا رومیوں کے حوالہ کئے۔ رومیوں نے حلب سے اپنا محاصرہ اٹھالیا۔ اسی اثنا میں برادر والی روم نے ایک فوج عظیم ملاذکرد مضافات صوبہ آرمینیہ کی طرف روانہ کی تھی چنانچہ اس فوج نے ملاذکرد پر محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ اسے فتح کرلیا۔ ان پیہم کامیابیوں سے ادھر عیسائیوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ ادھر ہر طرف کے سرحدی امراء اسلام عیسائیوں کے رعب سے بید کی طرح تھرا اٹھے۔

یعفور والی قسطنطنیہ کا قتل

یعفور عیسائی قسطنطنیہ کا رومی بادشاہ تھا۔ یہ وہی قسطنطنیہ ہے جو اس وقت سلاطین عثمانیہ کے قبضہ وتصرف میں ہے۔ جو شخص اس شہر کا والی ہوتا تھا وہ دمستق کہلاتا تھا۔ یعفور بھی دمستق تھا خاندان شاہی سے نہ تھا۔ یہ نہایت متعصب اور مسلمانوں کا جانی دشمن تھا۔ اسی نے حلب پر زمانہ سیف الدولہ میں قبضہ حاصل کرلیا تھا۔ طرسوس، آرمینیہ اور عین زربہ کے پہاڑوں پر اپنی فتح یابی کا جھنڈا گاڑا تھا۔ اس نے بادشاہ قسطنطنیہ کو جو اس سے پیشتر تھا قتل کرکے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اس کی بیوی سے شادی کرلی۔ مقتول بادشاہ قسطنطنیہ کے نطفہ سے اس بیگم کے دو بیٹے تھے۔ قسطنطنیہ کی عنان حکومت پر قبضہ کرنے کے بعد بلاد اسلامیہ پر ظلم وستم کا ہاتھ بڑھایا تمام سرحد شام اور جزیرہ کو تہ وبالا کردیا۔ امرائے اسلام اس کے نام سے ڈرنے لگے اور انہیں اپنے ملک کے بچانے کی فکر پڑ گئی۔ چند روز بعد اس نے ان دونوں لڑکوں کو جو بادشاہ سابق مقتول کی نسل سے تھے خصی کروانے کا قصد کیا تاکہ ان کی آئندہ نسل منقطع ہو جائے۔ اور کوئی شخص بھی اس کے لڑکوں میں سے مزاحمت کرنے والا نہ رہ جائے اتفاق سے اس قصد سے ان دونوں کی ماں مطلع ہوگئی شمشقیق دمستق کو اس راز سے آگاہ کیا اور یعفور کے قتل میں اس سے سازش کی چنانچہ اس نے اسے ایک روز رات کے وقت بار حیات سے سبکدوش کردیا۔

یعفور کا باپ مسلمان تھا۔ طرسوس کا رہنے والا تھا۔ ابن عطاس کے نام سے معروف تھا۔ اللہ جانے کیا دل میں آئی کہ عیسائی ہوگیا اور قسطنطنیہ چلا گیا۔ ترقی کرتے کرتے بادشاہ ہوگیا اور اس کا ایسا دور دورہ ہوا کہ باید وشاید۔

یہ بہت بڑی غلطی ہے عقلاء کی، اس کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیئے۔ مناسب یہ ہے کہ جو شخص بازاری ہو۔

اور بے اصل و بے خانما ہوتے اور خاندان حکومت کے نسب سے بعید ہوا سے اس درجہ پر نہ پہنچنے دینا چاہئے اس مضمون کو مقدمۃ الکتاب میں کافی اور معقول طور سے بیان کر آئے ہیں۔

ابوثعلب کا حران پر قبضہ

نصف ۳۵۹ھ میں ابوثعلب نے حران پر قبضہ کیا تقریباً ایک ماہ کامل محاصرہ کئے رہا۔ بالآخر اہل حران سے دو شخص شب کے وقت ابوثعلب کے پاس مصالحت کرنے کے لئے آئے اور تمام اہل شہر کے لئے امان حاصل کر کے واپس چلے گئے۔ اہل شہر کو یہ خبر معلوم ہوئی تو بگڑ گئے جنگ پر آمادہ و مستعد ہو گئے۔ مگر پھر سوچ سمجھ کر مصالحت پر متفق ہوئے اور ابوثعلب کی خدمت میں حاضر ہو کر اطاعت اور فرمانبرداری کی قسمیں کھائیں چنانچہ ابوثعلب اپنے بھائیوں اور ہمراہیوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے شہر گیا اور بعد نماز جمعہ پھر اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ سلامت برقعیدی کو جو اصحاب بنی حمدان میں ایک نامور شخص تھا حران کا گورنر مقرر کیا اس اثنا میں یہ خبر گوش گذار ہوئی کہ بنونمیر نے اطراف موصل میں غارت گری اور قتل کا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اور وہاں کے گورنر برقعیدی کو قتل کر ڈالا ہے فوراً سامان سفر و جنگ درست کر کے نہایت تیزی سے موصل کی جانب چلا۔

قرعویہ اور ابوالمعالی کی مصالحت

ہم اوپر ۳۵۸ھ میں قرعویہ کی خودسری حکومت حلب اور ابوالمعالی بن سیف الدولہ کے وہاں سے نکل آنے کا تذکرہ تحریر کر آئے ہیں اور یہ بھی بیان کر آئے ہیں کہ ابوالمعالی حلب سے نکل کر اپنی ماں کے پاس میافارقین چلا آیا تھا اس کے بعد قرعویہ سے جنگ کرنے اور اس پر محاصرہ ڈالنے کی غرض سے حلب کی طرف واپس ہوا پھر لوٹ کر حمص آیا اور وہیں قیام پذیر ہوا۔ تھوڑے دن بعد قرعویہ اور ابوالمعالی میں اس طرح مصالحت ہو گئی کہ قرعویہ حلب میں اس کے نام کا خطبہ پڑھے اور دونوں معز علوی والی مصر کے علم خلافت کے مطیع و منقاد رہیں۔

رومیوں کا بلاد جزیرہ پر حملہ

۳۶۱ھ میں دمستق ایک عظیم فوج لے کر جزیرہ کی جانب بڑھا الرہا اور اس کے قرب و جوار کو تاخت و تاراج کر کے اطراف جزیرہ پر ہاتھ مارا۔ لوٹ مار کرتا نصیبین تک پہونچا جی کھول کر اسے پامال کیا پھر دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا۔ یہاں بھی وہی ظلم و ستم کا رویہ اختیار کیا۔ ابوثعلب میں اس قدر دم خم نہ تھا کہ اس طوفان بے تمیزی کی روک تھام کر سکتا بمجبوری بہت سا مال و زر عیسائیوں کو دے کر اپنے کو ان کے حملوں سے بچا لیا باشندگان دیار بکار کا ایک گروہ فریاد وا دیلا وا مصیبتا کا شور مچاتا ہوا بغداد پہونچا۔ جامع مسجدوں اور عام گذر گاہوں پر بیٹھ کر عیسائیوں کے ظلم و ستم اور مسلمانوں کی بے حرمتی کو بیان کرنے اور ان لوگوں کو انجام کار اور عواقب امور سے ڈرانے لگے۔

اہل بغداد کا احتجاج

اہل بغداد بھی ان کے ساتھ شریک ہو گئے اور سب کے سب محلسرائے خلافت کی طرف چلے خلیفہ طائع للہ نے یہ خبر پا کر دروازے بند کرا دیئے ان لوگوں نے برا بھلا کہنا شروع کیا اہل بغداد کے چند روسا بختیار کے پاس پہونچے اس وقت وہ اطراف کوفہ میں گیا ہوا تھا ان لوگوں نے بختیار سے جا کر رومیوں کی شکایت کی مسلمانوں کی بے حرمتی کے واقعات بتلائے بختیار نے ان لوگوں سے رومیوں پر جہاد کرنے کا وعدہ کیا ادھر اپنے حاجب سبکتگین کے نام فوجوں کی تیاری کا فرمان روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ عام منادی

کرادی جائے کہ ہر شخص کو اس مہم میں شریک ہونا ہوگا ادھر ابوثعلب بن حمدان کو ارادۂ جہاد سے مطلع کر کے رسد و غلہ اور فوجی سامان مہیا رکھنے کو لکھ بھیجا چونکہ عوام الناس کا جم غفیر جہاد میں شریک ہونے کی غرض سے جمع ہوگیا تھا اس وجہ سے بغداد میں ہنگامہ برپا ہوگیا جدال و قتال کی نوبت پہونچ گئی لوٹ مار اور غارت گری شروع ہوگئی۔

دمستق کی شکست و گرفتاری

دیار مضر اور جزیرہ میں قتل و غارت گری سے دمستق کے حوصلے بڑھ گئے فتح آمد کی طمع دامنگیر ہوگئی۔ ابوثعلب فوجیں مرتب کر کے اس کی روک تھام کے لئے بڑھا اس اثنا میں اس کا بھائی ابوالقاسم ہبۃ اللہ بھی آپہونچا دونوں بالاتفاق دمستق سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوئے ماہ رمضان ۳۶۲ھ میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ باوجودیکہ عیسائیوں کی تعداد زیادہ تھی مگر ان کا لشکرگاہ کچھ ایسے موقع پر تھا کہ سواروں کی فوج مطلق بیکار ہوگئی اور وہ لوگ جنگ پر تیار بھی نہ تھے خواہ مخواہ انہیں شکست اٹھانا پڑی دمستق گرفتار کر لیا گیا۔ اسی زمانے سے دمستق ابوثعلب کے پاس محبوس اور نظر بند رہا یہاں تک کہ ۳۶۳ھ میں علیل ہوا علاج میں بے حد کوشش کی گئی متعدد طبیب جمع کئے گئے مگر کچھ نفع محسوس نہ ہوا اور مر گیا۔

بختیار کا موصل پر قبضہ

ابوثعلب اور اس کے بھائیوں حمدان اور ابراہیم کی لڑائیوں اور مناقشہ کے واقعات آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ دونوں موخر الذکر بختیار بن معز الدولہ کی خدمت میں ابوثعلب کی شکایت کرنے کے لئے حاضر ہوئے تھے اس کے مقابلہ میں بختیار سے امداد کی درخواست کی تھی چنانچہ بختیار نے امداد کا وعدہ کیا مگر بطیحہ وغیرہ کے واقعات کچھ ایسے پیش آگئے کہ جس سے بختیار ان کی امداد نہ کر سکا۔ ان دونوں آدمیوں پر بختیار کا دیر کرنا شاق گذرا۔ ابراہیم تو بھاگ کر اپنے بھائی ابوثعلب کے پاس چلا آیا اس کے بعد بختیار کو ان واقعات سے فراغت حاصل ہوگئی۔ موصل کے قبضہ کا خیال پیدا ہوا۔ اس کے وزیر ابن بقیہ نے اس وجہ سے کہ ابوثعلب نے تحریر میں اس کے آداب اور خطاب کا لحاظ نہ کیا تھا موقع پا کر زور دے دیا اس لئے بختیار نے موصل کی جانب کوچ کر دیا ماہ ربیع الآخر ۳۶۳ھ میں موصل کے قریب پہونچا۔

ابوثعلب کی روانگی بغداد

ابوثعلب یہ خبر پا کر سنجار چلا گیا اور موصل کو رسد و غلہ اور شاہی دفاتر سے خالی کر دیا بختیار نے موصل پر قبضہ کر لیا اور ابوثعلب نے بختیار کے بعد ہی بغداد کی جانب کوچ کیا اگر اثناء راہ اور سواد بغداد میں کسی قسم کی غارت گری اور لوٹ مار نہ کی مگر اہل بغداد برسر مقابلہ آئے اور اس سے معرکہ آرا ہوئے اس سے عوام الناس میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکی جو ابوثعلب اور اس کے ہمراہیوں کے دلی مقاصد حاصل کرنے میں سد راہ اور مزاحم ہوگئی علی الخصوص بغداد کے غربی حصہ میں بہت بڑا ہنگامہ برپا ہوگیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر بختیار کے کانوں تک پہونچی فوراً اپنے وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین کو بغداد کی طرف روانہ کیا ابن بقیہ تو بغداد میں داخل ہوگیا۔

ابوثعلب کی مراجعت موصل

باقی رہا سبکتگین وہ بغداد کے باہر ایک میدان میں رک رہا۔ ان لوگوں کے پہونچ جانے سے ابوثعلب بغداد میں داخل نہ ہو سکا۔

معمولی طور سے لڑائی کا سلسلہ جاری رکھا اور در پردہ سبکتگین کو بغاوت اور حکومت و سلطنت پر قابض ہو جانے کی تحریک اور ترغیب دیتا رہا مگر سبکتگین نے اسے پسند نہ کیا تب ابو تغلب بغداد سے موصل کی جانب واپس ہوا اور وزیر ابن بقیہ سبکتگین کے پاس آیا اور سبکتگین کے صلاح و مشورہ سے ابو تغلب سے مصالحت کا نامہ و پیام شروع کیا شرائط صلح یہ قرار پائے کہ ابو تغلب بختیار کو خرچہ سفر و جنگ ادا کرے اور اپنے بھائی حمدان کو اس کے تمام مقبوضات یا استشار مارد بن واپس دے دیئے جائیں شرائط صلح طے ہوتے کے بعد بختیار کو بذریعہ تحریر مطلع کیا۔ چنانچہ بختیار نے تحریر صلح نامہ کے بعد موصل سے اپنا قبضہ اٹھالیا اور ابو تغلب موصل کی طرف روانہ ہوا۔ ابن بقیہ نے لوگوں کو بختیار کے پاس چلے جانے کی رائے دی تھی مگر اس نے سماعت نہ کی اور کچھ سوچ سمجھ کر کوچ کر دیا چونکہ اہل موصل کو بختیار کی ظالمانہ حرکات سے بے حد تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تھا اس وجہ سے ابو تغلب کی آمد کی اطلاع سن کر ان لوگوں نے مسرت ظاہر کی اور بختیار کے جانے پر شکر گزار ہوئے۔

ابو تغلب اور بختیار کی مصالحت

ابو تغلب نے بختیار سے شاہی خطاب اختیار کرنے اور تاوان جنگ کی معافی کی درخواست کی بختیار نے نہایت خندہ پیشانی سے اسے منظور کر لیا اور سامان سفر درست کر کے موصل سے بغداد روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ ابو تغلب نے پھر بد عہدی کی ہے اور بعض اراکین دولت بختیار یہ کو جو کہ اپنے اہل و عیال کے لانے کی غرض سے موصل لوٹ گئے تھے قتل کر ڈالا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی پاؤں تلے سے زمین نکل گئی بے حد صدمہ ہوا اسی مقام پر قیام کر کے ابن بقیہ اور سبکتگین کو مع افواج کے طلبی کا خط روانہ کیا اور جب وہ لوگ آ گئے تو سب کے سب پھر موصل کی جانب لوٹ کھڑے ہوئے ابو تغلب نے یہ خبر پا کر موصل کو خالی کر دیا۔ اور اپنے مصاحبوں اور مشیروں کو معذرت کرنے اور اس خبر کی تردید کرنے کے لئے بختیار کی خدمت میں روانہ کیا چنانچہ شریف احمد موسوی نے ابو تغلب کی جانب سے شرائط صلح کی پابندی کا حلف اٹھایا اس سے پھر بدستور مصالحت ہوگئی۔ تب بختیار بغداد کی جانب واپس ہوا اور واپسی سے پہلے اپنی بیٹی کو ابو تغلب کی درخواست پر جہیز دے کر رخصت کر دیا بختیار نے ان واقعات سے قبل اپنی بیٹی کا عقد ابو تغلب سے کر دیا تھا۔

ابو المعالی کا محاصرہ حلب

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ قرعویہ جو کہ ابو المعالی کے باپ سیف الدولہ کا خادم تھا ابو المعالی پر غالب ہو گیا تھا اور ابو المعالی کو ۳۵۷ھ میں حلب سے نکال کر خود حکمراں بن بیٹھا تھا ابو المعالی اپنی والدہ کے پاس میا فارقین چلا گیا تھا پھر میا فارقین سے اپنی والدہ کے ہمراہ حماۃ میں جا کر مقیم ہوا تھا۔ ان دنوں رومیوں نے اس حمص کو امان دے دی تھی جس سے اس کی آبادی بڑھ گئی تھی قرعویہ نے حلب میں اپنے خادم بکجور کو اپنی نیابت پر مامور کیا تھا اس نے اپنی قوت بڑھا کر چاہ کندہ را چاہ درپیش قرعویہ کو قلعہ حلب میں قید کر دیا اور دو برس تک حکومت کرتا رہا۔ قرعویہ کے اراکین و مصاحبین نے ان واقعات سے ابو المعالی کو مطلع کیا اور حلب پر قبضہ کر لینے کی درخواست کی۔ چنانچہ ابو المعالی فوجیں تیار کر کے حلب پر آ پہونچا چار ماہ کامل محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا بالآخر اسے بزور تیغ فتح کر لیا اور اس کا مالی اور فوجی انتظام درست کر کے عمارتیں بنوائیں حتیٰ کہ حکومت دمشق پر منتقل ہوا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

حمدان بن ناصر الدولہ کی اسیری

جس وقت عضدالدولہ بن بویہ نے دارالخلافت بغداد پر قبضہ کر لیا اور اس کے برادر عم زاد (معز الدولہ) بختیار کو شکست ہوئی اس وقت بختیار معدودے چند آدمیوں کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا۔ حمدان بن ناصر الدولہ برادر ابوثعلب عضدالدولہ کے ہمرکاب تھا۔ اس نے شام کی بجائے موصل پر پہلے قبضہ کر لینے کی ترغیب دی۔ اگرچہ اس سے پہلے عضدالدولہ نے مراسم اتحاد قائم ہونے کے باعث ابوثعلب سے متعرض نہ ہونے کا عہد و پیمان کر لیا تھا مگر حمدان کی ترغیب سے اس عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھ کے موصل کی طرف قدم بڑھایا جس وقت تکریت کے قریب پہنچا۔ ابوثعلب کے سفراء پیام صلح اور اظہار دوستی کی غرض سے حاضر ہوئے اور یہ ظاہر کیا کہ آپ بنفس نفیس مع اپنی فوج کے تشریف لے چلئے ہم ہر طرح سے آپ کے معین و مددگار ہیں مگر شرط یہ ہے کہ ہمارے بھائی حمدان کو ہمارے حوالہ فرما دیجئے۔ چنانچہ عضدالدولہ نے حمدان کو ابوثعلب کے سفیروں کے حوالہ کر دیا۔ ابوثعلب نے اسے جیل میں ڈال دیا۔

عضدالدولہ ابن بویہ کا موصل پر قبضہ

بختیار نے شکست کے بعد اپنی گئی ہوئی حالت کو درست کیا اور تیاری کر کے حدیثہ کی جانب کوچ کیا۔ ابوثعلب سے ملاقات کی اور اس کے ساتھ ساتھ بیس ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے عراق کی طرف بڑھا۔ عضدالدولہ بھی اس خبر سے مطلع ہو کر ان دونوں پر حملہ آور ہوا ماہ شوال ۳۶۷ھ میں فریقین کی طرف تکریت میں معرکہ آرائی ہوئی عضدالدولہ نے اپنے دونوں حریفوں کو شکست دے دی۔ اثناء دار و گیر میں بختیار مارا گیا اور ابوثعلب جان بچا کر موصل کی طرف بھاگا۔ عضدالدولہ نے تعاقب کیا چنانچہ ماہ ذی قعدہ سنہ مذکور میں موصل پر قبضہ کر لیا۔ قیام پذیر ہونے کے خیال سے رسد و غلہ کافی مقدار سے اپنے ہمراہ لایا تھا۔

ابوثعلب کا تعاقب

پس موصل میں قیام کر کے ابوثعلب کی جستجو اور تلاش میں متعدد سردار روانہ کئے۔ انہی سرایا کے ساتھ مرزبان بن بختیار اور اس کے ماموں ابواسحاق و طاہر پسران معز الدولہ اور ان کی والدہ بھی تھی۔ اسی غرض کے حاصل کرنے کے لئے اس کے ہمراہیوں میں سے ابوالوفا طاہر بن اسمٰعیل اور ابوطاہر طغان۔ اس کا حاجب جزیرہ ابن عمر کی جانب گیا تھا۔ ابوثعلب پہلے نصیبین گیا پھر نصیبین سے میافارقین چلا آیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ جب اسے یہ خبر لگی کہ ابوالوفا میری جستجو اور تلاش میں آ رہا ہے تو میافارقین کو خیرباد کہہ کر تدلیس کا راستہ لیا۔ اس کے بعد ابوالوفا وارد میافارقین ہوا۔ اہل میافارقین نے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ ابوالوفا نے میافارقین کو بحالہ چھوڑ کر ابوثعلب کی جستجو میں کوچ کیا ابوثعلب اس سے مطلع ہو کر ارزن روم سے نکل کر حسنیہ (مضافات جزیرہ) کی طرف آیا پھر حسنیہ سے قلعہ کواشی کی جانب گیا اور وہاں سے اپنے مال و اسباب اور ذخیرہ کو منتقل کر کے واپس ہوا۔ ابوالوفا بھی لوٹ کر میافارقین آیا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔

ابوثعلب اور عیسائی فرمانروا ورز

عضدالدولہ کو ابوثعلب کے قلعوں کی طرف آنے کی خبر لگ گئی تھی اس وجہ سے فوجیں آراستہ کر کے ان قلعوں کی طرف آیا مگر ابوثعلب ہاتھ نہ لگا۔ اس کے بہت سے ہمراہیوں نے عضدالدولہ سے امان حاصل کر لی۔ عضدالدولہ مجبوراً موصل لوٹ آیا اور اپنے ایک سپہ سالار طغان نامی کو تدلیس کی طرف روانہ کیا۔ ابوثعلب یہ خبر پا کر بھاگ گیا اور اس کے بادشاہ ورد رومی

کے پاس چلا گیا چونکہ ورد رومی اپنے شہنشاہ سے حکومت و سلطنت کی بابت لڑ رہا تھا اس وجہ سے ابوتغلب کے آنے کو ورد نے غنیمت شمار کر کے بے حد اظہار اتحاد کیا۔ ابوتغلب نے اس خیال سے کہ اس کے ذریعہ سے اپنے اغراض کے حاصل کرنے میں آسانی ہو گی رشتہ مصاہرت قائم کر لیا۔ عضد الدولہ کا لشکر اس نقل و حرکت کے زمانہ میں ابوتغلب کے تعاقب میں تھا اتفاق سے اس لشکر کی ابوتغلب سے مڈھ بھیڑ ہو گئی اس نے اسے شکست دے دی اور نہایت سختی سے پامال کیا بقیۃ السیف نے بھاگ کر قلعہ زیاد میں جو کہ خرت برت کے نام سے موسوم تھا پناہ کی اور ورد کے پاس امداد کا پیام بھیجا ورد نے معذرت کی کہ میں ان دنوں اپنے بادشاہ سے حکومت و ریاست کی بابت لڑ جھگڑ رہا ہوں آئندہ بشرط فراغت و کامیابی مدد کروں گا مگر خوش قسمتی سے بجائے کامیابی کے ورد کو بادشاہ روم کے مقابلہ میں شکست ہوئی ابوتغلب اس کی مدد سے ناامید ہو کر بلاد اسلامیہ کی جانب واپس آیا اور آمد میں پہونچ قیام پذیر ہو گیا تا آنکہ میافارقین کے حالات کی خبر گوش گزار ہوئی۔

ابوالوفا کا میافارقین پر قبضہ

ابوالوفا نے ابوتغلب کے تعاقب سے واپس ہو کر میافارقین کا محاصرہ کر لیا تھا ان دنوں ہزار مرد اس کا والی تھا اس نے نہایت جزم و احتیاط سے شہر کی حفاظت کی اور کمال مردانگی سے تین ماہ کامل ابوالوفا کی مدافعت کرتا رہا۔ اس کے بعد اسی زمانہ میں راہی ملک عدم ہو گیا۔ ابوتغلب نے اس کی جگہ حمدانیہ غلاموں میں سے مونس نامی ایک آزاد غلام کو میافارقین کی حکومت پر مامور کیا۔ ابوالوفا نے سرداران شہر سے سازش کی کوشش کی چنانچہ وہ ابوالوفا کی جانب مائل ہو گئے۔ ابوالوفا نے اور لوگوں کو ملانے جلانے کی غرض سے چند آدمیوں کو ان سرداروں کے پاس روانہ کیا جنہوں نے اس سے سازش کر لی تھی۔ مونس کو اس کی خبر لگ گئی مگر ان لوگوں کی مخالفت نہ کر سکا گردن اطاعت جھکا دی اور امن کا خواستگار ہوا۔ ابوالوفا نے کامیابی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا۔

عضد الدولہ کا دیار مضر پر قبضہ

زمانہ محاصرہ میافارقین میں ابوالوفا نے میافارقین کے تمام قلعوں کو بزور تیغ فتح کر لیا تھا اس وجہ سے اسے تمام دیار بکر پر قبضہ کر لینے کا خاصہ موقع مل گیا۔ ابوتغلب کے رفیقوں اور عمال نے اس سے امن کی درخواست کی ابوالوفا نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے اور موصل کی جانب واپس ہوا۔ رفتہ رفتہ جبکہ ابوتغلب دارالحرب سے واپس آ رہا تھا۔ ان واقعات کی خبر اس کے کانوں تک پہونچی۔ رحبہ کا قصد کیا اور عضد الدولہ کی خدمت میں امداد و اعانت کا پیام بھیجا۔ عضد الدولہ نے بہ شرط حاضری اس درخواست کو منظور کیا ابوتغلب نے اس سے انکار کیا۔ تب عضد الدولہ نے دیار مضر پہ قبضہ کر لیا۔ ابوتغلب کی جانب سے اس ملک پر سلامہ برقعیدی جو کہ بنی حمدان کے بہت بڑے رفیقوں سے تھا مامور تھا۔ ابوالمعالی بن سیف الدولہ نے حلب سے ایک فوج اس کے سر کرنے کے لئے روانہ کی تھی۔ سلامہ نے سینہ سپر ہو کر اس فوج سے مقابلہ کیا مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں ابوالمعالی عضد الدولہ کے پاس مصالحت کا پیام لے کر حاضر ہوا۔ عضد الدولہ نے نقیب ابواحمد موسوی کو سلامہ برقعیدی کے پاس روانہ کیا چنانچہ متعدد لڑائیوں کے بعد سلامہ نے شہر کو اس کے حوالہ کر دیا اور رقہ کو اپنے لئے اس سے لے لیا۔ باقی ماندہ شہروں کو سعد الدولہ کو دے دیا۔ اسی زمانہ سے یہ ملک اس کے قبضہ میں چلا گیا۔

عضد الدولہ کا رحبہ پر قبضہ

ان واقعات کے بعد عضد الدولہ نے رحبہ پر بھی قبضہ کر لیا اور آہستہ آہستہ اس کے تمام قلعوں پر قابض ہو گیا اور اپنی جانب سے ابوالوفا کو موصل پر مامور کر کے ماہ ذی قعدہ ۳۶۸ھ میں بغداد کی جانب واپس ہوا۔ اس کے بعد عضد الدولہ نے ایک عظیم فوج کو اکراد ہکاریہ کے سر کرنے کے لئے صوبجات موصل کی طرف روانہ کیا۔ اس فوج نے ان لوگوں کا محاصرہ کیا لڑائیاں ہوئیں بالآخر ان لوگوں نے اطاعت قبول کی اور اپنے قلعوں کو ان کے حوالے کر دیا۔ ان لوگوں نے موصل میں قیام اختیار کیا۔ اتفاق سے ان کے اور ان کے شہروں کے درمیان برف بکثرت پڑا جس سے وہ لوگ اپنے شہروں کی طرف واپس نہ ہو سکے اکراد ہکاریہ کو موقع مل گیا اس فوج کے سپہ سالار کو قتل کر کے موصل کی راہ میں صلیب پر چڑھا دیا۔

ابو تغلب کا دمشق کا محاصرہ

ابو تغلب بن حمدان کو عضد الدولہ کی اصلاح اور موصل کی جانب واپس ہونے سے ناامیدی ہوئی اس وقت اس نے شام کا راستہ لیا۔ ان دنوں دمشق کی حکومت پر قسام (عزیز علوی حاکم مصر کا ایلچی) حکومت کر رہا تھا۔ قسام نے افتکین کے کے بعد دمشق پر قبضہ کیا تھا اس واقعہ کو کہ کیونکر افتکین نے دمشق پر قبضہ حاصل کیا اور افتکین کے بعد قسام کیسے مالک و متصرف ہوا ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ الغرض قسام نے ابو تغلب کی آمد کی خبر سن کر خائف و ترسان ہو کر اسے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ چنانچہ ابو تغلب شہر سے باہر قیام پذیر ہوا اور عزیز علوی والی مصر کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کا خواستگار ہوا۔ تھوڑے دن بعد یہ خبر آئی کہ عزیز نے امداد دینے کی غرض سے اسے اپنے پاس بلایا ہے۔ ابو تغلب یہ سن کر طبریہ کی جانب روانہ ہو گیا روانگی کے پیشتر قسام سے اور اس سے چند لڑائیاں بھی ہوئی تھیں اس کے بعد فضل عزیز علوی کی طرف سے قسام سے جنگ کرنے اور اس پر دمشق میں محاصرہ ڈالنے کے لئے آ پہونچا فضل اور ابو تغلب سے طبریہ میں ملاقات ہوئی عزیز علوی کی طرف سے ہر طرح کی امداد کا وعدہ کیا گیا۔ ابو تغلب نے اس کے ہمراہ دمشق چلنے پر مستعدی ظاہر کی۔ چونکہ ابو تغلب اور قسام سے دو دو ہاتھ چل گئی تھی اس وجہ سے فضل نے ابو تغلب کو اس ارادہ سے باز رکھا۔ مگر پھر بھی فضل اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہوا نرمی اور مصالحت سے کام نہ چلا قسام اور فضل سے ان بن ہو گئی ظالم نے فضل کو دمشق سے نکال باہر کیا۔

ابو تغلب بن حمدان کا قتل

اس کے بعد ابو تغلب نے بنو عقیل کو جمع کر کے ماہ محرم ۳۶۹ھ میں رملہ پر چڑھائی کی فضل اور دغفل[1] نے اس خیال و خوف سے کہ مبادا ابو تغلب کی قوت نہ بڑھ جائے متفق ہو کر ابو تغلب سے مقابلہ کیا بنو عقیل میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ صرف سات غلاموں کی ایک چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی جس میں کچھ اس کے غلام تھے اور کچھ اس کے باپ کے غلام تھے بدرجہ مجبوری ابو تغلب کو بھی بھاگنا پڑا طلب نے تعاقب کیا ابو تغلب کی غیرت و جرات نے روک کر جنگ پر آمادہ کر دیا۔ چنانچہ ابو تغلب تن تنہا کھڑا ہو گیا اور لڑنے لگا۔ طلب نے ابو تغلب کے سر پر ایک گہری چوٹ رسید کی

---

[1] عزیز علوی حاکم مصر کا ایک سپہ سالار تھا جو اطراف و بلاد میں زیر حکومت عزیز علوی حکمرانی کر رہا تھا مگر اس کے احکام کا پابند نہ تھا تاریخ ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۶۸

جس سے چکر کھا کے ابوثعلب زمین پر گر پڑا طلب نے اس کی مشکیں باندھ لیں اور گرفتار کیے ہوئے دغفل کے پاس لے آیا۔ دغفل کی یہ رائے ہوئی کہ ابوثعلب پا بزنجیر عزیز علوی کے پاس بھیجدیا جائے دغفل نے اس خوف سے کہ مبادا عزیز اسے اپنا دائیاں بازو نہ بنالے جیسا کہ افتکین کو بنالیا تھا قتل کر ڈالا اور دغفل نے سر اتار کر مصر روانہ کر دیا بنو عقیل نے اس کی بہن جمیلہ اور اس کی بیوی بنت سیف الدولہ کو ابوالمعالی کے پاس حلب بھیج دیا ابوالمعالی نے جمیلہ کو موصل روانہ کر دیا ابوالوفا والی موصل نے عضد الدولہ کے پاس بغداد بھیج دیا۔ یہ بغداد میں عضد الدولہ کی محل سرا میں ایک حجرہ میں قید کر دی گئی۔

ابن شمشقیق کا طرابلس کا محاصرہ

ارمانوس والی روم بوقت وفات دو چھوٹے لڑکے چھوڑ گیا تھا ان میں سے ایک کا نام لیل تھا دوسرے کا قسطنطین اپنے باپ کی وفات کے بعد دونوں متفق ہو کر حکمرانی کرنے لگے۔ اس اثناء میں دمستق نقفور بلاد اسلامیہ کو تہ وبالا کر کے واپس آیا۔ رومیوں نے جمع ہو کر ارمانوس کے دونوں لڑکوں کی نیابت پر اسے مامور کیا ان دونوں کی ماں نے ابن شمشقیق کو نقفور دمستق کے قتل کی ترغیب دی اور اسے نقفور کے قتل کے بعد اس کی جگہ عہدہ دینے کا وعدہ کیا چنانچہ ابن شمشقیق نے نقفور کو قتل کر کے اس کے بھائی لاوون اور بھتیجے وردیس بن لاوون کو گرفتار کر کے کسی قلعہ میں قید کر دیا اور عہدہ دمستق سے سرفراز ہو کر فوجیں آراستہ کر کے بلاد شام کی طرف چلا اور نہایت سختی سے پامال کرتا ہوا طرابلس پہونچا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔

ابوثعلب اور ورد کا اتحاد

موجودہ حکمرانان روم کی ماں کا ایک خصوصی بھائی تھا جو ان دنوں وزارت کے عہدہ سے ممتاز تھا اس نے ایک شخص کو ابن شمشقیق کو زہر کھلانے پر مامور کر دیا زہر کھلانے کے بعد ابن شمشقیق کو اس امر کا احساس ہوا محاصرہ اٹھا کر قسطنطنیہ کی جانب نہایت تیزی سے کوچ کیا مگر اثناء راہ میں مر گیا۔ بطریقوں اور سپہ سالاروں میں سے ایک شخص ورد بن منیر نامی اس کے ہمراہ تھا اس کے مرنے پر ورد کو حکومت وسلطنت کی طمع دامن گیر ہوئی ابوثعلب سے خط وکتابت کر کے رسم اتحاد قائم کی اور اسے اپنا داماد بنا کر اپنا ہمدرد ومعاون بنا لیا پھر کیا تھا سرحدی مسلمانوں سے ایک بڑی فوج مرتب کر کے ملک روم پر چڑھائی کر دی۔ رومی حکمرانوں نے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں ورد ان کو شکست پر شکست دیتا گیا رومی حکمرانوں کو بے حد خطرہ پیدا ہوا باہم مشورہ کر کے وردیس بن لاوون کو قید کی تکلیف سے نجات دے کر ایک بڑی فوج کی افسری کے ساتھ ورد کے سر کرنے کے لئے روانہ کیا اور ورد وردیس میں گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں بے حد خونریزی ہوئی فریقین کے ہزارہا آدمی کام آ گئے بالآخر ورد کو شکست ہوئی ۳۶۹ھ میں شکست کھا کر دیار بکر کی جانب بھاگا میافارقین کے قریب پہونچ کر قیام پذیر ہوا اور اپنے بھائی کو عضد الدولہ کی خدمت میں امداد کی درخواست دے کر روانہ کیا۔

ورد کی گرفتاری ورہائی

انہی دنوں دونوں حکمرانان قسطنطنیہ نے عضد الدولہ کے پاس پیام بھیجا عضد الدولہ ان دونوں کی جانب مائل ہو گیا اور ورد اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری کا حکم دے دیا چنانچہ ابوعلی تمیمی والی دیار بکر نے ورد کو اس کے بھائی اور ہمراہیوں کے

ساتھ گرفتار کر کے میافارقین کے جیل میں ڈال دیا کچھ روز بعد پابزنجیر روانہ کر دیا مدتوں یہاں بھی قید رہا حتیٰ کہ ان کو بہاء الدولہ بن عضد الدولہ نے ۳۷۵ھ میں اس شرط سے رہا کیا (۱) یہ کہ مسلمان قیدیوں کو اپنی رہائی کے عوض رہا کر دے (۲) یہ کہ سات قلعے معہ جملہ مال و اسباب و مضافات کے مسلمانوں کے حوالے کرے (۳) یہ کہ آئندہ تا زندگی بلاد اسلامیہ میں سے کسی طرح متعرض نہ ہو۔ ورد نے ان شرائط کو قبول کیا سامان سفر درست کر کے روانہ ہوا۔

ورد کا محاصرہ قسطنطنیہ

اثنائے راہ میں ملیطہ پر قبضہ و تصرف حاصل کیا ملیطہ کے سامان جنگ و جدل کی وجہ سے اس کی قوت میں نمایاں ترقی ہوگئی وردلیس بن الیون نے گھبرا کر اس شرط سے کہ قسطنطنیہ اور اس کا شمالی حصہ خلیج تک اس کے قبضہ میں رہے باقی پر ورد قابض ہو مصالحت کی درخواست پیش کی۔ ورد نے اس پر کچھ توجہ نہ کی اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا اس وقت قسطنطنیہ میں دونوں بادشاہ پسران ارمانوس والی قسطنطنیہ موجود تھے ان دونوں بادشاہوں کا نام بسیل اور قسطنطین تھا ان دونوں نے ورد کی خود مختار حکومت تسلیم کر لی ورد کا غصہ فرو ہو گیا اس کے بعد قسطنطین مر گیا بسیل تن تنہا حکمرانی کرنے لگا بہت دن تک اس نے حکمرانی کی بلغار (بلگیریا) سے پینتیس سال لڑتا رہا آخر کار ان پر اسے فتح حاصل ہوئی اور اس نے بلغار کو ان کے ملک اور وطن سے نکال باہر کر کے رومیوں کو وہاں لے جا کر پڑاؤ کیا۔

بجکور کا امارت دمشق پر تقرر

ہم اوپر ابو المعالی بن سیف الدولہ کی جانب سے حمص پر بجکور کی گورنری کا حال تحریر کر آئے ہیں اور یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ بجکور نے اسے تعمیر و آباد بھی کیا تھا۔ چونکہ دمشق زمانہ حکومت قسام میں ویران اور برباد ہو گیا تھا مزید برآں گرانی اور وبار پھیل گئی تھی بجکور نے اہل دمشق کی امداد پر کر ہمت باندھی۔ حمص سے غلہ اور خوردنی اشیاء دمشق روانہ کرنے لگا۔ اور اہل دمشق کا مال و اسباب حمص اٹھا لایا اس سے عزیز والی مصر کی آنکھوں میں بجکور کی عزت بڑھ گئی خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہو گیا اور جب ایک گونہ رسوخ حاصل ہو گیا تو بجکور نے دمشق کی گورنری کی درخواست پیش کی عزیز نے اس درخواست کی منظوری کا وعدہ کیا اس کے بعد ۳۷۳ھ میں بجکور اور سعد الدولہ ابو المعالی بن سیف الدولہ سے منافرت پیدا ہو گئی بجکور نے عزیز والی مصر کی خدمت میں پیام بھیجا کہ آپ حسب وعدہ دمشق کی گورنری مجھے مرحمت فرمائیں وزیر السلطنت بن کلس نے عزیز کو اس سے منع کیا۔ دمشق میں ان دنوں عزیز کی طرف سے سپہ سالار بلکیں حکومت کر رہا تھا۔ سپہ سالار بلکیں قسام کے بعد دمشق کا حکمران ہوا تھا۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں کتامیوں (مغاربہ) نے وزیر السلطنت کے خلاف بغاوت کر دی اور حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ چار و ناچار عزیز کو دمشق سے بلکیں کے طلب کر لینے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ اس کی جگہ بجکور کو دمشق کی سند حکومت عطا کر کے سپہ سالار بلکیں کو مصر میں طلب کر لیا۔

بجکور کی معزولی

ماہ رجب ۳۷۳ھ میں بجکور وارد دمشق ہوا۔ اس نے پہنچتے ہی دمشق میں فتنہ مچا دیا۔ وزیر السلطنت ابن کلس کے آدمیوں کو چن چن کر تنگ کرنے لگا۔ اس صورت سے چھ سال تک حکومت کرتا رہا بالآخر مصر سے ایک بڑی فوج سپہ سالار منیر خادم کی افسری میں بجکور کو ہوش میں لانے کی

غرض سے دمشق روانہ کی گئی اور نزال والی طرابلس کو اس مہم میں شریک ہونے اور اس کی مدد کے لئے لکھا گیا بکجور نے یہ خبر پاکر عرب وغیرہ کی فوجیں مرتب اور فراہم کیں اور مقابلہ کی غرض سے میدان جنگ میں آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی میدان منیر کے ہاتھ رہا بکجور نے امن کی درخواست کی منیر نے شہر حوالہ کردینے کی شرط پر امن دیا۔ بکجور نے دمشق کو منیر کے حوالے کرکے رقہ کا راستہ لیا اور منیر نے دمشق میں داخل ہوکر قبضہ کرلیا۔

ابوالمعالی کے خلاف بکجور کی سازش

بکجور نے رقہ میں قیام کیا زمانہ قیام میں رحبہ اور رقہ کی سرحد پر جتنے شہر تھے ان پر قابض ہوگیا۔ بہاء الدولہ بن عضد الدولہ کی خدمت میں پیام اطاعت بھیجا یاد کردی کو جو کہ دیار بکر وموصل پر غالب ہورہا تھا لکھا کہ میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں اور ابوالمعالی نے سعد الدولہ والی حلب کے پاس اس مضمون کا خط روانہ کیا کہ آپ مجھے حمص کی سند حکومت بطور جاگیر مرحمت فرمائیے میں بدستور سابق مطیع و منقاد ہو جاؤں گا کسی نے کوئی درخواست منظور نہ کی تب بکجور نے رقہ میں قیام کرکے سعد الدولہ ابوالمعالی کے غلاموں میں سے خط وکتابت شروع کی اور ان کو ان کے آقائے نامدار سے بغاوت کرنے پر ابھارنے لگا ان لوگوں نے اس کی تحریر کے مطابق اپنے آقا سے بغاوت کرنے پر کمریں باندھ لیں اور بکجور کو اس امر سے مطلع کیا کہ ابوالمعالی اپنی خواہشات نفسانی اور لذات دنیاوی میں مصروف و مشغول ہے۔ بکجور نے اس سے مطلع ہوکر عزیز والی مصر سے امداد کی درخواست کی ادھر عزیز نے نزال والی طرابلس اس کے علاوہ اور گورنران شام کو بکجور کی امداد کرنے اور اس کی ماتحتی میں جنگ کرنے کو لکھ بھیجا ادھر خفیہ طور سے عیسیٰ بن نسطورس نصرانی (عزیز والی مصر کے وزیر السلطنت) نے نزال وغیرہ سپہ سالاروں کو لکھ بھیجا کہ جس وقت سعد الدولہ کی فوج مقابلہ پر آئے بکجور کو تنہا میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوتا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ عیسیٰ بن نسطورس وزیر اور بکجور کے درمیان مدت دراز سے اختلاف چلا آرہا تھا الغرض نزال اور بکجور رقہ سے روانہ ہوا ابوالمعالی کو اس کی خبر لگ گئی فوجیں آراستہ اور تیار کرکے حلب سے بقصد جنگ نکل کھڑا ہوا لولوء کبیر اس کے باپ کا آزاد غلام بھی اس کی رکاب میں تھا۔ لولوء کبیر نے بکجور میں بغرض سازش خط وکتابت شروع کی حقوق سابقہ کا اظہار کرکے رقہ سے حمص تک کے مضافات جاگیر میں دینے کا وعدہ کیا مگر بکجور نے ایک بھی سماعت نہ کی۔

بکجور کا قتل

انہی دنوں ابوالمعالی نے والی انطاکیہ کے پاس امداد کا خط روانہ کیا چنانچہ والی انطاکیہ نے رومی فوج سے اس کی مدد کی اور ان عربوں کو جو کہ بکجور کے ہمراہ تھے درپردہ لکھ بھیجا کہ اگر تم لوگ بوقت جنگ بکجور سے علیحدہ ہو جاؤ تو میں تمہیں اس قدر جاگیریں اور انعام دوں گا کہ تم لوگ خوش اور مالا مال ہو جاؤ گے اس دھوکہ سے عربوں نے جنگ کے وقت بکجور کو دھوکا دینے کا وعدہ کرلیا جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور فریقین جنگ میں مصروف ہوگئے عربوں نے پلٹ کر بکجور کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا اور اس کے لشکر سے نکل کر ابوالمعالی کے پاس چلے آئے۔ بکجور کو عربوں کی اس حرکت سے بے حد برافروختگی پیدا ہوئی مگر چارہ کار ہی کیا تھا مرنے پر کمربستہ ہوکر ابوالمعالی کے خیال سے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا۔ لولو نے اس سے پیشتر ابوالمعالی کو بچانے کی غرض سے قلب لشکر سے ہٹا دیا تھا اور خود قلب لشکر میں اس کی جگہ کھڑا ہوا لڑ رہا تھا۔ جس وقت بکجور حملہ کرتا ہوا قلب لشکر میں پہنچا۔ لولوء نے بڑھ کر وار کیا بکجور نے نہایت استقلال سے اس حملہ کا جواب دیا لولوء کے

ہمراہیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر حملے شروع کر دیئے۔ بکجور شکست کھا کر بھاگا۔ عربوں میں سے ایک شخص نے اسے گرفتار کر کے اپنے مکان میں قید کر دیا۔ اور ابوالمعالی کی خدمت میں حاضر ہو کر بکجور کی گرفتاری اور قید کرنے کا حال بتلایا۔ ابوالمعالی نے بکجور کو قتل کر کے رقہ کا راستہ لیا۔

ابوالمعالی کا رقہ پر قبضہ

رقہ میں اس وقت سلامہ رشیقی (بکجور کا خادم) اور اس کی اولاد اور ابوالحسن علی بن حسین مغربی اس کا وزیر السلطنت تھا۔ ان لوگوں نے امن کی درخواست کی ابوالمعالی نے ان لوگوں کو امان دی چنانچہ ان لوگوں نے رقہ کا دروازہ کھول دیا ابوالمعالی نے رقہ پر قبضہ کر لیا جس وقت بکجور کی اولاد اپنے مال و اسباب کے ساتھ نکلی ابوالمعالی کی آنکھیں کثرت مال سے خیرہ ہو گئیں قاضی ابن ابی حسین تاڑ گیا۔ عرض کی آپ اس مال و زر پر قبضہ کیوں نہیں کر لیتے بکجور تو مملوک تھا وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا اس مال و زر پر قبضہ کر لینے سے آپ کی قسم نہیں ٹوٹے گی ابوالمعالی کی آنکھیں یہ سن کر کھل گئیں۔ فوراً تمام اسباب پر قبضہ کر لیا۔ عزیز والی مصر نے اولاد بکجور کی تحریک سے سفارشی خط بھیجا ابوالمعالی نے نہایت برے طور سے اس کا جواب دیا وزیر مغربی جان بچا کر مشہد علی بن ابی طالب کی طرف بھاگ گیا۔

بادکردی

اکراد حمیدیہ اور ان کے رؤساء میں سے اطراف موصل میں باد نامی ایک شخص رہتا تھا بعضوں کا یہ بیان ہے کہ باد لقب تھا اور اس کا نام ابوعبداللہ حسین بن دوستک تھا بعضے کہتے ہیں کہ باد اس کا نام تھا اور ابوشجاع بن دوستک کنیت تھی۔ اور ابوعبداللہ حسین اس کا بھائی تھا۔ یہ شخص نہایت رعب و داب کا آدمی تھا گردونواح کے رہنے والے اس کے نام سے بید کی طرح تھرتھراتے تھے لوٹ اور غارت گری سے جتنا مال ہاتھ لگتا تھا سب کا سب اپنے اعزاء و اقارب میں تقسیم کر دیتا تھا رفتہ رفتہ اس داد و دہش کی وجہ سے اس کی جمعیت بڑھ گئی شہر آرمینیہ کی جانب قدم بڑھایا۔ شہر ارجیش پر قبضہ کر کے دیار بکر کی طرف واپس ہوا۔ جب عضدالدولہ نے موصل کو فتح کیا وفود (ڈپوٹیشن) کے ساتھ عضدالدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر کسی خطرہ کا خیال کر کے رفاقت ترک کر دی۔ عضدالدولہ نے باد کی جستجو اور سراغ کی فکر کی کامیاب نہ ہوا۔

بادکردی کا موصل پر قبضہ

جب عضدالدولہ نے وفات پائی تو باد نے دیار بکر کی طرف کوچ کیا آمد اور میافارقین پر قبضہ حاصل کر کے نصیبین کی جانب بڑھا اور اس پر بھی قابض ہو گیا۔ صمصام الدولہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک عظیم فوج حاجب ابوالقاسم سعید بن محمد کی ماتحتی میں باد کی سرکوبی کے لئے روانہ کی مضافات کواشی مقام خابور حسنیہ میں دونوں فریقوں نے صف آرائی کی۔ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد حاجب ابوالقاسم کو شکست ہوئی بہت سے دیلم معرکہ جنگ میں کام آئے حاجب ابوالقاسم بھاگ کر موصل پہونچا باد اس کے تعاقب میں تھا موصل کے عوام الناس ابوالقاسم کی بداخلاقی کی وجہ سے اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے مار کر نکال دیا۔ باد کامیابی کے ساتھ ۳۷۳ھ میں موصل میں داخل ہوا اس کی فوجی اور مالی قوت بڑھ گئی بغداد کی فتح کی خواہش پیدا ہوئی۔

ابوالمعالی کی دیار بکر پر فوج کشی

صمصام الدولہ کو اس کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا اپنے وزیر السلطنت ابن سعدان کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں اور اپنے سب سے بڑے سپہ سالار زیاد بن شہریار کو اس مہم کو سر کرنے پر مامور کیا۔ ماہ صفر ۳۷۴ھ میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا بہت بڑی لڑائی کے بعد باد کو شکست ہوئی اس کے بہت سے ہمراہی مارے گئے کچھ لوگ گرفتار کر لئے گئے جن کی تشہیر بغداد میں کی گئی۔ دیلم نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ زیاد نے ایک فوج نصیبین کی طرف روانہ کی اس فوج نے اپنے سپہ سالار سے مخالفت کی ابن سعدان وزیر صمصام الدولہ نے ابوالمعالی بن حمدان والی حلب کو لکھ بھیجا کہ دیار بکر کو تم اپنے مقبوضات میں داخل کر لو۔ ابوالمعالی نے اپنے لشکر کو دیار بکر کی جانب روانہ کیا چونکہ اس فوج میں باد کے ہواخواہوں اور فوج سے مقابلہ کی قوت نہ تھی دیار بکر سے اعراض کر کے چند دن تک میافارقین کا محاصرہ کئے رہی اور جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اٹھا کر حلب واپس آئی۔

باد کردی اور حاجب ابوالقاسم کی مصالحت

تب حاجب ابوالقاسم نے چند لوگوں کو باد کے قتل پر مامور کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ حکمت عملی سے جب موقع ہاتھ آئے باد کو قتل کر ڈالنا چنانچہ ایک شخص ان میں سے بحالت غفلت باد کے خیمہ میں گھس گیا اور باد کی پنڈلی پر یہ خیال کر کے کہ سر ہے تلوار کا وار کیا باد اٹھ بیٹھا قاتل فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ باد اس جان فرسا مصیبت سے بال بال بچ گیا۔ اس کے بعد باد نے زیاد سپہ سالار اور ابوالقاسم حاجب کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا فریقین میں اس امر پر مصالحت ہوئی کہ دیار بکر اور نصف طور عبدین باد کو دیا جائے چنانچہ یہ اس زمانہ سے باد کے قبضہ میں چلا گیا۔

ابونصر خواشادہ اور باد کردی کی جنگ

مصالحت کے بعد زیاد تو بغداد چلا آیا اور ابوالقاسم حاجب موصل میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ۳۷۹ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر رہگزار ملک عدم ہو گیا۔ تب شرف الدولہ بن بویہ نے ابونصر خواشادہ کو ایک بڑی فوج کا سردار مقرر کر کے باد کے سر کرنے کو روانہ کیا۔ باد بھی اس سے مطلع ہو کر فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آ گیا اتفاق سے ابونصر کی امدادی فوج وقت پر نہ پہنچی اور لڑائی شروع ہو گئی۔ ابونصر نے قبائل عرب میں سے بنو عقیل اور بنو نمیر کو جاگیریں اور انعامات دے کر باد کی مدافعت پر تیار کر لیا مگر اس کے باوجود اسے کامیابی نہ ہوئی باد طور عبدین پر آخری دامن کوہ تک پر قابض ہو گیا مگر صحرا پر قبضہ نہ کر سکا۔ اپنے بھائی کو ایک فوج کے ساتھ عرب سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ باہم لڑائیاں ہوئیں۔ اس کا بھائی مارا گیا اس کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی مگر باد میدان جنگ میں خواشادہ کے مقابلہ پر سینہ سپر لڑتا رہا حتیٰ کہ شرف الدولہ بن بویہ کے مرنے کی خبر سننے میں آئی خواشادہ نے موصل پر چڑھائی کی۔ عرب صحرا پر اور باد جبل پر قابض و متصرف رہا۔

موصل پر بنو حمدان کا قبضہ

ابوطاہر ابراہیم اور ابو عبداللہ حسن پسران ناصر الدولہ بن حمدان اپنے بھائی ابو تغلب کے مارے جانے کے بعد دارالخلافت بغداد چلے آئے تھے اور شرف الدولہ بن عضد الدولہ کی خدمت میں رہتے تھے جب شرف الدولہ نے وفات پائی تو خواشادہ اس وقت موصل میں تھا ان

دونوں بھائیوں ابوطاہر اور ابو عبداللہ نے بہاء الدولہ سے اجازت حاصل کرکے موصل کی طرف کوچ کیا۔ ان کی روانگی کے بعد بہاء الدولہ کے سپہ سالاروں کو اس رائے کی غلطی محسوس ہوئی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے ان لوگوں کی تحریک سے خوشادہ والی موصل کو لکھ بھیجا کہ ابوطاہر اور ابو عبداللہ کو موصل میں داخل نہ ہونے دیا جائے پس خواشادہ نے ان دونوں بھائیوں کو موصل داخل ہونے سے روکا اور بغداد واپس جانے کی ہدایت کی۔ ان دونوں بھائیوں نے سماعت نہ کی اور تیزی سے سفر کرتے ہوئے موصل کے قریب پہونچ گئے۔ موصل کے باہر مقام دیر اعلیٰ میں پڑاؤ کیا۔ اہل موصل تک جو یہ خبر پہونچی تو وہ لوگ دیلم اور ترکوں پر جو اس وقت موصل میں تھے ٹوٹ پڑے اور خوشی خوشی بنوحمدان کی خدمت میں حاضر ہوکر باریابی کی عزت حاصل کی۔ دیلم بھی مرتب اور مسلح ہوکر اہل موصل پر حملہ آور ہوئے مگر پہلے ہی معرکہ میں شکست کھاکر بھاگے ان میں کثیر گروہ کھیت رہا۔ باقی ماندگان نے دارالامارت میں میں جاکر پناہ لی۔ اہل موصل نے ان کے پامال کرڈالنے کا قصد کیا لیکن بنوحمدان نے اہل موصل کو اس حرکت وحشیانہ سے روکا اور خواشادہ کو ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے امان دے کر بغداد روانہ کردیا اور خود موصل کی حکومت پر قابض ہوگیا تھوڑے ہی دن میں عرب ہر چہار طرف سے کھینچ کر بنوحمدان کے پاس موصل چلے آئے۔

بادکردی کا قتل

ان واقعات کی اطلاع بادکو پہونچی۔ یہ اس وقت دیار بکر میں تھا تو بادا فوجیں فراہم کرنے لگا اکراد بشنویہ (بشنوبہ) والیاں قلعہ فنک کا عظیم گروہ باد کے پاس آکر جمع ہوگیا باد نے اہل موصل سے خط وکتابت شروع کی۔ بعضوں نے اس کے لکھنے کے مطابق اس کی استدعا منظور کرلی تب باد نے اپنی فوج کو مسلح کرکے موصل کی جانب کوچ کیا اور قریب موصل پہونچ کر شرقی جانب قیام پذیر ہوا ابوطاہر اور عبداللہ پسران حمدان ابوالدردا محمد بن مسیب امیر بنوعقیل کے پاس امداد کا پیام بھیجا ابوالدردا نے جواب دیا کہ اگر جزیرہ ابن عمر اور نصیبین اس صلہ میں مجھے دیا جائے تو مجھے امداد میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ ابوطاہر اور عبداللہ نے اس شرط کو منظور کرلیا چنانچہ ابوعبداللہ اس شرط کے پختہ ویز کرنے اور امداد حاصل کرنے کی غرض سے ابوالدرداء محمد کے پاس چلاگیا اور اس کا بھائی ابوطاہر موصل میں ٹھہرا ہوا باد سے جنگ کرتا رہا جب ابوعبداللہ اور ابوالدرداء میں باہم شرائط امداد طے ہوگئیں تو ابوالدرداء اپنی قوم کو مرتب کرکے ابوعبداللہ بن حمدان کے ساتھ باد سے جنگ کرنے کے لئے آیا اور دجلہ کو عبور کرکے باد پر پس پشت سے حملہ آور ہوا۔ ابوطاہر اور حمدانیہ فوجوں نے بھی سامنے سے باد پر یلغار کیا۔ گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی ایک ساعت میں کشتوں کے پشتے لگ لگ گئے باد کا گھوڑا ٹھوکر کھاکر گرا باد بھی منہ کے بل ایک گرا کہ اٹھ کر گھوڑے پر سوار نہ ہوسکا۔ فریق مخالف نے نہایت تیزی سے اس کے ہمراہیوں کو اس کے پاس سے بزور حملہ منتشر کردیا۔ عربوں میں سے ایک شخص نے لپک کر تلوار کا وار کیا اور سر اتار کر بنوحمدان کے پاس لے آیا بنوحمدان مظفر ومنصور موصل کی جانب واپس آئے۔

یہ واقعہ ۳۸۰ھ کا ہے۔

ابوعلی اور پسران حمدان کی جنگ

باد کے مارے جانے کے بعد ابوطاہر اور ابوعبداللہ پسران حمدان کو دیار بکر کی واپسی کی طمع دامن گیر ہوئی

ابوعلی بن مروان کردی ، ہمشیرہ زادہ باد معرکہ سابقہ سے جانبر ہوکر قلعہ کیفا چلا گیا تھا۔ یہاں باد کی بیوی مقیم تھی اور اس کا مال و اسباب بھی تھا قلعہ کنارہ دجلہ پر نہایت مستحکم اور مضبوط بنا ہوا تھا ابوعلی نے اس قلعہ میں پہونچ کر اپنے ماموں کی بیوی سے عقد کرلیا اور تمام مال و اسباب اور قلعہ پر قابض ہوگیا اس کے بعد آہستہ آہستہ دیار بکر کا حکمراں بن گیا۔ اس اثناء میں کہ ابوعلی میافارقین کا محاصرہ کئے ہوئے تھا ابوطاہر اور ابوعبداللہ پسران حمدان آپہونچے ایک دوسرے سے گتھ گئے اتفاق سے ابوعلی نے ان دونوں بھائیوں کو شکست دے دی اور اثناء جنگ میں ابوعبداللہ کو گرفتار کرلیا چند روز بعد ابوعبداللہ کو رہا کر دیا۔ ابوعبداللہ اپنے بھائی ابوطاہر کے پاس چلا گیا۔ ابوطاہر اس وقت آمد کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ دونوں بھائیوں نے متفق ہوکر ابوعلی پر دوبارہ چڑھائی کر دی ابوعلی نے اس معرکہ میں بھی ان دونوں بھائیوں کو شکست دے کر ابوعبداللہ کو پھر گرفتار کرلیا اور اپنے یہاں قید رکھا خلیفہ مصر نے اس کی رہائی کی سفارش کی چنانچہ ابوعلی نے اسے رہا کر دیا اور رہائی کے بعد ابوعبداللہ مصر چلا گیا خلیفہ مصر نے اسے حلب کی حکومت پر مامور کر دیا یہاں تک کہ اس نے حلب میں ہی بحالت حکومت وفات پائی۔

ابوطاہر کا قتل

باقی رہا ابوطاہر وہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ نصیبین چلا گیا۔ اتفاق یہ کہ ان دنوں نصیبین میں ابوالدرداء محمد بن مسیب امیر بنو عقیل مقیم تھا۔ چنانچہ ابوالدرداء نے ابوطاہر پر اپنی فوج کو حملہ کا حکم دے دیا۔ ایک سخت خونریز جنگ کے بعد ابوالدرداء کی فوج نے ابوطاہر کو اس کے لڑکوں اور چند سپہ سالاروں کے ساتھ گرفتار کرلیا۔ ابوالدرداء نے ابوطاہر اور اس کے لڑکوں کو بار حیات سے سبکدوش کر کے موصل کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہوگیا اس کے بعد بہاء الدولہ کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ آپ اپنا کوئی نائب مقرر فرما کے میرے پاس روانہ فرمائیں تاکہ اس کے زیر نگرانی میں حکومت کروں۔ بہاءالدولہ نے اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو موصل بھیجدیا مگر اس سپہ سالار کو کسی قسم کی تصرف کا اختیار نہ تھا۔ ابوالدرداء سیاہ و سفید کرنے کا مالک تھا۔ رفتہ رفتہ تھوڑے دن بعد ابوالدرداء کی حکومت مستقل ہوگئی اور بہاءالدولہ کے نائب کی نگرانی اور حمایت سے مستغنی ہوگیا اور بنو حمدان کی حکومت و سلطنت جاتی رہی والبقاء للہ۔

سعدالدولہ بن حمدان

جس وقت سعدالدولہ نے اپنے خادم بکجور کو شکست دی اور اسے جب کہ اس نے رقہ سے اس کی جانب کوچ کیا تھا قتل کر ڈالا تو سعدالدولہ واپس ہوکر حلب آیا اور عارضہ فالج میں مبتلا ہوکر ۳۸۲ھ میں راہگزار ملک عدم ہوا لولو کبیر نے جو اس کا خادم اور اس کے امور سلطنت و حکومت کا منتظم تھا اس کے بیٹے ابوالفضل کو اس کی جگہ تخت حکومت پر بٹھلایا اور شاہی افواج سے اس کی امارت و حکومت کی بیعت لی چاروں طرف سے فوجیں اس کی خدمت میں آگئیں۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر ابوالحسن مغربی تک پہونچی اس وقت یہ مشہد علی میں تھا فوراً سامان سفر درست کر کے عزیز والی مصر کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے کوچ کیا اور پہونچتے ہی ملک حلب پر قبضہ کرلینے کی طمع دلائی۔

منجوتکین اور عیسائیوں کی جھڑپیں

پس عزیز نے ایک عظیم فوج اپنے نامور سپہ سالار منجوتکین کی ماتحتی میں حلب کی جانب روانہ کی چنانچہ منجوتکین نے حلب پر پہونچ کر محاصرہ ڈال دیا اور دو چار لڑائیوں کے بعد شہر پر قبضہ حاصل کرلیا ابوالفضائل اور لولو قلعہ نشین ہوگیا اور

وہیں سے بادشاہ روم کے پاس امداد کی غرض سے ایلچی روانہ کیا۔
چونکہ بادشاہ روم ان دنوں جنگ بلغار (بلگیریا) میں مصروف تھا اس وجہ سے اپنے گورنر انطاکیہ کو ان لوگوں کی امداد کرنے کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ گورنر انطاکیہ نے پچاس ہزار فوج کی جمعیت سے ابوالفضائل کی کمک کی غرض سے کوچ کیا جسر جدید پہ پہنچ کر قریب وادی عاصی خیمہ زن ہوا منجوتکین نے اس سے مطلع ہو کر عساکر اسلامیہ کو مرتب کیا اور ان عیسائیوں کے مقابلے پر آ گیا سخت اور خونریز جنگ کے بعد رومیوں کو شکست ہوئی لشکر اسلام تعاقب میں بڑھا عیسائی ممالک کے دیہاتوں اور شہروں کو تاخت و تاراج کرتا ہوا انطاکیہ تک چلا گیا۔
ابوالفضائل اور لولو کو موقع مل گیا قلعہ سے شہر حلب میں چلے آئے جس قدر قلعہ سے مال و اسباب اٹھا کر لے جا سکے لے گئے باقی کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔

منجوتکین کا محاصرہ حلب

اس کے بعد منجوتکین پھر محاصرہ حلب پر واپس آیا لولو نے ابوالحسن مغربی کے ذریعہ سے صلح کا پیام دیا منجوتکین نے مصلحتاً مصالحت کر لی۔ اور محاصرہ اٹھا کر دمشق چلا آیا۔ عزیز والی مصر کی اس مصالحت میں کوئی رائے نہ لی۔ عزیز نے اس سے مطلع ہو کر عتاب آموز فرمان بنام منجوتکین تحریر فرمایا اور سختی کے ساتھ محاصرہ حلب پر واپس جانے کو لکھا۔ منجوتکین دوبارہ حلب کے محاصرہ کرنے کے لئے گیا تیرہ ماہ کامل محاصرہ کئے رہا۔ ابوالفضائل اور لولو نے بادشاہ روم کے پاس پھر خطوط روانہ کئے اور اس امر کو ظاہر کیا۔ کہ اگر حلب پر منجوتکین کا قبضہ ہو گیا تو انطاکیہ کی خیر نہ سمجھنا فتح انطاکیہ کا پھاٹک حلب ہے یہ وہ زمانہ تھا کہ بادشاہ روم کو مہم بلغار سے فراغت حاصل ہو چکی تھی فوراً فوجیں مرتب کر کے حلب کی طرف روانہ ہوا۔ منجوتکین کو اس کی خبر لگی تو اس نے مورچوں دمدموں اور جشنوں کو خراب اور منہدم کر کے محاصرہ اٹھا کر کوچ کر دیا اس کے بعد بادشاہ روم وارد حلب ہوا ابوالفضائل اور لولو نے گرم جوشی سے استقبال کیا اس عنایت و ہمدردی کے شکر گزار ہوئے۔ ابوالفضائل اور لولو حلب واپس آئے اور بادشاہ روم نے ملک شام پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ حمص و شیرز کو بزور تیغ فتح کر کے لوٹ لیا۔ طرابلس کا چالیس روز تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا۔ بالآخر ناکامی کے ساتھ اپنے ملک کو واپس ہوا۔

امارت حلب سے بنو حمدان کا خاتمہ

ان واقعات کے بعد ابونصر لولو نے جو کہ سیف الدولہ کا غلام تھا اپنے آقا ابوالفضل بن سعد اللہ کو معزول کر کے تمام شہر پر قبضہ کر لیا اور دعوت عباسیہ کو موسوم کر کے حاکم علوی والی مصر کا خطبہ پڑھنے لگا۔ حاکم والی مصر نے اسے مرتضی الدولہ کا خطاب مرحمت کیا چند روز بعد لولو کے بڑا نا تھا میں جو کہ حاکم والی مصر کے ساتھ تھا فرق آ گیا۔

بنو کلاب بن ربیعہ

بنو کلاب بن ربیعہ کو موقع مل گیا ان دنوں بنو کلاب کا سردار صالح بن مرداس نامی ایک شخص تھا۔ اسی اثنا میں لولو نے ان میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا۔ یہ لوگ جاسوسی کی غرض سے حلب آئے ہوئے تھے صالح بھی انہی لوگوں میں تھا ایک مدت تک جیل میں رہا طرح طرح کی سختیاں جھیلتا رہا۔ آخر کار جیل سے بھاگ کر اپنے اہل و عیال سے جا ملا اور تیاری کر کے حلب پر چڑھ آیا۔

لولوہ اور صالح سے مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ انجام یہ کہ صالح نے لولوہ کو سنہ ۴۰۲ھ میں گرفتار کرلیا اس کا بھائی بہزار خرابی جان بچاکر حلب پہونچا اور اس کی ناکہ بندی کرلی اس کے بعد صالح کے پاس اپنے بھائی کا زر فدیہ لے کر قید سے رہا کر دینے کا پیام بھیجا صالح نے چند شرطوں سے لولوہ کو رہا کیا لولوہ قید سے نجات پاکر حلب آیا اور اپنے غلام فتح کو اس شکست کا باعث قرار دے کر ایذا رسانی اور گرفتاری کی فکریں کرنے لگا۔ فتح قلعہ حلب پر لولوہ کی طرف سے حاکم تھا۔ کسی ذریعہ سے فتح کو اس کی خبر لگ گئی۔ حاکم علوی والی مصر کو ان واقعات سے مطلع کرکے اس کے اقتدار شاہی کو تسلیم کرلیا اور لولوہ سے باغی ہوکر زیر اثر حکومت مصر حکمرانی کرنے لگا۔ حاکم والی مصر نے صیدا و بیروت بطور جاگیر مرحمت کیا۔ لولوہ کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے بھاگ کر رومیوں کے پاس انطاکیہ چلا گیا اور انہی کے پاس مقیم رہا۔ اب فتح کو اپنے ارادوں میں فتحیابی حاصل ہوگئی صیدا آگیا۔ حاکم والی مصر نے اپنی جانب سے حلب کی حکومت بھی عطا کی اسی زمانہ سے بنو حمدان کی حکومت و دولت کا چراغ شام و جزیرہ میں گل ہوگیا اور حلب کی سرزمین عبیدیوں کے قبضہ اقتدار میں باقی رہ گئی۔ اس کے بعد صالح بن مرداس کلابی نے اس پر قبضہ و استیلاء حاصل کیا یہاں پر اس کی قوم کی دولت و حکومت اور اس کی آئندہ نسلوں نے مدتہا اس ملک پر حکمرانی کی جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

باب ۵

امارت موصل

دولت بنو عقیل

قبیلہ عامر بن صعصعہ

بنو عقیل، بنو کلاب، بنو نمیر، بنو خفاجہ (عامر بن صعصعہ کے قبیلہ سے تھے) اور بنو طے (کہلان کے قبیلے سے تھے) مابین جزیرہ اور شام دریائے فرات کے کنارے پر پھیلے ہوئے تھے اور یہ لوگ رعایا کی حیثیت سے بنو حمدان کے رقبہ حکومت میں رہتے اور انہیں خراج ادا کیا کرتے۔ موقع جنگ پر ان کے ساتھ ہوکر ان کے دشمنوں سے لڑنے کو جاتے تھے رفتہ رفتہ انکی قوت بڑھ گئی جب کہ بنو حمدان کا آفتاب اقبال لب بام آگیا۔ ان کی حکومت کو استقلال اور استحکام حاصل ہوگیا سامان جنگ درست کرکے ملک گیری کو نکل پڑے اور جب ابو طاہر بن حمدان کو بمقابلہ علی بن مروان سنہ ۳۸۰ھ مقام دیار بکر میں شکست ہوئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور ابو طاہر نے نصیبین کا راستہ اختیار کیا۔

بنو عقیل

یہ وہ زمانہ تھا کہ نصیبین پر ابوالدروار محمد بن مسیب بن رافع بن مقلد بن جعفر بن مہنۃ امیر بنو عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر قابض ہوگیا تھا۔ ابوالدروا نے ابوطاہر اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا اور بڑھ کر موصل پر قبضہ کرلیا اور بہاء الدولہ بن بویہ کے پاس کہلا بھیجا جس نے کہ عراق میں خلیفہ کو دبا رکھا تھا آپ اپنی طرف سے ایک گورنر موصل میں بھیج دیجئے تاکہ اس کے زیر اثر و نگرانی حکومت کروں؛ چنانچہ بہاء الدولہ نے اپنی جانب سے اپنا ایک نائب موصل روانہ کیا مگر زمام حکومت اور سیاہ و سفید کرنے کا اختیار ابوالدروا کے قبضہ اختیار میں تھا اس حالت سے دو برس گذر گئے۔

ابوالدردا کی خود مختاری

۳۸۲ھ میں بہاء الدولہ نے چند فوجیں ابوجعفر حجاج بن ہرمز کی ماتحتی میں موصل کی طرف روانہ کیں ابوالدرعار انہیں پسپا کرکے موصل پر خود مختاری کے ساتھ حکمراں بن بیٹھا اس کے بعد اپنی قوم اور عرب کو جو اس کے پاس آکر جمع ہوگئے تھے مسلح کرکے بہاء الدولہ کی فوج سے جنگ کرنے کو چلا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں آخرکار فتح اور کامیابی کا جھنڈا ابوالدردار کے ہاتھ رہا ۳۸۶ھ میں ابوالدروا راہی ملک عدم ہوا۔

مقلد بن مسیب

اس کی جگہ بنو عقیل کی امارت پر اس کا بھائی علی متمکن ہوا۔ مقلد بن مسیب نے ہر چند ہاتھ پاؤں مارے اور بنو عقیل کی سرداری حاصل کرنے کی کوشش کی مگر اس وجہ سے کہ علی کی عمر اس سے زیادہ تھی اس کی ایک بھی پیش نہ گئی تب مقلد نے اپنی عنان توجہ حکومت موصل کی جانب منعطف کی اور ان دیلمیوں کو جو کہ موصل میں ابوجعفر بن ہرمز کے ساتھ مقیم تھے ملانا شروع کیا چند روز بعد مقلد کو اپنے ان ارادوں اور سازش میں کامیابی حاصل ہوگئی۔ دیلمیوں کے ایک بڑے گروہ نے اس سے سازش کرلی۔ اس وقت مقلد نے بہاء الدولہ کی خدمت میں بذریعہ درخواست یہ گذارش کی کہ اگر موصل کی حکومت مجھے عنایت کی جائے تو میں دو لاکھ سالانہ اخراج ادا کروں گا اس کے بعد اپنے بھائی علی اور اپنی قوم سے یہ ظاہر کیا کہ مجھے بہاء الدولہ نے موصل کی سند حکومت عطا فرمائی ہے تم لوگ میری حمایت کرو وہ لوگ تیار ہوکر مقلد کے ساتھ موصل کی جانب روانہ ہوئے سفر و قیام کرتے ہوئے تھوڑے دن بعد موصل کے قریب پہونچے دیلمیوں میں سے جن لوگوں نے سازش کرلی تھی وہ لوگ موصل سے نکل کر اس کے پاس چلے آئے۔ ابوجعفر بن ہرمز سپہ سالار دیلم نے دیلمیوں کا یہ حال دیکھ کر امن کی درخواست کی مقلد نے اسے امن دے دیا۔ چنانچہ ابوجعفر کشتی پر سوار ہوکر بغداد کی طرف روانہ ہوا اہل موصل نے اس کا تعاقب کیا مگر کامیابی حاصل نہ ہوئی مقلد نے ابوجعفر کے چلے جانے کے بعد موصل پر قبضہ کرلیا۔

مقلد اور بہاء الدولہ

عزبی فرات کی نگرانی و حفاظت مقلد کرتا تھا۔ دارالخلافت بغداد میں اس کی طرف سے اس کا نائب رہتا تھا اس نائب میں ذاتی شجاعت تھی اس سے اور بہاء الدولہ کے ساتھیوں سے کسی بات پر جھگڑا ہوگیا۔ ان دنوں بہاء الدولہ اپنے بھائی کے جھگڑوں میں مصروف و مشغول تھا۔ مقلد کے نائب نے اپنے آقا کی خدمت میں بہاء الدولہ کے مصاحبوں کی شکایت لکھ بھیجی۔ مقلد نے اپنی فوج کو آراستہ کرکے چڑھائی کردی اور پہونچتے ہی قتل و غارت کا ہاتھ صاف کرنے لگا اور مال پر ہاتھ بڑھایا۔ ابوعلی بن اسمٰعیل جو کہ بغداد میں بہاء الدولہ کی طرف سے بطور نائب کے تھا مقلد کے طوفانی بے تمیزی کی روک تھام کی غرض سے نکلا بہاء الدولہ

کو اس کی خبر لگی تو اس نے غلطی سے ابو جعفر حجاج بن ہرمز کو ابو علی بن اسمعیل کی گرفتاری اور مقلد بن مسیب سے مصالحت کرنے کے لئے روانہ کیا۔

مقلد اور بہاء الدولہ کے مابین معاہدہ

چنانچہ مقلد اور ابو جعفر میں بہ ایں شرائط مصالحت ہوئی (۱) یہ کہ مقلد دس ہزار دینار سالانہ بہاء الدولہ کی خدمت میں بطور نذرانہ یا خراج بھیجا کرے (۲) یہ کہ خطبوں میں بہاء الدولہ کے بعد ابو جعفر کا نام پڑھا جائے (۳) یہ کہ ممالک مقبوضہ سے سوائے حق نگرانی و حفاظت اور کوئی خراج یا مالیہ کے وصول کرنے کا اختیار مقلد کو نہ ہوگا (۴) یہ کہ مقلد کو بہاء الدولہ کی طرف سے شاہی خلعت عطا کیا جائے اور حسام الدولہ کا خطاب مرحمت ہو۔ (۵) یہ کہ موصل، کوفہ، معر اور جامعین بطور جاگیر مقلد کو مرحمت ہوں۔ ان شرائط پر باہم مصالحت تو ہو گئی لیکن ابھی نفاذ کی نوبت نہ آئی تھی کہ قادر باللہ تخت خلافت پر رونق افروز ہوا مقلد نے ان تمام شرائط کو بالائے طاق رکھ کے پورے ملک پر قبضہ کر لیا۔ ارکین دولت و علماء فضلاء اور مدبرین چاروں طرف سے کھینچ کھینچ کر اس کے پاس چلے آئے اس سے اس کا رتبہ عالی بلند ہو گیا اسی اثنا میں ابو جعفر نے ابو علی بن اسمٰعیل کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا کچھ عرصہ بعد ابو علی جیل سے نکل کر مہذب کے پاس بھاگ گیا۔

علی بن مسیب کی گرفتاری

مقلد بن مسیب اور اس کے بھائی کے ہمراہیوں میں قیام موصل کے زمانہ میں اور عراق روانہ ہونے سے قبل کچھ کھٹ پٹ سی ہو گئی تھی مقلد واپس ہو کر موصل آیا تو اپنے بھائی کے مصاحبوں سے انتقام لینے پر تل گیا پھر یہ خیال کر کے کہ اپنے بھائی کی موجودگی میں اس ارادہ میں کامیاب نہ ہوں گا خاموش ہو رہا اور اپنے بھائی کی گرفتاری کی فکر کرنے لگا۔ ایک روز اپنی فوج دیلم اور اکراد کو جمع کر کے قصر دقوقا کے قصد کا اظہار کیا اور ان سے اطاعت و فرمانبرداری کی قسم لی اس کے بعد رات کے وقت اپنے بھائی کی مکان میں نقب لگا کر گھس گیا اس کے بھائی علی کا مکان اس کے مکان سے ملحق اور متصل تھا علی خواب غفلت میں پڑا ہوا خراٹے لے رہا تھا۔ مقلد نے پہنچ کر مشکیں باندھ لیں اور بالمیان تمام لے جا کر جیل میں ڈال دیا اسی کے لڑکوں اور قرادش اور بدران کو اور نیز اس کی بیوی کو تکریت روانہ کر دیا۔ اور سرداران عرب کو طلب کر کے خلعتیں دیں اور انعامات اور صلے مرحمت کئے جس سے تقریباً دو ہزار سوار اس کے پاس جمع ہو گئے۔

علی بن مسیب کی رہائی

علی کی بیوی اپنے دونوں لڑکوں کے ساتھ حسن بن مسیب کے پاس چلی گئی اور اسے سارا ماجرا کہہ سنایا اس نے اپنے عربی نژاد اعزہ و اقارب کو جمع کر کے مقلد پر چڑھائی کر دی سولہ ہزار سواروں کی جمعیت سے موصل کی طرف بڑھا مقلد کو اس کی خبر لگی لوگوں کو جمع کر کے مشورہ طلب کیا رافع بن محمد بن معن نے جنگ کرنے کی رائے دی غریب بن محمد نے کہا صلہ رحم کا خیال رکھنا زیادہ مناسب ہے آخر وہ بھی تو آپ ہی کا بھائی ہے جنگ سے ہاتھ روک لینا بہتر ہے ابھی کوئی بات طے نہ ہونے پائی تھی کہ اس کی بہن رحلہ بنت مسیب اپنے بھائی علی کی سفارش کرنے کی غرض سے آ پہونچی مقلد نے اس کی سفارش سے علی کو قید سے رہا کر دیا اور اس کا مال و اسباب جو کچھ ضبط کر لیا تھا واپس دے دیا۔ اس سے فریقین کے ہمراہیوں کو بے حد مسرت

ہوئی اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے حسن اور علی حلہ کی جانب واپس گئے اور مقلد موصل لوٹ آیا اور واسط میں علی بن مزید اسدی پر فوج کشی کرنے کی تیاری میں مصروف ہوا۔

علی بن مسیب کی عہد شکنی

جوں ہی مقلد نے حلہ کی جانب کوچ کیا علی دوسری راہ سے موصل آ پہونچا اور اس پر قابض ہو گیا۔ مقلد اس واقعہ سے مطلع ہو کر موصل کی طرف لوٹا۔ حسن کو اس سے سخت صدمہ ہوا مقلد کی کثرت فوج سے ڈر گیا کہ پہلے ہی حملے میں علی پس جائے گا مقلد کو حلہ میں ٹھہرا کر علی کے پاس آیا اور اسے سمجھا بجھا کر باہم مصالحت کرا دی۔ مصالحت کے بعد مقلد اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ موصل میں داخل ہوا۔ کچھ روز بعد علی آئندہ کے خطرے کے خوف سے بھاگ گیا اس کے بعد دونوں میں اس امر پر مصالحت ہو گئی کہ ان دونوں میں سے ایک شخص شہر میں رہے۔ پھر سنہ ۳۹۰ھ میں علی نے وفات پائی۔ اس کی جگہ حسن مامور ہوا مقلد نے اس پر فوج کشی کی بنو خفاجہ کا گروہ اس کی رکاب میں تھا۔ حسن یہ خبر پا کر عراق کی طرف بھاگ گیا مقلد نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہوا واپس آیا۔ اس کے بعد مقلد نے علی بن مزید کے مقبوضات کی جانب قدم بڑھایا اور دوبارہ اس پر قابض ہو گیا۔ علی بن مزید بھاگ کر مہذب الدولہ والی بطیحہ کے پاس چلا گیا مہذب الدولہ نے ان دونوں میں مصالحت کرا دی۔

قوقا پر مقلد کا قبضہ

مقلد نے اپنے دونوں بھائیوں اور ابن مزید کی مہم سے فارغ ہو کر قوقا کی جانب قدم بڑھایا اور پہونچتے ہی اس پر قابض ہو گیا اس سے پیشتر عیسائیوں میں سے دو شخصوں نے اہل شہر کو اپنا مطیع بنا لیا تھا جبرئیل بن محمد نے جو کہ نامور سپہ سالاران بغداد میں سے تھا، ان دونوں عیسائیوں سے دقوقہ کو چھین لیا اس مہم میں مہذب الدولہ والی بطیحہ نے بھی جبرئیل بن محمد کا ہاتھ بٹایا۔ جبرئیل ایک آزمودہ کار سپہ سالار تھا جہاد کرنے پر ہر وقت تلا رہتا تھا اس نے شہر پر قبضہ کر لے اور عیسائی حکمرانوں کے گرفتار کر لینے کے بعد شہر میں عدل و انصاف کی منادی پھروا دی۔ اس کے بعد مقلد نے اس سے اس شہر پر قبضہ حاصل کیا اس کے بعد محمد بن عنان پھر قراوش بن مقلد یکے بعد دیگرے حکمراں ہوئے پھر شہر کی حکومت و ریاست فخر الدولہ غالب کی طرف منتقل ہو گئی پھر جبرئیل کو موقع مل گیا لوٹ کر دقوقا پر آیا اور امراء اکراد میں سے موشک بن جکویہ کی فوجوں سے اپنا لشکر مرتب کر کے دھاوا کر دیا اور فخر الدولہ کے عمال کو شہر سے نکال باہر کیا اسی اثنا میں بدران بن مقلد آ پہونچا اور اس نے اُن دونوں کو مغلوب کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔

مقلد بن مسیب کا قتل

مقلد کے بہت سے ترکی غلام تھے یہ لوگ اس سے جدا ہو کر بھاگے مقلد نے ان کا تعاقب کیا اور ان کو گرفتار کر کے نہایت سختی سے پامال اور تہ تیغ کیا اس سے ان کے بھائیوں کو خوف پیدا ہوا موقع کا انتظار کرنے لگے۔ ایک روز انہی ترکوں نے بحالت غفلت مقلد کو سنہ ۳۹۱ھ مقام انبار میں قتل کر ڈالا۔ اس کی شان و شوکت بہت بڑھ گئی تھی بغداد کے سر کرنے اور اس پر قابض ہونے کی غرض سے فوجیں روانہ کی تھیں۔ جب یہ مارا گیا تو اس کا بیٹا قراوش موجود نہ تھا اس کا مال و اسباب انبار میں تھا اس کے نائب عبداللہ بن ابراہیم بن شہرویہ پر خوف غالب ہوا ابو منصور بن قراد سے خط و کتابت شروع کی یہ اس وقت سندیہ میں تھا۔ باہم دونوں میں یہ طے پایا تھا کہ جو کچھ مقلد مال و اسباب اور نقدیات چھوڑ کر مر گیا ہے اس میں نصف نصف ابو منصور

ؔ یہ واقعہ سنہ ۳۸۶ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۵۶ مطبوعہ مصر

کو تقسیم کر دیا جائے گا بشرطیکہ قراوش کا چچا حسن بن مسیب بقصد قراوش قدم بڑھائے ابو منصور آڑے آئے اور مقلد کی جگہ قراوش حکمرانی کی کرسی پر متمکن کیا جائے۔

قراوش بن مقلد

چنانچہ اس قرارداد کے مطابق عبداللہ بن ابراہیم نے قراوش کو بہ ترغیب حکومت بلا بھیجا۔ جب قراوش اپنے باپ کے دارالحکومت آگیا تو اس نے عبداللہ بن ابراہیم کے اقرار کے بموجب اپنے باپ کے متروکہ میں سے نصف مال و اسباب اور نقدیات تقسیم کرکے ابو منصور بن قراد کو دے دیا اور ابو منصور بن قراد حسب اقرار اس کے شہر میں بغرض حفاظت و مزاحمت حسن بن مسیب ٹھہرا رہا اس واقعہ کی اطلاع حسن بن مسیب کو ہوئی تو سرداران بنو عقیل کے پاس قراوش کی اس حرکت کی شکایت کرنے کے لئے گیا اور یہ بھی ظاہر کیا کہ اس وقت تک ابو منصور بن قراد اس کے پاس مقیم ہے بنو عقیل چچا اور بھتیجہ میں باہم مصالحت کرانے کی کوشش کرنے لگے بالآخر چچا اور بھتیجہ (حسن اور قراوش) میں مصالحت ہوگئی اور یہ قرار پایا کہ ابو منصور کے ساتھ بدعہدی اور غداری کی جائے اس طرح کہ ان میں سے ایک شخص دوسرے پر حملہ آور ہو جس وقت دونوں حریف رد و بدل جنگ پر تل جائیں اس وقت ابو منصور بن قراد گرفتار کر لیا جائے الغرض حسن اور قراوش نے باہم سازش کرکے اس طرح کی جنگ زرگری کی بنا ڈالی۔ دونوں چچا اور بھتیجہ کی فوجیں صف آرا ہوئیں۔ کسی نے اس سازش سے ابو منصور بن قراد کو مطلع کر دیا ابو منصور بخوف گرفتاری بھاگ کھڑا ہوا حسن اور قراوش نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہوئے۔ قراوش واپس ہو کر ابو منصور بن قراد کے مکانوں میں گیا اور تمام مال و اسباب پر قابض ہو گیا یہاں تک کہ ابو جعفر حجاج بن ہرمز نے اس سے یہ مال و اسباب چھین لیا۔

قراوش کی مدائن پر فوج کشی

۳۹۲ھ میں قراوش بن مقلد نے بنو عقیل کے لشکر کو مدائن کی طرف روانہ کیا اس لشکر نے پہنچتے ہی مدائن پر محاصرہ ڈال دیا بہاء الدولہ کے نائب بغداد ابو جعفر بن حجاج بن ہرمز نے ایک فوج بنو عقیل کے سر کرنے کو بھیجی۔ چنانچہ ابو جعفر کی فوج نے بنو عقیل کو مدائن سے پسپا کر دیا۔ بنو عقیل کو اس سے سخت پریشانی ہوئی بنو اسد وغیرہ کو مجتمع کرکے بڑے اہتمام سے پھر فوج کشی کی اس وقت ان لوگوں کا سردار علی بن مزید نامی ایک شخص تھا۔ ابو جعفر نے بھی اس سے مطلع ہو کر مقابلہ کی غرض سے خروج کیا۔ ملک شام سے خفاجہ کو طلب کرکے اپنی فوج مرتب کی اور علی کو شکست ہوئی اس کا سارا لشکر پامال کر دیا گیا۔ بہت سے آدمی مارے گئے ترکوں اور دیلمیوں میں سے ایک بڑا گروہ قید کر لیا گیا اس کے بعد ابو جعفر نے دوبارہ اپنی فوج آراستہ کی اطراف کوفہ میں باغیان دولت عباسیہ سے مڈبھیڑ ہوگئی اس واقعہ میں بھی اس نے انہیں شکست دی بہتوں کو قتل اور اکثر کو قید کر لیا اس کے بنو مزید کے قبیلہ کی طرف قدم بڑھایا اور ان کا بے حد و بے شمار مال و اسباب لوٹ لیا۔

قراوش اور ابو علی کی جنگ

۳۹۷ھ میں قراوش نے کوفہ کا قصد کیا اس وقت کوفہ کی عنان حکومت ابو علی بن ثمال خفاجی کے قبضہ اقتدار میں تھی مگر اتفاق سے یہ اس وقت کوفہ میں موجود نہ تھا قراوش بلا مزاحمت و مخاصمت کوفہ میں داخل ہوا ابو علی کو یہ خبر لگی تو وہ بھی فوجیں تیار کرکے آ پہنچا سخت اور خونریز جنگ کے بعد قراوش کو شکست ہوئی ابو علی نے کوفہ پر قبضہ کرکے

قراوش کے ہمراہیوں سے بطور تاوان بہت سا روپیہ وصول کیا۔ پھر سنہ ۳۹۹ھ میں ابوعلی ماہی ملک عدم ہوا۔ حاکم والی مصر نے اس کو رحبہ کی حکومت پر مامور کیا تھا جس وقت یہ سند حکومت لئے ہوئے رحبہ پہونچا عیسیٰ بن خلاط عقیلی نے اس کے خلاف بغاوت کر کے اسے مار ڈالا اور رحبہ پر قابض ہو گیا اس کے بعد اور لوگ بھی اس شہر پر حکمرانی کرتے رہے یہاں تک کہ صالح بن مروان کلابی والی حلب نے اس شہر کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

ابوالقاسم حسین کی گرفتاری

معتمد الدولہ قراوش بن مقلد نے ابوالقاسم حسین بن علی بن حسین مغربی کو قلمدان وزارت کا مالک بنایا تھا ابوالقاسم حسین کا باپ سیف الدولہ بن حمدان کے ہمراہیوں میں سے تھا اس سے رخصت ہو کر مصر گیا اور وہاں کے صوبجات کا والی و حکمراں ہوا اس کا بیٹا ابوالقاسم حسین یہیں پیدا ہوا اور یہیں نشو و نما پا کر بڑا ہوا۔ اس کے بعد حاکم والی مصر نے اس کے باپ کو کسی الزام میں سزائے موت دی۔ ابوالقاسم حسین شام میں حسان بن مفرج بن جراح طائی کے پاس چلا گیا۔ اور اسے والی مصر کے ساتھ بدعہدی کرنے اور ابوالفتوح حسن بن جعفر والی مکہ کی بیعت پر آمادہ کیا چنانچہ حسان نے ابوالفتوح کو مکہ سے رملہ میں بلا کر ٹھہرایا "امیرالمومنین" کے لقب سے یاد کرنے لگا حاکم والی مصر کو اس کی خبر لگی تو اس نے حسان کو بہت سا مال و زر دے کر ابوالفتوح کی جانب سے پھیر لیا۔ تب ابوالفتوح ناکامی کے ساتھ واپس آیا اور ابوالقاسم مغربی عراق چلا گیا۔ فخرالملک کی خدمت میں باریاب ہوا۔ خلیفہ قادر اس وجہ سے کہ ابوالقاسم کا علویوں کی طرف طبعی میلان تھا ابوالقاسم کی طرف سے مشکوک اور مشتبہ ہوا فخرالملک نے اس بناء پر اپنے یہاں سے نکال دیا تب ابوالقاسم نے قراوش کی خدمت میں حاضر ہونے کی غرض سے موصل کا راستہ لیا۔ قسمت یاوری پر تھی قراوش نے قلمدان وزارت سپرد کر دیا بعدہ سنہ ۴۱۱ھ میں کسی امر میں اس سے مشتبہ ہو کر گرفتار کر لیا اور اس پر جرمانہ کیا پھر یہ خیال کر کے کہ اس کا مال و اسباب بغداد اور کوفہ میں ہے رہا کر دیا۔ ابوالقاسم واپس ہو کر بغداد آیا اور مویدالملک رجی کے بعد شرف الدولہ بن بویہ کی وزارت سے ممتاز ہوا۔

مویدالملک رجی کی معزولی

مویدالملک رجی کے معزول ہونے کا سبب یہ ہوا کہ اس نے ایک یہودی پر ایک لاکھ دینار جرمانہ کیا تھا اس یہودی سے اور عنبر خادم ملقب بہ اثیر سے مراسم اتحاد تھے عنبر کو مویدالملک کا یہ فعل ناگوار گزرا شرف الدولہ کو اس کی جانب سے بدظن کر کے معزول کرا دیا۔

تھوڑے دن بعد ترکوں اور عنبر خادم سے ان بن ہو گئی اس مخالفت میں وزیر السلطنت ابوالقاسم عنبر خادم کا ہم آہنگ تھا[1]...... اس نے بغداد سے نکل جانے کی رائے دی چنانچہ وزیر السلطنت ابوالقاسم اور عنبر خادم بغداد سے سندیہ کی طرف روانہ ہوئے اس وقت سندیہ میں قراوش موجود تھا اس نے ان لوگوں کو عزت و احترام سے ٹھہرایا دو ایک روز قیام کر کے اوانا کی جانب کوچ کیا۔ ترکوں کو اس کی خبر لگی تو انھوں نے عنبر خادم سے معذرت کی اور بمنت و خوشامد واپسی پر اصرار کیا عنبر خادم ان کی معذرت پر بغداد کی طرف واپس ہوا اور ابوالقاسم مغربی قراوش کے پاس چلا گیا۔ یہ واقعہ ۴۱۵ھ کا ہے دس ماہ اس نے وزارت کی۔

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

ابوالقاسم حسین کا کوفہ سے اخراج

اس کے بعد کوفہ میں عباسیوں اور علویوں کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا اس فتنہ کی ابتدار ابن ابی طالب سے ہوئی جو کہ ابوالقاسم کا صہر (داماد) تھا خلیفہ نے قرواش کو ابوالقاسم کے نکال دینے کو لکھ بھیجا ابوالقاسم کوفہ سے نکل کر ابن مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا۔ بقیہ حالات اس کے اسی مقام پر تحریر کئے جائیں گے۔

ابوالقاسم سلیمان بن فہر

اسی سنہ میں معتمد الدولہ قرواش نے ابوالقاسم سلیمان بن فہر گورنر موصل کو جو کہ اس کے اور اس کے باپ کی طرف سے موصل پر مامور تھا گرفتار کرلیا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ یہ اپنے شہر زمانۂ شباب میں ابو اسحاق صابی کی خدمت میں کتابت کے عہدہ پر متعین تھا اس کے بعد مقلد بن مسیب کے پاس چلا گیا اور پھر اس کے ہمراہ موصل گیا ایک مدت کے بعد قرواش نے اسے خراج اور مال کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ اہل موصل کے ساتھ بدسلوکی اور ظلم سے پیش آیا طرح طرح کے ان پر جرمانے کئے قرواش کو یہ خبر لگی تو اس نے اسے گرفتار کر کے اس کا تمام مال و اسباب کو ضبط کرلیا اور کثیر التعداد جرمانہ کیا۔ ابوالقاسم اس کی ادائیگی سے معذور و مجبور رہا اس پر قرواش نے اسے بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔

قرواش کی شکست و اطاعت

سنہ ۴۱۱ھ میں عرب فتنہ قرواش کے لئے جمع ہوا۔ دبیس بن علی بن مزید اسدی اور غریب بن معن اس کی سرکوبی کو روانہ ہوا اور اتفاقاً بغداد سے بھی فوجیں آگئیں۔ سر من رائے کے قریب ایک میدان میں دونوں فریق گتھ گئے قرواش کے ہمراہ رافع بن حسین بھی تھا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر الامر قرواش کو شکست ہوئی سارا مال و اسباب اور خزانہ لوٹ لیا گیا اثنار جنگ میں گرفتار کر لیا گیا اس کے مقبوضات میں سے تکریت بزور تیغ فتح کرلیا گیا۔ شاہی فوجیں بغداد واپس آئیں۔ پھر غریب بن معن کی سفارش سے قرواش کو رہائی ملی۔ سلطان بن حسن بن ثمال امیر خفاجہ کے پاس چلا گیا۔ ترکی لشکر نے تعاقب کیا۔ غربی فرات میں مڈبھیڑ ہوگئی ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد قرواش اور سلطان کو شکست ہوئی۔ شاہی فوجوں نے اس کے مقبوضات کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا قرواش نے تنگ ہو کر دارالخلافت بغداد میں علم خلافت کی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا۔

قرواش اور ابوالفتیان کی جنگ

پھر ۴۱۷ھ میں قرواش اور بنو اسد و خفاجہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ خفاجہ نے قرواش کے مقبوضات سواد پر دست درازی شروع کر دی تھی۔ قرواش نے ان لوگوں کی مدافعت کی غرض سے موصل سے کوچ کیا۔ خفاجہ کا سردار ابوالفتیان منیع بن حسان نامی ایک سپہ سالار جنگ آور تھا اس نے دبیس بن علی بن مزید سے سازش کرلی اور اسے اپنا ہمدرد اور مددگار بنالیا۔ چنانچہ دبیس اپنی قوم بنی اسد اور لشکر بغداد کو جمع کر کے ابوالفتیان کی کمک پر پہونچا کوفہ کے باہر دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ کوفہ اس وقت قرواش کے قبضہ میں تھا قرواش پر ان لوگوں کا ایسا خوف غالب ہوا کہ رات کے وقت بلا جدال و قتال کوفہ چھوڑا انبار کی جانب کوچ کر گیا۔ منیع مع گروہ نے قرواش کا تعاقب کیا قرواش نے انبار کو بھی خیر باد کہہ کر حلہ کا راستہ لیا منیع مع گروہ نے انبار پر قبضہ کرلیا۔ مگر چند روز بعد انبار کو چھوڑ کر متفرق اور منتشر ہو گئے۔ قرواش کو اس سے خبر لگ گئی پہونچ کر فوراً قبضہ کرلیا۔

اس کے بعد اسی سنہ میں عقیل سے اور اس سے دو دو ہاتھ چل گئی۔ سبب یہ ہوا کہ امیر عنبر خادم (دولت بنی بویہ کا حاکم اور ایک ظالم منتظم تھا) کے خلاف شاہی فوج نے بغاوت کر دی۔ عنبر خادم بخوف جان قرواش کے پاس چلا گیا۔ قرواش نے اس کے مال واسباب پر جو کہ قیروان میں تھا قبضہ کر لیا۔ مجد الدولہ بن قراد اور رافع بن حسن نے بنی عقیل کے ایک گروہ کو جمع کیا بدران برادر قرواش بھی ان لوگوں کے ساتھ آکر مل گیا۔ بہت بڑی تیاری سے ان لوگوں نے قرواش پر چڑھائی کی۔ غریب بن معن اور امیر عنبر خادم قرواش کی کمک پر جمع ہوئے ابن مروان نے بھی فوجی مدد دی۔ تیرہ ہزار کی جمعیت سے قرواش میدان جنگ میں آیا۔ ایک شہر کے قریب دونوں حریفوں نے صف آرائی کی جس وقت دونوں لشکر حملہ آور ہوئے اور لڑائی کا بازار گرم ہو گیا۔ بدران بن مقلد صف لشکر سے نکل کر اپنے بھائی قرواش کے پاس چلا آیا اور وسط مصاف میں باہم مصالحت کر لی ایک نے دوسرے سے معانقہ کیا قرواش اپنے بھائی بدران کے ساتھ شہر موصل کی جانب واپس ہوا۔

قرواش اور امیر خفاجہ

پھر قرواش اور خفاجہ کے درمیان دوبارہ جھگڑا پیدا ہو گیا۔ سبب یہ ہوا کہ منیع بن حسان امیر خفاجہ والی کوفہ نے جامعین مقبوضہ دبیس پر دفعتاً حملہ کر کے لوٹ لیا دبیس یہ خبر پا کر منیع کی جستجو اور تعاقب میں کوفہ کی طرف روانہ ہوا انبار کا قصد کیا اس نے اور اس کی قوم نے جی کھول کر تاخت وتاراج کیا قرواش کو اس کی خبر لگی تو وہ غریب بن معن کے ساتھ منیع کی روک تھام کے لئے[1] ...... انبار کی طرف روانہ ہوا پھر ان کے تعاقب میں قصر کی جانب بڑھا۔ خفاجہ یہ خبر پا کر انبار کی جانب لوٹے اور اسے لوٹ لیا آگ لگا دی جس سے وہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ خفاجہ اور وہیں دس ہزار فوج جمع کر کے خفاجہ کی سرکوبی کو بڑھے مگر اس کثرت فوج کے باوجود خفاجہ سے نہ لڑ سکے۔ انبار کی بگڑی ہوئی حالت کو سنوارنے میں مصروف ہوئے اس کے بعد منیع بن حسان خفاجی ملک ابو کالیجار کے پاس گیا اور اس کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ کوفہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور بنی عقیل کی حکومت کو فرات کے دونوں کناروں سے دور کر دیا۔

بدران بن مقلد کا محاصرۂ نصیبین

اس واقعہ کے بعد بدران بن مقلد عرب کا ایک گروہ جمع کر کے نصیبین کی طرف بڑھا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ نصیبین پر اس وقت نصیر الدولہ بن مروان کا قبضہ تھا اس نے محاصرین کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں۔ بدران سے گھمسان کی لڑائی ہوئی پہلے تو بدران کو شکست ہوئی پھر لوٹ کر ان پر حملہ آور ہوا۔ اس حملہ میں نصیر الدولہ کی فوج کو شکست ہوئی۔ نہایت سختی سے انھیں پامال کیا۔ اس اثناء میں اسے یہ خبر لگی کہ اس کا بھائی قرواش موصل کے قریب پہنچ گیا ہے فوراً محاصرہ اٹھا کر اس کی طرف روانہ ہوا۔

---

[1] اس مقام پر اصل کتاب میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

باب ۵۱

امارتِ موصل

دولت قراوش بن مقلد

سلطان محمود اور ارسلان بن سلجوق

تاتاریوں کا ایک گروہ ترکوں کی ایک شاخ ہے جو بخارا کے قریب ایک درے میں رہتا تھا جب ان لوگوں کا فتنہ و فساد اس اطراف میں حد سے بڑھ گیا تو سلطان سبکتگین نے ان کی سرکوبی پر کمرہمت باندھی۔ والی بخارا اس سرکش گروہ کے خوف سے بھاگ گیا۔ ان ترکوں کا سردار ارسلان بن سلجوق سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان محمود نے گرفتار کر کے ہندلے جاکر قید کر دیا اور اس کے قبائل اور خاندان کو پامال کیا۔ ان میں سے بہتوں کو قتل کر ڈالا۔ باقی ماندگان خراسان بھاگ گئے اور وہاں پہونچ کر فتنہ و فساد کا بازار پھر گرم کر دیا دن دہاڑے لوٹ مار شروع کر دی سلطان محمود نے انھیں ہوش میں لانے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ شاہی فوج نے انھیں خوب پامال کر کے خراسان سے بھی نکال باہر کیا۔ ان میں سے اکثر نے اصفہان میں جاکر قیام کیا والی اصفہان سے معرکہ آرائی کی۔ یہ واقعہ سنہ ۴۲۰ھ کا ہے اس کے بعد متفرق اور منتشر ہو گئے ان تاتاریوں کا ایک گروہ خوارزم کے قریب کوہ بلجار کی طرف چلا گیا اور ایک گروہ نے آذر بائیجان میں جاکر قیام کیا۔

تاتاریوں کی غارت گری

ان دنوں آذر بائیجان کا والی دہشوردان تھا اس نے ان ترکوں کی بایں خیال کہ آئندہ فسادات سے محفوظ رہے ان کی عزت افزائی کی تنخواہیں مقرر کیں، انعامات دیئے صلے دیئے مگر ترکوں نے اس کی ذرا بھی پرواہ کی وہی لوٹ مار وہی غارت گری جاری رکھی ان لوگوں کے چار سردار تھے۔ بوقا، کوکناش، منصور اور دانا سنہ ۴۲۹ھ میں یہ لوگ مراغہ میں داخل ہوئے اور نہایت بے رحمی سے تاخت و تاراج کیا اکراد ہذبانیہ پر پامالی کا ہاتھ بڑھایا۔ انھی میں سے ایک گروہ رے کی طرف چلا گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں رے کا امیر علاء الدین بن کاکویہ تھا۔ ترکوں نے شہر پر یلغار کیا۔ اہل شہر کو قتل و غارت گری اور وحشیانہ ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔ اسی طرح اہل کرخ اور قزدین کے ساتھ کیا ان مقامات کے تاخت و تاراج سے فارغ ہو کر آرمینیہ کی جانب بڑھے اور اس کے گرد و نواح پر غارت گری شروع کر دی وہاں کے اکراد کو بھی پامال کیا اس کے بعد دینور پر سنہ ۴۳۳ھ میں حملہ آور ہوئے اس کے بعد دہشود ان والی تبریز نے

اپنے شہر میں ترکوں کے ایک گروہ پر جو تعداد آتیس تھے اور سب کے سب سردار تھے حملہ کر کے قتل کر ڈالا اس سے باقی ماندگان کی کمرِ ہمت ٹوٹ گئی۔ قتل عام کا بازار گرم ہو گیا۔ اطراف و جوانب میں بخوف جان منتشر ہو گئے۔

ترکوں کی سرکوبی و پسپائی

ترکوں کا وہ گروہ جو آرمینیہ میں تھا انہوں نے جمع ہو کر بلاد اکراد ہکاریہ مضافات موصل کی طرف قدم بڑھایا۔ نہایت سختی سے لوٹ مار شروع کی ایک عالم کو تہ و بالا کر ڈالا اکراد نے جمع ہو کر ترکوں پر پھر حملہ کیا اس حملہ میں اکراد کو کامیابی ہوئی ترکوں کا گروہ منتشر ہو کر پہاڑوں میں چلا گیا اور سارا جتھا تتر بتر ہو گیا۔

قراوش اور ترکوں کی جنگ

رے کے ترکوں نے نیال پر اور سلطان طغرل بیگ کی آمد کی خبر پا کر رے چھوڑ کر ۴۳۳ھ میں دیار بکر اور موصل کی طرف قدم بڑھایا۔ جزیرہ ابن عمر میں قیام پذیر ہو کر اطراف و جوانب کو لوٹنا شروع کر دیا۔ باقردی، یا زندی اور حسینہ کو لوٹ لیا اسی زمانہ میں سلیمان بن نصیر الدولہ بن مروان نے ترکوں کے امیر منصور بن غرضیل کو دھوکا دے کر گرفتار کر لیا اس کی گرفتاری سے اس کے ہمراہی چاروں طرف بلاد میں منتشر ہو گئے سلیمان بن نصیر الدولہ نے ان کے تعاقب اور گرفتاری پر فوجیں روانہ کیں۔ قراوش والی موصل نے ایک دوسری تازہ دم فوجیں ان کی کمک پر بھیجی اکراد شبنویہ ہمراہیان قتلک کو بھی اسی جماعت میں شامل کر دیا۔ پس اس مہم نے ترکوں کو جا گھیرا۔ ترکوں نے مرنے پر کمر باندھی اور خوب جی کھول کر لڑے اور پھر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ ان واقعات کے بعد عرب نے عراق کی جانب توجہ کی۔ ترکوں نے دیار بکر کو ویران و خراب کر ڈالا۔ قراوش یہ خبر پا کر کہ ترکوں کے ایک گروہ نے اس کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا ہے ان لوگوں کی مدافعت کی غرض سے موصل چلا گیا۔

قراوش کی شکست و فرار

جس وقت ترکوں نے برقعید میں پڑاؤ کیا قراوش نے ترکوں پر شبخون مارنے کی تیاری کی۔ ترکوں کو اس کی خبر لگ گئی فوراً ٹوٹ پڑے قراوش کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے جبکہ ان لوگوں نے شرطی مال وزر دے کر ٹالنے کی فکر کرنے لگا ابھی قراوش فراہمی مال میں مصروف تھا کہ ترکوں نے دوسری طرف سے موصل کی جانب قدم بڑھایا قراوش کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنی فوج مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ تمام دن گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ اگلے دن پھر اسی کیفیت سے جنگ کا آغاز ہوا شام ہوتے ہوتے عربوں اور اہل شہر کو شکست ہوئی۔ قراوش ایک کشتی پر سوار ہو کر براہ فرات بھاگ نکلا سارا مال و اسباب چھوڑ گیا ترکوں نے شہر میں داخل ہو کر غارت گری شروع کر دی۔ جواہرات، زیورات، اثاث البیت اور بیحد مال وزر ان کے ہاتھ لگا۔ قراوش بنفسہ جان بچا کر سند پہونچا، سلطان جلال الدولہ، دبیس بن علی بن مزید، امراء عرب اور سرداران اکراد کی خدمت میں امداد کی درخواست روانہ کی۔

موصل میں قتل عام

ترکوں نے فتح یابی حاصل کر کے اہل موصل کے ساتھ قتل اور غارت گری کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ بعض محلہ والوں نے حفاظت جان و مال کی غرض سے بہت سا مال وزر دینے کا وعدہ کر لیا جس کی وجہ سے ان کی آبرو ریزی نہ ہوئی اور وہ ان غارت گروں کے ظلم و ستم کے ہاتھ سے بچ گئے۔ ابتداً اہل شہر پر بیس ہزار دینار جرمانہ کیا جب یہ وصول ہو گیا تو چار ہزار اور جرمانہ کیا اور

اس کے وصول کرنے میں مصروف ہوتے۔ اہل موصل کا ناک میں دم ہو رہا تھا بگڑ گئے اور دفعتہً حملہ کر دیا۔ شہر میں جس قدر ترک ہاتھ آئے سب کو مار ڈالا۔ جب ان کے بھائیوں کو اطلاع ہوئی تو وہ لوگ جمع ہو کر نصف ۴۳۵ھ میں بزور تیغ شہر موصل میں گھس پڑے۔ تلواریں نیام سے کھینچ لیں بارہ دن تک مسلسل قتل عام کا بازار گرم رکھا۔ مقتولوں کی کثرت سے راستے بند ہو گئے۔ بقیۃ السیف کے ایک گروہ نے ان مقتولوں کو گڑھوں میں دفن کیا اس قتل عام کے بعد ان لوگوں نے خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور خلیفہ کے بعد سلطان طغرلبک کو دعا سے یاد کیا۔ مدتوں یہ لوگ شہر موصل میں ٹھہرے رہے۔

سلطان طغرل بک کی معذرت خواہی

ملک جلال الدولہ بن بویہ اور نصیر الدولہ بن مروان نے سلطان طغرلبک نے جلال الدولہ کی خدمت میں ان لوگوں کی زیادتیوں کی شکائتیں لکھیں۔ سلطان طغرلبک نے جلال الدولہ کو معذرت لکھی کہ یہ لوگ ہمارے خدام اور پروردہ ہیں۔ ان لوگوں نے اطراف طے میں فساد برپا کیا اور بخوف جان بھاگ نکلے۔ عنقریب ان لوگوں کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کی جائیں گی اور نصیر الدولہ بن مروان کو تحریر کیا کہ مجھے یہ خبر لگی ہے کہ میرے خدام نے تمہارے مقبوضات کا قصد کیا تھا تم نے انہیں مال وزر دے کر روک دیا تم سرحدی حکمراں ہو تمہیں لازم ہے کہ تم اس قدر دیا کرو کہ اس سے جہاد کو مدد پہنچے میں عنقریب ایسے لوگوں کو مامور کرتا ہوں کہ جو ان لوگوں کو تمہارے مقبوضات سے دفع کریں۔

ترکوں کی سرکوبی

اس کے بعد دبیس بن علی بن مزید فوجیں مرتب کر کے قراوش کی کمک کے لئے روانہ ہوا بنو عقیل کا جم غفیر اس کے پاس آکر جمع ہو گیا۔ سن سے موصل کی جانب بڑھے ترکوں کو یہ خبر لگی تو وہ تل اعفر کی طرف ہٹ آئے اور دیار بکر میں اپنے ہمراہیوں اور اپنے سرداروں ناصقلی اور بوقا کے پاس امداد کی غرض سے قاصد روانہ کئے پس وہ لوگ آ گئے۔ ماہ رمضان ۴۳۵ھ میں قراوش اور ترکوں سے معرکہ آرائی ہوئی۔ صبح سے ظہر تک سخت اور خونریز جنگ ہوتی رہی۔ پہلے تو عربوں کو ترکوں نے ان کے مورچے سے پسپا کر دیا مگر پھر جب عربوں نے مرنے پر کمر باندھ کر حملہ کیا تو ترکوں کو شکست ہوئی عربوں نے ان کا تعاقب کیا کشت وخون کا بازار گرم ہو گیا ترکوں کے نامی نامی سردار مارے گئے ہزاروں ترک کھیت رہے فتح مند گروہ نے مقتولوں کے سر بھی کو دار الخلافت بغداد روانہ کیا۔ قراوش ان کا تعاقب کرتا ہوا نصیبین تک چلا گیا ترکوں نے اس معرکہ سے شکست اٹھا کر دیار بکر کا قصد کیا اور اسے تاخت وتاراج کر کے ارزن روم کی طرف گئے اور اسے بھی قتل وغارت گری کا بازار بنا کر آذربیجان میں جا کر دم لیا اور قراوش موصل کی جانب واپس ہوا۔

بدران بن مقلد کا نصیبین پر قبضہ

ہم اوپر بدران کے محاصرۂ نصیبین اور وہاں سے اپنے بھائی قراوش کی وجہ سے کوچ کر جانے اور پھر دونوں میں مصالحت ہو جانے اور نصیر الدولہ کا قراوش کی بڑی بیٹی سے عقد کرنے کا حال تحریر کر آئے ہیں۔ عقد کے بعد نصیر الدولہ نے اس کی بیٹی کے ساتھ اچھے سلوک کا برتاؤ نہ کیا اور نہ اپنی بیویوں کے برابر حق دیا۔ اس نے اپنے باپ سے شکایت کی۔ اس نے نصیر الدولہ کے پاس آدمی روانہ کیا اس کے بعد نصیر الدولہ کے بعض عمال قراوش کے پاس چلے آئے اور اسے جزیرہ پر قبضہ کر لینے کی طمع دلائی قراوش نے اپنی بیٹی کے مہر کے بہانہ سے جو کہ بیس ہزار دینا تھا

جزیرہ اور نصیبین کو اپنے بھائی بدران کے لئے طلب کیا نصیر الدولہ نے اس سے انکار کیا قرادش نے ایک فوج جزیرہ کے محاصرہ پر روانہ کی اور دوسری فوج اپنے بھائی بدران کی ماتحتی میں نصیبین کے سر کرنے کو بھیجی اس کے بعد خود بھی آ پہونچا اور اپنے بھائی کے ساتھ نصیبین کا محاصرہ کرلیا۔ اہل نصیبین نے قلعہ بندی کرلی عرب اور اکراد جمع ہوکر نصیر الدولہ کے پاس میافارقین گئے اور اس سے نصیبین کے دے دینے پر مصالحت کا پیام دیا۔ نصیر الدولہ نے نصیبین کو ان لوگوں کے حوالہ کردیا اور قرادش کو اس کی بیٹی کے مہر سے پندرہ ہزار دینار مرحمت کئے۔

عمر بن بدران

ان واقعات کے بعد ۴۲۵ھ میں بدران راہگذار ملک عدم ہوا۔ اس کا بیٹا عمر قرادش کے پاس آیا۔ قرادش نے اس کو گورنری نصیبین پر بحال رکھا۔ بنو نمیر کو اس کے ملک پر قبضہ کرنے کی طمع دامن گیر ہوئی۔ فوج مرتب کرکے محاصرہ کرلیا۔ قرادش یہ خبر پاکر ان کی مدافعت کے لئے آیا اور اپنے ملک سے بے نیل و مرام نکال باہر کیا۔

قرادش اور غریب کی جنگ

تکریت پر ابوالمسیب رافع بن حسین کا قبضہ تھا جو کہ بنو عقیل میں سے تھا۔ غریب نے عرب اور کردوں کے ایک گروہ کو جمع کیا۔ جلال الدولہ نے بھی امدادی فوجیں بھیجیں غریب نے تکریت پر یلغار کیا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا رافع بن حسین اس وقت موصل میں قرادش کے پاس تھا۔ اس سے مطلع ہوکر فوجیں مہیا کیں اور تکریت کی حمایت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ غریب سے تکریت کے گرد و نواح میں مڈبھیڑ ہوئی غریب کو شکست ہوئی قرادش اور رافع نے تعاقب کیا اس کے مال و اسباب اور مکانات سے متعارض ہوا۔ اس کے بعد باہم نامہ و پیام ہوکر مصالحت ہوگئی۔

قرادش اور جلال الدولہ کے مابین کشیدگی

۴۲۱ھ میں قرادش نے اپنی فوج خمیس بن تغلب کے محاصرہ کرنے کے لئے تکریت روانہ کی تھی خمیس نے جلال الدولہ کے سایہ عاطفت میں پناہ لی۔ جلال الدولہ نے قرادش کو اس فعل سے روکا قرادش نے کچھ سماعت نہ کی اس بناء پر جلال الدولہ بنفس نفیس قرادش کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اور پہونچتے ہی قرادش کا محاصرہ کرلیا قرادش نے بغداد میں ترکوں کو جلال الدولہ کے خلاف بغاوت کرنے پر ابھار دیا۔ کسی ذریعہ سے جلال الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی جلال الدولہ کو اس سے بے حد برہمی پیدا ہوئی انبار کو سر کرنے کے لئے کوچ کیا اہل انبار نے یہ خبر پاکر قلعہ بندی کرلی۔ اس اثنا میں قرادش بھی تکریت سے انبار کی حمایت کے لئے روانہ ہوا جلال الدولہ کی کثرت فوج سے غلہ اور رسد کی کمی واقع ہوئی۔ عقیل نے کوشش کرکے قرادش اور جلال الدولہ میں باہم مصالحت کرادی چنانچہ دونوں حریفوں نے آئندہ مصالحت قائم رکھنے کی اور قرادش نے جلال الدولہ کی اطاعت کی قسم کھائی اور دونوں اپنے اپنے شہر کو واپس ہوئے

باب ۵۲

ملوکِ قسطنطنیہ

مادر بسیل و قسطنطین

بسیل اور قسطنطین کی ماں، روم کی سرداروں میں سے ایک بڑے سردار اور رئیس کی بیٹی تھی۔ ایک مرتبہ عید کے دن کنیسہ میں عبادت کے لئے گئی ہوئی تھی ان دونوں کے باپ کی نظر اس پر پڑ گئی۔ جان و دل سے فریفتہ ہوگیا عقد کرنے کا پیام دیا اور شادی کر لی اس سے یہ دو بیٹے پیدا ہوئے یہ دونوں ابھی کم سن ہی تھے کہ ان کا باپ مر گیا ایک مدت کے بعد ان دونوں کی ماں نے تعفور سے اپنا بیاہ کر لیا تعفور ایک چلتا پرزہ تھا اس نے ساری سلطنت پر قبضہ کر لیا عنان حکومت کا مالک بن بیٹھا۔ چند روز بعد ان دونوں کی نسل منقطع کرنے کی غرض سے ان دونوں کو خصی کرنے کی تدبیریں کرنے لگا ان کی ماں کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔

دمستق کا خاتمہ

دمستق کو پٹی پڑھا کر تعفور کے قتل پر ابھار دیا چنانچہ اس نے اسے قتل کر ڈالا اس نے اس خدمت کے صلے میں اُس سے عقد کر لیا۔ ایک برس تک اس کی زوجیت میں رہی اس کے بعد دمستق نے بخوف جان اسے اس کے دونوں لڑکوں کے ساتھ ایک دیر بعید کی طرف جلا وطن کر دیا تقریباً ایک برس جلا وطن رہی پھر ایک رہبان (پادری) کو دمستق کے قتل پر تیار کر لیا یہ رہبان شاہی گرجا میں جا کر مقیم ہوا اور دمستق کے قتل کی فکر کرنے لگا حتیٰ کہ ایک روز دمستق گرجا میں آیا یہ عید کا دن تھا۔ رہبان سے دمستق نے تبرکاً کچھ کھانا طلب کیا رہبان نے زہر ملا کر اپنے ہاتھ سے ملا دیا مکان پہونچتے پہونچتے مر گیا۔ ان دونوں کی ماں یہ خبر پا کر عید سے چند راتیں پیشتر قسطنطنیہ میں آئی اور اپنے لڑکے بسیل کو تخت حکومت پر متمکن کر دیا اور اس کی کم سنی کی وجہ سے یہ خود حکمرانی کرنے لگی۔

بسیل اور قسطنطین

جب بسیل بڑا ہوا تو بلغار (بلگیریا) کے جنگ کرنے کے لئے ان کے ملک پر چڑھ گیا۔ یہیں پر اس کو اپنی ماں کے مرنے کی خبر پہونچی۔ اس نے ایک خادم کو اپنے زمانہ غیر حاضری میں قسطنطنیہ کے انتظام اور نظام حکومت قائم رکھنے پر مامور کیا اور خود چالیس برس تک جنگ بلغار میں مصروف رہا۔ آخر کار شکست اٹھا کر قسطنطنیہ واپس آیا اور دوبارہ فوجیں تیار کر کے بلغار گیا اس مہم میں اسے کامیابی ہوئی ان کے بادشاہ کو اس نے قتل کر ڈالا اور ان کے ملک پر فتح مندی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور وہاں کے رہنے والوں کو جلا وطن کر کے بلاد روم میں لا کر آباد کیا۔

ابن اثیر کا بیان ہے کہ" یہ بلغار جن کے ملک پر سیل نے قبضہ کر لیا تھا یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو ان میں سے اسلام لا چکے تھے یہ لوگ ان کی بہ نسبت بلاد روم سے قریب تر دو مہینہ کی مسافت پر ہیں اور یہ دونوں بلغار ہی ہیں"۔ سیل عادل اور نیک سیرت شخص تھا اس نے تقریباً ستر سال روم پر حکومت کی جب یہ مر گیا تو اس کا بھائی قسطنطین حکمراں ہوا۔ اس نے وفات کے وقت تین لڑکیاں چھوڑیں پہلے بڑی لڑکی تخت آرائے حکومت ہوئی۔

شاہ ارمانوس کا قتل

اس نے شاہی خاندان میں سے ارمانوس نامی شاہزادہ سے اپنا عقد کیا تھا یہ وہی شخص ہے جس نے مسلمانوں کے قبضہ سے ارہا کو نکالا تھا۔ حکومت کی طرف سے ایک شخص میخائیل نامی صرافوں کے بازار کے انتظام پر مامور تھا۔ ارمانوس نے اسے اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کر لیا اور اپنی دولت وحکومت کا مدار اور دایاں بازو بنالیا۔ تھوڑے دن بعد ارمانوس کی بیوی میخائیل کی جانب مائل اور اس پر فریفتہ ہوگئی دونوں باتفاق بادشاہ ارمانوس کے قتل کی فکریں کرنے لگے چنانچہ ایک روز بحالت غفلت دونوں نے مل کر ارمانوس کا گلا گھونٹ دیا اور اس کے مرنے کے بعد رومیوں کے خلاف مرضی ملکہ ارمانوس نے میخائیل سے عقد کر لیا۔

میخائیل اور بطریق اعظم

اس کے بعد میخائیل کو بد خلقی اور ظلم کا عارضہ لاحق ہو گیا اپنے برادر زادہ کو اپنا ولی عہد بنایا اس کا بھی نام میخائیل تھا۔ اس نے میخائیل اول کے بعد عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اس کے ماموں اور ان کی بہنوں کو گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا اپنے نام کا سکہ ۴۳۳ھ میں مسکوک کرایا اس کے بعد بیوی نے بادشاہ سابق کی بیٹی کو طلب کرکے رہبانیت (ترک دنیا) اور حکومت وریاست سے دست کش ہو جانے پر مجبور کیا اور اسے مارا اور ایک جزیرہ کی طرف جلا وطن کر دیا۔ اس کے بعد بطریق اعظم (پوپ) کے قتل کا قصد کیا تاکہ آئندہ اسے اس کی بے جا حکومت سے نجات مل جائے چنانچہ بطریق کو ایک روز دعوت ولیمہ کی تیاری کے بہانہ سے ایک دیر کی طرف روانہ کیا اور اپنے آنے کا بھی وعدہ کیا اور بطریق کے چلے جانے کے بعد رومیوں اور بلغاریوں کے ایک گروہ کو اس کے قتل کے لئے بھیج دیا۔ بطریق کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی بطریق نے ان لوگوں کو بہت سامال وزر دے کر اپنی جان بچائی اور در پردہ میخائیل کے معزول کرنے پر رومیوں کو ابھارنے لگا۔

میخائیل کی معزولی

آخر الامر اپنے اس ارادہ میں بطریق کامیاب ہو گیا ملکہ کے پاس جزیرہ میں جہاں کہ شہر بدر کر دی گئی تھی رومی ایلچی روانہ کیا اور حکومت وسلطنت کے لئے طلب کیا۔ ملکہ نے بادشاہی سے انکار کر دیا اور ترک دنیا پر تلی رہی تب بطریق نے اسے حکومت وسلطنت سے معزول کرکے اس کی چھوٹی بہن بدرونہ کو تخت حکومت پر متمکن کیا اس کے باپ کے خدام نے عنان انتظام وحکومت اپنے ہاتھ میں لی اور میخائیل کی معزولی کا اعلان کر دیا میخائیل کے ہواخواہوں اور بدرونہ کے گروہ سے لڑائی شروع ہو گئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد بدرونہ کے ہمراہیوں کو فتح نصیب ہوئی میخائیل کے ہواخواہوں کے گھر بار کو لوٹ لیا۔

قسطنطین

رومیوں کو اس طوائف الملوکی سے بے حد تکلیف کا سامنا کرنا پڑا اور وہ لوگ ایک بادشاہ مقرر کرنے کی فکر میں معروف ہوئے جو کہ نظام حکومت کو قائم رکھے۔ دعوئ داماں سلطنت کو

کو جمع کر کے قرعہ ڈالا اتفاق سے قسطنطین کا نام قرعہ میں برآمد ہوا اس نے روم کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور حکمرانی کرنے لگا۔ بڑی ملکہ سے بیاہ کر لیا چھوٹی ملکہ (بدرونہ) سنہ ۴۳۴ھ میں اس کے پاس خاطر سے سلطنت و حکومت سے دست کش ہوگئی۔ اس کے بعد میناس نامی ایک شخص نے قسطنطین کے خلاف روم سے خروج کیا بیس ہزار فوج فراہم اور مرتب کر کے بغاوت کر دی۔ قسطنطین نے اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں۔ آخر الامر میناس مارا گیا۔ اس کا سر اتار کر قسطنطین کے پاس بھیجا گیا اور اس کے ہمراہی اور ہوا خواہ منتشر ہو گئے۔

پھر سنہ ۴۳۵ھ میں رومیوں کی چند کشتیاں ساحل قسطنطنیہ پر آلگیں اہل قسطنطنیہ کی کشتی والوں سے لڑائیاں ہوئیں۔ کشتی والے کسی ضرورت سے خشکی پر اتر آئے تھے اہل قسطنطنیہ نے کشتیوں میں آگ لگا دی جل کر خاک سیاہ ہوگئیں اور کشتی والوں کو مار ڈالا۔

باب ۵۳

امارت موصل

دولت قریش بن بدران

ابوالحسن بن موشک کی گرفتاری

کردوں کے چند قلعے موصل کے قرب وجوار میں تھے ان میں حمیدیہ کا قلعہ عقر اور اس کے مضافات تھے۔ اس کا حاکم ابوالحسن بن عکشان نامی ایک شخص تھا اور قلعہ اربل اس کے متعلقات کے ساتھ ہذبانیہ کے قبضہ میں تھا۔ ابوالحسن ہوشنگ کے قبضۂ اقتدار میں اس کی عنان حکومت تھی اس کا بھائی ابوعلی بن موشک باعانت ابوالحسن بن عکشان اپنے بھائی سے حکومت و ریاست کے لیے لڑ پڑا چنانچہ قلعہ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا اور اپنے بھائی ابوالحسن بن موشک کو گرفتار کر لیا قرواش اور اس کا بھائی زعیم الدولہ ابوکامل اس وقت مہم عراق میں مصروف تھے ان دونوں کو ابوعلی کا یہ فعل ناگوار گزرا واپس ہو کر موصل آئے۔ قرواش نے حمیدی اور ہذبانی نے نصیر الدولہ کے خلاف امداد طلب کی۔ حمیدی تو بنفسہ اس کی کمک پر آیا اور ہذبانی نے اپنے بھائی کو مدد پر بھیجا اتفاق یہ کہ جنگ کی نوبت نہ آئی قرواش اور نصیر الدولہ میں باہم مصالحت ہوگئی تب قرواش نے ابوالحسن بن عکشان کو گرفتار کر لیا پھر اس امر پر مصالحت قرار

پاتی کہ ابوالحسن بن موشک والی اربل رہا کیا جائے اور قلعہ اربل بھی اس کے حوالے کر دیا جائے اگر ابو علی اس سے انکار کرے تو ابوالحسن بن عکشان اس کے خلاف مالی اور فوجی امداد دے۔

ابوالحسن کا فرار
چنانچہ اس امر کے اطمینان کی غرض سے اپنے بیٹے کو قرادش کی خدمت میں رہن کر دیا۔ اس کے بعد ابو علی سے اس معاملہ میں خط و کتابت شروع ہوئی ابو علی نے اسے منظور کر لیا اور اربل کو اپنے بھائی ابوالحسن کے سپرد کرنے کی غرض سے موصل حاضر ہوا چنانچہ قرادش نے اس کے قلعوں کو اس کے حوالہ کر دیا۔ اور ابوالحسن بن عکشان اور ابو علی اربل کو ابوالحسن بن موشک کے سپرد کرنے کو روانہ ہوئے اثناء راہ میں ان لوگوں کے ساتھ بدعہدی کی دھوکا دے کر اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کر لیا اتفاق سے ابوالحسن تن تنہا کسی ذریعہ سے نکل بھاگا بحال پریشان موصل پہونچا ان وجوہات کے باعث ابوالحسن بن عکشان و ابو علی اور قرادش کے درمیان بیحد کشیدگی پیدا ہو گئی۔

قرادش اور ابو کامل
ان واقعات کے ختم ہونے پر معتمد الدولہ قرادش اور اس کے بھائی زعیم الدولہ ابو کامل کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا۔ سبب یہ ہوا کہ قریش (ان دونوں کے بھائی بدران کا بیٹا) اپنے چچا ابو کامل سے الجھ گیا۔ فوجیں فراہم اور مرتب کیں اس کے دوسرے چچا نے اعانت اور امداد پر کر باندھی[1] .... قرادش نے نصیر الدولہ بن مروان سے امداد کی درخواست کی چنانچہ اس نے اپنے بیٹے سلیمان کو اس کی کمک پر بھیجا اس کے علاوہ حسن بن عکشان وغیرہ اکراد نے بھی اس کی مدد پر کر ہمت باندھی سب کے سب جمع ہو کر معلایا کی طرف بڑھے اور اسے تاخت و تاراج کر کے آگ لگا دی وہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا اس کے بعد ماہ محرم ۴۳۱ھ میں اپنے حریف سے معرکہ ہوئے دو دن تک متواتر لڑائی رہی۔ اکراد نے جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا حریف کو اپنی طرف سے راستہ دے دیا قرادش کے بعض ہمراہیان عرب بھی قرادش سے علیحدہ ہو کر اس کے بھائی کے پاس چلے گئے۔

قرادش کی نظربندی و رہائی
اسی اثنا میں اسے یہ خبر لگی کہ اس کے بھائی ابو کامل کے ساتھیوں نے انبار پر یورش کر کے قبضہ حاصل کر لیا ہے اس خبر کو سنتے ہی قرادش حواس باختہ ہو گیا معدودے چند آدمیوں کے ساتھ اپنے خیمہ میں رہ گیا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔ اس کا بھائی ابو کامل اس واقعہ سے مطلع ہو کر اس کے پاس آیا اور اسے بہ آرام تمام اس کی بیوی اور بچوں کے ساتھ موصل لے جا کر نظربند کر دیا اور اس کی محافظت اور نگرانی پر چند لوگوں کو مامور کر دیا۔ تھوڑے دن بعد عرب پھر اس کی طرف مائل ہو چلے اور اس کے بھائی ابو کامل نے .... اس خیال سے کہ مبادا عرب پھر اس کے مطیع نہ ہو جائیں اور اسے دوبارہ ریاست و حکومت کی کرسی پر متمکن نہ کر دیں قرادش کو نظربندی کی تکلیف سے نجات دے کر حکومت و ریاست کی عنان اس کے ہاتھ میں دی اور اطاعت و فرمانبرداری کی بیعت لے کر اس کے ملک کی طرف واپس کر دیا چنانچہ قرادش اپنے دارالحکومت حکمرانی کرنے کے لئے واپس آیا۔

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

ابوکامل اور بساسیری کی جنگ

ان واقعات سے قبل ابوکامل اور بساسیری منتظم خلافت اسلامیہ سے اَن بن ہوگئی تھی۔ دارالخلافت بغداد میں اس وجہ سے بہت بڑی ہل چل پیدا ہو رہی تھی بنو عقیل نے عراق عجم میں بساسیری کی جاگیرات میں غارت گری شروع کر دی تھی بساسیری اس سے مطلع ہو کر ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ ابوکامل کو اس کی خبر لگ گئی بنو عقیل کی ہمدردی پر اٹھ کھڑا ہوا اور ان کو مرتب کر کے میدان میں لڑنے کے لئے آیا۔ ابوکامل اور بساسیری سے سخت اور خوں ریز جنگ ہوئی مگر آخری فیصلہ نہ ہوا اتنے میں قرادش نظر بندی سے نجات پا کر اپنی حکومت وسلطنت پر واپس آگیا اہل انبار کا ایک گروہ بطور وفد بساسیری کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکریہ ادا کر کے قرادش کی بداخلاقی اور کج ادائی کی شکایت پیش کی اور یہ درخواست دی کہ آپ ایک فوج اور ایک عامل شہر کے انتظام کرنے کے لئے ہمارے ساتھ روانہ فرمائے بساسیری نے ایسا ہی کیا۔ اس عامل نے پہونچ کر شہر کو قرادش کے قبضہ سے نکال لیا اور ان میں عدل وانصاف سے حکومت کرنے لگا۔

قرادش کا فرار اور نظر بندی

قرادش اپنے بھائی ابوکامل کی اطاعت قبول کرنے کے بعد وزیر کی طرح اس کے ساتھ رہتا تھا کسی قسم کی قوت اس کے قبضہ میں نہ تھی مگر یہ امر قرادش کو شاق گزر رہا تھا اس قید وبند سے نجات پانے کی فکر کرنے لگا ایک روز موصل سے نکل کر بغداد روانہ ہوا اس کے بھائی ابوکامل کو اس کا قید سے نکل بھاگنا نہایت شاق گزرا اپنی قوم کے چند سرداروں کو اس کو طوعاً وکرہاً واپس لانے پر مامور کیا چنانچہ ان لوگوں نے قرادش سے پہلے نرمی اور ملاطفت سے واپس چلنے کو کہا قرادش نے کچھ سماعت نہ کی تب ان لوگوں نے ایسے عنوان سے واپس چلنے کو کہا جس سے قرادش کو اس امر کا یقین ہوگیا کہ اگر بخوشی ورضامندی واپس نہیں چلتا ہوں تو بزور وجبر مجھے واپس لے جائیں گے۔ چار وناچار واپس چلنے کا اقرار کیا مگر یہ شرط کر لی کہ موصل میں چل کر دارالامارت میں قیام پذیر ہوں گا جب قرادش موصل میں ابوکامل کے پاس پہونچا تو ابوکامل نے اسے نہایت عزت واحترام سے ٹھہرایا اور چند لوگوں کو اس کی نگرانی پر مامور کر دیا تاکہ آئندہ یہ لوگ اسے کسی قسم کا تصرف نہ کرنے دیں۔

قریش بن بدران

جب قریش بن بدران نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور اپنے چچا قرادش کو قلعہ جراحیہ میں لے جا کر نظر بند کر دیا۔ تب بقصد عراق ۴۴۳ھ میں ایک بڑی فوج کے ساتھ موصل سے کوچ کیا۔ اس کا بھائی مقلد اس سے باغی ہوگیا اور نورالدولہ دبیس بن مزید کی طرف سازش کرنے کی غرض سے کوچ کر دیا۔ قریش کو اس سے سخت برافروختگی پیدا ہوئی اس کے لشکر گاہ کو تاخت وتاراج کر کے موصل کی جانب واپس ہوئے اتفاق سے اسی زمانہ میں قریش سے عرب بگڑ گئے اور ملک الرحیم کے عمال نے قریش کے مقبوضات کو جو کہ عراق میں تھے لوٹ لیا اس کے بعد قریش نے عرب سے سازش کر لی اور ان کے ساتھ آئندہ حسن سلوک اور احسان کرنے کا یقین دلایا اور فوجی صورت میں ان کو مرتب کر کے عراق کی طرف کوچ کیا کامل بن محمد بن مسیب والی حنیفہ سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ اس معرکہ میں کامل کو شکست ہوئی کامل بھاگ کھڑا ہوا قریش اس کے تعاقب میں بلال بن غریب کے شہر تک چلا گیا اور اسے تاخت وتاراج کر کے عراق میں گھس گیا اور الملک الرحیم کے عمال کو اپنی اطاعت وفرماں برداری کا پیام بھیجا انہیں اس امر کا یقین

دلایا کہ جس قدر بلاد ان کے قبضہ میں ہیں وہ ان کے قبضہ میں رکھے جائیں گے الملک الرحیم کے عمال نے اطاعت قبول کی اور اس کے مطیع ہو گئے کیونکہ الملک الرحیم ان دنوں خوزستان میں مصروف قتال تھا۔ ان وجوہات سے قریش کے پاؤں حکومت پر جم گئے اور اس کی قوت بڑھ گئی۔

قراوش کی وفات

اسی سنہ ۴۴۲ھ میں معتمد الدولہ ابو منیع قراوش بن مقلد عقیلی نے بحالت قید قلعہ جراحیہ میں قید حیات سے نجات پاکر سفر آخرت اختیار کیا۔ نعش موصل میں اٹھالائی گئی اور موصل کے شرقی جانب شہر نینوا میں مدفون ہوا یہ عرب کا ایک نامور جنگ آزما شخص تھا۔

قریش کا انبار پر حملہ و پسپائی

سنہ ۴۴۶ھ میں قریش بن بدران نے موصل سے کوچ کیا اور شہر انبار پر پہونچ کر حملہ آور ہوا۔ بساسیری کی طرف سے اس شہر پر ایک شخص مامور تھا قریش نے اس سے اس شہر کو چھین لیا بساسیری کو اس کی خبر لگی تو اس نے فوجیں مرتب کر کے انبار پر چڑھائی کر دی اور اسے دوبارہ واپس لے لیا۔

سلطان طغرل بک اور الملک الرحیم

قریش بن بدران نے سلطان طغرل بک کے پاس رے میں بغرض اظہار اطاعت و فرماں برداری ایک سفارت روانہ کی اور اپنے تمام صوبجات میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا اور الملک الرحیم کو گرفتار کر کے اس کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ کی خبر سلطان طغرل بک تک پہونچی سلطان نے اسے امن دی چنانچہ الملک الرحیم اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان نے اس کی عزت افزائی کی اور اس کے صوبجات کی حکومت اسے واپس دی۔ بساسیری نے الملک الرحیم کی رفاقت اسی زمانہ میں ترک کر دی تھی جبکہ اس نے واسط بغداد کے لئے اور سلطان طغرل بک نے حلوان سے کوچ کیا تھا۔

قریش بن بدران اور بساسیری کی جنگ

پس بساسیری بوجہ مصاہرت (سسرالی رشتہ) نور الدولہ دبیس بن مزید کے پاس چلا گیا علیحدگی کا سبب یہ ہوا کہ خلیفہ قائم کو کسی ذریعہ سے معلوم ہو گیا تھا اس کا طبعی میلان خلیفہ مصر کی جانب ہے اس وجہ سے خلیفہ قائم نے اس کے نکال دینے کو لکھ بھیجا جب قریش بن بدران دار الخلافت بغداد پہونچا اور سلطان طغرل بک کا دولت و حکومت اسلامیہ بغداد پر معقول طور سے قبضہ ہو گیا تو بساسیری ان لوگوں کے زیر کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوا نور الدولہ دبیس بھی اس کے ہمراہ تھا سنجار میں معرکہ آرا ہوئی قریش اور قتلمش کو اور ان کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔ ہزارہا آدمی کھیت رہے۔ اہل سنجار نے بھی غارت گری شروع کر دی۔ بساسیری قیدیان جنگ کے ساتھ موصل آیا اور مستنصر خلیفہ مصری کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ان لوگوں نے اس واقعہ سے قبل اطاعت و فرماں برداری کی غرض سے سفارت بھیجی تھی۔ خلیفہ مصر نے اس سے مسرت ظاہر فرمائی۔ قریش اور اس کے ہمراہیوں کو خلعت روانہ کئے۔

سلطان طغرل بک کا موصل پر قبضہ

سلطان طغرل بک کے بغداد میں طول قیام سے کثرت فوج کے باعث رعایا کو طرح طرح کی

تکلیفیں پہونچنے لگیں خلیفہ قائم نے اپنے وزیر رئیس الرؤساء کے توسط سے عمید الملک کندری وزیر سلطان طغرل بک کو طلب کر کے ہدایت کی کہ چونکہ سلطان طغرل بک کی کثرت لشکر سے رعایائے بغداد کو بے حد تکلیف پہونچ رہی ہے لہٰذا مناسب ہے کہ سلطان اپنی فوج کے ساتھ بغداد سے کوچ کر دیں۔ ورنہ ما بدولت واقبال دارالخلافت بغداد کو چھوڑ دیں گے ابھی کوئی امر طے نہ ہونے پایا تھا کہ سلطان طغرل بک کو موصل کے واقعات کی خبر لگ گئی۔ سلطان طغرل بک نے موصل کی جانب کوچ کر دیا اور تکریت کا محاصرہ کر کے بزور تیغ فتح کر لیا اور حاکم قلعہ نصر بن عیسیٰ عقیلی سے بہت سا مال واسباب لے کر کوچ کیا کچھ عرصہ بعد نصر مر گیا اس کے بعد ابوالغنائم بن مجلیان حکمراں ہوا۔ رئیس الرؤساء کے ساتھ اس کے برتاؤ اچھے رہے۔

قریش بن بدران کی اطاعت

اس کے بعد سلطان طغرل بک نے بوازیج سے نصیبین کی جانب کوچ کیا (سلطان بوازیج میں اپنے بھائی یاقوتی بن تنجیر کی امداد اور فراہمی فوج کا انتظار کر رہا تھا) اور ہزار سب بن تنکیر کو بریہ کی طرف عرب سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ انہی عربوں میں قریش، دبیس اور اصحاب حران ورقہ (نمبر) شریک تھے چنانچہ شاہی فوج نے عربوں پر حملہ کیا اور ان سے جنگ آزما ہوئے۔ میدان ان کے ہاتھ رہا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ان میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔

اس کے بعد سلطان طغرل بک واپس ہوا۔ قریش اور دبیس نے اظہار اطاعت کی غرض سے ہزار سب کے پاس ایک وفد روانہ کیا اور اس کے توسط سے معافی کے خواستگار ہوئے۔ سلطان طغرل بک نے ان دونوں کی خطائیں معاف کر دیں اور بساسیری کے نسبت یہ کہا کہ اس کا قصور خلافت مآب کی ذات خاص سے تعلق رکھتا ہے۔ اسے خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہو کر عفو تقصیر کرانا چاہیے بساسیری رحبہ کی جانب روانہ ہوا ترکان بغداد مقبل بن مقلد اور بنو عقیل کا ایک گروہ اس کے ساتھ ہو لیا۔ قریش اور دبیس کی درخواست پر سلطان طغرل بک نے ان کے پاس ایفاء وعدہ اور توثیق اقرار اور دربار شاہی میں حاضر آنے کی غرض سے ہزار سب بن تنکیر کو روانہ کیا۔ دبیس اور قریش کو اپنی جانوں کا خطرہ پیدا ہوا حاضری سے رک رہے قریش نے اپنی طرف سے ابوالسداد ہبۃ اللہ بن جعفر کو اور دبیس نے اپنے بیٹے بہاء الدولہ منصور کو سلطان کے دربار میں بھیجا سلطان نے ان دونوں کی حاضری کو ان کی جگہ تصور کر کے ان لوگوں کے صوبجات کی سند حکومت تحریر کر دی۔ قریش کے قبضہ میں موصل، نصیبین، تکریت، قوانا، شہر، عبیط، ہیت، انبار، بادوریا اور نہر الملک وغیرہ تھے۔

سلطان طغرل بک کا سنجار پر قبضہ

اس مہم سے فارغ ہو کر سلطان نے دیار بکر کا رخ کیا اس کا بھائی ابراہیم نیال بھی آ پہونچا ہزار سب نے قریش اور دبیس کو سلطان کی آمد کی اطلاع بھیج دی اور انہیں شاہی سطوت وجبروت سے ڈرایا۔ یہ دونوں اس خبر سے مطلع ہو کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے اور سلطان طغرل بک نے اس واقعہ کی وجہ سے کہ جو گذشتہ ایام میں قریش اور دبیس کے ساتھ پیش آئے تھے سنجار کی جانب کوچ کیا اور متعدد فوجیں اس کے سر کرنے کے لئے روانہ کیں عساکر شاہی نے سنجار کو بزور تیغ فتح کیا اور بڑی خونریزی کے بعد اس کے امیر مجلی بن مرجا کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا جنگ آزما کے علاوہ بہت سے اہل سنجار جن میں عورتیں اور مرد بھی تھے اس معرکہ میں کام آئے ابراہیم نیال نے باقی ماندگان کی جان

کجنبش کی سفارش کی سلطان نے اپنی فوج کو قتل عام سے روکا امن و امان پھر قائم ہوا سلطان سنجار، موصل اور اس طرف کے تمام صوبجات کو اپنے بھائی ابراہیم نیال کو بطور جاگیر مرحمت کرکے بغداد کی جانب واپس ہوا سفر د قیام کرتا ہوا ماہ ذی قعدہ ۴۴۹ھ میں داخل بغداد ہوا۔

بساسیری اور قریش کا موصل پر قبضہ

۴۵۰ھ میں ابراہیم نیال نے موصل سے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا سلطان طغرل بک نے ابراہیم کی بلا اجازت روانگی سے بغاوت اور مخالفت کا خیال قائم کرکے طلبی کا ایک خط لکھ کر روانہ کیا۔ اور ایک فرمان اسی مضمون کا خلافت مآب نے بھی لکھ کر ابراہیم کے پاس بھیج دیا۔ ابراہیم سلطان کی طرف واپس ہوا وزیر السلطنت کندری نے بڑے تپاک سے استقبال کیا۔ بساسیری اور قریش کو موقع مل گیا فوراً موصل پر پہونچ کر قبضہ کرلیا اور قلعہ کا بھی محاصرہ کرلیا یہاں تک کہ اہل قلعہ نے ابن ہوشنک والی اربل کے توسط سے امن کی درخواست کی چنانچہ قریش اور بساسیری نے اہل قلعہ کو امان دی اہل قلعہ نے دروازے کھول دیئے اور قلعہ کی کنجیاں بساسیری اور قریش کے حوالہ کردیں۔ ان دونوں نے قلعہ کو منہدم کرادیا۔ سلطان طغرل بک کو اس کی خبر لگی اسی وقت فوجیں مرتب کرکے موصل کی جانب کوچ کیا۔ قریش اور بساسیری نے سلطان کی آمد کی خبر پاکر موصل کو چھوڑ دیا سلطان ان کے تعاقب میں نصیبین تک چلا گیا نیال کو موقع مل گیا ماہ رمضان ۴۵۰ھ میں ترک رفاقت کرکے ہمدان کا راستہ لیا سلطان طغرل بک اس کے پیچھے ہولیا اور ہمدان پہونچ کر اس پر محاصرہ ڈال دیا۔

بساسیری و قریش کا بغداد پر قبضہ

اتنے میں بساسیری دارالخلافت بغداد آپہونچا ہزارسب واسط میں تھا اور دبیس کو خلافت مآب نے مدافعت کی غرض سے بغداد طلب کرلیا تھا مگر اس کے قیام کرنے سے بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہوگئی تھیں اس وجہ سے یہ اپنے شہر کو واپس چلا گیا اور بساسیری قریش اور وزیر بنی بویہ ابوالحسن بن عبدالرحیم بغداد پہونچ کر بغداد کے چاروں طرف مقیم ہوگئے۔ عمید العراق افواج شاہی کی افسری کے ساتھ بساسیری کے مقابلہ پر تھا اور رئیس الروساء وزیر السلطنت دوسروں کے مقابلہ پر تھا۔ جنگ کا ابھی آغاز نہیں ہوا تھا کہ بساسیری نے خلیفہ مستنصر والی مصر کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا اور "حی علی خیر العمل" کے الفاظ اذان میں بڑھائے۔ رئیس الروساء نے یہ دیکھ کر جنگ چھیڑ دی حالانکہ عمید العراق اس رائے کے خلاف تھا پہلے تو حریف کو شکست ہوئی لیکن پھر سنبھل کر ایسا حملہ کیا کہ لشکر بغداد بھاگ کھڑا ہوا یلغار کرکے حریم خلافت پر آ پہونچے اور شاہی محلات پر قبضہ کرلیا جس قدر مال و اسباب تھا لوٹ لیا۔

خلیفہ قائم کا حدیثہ میں قیام

خلافت مآب بنفس نفیس سوار ہوکر برآمد ہوئے دیکھا کہ عمید العراق نے قریش بن بدران سے امن حاصل کرلی تھی خلافت مآب بھی امن کے خواستگار ہوئے قریش نے ان دونوں کو امن دی اور دارالخلافت واپس بھیج دیا۔ بساسیری نے قریش کو اس امر پر بے حد ملامت کی کیونکہ ان دونوں نے معاہدے کے خلاف کیا تھا۔ قریش نے جھلاکر وزیر رئیس الروساء کو بساسیری کے حوالے کردیا اور خلیفہ و عمید العراق کو اپنی نگرانی و حفاظت میں رکھا بساسیری نے وزیر السلطنت کو قتل کر ڈالا۔ قریش نے خلیفہ قائم کو اپنے ابن عم مبارش بن بجلی کی ہمراہی میں حدیثہ عانہ روانہ کردیا خلیفہ

نے اپنے اہل وعیال اور خدام کے ساتھ حدیثہ میں خاموشی کے ساتھ قیام اختیار کیا تھا کہ سلطان طغرل بک نے اپنے بھائی نیال کی مہم اور اس کے قتل سے فراغت پائی اور بغداد کی جانب واپس ہوا بساسیری اور قریش کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ قائم کو دارالخلافت بغداد میں واپس بھیج دو، ان دونوں نے اس سے انکار کیا۔ تب سلطان طغرل بک نے عراق کی طرف قدم بڑھایا۔ بساسیری نے یہ خبر پاکر ماہ ذی قعدہ ۴۵۱ھ میں بغداد سے کوچ کر دیا بنو شیبان کے آزاد نوجوانوں نے شہر بغداد اور اس کے گردونواح کو تاخت وتاراج کرنا شروع کیا

خلیفہ قائم کی مراجعت بغداد

سلطان طغرل بک نے قریش بن بدران کے پاس امام ابوبکر محمد بن فورک کو روانہ کیا تاکہ اس حسن سلوک کا جو کہ قریش نے خلیفہ اور سلطان کی بھتیجی ارسلان خاتون یعنی خلیفہ کی بیوی کے ساتھ کیا تھا شکریہ ادا کرنے اور اپنے ہمراہ ان دونوں کو بغداد لے آئے۔ چنانچہ قریش نے اپنے ابن عم مہارش کو لکھ بھیجا کہ تم خلیفہ کے ساتھ بریہ آکر مہارش نے اس سے انکار کیا اور مع خلیفہ کے عراق روانہ ہوگیا۔ اور رے کی طرف راستہ اختیار کیا۔ بدر بن مہلہل کی طرف گذر ہوا اس نے خلیفہ قائم کی بے حد خدمت کی سلطان کو جب یہ معلوم ہوا تو خلیفہ سے ملنے کے لئے نکلا نہروان میں شرف نیاز حاصل کیا بہت سے تحائف اور ہدایا، طرح طرح کے اسباب اور آلات حرب پیش کئے ارباب وظائف کو حسب مرتبہ پیش کیا اور اس کے ساتھ ساتھ قصر خلافت میں آیا جیسا کہ خلیفہ قائم کے حالات میں یہ واقعات قلم بند کئے گئے ہیں۔

بساسیری کا قتل

اس کے بعد سلطان طغرل بک نے خارتکین طغرانی کو بساسیری اور عرب کے تعاقب پر کوفہ کی طرف بھیجا مزید براں بنی خفاجہ پر ابن منیع کو شبخون مارنے کی غرض سے روانہ کیا اور ان لوگوں کے بعد خود بھی روانہ ہوا۔ بساسیری اور دبیس خواب غفلت میں پڑے ہوئے تھے کہ دفعتہً شاہی فوج ان کے سروں پر پہونچ گئی کوفہ لوٹ لیا دبیس تو بھاگ کھڑا ہوا بساسیری اور اس کے ہمراہی سینہ سپر ہوکر میدان جنگ میں لڑے اور جی کھول کر لڑکر عین معرکہ میں مارے گئے۔

قریش بن بدران کی وفات

۴۵۳ھ میں قریش بن بدران راہگزار ملک عدم ہوگیا۔ نصیبین میں دفن کیا گیا۔ فخر الدولہ ابونصر محمد بن جہیر اس امر سے مطلع ہوکر دار النصیبین آیا اور بنو عقیل کو اس غرض سے جمع کرنا شروع کیا کہ اس کا بیٹا ابوالمکارم مسلم بن قریش کرسی حکومت پر متمکن کیا جائے۔ چنانچہ ارکین دولت نے ابوالمکارم مسلم بن قریش کرسی حکومت پر متمکن کیا جائے۔ چنانچہ ارکین دولت نے ابوالمکارم مسلم کو اپنا امیر بنایا سلطان نے بھی ۴۵۵ھ میں جاذب حریم حسن اور نوازیج بطور جاگیر مرحمت فرمایا

سلطان طغرل بک کا بنو کلاب سے معرکہ

۴۵۵ھ میں سلطان طغرل بک نے آرمینیہ سے دارالخلافت بغداد کی جانب کوچ کیا وزیر السلطنت ابن جہیر کشتی پر سوار ہوکر استقبال کے لئے آیا۔ پھر سنہ ۴۶۰ھ میں رحبہ پر فوج کشی کی۔ بنو کلاب سے معرکہ آرا ہوا۔ یہ لوگ خلیفہ مستنصر علوی کے علم حکومت کے مطیع وفرمانبردار تھے سلطان نے ان لوگوں کو شکست دی اور ان کے آلات حرب وغیرہ چھین لئے اور ان کے سروں اور نعشوں کو علویہ پھریروں کے ساتھ دارالخلافت بغداد روانہ کیا چنانچہ بغداد میں سرنگوں کرکے پھرائے گئے

مسلم بن قریش کا حلب پر قبضہ

۴۷۲ھ میں شرف الدولہ مسلم بن قریش والی موصل نے شہر حلب پر فوج کشی کی اور پہونچ کر اس پر محاصرہ ڈال دیا پھر کچھ سوچ سمجھ کر اس سے محاصرہ اٹھا کر چلا آیا۔ تتش بن الپ ارسلان نے محاصرہ کر لیا۔ اس سے قبل ۴۷۱ھ میں ملک شام پر قابض ہو گیا تھا۔ کچھ دن حلب کا محاصرہ کئے رہا۔ پھر وہاں سے محاصرہ اٹھا کر چلا آیا بزاعہ اور بیرہ پر قابض ہو گیا اہل حلب نے مسلم بن قریش کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم لوگ روزانہ جنگ سے تنگ آ گئے ہیں آپ آیئے ہم شہر آپ کے حوالہ کر دیں۔ ان دنوں شہر حلب کا ابن حبین عباسی حکمران تھا۔ جب مسلم بن قریش شہر حلب کے قریب پہونچا اہل حلب نے دروازے بند کر لئے بعض ترکمان یعنی والی حصن اس کے سراغ اور جستجو میں رہا چند روز بعد اتفاق سے ایک روز ابن حبین سے جب کہ وہ شکار کرنے کو گیا ہوا تھا ملاقات ہو گئی والی قلعہ نے ابن حبین کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر مسلم بن قریش کے پاس بھیجدیا۔ مسلم نے اسے اس شرط پر کہ شہر ان کے حوالہ کر دے گا رہا کر دیا ابن حبین نے اپنے شہر واپس آ کر اپنے وعدہ کا ایفا کیا۔ ۴۷۳ھ میں مسلم بن قریش شہر میں داخل ہوا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا تھوڑے دنوں بعد سابق اور وثاب پسران محمد بن مرداس نے بمصالحت قلعہ کی کنجیاں مسلم بن قریش کے حوالہ کر دیں۔ مسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کو جو کہ سلطان کی پھوپھی کا بیٹا تھا سلطان کی خدمت میں قبضہ حلب کی اطلاع دہی کے لئے روانہ کیا سلطان نے اس کی درخواست منظور کر لی اور اس کے بیٹے محمد کو شہر سن جاگیر میں عنایت کیا۔ اس کے بعد مسلم نے حران کی طرف کوچ کیا۔ اور اس کو بنی وثاب نمیرین سے چھین لیا۔ اسی زمانہ میں والی الرہا نے بھی اس کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے نام کا سکہ مسکوک کرایا۔

اہل حران کی بغاوت

۴۷۶ھ میں شرف الدولہ مسلم بن قریش نے دمشق پر فوج کشی کی اور ...... اس کا محاصرہ کر لیا۔ دمشق کا حاکم تتش فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار مسلم بن قریش کو شکست ہوئی۔ نہایت تیزی سے اپنے ملک کی طرف واپس ہوا۔ اس نے واپسی سے قبل اہل مصر سے امداد طلب کی تھی مگر ان لوگوں نے امداد نہ دی اسی اثنا میں یہ خبر لگی کہ اہل حران نے اطاعت سے انکار کر دیا اور باغی ہو گئے ہیں اور ابن عطیہ اور وہاں کے قاضی ابن حلبہ نے شہر کو ترکوں کے حوالہ کر دینے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اس وجہ سے حران کی طرف قدم بڑھایا اثنار راہ ابن ملاعب والی حمص سے مصالحت کی اور سلیمہ اور رقہ کی حکومت عطا کی۔ اس کے بعد حران کا محاصرہ کیا اور اس کی شہر پناہ کو منہدم و مسمار کر کے بزور تیغ شہر فتح کر لیا۔ اور قاضی اور اس کے بیٹے کو قتل کر ڈالا۔

فخر الدولہ ابو نصر محمد بن احمد

فخر الدولہ ابو نصر محمد بن احمد بن جہیر موصل کا رہنے والا تھا کسی ذریعہ سے بنو مقلد کے دربار تک رسائی ہو گئی پھر قریش بن بدران سے منافرت پیدا ہو گئی بعض رؤسا کی بنو عقیل کے دربار تک رسائی ہو گئی پھر قریش بن بدران سے منافرت پیدا ہو گئی بعض رؤسا نے بنو عقیل کے دامن عاطفت میں جا کر پناہ لینے کی درخواست کی۔ ان لوگوں نے اسے پناہ دی چنانچہ فخر الدولہ حلب چلا گیا۔ معز الدولہ ابو ثمال بن صالح نے اسے اپنا قلمدان وزارت سپرد کر دیا چند

روز بعد فخر الدولہ نے اس کی رفاقت ترک کر دی اور نصیر الدولہ بن مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا نصیر الدولہ نے بھی اسے اپنی وزارت کے عہدہ سے سرفراز کیا اور جب خلیفہ قائم نے اپنے وزیر ابو الفتح محمد بن منصور بن وارس کو معزول کیا تو فخر الدولہ کو وزارت کے لئے طلب فرمایا۔ فخر الدولہ نے بغداد کی طرف کوچ کیا ابن مروان تعاقب میں روانہ ہوا مگر کامیاب نہ ہوا۔

وزیر السلطنت فخر الدولہ کی معزولی

جوں ہی فخر الدولہ دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا خلیفہ قائم نے ۴۵۴ھ میں عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا اس وقت طغرل بک عراق کا سلطان تھا اور یہی خلفاء بغداد پر غالب ہو رہا تھا ایک مدت تک فخر الدولہ اس کی وزارت پر رہا گاہے گاہے اپنے دوران وزارت میں معزول بھی کر دیا گیا اور پھر مقرر کیا گیا حتیٰ کہ خلیفہ قائم نے وفات پائی اور خلیفہ مقتدی تخت خلافت پر متمکن ہوا اور عنان سلطنت سلطان ملک شاہ کے قبضہ میں گئی۔ خلیفہ مقتدی نے ۴۷۱ھ میں اپنے وزیر السلطنت فخر الدولہ کو نظام الملک طوسی کی شکایت کی وجہ سے معزول کر دیا اس کا بیٹا عمید الدولہ اصفہان میں نظام الملک کے پاس گیا اور باہم صفائی کرا دی چنانچہ نظام الملک نے خلیفہ مقتدی سے اس کی سفارش کی۔ خلیفہ مقتدی نے اس کے بیٹے عمید الدولہ کو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔

بنی جہیر کی رہائی

اس کے بعد ۴۷۶ھ میں عہدہ وزارت سے برطرف کر کے قید کر دیا سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک نے خلیفہ مقتدی کی خدمت میں بنی جہیر کی رہائی اور آزادی کی سفارش کا پیام بھیجا۔ خلیفہ مقتدی نے ان لوگوں کو قید کی تکلیف سے رہائی دے دی۔ بنی جہیر رہائی پا کر بطور وفد (ڈپوٹیشن) اصفہان میں نظام الملک کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ سلطان ملک شاہ نے فخر الدولہ کو دیار بکر کی سند حکومت عطا کی اور ایک بڑی فوج اس کے ہمراہ بھیجی اور اسے ابن مروان کے قبضہ سے ملک کو نکال لینے اور سلطان کے بعد اپنے نام کا خطبہ پڑھنے اور سلطان کے نام کا سکہ مسکوک کرانے کی ہدایت کی۔

فخر الدولہ کی دیار بکر پر فوج کشی

جس وقت فخر الدولہ دیار بکر کے قریب پہونچا ابن مروان خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا پھر ۴۷۷ھ میں سلطان نے ایک جرار لشکر امیر راتق کی افسری میں (جو لوک حال ماردین کا جد اعلیٰ تھا) فخر الدولہ کی کمک پر روانہ کیا۔ اس واقعہ سے قبل ابن مروان نے یہ خبر پا کر کہ فخر الدولہ شاہی افواج کے ساتھ دیار بکر کی طرف آ رہا ہے۔ شرف الدولہ مسلم بن قریش کو یہ پیام دیا کہ اگر آپ ہماری امداد کریں تو اس سلوک کے صلے میں ہم آپ کو در آمد و بر آمد کی رقم دیں گے۔ شرف الدولہ نے اس بنا پر فوجیں مرتب کر کے آمد کا راستہ لیا اور فخر الدولہ اس کے اطراف میں پڑا ہوا تھا۔ فخر الدولہ اس امر کا احساس کر کے کہ ابن مروان کی کمک پر عرب کمربستہ ہے صلح کی جانب مائل ہوا اور ارادۂ جنگ فسخ کر دیا۔ کسی ذریعہ سے ترکمانوں کو اس کی خبر لگ گئی رات کے وقت سوار ہو کر عرب پر ٹوٹ پڑے۔ اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ عرب کو اس معرکہ میں شکست ہوئی۔ ان کے مال و اسباب کو ترکمانوں نے لوٹ لیا۔ شرف الدولہ بذاتہ بھاگ کر آمد میں پناہ گزین ہوا۔ فخر الدولہ نے اس کا محاصرہ کر لیا شرف الدولہ

نے امیر ارتق کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر مجھے آمد سے نکل جانے کا موقع دیا جائے تو میں اتنا روپیہ دینے کو تیار ہوں' امیر ارتق نے اس درخواست کو منظور کر لیا چنانچہ شرف الدولہ آمد سے رقہ کی جانب نکل کھڑا ہوا اور فخر الدولہ نے بغرض محاصرہ میافارقین کی طرف کوچ کیا۔ میافارقین اس وقت تک ابن مروان کے مقبوضات میں شامل تھا اس کا والی بہاء الدولہ منصور بن مزید اور اس کا بیٹا سیف الدولہ صدقہ یہ خبر پا کر عراق کی طرف چلا گیا اور فخر الدولہ نے خلاط کی جانب قدم بڑھایا۔

شرف الدولہ مسلم بن قریش کی اطاعت

جس وقت سلطان ملک شاہ کو یہ خبر پہونچی کہ شرف الدولہ کا آمد میں محاصرہ کر لیا گیا فرط مسرت سے اچھل پڑا۔ قسیم الدولہ اقسنقر (الملک العادل سلطان محمود زنگی کا جد اعلیٰ) کو افواج ترکمان کا افسر بنا کر بطور کمک روانہ کیا۔ اثنار راہ میں جب کہ وہ لوگ عراق کی طرف جا رہے تھے امیر ارتق سے ملاقات ہوگئی وہ ان کے ساتھ لوٹ کھڑا ہوا۔ سب کے سب موصل پر آ اترے اور اس پر قبضہ کر لیا۔ سلطان اپنے رکاب کی فوج کے ساتھ شرف الدولہ کے مقبوضات کی طرف بڑھا۔ رفتہ رفتہ بوازیج تک پہونچ گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ شرف الدولہ کو محاصرہ آمد سے نجات مل گئی تھی جان بچا کے رحبہ پہونچ گیا تھا۔ موصل بھی اس کے قبضہ سے نکل گیا تھا سارا مال واسباب بھی لٹ گیا تھا بنظر مصلحت وقت موید الملک بن نظام الملک نے شرف الدولہ سے خط وکتابت شروع کی شرف الدولہ نے اس کے وسیلہ کو باعث بہبودی تصور کر کے دربار شاہی میں حاضری کی اجازت طلب کی چنانچہ عہد وپیمان اور امن حاصل کرنے کے بعد رحبہ سے روانہ ہو کر موید الملک کی خدمت میں پہونچا موید الملک نے اسے دربار سلطان میں پیش کیا اور اس کی جانب سے ہدایا فاخرہ از جنس خیل وغیرہ پیش کئے۔

ان گھوڑوں میں اس کا ایک وہ گھوڑا تھا جس پر سوار ہو کر معرکہ سابقہ اور جنگ آمد سے بھاگا تھا اور جاں بر ہوگیا تھا۔ یہ گھوڑا ایسا چالاک تھا کہ کوئی گھوڑا اس سے بڑھ نہ سکتا تھا۔ سلطان نے اس سے مصالحت کر لی اور اسے اس کے مقبوضہ ممالک کی حکومت پر بحال وقائم رکھا۔ شرف الدولہ موصل کی جانب واپس ہوا۔ اور سلطان جس ادھیڑ بن میں پڑا ہوا تھا اس میں پھر مصروف ہوگیا۔

سلیمان بن قطلمش

ہم اوپر قطلمش کے حالات جو کہ سلطان طغرل بک کا عزیز وقریب تھا بیان کر آئے ہیں یہ شخص بلاد روم کی طرف اپنی فوجیں لے کر گیا تھا اور ایک بڑی جنگ کے بعد قونیہ اور اقصرائے وغیرہ پر قابض ہوگیا تھا۔ ابھی اپنے دل کے آبلے اس نے پورے طور سے نہ توڑے تھے کہ داعی اجل کا پیام موت آ پہونچا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا سلیمان تخت فرمانروائی پر متمکن ہوا۔

سلیمان نے ۴۷۷ھ میں انطاکیہ کی جانب قدم بڑھایا۔ اور اسے رومیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

قطلمش اور شرف الدولہ کی جنگ

فردوس رومی والی انطاکیہ ایک مدت سے شرف الدولہ مسلم بن قریش کو سالانہ ایک رقم معین بطور جزیہ دیا کرتا تھا۔ جب سلیمان بن قطلمش نے انطاکیہ پر قبضہ کرلیا تو شرف الدولہ نے اس سے بھی جزیہ طلب کیا اور بصورت نہ ادا کرنے کے عتاب سلطانی کی دھمکی دی سلیمان بن قطلمش نے کہلا بھیجا کہ میں سلطان کا مطیع ہوں اور جو کچھ میں انطاکیہ میں تصرف کر رہا ہوں وہ سلطان ہی کے لئے کر رہا ہوں اور اس سے میرا کوئی کام متعلق نہیں ہے۔ باقی رہا جزیہ کا مطالبہ کرنا یہ ایک فعل عبث ہے۔ جزیہ کفار سے لیا جاتا ہے اور وہی لوگ اس کے ادا کرنے کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے انطاکیہ میں کفار کی جگہ مسلمانوں کو حکمراں بنایا ہے اور ان پر شرعاً جزیہ نہیں ہے۔

شرف الدولہ اس خشک جواب سے بھڑ اٹھا فوجیں تیار کر کے چڑھائی کر دی اور اطراف وجوانب انطاکیہ میں قتل وغارت گری شروع کر دی سلیمان کو بھی طیش آگیا اس نے بھی اطراف حلب میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا مگر جب رعایا نے اس کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے مال واسباب کے لٹ جانے کی شکایت کی تو اس نے ان کا مال واسباب انھیں واپس دے دیا۔

شرف الدولہ کا قتل

اس کے بعد شرف الدولہ نے عرب اور ترکمانوں کو جمع کر کے انطاکیہ پر فوج کشی کی۔ ترکمانوں کا امیر جق نامی ایک شخص تھا۔ سلیمان اس کی آمد سے مطلع ہو کر لڑنے کے لئے نکلا۔ ماہ صفر ۴۷۸ھ میں دونوں حریفوں کی مضافات انطاکیہ میں مڈبھیڑ ہوئی جس وقت جنگ کا بازار گرم ہو گیا امیر جق ترکمانوں کے ساتھ سلیمان سے مل گیا اس سے شرف الدولہ کی فوج کمزور پڑ گئی شیرازہ انتظام جنگ بکھر گیا۔ عرب کا گروہ شکست کھا کر بھاگا۔ شرف الدولہ اپنے چار سو ہمراہیوں کے ساتھ میدان جنگ میں استقلال کے ساتھ لڑتا رہا۔ آخر کار ان لوگوں کے ساتھ مارا گیا۔

شرف الدولہ کا کردار

شرف الدولہ کا دائرہ حکومت نہایت وسیع تھا وہ تمام بلاد جو اس کے باپ کے مقبوضات میں تھے اس کے زیر حکومت تھے اس کے چچا قرواش کے مقبوضات بھی اس کے قبضہ میں تھے اس کا ملک نہایت سرسبز وشاداب اور امن وامان کا مرکز تھا۔ عادل، نیک سیرت اور امور سیاسی سے بے حد واقف تھا۔ شرف الدولہ مسلم کے قتل کے بعد بنو عقیل نے جمع ہو کر اس کے بھائی ابراہیم کو قید سے نکالا اور اپنے مقتول امیر کی جگہ اپنا امیر بنایا۔ ابراہیم کئی برس سے قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔

ابن قطلمش کا محاصرہ انطاکیہ

مسلم کے واقعہ قتل سے سلیمان بن قطلمش کو انطاکیہ کے محاصرہ کا شوق چرایا چنانچہ فوجیں مرتب کر کے انطاکیہ پر پہنچ گیا اور اس پر دو ماہ کامل محاصرہ ڈالے رہا۔ بالآخر ناکامی کے ساتھ واپس ہوا۔ اس کے بعد ۴۷۹ھ عمید العراق نے ایک لشکر انبار کے سر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس لشکر نے انبار کو بنو عقیل کے قبضہ سے نکال لیا۔ اسی سنہ میں سلطان ملک شاہ نے رحبہ اور اس کے مضافات حران، سروج، رقہ اور خابور محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو بطور جاگیر مرحمت فرمائے اور اپنی بہن خاتون زلیخا کا اس سے عقد کر دیا۔ ان تمام شہروں کے والیوں نے سلطان ملک شاہ کے حکم کے مطابق اپنے اپنے شہروں کو محمد کے حوالہ کر دیا۔ مگر محمد بن شاطر والی حران نے اس سے انکار کیا۔

سلطان ملک شاہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے محمد بن شاطر کو حران کے سپرد کرنے پر مجبور کیا۔

ابراہیم بن قریش

مسلم کے بعد سے ابراہیم بن قریش برابر موصل کی حکومت کرتا رہا۔ اور اپنی قوم بنی عقیل کی سرداری سے ممتاز و سرفراز رہا حتیٰ کہ ۴۸۲ھ میں سلطان ملک شاہ نے اسے گرفتار کرلیا اور فخرالدولہ بن جہیر کو ایک بڑی فوج کی افسری کے ساتھ اس کے شہروں کی طرف روانہ کیا۔ فخرالدولہ نے پہونچتے ہی موصل پر قبضہ کرلیا اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے اپنی پھوپھی صفیہ کو شہر موصل جاگیر میں مرحمت فرمایا۔ سلطان ملک شاہ کی پھوپھی اس سے پیشتر مسلم بن قریش کی زوجیت میں تھی اس سے اس کا ایک بیٹا علی تھا۔ مسلم کے بعد اس نے اس کے بھائی ابراہیم سے عقد کرلیا۔ جب سلطان ملک شاہ نے وفات پائی تو صفیہ نے موصل کی جانب کوچ کیا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا علی بھی تھا۔ اس کا بھائی محمد بن مسلم یہ خبر پا کر موصل آ پہونچا۔ دونوں موصل کی حکومت پر لڑنے لگے۔ عرب دو حصوں پر منقسم ہوگیا ایک نے محمد کا ساتھ دیا اور دوسرے نے علی کی حمایت کی۔ سخت اور خوں ریز جنگ کے بعد محمد کو شکست ہوئی۔ علی کامیابی کے ساتھ شہر موصل میں داخل ہوا اور ابن جہیر کے قبضہ سے شہر نکال لیا۔

ابراہیم اور ترکان خاتون

سلطان ملک شاہ کے مرنے پر ترکان خاتون کو امور سلطنت پر قبضہ حاصل ہو گیا۔ ابراہیم کو قید سے رہائی مل گئی۔ سامان درست کرکے موصل کی جانب کوچ کیا قریب موصل پہونچ کر یہ خبر گوش گزار ہوئی۔ کہ اس کا بھتیجا علی بن مسلم موصل پر قابض ہو گیا ہے اس کے ساتھ اس کی ماں صفیہ (سلطان ملک شاہ کی پھوپھی) بھی ہے۔ ابراہیم نے مصالحت اور ملاطفت کا پیام بھیجا۔ صفیہ نے موصل کی عنان حکومت ابراہیم کو سپرد کردی ابراہیم شہر میں داخل ہوا۔

ابراہیم کا قتل

تتش والی شام برادر سلطان ملک شاہ کو قبضہ عراق کا خیال پیدا ہوگیا تھا۔ اطراف وجوانب کے امراء اس کے پاس آکر شام میں اسی غرض کے لئے جمع ہوئے آقسنقر والی حلب بھی اپنی فوج لئے آپہونچا۔ تتش نے فوجیں مرتب کرکے نصیبین کی جانب کوچ کیا اور اس پر قابض ہوگیا اور ابراہیم کے پاس کہلا بھیجا کہ تم میرے نام کا خطبہ پڑھو اور بغداد جانے کے لئے مجھے راستہ دے دو۔ ابراہیم نے اس سے انکار کیا۔

تتش کا موصل پر قبضہ

تتش نے یلغار کا حکم دے دیا۔ آقسنقر اور ترکوں کی فوج اس کے رکاب میں تھی ابراہیم تیس ہزار کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا۔ مقام مغیم میں دونوں فریقوں نے صف آرائی کی۔ ابراہیم کو شکست ہوئی اور لڑتا جنگ میں مارا گیا ترکوں نے اس کے خیمے اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا عرب کی بہت سی عورتوں نے بے آبروئی اور رسوائی کے خوف سے خودکشی کرلی۔ تتش نے کامیابی کا جھنڈا موصل کے قلعہ پر گاڑ دیا۔

علی بن مسلم کا امارت موصل پر تقرر

جس وقت ابراہیم معرکہ سابقہ میں مارا گیا اور تتش نے موصل پر قبضہ کر لیا اس وقت اپنے بھتیجہ علی بن مسلم بن قریش کو موصل کی حکومت پر مامور کیا۔ چنانچہ علی اپنی ماں صفیہ کے ساتھ موصل میں داخل ہوا۔ اس زمانہ سے موصل اور اس کے مضافات پر علی کی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا۔ تتش نے مہم موصل سے فارغ ہو کر دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو کر

آذربائیجان کی جانب گیا اور اس پر بھی بہ آسانی تمام قابض ہوگیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر برکیاروق سلطان ملک شاہ کے بھتیجے تک پہونچی۔ اپنے چچا کی روک تھام کے لئے فوجیں مرتب کر کے خروج کیا۔ دونوں چچا اور بھتیجہ کا مقابلہ ہوا۔ تتش کو شکست ہوئی۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا رضوان متمکن ہوا۔ اور حلب کا حکمران اور مالک بن بیٹھا۔ سلطان برکیاروق نے اسے بوقا کی رہائی کا حکم دیا۔ اس نے اسے رہا کردیا۔ رہائی کے بعد جنگ آوروں کا ایک گروہ اس کے پاس آکر جمع ہوا اور اس نے سب کو مسلح کر کے حران پر چڑھائی کردی اور اس پر قابض ہوگیا۔

بنی مسیّب کا زوال

اس کے بعد محمد بن مسلم قریش نے علی بن مسلم بن قریش کے مقابلے کے لئے امیر کربوقا سے امداد طلب کی۔ علی بن مسلم ان دنوں نصیبین میں تھا ثوران بن وہیب اور ابوالہیجاء کردی بھی اس کے ساتھ یہیں مقیم تھے۔ چنانچہ کربوقا فوجیں مرتب کر کے محمد بن مسلم کی کمک پر گیا محمد بن مسلم اس سے ملنے کے لئے آیا کربوقا نے اسے گرفتار کر کے نصیبین کی جانب کوچ کیا اور اس پر قبضہ حاصل کرلیا اس کے بعد موصل کی جانب قدم بڑھایا۔ اہل موصل نے قلعہ بندی کرلی لوٹ کر شہر کی طرف آیا محمد بن مسلم اسی مقام پر ڈوب کر مرگیا۔ تب کربوقا نے دوبارہ موصل کا محاصرہ کیا۔ علی بن مسلم والی موصل نے امیر چکرمش والی جزیرہ ابن عمر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ امیر چکرمش اس کی کمک کے لئے روانہ ہوا۔ امیر کربوقا کو اس کی خبر لگ گئی ایک فوج اپنے بھائی توتناش کی افسری میں اس کی روک تھام کی غرض سے روانہ کی۔ توتناش نے امیر چکرمش کو شکست دے کر جزیرہ کی طرف لوٹا دیا۔ چند روز بعد امیر چکرمش نے امیر کربوقا کی اطاعت قبول کرلی اور محاصرہ موصل پر اس کی کمک پر آیا۔ اس مرتبہ محاصرہ نہایت شدت سے کیا گیا تھا مگر علی بن مسلم محاصرہ توڑ کر موصل سے حلہ میں صدقہ بن مزید کے پاس چلا آیا اور نوماہ کامل محاصرہ و جنگ کے بعد کربوقا نے موصل پر قبضہ کرلیا۔

اسی وقت سے بنی مسیب کی حکومت و امارت صوبہ موصل سے منقطع ہوگئی اور سلجوقیہ میں سے ملوک غز اور ان کے امراء اس پر قابض ہوگئے۔ والبقاء للہ وحدہ۔

باب ۵۴

دولتِ صالح بن مرداس
تاج الدولہ تتش

صالح بن مرداس

صالح بن مرداس کی ابتدا حکومت رحبہ کی حکمرانی سے ہوئی یہ شخص بنو کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے تھا۔ اطراف حلب میں ان لوگوں کی حکومت و امارت قائم ہوئی۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ شخص عمرو بن کلاب کی اولاد سے تھا۔

شہر رحبہ ابو علی بن شمال خفاجی کے قبضہ میں تھا۔ عیسیٰ بن خلاط عقیلی نے اسے قتل کر کے رحبہ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ ایک مدت تک رحبہ اس کے قبضہ میں رہا۔ اس کے بعد بدران بن مقلد نے رحبہ پر عیسیٰ بن خلاط عقیلی سے قبضہ حاصل کر لیا۔ تھوڑے دن بعد لولو ساری نے جو کہ حاکم والی مصر کی طرف سے دمشق کا گورنر تھا۔ فوج کشی کی پہلے رقہ پر قابض ہوا اس کے بعد رحبہ کو بدران کے قبضہ سے نکال کر دمشق کی جانب واپس ہوا۔ رحبہ کا حاکم ابن مجلکان نامی ایک شخص تھا۔ چند روز بعد رحبہ کی حکومت پر یہ شخص خود سر حکمران بن بیٹھا۔ صالح بن مرداس کو اپنی امداد کے لیے بلا بھیجا۔

ابن مجلکان کا قتل

چنانچہ صالح بن مرداس ایک مدت تک اس کے پاس مقیم رہا۔ پھر ان دونوں میں ناصافی ہو گئی صالح اور ابن مجلکان میں چل گئی پھر باہم دونوں نے مصالحت کر لی اور ابن مجلکان نے اپنی بیٹی کا عقد صالح سے کر دیا۔ صالح شہر میں داخل ہوا۔ ابن مجلکان نے اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کو اہل عانہ کی اطاعت قبول کرنے اور ان سے ضمانت لینے کے بعد عانہ منتقل کر دیا۔ اس کے تھوڑے دنوں بعد اہل عانہ نے بدعہدی کی اور اس کا تمام مال و اسباب لے لیا۔ اس واقعہ سے ابن مجلکان کو بے حد برہمی پیدا ہوئی۔ صالح کے ساتھ اہل عانہ کی سرکوبی کے لئے کوچ کیا صالح نے اثنار راہ میں ایک شخص کو ابن مجلکان کے قتل پر مامور کر دیا چنانچہ اس شخص نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے مرنے کے بعد صالح نے رحبہ کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو کر ابن مجلکان کے تمام مال و اسباب اور ریاست پر قابض ہو گیا۔ اور مصر میں حکمرانانِ علویہ کی دعوت اور حکومت کو قائم رکھا۔

حاکم علوی اور لولو کے مابین کشیدگی

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ لولو نے جو کہ ابو المعالی سیف الدولہ کا آزاد غلام تھا حلب میں اس کے بیٹے

ابو الفضائل پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور شہر کو اس کے قبضہ سے نکال لیا تھا اور خلافت عباسیہ کی حکومت کو ختم کر کے حاکم علوی والی مصر کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا تھا۔ چند روز بعد حاکم اور لولور کے برتاؤ میں فرق آ گیا۔ صالح بن مرداس کو حلب پر قبضہ کرنے کی طمع دامن گیر ہوئی۔ ہم اس مقام پر صالح اور لولور کی لڑائیوں کا تذکرہ کر گئے ہیں۔ اور یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ لولور کا ایک غلام فتح نامی تھا لولور نے اسے قلعہ حلب میں نگرانی اور حفاظت کی غرض سے مامور کیا تھا۔ تھوڑے دن کے بعد فتح کو لولور سے منافرت پیدا ہوئی چنانچہ صالح بن مرداس کی دوستی و مراسم کے بھروسہ پر لولور کی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ اور حاکم کی خلافت کی بیعت اس شرط پر کر لی کہ اسے صیدا، بیروت اور جس قدر مال و اسباب حلب میں ہے دے دیا جائے۔ بہ مجبوری لولور انطاکیہ چلا گیا رومیوں کے پاس مقیم ہوا۔

عزیز الملک کی بغاوت

فتح یہ خبر پا کر لولور کی بیوی اور اس کی ماں کو لے کر نکلا اور ان لوگوں کو منبج میں چھوڑ دیا۔ حلب اور اس کے قلعہ کو حاکم والی مصر کے نائب کے حوالے کر دیا۔ اس وقت سے حلب انہی لوگوں کے قبضہ میں رہا۔ حتیٰ کہ بنی حمدان میں سے ایک شخص نے جو عزیز الملک کے نام سے معروف تھا حاکم والی مصر کی طرف سے حلب پر قبضہ حاصل کیا۔ حاکم والی مصر کا یہ ساختہ پرداختہ تھا اور اسی نے اسے حلب کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ اس کے بعد عزیز الملک نے حاکم کے بیٹے ظاہر سے بغاوت کی۔ ظاہر کی پھوپھی بنت الملک تمام امور سیاست اور امارت کے سیاہ و سفید کرنے کی مالک و مختار تھی اس نے عزیز الملک کے قتل پر ایک شخص کو مامور کر دیا۔ اس نے اسے مار ڈالا۔ عزیز الملک کے قتل کے بعد عبد اللہ بن علی بن جعفر کتامی کو حلب کی حکومت پر مامور کیا یہ شخص ابن شعبان کتامی کے نام سے معروف تھا اور قلعہ حلب پر صفی الدولہ موصوف خادم کو متعین کیا۔

صالح کا حلب پر قبضہ

چوتھی صدی کے بعد جب مصر میں عبیدیوں کے قوائے حکومت مضمحل ہو گئے اور بنو حمدان کی حکومت شام و جزیرہ سے منقطع ہو گئی تو چاروں طرف سے عرب نے شہروں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ بنو عقیل نے جزیرہ پر قبضہ کر لیا۔ اور عرب نے جمع ہو کر شام کے شہروں کو یوں تقسیم کیا کہ حسان بن مفرج بن دغفل اور اس کی قوم طی کو رملہ سے مصر تک صالح بن مرداس اور اس کی قوم بنو کلاب کو حلب سے عانہ تک اور سنان بن علیان اور اس کی قوم[1] .... کو دمشق اور اس کا تمام صوبہ دیا گیا۔ خلیفہ ظاہر کی طرف سے ان بلاد کا گورنر انوشتکین نامی ایک شخص تھا حسان نے ان کو لوٹ لیا اور ان پر قابض ہو گیا۔ صالح بن مرداس نے حلب پر چڑھائی کر دی اور اسے ابن شعبان کے قبضہ سے نکال لیا۔ اہل شہر نے بخوشی و رضامندی اطاعت کی گردن جھکا دی۔ صالح منظفر و منصور شہر میں داخل ہوا اور ابن شعبان قلعہ حلب میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ صالح نے قلعہ میں اس کا محاصرہ کر لیا رسد و غلہ کی آمد بند کر دی بالآخر اہل قلعہ نے تنگ آ کر امن کی درخواست کی صالح نے ان کو امن دیا اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۲۴ھ کا ہے پھر رفتہ رفتہ اس کی حکومت بعلبک سے عانہ تک پھیل گئی۔

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ (مترجم)

صالح بن مرداس کا قتل

اس وقت سے صالح حلب پر ایک مدت تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس کے بعد ظاہر نے بقصد جنگ صالح وحسان، مصر سے فوجیں مرتب کر کے شام کی جانب روانہ کیں انوشتکین دربدی اس فوج کا افسر اعلیٰ تھا۔ طبریہ میں اردن کے قریب دونوں باغیان دولت علویہ یعنی صالح وحسان سے مڈبھیڑ ہوئی۔ دونوں خم ٹھونک کر میدان میں آئے۔ اور سخت خوں ریز جنگ کے بعد دونوں باغیوں کو شکست ہوئی۔ صالح اپنے چھوٹے لڑکے کے ساتھ اثنار جنگ میں مارا گیا اس کا لڑکا ابو کامل نصر بن صالح اپنی جان بچا کر حلب پہونچا۔ یہ اپنے کو شبل الدولہ کے لقب سے ملقب کرتا تھا جس وقت یہ واقعات ممالک اسلامیہ میں واقع ہونے لگے اس وقت رومیوں کو جو کہ انطاکیہ میں تھے حلب پر قبضہ کر لینے کی طمع دامن گیر ہوئی۔ چنانچہ بہت بڑی جمعیت سے حلب پر حملہ آور ہوئے۔

عیسائیوں کا حلب پر حملہ وشکست

(سنہ ۴۲۱ھ میں) رومی بادشاہ نے (قسطنطنیہ سے) تین لاکھ فوج کی جمعیت سے حلب پر حملہ کیا۔ قریب حلب پہونچ کر خیمہ زن ہوا۔ سرداران روم سے ابن دوقس اس کے ہمراہ تھا۔ اسے پہلے سے رومی بادشاہ سے نفرت تھی کسی بات پر الجھ کر دس ہزار سپاہیوں کو لے کر علیحدگی اختیار کر لی۔ کسی نے رومی بادشاہ سے یہ جڑ دیا کہ ابن دوقش کا بدعہدی کا ارادہ ہے۔ اور اس نے مسلمانوں سے سازش کر لی ہے رومی بادشاہ یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا فوراً پلٹ پڑا۔ اور ابن دوقش کو گرفتار کر لیا۔ رومیوں میں اس واقعہ سے بہت ہل چل پڑ گئی عرب اور اہل سولورسن نے تعاقب کیا شاہی باربرداری کے چار سو اونٹ اسباب کے ساتھ پکڑے گئے بہت سے عیسائی پیاس کی شدت سے مر گئے عرب کے دلاوروں نے شاہی کیمپ پر دفعۃً حملہ کر دیا بادشاہ تن تنہا گھبرا کر بھاگ نکلا۔ عرب نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا قیمتی قیمتی اسباب مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ عیسائیوں نے اپنے مال و اسباب کو چھوڑ کر بھاگ جانا غنیمت جانا۔ اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو کامیابی اور فتح یابی سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔[1]

وزیری کا حلب پر قبضہ

سنہ ۴۲۹ھ میں وزیری نے عساکر مصریہ کی افسری کے ساتھ مصر سے حلب پر فوج کشی کی ان دنوں مصریوں کا خلیفہ مستنصر تھا۔ نصر نے اس امر سے مطلع ہو کر فوجیں مرتب کیں اور خم ٹھونک کر میدان میں آیا۔ قریب حماۃ دونوں فریقوں نے صف آرائی کی۔ نصر کو شکست ہوئی اثنار جنگ میں مارا گیا وزیری نے کامیابی کے ساتھ سنہ مذکور کے ماہ رمضان میں حلب پر قبضہ کر لیا

وزیری کی وفات

وزیری نے حلب پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد آہستہ آہستہ تمام ممالک شام پر قبضہ کر لیا۔ اس سے اس کا رعب و داب بڑھ گیا۔ فوج میں بھی معقول اضافہ ہو گیا۔ ترکوں کی اس کی فوج میں کثرت ہو گئی۔ جاسوسوں نے مصر میں خلیفہ مستنصر اور اس کے وزیر جرجانی سے چغلی کر دی کہ وزیری علم حکومت کی مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے پس وزیر جرجانی نے لشکر دمشق کو وزیری پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اور ان کو یہ سمجھا دیا کہ خلیفہ مستنصر کی بھی یہی رائے ہے چنانچہ لشکر دمشق نے وزیری پر حملہ کر دیا وزیری ان کی مدافعت نہ کر سکا۔ اپنے اسباب وسامان کو بار کر کے حلب کا راستہ لیا۔ پھر حلب سے حماۃ کی جانب قدم بڑھایا۔

---

[1] عبارات مابین خطوط ہلالی بنظر ربط مضمون تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۶۹ مطبوعہ مصر سے اخذ کی گئی ہے۔

اہل حماۃ نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ والی کفرطاب سے خط و کتابت کر کے اس کے پاس چلا گیا۔ والی کفرطاب اسے لئے ہوئے حلب کی طرف روانہ ہوا دونوں حلب میں داخل ہوئے اتنے میں ۴۳۳ھ کا دور آگیا اور وزیر داعی اجل کو لبیک کہہ کر ملک عدم کو چل بسا۔

معز الدولہ شمال بن صالح

وزیری کی موت سے شام کی حکومت اور انتظام کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔ عرب کی طمع کا ہاتھ بڑھ گیا۔ معز الدولہ شمال بن صالح جس وقت سے کہ اس کا باپ اور بھائی مارا گیا تھا رحبہ میں ٹھہرا ہوا تھا یہ خبر پا کر حلب کی طرف بڑھا اس کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ شہر پر قابض ہو گیا۔ وزیری کے ہمراہیوں نے قلعہ کے دروازے بند کر لئے اور اہل مصر سے امداد طلب کی۔ چونکہ والی دمشق حسین بن حمدان جو کہ وزیری کے بعد حکومت دمشق پر خلیفہ مصر کی طرف سے مقرر ہوا تھا حسان بن مفرج والی فلسطین کی جنگ میں مصروف تھا۔ اس وجہ سے وزیری کے ہمراہیوں کی کچھ مدد نہ کر سکا۔ وزیری کے ہمراہیوں نے ایک برس کے کامل محاصرہ کے بعد شمال سے امن کی درخواست کی شمال نے ان لوگوں کو امن دیا اور ماہ صفر ۴۳۴ھ میں حلب پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس زمانہ سے قلعہ پر شمال کا قبضہ قائم رہا یہاں تک کہ عساکر مصریہ نے ابوعبیداللہ بن ناصر الدولہ بن حمدان کی سرکردگی میں حلب پر حملہ کیا اور اس مہم میں عساکر مصریہ کی تعداد پانچ ہزار جنگ آوروں سے زیادہ تھی۔ شمال بھی فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے حملہ آور فریق کی مدافعت کی اتفاق سے ایک ایسا سیلاب آیا کہ جس سے حملہ آور گروہ کے قدم اکھڑ گئے مجبوراً محاصرہ اٹھا لیا اور مصر کی جانب لوٹ آئے۔ اس کے بعد دوبارہ عساکر مصریہ نے مصر سے ۴۴۱ھ میں حلب پر رفق خادم کی افسری میں حملہ کیا۔ شمال نے لڑ کر ان کو پسپا کیا اور اس کے سردار خادم رفق کو گرفتار کر لیا۔ چنانچہ حالت اسیری میں رفق کا انتقال ہو گیا۔

معز الدولہ شمال کی امارت حلب سے دست برداری

گذشتہ شکست سے مصری لشکر کے دم خم میں ذرا بھی فرق نہ آیا حلب پر حملہ آور ہوتا رہا اور آئے دن محاصرہ و جنگ سے شمال کو تنگ کرتا رہا۔ بالآخر شمال کو اس کی امارت سے ناامیدی ہو گئی۔ اور عنان حکومت کو اپنے قبضہ میں رکھنے سے عاجز آگیا۔ تنگ آ کر مصر میں خلیفہ مستنصر کی خدمت میں مصالحت کا پیام بھیجا اور حلب کو حکومت مصر کے حوالہ کر کے اپنی جان آئندہ کی لڑائیوں اور مصائب سے بچائی۔ مستنصر نے اپنی جانب سے تکین الدولہ ابوعلی حسن بن ملہم کو حلب کی حکومت پر مامور کر کے روانہ کیا۔ آخر ۴۴۹ھ میں تکین الدولہ وارد حلب ہوا۔ شمال نے حلب کی عنان حکومت تکین الدولہ کو سپرد کر کے مصر کا راستہ لیا۔ اس کا بھائی عطیہ بن صالح رحبہ چلا گیا اور ابن ملہم حلب پر قابض ہو گیا۔

اہل حلب کی بغاوت

ابن ملہم تقریباً دو برس تک حلب پر حکمراں رہا اس کے بعد اسے یہ خبر لگی کہ اہل حلب نے محمد بن نصر بن صالح سے خط و کتابت شروع کی ہے فوراً محمد بن نصر کو گرفتار کر لیا اس سے اہل حلب میں بے حد جوش پیدا ہوا۔ سب کے سب جمع ہو کر باغی ہو گئے اور ابن ملہم کا قلعہ حلب میں محاصرہ کر لیا۔ اور محمود کو یہ حالات لکھ بھیجے۔ محمود ۴۵۲ھ کے نصف سنہ گذر جانے پر

حلب آیا اور ابن ملہم کا ان لوگوں کے ساتھ قلعہ میں محاصرہ کر لیا۔ چاروں طرف سے عرب کے قبائل اس کے پاس آ آ کر جمع ہو گئے۔ ابن ملہم نے خلیفہ مستنصر سے امداد طلب کی خلیفہ مستنصر نے ناصر الدولہ ابو محمد حسن بن حسین بن حمدان کو لکھ بھیجا کہ فوراً اپنی رکاب کی فوج کو مسلح کر کے ابن ملہم کی کمک پر پہونچ جاؤ۔ چنانچہ ابو محمد فوجیں آراستہ کر کے حلب کی جانب روانہ ہوا۔ محمود نے یہ خبر پا کر قلعہ حلب سے محاصرہ اٹھا لیا۔

ابن ملہم کی گرفتاری و رہائی

ابن ملہم قلعہ سے نکل کر شہر میں آیا ناصر الدولہ بھی اس کے ساتھ ساتھ شہر حلب میں داخل ہوا۔ ان دونوں کے لشکریوں نے شہر حلب کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا اس کے بعد محمود اور ناصر الدولہ کی فوجوں سے حلب کے باہر ایک میدان میں مقابلہ ہوا۔ میدان محمود کے ہاتھ رہا۔ ناصر الدولہ بن حمدان کو شکست ہوئی۔ اثنار جنگ میں قید ہو گیا۔ محمود میدان جنگ سے واپس ہو کر شہر آیا۔ اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اسی سنہ کے ماہ شعبان میں قلعہ حلب پر بھی قابض ہو گیا۔ اور ابن حمدان و ابن ملہم کو رہا کر دیا۔ یہ لوگ رہائی کے بعد مصر کی جانب واپس ہوئے۔

معز الدولہ شمال کا حلب پر قبضہ

جس وقت محمود نے ابن ملہم کو شکست دے کر قلعہ حلب پر قبضہ کر لیا۔ ان دنوں معز الدولہ شمال بن صالح مصر میں موجود تھا۔ شمال مصر میں اس زمانہ سے تھا جب کہ اس نے ۴۴۹ھ میں حلب کو خلیفہ مستنصر کے حوالہ کیا تھا خلیفہ مستنصر نے اس وقت معز الدولہ شمال کو حلب کی طرف روانگی کا حکم دیا اور اس کے بھتیجے کے قبضہ سے حلب کو نکال لینے کی اجازت دی۔ چنانچہ معز الدولہ شمال ماہ ذی الحجہ ۴۵۲ھ میں سفر و قیام کرتا ہوا حلب کے قریب پہونچا۔ اور کمال حزم و احتیاط سے محاصرہ کر لیا۔ محمود نے اپنے ماموں منیع بن شبیب بن وثاب نمیری والی حران سے امداد طلب کی منیع نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ اور خود بذاتہ شریک جنگ ہوا شمال نے حلب سے محاصرہ اٹھا لیا اور محرم ۴۵۳ھ میں بریہ کا راستہ اختیار کیا۔ منیع بھی حران کی جانب واپس ہوا۔ شمال نے پلٹ کر حلب پر حملہ کر دیا اور ماہ ربیع سنہ مذکور میں قبضہ حاصل کر لیا۔ کامیابی کے بعد رومی ممالک پر جہاد کیا اور مظفر و منصور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا۔

معز الدولہ شمال کی وفات

قبضہ حلب کے تھوڑے ہی دن بعد یعنی ماہ ذی القعدہ ۴۵۴ھ میں شمال رہگزار ملک عدم ہوا۔ مرتے وقت اپنے بھائی عطیہ بن صالح کو اپنا ولی عہد مقرر کر گیا۔ عطیہ اس زمانے سے رحبہ میں تھا جبکہ شمال نے مصر کا قیام اختیار کیا تھا عطیہ اس واقعہ سے مطلع ہو کر حلب آیا اور عنان حکومت اپنے قبضہ میں لے لی۔

محمود بن نصر کا حلب پر قبضہ

جس وقت عطیہ نے حلب پر قبضہ حاصل کر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ سلاطین سلجوقیہ ممالک عراق اور شام پر قابض ہو گئے تھے اور صوبجات ممالک اسلامیہ میں انہی کا دور دورہ ہو رہا تھا اس وقت ان میں کا ایک گروہ عطیہ کے پاس آیا عطیہ نے اسے اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ اس سے عطیہ کی قوت میں نمایاں ترقی ہو گئی کچھ روز بعد عطیہ کے ہمراہیوں اور مصاحبوں نے عطیہ کو ان لوگوں کے آئندہ خطرات سے آگاہ کیا۔ اور یہ رائے دی کہ ان لوگوں

کو صفحۂ ہستی سے معدوم و نابود کر دو چنانچہ عطیہ نے اہل شہر کو اشارہ کر دیا۔ اہل شہر نے ان میں سے ایک جماعت کا کام تمام کر دیا باقی ماندگان جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے محمود بن نصر کے پاس حران میں جا کر دم لیا۔ اور اسے قبضہ حلب پر آمادہ کرنے لگے۔ محمود کو ان لوگوں کے کہنے سننے سے قبضہ حلب کا خیال پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کر کے حلب پر آ پہونچا۔ اور محاصرہ کر لیا۔ دو چار لڑائیوں کے بعد ماہ رمضان ۴۵۵ھ میں بزور تیغ فتح کر لیا اور نہایت استقلال و استحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ اس کا چچا عطیہ رقہ چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا یہاں تک کہ شرف الدولہ مسلم بن قریش نے ۴۶۳ھ میں رقہ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ یہ ۴۶۵ھ میں رومیوں کے ملک میں چلا گیا۔ اور ان ترکوں کو جو اپنے امیر ابن خان کے ہمراہ ۴۶۰ھ میں اس کی خدمت میں آئے تھے رومیوں کے قلعوں کی طرف سر کرنے کی غرض سے روانہ کیا ان لوگوں نے محاصرہ کیا اور بزور تیغ ان پر قابض ہوئے۔

محمود کی اطاعت

ان واقعات کے بعد محمود نے طرابلس کی طرف قدم بڑھایا۔ اور نہایت مستعدی سے اس کا محاصرہ کیا اہل طرابلس نے تاوان جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ محمود نے طرابلس سے محاصرہ اٹھا لیا۔ اس کے بعد محاصرۂ دیار بکر، آمد اور الرہا سے فارغ ہو کر سلطان الپ ارسلان نے محمود کی طرف رُخ کیا مگر کامیاب نہ ہوا جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے الغرض سلطان الپ ارسلان حلب کی طرف آیا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ محمود بن نصر اس وقت حلب ہی میں تھا اس اثنا میں خلیفہ قائم کی سفارت دعوت عباسیہ کے بارے میں وارد ہوئی۔ محمود نے اطاعت قبول کی اور علم خلافت عباسیہ کا مطیع ہو گیا اور سفیر خلیفہ ازہر ابوالفرا ابن طراد زینی کے توسط سے سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ سلطان مجھے حاضری سے معاف فرمائیں۔ سلطان نے اس سے انکار کیا اور محمود کے محاصرہ میں شدت کرنے لگا۔ چاروں طرف سے سنگباری شروع کر دی۔ ایک روز شب کے وقت اپنی والدہ منیعہ بنت وثاب کے ساتھ حلب سے نکل کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نے آخر ۴۶۰ھ میں محمود کو خلعت عنایت کیا۔ پھر محمود نے اپنے بیٹے شبیب کو ان ترکوں کی طرف بھیجا جنہوں نے اس کے باپ محمود کو حلب کی حکومت دلائی تھی ان ترکوں نے فتنہ و فساد کا بازار گرم کر رکھا تھا جب شبیب ترکوں کی قیام گاہ کے قریب پہونچا۔ ترک اس سے ملنے کے لئے آئے مگر ان لوگوں نے اس کی درخواست قبول نہ کی صف آرائی کی نوبت پہونچ گئی اثنار جنگ میں ایک تیر آ لگا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی۔

وفات نصر

نصر کے مرنے پر اس کا بھائی سابق حکمران ہوا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ وہی شخص ہے کہ جس کی حکومت و امارت کی اس کے باپ نے وصیت کی تھی۔ مگر اس کی کم سنی کی وجہ سے اس کی وصیت کا نفاذ نہ ہو سکا۔ جب یہ حکمراں ہوا تو اس نے احمد شاہ سپہ سالار ترکمان کو طلب کر کے خلعت عنایت کیا۔ اور حسن سلوک سے پیش آیا۔ ایک زمانہ دراز تک یہ حکمرانی کرتا رہا۔ یہ ترکمان وہی تھے جنہوں نے اس کے باپ کو قتل کیا تھا۔

دولت بنی صالح کا خاتمہ

۴۷۲ھ میں تتش نے قبضہ دمشق کے بعد حلب پر فوج کشی کی اور ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا۔ اہل حلب نے ترکوں کی حکومت سے غیر مطمئن ہو کر

مسلم بن قریش کو حلب پر قبضہ کر لینے کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ مسلم بن قریش نے اس غرض سے حلب کی طرف کوچ کیا لیکن اہل حلب کی بعض حرکات کی وجہ سے آئندہ خطرہ کا خیال کر کے واپس ہو گیا۔ اس مہم کا سرگروہ ابن حسین عباسی نامی ایک شخص تھا اتفاق سے ایک روز سابق کا لڑکا شکار کھیلنے کے لئے اپنے شکارگاہ میں گیا حلب کے گرد و نواح کے کسی قلعہ کا ترکمان یہ خبر پا کر شکارگاہ میں پہونچ گیا اور اسے گرفتار کر کے مسلم بن قریش کے پاس بھیجدیا مسلم بن قریش سے نظربند کئے ہوئے حلب کی جانب لوٹا اور اس کے باپ سابق سے حلب کی سپردگی کی شرط سے اس کے لڑکے کے رہا کرنے کا معاہدہ کیا۔ چنانچہ سابق نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ مسلم بن قریش نے کامیابی کے ساتھ ۴۷۳ھ میں شہر پر قبضہ کر لیا۔ سابق بن محمود اور اس کا بھائی وثاب قلعہ نشین ہو گیا۔ چند روز بعد امان حاصل کر کے قلعہ کو بھی مسلم کے حوالے کر دیا۔ مسلم نے حلب اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں بشارت فتح کا نامہ روانہ کیا۔ اور یہ درخواست کی کہ حسب دستور قدیم مجھے مقبوضہ بلاد کی سند حکومت بشرط ادائے خراج مرحمت فرمائی جائے۔ سلطان ملک شاہ نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا چنانچہ یہ بلاد مسلم بن قریش کے مقبوضات میں داخل ہو گئے یہاں تک کہ سلطان نے اس کے بعد ان بلاد پر قبضہ کر لیا۔

ابن قطلمش اور تتش

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ مسلم بن قریش کو سلیمان بن قطلمش نے قتل کیا تھا جیسا کہ مسلم کے حالات میں تحریر کیا گیا ہے جب سلیمان نے اسے قید حیات سے سبکدوش کر دیا تو ابن حسین عباسی سپہ سالار حلب نے حلب حوالہ کر دینے کا پیام سلیمان کے پاس بھیجا۔ اس سے پیشتر تتش نے بھی حلب کا محاصرہ کیا تھا اور بزور جنگ اس پر قبضہ کر لینے کی تمنا کی تھی۔ ابن حسین نے دونوں سے مصلحتاً حلب کی سپردگی کا وعدہ کر لیا تھا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر تتش تک پہونچ گئی فوراً سامان جنگ درست کر کے حلب کی طرف کوچ کر دیا۔ سلیمان بن قطلمش بھی آ پہونچا دونوں میں مڈبھیڑ ہو گئی سخت اور خوں ریز جنگ کے بعد سلیمان مارا گیا۔ یہ واقعہ ۴۷۹ھ کا ہے۔

تتش کا حلب پر قبضہ

تتش نے سلیمان کے قتل کے بعد اس کا سر اتار کر ابن حسین کے پاس حلب روانہ کیا اور ایفاء وعدہ کا خواستگار ہوا۔ ابن حسین نے لکھا کہ میں اس کی بابت سلطان ملک شاہ سے مشورہ کر لوں تو حلب کو آپ کے حوالہ کر دوں۔ تتش کو اس سے بے حد برہمی پیدا ہوئی حلب کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر نے خط و کتابت کر کے سازش کر لی اور رات کے وقت تتش کو شہر میں داخل کر لیا۔ چنانچہ تتش شہر حلب پر قابض ہو گیا۔ تتش کے امراء میں سے امیر ارتق بن اکسک نے ابن حسین کی سفارش کی۔ سالم بن بدران بن مقلد نے قلعہ کے دروازے بند کر لیئے۔ تتش نے اس کا بھی محاصرہ کر لیا۔

سلطان ملک شاہ کی حلب کو روانگی

ابن حسین نے اس واقعہ سے قبل سلطان ملک شاہ کی خدمت میں جب کہ اسے تاج الدولہ تتش کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا تھا ایک عرضداشت قبضہ حلب کے لئے روانہ کی تھی۔ اس بناء پر سلطان ملک شاہ نے اصفہان سے ۴۷۹ھ[1] میں حلب

---

[1] تاریخ کی غلطی ہے اس سنہ میں سلطان ملک شاہ سریر حکومت پر نہ تھا۔ یہ واقعہ ۴۷۹ھ کا ہے دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۶۰ مطبوعہ مصر (مترجم)

کی جانب کوچ کیا تھا موصل ہوتا ہوا حران پہونچا۔ اور اسے ابن شاطر کے قبضہ سے نکال کر محمد بن شرف الدولہ کو بطور جاگیر مرحمت فرمایا۔ اس کے بعد الرہا کی طرف قدم بڑھایا۔ اور اسے رومیوں کے ہاتھ سے چھین کر قابض ہو گیا۔ رومیوں نے اسے ابن عطیہ سے خریدا تھا۔ پھر قلعہ جعفر (جعبر) کی طرف بڑھا۔ ایک دن رات کے محاصرے کے بعد اسے بھی فتح کر لیا۔ جس قدر بنی قشیر وہاں ملے سب کو تہ تیغ کیا قلعہ جعبر کا ایک نابینا بوڑھا حاکم تھا اس کے دو بیٹے تھے یہ لوگ رہزنی کیا کرتے تھے اور مسافروں کو لوٹ کر قلعے میں چلے جاتے تھے اس قلعہ کو سر کر کے منبج پر جا پہونچا اور اسے بھی اپنے مقبوضات میں داخل کر کے حلب کی طرف بڑھا۔ اس کا بھائی تاج الدولہ تتش اس وقت حلب کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ سترہ دن گذر چکے تھے نہ تو اہل قلعہ نے اطاعت قبول کی تھی اور نہ اسے بزور تیغ و محاصرہ کسی کامیابی کی صورت دکھائی دیتی تھی۔

سلطان ملک شاہ کا حلب پر قبضہ

سلطان ملک شاہ کی آمد کی خبر سُن کر محاصرہ اٹھا لیا اور دمشق کی جانب واپس ہوا سلطان ملک شاہ نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ باقی رہے اہل قلعہ وہ تھوڑی دیر تک لڑتے رہے دونوں طرف سے تیر باری ہوتی رہی بالآخر سالم بن بدران نے اپنی ناکامی کا یقین کر کے اطاعت قبول کر لی اور قلعہ کو اس شرط سے کہ قلعہ جعفر اسے بطور جاگیر مرحمت فرمایا جائے سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ سلطان نے قلعہ جعفر بطور جاگیر عنایت کیا۔ اس وقت سے یہ قلعہ اس کے اور اس کے لڑکوں کے قبضہ میں رہا۔

امارت حلب پر قسنقر کا تقرر

یہاں تک کہ سلطان نورالدین محمود زنگی شہید نے اس قلعہ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ اسی اثنا میں نصر بن علی بن منقذ کنانی والی شیرز نے اطاعت و فرمانبرداری کی ایک سفارت سلطان کی خدمت میں روانہ کی۔ سلطان اپنی طرف سے قسیم الدولہ اقسنقر جد الملک العادل سلطان نورالدین محمود زنگی شہید کو حلب پر مامور کر کے عراق کی طرف واپس ہوا۔ اہل حلب کی سفارش پر سلطان نے ابن حسین کی عفو تقصیر کر دی اور اسے دیار بکر بھیج دیا۔ چنانچہ ابن حسین وہاں پر جا کر مقیم ہوا اور نہایت فقر و تنگی کی حالت میں وہیں انتقال کیا۔ و اللّٰہ مالک الامور لا رب غیرہٗ

باب ۵۵

امارت حلہ

دولت بنو مزید

سردار ابوالحسن علی بن مزید

یہ بنو مزید قبیلہ بنو اسد سے تھے۔ یہ لوگ بغداد سے بصرہ اور نجد تک پھیلے ہوئے تھے۔ انھی لوگوں کا نمائندہ تھا انھی کے اعزہ اور خاندان سے بنو دبیس اطراف خوزستان کے ایک جزیرہ میں جو انھی کی وجہ سے معروف و مشہور رہے رہتے تھے۔ بنو مزید کا سردار ابوالحسن علی بن مزید اور اس کا بھائی ابوالغنائم تھا۔ ابوالغنائم ابتداءً بنو دبیس کے پاس گیا اور ایک مدت تک ان کے پاس مقیم رہا۔ پھر ان[1] کے پاس سے بھاگ آیا کوئی شخص اسے نہ پا سکا ابوالحسن کے پاس پہونچا اور تمام واقعات اسے بتائے ابوالحسن نے ان لوگوں پر چڑھائی کی عمید الجیوش سے امداد کا طالب ہوا چنانچہ عمید الجیوش نے براہ دریا دیلمی فوج کو اس کی کمک پر روانہ کیا۔ دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی ابوالحسن شکست کھا کر بھاگا ابوالغنائم اسی معرکہ میں کام آگیا۔ یہ واقعہ سنہ ۴۰۱ھ کا ہے۔

ابوالحسن کی بنو دبیس پر فوج کشی

جب سنہ ۴۰۵ھ کا دور آیا تو ابوالحسن نے ایک بڑی فوج مرتب کر کے اپنے بھائی ابوالغنائم کا بدلہ لینے کے لئے بنو دبیس پر چڑھائی کی۔ بنو دبیس نے بھی یہ خبر پا کر بہت بڑا جم غفیر جمع کر لیا۔ مضر، حسان، بنہان اور طراد بنو دبیس کے علاوہ اس اطراف کے اکراد شاہجان اور حاوانیہ بھی جمع ہو گئے دونوں حریفوں نے صف آرائی کی میدان ابوالحسن کے ہاتھ رہا بنو دبیس کو شکست ہوئی حسان اور بنہان مارے گئے ابوالحسن بن مزید ان کے مال و اسباب اور تمام مقبوضات پر قابض ہو گیا بنو دبیس کے بقیہ لوگ بھاگ کر جزیرہ پہونچے۔ فخر الدولہ نے جزیرہ دبیسیہ کی عنان حکومت ان کے سپرد کر دی اور اس میں سے طیب اور قرقوب کو مستثنیٰ کر لیا۔ ابوالحسن نے فتح یابی کے بعد اسی مقام پر قیام اختیار کیا۔ چند روز بعد مضر بن دبیس نے ایک فوج مرتب کی اور ایک روز شب کے وقت ابوالحسن پر شب خون مارا ابوالحسن کو اس کی خبر نہ تھی شکست کھا کر شہر نیل میں جا کر دم لیا۔ اور پناہ گزیں ہوا مضر نے اس کے مال و اسباب اور جزیرہ پر قبضہ کر لیا۔

---

[1] ابوالغنائم کے بھاگ آنے کی وجہ یہ تھی کہ اس نے بنو دبیس کے ایک سردار کو مار ڈالا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۳، ۱۷ مطبوعہ مصر

ابوالحسن علی کی وفات

۴۰۸ھ میں ابوالحسن بن مزید اسدی اپنی زندگی کے زمانہ کو پورا کر کے رہگزار ملک عدم ہوا۔

دبیس بن ابوالحسن علی

اس کی جگہ اس کا بیٹا نورالدولہ ابوالاعز دبیس حکمرانی کرنے لگا۔ اس کے باپ نے اپنی حیات میں اس کے بھائی کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اور سلطان الدولہ نے اسے خلعت مرحمت فرمایا تھا اور ولی عہدی کی اجازت دی تھی مگر اپنے باپ کے مرنے کے بعد جب یہ حکمران ہوگیا۔ تو اس کا بھائی مقلد بن ابوالحسن امارت کا دعویدار ہوا۔ بنو عقیل کے پاس گیا اور انہی لوگوں میں قیام اختیار کیا اسی وجہ سے دبیس اور قرادش سرداران بنو عقیل کے درمیان بیسیوں جھگڑے ہوئے متعدد لڑائیاں ہوئیں دبیس نے ان کے خلاف بنو خفاجہ کو ملا لیا۔ اور انبار کو اس کے قبضہ سے ۴۱۶ھ میں نکال لیا اس کے بعد خفاجہ نے دبیس سے بدعہدی کی اس وقت ان کا سردار منیع بن حسان نامی ایک شخص تھا اس نے جامعین کی جانب کوچ کیا اور اسے تاخت و تاراج کر کے کوفہ پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد دبیس اور قرادش میں باہم اتفاق ہو گیا۔ اس وجہ سے انتظامات درست ہو گئے مگر خفاجہ بنو عقیل کنارہ فرات کو دبا بیٹھے۔

جزیرہ دبیسہ پر منصور بن حسین کا قبضہ

جزیرہ دبیسہ ایک مدت سے طراد بن دبیس کے قبضہ اقتدار میں تھا ۴۱۸ھ میں منصور بن حسین نے جو کہ قبیلہ بنو اسد کی شاخوں میں سے تھا۔ طراد بن دبیس کو جزیرہ دبیسہ سے نکال کر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کے چند دن بعد طراد مر گیا اس کا بیٹا ابوالحسن جلال الدولہ کی خدمت میں بغداد چلا گیا۔ منصور بن حسین نے ملک ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا تھا علی بن طراد نے جلال الدولہ سے یہ درخواست کی کہ اگر آپ ایک فوج میری کمک پر مامور کیجئے تو میں ایک دم میں منصور کو جزیرہ سے نکال باہر کر دوں۔ چنانچہ جلال الدولہ نے علی بن طراد کے ساتھ ایک فوج روانہ کی۔ علی بن طراد نے واسط کی جانب کوچ کیا۔ اور نہایت تیزی سے سفر شروع کیا منصور کو اس کی خبر لگی تو اس نے بھی تیاری شروع کر دی بعض امرائے ترک یعنی ابو صالح کرکبر نے اس کی کمک پر کمر ہمت باندھی ابو صالح کسی وجہ سے جلال الدولہ کی خدمت سے بھاگ کر ابو کالیجار کے پاس چلا آیا تھا۔ اس وجہ سے ابو صالح نے منصور کی مدد پر مستعدی ظاہر کی۔ ان لوگوں سے اور علی بن طراد سے معرکہ آرائی ہوئی۔ میدان ان لوگوں کے ہاتھ رہا۔ علی بن طراد کو شکست ہوئی اثنائے جنگ میں مارا گیا۔ ترکوں کا ایک گروہ جسے جلال الدولہ نے اس کی مدد پر مامور کیا تھا اس معرکہ میں کام آگیا۔ جزیرہ دبیسہ کی حکومت پر منصور بن حسین استقلال و استحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔

دبیس اور جلال الدولہ کی جھڑپیں

مقلد برادر دبیس بن مزید جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں بنو عقیل کے پاس چلا گیا تھا چونکہ اس سے اور نورالدولہ دبیس سے عداوت تھی اس وجہ سے یہ منیع بن حسان امیر خفاجہ کے پاس جا پہونچا۔ اور دونوں متفق ہو کر جلال الدولہ کی مخالفت اور کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے کی غرض سے دبیس سے جنگ کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ دبیس کو اس کی خبر لگ گئی ابو کالیجار کو عراق بلا بھیجا۔ ابو کالیجار وارد واسط ہوا۔ اس وقت الملک العزیز بن جلال الدولہ واسط

ہی میں تھا ابو کالیجار کی آمد کی خبر پا کر واسط چھوڑ کر نعمانیہ کی طرف روانہ ہوا۔ دبیس نے شہر کا بند توڑ دیا بہت سا مال و اسباب ضائع ہو گیا ایک بڑی جماعت ڈوب کر ہلاک ہو گئی۔ ابو کالیجار نے قراوش والی موصل اور اثیر عنبر خادم کو عراق آنے کی ترغیب دی۔ یہ لوگ عراق کی جانب روانہ ہوئے رفتہ رفتہ کحیل پہونچے اثیر عنبر کا اس مقام پر انتقال ہو گیا۔ جلال الدولہ نے فوجیں فراہم کیں اور ابوالشوک والی بلاد اکراد سے امداد طلب کی چنانچہ ابوالشوک امداد کی غرض سے واسط کی جانب آیا۔ اور وہیں قیام پذیر ہو گیا بارش شروع ہو گئی ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ نظر آنے لگا۔

جلال الدولہ کو تنگ دستی ستانے لگی اپنے ہمراہیوں کے مشورہ سے فوجیں مرتب کر کے اہواز کی طرف غارت گری کے قصد سے قدم بڑھایا۔ اس وقت اہواز پر ابو کالیجار کا قبضہ تھا۔ ابو کالیجار نے یہ سن کر اہواز کو جلال الدولہ کی دست برد سے بچانے کی غرض سے جلال الدولہ سے یہ کہلا بھیجا کہ سلطان محمود بن سبکتگین کی فوجیں عراق کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ جلال الدولہ نے ذرا بھی اس خبر کی طرف توجہ نہ کی کوچ و قیام کرتا ہوا اہواز پہونچا اور بلا مزاحمت و قتال اہواز کو جی کھول کر لوٹ لیا۔ ابو کالیجار کے کانوں تک یہ خبر پہونچی تو فوراً فوجیں مسلح کر کے جلال الدولہ کی مدافعت کے لئے روانہ ہوا۔ اور دبیس کو خفاجہ کی غارت گری کے خیال اور خوف سے اپنے مال و اسباب کی محافظت پر چھوڑتا گیا۔ جلال الدولہ اور ابو کالیجار سے مڈبھیڑ ہوئی سخت اور خوں ریز جنگ[1] کے بعد ابو کالیجار کو شکست ہوئی۔ اس کے بہت سے ہمراہی کام آئے۔ جلال الدولہ نے واسط پر قبضہ کر کے اپنے بیٹے الملک العزیز کو واسط کی حکومت پر جیسا کہ اس سے پیشتر تھا مامور کیا۔

جلال الدولہ اور دبیس کے مابین مصالحت

اس شکست کے بعد دبیس بخوف خفاجہ ابو کالیجار کی رفاقت ترک کر کے اپنے شہر آیا۔ اس کے اعزہ کا ایک گروہ اس سے مخالف ہو کر اطراف جامعین میں لوٹ مار کر رہا تھا۔ دبیس نے ان سے معرکہ آرائی کی اور ان پر کامیابی حاصل کر کے ان کے ایک گروہ کو قید کر لیا۔ ان میں ابوعبداللہ حسن ابن ابوالغنائم بن مزید، شبیب، سرایا اور وہب پسران حماد بن مزید وغیرہم تھے۔ دبیس نے ان لوگوں کو جوسق میں قید کر دیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی مقلد نے عرب کو جمع کیا۔ اور جلال الدولہ سے امداد طلب کی چنانچہ جلال الدولہ نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں مقلد نے دبیس پر فوج کشی کی۔ اس معرکہ میں دبیس کو شکست ہوئی اس کے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت کو مقلد نے گرفتار کر لیا۔ اور اس کے مال و اسباب اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ جس قدر قیدی تھے لے جا کر قید کر دیا دبیس بحال پریشاں شکست اٹھا کر سندیہ جا کر پناہ گزین ہوا مجد الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا چند روز بعد جلال الدولہ سے صفائی ہو گئی سند گورنری دینے کی شرط بر مال مقررہ کے ادا کرنے کی ضمانت دی۔ جلال الدولہ نے دبیس کی اس درخواست کو منظور کر لیا۔ سند حکومت کے ساتھ خلعت خوشنودی بھی عنایت کیا۔ جس سے دبیس کی حالت پھر درست ہو گئی۔

---

[1] یہ لڑائی سنہ ۴۲۰ھ میں ہوئی تھی۔ تین شبانہ روز لڑائی ہوتی رہی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۵۶ مطبوعہ مصر۔

مقلد کو ان واقعات کی خبر لگی اس وقت اس کی رکاب میں خفاجہ کا ایک جم غفیر تھا۔ ان سب نے مطیر آباد اور نیل کو تاخت و تاراج کیا اور اس کے مضافات کو بھی جی کھول کر لوٹا۔ حلہ اس وقت تک تعمیر نہیں کیا گیا تھا اس کے بعد مقلد نے دجلہ کو عبور کیا ابوالشوک کے پاس پہونچا اور اس کے پاس مقیم رہا اور سارے کام اصلاح پذیر ہو گئے۔

ابو قوام ثابت بن علی

ابو قوام ثابت بن علی بن مزید ایک مدت دراز سے بساسیری کے پاس رہا کرتا تھا اس کے خاص حاشیہ نشینوں میں سے تھا سنہ ۴۲۲ھ میں بساسیری نے دبیس پر فوج کشی کی ابو قوام ثابت بھی اس کے ہمراہ تھا چنانچہ نیل اور تمام مقبوضات دبیس پر بساسیری نے قبضہ کر لیا۔ دبیس نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ کو ثابت سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا اتفاق یہ کہ ان لوگوں کو ثابت کے مقابلہ پر شکست ہوئی۔ دبیس نے اپنے ہمراہیوں کی شکست سے مطلع ہو کر اپنے شہر کو ثابت کے لئے چھوڑ دیا۔ اور چلتا پھرتا نظر آیا۔

معرکہ جرجرایا

حتی کہ بساسیری بغداد کی جانب واپس ہوا۔ اس وقت دبیس نے بنو اسد اور خفاجہ کو جمع کیا ابو کامل منصور بن قراد بھی اس کا ہم آہنگ ہو گیا۔ ان سب نے اپنے مال و اسباب کو ایک قلعہ میں رکھ کر دبیس کو دوبارہ حکومت و امارت دلانے کے لئے کوچ کیا۔ مقام جرجرایا میں ثابت سے مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی اور سخت لڑائی ہوئی فریقین کے سیکڑوں آدمی کام آئے پھر خود بخود ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ بالآخر اس شرط پر کہ دبیس کو اس کے مقبوضات واپس دے دیئے جائیں اور ان مقبوضات میں سے بعض صوبے اس کے بھائی ثابت کے حوالہ کئے جائیں باہم مصالحت ہو گئی عہدنامہ لکھا گیا دونوں فریقوں نے قسمیں کھائیں اور علیحدہ ہو گئے۔ اس کے بعد بساسیری ثابت کی امداد کو نعمانیہ میں وارد ہوا مصالحت کی خبر پاکر واپس ہو گیا۔

لشکر واسط اور دبیس کی جنگ

الملک الرحیم نے سنہ ۴۴۱ھ میں متعلقات نہر صلہ اور نہر فضیل جو کہ لشکر واسط کے جاگیر میں تھے دبیس بن مزید کو بطور جاگیر مرحمت فرمائے۔ اس سے لشکر واسط میں ناراضگی پیدا ہوئی سب کے سب جمع ہو کر دبیس پر چڑھ گئے لڑائی کی دھمکی دی دبیس نے جواب دیا کہ الملک الرحیم نے مجھے جاگیریں مرحمت فرمایا ہے آؤ ہم اور تم اپنی اپنی تحریریں الملک الرحیم کی خدمت میں بھیجیں جو کچھ وہ فیصلہ فرما دیں اس پر ہم لوگ قناعت کریں لشکر واسط نے اس جواب کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی حملہ کر دیا۔ دبیس نے یہ خبر پاکر چند دستہ فوج کو کمینگاہ میں بٹھا دیا۔ جس وقت لشکر واسط کمینگاہ سے گزر کر آگے بڑھا دبیس کی فوج نے کمینگاہ سے نکل کر لشکر واسط پر حملہ کر دیا لشکر واسط اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا دبیس کی فوج نے انتہائی بے رحمی اور سختی سے انھیں جی کھول کر پامال کیا۔ ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ ہزار ہا مویشی اور بار برداری کے جانور پکڑ لئے اس شکست کے بعد لشکر واسط کی جانب واپس ہوا۔ لشکر بغداد سے امداد طلب کی بساسیری کو ان لوگوں کی مدافعت کی ترغیب اور نہر صلہ اور نہر فضیل کے واپس دلانے کی تحریک کرنے لگے۔

دبیس اور خفاجہ کا معرکہ

۴۴۸ھ میں بنو خفاجہ نے جامعین کی طرف قدم بڑھایا۔ جامعین دبیس کے مقبوضات میں سے تھا۔ بنو خفاجہ نے اس اطراف میں فتنہ مچا دیا۔ غربی فرات کو لوٹ لیا۔ اس وقت دبیس شرقی فرات میں تھا ان واقعات سے مطلع ہو کر دبیس نے بساسیری سے امداد کی درخواست کی چنانچہ بساسیری بذاتہ اس کی کمک پر آیا۔ دبیس نے بساسیری کے ساتھ فرات کو عبور کر کے خفاجہ سے لڑائی چھیڑ دی۔ اور اپنے پرزور حملوں سے بنو خفاجہ کو جامعین کی حدود سے نکال باہر کیا۔ بنو خفاجہ نے بریہ کا راستہ اختیار کیا۔ چند روز بعد پھر واپس ہو کر ہنگامہ و فساد برپا کر دیا۔ دبیس نے ان پر دوبارہ فوج کشی کی بنو خفاجہ جامعین چھوڑ کر بریہ کی طرف بڑھے۔ دبیس نے تعاقب کیا خفان میں پہونچ کر بنو خفاجہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ دبیس نے ان لوگوں پر نہایت سختی سے حملہ کر دیا۔ خفان پر چاروں طرف سے محاصرہ ڈال دیا اور بزور تیغ اسے فتح کر کے بنو خفاجہ کو وہاں سے نکال دیا۔ قلعہ کو منہدم کرا کر زمین دوز کر دیا۔ اس کے بعد بغداد کی جانب واپس ہوا۔ خفاجہ کے قیدی ساتھ ساتھ تھے۔ بغداد پہونچ کر ان لوگوں کو پھانسی پر چڑھا دیا۔ تھوڑے دن قیام کر کے جری کی طرف قدم بڑھایا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل جری نے مصالحت کی درخواست کی بساسیری نے سات ہزار دینار تاوان جنگ طلب کیا۔ ان لوگوں نے اپنے سرے لیا۔ چنانچہ بساسیری نے ان لوگوں کو امن دیا۔
